ترجمہ

النهاية للبداية

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ

مترجمین

مفتی ثناء اللہ محمود

مولانا ابو طلحہ محمد اصغر مغل

قربِ قیامت کے فتنے اور جنگیں
مع
قیامت کے بعد کے احوال

قربِ قیامت کے فتنے اور جنگیں
مع
قیامت کے بعد کے احوال

ترجمہ النہایۃ للبدایۃ

حافظ عماد الدین ابوالفدا اسماعیل ابنِ کثیر

مترجمین

مفتی ثناء اللہ محمود

مولانا ابوطلحہ اصغر مغل

اریب پبلیکیشنز

1542, Pataudi House, Darya Ganj, New Delhi- 2

نام کتاب : قرب قیامت کے فتنے اور
جنگیں مع قیامت کے بعد کے احوال

اُردو ترجمہ النہایۃ للبدایۃ

مؤلف : حافظ عماد الدین ابوالفدا اسماعیل ابن کثیرؒ

اُردو ترجمہ مفتی ثناء اللہ محمود

ناشر : اریب پبلی کیشنز

سنہ اشاعت : 2008ء

صفحات : 488

قیمت : -/195

QURB-E-QAYAMAT KE FITNE AUR JANGEIN
MAY QAYAMAT KE BAAD KE AHWAL
– Mufti Sanaullah Mehmood

ناشر

اریب پبلیکیشنز

1542 پٹودی ہاؤس دریا گنج نئی دہلی -۲

فون: 23282550 / 23284740 فیکس: 23267510

فہرست مضامین

قرب قیامت کے فتنے اور جنگیں

مع قیامت کے بعد کے مفصل احوال

حصہ ۱۵ و ۱۶ تاریخ ابن کثیر

النہایۃ للبدایۃ

مقدمہ از مترجمین

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے اپنی نعمتوں سے انسان کو نوازا ہے۔ ایسی تمام تعریفیں جو اللہ تعالیٰ کی ذات اس کے جلال اور عظمت کے شایان شان ہیں، ہم ان سب سے رب تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں۔ اور درود وسلام اس ذات گرامی پر جو خیر الخلائق اور خاتم الرسل ومولائے کل ہیں، ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل اور تمام صحابہ پر۔

امابعد: زیر نظر جو کتاب ہمارے سامنے ہے یہ آخری زمانے کے فتنوں اور آثار قیامت کے بارے میں انتہائی اعلیٰ درجے کی کتاب ہے اور اس کا پایہ مراتب مؤلف قدس سرہ کے نام سے ہی ظاہر ہو جاتا ہے۔

مؤلف علامہ ابن کثیرؒ نے اس کتاب میں ان قرآنی آیات اور احادیث کو ذکر کیا ہے جو آخری زمانے کے فتنوں اور علامات قیامت سے متعلق ہیں کہ قیامت سے پہلے کون کون سے بڑے واقعات رونما ہونگے۔ چھوٹی بڑی نشانیاں کون سی ہیں؟ اس دار فانی سے جانے کے بعد صبح دوام زندگی تک کیا ہوگا؟ میدان حشر میں کیا ہوگا؟ شفاعت اور حساب کتاب اور دیدار جل جلالہ سے متعلق بہترین گفتگو کی ہے۔

یہ کتاب حافظ ابوالفداء اسماعیل ابن کثیر قرشی الدمشقی رحمہ اللہ علیہ نے تالیف کی ہے۔ اس کتاب کی احادیث کی تخریج جناب ''خلیل مامون شیحا'' نے کی اور اس پر تعلیق کا کام یعنی آیات قرآنیہ کی تخریج، بعض مشکل الفاظ کے معانی وغیرہ کا بیان جناب ''محمد خیر طعمہ حلبی'' نے کیا ہے۔

اور اس جلد کے پہلے حصہ کے ترجمے کی سعادت اس ناکارہ ثناء اللہ محمود کو حاصل ہوئی ہے اور دوسرا حصہ ہمارے دوست مولانا ابوطلحہ محمد اصغر صاحب مغل نے ترجمہ فرمایا ہے۔ غفر اللہ لنا ولوالدینا وحفظنا واھل بیتنا کلھم اجمعین

اس کتاب کی تعریف میں اس سے زیادہ کچھ عرض نہیں کرنا چاہتا کہ کتاب کو کھولئے اور باسند اور باحوالہ اسے پڑھتے جایئے وہ کچھ اس کتاب میں ملے گا جو نہ پہلے کسی نے لکھا اور نہ بعد میں کوئی لکھ پایا ہے۔

اب مؤلف کتاب کا کچھ سوانحی خاکہ پیش خدمت ہے۔

مؤلف کا نام عماد الدین؟ بن عمر بن کثیر بن اضوء بن کثیر قرشی الدمشقی ہے۔ اور ان کا لقب ابوالفداء ہے۔

ولادت: مؤلف کی ولادت ۷۰۰ھ میں شہر بصریٰ کے قریب واقع ایک قصبے مجدل میں ہوئی۔ یہ سوریا کے

جنوب میں واقع ہے۔

مصنف کے شیوخ: مصنف نے جن شیوخ سے تعلیم حاصل کی۔ ان میں سے چند مشہور حضرات کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ عبدالوھاب بن عمر بن کثیر (یہ ان کے سگے بھائی تھے)
۲۔ شیخ برہان الدین الفزاری (ان سے مؤلف نے فقہ کی تعلیم حاصل کی)
۳۔ شیخ کمال الدین بن قاضی شھبہ (یہ بھی فقہ کے استاد تھے)
۴۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ

مقام و مرتبہ: مؤلف کے مقام و مرتبے کا اندازہ حافظ ابن حجر کی اس تعریف سے لگایا جاسکتا ہے۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ:

''احادیث کے فن میں حدیث کے متن اور رجال حدیث سے واقف اور اسکے ماہر تھے۔ اور استحضار میں اللہ نے بڑی صلاحیت دی تھی۔ ان کی تصانیف دنیا بھر میں ان کی زندگی میں ہی پھیل گئی تھیں۔ لوگوں نے ان کی وفات کے بعد ان کی کتب سے زیادہ استفادہ کیا۔

یہ عام محدثین کی طرح محض عالی اور نازل سند بتانے والے محدث نہ تھے بلکہ محدثین فقہاء میں سے تھے جو فقہ اور حدیث دونوں میں مہارت رکھتے تھے۔ (دیکھئے الدرالکامنۃ از حافظ ابن حجر، صفحہ ۳۷۴)

تصانیف: مؤلف کی مشہور تصنیفات یہ ہیں

۱۔ تفسیر قرآن ۲۔ البدایۃ والنھایہ جو تاریخ ابن کثیر کے نام سے مشہور ہے
۳۔ اختصار علوم الحدث ۴۔ الفصول فی اختصار سیرۃ الرسول
۵۔ التکمیل فی معرفۃ الثقات والضعفأ والمجاھیل
۶۔ طبقات شافعیہ و معہ مناقب الشافعیؒ
۷۔ کتاب ابن الصلاح فی علوم الحدث (مختصر)
۸۔ شرح صحیح بخاری ۹۔ الاحکام
۱۰۔ تخریج احادیث ادلۃ التنبیہ ۱۱۔ تخریج احادیث مختصر ابن الحاجب

وفات: مؤلف کی وفات جمعرات کے دن ۲۶ شعبان ۷۷۴ھ میں ہوئی اور آپ کو مقبرہ صوفیہ میں دفن کیا گیا جو کہ دمشق میں باب النصر کے باہر واقع ہے

اللہ تعالیٰ مؤلف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور مترجمین، ناشر اور ان کے اھل خانہ والدین اور برادران کو طویل عمر اور نیکی عطا فرمائے آمین۔

شیخ زادہ ثناء اللہ محمود
گورنمنٹ اسلامیہ آرٹس اینڈ کامرس کالج
کراچی
مولانا ابوطلحہ محمد اصغر مغل صاحب
فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تر تعریف اور حمد وثناء اس خلاقِ عالم وربِ کائنات کیلئے جسکا اسم ذات وجلال اللہ ہے ،اللہ تعالیٰ رحمت وسلامتی نازل فرمائے ہمارے سردار محمد ﷺ اور انکی آل واصحاب پر۔

امابعد یہ کتاب آخری زمانے میں ظاہر ہونے والے فتنوں، پیش آنے والی بڑی بڑی جنگوں، قیامت کی نشانیوں اور قیامت سے پہلے رونما ہونے والے ان حوادثات عظیمہ وواقعات جلیلہ کے بیان میں ہے، جن پر ایمان رکھنا واجب ہے۔ اس لیے کہ ان کی خبر اس مخبر صادق ومصدوق ﷺ نے دی ہے جو اپنی ذاتی خواہش سے کچھ نہیں فرماتے جو کچھ فرماتے تھے وحی الٰہی کی بنیاد پر ارشاد فرماتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کی امت محمدیہ ﷺ پر رحمت وشفقت کا بیان

ابوموسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری یہ امت مرحومہ (رحم کی ہوئی) ہے۔ اس پر آخرت میں عذاب نہ ہوگا۔ البتہ دنیا میں فتنوں، حوادثات اور قتل وغارت کی صورت میں آزمائشیں آئیں گی۔ (ابوداؤد شریف کتاب الفل والملاحم)

نبی کریم ﷺ کی مستقبل کی پیشن گوئیاں

پہلے ان احادیث کا ذکر ہوا تھا جو نبی کریم ﷺ نے گذشتہ زمانے سے متعلق ارشاد فرمائیں تھیں۔اور ہم نے انتہائی شرح وبسط کے ساتھ ابتدائے خلق، انبیائے کرام علیہ السلام کے واقعات اور نبی کریم ﷺ کے زمانے تک کے لوگوں کے حالات اور ان کی جنگیں ذکر کی تھیں۔اس کے بعد نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ، غزوات، شمائل وخصائل اور معجزات کا ذکر ہوا اور اب ہم ان اخبار واحادیث کا تذکرہ کریں گے جو نبی کریم ﷺ نے زمانہ مستقبل سے متعلق ارشاد فرمائیں اور وہ ان کے حالات وواقعات پر صادق ومنطبق بھی ہوگئیں۔ جیسا کہ ہم سے پہلے ان کا عیاناً مشاہدہ ہو چکا ہے۔ آخر کتاب میں ہم تمام تر دلائل نبوت جمع کریں گے۔اور حوادثات وجنگوں کے ذکر تے وقت اس پیرائے میں جو خاص حدیث وارد ہوئی ہے۔ اس کا ذکر بھی ہوگا جیسا کہ ہم نے انتہائی تفصیل کے ساتھ سالوں کی ترتیب سے ان باتوں کو جو خلفاء، وزراء، امراء، فقہاء، صلحاء، شعراء، تجار، ادبا، متکلمین، اصحاب دانش اور دیگر عقلائے علم کے متعلق ظاہر ہوئیں تھیں۔اور ہم گذشتہ احادیث کا اعادہ کریں تو کتاب بہت طویل اور مبسوط ہو جائے گی۔البتہ ان کی طرف ہلکا سا اشارہ کریں گے اور پھر اپنے مقصود کی طرف لوٹ آئیں گے۔اور ظاہر ہے یہ سب اللہ کی مدد وتوفیق سے ہوگا۔

خلافت ابی بکر صدیقؓ کی طرف اشارہ نبوی ﷺ

اس موضوع پر احادیث میں سے ایک حدیث یہ بھی ہے کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابھی لوٹ جاؤ پھر آنا۔ اس نے عرض کیا کہ اگر میں اس وقت آپ ﷺ کو نہ پاؤں تو؟

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر صدیقؓ کے پاس چلی آنا [۱]
اس فرمان کے بعد خلافت گویا ابوبکر کے لیے طے ہوگئی۔

اور اسی طرح جب نبی کریم ﷺ نے ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کے لیے با قاعدہ کچھ لکھوانے کا ارادہ فرمایا تو اس خیال سے اس کو ترک فرما دیا کہ آپ کے اصحاب ابوبکر کے علم و فضل اور ان کی سبقت فی الاسلام والدین کی وجہ سے ان سے حرف نظر نہ کریں گے۔ اور آپ ﷺ کا یہ فرمان بھی اسکا شاہد و دلیل ہے "یابی الله والمومنون الا ابابکر" [۲] (ترجمہ: اللہ اور مومن ابوبکر کے سوا کسی پر راضی نہ ہونگے) جو کہ صحیح بخاری میں ہے اور یہ فرمان "بالذین من بعدی ابی بکر و عمر" [۳] (ترجمہ: میرے بعد ان دونوں ابوبکر اور عمر کی اتباع کرنا)

جس کو احمد، ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور اس کو حسن قرار دیا ہے۔ ابن یمان نے بھی اس روایت کی تصحیح کی ہے اور ابن مسعود، ابن عمر اور ابوالدرداء سے بھی اس باب میں روایات منقول ہیں۔ اور ہم نے "فضائل صحیحین" [۴] میں اس تفصیل سے کام کیا ہے۔ جس کا حاصل مقصود یہ ہے کہ اسی ارشاد نبوی کے مطابق رسول اکرم ﷺ کی رحلت کے بعد ابوبکر صدیق خلیفہ ہوئے اور ان کے بعد عمر فاروقؓ خلیفہ بنے اور ارشاد نبوی ﷺ حرف بہ حرف ان واقعات میں آیا۔

فتح مصر سے متعلق رسول اللہ ﷺ کی پیشنگوئی

کعب بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم مصر کو فتح کرو تو قبطی قوم کے متعلق میری نصیحت پر عمل کرنا ان کے ساتھ بہتر سلوک کرنا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اہل مصر کے حق میں خیر و بھلائی کو قبول کرو اس لیے کہ ہم پر ان کی ذمہ داری اور انکے ساتھ قرابت کا تعلق ہے [۵]

---

۱. بخاری شریف باب الاستخلاف، مسلم شریف باب فضائل ابی بکر صدیقؓ۔

۲. پورا جملہ اس طرح ہے ویقول قائلانا اولیٰ و یأبی الله والمومنون الا ابابکر۔ یہ اصل میں ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے اور وہ یہ ہے کہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اپنے والد ابوبکر اور بھائی (عبدالرحمٰن بن ابی بکر) کو بلاؤ تا کہ میں انھیں (خلافت کے بارے میں) کچھ لکھوا دوں۔ اس لیے کہ مجھے خوف ہے کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرے گا اور کہنے والا کہے گا کہ میں (اس خلافت کا) زیادہ مستحق ہوں۔ لیکن یابی الله والمومنون الا ابابکر یعنی اللہ اور مومنین اس کا انکار کریں گے اور ابوبکر کے سوا کسی پر راضی نہ ہونگے۔ (بخاری شریف باب الاستخلاف، مسلم شریف باب فضائل ابی بکر صدیقؓ)

۳. مکمل حدیث یہ ہے اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر یعنی میرے بعد ان دونوں یعنی ابوبکر و عمر کی اقتداء کرو (ترمذی شریف باب مناقب ابی بکر و عمرؓ)

۴. صحیحین سے مراد درج بالا بخاری و مسلم کی دو روائتیں ہیں۔

۵. اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام چونکہ قوم مصر سے متعلق تھیں۔ اس طرح گویا کہ عربوں کی مصریوں کے ساتھ قرابت و رشتہ داری قائم ہوگئی۔ اسکے علاوہ رسول اکرم ﷺ کے صاحبزادہ ابراہیم کی والدہ ماجدہ نصرت ماریہ قبطیہ بھی قوم مصر سے تعلق رکھتی تھیں۔

روم و فارس کی فتح سے متعلق رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئی

بخاری و مسلم میں روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ جب کسریٰ ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کوئی دوسرا کسریٰ نہ ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کوئی دوسرا قیصر نہ بن سکے گا اور عنقریب تم انکے خزانے راہ خدا میں نکل کر تقسیم کرو گے۔

یہ ارشاد نبوی بھی حرف بحرف پورا ہوا۔ اور ابو بکر و عمرؓ و عثمانؓ کے زمانوں میں بتدریج ملک شام اور جزیرہ کے تمام علاقے قیصر روم (ہرقل) کے ہاتھ سے نکل گئے اور اسکی حکومت صرف روم کے بعض علاقوں تک محدود ہوگئی۔ حالانکہ اہل عرب اس بادشاہ کو قیصر کا لقب دیتے تھے) اور اسکی حکومت روم کے ساتھ ساتھ شام اور جزیرہ پر بھی قائم تھی۔ اس حدیث مبارکہ میں اہل شام کے لیے بشارت عظمیٰ ہے کہ شاہ روم کا دوبارہ شام پر قبضہ ابدالآباد قیامت تک بھی نہ ہوگا۔ اور یہ حدیث ہم انشاء اللہ عنقریب سند و متن کے ساتھ ذکر کریں گے۔ اور رہا کسریٰ تو اسکی مملکت کا اکثر حصہ تو دور فاروقی ہی میں اسکے ہاتھ سے نکل گیا تھا اور بقیہ دور عثمانی میں مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ تمام تر فتوحات ۲۳ھ تک پایہ تکمیل تک پہنچ گئیں۔ اور کسری سے متعلق ہم کلام انتہائی شرح و بسط کے ساتھ اس سے پہلے کر چکے ہیں کہ جب رسول اکرم ﷺ کا خط مبارک اسکے پاس پہنچا تو اس نے اُسے چاک کر دیا۔ آپ ﷺ نے اطلاع پانے پر اسکے لیے بددعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ تیرا ملک بھی اسی طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔

عمر فاروق ؓ کی شہادت سے متعلق پیشگوئی

شفیق بن مسلمہ حذیفہ بن یمانؓ سے نقل کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمرؓ فاروقؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی فتنوں سے متعلق احادیث تم میں سے سب سے زیادہ کس کو یاد ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ مجھے۔ انہوں نے فرمایا کہ تم بڑے دلیر شخص ہو[۱] وہ احادیث بیان کرو۔ میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کی آزمائش ہوتی ہے اسکے اہل و عیال اس کے مال، اسکی جان، اسکی اولاد اور اسکے پڑوسی میں (یعنی آدمی ان کے حقوق ادا کرتا ہے یا نہیں اور جو کچھ غفلت و کوتاہی ہوتی ہے تو) نماز، صدقہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اسکا کفارہ بن جاتے ہیں۔ عمر فاروقؓ نے یہ سن کر فرمایا کہ میرا یہ مطلب نہیں بلکہ میں وہ فتنے مراد لے رہا ہوں جو سمندر کی موجوں کی طرح یکے بعد دیگرے اور ہلاک کرنے والے ہونگے۔ میں نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین! آپ کے اور ان فتنوں کے درمیان ایک بند دروازہ[۲] حائل ہے (آپ کو ان سے کیا اندیشہ؟) عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ اللہ تجھ پر رحم فرمائے، یہ بتاؤ کہ وہ دروازہ کھولا جائے گا یا توڑا جائے گا؟ میں نے کہا کہ توڑا جائے

---

[۱] یہ جملہ ذو معنی ہے اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ دیگر اصحاب کے برخلاف تم بڑے دلیر و جری ثابت ہوئے کہ بڑے وثوق سے احادیث فتن کو جاننے کا دعویٰ کر رہے ہو۔ اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے فتنوں سے متعلق سوالات و احادیث پوچھتے رہنے کے اعتبار سے دلیر و جری ہو کہ دیگر اصحاب ایسی جرات نہ کرتے تھے۔

[۲] بند دروازے سے مراد خود عمر فاروقؓ کی ذات گرامی ہے کہ جب تک حیات تھے، فتنے سر نہ اٹھا سکے لیکن شہادت کے فوراً بعد فتنوں کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا۔

گا۔ انہوں نے فرمایا کہ پھر تو وہ کبھی بھی بند نہ ہوگا۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے حذیفہ سے پوچھا کہ کیا عمر فاروقؓ اس دروازے کو جانتے تھے؟ حذیفہ نے کہا کہ ہاں۔ میں نے ان سے ایسی حدیث بیان کی ہے جس میں کچھ غلطی نہیں ہے۔ شقیق بن سلمہ کہتے ہیں کہ ہم حذیفہ سے اس دروازے سے متعلق پوچھتے ہوئے ڈر رہے تھے۔ ہم نے مسروق سے کہا کہ آپ اس بارے میں سوال کریں۔ چنانچہ مسروق نے سوال کیا۔ حذیفہ نے فرمایا کہ دروازے سے مراد حضرت عمر فاروقؓ ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ۲۳ھ میں حضرت عمر فاروقؓ کی شہادت کے بعد لوگوں کے درمیان فتنے پڑے اور یہ شہادت لوگوں میں انتشار و اختراق کا سبب بن گئی۔

حضرت عثمانؓ پر آنے والی مصیبت کا اشارہ نبوی ﷺ

نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمانؓ کے بارے میں جنتی ہونے اور ان پر مصیبت آنے کی خبر دے دی تھی۔ چنانچہ ان پر سخت مصیبت آئی اور وہ گھر میں محصور کر دیئے گئے۔ جیسا کہ ہم ان کے حالات میں پہلے ذکر کر چکے ہیں اور وہ انتہائی صبر اور اللہ پر اپنا معاملہ چھوڑ کر شہادت پا گئے۔ اس بارے میں ہم وہ احادیث ذکر کر چکے ہیں جو حرف بحرف پکی ہوئیں۔ اسی طرح ہم نے جنگ جمل اور جنگ صفین کے بارے میں بھی آنے والی احادیث کو ذکر کیا جن میں اس فتنے اور ان واقعات کی طرف اشارہ موجود تھا۔

حضرت عمار بن یاسرؓ کی شہادت کا اشارۂ نبوی ﷺ

اسی طرح نبی کریم ﷺ کی وہ احادیث جن میں حضرت عمار کی شہادت کا ذکر موجود ہے۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ سے حضرت علیؓ کے خلاف خوارج کے خروج اور حضرت علیؓ کے ہاتھوں ان کے قتل کے بارے میں احادیث ذکر ہوئیں۔ (جو کہ تمام تاریخ ابن کثیر میں ذکر ہو چکی ہیں) اور حضرت علیؓ کی شہادت کا بھی ذکر احادیث میں آیا ہے جو ہم اس حدیث کے مختلف طرق اور الفاظ کے ساتھ وہاں بیان کر چکے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کا خلافت کو تیس سال تک محدود بتانا اس کے بعد مظالم ملوکیت کا ہونا

اس سے پہلے حدیث گذر چکی ہے جسے احمد ابوداؤد، نسائی اور ترمذی نے سعید بن جہان کے طریق سے روایت کیا ہے۔ حضرت سفینہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے ''خلافت میرے بعد تیس سال ہوگی اور اسکے بعد بادشاہت ہوگی''[1]

یہ تیس سال چاروں خلفاء حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ اور چھ ماہ حضرت حسنؓ کے ملا کر پورے ہو جاتے ہیں۔ ان کے بعد حضرت معاویہؓ کے ہاتھ پر سب نے بیعت کر لی اور اس سال کو عام الجماعۃ (اتحاد کا سال) کہا جاتا ہے۔ اس بارے میں بحث گذر چکی ہے۔

حضرت حسن کے ذریعے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کا اشارہ

بخاری میں حضرت ابوبکرہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا، اس وقت حضرت

---

[1] ابوداؤد کتاب السنۃ حدیث (۴۶۴۶، ۴۶۴۷، ۴۶۴۸) ترمذی کتاب الفتن حدیث (۲۲۲۶) مسند احمد صفحہ ۲۲۰/۵)

حسن بن علی منبر پر ان کے قریب بیٹھے ہوئے تھے، فرمایا:

یہ میرا سردار بیٹا ہے امت کے دو بڑے گروہوں میں اللہ اس کے ذریعے صلح کروائے گا[1]۔ اور بالکل اسی طرح وقوع پذیر ہوا۔

بحری جہاد میں ام حرام بنت ملحان کی شہادت کا اشارۂ نبوی ﷺ

صحیحین میں ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بحری جہاد دو مرتبہ ہوگا اور پہلے گروپ میں ام حرام شریک ہونگی۔ ۲۷ھ میں حضرت عثمان غنیؓ کے دور خلافت میں حضرت عثمان غنیؓ نے حضرت امیر معاویہؓ کو بحری جہاد کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ چنانچہ انہوں نے مجاہدین کو جہازوں میں سوار کرایا اور قبرص پر چڑھائی کر کے اسے فتح کرلیا۔ حضرت ام حرام، حضرت معاویہ کی زوجہ فاختہ بنت قرضہ کے ہمراہ تھیں۔

دوسرا غزوہ بحری ۵۲ھ میں حضرت امیر معاویہ کے دور میں ہوا جس میں انہوں نے اپنے بیٹے یزید بن معاویہ کو امیر بنا کر قسطنطنیہ پر چڑھائی کے لیے بھیجا تھا۔ اس معرکہ میں کبار صحابہ میں سے حضرت ابوایوب انصاری، حضرت خالد بن یزیدؓ بھی شامل تھے، وہاں حضرت ابوایوبؓ انصاری کی وفات ہوئی اور انہوں نے وصیت فرمائی کہ یہاں سے جتنا دور لے جاسکتے ہو لے جاؤ اور وہاں گھوڑوں کے پاؤں کے نیچے (گذرنے کی جگہ) دفن کرنا۔ چنانچہ یزید نے ان کی وصیت پر عمل کیا۔

بخاریؒ نے ام حرام سے یہ روایت تفرداً ثور بن یزید بن خالد بن معدان کے طریق سے نقل کی ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے میری امت کا جو پہلا گروہ سمندر کے راستے جہاد کرے گا، ان پر جنت واجب ہے۔ ام حرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں ان میں شامل ہونگی؟ آپؐ نے فرمایا ہاں تم شامل ہو۔ پھر آپؐ نے فرمایا میری امت کا وہ پہلا گروہ جو قیصر کے شہر میں حملہ کرے گا اس کی مغفرت کر دی گئی ہے۔'' میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کیا میں ان میں شامل ہوں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں؟[2]

امت مسلمہ کے لشکر کے سندھ اور ہند تک پہنچنے کا اشارۂ نبوی ﷺ

مسند احمد میں یحییٰ بن اسحاق کی سند سے حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ میرے سچے دوست رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا

''اس امت کے لشکر سندھ اور ہند کی طرف بھیجے جائیں گے''۔ حضرت ابوھریرہؓ کہتے ہیں کہ اگر میں نے اس جہاد کو پالیا اور اس میں شہید ہوگیا تو یہ تو (سعادت) ہے ہی اور اگر لوٹ آیا تو میں آزاد ابوھریرہ ہوں گا مجھے رب تعالیٰ جہنم سے نجات دے چکا ہوگا''[3]

مسند احمد میں ہی ہشیم کی سند سے سیار، جبر بن ابوعبیدہ کے حوالے سے حضرت ابوھریرہؓ سے مروی ہے کہ

---

[1] بخاری کتاب الصلح حدیث (۲۷۰۴) مسند احمد صفحہ ۵/۴۹) بیہقی دلائل النبوۃ (صفحہ ۶/۴۴۲)

[2] بخاری کتاب الجہاد حدیث نمبر ۲۹۲۴، مستدرک حاکم صفحہ ۴/۵۵۶ بیہقی دلائل النبوۃ صفحہ ۶/۴۵۲

[3] ترکوں سے مراد ان کی نسل ہے جو روس، چین، کوریا، ترکی وغیرہ میں پھیلی ہوئی ہے۔ ضرب لگی ڈھال کا مطلب دھنسی ہوئی ہے۔

ہم سے نبی کریم ﷺ نے غزوہ ہند کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور اگر میں اس میں شہید ہو گیا تو میں خیر الشہداء میں سے ہونگا۔ اور اگر زندہ لوٹ آیا تو میں آزاد ابو ہریرہ ہوں ۲ ''۔

نسائی میں بھی ہشام اور زید بن ابی انیسہ کی سند سے سیار، جابر سے حضرت ابو ہریرہؓ کی یہی حدیث مروی ہے...... مسلمانوں نے ہند پر حضرت معاویہؓ کے دور ۴۴ھ میں جہاد کیا تھا جسے ہم تفصیل سے بیان کر چکے ہیں۔

ان کے علاوہ غزنی کے عظیم بادشاہ محمود بن سبکتگین نے بھی ہند پر جہاد کیا تھا اور وہاں عظیم الشان کارنامے انجام دیئے۔ سومنات جیسا بڑا مندر اور بُت توڑا وہاں کے سونے اور تلواروں کو لے کر صحیح سلامت غزنی پہنچا۔

بنوامیہ کے نائبین نے سندھ اور چین کے آخری حصوں میں ترکوں سے جنگیں لڑیں اور ''قال اعظم'' نامی بادشاہ کو زیر کیا اس کی افواج کو تہس نہس کیا ان کے اموال اور وسائل پر قبضہ کیا۔ اس بارے میں بھی احادیث نبویہ مروی ہیں جن میں کچھ کا ہم یہاں ذکر کرتے ہیں۔

ترکوں سے جنگ کا اشارۂ نبوی ﷺ

بخاری میں ابوالیمان، ابوشعیب، ابوالزناد، اعرج کی سند سے حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ تم بالوں کی جوتیاں پہننے والی قوم سے جنگ نہ کرلو اور جب تک تم چھوٹی ناک لال چہرے اور چھوٹی آنکھوں والے ترکوں سے جنگ نہ لڑلو۔ گویا کہ ان کے چہرے ضرب لگی ہوئی ڈھال ۲ کی طرح ہیں۔ اور تم اچھے لوگوں کو اس بات کے شدید مخالف پاؤ گے۔ حتی کہ وہ اس میں داخل ہو جائے۔ اور لوگوں کی مختلف اقسام ہیں۔ ان کے جاہلیت کے اچھے لوگ، اسلام کے بھی اچھے لوگ ہونگے ۱۔

بخاری نے اس کو تفرداً بیان کیا ہے پھر یحییٰ، عبدالرزاق، معمر، ہمام بن منبہ کی سند سے حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تم عجم سے حور اور کرمان سے جنگ نہ کرلو جن کے چہرے لال، ناکیں چھوٹی، جوتیاں بالوں کی ہونگی اور گویا ان کے چہرے دھنچی ہوئی ڈھال کی طرح ہونگے۔

اس حدیث کو نسائی کے علاوہ بے شمار لوگوں نے سفیان بن عیینہ کی حدیث سے اور مسلم نے اسماعیل بن ابی خالد سے نقل کیا ہے اور یہ دونوں قیس بن ابی حازم سے حضرت ابو ہریرہؓ کی یہ حدیث نقل کرتے ہیں۔

مسند احمد میں عفان کی سند سے حضرت عمر بن ثعلب سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ ''قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تم چوڑے چہرے والوں سے قتال کرو گے گویا کہ ان کے چہرے بہت زیادہ دھنچی ہوئی ڈھال ہیں''۔ بخاری عن جریر بن حازم

اس حدیث کا مقصود یہ ہے کہ صحابہ کرام ترکوں سے لڑیں گے اور ان پر فتح حاصل کر کے مال غنیمت اور قیدی حاصل کریں گے۔ حدیث کا ظاہر یہ ہے کہ یہ قیامت کی نشانی ہے اور جب نشانی ہے تو اسے قیامت کے قریب واقع ہونا چاہیئے اور یہ ایک مرتبہ پھر ہوگا اور اس کے آخر میں یاجوج ماجوج کا خروج ہوگا (جن کا تذکرہ آنے والا

---

۱ بخاری (حدیث نمبر ۲۹۲۷)، مسلم کتاب الفتن (حدیث نمبر ۷۲۴۱)، ابوداؤد (حدیث نمبر ۴۳۰۳)

ہے) اور اگر صرف نشان ہی ہے تو پھر صرف واقع ہونا ضروری ہے چاہے پہلے ہو یا بعد میں۔ یہی بات احادیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتی ہے۔ جیسا کہ تفصیلی تذکرہ بعد میں آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور ہم خلفاء بنوامیہ اور بنوعبدالمطلب کے نوجوانوں کے بارے میں واردشدہ احادیث کے ذیل میں حضرت حسین بن علیؓ کی کربلا میں شہادت کا ذکر کر چکے ہیں۔

مسلمانوں کی حکومت نوجوانوں کے ہاتھ میں آنے اور اسکے نتیجے میں ہونے والے فساد کی طرف اشارۂ نبوی ﷺ

امام احمد نے روح کی سند سے حضرت ابوہریرہؓ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ مجھ سے رسول اکرمؐ نے فرمایا ''میری امت کی ہلاکت نوجوانوں کے ہاتھوں ہوگی''۔

راوی کہتا ہے کہ میں اپنے والد کے ہمراہ بنی مروان کے پاس جاتا تھا ان کو اقتدار مل چکا تھا اور وہ بعض نوعمر لڑکوں کے ہاتھوں پر بیعت کررہے ہوتے تھے تو میں ان سے کہتا کہ کیا تمھارے یہ دوست اس قول کے مطابق نہیں ہوگئے جو میں نے حضرت ابوہریرہؓ سے سنا تھا کہ یہ بادشاہان ایک دوسرے کے مشابہہ ہیں۔

اس موضوع پر بخاری کے علاوہ اور بھی روایات ہیں جو ہم دلائل النبوۃ میں لکھ چکے ہیں۔ ایک حدیث کذاب ثقیف اور مبیر (برباد کرنے والے) کے بارے میں گذری ہے، ثقیف کا کذاب تو مختار بن ابی عبید ثقفی تھا اور مبیر حجاج بن یوسف تھا جس نے حضرت عبداللہ بن زبیر کو شہید کیا تھا، جیسا کہ گذرا۔

اسی طرح ایک حدیث کالے جھنڈوں کے بارے میں آئی، یہ جھنڈے بنوعباس لے کر آئے تھے جب انہوں نے مروان بن محمد بن مراد بن حکم بن ابوالعاص سے خلافت چھین کر بنوامیہ کی خلافت کا ۱۳۲ھ میں خاتمہ کردیا تھا۔ یہ مروان، مروان حمار اور مروان معدی سے بھی مشہور تھا، اس لیے کہ یہ (بے وقوف اور) جعد بن درھم معتزلی کا شاگرد تھا۔ اسی طرح سفاح کے بارے میں بھی ایک واضح حدیث آتی ہے جسے مسند احمد میں نقل کیا گیا ہے۔ سفاح، ابوالعباس عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب تھا جو بنوعباس کا پہلا خلیفہ تھا۔ جیسا کہ گذرا۔

ابوداؤد طیالسی نے جریر بن حازم کی سند سے حضرت ابوعبیدہ بن جراح اور حضرت معاذ بن جبلؓ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے اس کام (دین اسلام) کو نبوت اور رحمت سے شروع فرمایا ہے اور عنقریب خلافت اور رحمت ہوگی اور عزت وحرمت بھی، اور ظلم وفساد والی ملوکیت بھی، امت میں فساد ہوگا اور لوگ شرمگاہوں، شراب اور ریشم کو حلال کرلیں گے اور اس پر ان کی مدد ہوگی اور انہیں (ان فحاشیوں کی سہولت کے ساتھ) رزق بھی دیا جائے گا حتی کہ وہ وقت پورا کرکے اپنے رب سے جاملیں''[1]

بیہقی نے عبداللہ بن حارث کی سند سے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ فرمایا کہ ''انبیاء کرام کے بعد خلفاء ہونگے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب پر عمل کریں گے اور اللہ کے بندوں میں انصاف کریں گے۔ پھر

[1] بیہقی دلائل النبوۃ صفحہ ۶/۳۴۰، مسند ابوداؤد طیالسی حدیث نمبر ۲۲۸، کنز العمال حدیث نمبر ۳۰۸۴۷

ان کے بعد بادشاہ ہونگے جو انتقام پرست ہونگے لوگوں کو قتل کریں گے اور اموال پسند کر کے چلیں گے۔ لہذا کچھ لوگ اپنے ہاتھ سے تبدیلی لانے والے ہونگے کچھ لوگ زبان سے اور کچھ دل سے نگران (تین درجات) کے علاوہ کچھ ایمان نہ ہوگا۔[1]

بخاری شریف میں امام شعبہ کی سند سے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''بنی اسرائیل کے انبیاء مسلسل آتے رہے، اگر ایک نبی کی وفات ہو جاتی تو دوسرا نبی اس کے بعد بنا دیا جاتا۔ اور بیشک میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا البتہ خلفاء بہت سے ہونگے''۔

صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! پھر ہمارے لیے آپ کا حکم کیا ہے؟ فرمایا کہ پہلی بیعت سے وفا کرنا اور ان کا حق ادا کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ ان سے رعیت کے بارے میں پوچھے گا۔[2]

صحیح مسلم میں ابو رافع کی سند سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں جو ان کی سنت اور طریقے پر چلتے ہیں پھر ان حواریوں کے بعد ناخلف لوگ آجاتے ہیں جو قول کے مطابق عمل نہیں کرتے اور وہ عمل کرتے ہیں جسے جانتے نہیں۔[3]

بارہ قریشی خلفاء امت مسلمہ کے حکمران ہونگے

صحیحین میں حضرت جابر بن سمرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''بارہ خلیفہ ہونگے جو سب کے سب قریشی ہونگے۔[4] یہی روایت ابوداؤد میں دوسری سند سے حضرت جابر سے ہی مروی ہے، فرمایا

''یہ دین اس وقت تک قائم رہے گا جب تک کہ بارہ خلفیہ ہوں...............'' ایک اور روایت میں آیا ہے کہ ''یہ امت اپنی حالت پر اس وقت تک برقرار رہے گی اور دشمنوں پر غالب رہے گی جب تک ان میں بارہ حلیفہ نہ گذر جائیں جو سب قریشی ہونگے''۔ صحابہ نے عرض کیا کہ پھر اس کے بعد کیا ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا کہ اس کے بعد ''فرج'' ہوگا۔[5] (یعنی فرقہ بندی کے عوامل اور نفوس میں کمزوری آجائے گی)

ان دونوں حدیثوں میں جن میں بارہ خلفاء کا تذکرہ ہے یہ وہ بارہ امام نہیں جنہیں روافض نے گمان کر رکھا ہے۔ ان کے بارے میں وہ جھوٹ اور بہتان سے کام لیتے ہیں اور ان کے بارے میں معصوم ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ ان بارہ بزرگوں میں سوائے حضرت علیؓ اور ان کے صاحبزادے حضرت حسنؓ کے علاوہ کوئی اور بزرگ نہ تو خلیفہ بنے اور نہ ہی کسی علاقے یا شہر کے سربراہ بنے (اور حدیث میں لفظ خلفاء آیا ہے)۔

---

[1] دلائل النبوۃ بیہقی صفحہ ۶/۴۳۰، البدایۃ والنہایہ صفحہ ۷/۲۲۵

[2] بخاری احادیث الانبیاء حدیث نمبر ۳۴۵۵، مسلم کتاب الامارۃ حدیث نمبر ۴۷۵۰

[3] مسلم، کتاب الایمان حدیث نمبر ۱۷۸، طبرانی کبیر صفحہ ۱۰/۱۴، البدایہ والنہایہ صفحہ ۶/۲۲۴

[4] بخاری کتاب الاحکام، باب نمبر ۵۲، حدیث نمبر ۴۲۲۶، مسلم کتاب الامارہ، حدیث نمبر ۴۶۸۶، ابوداؤد کتاب المھدی باب نمبر ۱۰، حدیث نمبر ۴۲۸۰۔

[5] ابوداؤد کتاب المھدی (حدیث نمبر ۴۲۷۹)، مسند احمد صفحہ ۹۲، دلائل النبوۃ بیہقی صفحہ ۵۲۰

بارہ قریشی خلفاء بھی مراد نہیں جو کہ نبی کریم ﷺ کے بعد مسلسل خلیفہ بنے

ان سے وہ بارہ خلفاء بھی مراد نہیں جو نبی کریمؐ کے بعد سے مسلسل آئے اور بنوامیہ کے دور میں بارہ مکمل ہوتے ہیں کیونکہ حضرت سفینہؓ کی حدیث میں ہے کہ "میرے بعد خلافت تیس سال رہے گی"[1]۔ وہ اس کی تردید کرتی ہے اگرچہ بیہقی اس کو راجح قرار دیتے ہیں۔ ہم نے ان کے بارے میں "دلائل النبوۃ" میں خوب بحث کی ہے اسے دہرانے کی ضرورت نہیں۔

یہ جو بارہ خلفاء ہیں ان میں سے چار تو خلفاء اربعہ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت حسنؓ بن علیؓ بھی ہیں۔ ان میں حضرت عمر بن عبدالعزیز بھی ہیں۔ جیسا کہ اکثر ائمہ اور جمہور امت کا موقف ہے۔ اسی طرح چند خلفاء، خلفاء بنوعباس میں پائے جاتے ہیں اور باقی آئندہ زمانوں سے متعلق ہیں۔ یہاں تک ان میں حضرت مہدی بھی ہونگے۔ جن کی بشارت احادیث میں آئی ہے جن کا ذکر آنے والا ہے۔ اور اس بات کو ہمارے علاوہ اور بھی بہت سے بزرگوں نے بیان کیا ہے۔

۱۔ سن دوسو کے بعد نشانیاں (مصائب) ظاہر ہوں گی"۔

۲۔ سن دوسو کے بعد وہ لوگ اچھے ہونگے جن کے نہ بچے ہوں نہ گھر والے"۔ مگر یہ دونوں احادیث صحیح نہیں۔

ابن ماجہ میں حسن بن علی بن خلال کی سند سے عون بن عمارہ، عبداللہ بن مثنی بن ثمامہ بن عبداللہ بن انس مالک (عن ابیہ عن جدہ) کے حوالے سے یہ روایت ہے کہ حضرت ابوقتادہ کہتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سن دوسو کے بعد نشانیاں ظاہر ہونگی"[1]۔

یہ روایت ابن ماجہ میں مزید دو طریق سے روایت کی ہے جو کہ صحیح روایت نہیں اور اگر صحیح ہو بھی تو وہ ان واقعات پر محمول ہے جو مصائب "مسئلہ خلق قرآن" کے فتنے میں حضرت امام احمد بن حنبل اور ان کے رفقاء پر آئے۔

رواد بن جراح نے (یہ رواد منکر الروایۃ ہے) سفیان ثوری، ربعی اور حذیفہ کے حوالے سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ

"سن دوسو کے بعد تم میں بہتر شخص وہ ہوگا جو "خفیف الحاذ" ہو۔ صحابہ نے پوچھا "خفیف الحاذ" کیا ہے؟ فرمایا کہ وہ شخص جس کے اہل وعیال نہیں ہوں، یہ حدیث منکر ہے[2]۔

بہترین زمانہ "زمانہ رسولؐ" ہے اور اسکے بعد اس سے متصل زمانہ اور پھر اس سے متصل زمانہ، اس کے بعد فسادات پھیل جائیں گے

صحیحین میں حضرت شعبہ کی سند سے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اکرم ﷺ

---

[1] ابن ماجہ کتاب الفتن حدیث نمبر ۴۰۵۷،

[2] کنز العمال حدیث نمبر ۳۱۳۰۲، الدر المنثور ۵ حدیث نمبر ۷۸، البدایہ والنہایہ (صفحہ ۲۸۵)

نے فرمایا ''بہترین امت میرا زمانہ ہے اور پھر اس کے بعد والے'' (عمرانؓ بن حصین فرماتے ہیں مجھے یاد نہیں کہ اس کے بعد آپ ؐ نے دو زمانے شمار فرمائے یا کہ تین) پھر تمھارے بعد ایسے لوگ آجائیں گے جو قسم کھائیں گے مگر پوری نہیں کریں گے، خیانت کریں گے، امانت داری نہیں کریں گے، نذر کریں گے مگر وفا نہیں کریں گے اور ان میں ظاہر ہو گی (بخاری)[1]

حدیث میں پانچ سو سال کا ذکر

سنن ابی داؤد میں عمرو بن عثمان کی سند سے حضرت سعد بن ابی وقاص کی حدیث منقول ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ''میں یہ امید رکھتا ہوں کہ میری امت اپنے رب کے ہاں اس بات سے بچ جائے گی کہ اسے آدھے دن مؤخر کر دیا جائے''۔ لوگوں نے پوچھا یہ آدھا دن کتنا وقت ہو گا؟ حضرت سعد نے فرمایا کہ پانچ سو سال''[2]

ایسی روایت مسند احمد میں ابو ثعلبہ خشنی سے بھی من وعن منقول ہے۔

قیامت سے ایک ہزار سال پہلے ہی نبی کریم ﷺ زمین پر نہ رہیں گے'' یہ حدیث صحیح نہیں نہ ہی آپ ؐ نے قیامت کا وقت متعین فرمایا۔

بہت سے عام لوگوں نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ زمین کے نیچے نہ رہیں گے۔ اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ اور با اعتماد کتب حدیث میں اس کا کوئی تذکرہ نہیں اور نہ ہی ہم نے کسی مختصر یا بڑی کتاب کے حوالے سے سنی۔ اور یہ بات بھی کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے کہ آپ ؐ نے قیامت کا کوئی وقت متعین فرما دیا ہو۔ البتہ آپ نے کچھ آثار و علامات ذکر کی ہیں، جن کا ذکر آگے آرہا ہے (انشاء اللہ)

ارض حجاز میں آگ کی پیشنگوئی جس سے بصرہ کے اونٹوں کی گردنیں بھی روشن ہو جائیں گی

بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی جب تک کہ ارض حجاز سے ایسی آگ نہ نکلے جو بصرہ کے اونٹوں کی گردنیں روشن کر دے گا''۔[3]

واقعہ

۶۵۴ھ میں مدینہ منورہ میں آگ کا ظہور

شیخ شہاب الدین ابو شامہ جو کہ اپنے زمانے کے شیخ المحدثین اور استاد المؤرخین تھے فرماتے ہیں کہ ۶۵۴ھ

---

[1] بخاری، کتاب الشہادات حدیث نمبر ۲۶۵۱، مسلم فضائل الصحابہ حدیث نمبر ۶۴۲۲

[2] ابوداؤد کتاب الملاحم، باب قیام الساعۃ حدیث نمبر ۴۳۵۰، کنز العمال حدیث نمبر ۳۴۴۸۶، مشکوٰۃ شریف حدیث نمبر ۵۵۱۴

[3] بخاری: کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۱۱۸، مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۲۱۸

میں مدینہ کی سرزمین پر بعض وادیوں میں سے آگ نکلی، جس کی لمبائی چار فرسخ اور چوڑائی چار میل تھی وہ چٹانوں پر بہتی آئی حتی انہیں پگھلے ہوئے سیسے کی طرح کر دیا اور پھر کالے ڈامر کی طرح کر کے چھوڑتی اس کی روشنی اتنی زیادہ تھی کہ لوگ اس آگ کی روشنی میں تیماء تک سفر کرتے جاتے یہ آگ تقریباً ایک ماہ تک رہی۔ اہل مدینہ نے اس واقعے کو منضبط کیا اور اس پر اشعار بھی کہے ہیں۔

مجھے (ابن کثیر کو) قاضی القضاہ صدرالدین علی بن قاسم حنفی قاضی دمشق نے اپنے والد شیخ صفی الدین جو مدرسہ حنیفہ بصرہ میں مدرس تھے کے حوالے سے بتایا کہ انہیں ایک اعرابی نے صبح اس رات کا قصہ بتایا کہ وہ بصرہ میں موجود تھا اور اس نے اور کئی لوگوں نے مشاہدہ کیا کہ اس رات اس آگ کی روشنی میں جو حجاز سے ظاہر ہو رہی تھی بصرہ کے اونٹوں کی گردنوں کو روشن دیکھا۔

نبی کریم ﷺ کا آنے والے واقعات کی خبر دینا

مسند احمد میں حضرت ابوزید انصاری (عمرو بن اخطب بن رفاعہ انصاری رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے[1] کہ رسول ﷺ ہمیں فجر کی نماز پڑھا کر منبر پر تشریف لائے اور ظہر تک پھر عصر اور پھر مغرب کی نماز تک منبر پر خطاب فرمایا اور ہمیں آنے والے واقعات کے بارے میں بتایا ہم میں زیادہ جاننے والے وہ رہے جن کا حافظہ اچھا تھا''۔

قیامت تک آنے والے اور گذشتہ واقعات کی طرف اشارہ نبوی ﷺ

بخاری کتاب ''بدء الخلق'' میں حضرت عمر بن خطابؓ سے مروی ہے کہ ایک دن نبی کریم ﷺ نے کھڑے ہو کر ابتداء خلق سے لے کر آخر تک کے حالات و واقعات ہمیں سنائے حتی کہ اہل جنت اور اہل جہنم کے اپنے اپنے ٹھکانوں میں دخول تک کے حالات سنائے چنانچہ ہم سے بعض کو یاد رہے اور بعض بھول گئے''۔

ابوداؤد میں بھی کتاب الفتن کے شروع میں یہ روایت ہے کہ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے سوائے تذکرہ قیامت کے آپؐ نے کوئی بات ایسی نہیں چھوڑی جو بیان نہ فرمائی ہو، کچھ تو یاد رہا کچھ بھول گئے۔ آپؐ کے صحابہ کو وہ بات اس طرح یاد رہی کہ جب وہ پیش آئے تو یاد آ جائے جیسے کوئی شخص کسی کا چہرہ جانتا ہو اور پھر بہت عرصے کے بعد اسے دیکھے تو یاد آ جائے۔[2]

دنیا تھوڑی سی باقی رہ گئی ہے، ارشاد نبوی ﷺ

بخاری و مسلم میں جریر عن الاعمش کے طریق اور مسند احمد میں عبدالرزاق کی سند سے روایت ہے کہ حضرت ابوسعید فرماتے ہیں کہ ''نبی کریم ﷺ نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی اور پھر غروب شمس تک وعظ فرمایا اور اس میں قیامت تک کے واقعات بیان کئے۔ یاد رکھنے والوں نے یاد رکھا کچھ بھول گئے۔ آپؐ نے جو فرمایا اس کے کچھ الفاظ یہ تھے۔

''اے لوگو یہ دنیا بڑی میٹھی اور سرسبز ہے اللہ نے تمہیں یہاں بسایا ہے اور دیکھ رہا ہے کہ تم کیسے اعمال کرتے ہو دنیا سے بچو اور عورتوں سے بچو............ پھر فرمایا ''سورج غروب ہونے کے قریب ہے اور دنیا کے ختم

---

1. مسلم شریف کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۱۹۶
2. بخاری کتاب القدر حدیث نمبر ۶۶۰۴، مسلم حدیث نمبر ۷۱۹۲، ابوداؤد حدیث نمبر ۴۲۴۰

ہونے میں اتنا وقت باقی ہے جتنا سورج غروب ہونے میں باقی ہے''۔[1]

قیامت کی تعیین اور دنیا کی تحدید پر مشتمل اسرائیلی روایات بے بنیاد ہیں

اس طرح دنیا کے گذشتہ ایام کی مقدار اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور بعض اسرائیلی روایات جن میں گذشتہ ایام کی تحدید چند ہزار اور چند سو سالوں کے ساتھ کی گئی ہے، وہ سب بے بنیاد ہیں بے شمار علماء نے ان روایات کے بے بنیاد ہونے پر بحث کی ہے اور ایسی روایات غلط کہلائے جانے کی لائق بھی ہیں۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ ''دنیا کے جمعوں میں سے ایک جمعہ ہے''[2]۔ اسی حدیث کی سند صحیح نہیں ہے اور اسی طرح قیامت کے وقت کی تعیین والی احادیث بھی صحیح نہیں ہیں۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''یہ لوگ آپ سے قیامت کے وقوع کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ انہیں کہہ دیجئے کہ اس کا علم تو بس میرے پروردگار کے ہی پاس ہے اسے اس کے وقت پر سوائے اللہ کے کوئی ظاہر نہیں کریگا۔ بھاری حادثہ ہے وہ آسمانوں اور زمین میں، وہ تم پر محض اچانک آئے گی یہ لوگ تو آپ سے اس طرح پوچھتے ہیں جیسے کہ گویا آپ کو اس کی پوری تحقیق ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ اس کا علم تو صرفِ میرے رب کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ (یہ بھی) نہیں جانتے۔ (الاعراف آیت نمبر ۱۸۷)

قیامت کے قرب کے بارے میں آیات قرآنیہ بکثرت وارد ہوئی ہیں مثلاً:

سورۃ قمر میں ہے۔ قیامت نزدیک آ گئی اور چاند شق ہوگیا۔ اس طرح صحیح حدیث شریف میں ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ ''میں اور قیامت اس طرح (اس فاصلے سے) بھیجے گئے ہیں (یہ کہکر آپ نے اپنی دو انگلیوں کو کھول کر اشارہ فرمایا)[3]

قیامت کی نزدیکی

ایک روایت میں ہے کہ ''قریب تھا کہ قیامت مجھ سے پہلے ہی آ جاتی'' اس ارشاد سے گذشتہ ایام کی بہ نسبت آنے والے وقت کی کمی کا اشارہ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ لوگوں کے حساب کا وقت قریب آ گیا اور وہ منہ موڑے غفلت میں پڑے ہیں (سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۱)

ارشاد باری تعالیٰ ہے ''اللہ کا حکم آنے ہی والا ہے لھذا اُسے جلدی مت مانگو (النحل آیت نمبر ۱)

ارشاد باری تعالیٰ ہے ''قیامت کو لوگ جلدی مانگتے ہیں جو اس پر ایمان نہیں رکھتے اور جو ایمان رکھتے ہیں وہ اس سے ڈرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ حق ہے (الشوریٰ آیت ۱۸)

---

[1] ترمذی کتاب الفتن حدیث نمبر ۲۱۹۱، ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۰۰۰، مسند احمد نمبر ۳/۷ وصفحہ ۳/۱۹

[2] طبری صفحہ ۱/۱۰

[3] بخاری کتاب الرقاق حدیث نمبر ۶۵۰۴، مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۳۳۰، ترمذی کتاب الفتن حدیث نمبر ۲۲۱۴

مسلمان کا حشر اپنے پسندیدہ لوگوں کے ساتھ ہوگا

صحیح حدیث میں ہے کہ ایک دیہاتی شخص نے نبی کریم ﷺ سے قیامت کے بارے میں پوچھا تو آپؐ نے فرمایا ''وہ آنے والی ہے تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی؟ تو اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے بہت سی نمازوں اور اعمال کے ذریعے تو تیاری نہیں کر رکھی مگر میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں، چنانچہ آپؐ نے فرمایا'' جن کو تو پسند کرتا ہے ان کے ساتھ ہوگا[۱]۔ مسلمان جتنے خوش یہ ارشاد سن کر ہوئے اتنے کسی چیز سے نہیں ہوئے۔

جو مر گیا اس کی قیامت آ گئی

بعض احادیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ سے قیامت کے بارے میں پوچھا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ کسی مرنے والے کو پکڑتی ہے تو تمھاری قیامت تم تک پہنچ جاتی ہے[۲]۔

اس حدیث کا مطلب دنیاوی دور ختم ہونا اور عالم آخرت میں داخل ہونا ہے۔ یعنی جو شخص مر گیا وہ آخرت کے حکم میں داخل ہو گیا۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جو مر گیا اس کی قیامت آ گئی۔ یہ بات اس معنی میں درست ہے۔

مگر بعض ملحدین یہ الفاظ کہتے ہیں اور اس سے دوسرا باطل مطلب لیتے ہیں۔ لیکن ساعت عظمیٰ یعنی قیامت پہلے اور بعد والے تمام لوگوں کے ایک جگہ اجتماع کا وقت ہے۔ بس اتنی بات اللہ تعالیٰ نے قیامت کے وقت کے بارے میں فرمائی ہے۔

پانچ چیزوں کا علم سوائے اللہ کے کسی کو نہیں

جیسا کہ حدیث میں ہے فرمایا پانچ چیزیں ایسی ہیں جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا[۳]۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''بیشک اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے، وہ ہی بارش نازل کرتا ہے اور پیٹ کے اندر موجود بچے کے بارے میں جانتا ہے، کسی نفس کو یہ علم نہیں کہ وہ کل کیا کرے گا اور کوئی نفس یہ نہیں جانتا کہ وہ کس جگہ مرے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ جاننے والے باخبر ہیں۔'' (لقمان آیت نمبر ۳۴)

رسول اللہ ﷺ کو بھی یہ علم نہیں تھا کہ قیامت کب آئے گی؟

جب جبرئیلؑ نے ایک دیہاتی کی شکل میں آ کر آپ ﷺ سے اسلام، ایمان اور پھر احسان کے بارے میں سوال کیا آپ ﷺ نے اس کا جواب دیا۔ پھر انہوں نے قیامت کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ ''جس سے سوال کیا گیا ہے وہ اس بارے میں سائل سے زیادہ نہیں جانتا''[۴]۔ تو اس پر انہوں نے سوال کیا کہ پھر مجھے اس کی نشانیاں بتایئے؟ چنانچہ آپ ﷺ نے اس کا جواب دیا جو کہ تفصیل سے آگے آ رہا ہے۔

۱۔ بخاری کتاب الادب حدیث نمبر ۶۱۷۱، مسلم حدیث نمبر ۶۶۵۴

۲۔ بخاری کتاب الادب حدیث نمبر ۶۱۶۷، مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۳۳۸، مسند احمد صفحہ ۳/۱۹۲

۳۔ بخاری کتاب الاستسقاء، مسند احمد صفحہ ۴/۳۵۳

۴۔ بخاری: ۵۰۔ مسلم: ۹۷

فتنوں کا اجمالی ذکر اور پھر اس کی تفصیل

بخاری میں ابو دریس، خولانی سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت حذیفہ یمانی کو یہ کہتے سنا کہ:
لوگ رسول اکرم ﷺ سے خیر کے بارے میں پوچھا کرتے اور میں شر کے بارے میں سوال کرتا تھا۔ مجھے خوف تھا کہ کہیں میں شر میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔ چنانچہ میں نے خدمت نبویؐ میں عرض کیا۔
یارسول اللہ! ہم لوگ پہلے جاہلیت اور شر میں مبتلا تھے، اللہ تعالیٰ نے یہ خیر (اسلام) عطا فرما دی۔ کیا اس خیر کے بعد کوئی شر آئے گا؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ میں نے پوچھا پھر اس شر کے بعد خیر آئے گی؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ ہاں مگر اس میں دخن (اخلاص کی کمی) ہوگی۔ پوچھا کہ دخن کیسا ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا کہ قوم میرے راستے کو اختیار کئے بغیر چلے گی اور جانے انجانے پر عمل کرے گی۔ میں نے پوچھا کیا پھر اس خیر کے بعد شر ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ جہنم کے دروزاے پر کھڑے لوگ دوسروں کو اپنی طرف بلائیں گے اور جب کوئی ان کے پاس جائے گا تو وہ اسے جہنم میں پھینک دیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے ان کی نشانی بتا دیجئے؟ آپؐ نے فرمایا وہ ہمارے قبیلے میں سے ہونگے اور ہماری زبان بولیں گے۔ پوچھا کہ میں اگر ان کو پالوں تو کیا کروں؟ آپؐ نے فرمایا کہ مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے ساتھ جڑے رہنا۔ میں نے پوچھا اگر مسلمانوں کی جماعت اور ان کا امام نہ ہو تو؟ فرمایا کہ تمام فرقوں سے الگ رہنا اور اگر کسی درخت کی جڑ میں بھی پناہ مل سکے تو وہیں رہنا حتی کہ تجھے موت آ جائے۔ اور تو اسی حال پر ہو''۔
بخاری و مسلم میں یہ روایت محمد بن مثنی کی سند سے بھی آئی ہے۔

ابتداء کی طرح اسلام کے اجنبی حالت میں دوبارہ لوٹنے کا ذکر

صحیح روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسلام اجنبی حالت میں شروع ہوا تھا اور دوبارہ اجنبی حالت میں لوٹے گا جیسا کہ شروع میں تھا لہذا ''غرباء'' اجنبیوں کے لیے خوشخبری ہے۔ آپؐ نے فرمایا مختلف قوموں سے اسلام آہستہ آہستہ یوں ختم ہو جائے گا جیسے کنوؤں سے پانی ختم ہوتا ہے۔

امت کا تفرقہ

ابن ماجہ میں، میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہود اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے تھے اور میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی۔ یہ روایت ابوداؤد میں بھی ہے۔

فتنوں سے امت کے تقسیم ہونے اور تجارت کے لیے مسلمانوں کی جماعت سے جڑے رہنے کا اشارہ نبوی ﷺ

ابن ماجہ ہی میں حضرت عوف بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا
''یہود اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے ان کا ایک فرقہ جنگ اور باقی ستر جہنم میں گئے۔ نصاریٰ بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے۔ اکہتر جہنم میں اور ایک فرقہ جنت میں گیا۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میری

امت یقیناً تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی ایک فرقہ جنت میں اور باقی بہتر جہنم میں جائیں گے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ جنتی فرقہ آپ کسے سمجھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا (مسلمانوں کی) جماعت کو"۔ اس حدیث کی سند مناسب ہے۔ اگر ابن ماجہ اس میں منفرد ہیں

ابن جماعۃ کی سند سے حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "بنی اسرائیل اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے اور میری امت بہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی اور ایک کہ سوائے سب جہنم میں جائیں گے اور وہ ایک فرقہ جماعت ہوگی۔[۱]

اس روایت کی اسناد بھی قوی اور شرط صحیح پر ہیں ابن ماجہ اس میں منفرد ہیں۔ امام ابوداؤد نے امام احمد بن حنبلؒ کی سند سے نقل کیا ہے کہ

حضرت معاویہ بن ابی سفیان نے ایک دن خطبے میں فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ خطاب فرمایا کہ:

تم سے پہلے اہل کتاب بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے اور یہ ملت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی، بہتر جہنم میں اور ایک فرقہ جنت میں جائے گا اور وہ "جماعت" ہے۔[۲]

مستدرک حاکم میں یوں ہے کہ جب صحابہ نے پوچھا کہ جنتی فرقہ کون لوگ ہوں گے؟ تو آپؐ نے فرمایا "وہ اس طریقے پر ہوں گے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں"

اس سے پہلے حضرت حذیفہ کی حدیث گذر چکی ہے کہ فتنوں سے بچنے کا راستہ جماعت کی اتباع اور فرمانبرداری کا التزام ہے۔

امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی

ابن ماجہ میں حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ "میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی۔ اگر تم کوئی اختلاف دیکھو تو تم پر سوادِ اعظم کی اتباع لازم ہے[۳]

لیکن یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ معاذ بن رفاعہ سلامی کو بہت سے ائمہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ بعض روایات میں "السواد الاعظم الحق واھلہ" کے الفاظ آئے ہیں اور اہل حق امت کی اکثریت کا نام ہے۔ پہلے زمانے میں تو ایسا کوئی گروہ نہیں ہوتا تھا جو بدعت پر قائم ہو۔ مگر بعد کے زمانوں میں ہے اور ایک جماعت حق کو قائم رکھے گی منہدم ہونے نہ دے گی۔

خواہشات اور فتنوں کے دور میں لوگوں سے الگ ہو جانے کا حکم

حضرت حذیفہؓ کی حدیث میں یہ الفاظ گذرے کہ "اگر ان کا امام اور جماعت نہ ہو تو؟ فرمایا کہ، تمام فرقوں سے علیحدہ ہو جا اور اگر تجھے کسی درخت کی کھوہ میں بھی پناہ ملے تو لے لینا حتی کہ اسی حالت میں موت آ جائے۔

---

[۱] ترمذی کتاب الایمان، ابن ماجہ کتاب الفتن، مسند احمد صفحہ ۳/۱۴۵۔

[۲] ابوداؤد حدیث نمبر ۴۵۹۷، سنن دارمی صفحہ ۲/۲۴۱، کتاب السیر۔

[۳] ابن ماجہ کتاب الفتن حدیث نمبر ۳۹۵۰، کنز العمال حدیث نمبر ۹۰۹۔

ایک حدیث صحیح بھی گذری کہ اسلام اجنبی حالت میں شروع ہوا تھا اور عنقریب اجنبی ہو کر لوٹ جائے گا۔
ایک حدیث میں آتا ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ روئے زمین پر ایک بھی شخص اللہ اللہ کہنے والا باقی ہے[۱]۔

مقصود یہ ہے کہ جب فتنے ظاہر ہوں تو لوگوں سے الگ ہونا ہی بہتر ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث میں بھی ہے کہ:

جب کمینوں کو حاکم، خواہشات پر عمل ہوتے، اور ہر شخص کو اپنی رائے پر ناز کرتے دیکھو تو تم پر لازم ہے کہ اپنی فکر کرو اور عوام کے معاملے کو چھوڑ دو[۲]۔

بخاری میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب مسلمان کا بہترین مال بکریوں کا ریوڑ ہوگا جسے لے کر وہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلا جائے جہاں بارش کا پانی میسر ہوتا کہ وہ اپنے دین کو فتنوں سے محفوظ رکھ سکے[۳]۔

ایسے وقت میں فتنوں سے بچنے کے لئے موت کی دعا بھی مانگی جاسکتی ہے اگرچہ عام حالات میں منع ہے۔

موت کی تمنا کرنے کی ممانعت

مسند احمد میں حضرت ابوھریرۃؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے، موت آنے سے پہلے نہ مانگے کیونکہ اگر وہ مر گیا تو اعمال منقطع ہو جائیں گے اور مومن کی عمر کا زیادہ ہونا بھلائی ہی بڑھائے گا[۴]۔

فتنوں کے وقت موت مانگنے کے جواز کی دلیل مسند احمد کی حدیث ہے جو حضرت معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے اسمیں ہے "اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں نیک اعمال کا۔ اور یہ کہ، مجھ پر رحم کردے، اور یہ کہ جب تو کسی قوم پر فتنے کا ارادہ کرے تو مجھے فتنہ میں مبتلا کئے بغیر اٹھا لے (موت دے دے) اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور تجھ سے محبت کرنے والوں کی محبت اور تیری محبت سے قریب کرنے والے ہر عمل کی محبت[۵]۔

یہ احادیث اس طرف اشارہ کرتی ہیں کہ ایک سخت زمانہ آئے گا جس میں حق قائم کرنے والی جماعت نہ ہوگی یا تو پوری زمین پر کہیں نہ ہوگی یا کچھ علاقوں میں نہ ہوگی۔

علماء کی وفات سے علم کا اٹھایا جانا

حدیث صحیح میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

۱۔ مسلم شریف کتاب الامارۃ۔ حدیث نمبر ۴۷۶۱
۲۔ تفسیر طبری صفحہ ۳/۶۳۔ مستدرک حاکم صفحہ ۴/۴۹۵، اتحاف سادۃ المتقین صفحہ ۴/۴۰۸
۳۔ بخاری کتاب الایمان۔ ابوداؤد کتاب الملاحم۔ نسائی کتاب الایمان۔ ابن ماجہ، الفتن
۴۔ مسلم شریف کتاب الذکر والدعاء۔ مسند احمد صفحہ ۲/۳۵۰۔ مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۰۲۳۶
۵۔ ترمذی کتاب التفسیر (سورۃ ص) مؤطا مالک کتاب القرآن۔ مسند احمد صفحہ ۵/۲۴۳

اللہ تعالیٰ علم کو اچانک یونہی نہیں اٹھائے گا کہ وہ لوگوں کے اندر سے علم کو کھینچ لے بلکہ علم کو موت کی صورت میں اٹھائے گا حتیٰ کہ کوئی عالم باقی نہ رہے گا اور لوگ اپنا پیشوا جاہلوں کو بنالیں گے جو بغیر علم کے فتویٰ دیں گے اور خود بھی گمراہ ہونگے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے[1]

ایک جماعت قیامت تک حق کو قائم رکھنے والی موجود رہے گی

ایک اور حدیث میں ہے

میری امت میں ایک ایسی جماعت موجود رہے گی جو حق پر قائم ہوگی، ان کو رسوا کرنے والے ان کا کچھ بگاڑ نہ سکیں گے اور نہ مخالفت کرنے والے۔ یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی اور وہ اسی حالت پر موجود ہوگی[2]۔ صحیح بخاری کے الفاظ ہیں کہ وہ لوگ (اسی حق) پر ڈٹے ہونگے۔

ہر سو سال بعد تجدید کرنے والے شخص کی پیدائش کی پیشن گوئی

عبداللہ بن مبارک اور دیگر سند سے نیز ابوداؤد میں حضرت ابوھریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

بیشک اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر سو سال ۔ کہ بعد اس شخص کو بھیجے گا جو اس دین کے کام کی تجدید کرے گا[3]

ہر قوم یہ دعوی کرتی ہے کہ ان کا سردار (یا بڑا عالم) مجدد ہے ظاہری بات یہ ہے (اور اللہ ہی کو اس کا صحیح علم ہے) کہ حدیث اس طرح عام ہے کہ ہر جماعت کے اہل علم، ہر صنف کے علماء، مفسرین، محدثین، فقہاء، نحویین وغیرہ مراد ہو سکتے ہیں۔

قبض علم کی حدیث میں یہ جو کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ علم کو لوگوں کے سینوں سے نہیں کھینچے گا'' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ علم ھبہ کرنے کے بعد واپس نہیں لے گا۔

قیامت کی بعض نشانیاں

ابن ماجہ میں حضرت انسؓ کا ارشاد منقول ہے کہ کیا میں تمھیں ایک ایسی بات نہ بتاؤں جو میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی اور میرے بعد تمھیں کوئی اور بیان نہ کرے گا''۔

میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے چند یہ ہیں کہ علم اٹھ جائے گا جہالت ظاہر ہوگی، زنا عام ہو جائے گا، شراب پی جائے گی، مرد کم ہو جائیں گے اور عورتوں کی تعداد بڑھ جائے گی۔ حتیٰ کے پچاس عورتوں کی کفالت ایک مرد کریگا[4]۔ صحیحین میں یہ حدیث حضرت عبدربہ کے حوالے سے آئی ہے۔

---

[1] بخاری کتاب العلم، مسلم حدیث نمبر ۶۷۳۷

[2] بخاری (کتاب الاعتصام بالکتاب السنۃ) مستدرک حاکم صفحہ ۴/۵۲۲

[3] ابوداؤد کتاب الملاحم، مستدرک حاکم صفحہ ۴/۵۲۲

[4] بخاری کتاب العلم حدیث نمبر ۸۱، مسلم حدیث نمبر ۶۷۲۷

آخری زمانے میں لوگوں سے علم اٹھ جائے گا

سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،
''قیامت سے پہلے ایسا زمانہ آئے گا جس میں علم اٹھ جائے گا، جہالت پھیل جائے گی اور ھرج قتل کی کثرت ہوگی اور ھرج ''قتل'' ہے[1]۔ (بخاری و مسلم عن الاعمش ایضاً)

نیز سنن ابن ماجہ میں حضرت حذیفہ بن ایمانؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' اسلام کا اثر اس طرح (آہستہ آہستہ) ختم ہوتا چلا جائے گا جیسا کہ کپڑوں (سے بیل بوٹوں) کے نشانات۔ حتی کہ کسی کو روزہ نماز اور عبادات کا پتہ نہ ہوگا اور نہ صدقے کا۔ کتاب اللہ کو ایک رات میں بھلا دیا جائے گا۔ چنانچہ زمین پر ایک آیت بھی باقی نہیں رہے گی لوگوں کے بہت سے گروہ بوڑھوں اور بوڑھیوں کے ہوں گے جو کہیں گے کہ ہم نے اپنے ماں باپ کو کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' پڑھتے دیکھا تھا، اور انھیں پتہ نہ ہوگا کہ نماز، روزہ عبادت اور صدقہ کیا ہے؟
اس پر حضرت حذیفہؓ نے تین مرتبہ سوال کرنے کی کوشش کی مگر آپؐ نے یہی جواب دیا مگر تیسری مرتبہ فرمایا کہ (یہی چیز) ان کو جہنم سے نجات دلا دے گی''۔ (یعنی ہمیشہ جہنم میں رہنے سے بچا لے گی (کلمہ کی پہچان) تین مرتبہ فرمایا[2]۔

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آخری زمانے میں علم اٹھ جائے گا حتی کہ قرآن کو سینوں اور مصاحف سے بھلا دیا جائے گا اور لوگ بغیر علم کے رہ جائیں گے اور کچھ بوڑھے لوگ کہیں گے کہ ہم نے ایسے لوگوں کو دیکھا تھا جو ''لا الـــہ الا اللہ'' اللہ کے قرب کے لئے پڑھتے تھے یہ ہی کہنا ان کو فائدہ دے جائے گا حالانکہ ان کے پاس کوئی نیک عمل یا علم نافع نہ تھا۔

حدیث میں جو نجات کا ذکر ہے اس سے یہ احتمال بھی ہوسکتا ہے کہ جہنم ان سے بالکل دور کردی جائے گی کیونکہ وہ علم نہ ہونے کے باعث مکلف نہیں رہے۔ واللہ اعلم۔ اور یہ بھی احتمال ہوسکتا ہے کہ دخول جہنم کے بعد نجات مل جائے۔ یہ قول اس حدیث قدسی کے مطابق ہے جس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ''میری عزت وجلال کی قسم میں ہر اس شخص کو جہنم سے نکال دوں گا جس نے کبھی بھی ''لا الہ الا اللہ'' کہا ہو[3]
اس کا ذکر شفاعت کے بیان میں تفصیل سے آئے گا۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ کوئی دوسری قوم ہو۔ واللہ اعلم۔ بہرحال مقصود یہ ہے کہ آخر زمانہ میں جہل کی کثرت ہوگی اور علم اٹھ جائے گا۔ اس حدیث میں اس بات کی اطلاع ہے کہ جہل پھیل جائے گا یعنی اس زمانے کے لوگوں میں جہل ڈال دیا جائے گا اور یہ رسوائی کی بات ہے (نعوذ باللہ منہ) اور یہ لوگ اسی حالت میں رہیں گے حتی کہ دنیا ختم ہو جائے گی۔ جیسا کہ ارشاد نبویؐ ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ ایک اللہ اللہ کہنے والا بھی زندہ ہے اور یہ برے لوگوں پر قائم ہوگی[4]

---

1. بخاری کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۰۶۲، مسلم حدیث نمبر ۶۷۲۹، ترمذی کتاب الفتن
2. حلیۃ الاولیاء صفحہ ۱۲۶/ ۷، اسماء وصفات بیہقی صفحہ ۱۰۵
3. دیکھیئے ابوالعاصم کی ''السنۃ'' ص: ۲/۳۹۶۔ اسماء وصفات بیہقی صفحہ ۱۳۵
4. مسلم شریف کتاب الایمان۔ مسند احمد: ۳/۱۶۲۔ متدرک: ۴/۴۹۵

آخری زمانے کی چند برائیوں کی طرف اشارہ نبوی ﷺ اگرچہ بعض ہمارے زمانے میں بھی پائے جاتی ہے

۱۔ ابن ماجہ کتاب الفتن میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری جانب متوجہ ہو کر فرمایا۔

اے مہاجرین کی جماعت! پانچ خصلتیں اگر تم اس میں مبتلا ہو گئے تو ''اور میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ تم اس میں مبتلا ہو جاؤ'' کوئی فحاشی کسی قوم میں اس وقت تک پھیلتی حتیٰ کہ وہ اسے علانیہ نہ کریں (جب ایسا ہوگا) تو ان میں ایسے طاعون اور قحط واقع ہونگے جو پہلے ان کے اسلاف میں واقع نہ ہوئے ہوں گے۔ جب لوگ ناپ تول میں کمی کریں گے تو ان پر آفات قحط، سختی، اور بادشاہوں کے ظلم کے عذاب واقع ہوں گے۔ جب لوگ زکوٰۃ ادا نہ کریں گے تو آسمان سے بارشیں بند ہو جائیں گی اور اگر زمین پر جانور نہ ہوتے تو کبھی بارش نہ ہوتی۔ اور لوگ جب اللہ کے عہد کو توڑیں گے تو اللہ ان پر ان کے غیر میں سے دشمن مسلط کر دے گا جو ان کے اموال چھین لے گا۔ اور جب حکمران حکم کے مطابق فیصلے نہ کریں اور اللہ کے نازل کردہ احکام کا مذاق اڑائیں تو اللہ تعالیٰ ان کو خانہ جنگی میں مبتلا فرما دے گا[۱]

۲۔ ترمذی میں محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی م نے فرمایا۔

جب میری امت پندرہ خصلتیں اختیار کر لے گی تو ان پر مصائب آئیں گے پوچھا گیا ''یا رسول اللہ'' وہ خصلتیں کیا ہیں؟ آپؐ نے فرمایا۔

جب غنیمت چند ہاتھوں میں رہ جائے، امانت کو غنیمت سمجھ لیا جائے، زکوۃ کو ٹیکس سمجھا، مرد اپنی بیوی کی اطاعت کرے اور ماں کی نافرمانی کرے، دوست سے نیکی کرے باپ سے جفا کرے، مسجد میں آوازیں بلند ہونے لگیں۔ قوم کا سردار سب سے برا انسان ہو اور اس کے شر کے خوف سے اس کی عزت کی جائے۔ شراب پی جانے لگے، ریشم پہنا جائے، گانے بجانے والیاں اور گانا آلات رکھے جائیں اس امت کے بعد والے، پہلے زمانے کے بزرگوں پر لعن طعن کریں تو اس وقت لال آندھی یا دھنسنے کے عذاب یا چہروں کے مسخ ہونے کا انتظار کرو[۲] (ھذا حدیث غریب)

حافظ ابوبکر بزار نے زید بن علی بن حسین کے حوالے حضرت علیؓ سے نقل کرتے ہیں کہ ''نبی کریم ﷺ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی، نماز کے بعد ایک شخص نے ان سے بلند آواز سے پوچھا کہ قیامت کب آئے گی؟ مگر آپ نے اس شخص کو ڈانٹ دیا اور چپ ہو گئے پھر جب اجالا ہو گیا تو آپؐ نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور فرمایا کہ وہ ذات مبارک ہے جس نے اسے بلند کیا اور اس کا نظام بنایا۔ پھر آپؐ نے زمین کی جانب نظر کی اور فرمایا کہ زمین کو پھیلانے والی ذات مبارک ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ قیامت کا سوال کرنے والا کہاں ہے؟ وہ شخص آپؐ کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اور کہا ''میرے ماں باپ آپ پر قربان'' میں نے آپ سے سوال کیا تھا؟ آپؐ نے اسے جواب دیا کہ:

قیامت اس وقت آئے گی جب حکمرانوں کے ظلم و ستم بڑھ جائیں، ستاروں کی تصدیق کی جائے اور تقدیر

۱۔ ابن ماجہ کتاب الفتن حدیث نمبر ۴۰۱۹

۲۔ ابن ماجہ کتاب الفتن حدیث نمبر ۲۲۱۰

کو جھٹلایا جائے، امانت کو غنیمت سمجھ لیا جائے، صدقہ کو ٹیکس سمجھا جائے، فحاشی بڑھ جائے تو اس وقت تیری قوم ہلاک ہو جائے گی!۱

ترمذی میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''جب غنیمت چند ہاتھوں میں رہ جائے، امانت غنیمت سمجھی جائے، زکوۃ کو ٹیکس جانا جائے، دین کے ماسوا کی تعلیم حاصل کی جائے، مرد بیوی کا مطیع اور ماں کا نافرمان ہو جائے، دوست سے نیکی کرے باپ سے سختی کرے، قبیلہ کی قیادت ان کے فاسق کے ہاتھ میں ہو، قوم کا سردار سب سے نیچ شخص ہو اور آدمی کی عزت اس کے شر کے خوف سے کی جائے، گانے والیں اور گانے کے آلات عام ہو جائیں، شرابیں پی جائیں، اس زمانے کے لوگ پہلے زمانے کے بزرگوں پر لعن طعن کریں تو اس وقت لال آندھی، دھنسنے کے عذاب، چہروں کے مسخ ہونے یا پتھروں کی بارش کا انتظار کرو اور ان مصائب کا جو اس طرح پے در پے آئیں جیسے لٹکا دھاگہ ٹوٹنے سے موتی پے در پے گرتے ہیں'' ۲ (هذا حديث غريب)

ترمذی ہی میں حضرت عمران بن حصینؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''اس امت پر دھنسنے کا عذاب، مسخ ہونے اور پتھروں کی بارش کے عذاب آئیں گے''۔

ایک مسلمان نے پوچھا یا رسول اللہؐ! ایسا کب ہوگا؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ جب گانے بجانے والیوں اور گانے کے آلات کی کثرت ہو اور شرابیں پی جائیں ۳ (هذا حديث غريب)

ترمذی ہی میں حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا جب میری امت متکبرین کی چال چلنے لگے اور ان کا انداز فارس و روم کے شہزادوں جیسا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ برے لوگوں کو اچھے لوگوں پر مسلط کر دے گا۴

صحیحین اور نسائی میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہم قیامت کے دن پہلے لوگوں میں آخری لوگ ہونگے اور جنت میں لوگوں سے پہلے داخل ہونے والے ہونگے''۔

صحیح مسلم میں یہ الفاظ ہیں کہ ہم وہ پہلے ہونگے جو جنت میں داخل ہونگے ۵۔

حافظ ضیاء نے حضرت عمرؓ بن خطاب سے ارشاد نبویؐ نقل کیا ہے کہ ''جنت تمام انبیاء پر میرے داخل ہونے سے پہلے حرام ہے، اور تمام امتوں پر میری امت کے داخل ہونے سے پہلے حرام ہے''۔

ابوداؤد میں حضرت ابوہریرہؓ سے ارشاد نبویؐ مروی ہے کہ ''میرے پاس جبریل آئے اور مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت جنت میں داخل ہوگی ۶۔

حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری خواہش ہے کہ میں آپ کے ساتھ ہوں تاکہ اسے دیکھ لوں، تو آپؐ نے فرمایا اے ابوبکر میری امت کے تم پہلے شخص ہوگے جو جنت میں داخل ہوگے ۷ (بخاری میں اس جگہ یہ الفاظ ہیں) کہ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تیری امت کے جن لوگوں کا حساب کتاب نہیں ہوگا انہیں دائیں دروازے سے داخل کر دو۔ اور دوسرے باقی دروازوں میں وہ لوگوں کے شریک ہونگے ۸

---

۱ مسند بزار حدیث نمبر ۳۴۰۹، مجمع الزوائد صفحہ ۳۲۸/ ۷، کنز العمال حدیث ۳۸۵۹۰

۲ ترمذی کتاب الفتن حدیث نمبر ۲۲۱۱ ۳ ترمذی کتاب الفتن حدیث نمبر ۲۲۱۲

۴ ترمذی کتاب الفتن حدیث نمبر ۲۲۶۱ ۵ بخاری کتاب الجمعہ حدیث نمبر ۲۱۲۲، مسلم حدیث نمبر ۱۹۷۷

۶ الحاوی للفتاوی ''سیوطی'' صفحہ ۱۲۹ ۷ ابوداؤد، کتاب السنۃ حدیث نمبر ۴۶۵۲

۸ بخاری۔ احادیث الانبیاء حدیث نمبر ۳۳۶۱، مسلم شریف حدیث نمبر ۲۴۳۴

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''جو اللہ کے راستے میں اپنا مال خرچ کرے گا اور جنت کے سب دروازوں سے بلایا جائے گا۔ جنت کے کئی دروازے ہیں، نماز کی کثرت کرنے والوں کو باب الصلوۃ سے پکارا جائے گا۔ اہل صدقہ کو باب الصدقہ سے اور اہل جہاد کو باب الجہاد سے۔ اور روزہ داروں کو باب الریان سے بلایا جائے گا۔ حضرت ابو بکرؓ نے سوال کیا کہ یا رسول اللہؐ! کیا یہ ضروری ہے کہ ہر ایک کو اس کے دروازے سے بلایا جائے گا؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ مجھے امید ہے کہ تم ان لوگوں میں سے ہوگے جنہیں ہر دروازے سے بلایا جائے گا۔[1]

صحیحین میں حضرت سہل بن سعد سے ارشاد نبویؐ مروی ہے کہ ''جنت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں سے ایک باب الریان ہے جس میں کثرت سے روزے رکھنے والے داخل ہونگے اور ان کے داخل ہونے کے بعد دروازہ بند کر دیا جائے گا اور پھر کوئی اس سے داخل نہ ہوگا۔[2]

جنت میں امیروں سے پہلے غریبوں کے داخل ہونے کی پیشنگوئی

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''غریب مسلمان جنت میں امیروں سے آدھے دن پہلے داخل ہونگے۔ اور آدھا دن پانچسو سال کا ہے[3] (یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ میں بھی ہے)

''غریب مومن، امیروں سے آدھے دن پہلے جنت میں جائیں گے اور (آدھا دن) پانچسو سال کا ہوگا (مخلص)

مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ارشاد نبوی مروی ہے کہ

''غریب مہاجرین، قیامت کے دن مالداروں سے سبقت لے جائیں گے (یعنی جنت میں) چالیس سال پہلے (جائیں گے)[4]

مسلم شریف میں حضرت ابن عباسؓ سے ارشاد نبویؐ مروی ہے کہ جنت کے دروازے پر دو مومنوں کی ملاقات ہوگی۔ ایک غریب اور ایک مالدار کی۔ غریب تو جنت میں داخل ہو جائے گا مگر امیر کو روک لیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ مرضی کے مطابق جتنے بھی عرصے کے بعد وہ جنت میں داخل ہوگا۔ پھر وہاں اس غریب سے ملے گا تو غریب پوچھے گا کہ بھائی تم کہاں رہ گئے تھے میں تمھارے بارے میں ڈرنے لگا تھا۔ وہ کہے گا کہ تمھارے جانے کے بعد مجھے روک لیا گیا اور اندر داخل ہونے تک کے زمانے میں میرا اتنا پسینہ بہا کہ اگر ایک ہزار اونٹ کھٹے پودے اور گھاس کھا کر پانی پیتے تو ان کی کھٹاس کو وہ پانی دور کر دیتا۔[5]

صحیحین میں حضرت اسامہ بن زیدؓ سے ارشاد نبوی مروی ہے کہ میں نے جنت کے دروازے پر کھڑا ہو کر دیکھا تو جنت میں زیادہ مساکین (غریب لوگ) تھے اور پھر جہنم کے دروازے کھڑے ہو کر دیکھا تو اکثریت عورتوں کی تھی[6]

بخاری میں حضرت عمران بن حصینؓ سے ارشاد نبویؐ مروی ہے کہ میں نے جنت میں دیکھا تو زیادہ تر مساکین کو پایا اور جہنم میں دیکھا تو زیادہ تر عورتوں کو پایا[7]

مسلم شریف میں حضرت ابن عباس سے بھی انہی الفاظ سے ارشاد نبوی مروی ہے ''موطا امام مالک میں

---

[1] بخاری حدیث نمبر ۱۸۹۷، مسلم حدیث نمبر ۲۳۶۸ [2] بخاری حدیث نمبر ۱۷۹۶، مسلم حدیث نمبر ۲۷۰۳
[3] ترمذی کتاب الزہد حدیث نمبر ۲۳۵۴، مسند احمد صفحہ ۲/۳۴۳ [4] مسلم کتاب الزہد حدیث نمبر ۷۳۸۸، مسند احمد صفحہ ۳/۱۶۹ [5] مسند احمد صفحہ ۱/۳۰۴ [6] بخاری کتاب النکاح حدیث نمبر ۵۱۹۶، مسلم حدیث نمبر ۶۸۷۲ [7] حوالہ بالا

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

''جب تمھارے امراء تمھارے اچھے لوگوں میں سے ہوں، نقباء سخی ہوں اور معاملات مشورے سے طے ہوتے ہیں تو زمین کے اوپر کا حصہ اس کے اندر سے اچھا ہے اور جب امراء برے لوگوں میں سے ہوں، مالدار کنجوس ہوں اور معاملات عورتوں کے حوالے ہو جائیں تو زمین کا پیٹ اس کے اوپر سے بہتر ہے''۔[1]

مسند احمد میں حضرت ابو سعید خدریؓ سے ارشاد نبوی مروی ہے کہ:

''مضر (قبیلہ) اللہ کے بندوں کو ضرور ماریں گے حتی کہ اللہ کی عبادت نہ کریں گے اور پھر مومنین مضر کی پٹائی کریں گے حتی کہ وہ انہیں روک نہیں سکیں گے''۔[2]

مسند احمد ہی میں حضرت انس سے ارشاد نبوی مروی ہے کہ ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک لوگ مساجد میں فخر نہ کرنے لگیں''۔[3]

یہ حدیث ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ میں حماد بن سلمہ کی سند سے مروی ہے ابوداؤد میں قتادہ کی سند سے اتنی بات زیادہ منقول ہے کہ ''صحرابوں کو سجایا جائے اور دل فخر و تکبر سے بھر جائیں''۔

مسند احمد میں علیم نامی راوی سے مروی ہے کہ ہم کسی جگہ بیٹھے تھے وہاں ایک صحابی (راوی یزید بن مروان کہتے ہیں کہ وہ میرا خیال ہے کہ عبسؓ غفاری ہیں) بھی تھے لوگ طاعون کی وجہ سے جارہے تھے تو عبسؓ کہنے لگے۔ اے طاعون مجھے پکڑ لے (تین مرتبہ کہا) تو علیم نے کہا ایسا مت کہو کیا تم نے رسول اکرم ﷺ کی وہ حدیث نہیں سنی؟ کہ کوئی موت کی تمنا نہ کرے کیونکہ موت کے بعد عمل منقطع ہو جاتے ہیں'' تو حضرت عبسؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ:

''جلد موت کو ترجیح دو جب بے وقوفوں کی حکومت ہو، پولیس کی کثرت ہو، حکموں کی خرید و فروخت ہو، برائی کو ہلکا سمجھا جائے، قطع رحمی کی جائے اور ایسے لوگ پیدا ہو جائیں جو قرآن کریم کو گانے بجانے کے آلات کی طرح بنالیں اور لوگوں کے سامنے اس سے کھیل کود کے لیے لائیں۔ اگر چہ یہ لوگ ان سے سمجھ میں کم ہوں''۔[4]

فصل

آخری زمانے میں ''مہدی'' کی پیشنگوئی

یہ مہدی خلفاء راشدین اور ائمہ مہدیین میں سے ہیں۔ یہ وہ منتظر مہدی نہیں جسے رافضی نے گھڑ رکھا ہے جو ان کے خیال میں سامرا کے ایک غار سے برآمد ہوگا۔ اس عقیدے کی کوئی حقیقت اور کوئی نقلی آثار موجود نہیں۔ البتہ جسے ہم بیان کر رہے ہیں اس کا ذکر بے شمار احادیث میں موجود ہے۔

کہ وہ آخری زمانے میں ہوگا اور غالب یہ ہے کہ اس کا ظہور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نزول سے پہلے ہوگا۔

---

[1] ترمذی کتاب الفتن حدیث نمبر ۲۲۶۶ [2] مسند احمد صفحہ ۳/۸۷

[3] ابوداؤد کتاب الصلوۃ حدیث نمبر ۴۴۹ [4] مسند احمد صفحہ ۳/۴۹۴

حضرت مہدی کی آمد کی احادیث

مسند احمد میں حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:
(آخری زمانے میں) اگر دنیا کا ایک دن بھی باقی ہوگا، اللہ تعالیٰ ایک ایسے شخص کو بھیجے گا جو اس دنیا کو عدل سے اس طرح بھر دے گا جیسے اس سے پہلے ظلم سے بھری ہوگی۔[1]

ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں اور امام ابوداؤد نے سنن میں اور امام احمد نے مسند میں محمد ابن الحنفیہ کے حوالے سے حضرت علیؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا

''مہدی ہمارے اہل بیت میں سے ہوگا اور اللہ تعالیٰ اسے ایک رات میں اس لائق بنا دیں گے۔[2]

ابن ماجہ اور مسند احمد وغیرہ میں ابواسحاق سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ نے مذکورہ الفاظ ارشاد فرمائے اور پھر حضرت حسنؓ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ ''میرا یہ بیٹا سردار ہے جیسا کہ اے نبی کریم ﷺ نے سردار فرمایا ہے۔ اس کی صلب سے ایک شخص جس کا نام تمھارے نبیؐ کے نام پر ہوگا جو اخلاق میں نبی کریمؐ کے مشابہہ ہوگا۔ البتہ صورت میں مشابہہ نہ ہوگا .... (پھر آپ نے زمین کو عدل سے بھر دینے والا ارشاد فرمایا)

امام ابوداؤد سجستانی نے باقاعدہ اس موضوع پر الگ باب قائم کر کے اس کے شروع میں حضرت جابر بن سمرہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''یہ دین اس وقت تک قائم رہے گا جب تک کہ تم پر بارہ خلیفہ نہ آ جائیں۔ ان میں سے ہر ایک امت کو مجتمع کر کے رکھے گا۔[3]

ایک اور روایت میں قائم کے بجائے عزیز حادی کے الفاظ آئے ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ یہ سن کر لوگوں نے تکبیر کہی اور شور مچانے لگے۔ پھر آپؐ نے بہت ہلکے الفاظ ادا کئے تو میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ آپؐ نے کیا فرمایا؟ تو انہوں نے بتایا کہ آپؐ نے فرمایا تھا ''وہ سب قریش سے ہونگے''

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ گھر تشریف لے گئے تو قریش کے لوگ آپؐ کی خدمت میں آئے اور پوچھا کہ پھر کیا ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا کہ پھر لوگوں میں صنف آ جائے گا''۔

سنن ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے ارشاد نبویؐ مروی ہے کہ

''اگر دنیا کا ایک دن بھی باقی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ اس دن کو طویل فرما کر اس میں ایک شخص کو جو مجھ سے یا میرے اہل بیت سے ہوگا'' مبعوث فرمائیں گے اس کا نام میرے نام پر اور اس کے والد کا نام میرے والد کے نام کے موافق ہوگا (قطر کی حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ) وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جیسا کہ اس سے پہلے ظلم وجور سے بھری ہوگی۔

حضرت سفیان کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جت تک کہ میرے اہل بیت

---

[1] ابوداؤد کتاب المہدی حدیث نمبر ۴۲۸۲، مسند احمد صفحہ ۱/۹۹، ترمذی ماجاء فی المہدی حدیث نمبر ۲۲۳۰

[2] ابن ماجہ کتاب الفتن حدیث نمبر ۴۰۵۸، الدر المنثور صفحہ ۶/۸۵

[3] سنن ابوداؤد کتاب المہدی حدیث نمبر ۴۱۱۰، بیہقی دلائل النبوۃ صفحہ ۶/۵۲۰

میں سے ایک شخص عرب کا مالک بن جائے۔جس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا۔[۱]

اسی طرح مسند احمد اور ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے یہ ارشاد نبوی مروی ہے کہ ''میرے اہل بیت میں سے ایک شخص والی ہوگا جس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا''[۲]

عاصم کہتے ہیں کہ ابو عاصم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے ارشاد نبوی نقل کیا ہے کہ ''اگر دنیا کا صرف ایک دن بھی باقی ہوتب بھی اللہ تعالیٰ اسے طویل کر دیں گے۔حتیٰ کہ میرے اہل بیت سے ایک شخص والی بنے جس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا [۵] (ہٰذا حدیث حسن صحیح)

ابوداؤد میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے ارشاد نبوی مروی ہے کہ

''مہدی مجھ میں سے ہوگا، چوڑی پیشانی، اونچی ناک والا ہوگا جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جیسا کہ پہلے ظلم و جور سے بھری ہوگی۔وہ سات سال تک زمین کا مالک رہے گا۔

سنن ابوداؤد میں حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ ''مہدی میری نسل میں سے فاطمہ کی اولاد میں سے ہوگا''[۳]

ابن ماجہ اور ابوداؤد میں حضرت ام سلمہؓ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ

''خلیفہ کی وفات کی وجہ سے اختلاف ہو جائے گا تو ایک شخص اہل مدینہ میں سے بھاگ کر مکہ آ جائے گا۔ پھر کچھ مکہ والے اسے زبردستی نکال کر رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان اس سے بیعت کر لیں گے۔پھر اسکے خلاف شام سے ایک لشکر بھیجا جائے گا جسے ''بیداء'' نامی مقام پر جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے، زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔جب لوگ یہ صورتحال دیکھیں گے تو شام سے ابدال اور اہل عراق سے جماعتیں آکر اس سے بیعت کریں گی۔پھر قریش کا ایک شخص جوان ہوگا جس کا ننھیال قبیلہ کلب ہوگا۔یہ ان لوگوں کے خلاف لشکر بھیجے گا جوان پر غالب آجائے گا اور یہ کلب والوں کا لشکر ہوگا اس شخص کے لیے ناکامی ہے جو کلب والوں کی بیعت میں شامل نہ ہو۔پھر وہ مال تقسیم کرے گا اور لوگوں میں اپنے نبی کی سنت والے کام کرے گا اور اسلام کو مضبوط کرے گا، وہ سات سال رہ کر انتقال کر جائے گا پھر مسلمان اس کی نماز جنازہ پڑھیں گے[۴]

ابوداؤد میں حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وراء النہر سے حارث بن حران نامی شخص ایک شخص منصور نامی کے لشکر کے مقدمے پر متعین نکلے گا اور آل محمد کے موافق ہوگا۔یا فرمایا ان کو جمائے گا جیسا کہ قریش نے رسول اللہ ﷺ کی موافقت کی، ہر مومن پر اس کی مدد کرنا (یا فرمایا اس کی تابعداری کرنا) واجب ہے۔[۵]

ابن ماجہ میں عبداللہ بن حارث بن جزء الزبیدی سے ارشاد نبویؐ ہے کہ ''مشرق سے کچھ لوگ نکلیں گے اور

---

۱ سنن ابوداؤد کتاب المہدی حدیث نمبر ۴۲۸۲، ترمذی، مسند احمد صفحہ ۱/۹۹

۲ کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۶۶۱، شرح السنة حدیث نمبر ۱/۳۸۶

۳ ترمذی کتاب الفتن حدیث نمبر ۲۲۳۱، کنز العمال الحدیث نمبر ۳۸۶۷۴

۴ ابوداؤد کتاب المہدی، ابن ماجہ کتاب الفتن، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۶۶۲

۵ ابوداؤد حدیث نمبر ۴۲۹۰، کنز العمال حدیث نمبر ۳۱۷۸۰

مہدی کی حکومت کی موافقت کریں گے۔[1]

اہل بیت پر ہونے والے مظالم کی پیشن گوئی

ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ سے مروی ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں موجود تھے کہ آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہوگئیں اور چہرہ انور کا رنگ متغیر ہوگیا۔ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا بات ہے کہ ہم آپ کے چہرے پر پریشانی کے آثار دیکھ رہے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ

''ہم وہ اہل بیت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے آخرت کو دنیا پر (ترجیحا) چن لیا ہے اور میرے اہل بیت کو میرے بعد بڑے مصائب اور آلام کا سامنا کرنا ہوگا۔ حتی کہ مشرق کی جانب سے ایک جماعت کالے جھنڈوں کے ساتھ آئے گی۔ وہ (راستے میں) روٹی مانگیں گے مگر لوگ نہیں دیں گے۔ لہٰذا وہ لڑیں گے اور فتح پائیں گے پھر انہیں مطالبہ کی چیز دی جائے گی مگر وہ قبول نہ کریں گے حتی کہ وہ اسے میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کے حوالے کردیں۔ چنانچہ اس (زمین) کو عدل سے بھردے گا جیسا کہ وہ پہلے ظلم سے بھری ہوئی تھی اگر تم میں سے کوئی اسے پائے تو اسے چاہیئے وہ ان کے پاس آجائے چاہے برف پر گھسٹ کر آنا پڑے''۔[2]

اس سیاق میں بنی عباس کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ پہلے تنبیہ گذر چکی اور اس حدیث میں اس بات پر بھی دلالت ہے کہ مہدی بنو عباس کی حکومت کے بعد آئے گا اور اہل بیت سے حضرت فاطمہؓ کی اولاد میں سے ہوگا اور پھر حضرت حسن اور حسینؓ کی اولاد میں سے ہوگا۔ جیسا کہ حضرت علیؓ سے مروی سابق حدیث میں گذر چکا ہے۔ (واللہ اعلم)

ابن ماجہ میں حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمھارے خزانے کے پاس تین افراد قتل ہونگے۔ تینوں خلیفہ کے بیٹے ہونگے اور حکومت کسی کو بھی نہ ملے گی پھر ایک کالے جھنڈوں والی جماعت آئے گی۔ مشرق سے اور وہ تم سے ایسے لڑے گی جیسے پہلے کوئی بھی نہ لڑا ہوگا۔ (راوی کہتا ہے کہ پھر آپؐ نے کچھ فرمایا جو مجھے یاد نہیں) پھر فرمایا کہ اگر تم انہیں دیکھو تو ان سے بیعت کرلینا چاہے برف پر گھسٹنا پڑے کیونکہ وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے''۔[3]

اس حدیث کی اسناد صحیح ہیں۔ ظاہر یہ ہے کہ اس خزانے سے مراد کعبہ کا خزانہ ہے جہاں خلفاء کے تین بیٹے مارے جائیں گے حتی کہ آخری زمانہ آجائے گا اور مہدی نکل آئے گا اس کا ظہور مشرقی علاقوں سے ہوگا نہ کہ سامرا کے غاروں سے جیسا کہ جاہل رافضیوں نے خیال گھڑ رکھا ہے کہ وہ اب بھی ان غاروں میں موجود ہے اور وہ آخر زمانے تک اس کے خروج کے منتظر ہیں۔ یہ عقیدہ ہذیان کی اقسام سے اور رسوائی کا بڑا سرمایہ اور شیطانی شدید ہوس ہے کیونکہ اس عقیدے پر کوئی دلیل و برہان موجود نہیں، نہ قرآن سے نہ سنت سے اور نہ عقل صحیح کے اعتبار سے اور نہ ہی استحسان کے اعتبار سے درست ہے۔

ترمذی میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا خراسان سے کالے جھنڈے نکلیں

---

1. ابن ماجہ کتاب الفتن حدیث نمبر ۴۰۸۸، کنز العمال حدیث نمبر ۳۱۲۴۴
2. ابن ماجہ خروج المہدی حدیث نمبر ۴۰۸۲
3. ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۰۸۴، الالبانی سلسلۃ الصحیحۃ حدیث نمبر ۸۵

گے تو انھیں کوئی نہ روک سکے گا حتی کہ انھیں ایلیاء پر نصب کر دیا جائے گا۔ ۱

ان کالے جھنڈوں سے ابو مسلم خراسانی کے جھنڈے مراد نہیں جو وہ ۱۳۲ھ میں لایا تھا اور بنوامیہ حکومت گرادی تھی بلکہ یہ دوسرے جھنڈے میں جو مہدی کی مصاحبت میں لائے جائیں گے یہ مہدی محمد بن عبداللہ العلوی الفاطمی الحسنی ہوگا جسے اللہ تعالیٰ ایک رات میں اس لائق بنائے گا اور وہ پہلے اس لائق نہیں ہوگا اور اہل مشرق کے کچھ لوگوں کے ذریعے اس کی تائید ہوگی جو اسکی حکومت قائم کر کے اس کے پاؤں مضبوط کریں گے ان کے جھنڈے بھی کالے ہونگے اور ان کا حلیہ باوقار ہوگا۔

نبی کریم ﷺ کے جھنڈے کا رنگ بھی کالا تھا اور اسے عقاب کہا جاتا تھا اور اسے پہلے حضرت خالد بن ولیدؓ نے دمشق کی مشرقی چوٹی پر لہرایا تھا اور آج بھی وہ پہاڑی ''ثنیہ العقاب'' کے نام سے مشہور ہے اور یہ کافروں اور عرب وروم کے نصاریٰ پر عذاب تھا اور اسکے بعد مہاجروں اور انصار کی عاقبت اچھی ہوئی اور ان کے ساتھ بعد والوں کی بھی قیامت تک عاقبت مخیر ہوگئی۔ پھر جب نبی کریم ﷺ مکہ میں فاتحانہ داخل ہوئے تو آپ کے سر پر خود تھا جو کہ کالا تھا بعض روایات میں ہے آپؐ نے خود پر کالا عمامہ پہنا ہوا تھا۔

اس تفصیل کا مقصود یہ ہے کہ مہدی جس کا آخری زمانے میں وعدہ کیا گیا ہے، اس کا اصل خروج وظہور بلاد مشرق سے ہوگا اور بیت اللہ کے نزدیک اس کی بیعت کی جائے گی جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے۔

ترمذی میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے ارشاد نبویؐ مروی ہے کہ ''میری امت میں مہدی نکلے گا جو پانچ سات یا نو سال رہے گا اس کے پاس ایک شخص آ کر کہے گا کہ اے مہدی مجھے کچھ دے؟ تو وہ اس کے کپڑے میں اتنا کچھ دے گا جو وہ اٹھا سکے۔ ۲

یہ حدیث بتاتی ہے کہ اس کی زیادہ سے زیادہ مدت نو سال اور کم از کم پانچ سال ہوگی یا سات سال۔ شاید وہ خلیفہ ہے جو مال ڈھیروں دے گا (واللہ اعلم)۔ اور اس کے زمانے میں پھل، کھیتی بہت زیادہ اور مال وافر ہوگا بادشاہ زورآور اور دین قائم ہوگا، دشمن منہ کی کھائے گا اور اس کے زمانے میں خیر دائمی ہوگی۔

مسند احمد میں حضرت ابوسعیدؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ان سے عرض کیا کہ جو بھی امیر ہم پر آیا ہے وہ ماضی میں برا ہوتا ہے تو حضرت ابوسعیدؓ نے فرمایا کہ اگر میں کچھ رسول اکرم ﷺ سے سنتا تو میں بتا دیتا جیسا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا کہ:

''تمھارے امیروں میں ایک امیر مال خوب دے گا اور واپس نہیں لے گا۔ ایک شخص اس کے پاس آ کر مانگے گا تو وہ کہے گا لو اور اپنا کپڑا اچھا کر اس میں بھر دے گا (یہ فرما کر آپؐ نے اپنا موٹا کپڑا بچھایا اور اسے چاروں کونوں سے لپیٹ کر فرمایا) اور وہ بیا سے اٹھائے گے اور چلا جائے گا۔ ۳

ابن ماجہ میں حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم کو یہ فرماتے سنا کہ'' ہم عبدالمطلب کی اولاد اہل جنت کے سردار ہیں۔ میں حمزہ، علی، جعفر، حسن حسین اور مہدی ۴

---

۱ ترمذی کتاب الفتن باب نمبر ۷۹، مسند احمد صفحہ ۳۶۵/۲، البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۷۹/۶

۲ ترمذی، الفتن حدیث نمبر ۲۳۳۲، ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۰۸۳ ۳ مسند احمد صفحہ ۹۸/۳

۴ ابن ماجہ خروج المہدی حدیث نمبر ۴۰۸۷، کنز العمال حدیث نمبر ۳۴۱۶۲

اس سند میں علی بن زیاد یمانی ہے۔ صحیح یہ ہے کہ یہ عبداللہ بن زیاد یمی ہے میں کہتا ہوں کہ اس طرح بخاری نے تاریخ میں ذکر کیا ہے، ابن حاتم نے الجرح والتعدیل میں کہا ہے کہ یہ "مجہول شخص" ہے اور یہ حدیث منکر ہے۔

ابن ماجہ میں حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "معاملہ میں صرف شدت ہی آئے گی اور دنیا میں زوال، لوگوں میں بے صبری ہی بڑھے گی اور قیامت صرف برے لوگوں پر آئے گی اور مہدی صرف ابن مریم ہیں[1]

یہ حدیث مشہور ہے محمد بن خالد جندی صنعانی سے جو شیخ شافعی کے مؤذن ہیں اور بے شمار لوگوں نے ان سے روایت کی ہے، لہٰذا یہ مجہول نہیں جیسا کہ حاکم کا خیال ہے بلکہ ابن حسین نے اسے ثقہ کہا ہے۔ اور اس حدیث کا ظاہر ان روایات کیخلاف معلوم ہوتا ہے کہ جن میں مہدی کا حضرت عیسیٰ کے سوا ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ بہر حال نزول عیسی سے پہلے تو ظاہر ہے کہ مہدی وہی ہیں البتہ نزول عیسی کے بعد غور کرنے سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ اسمیں کوئی منافات نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ مہدی نے ایک اور مہدی کو ثابت کر دیا جو کہ عیسی بن مریم ہیں اور اس سے یہ نفی نہیں ہوتی کہ محمد مہدی کے علاوہ کوئی اور مہدی نہ ہو۔

فتنوں کی مختلف اقسام

بخاری میں حضرت زینب بنت جحشؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نیند سے بیدار ہوئے ان کی آنکھیں لال تھیں اور وہ فرما رہے تھے:

"لا الہ الا اللہ، عرب کے لیے ہلاکت ہے نزدیک آ جانے والے شر سے آج یاجوج ماجوج کی دیوار میں سوراخ کھل گیا ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے نوے یا سو کا اشارہ فرمایا۔ بعض صحابہ نے سوال کیا کہ کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے ؟ حالانکہ ہم میں نیک لوگ بھی ہونگے ؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ ہاں جب فساد و شر زیادہ ہو جائے گا (تو ایسا ہوگا)۔[2]

بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے ارشاد نبویؐ مروی ہے کہ آج کے دن یاجوج ماجوج کی دیوار میں اتنا سوراخ ہو گیا ہے (اور آپؐ نے ہاتھ سے اشارہ کیا) جس سے نوے کا عدد مراد ہوتا ہے۔[3]

بخاری میں حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ آپ گھبرا کر بیدار ہوئے اور فرمایا سبحان اللہ۔ آج کی رات کیا خزائن نازل ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے کیا کیا فتنے نازل فرمائے ہیں؟ کون ہے جو حجروں میں رہنے والیوں کو بیدار کرے کہ وہ نماز پڑھیں۔ بہت سی کپڑے پہننے والیاں آخرت میں ننگی ہونگی۔[4]

اسلام کے درمیانی دنوں میں فتنوں کی سرکشی کی پیشنگوئی

بخاری و مسلم میں حضرت اسامہ بن زید سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ مدینے کے ایک قلعے پر آئے اور فرمایا کہ:
"کیا تم وہ دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں؟ صحابہ نے کہا کہ نہیں۔ آپؐ نے فرمایا میں فتنوں کو دیکھ رہا

---

1. ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۰۳۹، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۶۵۶
2. بخاری احادیث الانبیاء حدیث نمبر ۳۳۴۶، مسلم اشراط الساعۃ حدیث نمبر ۱۶۴/۷
3. بخاری احادیث الانبیاء حدیث نمبر ۳۳۴۷، مسلم اقتراب الفتن حدیث نمبر ۱۶۸/۷
4. بیہقی معرفۃ السنن والآثار صفحہ ۴۵۵/۵، کنز العمال حدیث نمبر ۱۲۴۱۰

ہوں جو تمہارے گھروں پر بارش کی طرح نازل ہو رہے ہیں[۱]

بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ سے ارشاد نبوی مروی ہے کہ:

''قیامت کے نزدیک علم کم ہو جائے گا، شور شرابہ رہ جائے گا، فتنے ظاہر ہوں گے اور ہرج زیادہ ہو جائے گا، پوچھا گیا یا رسول اللہ! ہرج کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا قتل[۲]

جو زمانہ گذرتا ہے وہ آنے والے سے بہتر ہوتا ہے

بخاری میں عدی سے مروی ہے کہ ہم نے حضرت انسؓ کی خدمت میں جا کر حجاج کے مظالم کا شکوہ کیا تو انہوں نے فرمایا کہ لوگوں پر جو زمانہ آتا ہے اس کے بعد والا زمانہ اس سے بھی برا ہوتا ہے (اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا) حتیٰ کہ تم اپنے رب سے جا ملو۔ یہ بات میں نے تمھارے نبی ﷺ سے سنی تھی۔

ترمذی نے یہ حدیث بیان کر کے کہا ہے کہ عوام اس حدیث کو دوسرے الفاظ سے بیان کرتے ہیں کہ ہر آنے والا شخص بد سے بدتر ہوتا جائے گا۔

آنے والے فتنے اور اس سے بچنے کی تلقین نبوی ﷺ

بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے ارشاد نبوی ﷺ سے مروی ہے کہ

''عنقریب بہت سے فتنے ہوں گے جن میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے اور چلنے والا اس دروازے والے سے جو اس مقابلے کے لیے کھڑا رہے، بہتر ہوگا۔ جس کو بھی ان فتنوں کے دوران کوئی پناہ گاہ ملے تو اسے چاہیئے کہ وہ وہاں چلا جائے[۳]

مسلم میں روایت حضرت ابو بکرؓ کے حوالے سے کچھ تفصیل سے آئی ہے۔

دلوں سے امانت اٹھ جانے کی پیشنگوئی

بخاری میں حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں دو باتوں کے وقوع کے بارے میں ارشاد فرمایا جن میں سے ایک تو میں نے دیکھ لی اور دوسری کا منتظر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ''بیشک امانت لوگوں کے دلوں کی گہرائی میں اتاری گئی اور پھر قرآن نازل کیا گیا، چنانچہ انہوں نے قرآن سیکھا اور پھر سنت کی تعلیم حاصل کی۔ اور آپ ﷺ نے ان کے اٹھائے جانے کی بابت ارشاد فرمایا کہ ''ایک شخص سوئے گا تو اس کے دل سے امانت اٹھالی جائے گی اور اس کا اثر محض کچھ سیاہی کی طرح رہ جائے گا۔ پھر وہ سوئے گا تو اس کے دل سے پھر اٹھائے جائے گی کہ اس کا اثر محض آبلے کی طرح رہ جائے جیسے کہ کوئی انگارہ تیرے پاؤں میں لگ جائے اور پھول جائے تجھے لگے تو پھولا ہوا مگر اس میں کچھ نہ ہو۔ چنانچہ لوگ ایسے ہو جائیں گے کہ معاملات کریں گے مگر ان میں سے کوئی امانت کا حق ادا کرنے والا نہ ہوگا۔ کہا جائے گا کہ فلاں قوم میں ایک امانتدار موجود ہے یا فلاں بڑا ہی عقلمند، وسیع

۱۔ البخاری آطام المدینہ حدیث نمبر ۱۸۷۸، مسلم حدیث نمبر ۷۱۷۴

۲۔ بخاری کتاب العلم حدیث نمبر ۸۵، مسلم شریف حدیث نمبر ۷۱۸۶

۳۔ بخاری فضائل المدینۃ حدیث نمبر ۱۸۷۸، مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۱۷۶

الظرف اور بہادر ہے۔ مگر اس کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان نہ ہوگا۔ مجھ پر ایسا زمانہ آیا تھا کہ مجھے یہ پرواہ نہیں ہوئی تھی کہ میں کس سے خرید وفروخت کر رہا ہوں.......... اور اب وہ زمانہ ہے کہ میں فلاں اور فلاں کے علاوہ کسی سے خرید وفروخت نہیں کرتا۔

مشرق کی سمت سے فتنہ ظاہر ہوگا

بخاری میں حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ منبر کے برابر میں کھڑے ہوئے اور آپ کا رخ مشرق کی جانب تھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ خبردار فتنہ وہاں سے اٹھے گا جہاں سے شیطان کا سینگ (یا فرمایا کہ) سورج کی کرن طلوع ہوتی ہے[1]

فساد اتنا زیادہ ہوگا کہ زندہ لوگ مرنے والوں پر رشک کریں گے

بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ ایک شخص کسی قبر کے پاس سے گذرے گا اور کہے گا کہ کاش اس (صاحب قبر) کی جگہ میں ہوتا[2]

عرب کے بعض کناروں سے بت پرستی لوٹ آئے گی

بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ میں رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک قبیلہ دوس کی عورتوں کی سرین ذی الخلصت (نامی بت) کے گرد حرکت (طواف) کریں۔ ذو الخلصت جاہلیت میں دوس قبیلہ کا بت تھا جسے وہ پوجتے تھے[3]

عرب میں دولت ظاہر ہونے اور اس کے نتیجے میں قتل وقتال کی پیشن گوئی

بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ

فرات سے سونے کا خزانہ ظاہر ہوگا اور جو بھی وہاں جائے گا کچھ حاصل نہ کر سکے گا[4]۔ ایک اور روایت میں ''جو عقبہ، عبداللہ، الواتر نادا عراج عن ابی ہریرہ کی سند سے ہے'' آیا ہے کہ سونے کا پہاڑ ظاہر ہوگا۔

مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ

''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ فرات ایک سونے کا پہاڑ نہ ظاہر کر دے جس پر لوگ قتل وقتال کریں گے سو میں سے ننانوے قتل ہوگے اور ہر شخص امید کرے گا کہ شاید وہ کامیاب ہو جائے''۔[5]

مسلم ہی میں عبداللہ بن حارث بن نوفل سے مروی ہے کہ میں حضرت ابی ابن کعبؓ کے ہمراہ ایک اونچی

---

۱ بخاری کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۰۹۳، مسلم حدیث نمبر ۷۲۲۱، مسند احمد صفحہ ۲/۹۲

۲ بخاری کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۱۱۵، مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر نمبر ۷۲۳۰

۳ مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۲۲۷، مسند احمد صفحہ ۲/۲۷۱

۴ بخاری کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۱۱۹، مسلم حدیث نمبر ۷۲۰۳، ابوداؤد حدیث نمبر ۴۳۱۳

۵ مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۲۰۱، مسند احمد صفحہ ۲/۳۳۲

جگہ کے سائے میں کھڑا تھا تو انھوں نے فرمایا کہ "لوگ دنیا کی طلب میں اپنی گردنیں ہلاتے رہیں گے۔" میں نے عرض کیا جی ہاں بالکل! تو وہ کہنے لگے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ

"عنقریب فرات سونے کا پہاڑ ظاہر کرے گا جب لوگ اس کے بارے میں سنیں گے تو اس طرف جائیں گے تو جو اس کے پاس موجود ہوں گے وہ کہیں گے کہ اگر ہم نے لوگوں کو یہاں سے سونا لے جانے دیا تو وہ سارا کا سارا لیجائیں گے چنانچہ وہ قتال کریں گے اور ہر سو میں سے ننانوے افراد قتل ہو جائیں گے۔[1]

بہت سے دجال نکلنے اور قیامت کے اچانک آنے کا اشارہ نبویؐ

بخاری میں حضرت ابوھریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

"قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک ایک ہی دعوی کرنے والے دو بڑے گروہ آپس میں نہ لڑیں یہ بڑی زبردست خونریزی ہوگی۔ اور جب تک تیس کے قریب بڑے دجال جو کہ خود کو اللہ کا رسول سمجھتے ہوں گے" نہ آجائیں۔ اور جب تک کہ علم نہ اٹھالیا جائے، زلزلوں کی کثرت ہو جائے، زمانہ قریب آجائے، فتنہ ظاہر ہو جائے اور ھرج جو کہ قتل ہے، زیادہ ہو جائے، اور جب تک کہ مال کی اتنی کثرت نہ ہو جائے کہ صدقہ لینے والا ڈھونڈے سے نہ ملے اور ملے تو وہ کہہ دے کہ مجھے مال کی ضرورت نہیں۔ لوگ بڑی بڑی عمارتیں بنانے لگیں اور جب تک قبر کے قریب سے گذرنے والا شخص مردے کی جگہ ہونے کی تمنا نہ کرے، سورج مغرب کی طرف سے طلوع نہ ہو جائے۔ اور جب مغرب سے طلوع ہوگا تو لوگ اسے دیکھ کر ایمان لے آئیں گے لیکن اس وقت کسی ایسے نفس کو اس کا ایمان فائدہ نہ دے گا جو پہلے سے مومن نہ ہو یا اپنے ایمان میں بھلائی نہ کمائی ہو۔

جب قیامت قائم ہوگی تو کپڑا کھول کر بیٹھے ہوئے دو شخص خرید وفروخت نہ کرسکیں گے (یعنی اتنی مہلت نہ ملے گی) اونٹنی کا دودھ لیجانے والا شخص دودھ بھی نہ پی سکے گا حوض سے پانی لینے والا پی نہ سکے گا اور منہ کے قریب لقمہ لیجانے والا اسے کھا نہ سکے گا[2]

مسلم میں حضرت حذیفہ بن یمانؓ سے مروی ہے میں قیامت تک آنے والے تمام فتنوں کے بارے میں سب لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں اور نبی کریم ﷺ جب مجھے کوئی بات راز رکھنے کے لئے بتاتے تو اور کسی کو نہ بتاتے تھے لیکن ایک مجلس میں جہاں میں بھی موجود تھا آپ ﷺ نے فتنوں کے بارے میں ارشاد فرمایا:

"ان میں سے تین فتنے ایسے ہوں گے کہ یوں لگے گا کہ جیسے وہ کچھ باقی نہ چھوڑیں گے۔ اور بعض فتنے گرم ہوا کے (بعض چھوٹے اور بعض بڑے) ہونگے[3]۔ یہ کہہ کر حضرت حذیفہ نے کہا کہ وہ سب لوگ گذر گئے بس میں باقی رہ گیا ہوں۔

مسلم ہی میں حضرت ابوھریرہؓ سے ارشاد نبویؐ مروی ہے کہ

عراق اپنے درہم اور قفیز سے روک دیا جائے گا، شام کو اس کے مد (ناپنے کا آلہ) سے مصر کو اس کے

---

[1] مسلم حدیث نمبر ۷۲۰۵، ابوداؤد حدیث نمبر ۴۳۱۳، ترمذی حدیث نمبر ۲۵۶۹

[2] بخاری مناقب حدیث نمبر ۳۶۰۹، مسلم حدیث نمبر ۷۱۸۵، مسند احمد صفحہ ۲/۳۱۳

[3] مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۱۹۱، مسند احمد صفحہ ۵/۴۰۸، دلائل النبوۃ بیہقی صفحہ ۶/۴۰۶

اردب (ناپنے کا آلہ) سے اور تم وہیں لوٹ آؤ گے جہاں سے چلے تھے (یہ تین بار فرمایا) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اس پر ابو ہریرہؓ کا گوشت اور خون گواہ ہے۔[1]

مسند احمد میں ابونصرہ سے مروی ہے کہ ہم حضرت جابرؓ کے ہاں تھے وہ فرمانے لگے اھل عراق پر ایسا وقت آئے گا کہ ان تک نہ دینار پہنچے گا نہ مد (ناپنے کا برتن) لوگوں نے پوچھا یہ کہاں ہوگا؟ فرمایا روم والوں کی طرف سے، وہ یہ روک دیں گے۔ (پھر تھوڑی دیر وہ چپ رہ کر فرمانے لگے کہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''میری امت کے آخر میں ایک خلیفہ ہوگا جو بھر کر مال عطا کرے گا۔ اور اسے گنے گا نہیں''۔ راوی حریری کہتے ہیں کہ میں نے ابونصرہ سے کہا کہ یہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز تھے انھوں نے کہا نہیں''۔ (مسلم میں یہ روایت حریری کے حوالے سے بھی آئی ہے)[2]

مسند احمد میں حضرت ابو ھریرہؓ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ اگر تم لوگ لمبی زندگی پاؤ تو ایک قوم کو پاؤ گے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی و ناراضگی میں دن رات بسر کریں گے اور فتنہ ان کے ہاتھوں گائے کی دم (کوڑے) کی طرح ہوگا۔[3]

اہلِ جہنم کی دو قسموں کے ظہور کا اشارہ نبوی ﷺ

مسلم میں حضرت ابوھریرہؓ سے ارشاد نبویؐ مروی ہے کہ

اہل جہنم کی دو قومیں ہوگی جو بعد میں نظر نہ آئیں گی۔ ایک قوم کے پاس کوڑے گائے کی دم کی طرح ہوں گے اور وہ لوگوں کو اس سے ماریں گے۔ اور (دوسری قوم) وہ عورتیں جو کپڑے پہنے ہوئے (مگر) ننگی ہوں گی خود (لوگوں کی طرف) مائل ہوں گی اور مائل کریں گی ان کے سر (کے بال) بختی اونٹ کے کوہان کی طرح ہوں گے یہ عورتیں نہ جنت میں جائیں گی اور نہ اس کی خوشبو پائیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو تو اتنے اتنے (کوئی بڑی مقدار) فاصلے سے سونگھی جاسکتی ہے۔[4]

بڑوں میں فحاشی اور چھوٹے لوگوں کے قبضے میں حکومت کی پیشن گوئی

مسند احمد میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ سوال کیا گیا کہ ''یارسول اللہ'' ہم امر بالمعروف اور نھی عن المنکر کب چھوڑ دیں؟ تو آپؐ نے جواب دیا جب تمھارے درمیان وہ کیفیت ظاہر ہو جائے جو بنی اسرائیل کی تھی اور جب تمھارے بڑوں میں فحاشی آجائے علم ذلیل لوگوں کے پاس ہو اور حکومت چھوٹے لوگوں کے قبضے میں ہو۔[5]

دین سے بڑی تعداد میں لوگوں کے نکل جانے کی پیشن گوئی

مسند احمد میں حضرت جابر بن عبداللہ کے ایک پڑوسی سے منقول ہے کہ میں ایک سفر سے واپس آیا

---

[1] مسلم حدیث نمبر ۷۲۰۶، مسند احمد صفحہ ۲/۲۶۲

[2] مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۲۴۴، مسند احمد صفحہ ۳/۳۱۷

[3] مسلم کتاب الجنۃ احدیث نمبر ۷۱۲۵، مسند احمد صفحہ ۲/۳۰۸

[4] مسند احمد صفحہ نمبر ۲/۳۵۶، مسلم کتاب اللباس حدیث نمبر ۵۵۴۷

[5] مسند احمد صفحہ ۳/۱۸۷، فتح الباری صفحہ ۱۳/۳۱

تو حضرت جابرؓ میرے گھر ملنے آئے تو میں نے انہیں لوگوں کے تفرقے اور ان کی نئی نئی باتوں کے بارے میں بتایا تو حضرت جابرؓ رونے لگے پھر فرمایا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ ''لوگ دین میں جوق در جوق داخل ہوئے تھے اور جوق در جوق نکل بھی جائیں گے''۔[1]

ایسا فتنہ کہ دین کو تھامنے والے کو انگارے کو پکڑنے والے جیسا بنادے گا

مسند احمد میں حضرت ابوھریرہؓ سے ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ ''عرب کے لئے قریب آ جانے والے فتنہ سے ہلاکت ہے جو اندھیری رات کی طرح ہے صبح کو آدمی مومن اور شام کو کافر ہوگا'' بہت سے لوگ معمولی سی دنیا کے لئے اپنا دین بیچ دیں گے ان دنوں دین پر عمل کرنے والا انگارے ہاتھ میں لینے والے کے مترادف ہوگا (یا فرمایا کہ کانٹے ہاتھ میں لینے والے کے مترادف ہوگا)[2] ایک حدیث میں کانٹوں پہ چلنے والے کے مشابہہ کہا گیا ہے۔

مسلمانوں کو کمزور کرنے کے یا دوسری لالچ کی وجہ سے مسلمانوں کے خلاف دوسری قوموں کے متحد ہونے کی پیشن گوئی

مسند احمد میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم کو حضرت ثوبانؓ سے یہ فرماتے سنا کہ ''ثوبانؓ تم کیسا محسوس کرو گے جب تمھارے خلاف قومیں ایک دوسرے کو اس طرح بلائیں گی جیسا کہ کھانے والے پلیٹ پر ایک دوسرے کو بلاتے ہیں'' حضرت ثوبانؓ نے عرض کی ''یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! کیا ہم اس وقت قلت میں ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں بلکہ تم لوگ اس وقت کثرت میں ہوگے مگر تمھارے دلوں پر ''وھن'' طاری ہوگا۔'' پوچھا کہ وھن کیا ہے؟ آپؐ نے جواب دیا ''دنیا کی محبت اور جنگ سے نفرت''۔[3]

ہلاکت خیز فتنہ کی پیشن گوئی جس سے نجات علیحدگی میں ہوگی

مسند احمد میں ہے کہ عمرو بن وابصہ رہنے والا سے نقل کرتے ہیں کہ میں کوفہ میں تھا کہ دروازے سے کسی نے مجھے سلام کیا، میں نے وعلیکم السلام کہا تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اندر داخل ہوئے۔ میں نے عرض کیا اے ابوعبدالرحمٰن اس وقت آپ کی زیارت کیسے ہوگئی؟ یہ وقت انتہائی گرم دوپہر کا تھا۔ فرمایا کہ دن بڑا لمبا لگ رہا تھا لھذا میں نے سوچا کہ کسی سے بات چیت ہی کرلی جائے''۔ پھر وہ مجھے ارشاد نبویؐ بیان کرنے لگے کہ نبوی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

''ایک ایسا فتنہ برپا ہوگا کہ اس میں سونے والا لیٹنے والے سے بہتر ہوگا اور لیٹنے والا بیٹھنے والے سے اور بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے کھڑے ہونے والا سے چلنے والے سے اور چلنے والا سوار سے اور سوار دوڑنے والے سے بہتر ہوگا اور اس میں مرنے والے سب جھنم میں جائیں گے میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ! یہ کب ہوگا آپؐ نے فرمایا کہ ھرج کے دنوں میں جب کوئی شخص اپنے ہم نشین سے بھی امن میں نہ ہوگا'' میں نے عرض کیا''

---

1. مسند احمد صفحہ ۳۴۳/۳، مجمع الزوائد صفحہ ۲۸۱/۷
2. بخاری احادیث نمبر ۳، الانبیاء حدیث نمبر ۳۳۴۶، مسلم حدیث نمبر ۷۱۶۴
3. مسند احمد صفحہ ۳۵۹/۲، کنز العمال حدیث نمبر ۶۳۱۹

میرے لئے ایسے وقت میں آپ کا کیا حکم ہے؟ آپؐ نے فرمایا ''اپنے آپ کو اور اپنے ہاتھ کو روکے رکھنا اور گھر میں رہنا'' میں نے عرض کیا اگر کوئی میرے گھر میں آنے لگے؟ آپؐ نے فرمایا کہ اپنا دروازہ بند کر لینا'' میں نے عرض کیا کہ گھر میں گھس گیا تو آپؐ نے فرمایا گھر کی مسجد میں داخل ہو کر اس طرح کرنا (یہ کہکر آپ نے اپنے دایاں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کی کلائی پکڑ لی'') اور یہ کہنا کہ میرا رب اللہ ہے'' حتیٰ کہ اس حالت میں تجھے موت آجائے''

ایسا فتنہ جس میں اپنے ہم نشین بھی خطرہ ہونگے

سنن ابوداؤد میں حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ (اس کے بعد حضرت ابوبکرہ والی حدیث کا کچھ حصہ بیان فرمایا اور کہا) اس فتنہ کے سب مقتول جہنمی ہوں گے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے حضرت ابن مسعودؓ سے پوچھا کہ یہ کب ہوگا؟ تو انھوں نے فرمایا کہ ھرج کے دنوں جب اپنے ہم نشین سے بھی کوئی محفوظ نہ ہوگا''۔ میں (راوی) نے پھر پوچھا کہ میرے لئے اس وقت کیا حکم ہے؟ تو آپؓ نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ اور زبان کو روک کر رکھنا اور گھر میں رہنا''۔ راوی یعنی عمرو بن وابصہ کہتے ہیں حضرت عثمان کی شہادت سے میرا دل اچاٹ ہو گیا اور میں سوار ہو کر دمشق آ گیا وہاں میں حضرت حذیم بن فاتک اسدیؓ سے ملا تو انھوں نے فرمایا۔ قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے یہی حدیث رسول اکرمؐ سے سنی تھی۔

فتنوں کی کثرت اور ان سے نجات کا طریقہ علیحدگی میں ہونے کا اشارہ نبوی ﷺ

ابوداؤد میں (حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث کی طرح) ایک حدیث اور ہے کہ مسلم بن ابی بکرہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

ایک ایسا فتنہ ہوگا جس میں لیٹنے والا بیٹھنے والے سے بہتر ہوگا اور بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ (ابوبکرہؓ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ آپ مجھے اس وقت کے لئے کیا حکم دیتے ہیں؟) آپؐ نے فرمایا جس کے پاس اونٹ ہوں وہ اونٹوں کے ساتھ رہے، جس کے پاس بکریاں ہوں وہ ان کے ساتھ رہیا اور جس کی کوئی زمین ہو وہ اس میں لگ جائے۔۔۔ اور جس کے پاس کچھ نہ ہو وہ اپنی تلوار کی دھار پتھر سے خراب کر دے اور اپنی استطاعت کے مطابق فتنہ سے بچنے کی کوشش کرے۔[1]

ابوداؤد ہی میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے اسی حدیث میں یہ مروی ہے کہ میں نے عرض کیا کہ ،یارسول اللہ! مجھے بتایئے اگر کوئی میرے گھر میں داخل ہو کر مجھے قتل کرنے لگے تو میں کیا کروں؟ آپؐ نے فرمایا حضرت آدمؑ کے اس بیٹے کی طرح ہو جانا جس نے دوسرے بھائی کی طرح کہا تھا کہ ''اگر تو مجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ بڑھائے گا تو میں تب بھی قتل کرنے کو ہاتھ بڑھانے والا نہیں۔ میں اللہ سے ڈرتا ہوں'' (المائدہ آیت ۲۸)

مسند احمد میں بشر بن سعید سے منقول ہے کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے وقت حضرت سعد نے فرمایا کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا تھا''

عنقریب ایک فتنہ ایسا ہوگا کہ جس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔'' میں نے پوچھا کہ مجھے بتایئے اگر کوئی شخص میرے گھر میں داخل ہو کر

---

[1] مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۱۷۹، ابوداؤد حدیث نمبر ۴۲۵۶

مجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ بڑھائے تو میں کیا کروں؟ فرمایا کہ آدم کے بیٹے کی طرح ہو جانا'' الحدیث[۱]

فتنوں کے وقت تکلیف برداشت کرنے اور برائی میں شرکت نہ کرنے کی نصیحت

ابوداؤد میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے ارشادِ نبویؐ مروی ہے کہ

قیامت کے قریب اندھیری رات کی طرح فتنہ ہوگا صبح کو آدمی مومن اور شام کو کافر ہوگا۔ اس وقت بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے اور کھڑے ہونے والا چلتے ہوئے شخص سے اور چلتا ہوا شخص دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ اس وقت اپنی کمانیں توڑ دینا اپنی کاٹ دینا اور تلواروں (کی دھار) کو پتھر پر مارکر (کند کر) دینا اور اگر تمہیں کوئی قتل کرنے گھر میں داخل ہو جائے تو آدمؑ کے دونوں بیٹوں میں اچھے بیٹے کا طرزِ عمل اختیار کرنا۔[۲]

مسند احمد میں حضرت ابوذر غفاریؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری پر مجھے اپنے پیچھے بٹھایا اور ارشاد فرمایا کہ اے ابوذر، ذرا بتاؤ جب لوگ شدید بھوک کا شکار ہوں گے اور تم اپنے بستر سے اٹھ کر مسجد تک بھی نہ آسکو گے تو کیا کرو گے؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں، آپؐ نے فرمایا کہ صبر کرو (یعنی ٹھہرو بتاتا ہوں) اے ابوذر یہ بتاؤ تم کہ جب لوگ سخت موت کا شکار ہوں تو تم کیا کرو گے؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں آپؐ نے فرمایا صبر کرو (بتاتا ہوں) اے ابوذر جب لوگ آپس میں ایک دوسرے کا قتل کر رہے ہوں گے (حتی کے گھر کے پتھر خون سے بھر جائیں گے) تو تم کیا کرو گے؟ تو میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں آپؐ نے فرمایا کہ اپنے گھر بیٹھ جانا اور دروازہ بند کر لینا۔ میں نے پوچھا کہ اگر مجھے نہ چھوڑا جائے تو کیا میں ہتھیار اٹھا لوں؟ آپؐ نے فرمایا ''ایسے تو تم بھی ان کے ساتھ فتنے میں شریک ہو جاؤ گے لیکن میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تمہیں تلوار کی چمک ہیبت زدہ نہ کر دے اس لئے اپنی چادر کا ایک کونا اپنے منہ پر ڈال لینا تاکہ تیرا اور اس شخص کا گناہ لوٹ جائے۔[۳]

اس طرح ابوداؤد میں حضرت موسیٰ اشعریؓ سے ارشادِ نبوی مروی ہے کہ

تمہارے سامنے اندھیری رات کی طرح فتنہ ہوگا کہ صبح آدمی مومن ہوگا اور شام کو کافر ہوگا۔ اس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ (ابوموسیٰ اشعریؓ نے پوچھا) کہ آپ ﷺ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ مستقل اپنے گھر میں رہنا۔[۴]

بعض مسلمانوں کے بت پرست بن جانے کی پیشن گوئی

مسند احمد میں حضرت ثوبانؓ سے ارشادِ نبوی ﷺ مروی ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے زمین میرے لیے سمٹا دی چنانچہ میں نے مشرق سے مغرب تک نظارہ دیکھا اور مسلمانوں کی مملکت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک کی زمین سمیٹی گئی اور مجھے سونے چاندی کے خزانے عطا کیے گئے۔ میں نے رب تعالیٰ سے دعا کی کہ میری امت کے لوگ قحط سے نہ

---

۱ ابوداؤد حدیث نمبر ۴۲۵۶، ترمذی حدیث نمبر ۲۱۹۴، مسلم حوالہ بالا

۲ ابوداؤد حدیث نمبر ۴۲۵۶، ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۹۶۱، ترمذی نمبر ۲۲۰۴

۳ مسند احمد صفحہ ۵/۱۴۹، کنز العمال حدیث نمبر ۳۰۸۳۲، تفسیر ابن کثیر صفحہ ۳/۸۰

۴ ابوداؤد حدیث نمبر ۴۲۶۲، مسند احمد صفحہ ۴/۴۴۲، مستدرک حاکم صفحہ ۴/۴۴۰

مریں اور یہ کہ ان پر کوئی دشمن مسلط نہ ہو (سوائے انہوں کے) جو ان سے ان کی عزت حکومت چھین لے" تو میرے رب نے فرمایا "اے محمد میں نے فیصلہ کر دیا جو تبدیل نہیں ہوگا اور میں نے تیری امت کے لیے (یہ اعزاز) تجھے عطا کر دیا کہ انھیں قحط میں ہلاک نہیں کروں گا اور ان پر کوئی دشمن اپنوں کے سوا مسلط نہیں کروں گا چاہے وہ ان کے خلاف جمع ہو کر آ جائیں حتیٰ کہ وہ ایک دوسرے سے لڑیں اور ایک دوسرے کو قیدی بنالیں۔ (رسول اکرم ﷺ نے مزید فرمایا) اور مجھے اپنی امت پر گمراہ پیشواؤں سے خوف ہے اور جب میری امت میں تلوار آپس میں نکل پڑے گی وہ قیامت تک واپس نہیں جائے گی اور قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ میری امت کے بعض قبائل مشرکوں سے نہ مل جائیں۔ حتیٰ کہ وہ بتوں کی عبادت کریں گے اور میری امت میں تیس کذاب ہونگے، ہر ایک خود کو نبی کہتا ہوگا حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اور میری امت میں سے ایک جماعت حق پر ہمیشہ قائم رہے گی۔ جسے کسی کی مخالفت نقصان نہیں پہنچائے گی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کا حکم (قیامت) واقع ہو جائے[1]۔

مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ میں بھی یہ روایت آئی ہے۔

فتنۃ الاحلاس

سنن ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے منقول ہے کہ ہم رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ انہوں بہت سے فتنوں کے بارے میں بتایا اور فتنہ احلاس کا بھی ذکر کیا۔ تو کسی نے کہا کہ یا رسول اللہ فتنہ احلاس کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا یہ جنگ اور افراتفری ہے اور پھر ایک چھپا فتنہ ہے جس کا دھواں میرے اہل بیت کے ایک شخص کے قدموں سے اٹھے گا جو خود کو مجھ میں سے سمجھے گا حالانکہ وہ مجھ میں سے نہیں ہوگا (کیونکہ) میرے (اولیاء) دوست تو متقی ہی ہوتے ہیں۔ پھر لوگ اس شخص کے پیچھے اُمڈ آئیں گے جیسے پھر ایک مصیبت کی طرح فتنہ ہوگا۔ کوئی شخص ایسا نہ بچے گا جو فتنے سے متاثر نہ ہو حتیٰ کہ یوں کہا جائے گا کہ گذر گیا لوٹ آیا"۔ صبح آدمی مومن ہوگا شام کو کافر ہوگا حتیٰ کہ لوگوں کے دو گروپ بن جائیں گے ایک گروپ ایمان والوں کا جن میں نفاق نہ ہوگا۔ دوسرا نفاق والوں کا جن میں ایمان نہ ہوگا اگر تم اسے پاؤ تو اس دن سے یا دوسرے دن سے دجال کا انتظار کرنا[2]۔

سنن ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ تمھارا کیا حال ہوگا اور ایسا زمانہ آنے والا ہے جس میں لوگ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے اور ان کے معاہدے خالص نہ رہیں گے اور ان میں اختلاف ہو جائے گا اور وہ اس طرح ہو جائیں گے (یہ فرما کر آپ نے انگلیوں کو ایک دوسرے میں پیوست کر لیا) صحابہ نے عرض کیا ہم اس وقت کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا "جس چیز کو تم جانتے ہو اسے لینا اور جسے نہیں جانتے چھوڑ دینا اور اپنے خواص کے حکم پر آنا عام کے حکم کو چھوڑ دینا[3]۔

ابوداؤد کے علاوہ یہ روایت ابن ماجہ میں ہشام بن عمار کی سند سے اور مسند احمد میں حسین بن محمد کی سند سے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے طریق سے منقول ہے۔

ابوداؤد میں ہارون بن عبداللہ کی سند سے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے منقول ہے کہ ہم نبی کریم

---

[1] مسلم حدیث نمبر ۷۱۸۷، ابوداؤد حدیث نمبر ۴۲۵۲، مسند احمد صفحہ ۴/۱۲۳ [2] ابوداؤد حدیث نمبر ۴۲۴۲

[3] ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۹۵۷، ابوداؤد حدیث نمبر ۴۳۴۲

ﷺ کے گرد بیٹھے تھے کہ آپ کے سامنے فتنوں کا ذکر چھڑ گیا یا آپ نے خود بیان کیا کہ

اور تم لوگوں کو دیکھو گے کہ ان کے معاہدے (وعدے) خالص نہیں رہے امانت ان کی بے وزن ہوگئی ہے اور وہ اس طرح ہو جائیں گے (یہ کہہ کر آپ نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے میں پیوست فرمایا) میں نے اٹھ کر پوچھا اللہ مجھے آپ پر قربان ہونے والا بنائے۔ بتایئے ہم اس وقت میں کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے گھر کو لازم پکڑنا، زبان پر قابو رکھنا جس بات کو جانتے ہو اسے لینا انجانی کو چھوڑ دینا خاص اپنے معاملات کو دیکھنا دوسرے کے معاملے کو چھوڑ دینا[1]

مسند احمد اور نسائی میں بھی یہ روایت آئی ہے۔

ایسا فتنہ جس میں زبان کھولنا تلوار اٹھانے سے زیادہ سخت ہوگا

سنن ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن عمرو سے ارشاد نبویؐ مروی ہے کہ

عنقریب ایک فتنہ اٹھے گا جس میں عرب مبتلا ہونگے اور اسکے مقتولین جہنمی ہیں۔ اس میں زبان کھولنا تلوار اٹھانے سے زیادہ سخت (گناہ) ہوگا۔[2]

مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جو کعبۃ اللہ کے سائے میں بیٹھے لوگوں کو حدیث سنا رہے تھے فرمایا کہ ہم نے نبی کریم ﷺ کے ہمراہ ایک سفر میں جاتے ہوئے کسی جگہ پڑاؤ کیا۔ اتنے میں منادی نے آواز لگائی کہ نماز تیار ہے۔ چنانچہ میں نماز کی جگہ پہنچا تو نبی کریم ﷺ لوگوں سے خطاب فرما رہے تھے"۔

اے لوگو! مجھ سے پہلے اللہ تعالیٰ پر یہ ذمہ داری تھی کہ وہ اپنے بندوں کو اپنے علم کے مطابق خیر کی طرف رہنمائی کرئے اور اپنے علم کے مطابق شر سے ان کو خبردار کرے۔ سنو، اس امت کی عافیت ابتدائی دور میں ہے اور آخری دور میں بلائیں اور فتنے ہونگے جو ایک دوسرے کے ساتھ آئیں گے ایک فتنہ آئے گا تو مومن کہے گا کہ یہ مجھے ہلاک کرنے والا فتنہ ہے۔ پھر وہ ختم ہوگا تو دوسرا آ جائے گا اور مؤمن کہے گا کہ یہ فتنہ مجھے ہلاک کرنے والا ہے یہ وہ بھی ختم ہو جائے گا۔ چنانچہ جو چاہتا ہے کہ وہ آگ سے بچ کر جنت میں چلا جائے تو وہ اس کو اس حال میں لوٹ آئے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو۔ اور لوگوں کو وہ دے جو وہ خود اپنے لیے چاہتا ہے۔ اور جس نے کسی امام (بادشاہ) سے بیعت کی اور اپنا ہاتھ اور دل کا ثمرہ اسے دے دیا تو اسے چاہیئے کہ اگر ممکن ہو سکے تو اس کی اطاعت کرے[3]۔ اور ایک مرتبہ فرمایا کہ جتنی استطاعت ہو اطاعت کرے۔

عبدالرحمٰن راویؒ کہتے ہیں کہ یہ سن کر میں نے اپنا سر اپنی ٹانگوں میں دے دیا اور کہا کہ تمھارا یہ چچازاد بھائی تو ہمیں یہ حکم دیتا ہے کہ ہم لوگوں کے اموال باطل طریقے سے کھائیں اور آپس میں ایک دوسرے کو قتل کریں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے اموال باطل طریقے سے کھانے سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ ابن عمر نے دونوں ہاتھ جمع کر کے اپنی پیشانی پر رکھے اور پھر سر جھکا لیا اور پھر سر اٹھا کر فرمایا "اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اس کی اطاعت کر اور اللہ کی

---

[1] مسند احمد صفحہ ۲/۲۱۲ [2] ابوداؤد حدیث نمبر ۴۲۶۵، ترمذی حدیث نمبر ۲۱۷۸

[3] مسند احمد صفحہ ۲/۶۳ و صفحہ ۲/۱۹۰، عقیلی نے الضعفاء میں ذکر کیا ہے صفحہ ۴/۲۹۱، اسی طرح علامہ البانی نے سلسلۃ الضعیفہ میں نقل کی ہے صفحہ ۵۷۷

نافرمانی میں اس کی اطاعت نہ کر''۔ میں نے عرض کیا کہ تم نے یہ اللہ کے رسول ﷺ سے سنی ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں میرے کانوں نے اسے سنا اور میرے دل نے اسے محفوظ کیا''۔

مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ ''جب میری امت کو دیکھو کہ وہ ظالم کو یہ کہنے سے ڈرنے لگی ہے کہ ''تو ظالم ہے'' تو ان کو الوداع کہہ دو'' [۱] (یعنی اب ان کی اصلاح سے مایوس ہو کر ان سے دور ہو جاؤ)

ایک اور ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ ''میری امت میں پتھروں کی بارش، زمین میں دھنسائے جانے اور چہرے بگاڑے جانے کے عذاب ہونگے'' [۲]

سنن ابوداؤد میں حضرت ابوہریرہؓ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ عنقریب ایک اندھا گونگا بہرہ فتنہ اٹھے گا جو اس کے قریب جائے گا وہ اسے لپیٹ میں لے لے گا اور اس میں زبان کھولنا تلوار اٹھانے سے زیادہ سخت (برا) ہوگا۔ [۳]

روم سے پہلے قسطنطنیہ فتح ہونے کی پیشن گوئی

مسند احمد میں ابوقتیل سے مروی ہے کہ

ہم حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ان سے سوال کیا گیا کہ کونسا شہر فتح ہوگا۔ قسطنطنیہ یا روم؟ چنانچہ انہوں نے ایک صندوق منگوایا اور اس میں سے ایک کتاب نکالی اور پھر فرمایا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ارد گرد بیٹھے لکھ رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ پہلے کون سا شہر فتح ہوگا؟ قسطنطنیہ؟ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ ہرقل کا شہر پہلے فتح ہوگا۔ [۴] (یعنی قسطنطنیہ)

مختلف علاقوں کی تباہی کی پیشنگوئی جو نبی اکرم ﷺ کی طرف منسوب ہے (یعنی حدیث مستند نہیں ہے)

قرطبہ نے تذکرہ میں حضرت حذیفہ بن یمان سے ارشاد نبوی ﷺ نقل کیا ہے کہ

''زمین کے اطراف میں بربادی کا آغاز ہوگا حتی کہ مصر تباہ و برباد ہو جائے گا اور مصر بربادی سے مامون ہے حتی کہ بصرہ غرق ہو کر تباہ ہو جائے گا اور مصر نیل کے سوکھنے سے تباہ ہوگا، مکہ مکرمہ اور مدینہ کی تباہی بھوک سے ہوگی اور یمن کی خرابی ٹڈی دل سے اور ''ابلہ'' (بصرہ کا ایک علاقہ) کی تباہی حصار سے ہوگی۔

فارس کی تباہی گنجوں سے، ترک کی تباہی دیلم کے ہاتھوں اور دیلم کی تباہی ارمن کے ہاتھوں اور ارمن کی تباہی خزر سے اور خزر کی تباہی ترک سے اور ترک کی تباہی آسمانی بجلی سے سے اور سندھ کی تباہی ہند سے اور ہند کی تباہی چین کے ہاتھوں اور چین کی تباہی رمل سے ہوگی۔ حبشہ کی تباہی زلزلے سے اور زوراء (مدینہ کا علاقہ) کی تباہی

۱۔ مسند احمد صفحہ ۲/۱۹۰، مستدرک حاکم صفحہ ۴/۹۶

۲۔ ابوداؤد حدیث نمبر ۴۶۱۳، ترمذی حدیث نمبر ۲۱۵۲

۳۔ ابوداؤد حدیث نمبر ۴۲۶۴، کنز العمال حدیث نمبر ۳۰۸۸۴

۴۔ مسند احمد صفحہ ۲/۱۷۶، مستدرک حاکم صفحہ ۴/۴۲۲، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۵۵۳

اور عراق کی تباہی قتل و قتال سے ہوگی۔

قرطبی کہتے ہیں کہ امام جوزی نے اس کو نقل کر کے لکھا ہے کہ میں نے سنا ہے کہ اندلس کی تباہی آندھی سے ہوگی

فصل

قیامت کی بہت سی نشانیاں ہونے کا بیان

مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ہاں گیا وہ اس وقت سر جھکائے وضو میں مصروف تھے انہوں نے سر اٹھا کر مجھے دیکھا اور فرمایا اے امت! قیامت کی چھ نشانیاں تم میں ظاہر ہوں گی جن میں ایک تمھارے نبی کی موت ہے۔ وہ کہتے ہیں یہ سن کر مجھے لگا جیسے میرا دل اچھل کر باہر آ جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک تو یہ نشانی بتائی اور فرمایا کہ اور تم میں مال بہت زیادہ ہو جائے گا کہ اگر ایک شخص کو دس ہزار بھی دیئے جائیں تو وہ اسے کم سمجھے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ دو ہوئیں۔ اور فتنہ اموات بکریوں کے گھنے والوں کے گرنے کی طرح واقع ہونگی۔ فرمایا یہ چار ہوئیں۔ اور تمھارے اور بنی اصغر (روم والے) کے درمیان ہوگا وہ تمھارے لیے نو مہینے عورت کی مدت حمل کے برابر فوج جمع کر رکھیں گے۔ اور پھر وہ تم سے زیادہ انصاف والے ہو جائیں گے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا یہ دو نشانیاں ملا کر پانچ ہوئیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ قسطنطنیہ پہلے فتح ہوگا یا روم؟ آپ ﷺ نے فرمایا قسطنطنیہ[1]

اس حدیث کی سند میں راویوں کی وجہ سے کچھ اختلاف ہے لیکن اس حدیث کا ایک شاہد دوسری حدیث ہے جو کہ صحیح ہے چنانچہ بخاری شریف میں شیخ حمید الساعدی کی سند سے حضرت عوف بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اس وقت آپؐ غزوہ تبوک کے دوران چمڑے کے خیمے میں تشریف فرما تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ "قیامت کی چھ نشانیاں تمھیں گنواتا ہوں (۱) میری وفات (۲) بیت المقدس کی فتح (۳) وباء جو تمھیں بکریوں کے بالوں کے کٹتے وقت گرنے کی طرح پکڑے گی (۴) مال کا زیادہ ہو جانا۔ حتیٰ کہ ایک شخص کو سو دینار دیئے جائیں گے اور وہ ناراض ہوگا (۵) فتنہ، جو عرب کے ہر گھر میں داخل ہوگا (۶) جو تمھارے اور بنی اصغر کے مابین ہوگی اور وہ اسی جھنڈوں کے ماتحت تم پر حملہ آور ہونگے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار افراد ہونگے[2] ...... یہ روایت ابوداؤد، ابن ماجہ اور طبرانی میں بھی ہے۔

قیامت کی نشانیاں

مسند احمد میں حضرت عوف بن مالک الشجعیؓ سے مروی ہے کہ میں نے خدمت نبویؐ میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا۔ آپؐ نے پوچھا عوف ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا اندر آ جاؤ۔ میں نے عرض کیا پورا یا کچھ؟ آپؐ نے فرمایا ہاں مکمل آ جاؤ۔ پھر فرمایا

اے عوف قیامت کی چھ نشانیاں سن لو۔ ان میں سے پہلی نشانی میری وفات ہے (ﷺ یہ سن کر میں رونے

---

[1] مسند احمد صفحہ ۲/۱۷۴، الدر المنثور حدیث نمبر ۶/۵۹

[2] بخاری کتاب الجزیۃ حدیث نمبر ۶/۳۱۷، ابوداؤد حدیث نمبر ۵۰۰۰، ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۰۴۲

لگا آپؐ نے مجھے چپ کرایا اور فرمایا) کہو ایک "میں نے کہا ایک" (ہوئی) فرمایا دوسری نشانی بیت المقدس کی فتح ہے۔ کہو دو۔ (میں نے کہا دو) پھر فرمایا تیسری نشانی "وباء" ہے جو میری امت کو اس طرح پکڑ لے گی جیسے بکریوں کے بال بال کٹتے ہوئے گرتے ہیں۔ کہو تین (میں نے کہا تین)۔ چوتھی نشانی یہ کہ بہت بڑا فتنہ ہوگا کہو چار (میں نے کہا چار)۔ پھر فرمایا پانچویں نشانی تمھارے پاس مال بہت زیادہ ہو جائے گا حتی کہ ایک شخص کو سو دینار دیئے جائیں گے مگر وہ اس پر ناراض ہوگا۔ کہو پانچ (میں نے کہا پانچ) پھر فرمایا چھٹی نشانی یہ ہے کہ تمھارے اور بنی اصغر کے مابین ایک جنگ ہوگی وہ اسی (٨٠) جھنڈوں کے ماتحت تم پر حملہ کریں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار آدمی ہونگے۔ اور مسلمانوں کی جماعت اس وقت "غوطہ" نامی جگہ پر جو دمشق نامی شہر میں ہے" ہوگی۔[1]

ابوداؤد میں یہ روایت حضرت ابودرداء سے مروی ہے اور اسمیں یوں ہے کہ "اس جنگ کے دن مسلمانوں کی جماعت "غوطہ" نامی جگہ میں ہوگی جو کہ شام کے اچھے شہرِ دمشق کے ایک طرف واقع ہے۔[2]

مسند احمد میں یہی روایت حضرت معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے کہ اور اس میں نبی اصغر کے بجائے "روم" کا نام صراحت سے آیا ہے۔[3]

چھ باتوں کے ظہور سے پہلے مومنین نیک اعمال کرنے میں جلدی کریں۔ ارشادِ نبویؐ مسند احمد میں حضرت ابوہریرہؓ سے ارشادِ نبویؐ مروی ہے کہ

چھ باتوں کے وقوع سے پہلے جلدی جلدی نیک اعمال کرلو (۱) سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے (۲) دجال کی آمد (۳) دھویں کے ظہور سے پہلے (۴) ایک خاص جانور کے نکلنے سے پہلے (۵) اپنی موت سے پہلے (۶) قیامت سے پہلے۔

قتادہ کہتے ہیں کہ حدیث میں "امر العامہ" (کالفظ ہے اس) سے مراد قیامت ہے۔[4]

مسلم اور مسند احمد میں یہ روایت موجود ہے

مسند احمد میں حضرت ابوہریرہؓ سے ارشادِ نبوی مروی ہے کہ چھ چیزوں سے پہلے جلدی جلدی نیک اعمال کرلو (اس سے پہلے کہ) مغرب سے سورج طلوع ہو و بال آئے، دھواں (ظاہر ہو) جانور (نکلے) تم میں سے کسی کو موت آئے اور قیامت آجائے (مسلم میں بھی اسمٰعیل بن جعفر سے یہ حدیث مروی ہے)

قیامت سے پہلے دس نشانیاں

مسند احمد میں حضرت حذیفہ بن اسدؓ سے مروی ہے کہ ہم قیامت کے بارے میں مذاکرہ کر رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے فرمایا کیا باتیں کر رہے ہو؟ ہم نے کہا قیامت کا تذکرہ کر رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ تم دس نشانیاں دیکھ نہ لو۔

(۱) دھواں (۲) دجال (۳) جانور (۴) مغرب سے سورج کا ہونا (۵) حضرت عیسیٰ ابن مریم کا نزول (۶) یاجوج ماجوج (۷) تین جگہ زمین کا دھنسنا، مشرق میں (۸) مغرب میں اور (۹) جزیرہ عرب میں (۱۰) آخری

---

[1] مسند احمد صفحہ ۲/۲۵ [2] ابوداؤد حدیث نمبر ۴۲۹۸ [3] مسند احمد صفحہ ۵/۲۲۶، السلسلۃ الصحیحہ للالبانی حدیث ۱۸۸۳

[4] مسلم حدیث نمبر ۷۲۱۴، مسند احمد صفحہ ۲/۳۳۷

نشانی یہ ہے کہ ایک آگ مشرق سے نکلے گی جو لوگوں کو ان کے محشر (جمع ہونے کی جگہ) تک لے آئے گی۔[1]

عدن کی سرزمین سے آگ کا نکلنا

مسند احمد میں یہی مذکورہ روایت نقل کرتے ہوئے (سفیان ثوری اور شعبہ کے طریق والی روایت میں) آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ ایک آگ جو عدن کی سرزمین سے نکلے گی اور لوگوں کو لے جائیں گی، ان کے ساتھ رات گذارے گی جہاں وہ رات رہیں گے اور جہاں وہ قیلولہ کریں گے وہ قیلولہ کرے گی۔[2]

شعبہ کہتے ہیں مجھے ایک اور شخص نے یہ روایت غیر مرفوع بیان کی اور ان دونوں میں سے ایک نے نزول عیسی کو نشانی بتایا۔ دوسرے نے سمندر میں ایک آندھی اٹھنے کا ذکر کیا۔ یہ روایت مسلم، اور سنن اربعہ میں مختلف طرق سے آئی ہے۔

رومیوں کے ساتھ جنگ اور اس کے آخر میں فتح قسطنطنیہ کی پیشنگوئی

اس واقعے کے بعد دجال نکل آئے گا اور حضرت عیسیٰ آسمان دنیا سے زمین پر اتر آئیں گے۔ ان کا نزول دمشق میں نماز فجر کے وقت مشرقی سفید مینارے پر ہوگا جیسا کہ آگے صحیح احادیث کی روشنی میں اس کا بیان آ رہا ہے۔

مسند احمد میں ذی مخمر سے ارشاد نبوی ﷺ سے مروی ہے کہ تم لوگ روم سے امن کی صلح کرو گے اور تم غالب ہو گے اور وہ اس کے بعد بھی دشمن ہونگے تم صلح کر کے غنیمت لے کر ٹیلوں والی چراگاہ میں پڑاؤ کرو گے پھر روم کا ایک شخص کھڑا ہو کر صلیب کے غالب ہونے کا اعلان کرے گا۔ اور مسلمانوں میں ایک شخص جا کر اسے قتل کر دے گا اس کے بعد روم حملہ کرے گا اور جنگیں ہونگی چنانچہ وہ لوگ اسی جھنڈوں کے ماتحت فوج لائیں گے ہر جھنڈے کے نیچے دس ہزار دشمن ہونگے[3]

مسند احمد کی ایک روایت کے الفاظ ''یجمعون الملحمة'' کے ہیں اور ابن ماجہ اور ابوداؤد میں بھی اوزاعی سے یہ الفاظ مروی ہیں۔ اسی طرح عوف بن مالک کی روایت میں نمایہ (جھنڈا) کے الفاظ اور شداء کی روایت ''بندا'' کے الفاظ آئے ہیں جو کہ جھنڈے کو کہا جاتا ہے۔

مسند احمد میں اسیر بن جابر سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ کوفے میں سخت لال آندھی چلی ایک شخص آندھی سے بے پرواہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو پکارتا ہوا ان کے پاس پہنچا اور کہا کہ اے عبداللہ بن مسعود قیامت آ گئی۔ وہ ٹیک لگائے ہوئے تھے، بیٹھ گئے اور فرمانے لگے کہ

''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ میراث تقسیم نہ کی جا سکے اور غنیمت کی کوئی خوشی نہ ہو'' (پھر انہوں نے ہاتھ سے شام کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ) دشمن اہل اسلام کے خلاف جمع ہو جائیں گے اور اہل اسلام بھی جمع ہو جائیں گے (میں نے کہا روم والے مسلمانو کے خلاف) آئیں گے؟ فرمایا ہاں اس وقت شدید قسم کا فتنہ (اور) ارتداد ہوگا۔

---

1. مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۲۱۳، ابوداؤد کتاب الملاحم حدیث نمبر ۴۳۱۱
2. مسلم حدیث نمبر ۷۲۱۵، ترمذی کتاب الفتن حدیث نمبر ۲۱۸۳، ابوداؤد کتاب الملاحم حدیث نمبر ۴۳۱۱
3. مسند احمد صفحہ ۲/۹۱، ابوداؤد حدیث نمبر ۴۲۹۲

حضرت عبداللہ بن مسعود نے مزید یہ فرمایا کہ ''چنانچہ مسلمان ایک خدائی لشکر کریں گے جو سوائے فتح کے واپس نہیں آئے گا چنانچہ وہ لڑے گا حتی کہ رات ہو جائے گی اور یہ دونوں لشکر پھر بغیر فتح کے رہ جائیں گے اور یہ لشکر بکھر جائے گا'' مسلمان پھر ایک خدائی لشکر تیار کریں گے جو بغیر لڑے واپس نہ آئے مگر اسے بھی لڑتے لڑتے رات ہو جائے گی اور یہ دونوں (مسلمان اور کافر) فتح کا فیصلہ کئے بغیر رہ جائیں گے اور پھر یہ خدائی لشکر بکھر جائے گا اس کے بعد پھر مسلمان ایک خدائی لشکر بنائیں گے (اور اس کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوگا) جب چوتھا دن ہوگا باقی مسلمان ان کے خلاف کھڑے ہو جائیں گے اور پھر اللہ ان پر ابتداء نازل فرمادیں گے اور ایسی جنگ ہوگی جو ہم نے پہلے نہیں دیکھی ہوگی (یا فرمایا کہ اس جیسی کبھی دیکھی نہیں گئی ہوگی) حتی کہ جو پرندہ ان کے قریب سے گذرے گا وہ بھی مارا جائے گا اور نبوارب جو سو تھے ان میں سے صرف ایک شخص باقی بچے گا چنانچہ کس غنیمت پر خوش ہوا جائے یا کون سی میراث تقسیم کی جائے۔

اسی دوران وہ ایک ہنگامے کی آواز سنیں گے جو اس سے بھی زیادہ سخت ہوگی؟ ایک پکارنے والا ان کے پاس آئے گا کہ دجال ان کے پاس ظاہر ہو کر قبضہ کر چکا ہے چنانچہ وہ سب اپنے ہاتھوں میں موجود اشیاء کو چھوڑ کر اس طرف متوجہ ہو جائیں گے اور دس بہترین شہ سوار بہادروں کو اس کی طرف روانہ کریں گے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں ان دس بہادروں کے نام برف کے آباء کے نام اور ان کے گھوڑوں کے رنگ تک جانتا ہوں اور وہ اس وقت روئے زمین کے بہترین شہ سوار ہوں گے'' [1]

جبیر بن نفیر تفسیر کی سند سے حضرت عوف بن مالک سے مروی ایک روایت قیامت کی نشانیوں کے بارے میں گذر چکی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔

''چھٹی نشانی یہ ہے کہ تمھارے اور بنو اصغر کے درمیان جنگ ہوگی'' اور وہ تمھارے خلاف اسی جھنڈوں کے ماتحت فوج لے کر آئیں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار افراد ہوں گے مسلمانوں کی جماعت اس وقت شام کے شہر دمشق کے علاقے غوطہ (نامی) میں ہوگی۔ [2]

جبیر بن نفیر کی سند سے ہی ایک روایت حضرت ابو درداءؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''جنگ کے دن مسلمانوں کی جماعت غوطہ نامی جگہ میں'' جو شام کے بہترین شہر دمشق کی ایک جانب واقع ہے'' ہوگی۔ (اس کے علاوہ قسطنطنیہ کی حدیث حضرت عبداللہ بن عمر کے حوالے سے بھی گذر چکی ہے)

قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ حضرت عیسیٰ دجال کو قتل نہ کر دیں

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔

''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب روم والے (شام کے علاقے) اعماق یا دابق میں آ کر نہ پڑاؤ کر لیں۔ چنانچہ روئے زمین کے اسوقت بہترین لوگوں کا ایک لشکر ان کے پاس جائے گا اور جب لڑائی کی صفیں بن جائیں گی تو اہل روم کہیں گے کہ ہمارے سامنے سے ہٹ جاؤ اور ہمیں ہمارے قومی (مگر مسلمان) بھائیوں سے لڑنے دو۔ وہ (مسلمان) کہیں گے کہ ہم اپنے بھائیوں سے تمھیں لڑنے نہیں دیں گے۔ پھر زبردست جنگ ہوگی

---

[1] مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۲۱۰، مسند احمد حدیث نمبر ۱/۳۸۵ [2] تخریج گذر چکی ہے

جنمیں سے ایک تہائی مسلمان بھاگ جائیں گے جنہیں اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کرے گا اور ایک تہائی شہید ہو جائیں گے جو کہ افضل الشہداء ہوں گے اور ایک تہائی کبھی شکست نہیں کھائیں گے اور وہ قسطنطنیہ فتح کر لیں گے۔

جس وقت وہ غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے ان کے قریب شیطان پکارے گا کہ دجال نے ان کے گھروں پر قبضہ کر لیا ہے چنانچہ وہ وہاں سے نکل پڑیں گے اور یہ غلط ہوگا۔ اور جب یہ شام پہنچیں گے تو وہ دجال نکل آئے گا چنانچہ یہ جنگ کے لئے تیاری کر کے نماز کی صفیں درست کر رہے ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ نازل ہو جائیں گے اور ان کی امامت کرائیں گے۔ جب وہ اللہ کا دشمن (دجال) انہیں دیکھے گا تو اس طرح پگھلنا شروع ہو جائے گا جیسے پانی میں نمک پگھلتا ہے اگر حضرت عیسیٰ اسے چھوڑ دیں تو وہ خود بخود ہلاک ہو جائے مگر وہ اسے اپنے ہاتھ سے قتل کریں گے اور اپنے نیزے پر لگا خون لوگوں کو دکھائیں گے۔[1]

پکے عزم اور سچے ایمان سے ''لا الہ الا اللہ واللہ اکبر'' کہنا۔ قلعوں کو گرا دے گا اور شہروں کو فتح کر لے گا

مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے پوچھا کہ ''کیا تم نے اس شہر کے بارے میں سنا ہے؟ جس کے ایک طرف خشکی اور دوسری طرف سمندر ہے؟ لوگوں نے کہا جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا

قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ اس شہر پر بنو اسحاق کے ستر ہزار افراد حملہ نہ کریں۔ جب یہ لوگ وہاں پہنچیں گے تو وہاں اتر کر کسی اسلحہ یا تیر سے لڑائی نہیں لڑیں گے بلکہ ''لا الــہ الا اللہ و اللہ اکبـر'' کہیں گے تو اس شہر کی ایک جانب (کی دیوار یا فصیل) گر جائے گی (راوی ثور یہ کہتے ہیں کہ غالباً انہوں نے یہ کہا تھا کہ) وہ جانب جو سمندر کی جانب ہے دوسری مرتبہ کہنے سے ایک اور جانب گر جائے گی اور تیسری مرتبہ میں شہر ان کے لئے کھل جائے گا اور یہ اس میں داخل ہو کر غنیمت حاصل کریں گے اور جس دوران وہ غنیمت تقسیم کریں گے ایک شخص چیختا ہوا وہاں آ کر کہے گا کہ دجال نکل آیا ہے تو وہ سب کچھ چھوڑ کر لوٹ جائیں گے۔[2]

رومی علاقوں کی فتح اور مسلمانوں کے قبضے کی پیشگوئی

ابن ماجہ میں کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف سے (اپنے پر دادا کے حوالے سے) ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ

قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ مسلمانوں کا چھوٹے سے چھوٹا شیخ بھی والی نہ بن جائے (پھر آپؐ نے آواز دی اے علی! اے علی! اے علی! حضرت علیؓ نے عرض کیا ''یارسول اللہ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان'' آپؐ نے فرمایا)

تم لوگ بنو اصفر سے جنگ کرو گے تمھارے بعد والے ان سے جنگ کریں گے حتی کہ اسلام کے بہترین لوگ ان کے خلاف جنگ کے لیے نکلیں گے جو اہل حجاز ہونگے اور وہ اللہ کے (دین کے) معاملے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۲۰۷، مستدرک حاکم صفحہ ۴/۴۸۲

[2] صحیح مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۲۶۲

میں کسی ملامت گر کی ملامت کی پرواہ نہ کریں گے پھر وہ تسبیح و تکبیر کے ذریعے قسطنطنیہ فتح کریں گے۔ خوب غنیمت ملے گی، ایسی غنیمت پہلے نہ ملی ہوگی حتی کہ وہ ڈھالوں تک کو تقسیم کریں گے۔ اتنے میں ایک شخص آ کر کہے گا کہ دجال نکل آیا ہے" سنو یہ خبر جھوٹ ہوگی اس پر عمل کرنے والا اور نہ کرنے والا دونوں نادم ہونگے۔"[1]

بعض بحری جزیروں، روم و فارس کے علاقوں اور دجال کے خلاف جنگ کی پیشگوئی

مسلم شریف میں حضرت نافع بن عینیہ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ

تم لوگ سمندری جزیروں پر جنگ کرو گے اور اللہ اسے فتح کرائے گا، پھر فارس پر اسے بھی اللہ فتح کرائے گا۔ پھر روم پر جنگ کرو گے اسے بھی اللہ فتح کرائے گا، پھر تم دجال سے لڑو گے چنانچہ اللہ اس کے خلاف بھی کامیابی دے گا[2]

اہل روم کے بعض اچھے خصائل

صحیح مسلم میں روایت ہے کہ مستود قرشی نے حضرت عمرو بن عاص کے پاس کہا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ

جس وقت قیامت قائم ہوگی اہل روم سب سے زیادہ ہونگے۔ اس پر حضرت عمرو نے فرمایا "غور کرو تم کہہ کیا رہے ہو؟ انہوں نے کہا میں نے جو رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا ہے وہی کہہ رہا ہوں۔ چنانچہ حضرت عمرو نے کہا اگر تم یہ کہتے ہو تو ان میں چار خصائل ہوں گے (۱) وہ فتنہ کے وقت لوگوں میں سب سے زیادہ مضبوط ہونگے (۲) مصیبت کے بعد سب سے جلدی سنبھلنے والے ہونگے (۳) فرار کے بعد سب سے پہلے لوٹ آنے والا ہونگے (۴) ان کی بھلائی مسکینوں، یتیموں اور ضعیفوں کے لیے ہوگی۔ اور پانچویں اچھی صفت یہ کہ وہ بادشاہ ہوں کے ظلم کو سب لوگوں سے زیادہ روکنے والے ہونگے۔[3]

قیامت کے وقت اہل روم کثرت میں ہونگے

صحیح مسلم میں حضرت مستورد قرشی سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ

قیامت قائم ہوگی تو اہل روم کثرت میں ہونگے۔ راوی کہتا ہے کہ یہ حدیث جب حضرت عمرو بن عاص کو پہنچی تو انہوں نے مستورد سے کہا کہ یہ کیا احادیث تمھارے حوالے سے ذکر کی جارہی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے وہ بات کہی جو رسول اللہ ﷺ سے سنی۔ تو حضرت عمر نے کہا اگر تم یہ کہتے ہو تو (ان کے بارے میں یہ بات بھی ہے کہ) وہ فتنہ کے وقت سب سے زیادہ مضبوط، مصیبت کے وقت سب سے زیادہ

---

[1] ابن ماجہ باب الملاحم حدیث نمبر ۴۰۹۴

[2] مسلم شریف حدیث نمبر ۷۲۱۳، ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۰۹۱ باب الملاحم

[3] صحیح مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۲۰۸

برداشت کرنے والے اور اپنی قوم کے ضعفاء اور مساکین کے لیے سب سے زیادہ بھلائی کرنے والے ہونگے[1]

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آخری زمانے میں اہل روم مسلمان ہوجائیں گے اور قسطنطنیہ کی فتح انہی کے ہاتھوں سے ہوگی۔ جیسا کہ پہلے ایک حدیث میں گذرا کہ بنو اسحاق کے ستر ہزار افراد قسطنطنیہ پر حملہ کریں گے (اور یہ لوگ عیص بن حضرت اسحاق بن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے ہونگے) انہی میں سے بنی اسرائیل کے چچا کی اولاد ہوگی (اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام ہیں) اہل روم آخری زمانے میں بنی اسرائیل سے بہتر ہونگے کیونکہ اصبہان کے ستر ہزار یہودی دجال کے متبع بن جائیں گے اور اہل روم کی اس حدیث میں تعریف کی گئی ہے شاید یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر مسلمان ہوجائیں گے۔ واللہ اعلم

ابن ماجہ میں کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف (ان کے والد کے حوالے سے ان کے دادا سے) یہ روایت مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

تم لوگ بنو اصفر سے جنگ کروگے اور ان سے تمھارے بعد حجاز کے مسلمان جنگ لڑیں گے حتی کہ اللہ تعالیٰ قسطنطنیہ اور روم کو تسبیح اور تکبیر سے فتح فرمادیں گے، ان کا قلعہ گر جائے گا اور ان کو وہ کچھ ملے گا جو پہلے کبھی نہیں ملا تھی حتی کہ وہ ڈھالوں تک کو تقسیم کرلیں گے۔ اتنے میں ایک شخص چیخے گا کہ "اے اہل اسلام مسیح دجال تمھارے علاقوں اور تمھارے بچوں کے پاس پہنچ چکا ہے"۔ چنانچہ لوگ وہ ان اموال سے لاپرواہ ہوجائیں گے، کچھ لوگ مال لے لیں گے کچھ چھوڑ دیں گے، لینے والے بھی نادم اور چھوڑنے والے بھی نادم ہونگے۔

یہ لوگ کہیں گے کہ آواز لگانے والا کون تھا؟ مگر پتہ نہ لگے گا کہ وہ کون ہے؟ چنانچہ کہیں گے کہ ایک دستہ جاسوسوں کا ایلیاء بھیجو اگر وہ دجال آ گیا ہے تو وہ اس کی اطلاع دے دیں گے۔ چنانچہ وہ لوگ آ کر دیکھیں گے کہ کچھ نہیں ہوا لوگ آرام سے رہ رہے ہیں۔ وہ کہیں گے کہ چیخنے والے نے خطرناک خبر دی تھی اس لیے سب عزم کرکے ایلیاء (بیت المقدس) چلو اگر دجال ہوا تو ہم اس سے لڑیں گے حتی کہ اللہ ہمارا اور ان کا فیصلہ کردے ورنہ وہ سب ہمارے علاقے اور ہمارے گھر ہیں اگر تم پہنچو گے تو اپنے گھر پہنچو گے)[2]

بیت المقدس کی مضبوط تعمیر مدینہ کی خرابی کا سبب ہوگی

مسند احمد میں حضرت معاذ بن جبلؓ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ بیت المقدس کی تعمیر یثرب کی خرابی (کا سبب) ہے اور جنگجوؤں کا خروج قسطنطنیہ کی فتح ہے اور فتح قسطنطنیہ دجال کے نکلنے کا سبب ہے (یہ فرماکر آپ ﷺ نے اس شخص کی ران یا اس شخص کے کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا) یہ سب ایسا سچ ہے کہ تو یہاں ہے یا جیسا کہ تو بیٹھا ہے[3]

اس حدیث سے مراد یہ نہیں ہے کہ مدینہ منورہ بالکل خراب ہوجائے گا بلکہ مراد یہ ہے کہ بیت

---

[1] صحیح مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۲۰۹

[2] ابن ماجہ حدیث نمبر ۷۰۹۴، طبرانی کبیر صفحہ ۱۷/۲۲

[3] ابوداؤد باب فی امارات الملاحم حدیث نمبر ۷۲۹۴، مسند احمد صفحہ ۵/۲۳۲، مستدرک حاکم صفحہ ۴/۴۲۰

المقدس کی تعمیر مدینہ منورہ کی خرابی کا سبب ہوگی اور جیسا کہ آگے صحیح احادیث کے حوالے سے آنے والا ہے کہ دجال مدینے میں داخل نہ ہو سکے گا کیونکہ مدینے کے دروازوں پر تلواریں لئے فرشتے موجود ہوں گے۔

مدینہ منورہ کی طاعون اور دجال سے حفاظت کی پیشن گوئی

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''مدینہ (منورہ) میں طاعون اور دجال داخل نہ ہو سکیں گے[1]

جامع ترمذی میں اس کے بعد یہ ہے کہ ''حضرت عیسیٰ ابن مریم کے بعد حجرہ نبوی میں دفن کئے جائیں گے۔

مدینہ منورہ کی حدود بڑھنے کی پیشن گوئی

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ ''مدینہ منورہ کی رہائش گاہیں اہاب یہاب تک پہنچ جائیں گی[2]

اس حدیث کے روای زہیر کہتے ہیں کہ اپنے شیخ سہیل سے پوچھا کتنی عمارات ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ اتنی ہیں۔ یہ حدود کی توسیع یا تو بیت المقدس کی تعمیر سے پہلے ہوگی اور پھر ایک زمانہ گذرنے کے بعد یہ بالکل تباہ ہو جائیں گی جیسا کہ ہم احادیث ذکر کریں گے۔

اہل مدینہ کے مدینے سے نکل جانے کی پیشن گوئی

قرطبی نے ولید بن مسلم کے طریق سے جابر سے نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب کو سنا وہ منبر پر ارشاد رسول ﷺ سنا رہے تھے کہ

اہل مدینہ، مدینے سے نکل جائیں گے اور پھر دوبارہ آ کر اس کی تعمیر کریں گے حتی کہ مدینہ بھر جائے گا اس کے بعد پھر نکل جائیں گے اور دوبارہ کبھی لوٹ کے نہ آئیں گے[3]

ایک اور روایت میں حضرت ابوسعیدؓ سے یہ الفاظ زائد مروی ہیں کہ ''مدینہ اس وقت تک اچھا ہے جب تک مربعہ (چوکور) ہے۔ سوال کیا گیا کہ اس (کے پھل وغیرہ) کو کون کھائے گا فرمایا کہ پرندے اور درندے۔''

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ ''لوگ مدینہ کو اچھی حالت میں چھوڑ کر جائیں گے اور مدینہ میں صرف پرندوں اور جانوروں کی آمد ورفت رہ جائے گی۔ پھر مدینہ قبیلے کے دو آدمی اپنی بکریوں کو روتے ہوئے مدینہ کی طرف جائیں گے تو اس کو برباد اور تباہ دیکھیں گے۔ چنانچہ یہ چلتے چلتے ''ثنیہ الوادع'' وداع کی گھاٹیوں تک پہنچیں گے تو منہ کے بل گر پڑیں گے''[4]

حضرت حذیفہ کی روایت میں ہے میں نے رسول اکرم ﷺ سے بہت ساری باتیں پوچھیں مگر طرف

---

1. بخاری حدیث نمبر ۱۳۳۳، مسلم شریف حدیث نمبر ۳۳۳۷
2. مسلم حدیث نمبر ۷۲۱۹، کنز العمال حدیث نمبر ۳۴۸۴۷ ۳. مسند احمد صفحہ ۲/۲۳۴
4. صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۸۷۴، باب فضائل مدینہ، مسند احمد صفحہ ۲/۲۳۴

یہ نہ پوچھا کہ اہل مدینہ کو مدینے سے کون سی چیز نکالے گی؟

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ''لوگ اس حالت میں مدینے سے نکلیں گے کہ اس کے آدھے پھل پک چکے ہونگے۔ پوچھا کہ اے ابو ہریرہ لوگوں کو کون وہاں سے نکال دے گا؟ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا ایک برا آدمی۔[۱]

ابوداؤد میں حضرت معاذ بن جبلؓ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ ''بڑی جنگ، فتح قسطنطنیہ، اور دجال کا نکلنا یہ سب سات مہینے میں ہو جائے گا۔'' ترمذی میں یہ روایت اس طریق سے آئی ہے اس کے علاوہ حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن بسر، حضرت معصب بن حبابہ، اور حضرت ابو سعید خدریؓ سے بھی منقول ہے۔

مسند احمد اور ابوداؤد میں (واللفظ لہ) حضرت عبداللہ بن بسرؓ سے ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ بڑی جنگ اور شہر (قسطنطنیہ) کی فتح کے درمیان چھ سال کا عرصہ ہے اور ساتویں سال میں دجال نکل آئے گا۔[۲]

یہی روایت ابن ماجہ میں بھی ہے۔ اس روایت کی تطبیق پہلی روایت کے ساتھ مشکل ہے سوائے یہ کہ ہم کہدیں کہ بڑی جنگ کی ابتداء اور انتہا چھ سال پر محیط ہوگی اور پھر شہر کی فتح قریب ہی کے زمانے میں ہوگی جو خروج دجال کے ساتھ سات مہینے ہوں گے۔ واللہ اعلم

ترمذی میں حضرت انسؓ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ ''قسطنطنیہ کی فتح قیامت کے ساتھ ساتھ ہی ہوگی''۔[۳]

محمود بن غیلان راوی کہتے ہیں یہ حدیث غریب ہے۔ قسطنطنیہ خروج دجال کے وقت فتح ہوگا۔ حالانکہ یہ نبی کریم ﷺ کے بعد صحابہ کے زمانے میں فتح ہو گیا تھا۔

اس بات میں بحث ہے کیونکہ حضرت معاویہؓ نے اپنے بیٹے یزید کو ایک لشکر دے کر بھیجا تھا جس میں حضرت ابو ایوب انصاریؓ بھی شامل تھے، مگر یزید کامیاب نہ ہوا۔ پھر مسلمہ بن عبدالملک نے اپنے خاندان کے دور حکومت میں اس کا محاصرہ کیا مگر کامیاب نہ ہوا اور ایک مسجد بنانے کی شرط پر ان سے صلح کر لی تھی۔ (جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں)

قیامت سے پہلے کئی کذاب نبوت کا دعویٰ کریں گے

صحیح مسلم میں حضرت جابر بن سمرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''قیامت کے قریب بہت سے کذاب آئیں گے''۔[۴] (اس کے بعد حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ ان سے بچو)

مسند احمد میں حضرت جابرؓ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ

قیامت سے پہلے بہت سے کذاب آئیں گے جن میں یمامہ کا ایک شخص، صنعاء سے عبسی، حمیر کا ایک شخص، اور دجال بھی ہوگا جو ان سب سے بڑا فتنہ ہوگا۔[۵] (حضرت جابر کہتے ہیں کہ میرے بعض ساتھی

---

[۱] فتح الباری، فضائل مدینہ صفحہ ۴/۹۱ [۲] ابوداؤد حدیث نمبر ۴۲۹۵، ترمذی حدیث نمبر ۲۲۳۸

[۳] ابوداؤد حدیث نمبر ۴۲۹۶، مسند احمد صفحہ ۴/۱۸۹ [۴] بخاری: ۳۲۵، مسلم حدیث نمبر ۷۲۶۹

[۵] مسند احمد صفحہ ۳/۳۴۵، طبرانی صفحہ ۲/۲۴۲

بتاتے تھے کہ یہ تقریباً تیس آدمی ہوں گے۔[۱]

"قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تیس کے قریب چھوٹے دجال نہ آ جائیں، ان میں سے ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔[۲]

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے یہی ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے (اور اس میں طرف عربی لفظ یبعث کے باب کا فرق ہے اور ایک روایت کے الفاظ مذکورہ بالا روایت کی طرح ہیں)

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہؓ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ" قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تیس دجال ظاہر نہ ہوں، ہر ایک ان میں سے یہ گمان کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے، مال بہت زیادہ ہو جائے گا، فتنے ظاہر ہوں گے اور ہرج زیادہ ہو جائے گا۔ (کسی نے پوچھا) ہرج کیا ہے؟ فرمایا قتل۔ قتل۔ قتل (تین مرتبہ فرمایا)[۳]

ابوداؤد میں حضرت ابو ہریرہؓ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے، فرمایا کہ "قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تیس جھوٹے فریبی شخص نہ نکل آئیں، ہر ایک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر جھوٹ بولے گا۔"

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہؓ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ "قیامت کے قریب تقریباً تیس جھوٹے آئیں گے ہر ایک کہے گا کہ میں نبی ہوں"[۴]

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا

"عنقریب میری امت میں کچھ فریبی جھوٹے لوگ تمھارے پاس کتنی نئی نئی باتیں لے کر آئیں گے جنہیں نہ تم نے سنا ہوگا نہ تمھارے باپ دادوں نے، پس ان سے بچو تا کہ وہ تمہیں دھوکا نہ دے سکیں[۲]

صحیح مسلم میں حضرت ثوبانؓ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ اور بیشک میری امت میں تیس جھوٹے آئیں گے ہر ایک خود کو نبی خیال کرتا ہوگا حالانکہ میں خاتم الانبیاء ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔[۵]

مسند احمد میں ابوالولید سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ سے کسی نے متعہ کے بارے میں سوال کیا کہ کیا ان کے نزدیک متعے کرنا جائز ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ "اللہ کی قسم! ہم لوگ رسول اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں تھے اور نہ ہی بدکار تھے" پھر فرمایا کہ "واللہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ "قیامت سے پہلے مسیح دجال ضرور آئیگا اور تیس یا اس سے زیادہ جھوٹے آئیں گے"[۶]

امت مسلمہ میں جہنم کی طرف بلانے والے بھی آئیں گے

طبرانی، مسند احمد اور مسند ابویعلیٰ میں حضرت ابن عمرؓ سے یہ ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ میری امت میں ستر اور کچھ (تہتر سے اسی کے درمیان) داعی آئیں گے اور ہر داعی جہنم کی طرف

۱۔ مسند احمد حدیث نمبر ۱۴۰۷۱ ۲۔ مسند احمد صفحہ ۲/۴۵۷

۳۔ مسند احمد صفحہ ۲/۴۲۹، الدر المنثور صفحہ ۶/۵۱ ۴۔ بخاری صفحہ ۱۳/۸۷، مسند احمد صفحہ ۲/۳۴۹

۵۔ مسلم صفحہ ۱۲/۲۸۸۹، ابوداؤد حدیث نمبر ۴۲۵۲ ۶۔ مسند احمد صفحہ ۲/۹۵، الدر المنثور صفحہ ۲/۵۲

بلائے گا اگر میں چاہوں تو تمہیں ان کے نام اور قبیلے بھی بتا سکتا ہوں'' ۔[1]

ابن ماجہ میں جبو جلاس نے حضرت علیؓ کا ارشاد نقل کیا ہے وہ عبداللہ بن سبا (ملعون) سے فرما رہے تھے'' تجھے ہلاکت ہو، میں نے کوئی بات جو مجھے معلوم تھی لوگوں سے نہیں چھپائی اور میں نے رسولِ اکرم ﷺ سے یہ سنا ہے کہ قیامت سے پہلے جھوٹے آئیں گے۔'' (میں کہتا ہوں کہ) اور تو ان میں سے ایک ہے''

مسند ابو جہل میں حضرت انسؓ سے ارشاد نبویؐ مروی ہے کہ

دجال سے پہلے ستر سے زائد دجال (فریبی لوگ) آئیں گے اس سے کچھ غرابت اور صحاح میں آنے والی احادیث اثبت ہیں۔ واللہ علم

مسند احمد میں حضرت ابوبکرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مسیلمہ کے بارے میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

امابعد اس کے بارے میں (میں کہتا ہوں) جس کے بارے میں تم بہت باتیں کرتے ہو کہ یہ شخص ین تین جھوٹوں میں سے ایک ہے جو قیامت سے پہلے نکلیں گے۔ اور یہ کہ کوئی شہر (علاقہ) ایسا نہ بچے گا جہاں مسیح کا رعب نہ پہنچے۔''

مسند احمد میں بھی روایت حضرت ابوبکرؓ سے مروی ہے اور اس میں پہنچے کے بجائے داخل ہونے کے الفاظ آئے ہیں

مسند احمد ہی میں حضرت انسؓ بن مالکؓ سے ارشاد نبویؐ مروی ہے کہ دجال سے پہلے چند سال دھوکے ہوں گے جس میں سچا جھوٹ بولے گا اور جھوٹا مسیح بولے گا' امانت دار خیانت کرے گا اور خائن امانت داری کرے گا' اور ان میں رویبضہ بات کریں گے' پوچھا گیا رویبضہ کون ہیں؟ فرمایا فساق لوگ۔ وہ عوام کے امور میں بات کریں گے۔

ابن صیاد کے بارے میں احادیث کا تذکرہ

صحیح مسلم ابن شہاب زہری سے مروی ہے کہ مسلم بن عبداللہ نے انھیں خبر دی کہ عبداللہ بن عمرؓ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک جماعت میں (گروپ) چلے ابن صیاد سے پہلے۔ حتیٰ کہ ابن صیاد کو بنومغالہ کے قلعے میں بچوں کے ساتھ کھیلتا پایا اس وقت ابن صیاد عمر شعور کے قریب تھا اسے نبی کریمؐ کی آمد کا احساس نہ ہوا نبی کریم ﷺ نے قریب جا کر اس کی کمر پر ہاتھ مارا اور فرمایا'' کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں،، اس نیکہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تم ان پڑھ لوگوں کے نبی ہو پھر کہنے لگا (رسول اکرمؐ سے) کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ آپؐ نے فرمایا کہ میں اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لایا پھر تم کیا سمجھتے ہو؟ اس نے کہا میرے پاس سچے جھوٹے سب آتے ہیں ،، تو آپؐ نے فرمایا تجھ پر معاملہ خلط ملط ہو گیا ہے پھر فرمایا میں تجھسے ایک خفیہ بات پوچھتا ہوں/ اس نے کہا کہ وہ،، رخ،، ہے (رخ کے معنی ایک نرم بوٹیکے ہیں ایک اور روایت میں رخ دال سے آیا ہے اس سے مراد دخان یعنی دھواں جو قرآن کریم میں قیامت کے آثار میں سے شمار کیا گیا ہے لیکن صحیح بات یہ کہ ابن صیاد نے کوئی ایسا

---

[1] الدر المنثور صفحہ ۶/۵۲، مجمع الزوائد صفحہ ۷/۲۹۵

[2] بخاری حدیث نمبر ۸۷۔ مسند احمد: ۳/۱۱۸

جملہ کہا جس کا نجومیوں کی عادت اور طریقے میں کوئی معنی موجود نہیں) چنانچہ آپؐ نے اس سے فرمایا، مسخ ہو جا تو اپنی قدر سے آگے نہ بڑھ سکے گا حضرت عمرؓ کہنے لگے کہ رسول اللہ مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن ماردوں؟ تو آپؐ نے فرمایا ''اگر یہ وہی (دجال) ہے تو تم اس پر مسلط نہیں ہو سکو گے اور اگر یہ وہ نہیں تو اس کے قتل میں خیر نہیں

سالم بن عبداللہ بن عمر اپنے والد کا ارشاد نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اور ابی بن کعبؓ کھجور کے درختوں کے اس جھنڈ میں تشریف لے گئے جہاں ابن صیاد تھا آپؐ اس سے چھپ چھپا کر وہاں گئے تا کہ ابنصیاد کے دیکھنے سے پہلے اس کی کوئی بات سن لیں آپؐ نے اس کو ایک چٹائی پر لیٹے دیکھ لیا۔ آپ کو اس طرح چھپ کر آتے ہوئے ابن صیاد کی ماں نے دیکھ لیا اور ابن صیاد کو آواز دی اے صاف (ابن صیاد کا اصل نام) یہ محمدؐ تیرے (پیچھے) آرہے ہیں چنانچہ ابن صیاد غصہ میں اٹھ کھڑا ہوا تو آپؐ نے تاسف سے فرمایا کہ اگر یہ عورت رہنے دیتی تو بات واضح ہو جاتی۔

پھر عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے حمد وثناء کے بعد لوگوں سے دجال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا

''میں تمھیں اس کے بارے میں خبردار کر رہا ہوں، جو بھی نبی آیا اس نے اپنی قوم کو اس (دجال) کے بارے میں خبردار کیا (ڈرایا ہے) حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو ڈرایا تھا لیکن میں اسکے بارے میں ایسی بات کہہ رہا ہوں جو پہلے کسی نبی نے نہیں کہی تھی۔ جان لو کہ وہ کانا ہے اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے...... ایک اور روایت میں عمر بن ثابت انصاری سے بعض صحابہ کے حوالے سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو دجال سے خبردار کرتے ہوئے فرمایا کہ ''اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا جو شخص دجال کے اعمال کو ناپسند کرے گا وہ اس کو پڑھ سکے گا۔ یا فرمایا کہ اسے ہر مومن پڑھ سکے گا۔ آپ ﷺ نے مزید فرمایا کہ جان رکھو! کہ کوئی شخص مرنے تک اپنے رب کو نہیں دیکھ سکتا۔[۱]

دجال کے بعض اوصاف کا ذکر بزبان رسول ﷺ

بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ تو ایسا نہیں ہے مگر دجال کانا ہے اس کی دائیں آنکھ انگور کے پھوٹے دانے کی طرح پھوٹی ہوئی ہے''۔[۲]

صحیح مسلم میں حضرت انسؓ سے ارشاد نبویؐ مروی ہے کہ

''ہر نبی نے اپنی قوم کو جھوٹے دجال (کی آمد) سے ڈرایا ہے۔ مگر یہ کہ وہ دجال کانا ہے اور تمھارا رب ایسا نہیں ہے اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہے''[۳] بخاری میں بھی ایسی ہی ایک حدیث ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت انس سے ارشاد نبویؐ مروی ہے کہ ''دجال پھوٹی ہوئی آنکھ والا ہے۔ اس کی دونوں

۱۔ بخاری احادیث الانبیاء حدیث نمبر ۳۳۳۷، مسلم حدیث نمبر ۷۲۸۳

۲۔ بخاری احادیث الانبیاء حدیث نمبر ۳۴۳۹، مسلم حدیث نمبر ۴۳۸۸، مسند احمد صفحہ ۲/۳۷

۳۔ بخاری حدیث نمبر ۷۱۳۱، مسلم حدیث نمبر ۷۲۹۰

آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہے اور کافر نے آنکھ کو دھنسایا ہوا ہے۔ جسے ہر مسلمان پڑھ سکتا ہے۔[1]

صحیح مسلم ہی میں حضرت حذیفہؓ سے ارشاد نبویؐ مروی ہے۔

''بے شک میں وہ چیزیں جانتا ہوں جو دجال کے ساتھ ہونگی۔ اس کے ساتھ دو نہریں ہونگی ایک میں سفید پانی نظر آئے گا اور دوسری میں بھڑکتی آگ ہوگی، اگر تم میں سے کوئی اس کو پالے تو وہ اس نہر میں آئے جو آگ نظر آ رہی ہو، اور اسمیں غوطہ لگا کر سر نکالے پھر پانی پیئے تو وہ ٹھنڈا پانی ہوگا اور بیشک دجال پھوٹی آنکھ والا ہوگا جس پر موٹا چھلکا ہوگا۔ اور آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا جسے ہر پڑھا اور ان پڑھ مسلمان پڑھ سکے گا۔[2]

دجال کی آگ جنت اور اسکی جنت آگ (جہنم) ہوگی

بخاری مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے ارشاد نبویؐ مروی ہے کہ

''کیا میں تمھیں دجال کے بارے میں ایسی بات نہ بتاؤں جو مجھ سے پہلے کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی کہ وہ کانا ہوگا اور جہنم اور جنت جیسی دو چیزیں لائے گا، جسے وہ جنت کہے گا وہ جہنم ہوگی اور جسے جہنم کہے گا وہ جنت ہوگی''۔ میں نے تمھیں اس چیز سے خبردار کر دیا ہے جس سے قوم نوح کو خبردار کیا گیا تھا۔[3]

دجال کی قوت اور فتنے سے مرعوب ہوکر اس کا ساتھ نہ دینا (ارشاد نبویؐ)

صحیح مسلم بن مسلم بن منکدر سے مروی ہے کہ میں نے حضرت جابرؓ کو قسم کھا کر یہ فرماتے سنا کہ ابن صیاد ہی دجال ہے'' میں نے پوچھا کہ آپ کس بنیاد پر قسم کھا رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت عمرؓ کو قسم کھا کر نبی کریم ﷺ کے سامنے یہی کہتے سنا مگر نبی کریم ﷺ نے اس پر نکیر نہیں فرمائی۔

حضرت نافع سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ کو ایک مرتبہ مدینے کی کسی گلی میں ابن صیاد مل گیا تو ابن عمرؓ نے اس کو کوئی ایسی بات کہی جس پر اسے غصہ آ گیا اور اس نے یوں سانس کھینچی کہ وہ بھول گیا (ایک روایت میں ہے کہ اس نے گدھے سے بھی زیادہ خرخراہٹ نکالی اور حضرت ابن عمرؓ نے اسے اپنے ڈندے سے اتنا مارا کہ ان کا ڈنڈا ٹوٹ گیا۔ اسکے بعد وہ اپنی بہن ام المومنین حضرت حفصہؓ کے پاس آئے اور گویا ہوئے کہ میں نے جو کچھ ابن صیاد کے ساتھ کیا اس سے مقصد یہ تھا کہ مجھے یہ پتہ تھا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ ''دجال کسی بات پر غصہ کی وجہ سے نکلے گا''۔[4]

ابن صیاد اصل دجال ہے یا نہیں

بعض علماء کا قول ہے کہ ابن صیاد کے بارے میں بعض صحابہ کا خیال تھا کہ وہ اصل دجال ہے حالانکہ یہ بات درست نہیں وہ تو ایک چھوٹا سا آدمی تھا۔ اور صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو سعیدؓ سے اس کی

---

۱ صحیح مسلم حدیث نمبر ۷۲۹۲، ابوداؤد حدیث نمبر ۴۳۱۷

۲ بخاری احادیث الانبیاء حدیث نمبر ۳۴۵۰، مسلم حدیث نمبر ۷۲۹۴، ابوداؤد حدیث نمبر ۴۳۱۵

۳ بخاری حدیث نمبر ۳۳۳۸، مسلم حدیث نمبر ۷۲۹۷

۴ مسلم حدیث نمبر ۷۲۸۶، مسند احمد صفحہ ۶/۲۸۳

مدینے اور مکہ کے درمیان ملاقات ہوئی تو انہوں نے اس سے یہ گفتگو چھیڑی جو لوگ کہا کرتے تھے کہ وہ دجال ہے، تو اس نے حضرت ابو سعیدؓ سے کہا کہ کیا رسول اکرم ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ دجال مدینے میں داخل نہ ہو سکے گا''۔ حالانکہ میں تو مدینے میں پیدا ہوا ہوں۔ اور یہ کہ ''دجال کی اولاد نہ ہوگی'' حالانکہ میری اولاد ہے۔ اور یہ کہ ''وہ کافر ہوگا'' حالانکہ میں مسلمان ہوں[1]

ابن صیاد نے مزید کہا ''اور اس کے علاوہ یہ بھی ہے کہ میں دجال اور اس کے ٹھکانے کے بارے میں لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں اور یہ کہ اگر مجھے پیشکش کی جائے کہ میں دجال کی جگہ لیلوں (دجال بن جاؤں) تو میں یہ پسند نہیں کرونگا۔

مسند احمد میں حضرت ابو سعیدؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کی مجلس میں ابن صیاد کا ذکر چھڑ گیا تو حضرت عمرؓ کہنے لگے کہ وہ یہ گمان کرتا ہے کہ وہ جس چیز کے پاس سے گذرتا ہے وہ اس سے بات کرتی ہے۔''

مقصود اس کلام کا یہ ہے کہ ابن صیاد قطعاً وہ ''دجال'' نہیں ہے جو آخری زمانے میں نکلے گا۔ اور یہ ہم فطمہ بن قیس کی حدیث کی وجہ سے کہہ رہے ہیں جو اس بارے میں فیصلہ کن حدیث ہے.....واللہ اعلم

فاطمہ بنت قیس کی حدیث

صحیح مسلم میں عامر بن شراحیل شعبی سے مروی ہے کہ میں نے حمدان کو حضرت فاطمہ بنت قیس سے یہ پوچھتے سنا کہ ''مجھے کوئی وصیت سنایئے جو آپ نے رسول اکرم ﷺ سے سنی ہو'' تو انہوں نے کہنا شروع کیا کہ

میں نے مغیرہ سے نکاح کیا تھا جو قریش کے بہترین نوجوانوں میں سے ایک تھے پھر وہ رسول اکرم ﷺ کی محبت میں پہلے جہاد میں جاں بحق ہوئے ان کے انتقال کے بعد مجھے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے ''جو کہ نبی کریم ﷺ کے ایک ساتھی تھے'' پیغام نکاح دیا اور رسول اکرم ﷺ نے مجھے اسامہ بن زید کے لیے پیغام بھیجا۔ اور مجھے آپ کا یہ ارشاد پہنچ چکا تھا کہ ''جو شخص مجھ سے محبت کرتا ہے اسے چاہیئے کہ وہ اسامہ سے محبت کرے'' جب رسول اکرم ﷺ نے مجھ سے بات کی تو میں نے عرض کیا کہ میرا معاملہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ جس سے چاہیں میرا نکاح فرمادیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ ''ام شریک کے پاس منتقل ہو جاؤ'' ام شریک انصار کی ایک مالدار اور اللہ کے راستے میں خوب مال خرچ کرنے والی خاتون تھیں۔ ان کے ہاں بے شمار مہمان آیا کرتے تھے۔ میں نے کہا کہ میں منتقل ہو جاؤں گی تو فرمایا کہ ''نہیں ان کے ہاں مت جاؤ ان کے ہاں مہمان بہت آتے ہیں مجھے یہ ناپسند ہے کہ کہیں تمھاری چادر ڈھلک جائے یا پنڈلی سے کپڑا ہٹ جائے اور لوگوں کی نظر پڑے جو تمھیں پسند نہ ہو لیکن اپنے چچازاد عبداللہ بن عمرو بن ام مکتوم کے ہاں منتقل ہو جاؤ۔ یہ قریشی قبیلے بنو فہر کے ایک شخص تھے چنانچہ میں نے وہاں عدت پوری کی اور عدت کے بعد نبی کریم ﷺ کے ہمراہ نماز میں شریک ہوئی۔

جب نبی کریم ﷺ نے نماز پوری فرمائی تو منبر پر بیٹھ گئے اور ہنس رہے تھے۔ فرمایا کہ ہر شخص اپنی نماز کی جگہ ہی رہے۔ پھر فرمایا کیا تمھیں معلوم ہے کہ میں نے تمھیں کیوں جمع کیا ہے؟ لوگوں نے کہا اللہ اور اسکا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا کہ ''میں نے تمھیں کسی ترغیب یا ترھیب کی بات کہنے کے لیے جمع نہیں کیا بلکہ یہ تمیم داری جو کہ

---

[1] صحیح مسلم حدیث نمبر ۷۲۷۷، ترمذی حدیث نمبر ۲۲۴۶

پہلے عیسائی تھے اب مسلمان ہو کر بیعت کر چکے ہیں۔ انہوں نے مجھے ایک بات بتائی ہے جو اس بات کے موافق ہے جو میں تمھیں دجال کے بارے میں بتایا کرتا ہوں۔ انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ یہ لخم اور جذام قبائل کے دوسرے آدمیوں کے ہمراہ کشتی میں سوار ہوئے تھے مگر طوفانی لہریں ایک مہینے تک انہیں سمندر میں گھماتی رہیں اور پھر ایک جزیرے پر دھکیل دیا اس سمت میں جہاں سورج غروب ہوتا ہے۔

پھر یہ جزیرے میں داخل ہوئے تو وہاں ایک بالوں سے بھری ایک مخلوق دیکھی، بالوں کی کثرت سے اس کے جسم کے اگلے اور پچھلے حصے کا اندازہ نہیں ہو رہا تھا انہوں نے اس سے کہا تیرا ستیاناس تو کون ہے؟ اس نے کہا میں جسار ہوں۔ تو اس نے کہا لوگو اس طرف جاؤ وہاں تمھارے شوق کے مطابق کوئی ملے گا۔ تمیم داری نے کہا کہ جب اس نے ہمیں کسی شخص کے بارے میں بتایا تو ہم اس (جسار) سے ڈر گئے کہ کہیں یہ شیطان نہ ہو۔ چنانچہ ہم تیزی سے وہاں پہنچے تو وہاں ایک بہت بڑا انسان دیکھا اتنا لمبا چوڑا انسان ہم نے پہلے نہیں دیکھا تھا، اس کے ہاتھ گردن پر بندھے تھے اور وہ سر سے پیر تک زنجیروں سے جکڑا ہوا تھا۔ ہم نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ تو اس نے کہا کہ جب تم یہاں مجھ تک پہنچ ہی گئے ہو تو بتاؤ کہ تم کون ہو؟ (انہوں نے پورا احوال سمندر اور جسالر سے ملنے کا بتا دیا) تو اس نے پوچھا کہ مجھے بیسان کے کھجور کے درختوں کے بارے میں بتاؤ؟ انہوں نے کہا کیا بتائیں؟ اس نے کہا بتاؤ کہ وہ پھل دے رہے ہیں؟ ہم نے کہا ہاں دے رہے ہیں۔ اس نے کہا کہ عنقریب وہ پھل نہ دیں گے پھر اس نے پوچھا کہ مجھے بحیرہ طبریہ کے بارے میں بتاؤ؟ انہوں نے پوچھا کہ کون سی حالت بتائیں؟ کہا کہ بتاؤ اس میں پانی ہے یا نہیں؟ ہم نے کہا ہاں پانی ہے؟ اس نے کہا عنقریب وہ خشک ہو جائے گا پھر اس نے کہا کہ مجھے زغر (شام کا ایک علاقہ) کے چشموں کے بارے میں بتاؤ؟ انہوں نے کہا کیا بتائیں؟ اس نے کہا کہ کیا ان میں پانی ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں ان میں پانی ہے۔ اس نے پوچھا کیا لوگ اس پانی سے زمینیں سیراب کر رہے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ لوگ وہ پانی بہت زیادہ ہے لوگ زمینیں سیراب کر رہے ہیں۔ پھر اس نے پوچھا کہ مجھے امیین کے نبی کے بارے میں بتاؤ اس کا کیا کہنا ہے؟ انہوں نے کہا وہ مکہ سے نکل کر مدینے (یثرب) پہنچ گیا ہے۔ اس نے پوچھا کہ کیا عربوں نے اس سے جنگ کی؟ ہم نے کہا ہاں کی۔ اس نے پوچھا کیا نتیجہ نکلا؟ ہم نے کہا کہ وہ اپنے ارد گرد کے عربوں پر غالب آ گیا ہے اور وہ اس کے مطیع بن گئے ہیں۔ اس نے کہا یہ تو ہونا ہی تھا اور ان کے لیے یہی بہتر ہے کہ وہ اس کی اطاعت کریں۔ اب میں تمھیں اپنے بارے میں بتاتا ہوں۔ میں مسیح (دجال) ہوں اور عنقریب ہو سکتا ہے کہ مجھے نکلنے کا حکم کر دیا جائے اور میں نکل کر چلوں تو میں چالیس میں سے کوئی قصبہ نہ چھوڑونگا جس سے گذر نہ ہو سوائے مکہ اور طیبہ (مدینہ) کے۔ وہ دونوں مجھ پر حرام ہیں اور جب بھی میں ان کے قریب جاؤں گا وہاں فرشتہ میرے سامنے آئے گا جس کے ہاتھ میں چمکتی تلوار ہوگی اور ان کے ہر راستے پر فرشتے ان کی حفاظت کر رہے ہونگے۔ یہ فرما کر آپ نے نیزے کی نوک سے منبر کو چھوا اور فرمایا کہ یہ طیبہ (مدینہ) ہے۔

سنو کیا میں نے تمھیں یہ بتایا تھا؟ لوگوں نے کہا جی ہاں۔ مجھے تمیم کے اس واقع سے بڑی حیرت ہوئی کہ یہ اس کے موافق ہے جو میں نے تمھیں دجال، مکہ اور مدینے کے بارے میں بتایا تھا۔ مگر یہ کہ وہ مشرق کی طرف بحر شام یا فرمایا بحر یمن میں ہے۔ یہ فرما کر آپؐ نے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کیا، فرمایا'' فاطمہ کہتی ہیں کہ یہ ساری

حدیث میں نے رسول اکرم ﷺ سے یاد رکھی۔[1]

حدیث کا ایک اور طریق

مسلم میں سیار کی سند سے شعبی سے مروی ہے کہ اسمیں صرف یہ فرق ہے کہ فاطمہ کہتی ہیں کہ تمیم داری عزیز و اقارب سمیت اسمیں سوار ہوئے اور اس جزیرے کے قریب وہ کشتی سے جھٹکے کی وجہ سے گر گئے اور پانی کی تلاش میں اس کے اندر گئے جہاں اسی بال والی مخلوق سے ملاقات ہوئی الی اخرہ۔ اور پھر رسول اکرم ﷺ نے انھیں لوگوں کے سامنے کیا کہ وہ یہ واقعہ سنائیں اور پھر فرمایا کہ یہ طیبہ ہے اور وہ دجال ہے۔

ابوبکر اسحاق کی سند سے مروی روایت میں الفاظ ہیں کہ ''اے لوگو! مجھے تمیم داری نے بتایا کہ اس کی قوم کے کچھ لوگ سمندری سفر پر گئے۔ الی آخرہ[2]

مسند احمد میں یحیی بن سعید کی سند سے فاطمہ سے مروی ہے کہ

مجھے عہد رسالت میں میرے شوہر نے طلاق دے دی تھی، اسی دوران اسے رسول اکرم ﷺ نے ایک سریہ (فوجی مہم) میں بھیج دیا۔ ادھر میرے دیور نے مجھے کہا کہ گھر سے نکل جا! میں نے اسے کہا کہ جب تک عدت نہیں گذر جاتی یہاں مجھے رہنے اور کھانے کا حق ہے۔ مگر اس نے کہا نہیں ہے۔ چنانچہ میں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آئی (اور پوری صورتحال بتائی) چنانچہ آپؐ نے میرے دیور کو بلالیا۔ اور پوچھا کہ بیٹی اور تمھارا کیا جھگڑا ہے اس نے کہا ''یارسول اللہ میرے بھائی نے اسے تین طلاقیں ایک ساتھ دے دی ہیں تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا دیکھو بنت قیس نفقہ اور رہائش طلاق کے بعد اس عورت کا حق بنتی ہے جسے طلاق رجعی ملی ہے۔ لہذا جب اسے تم سے رجعت کا حق نہیں ہے۔ لہذ تم وہاں سے نکل کر فلاں خاتون کے پاس چلی جاؤ! پھر فرمایا کہ اس کے ہاں مہمان آتے رہتے ہیں۔ اس لیے تم ابن ام مکتوم کے ہاں چلی جاؤ۔ وہ نابینا ہے تمھیں دیکھ نہیں سکے گا جب تک میں تمھارا نکاح نہ کراؤں تم کسی سے نکاح نہ کرنا۔ فاطمہ کہتی ہیں کہ:

پھر مجھے قریش کے ایک سرکردہ شخص نے پیغام نکاح دیا تو میں نے خدمت نبویؐ میں جاکر عرض کردیا تو آپؐ نے فرمایا کیا تم اس شخص سے نکاح کرلوگی جو مجھے اس شخص سے زیادہ پسند ہے؟ میں نے کہا یارسول اللہ کیوں نہیں۔ آپ جس سے چاہیں میرا نکاح فرمادیں۔ چنانچہ آپؐ نے میرا نکاح حضرت اسامہ بن زید سے فرمادیا۔

راوی عامر کہتے ہیں کہ جب میں حضرت فاطمہ بنت قیس کے ہاں سے اٹھ کر جانے لگا تو انہوں نے مجھے روک دیا اور فرمایا کہ بیٹھو میں تمھیں رسول اکرم ﷺ سے سنی ہوئی ایک اور حدیث بھی سناؤں گی۔ پھر فرمایا کہ

ایک مرتبہ گرمی کے دنوں میں نبی کریم ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی اور پھر بیٹھ گئے جب لوگ فارغ ہوئے تو آپؐ نے فرمایا کہ لوگو اپنی جگہ بیٹھے رہو کیونکہ میں بات کی اہمیت کی وجہ سے اپنی جگہ سے نہیں ہٹا ہوں۔

کیونکہ یہ تمیم داری ہے اس نے مجھے آکر ایک واقعہ سنایا جس کی خوشی اور آنکھوں کی ٹھنڈک نے مجھے قیلولہ کرنے سے روک دیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تمھارے نبی کی خوشی تم پر بھی کھول دوں۔ اس نے مجھے بتایا کہ ان کے

---

[1] مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۳۱۲، ترمذی حدیث نمبر ۲۲۵۳

[2] مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۳۱۴، ابوداؤد کتاب الملاحم حدیث نمبر ۴۳۲۶

عزیزوں کا ایک گروپ سمندر کے سفر پر روانہ ہوا مگر طوفانی لہروں نے ان کی کشتی کو ایک نامعلوم جزیرے پر لا پھینکا۔ چنانچہ یہ کشتی کے قریب ہی اتر کر بیٹھ گئے۔ اچانک انھیں ایک خوفناک چیز جس میں بال بہت تھے نظر آئی، پتہ نہیں چل رہا تھا کہ وہ مرد ہے یا عورت؟ تو انہوں نے اس کو سلام کیا اور اس نے سلام کا جواب دیا'' انہوں نے پوچھا کچھ بتاؤ؟ تو اس نے کہا مجھے نہ کچھ پوچھنا ہے نہ بتانا ہے البتہ اس جزیرے کے کمرے میں ایک شخص ہے جو تمھارے شوق کی خبریں دے گا۔ انہوں نے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں جسالہ ہوں۔ چنانچہ یہ لوگ اس کمرے (خانقاہ نما) میں گئے تو وہاں ایک شخص کو زنجیروں میں سخت جکڑا ہوا پایا۔ انہوں نے اس کو سلام کیا اس نے جواب دیا اور پوچھا تم لوگ کون ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم عرب ہیں۔ اس نے پوچھا کہ عرب کا کیا بنا؟ ان کا نبی نکل آیا؟ انہوں نے کہا ہاں۔ اس نے پوچھا عربوں نے کیا کہا؟ انہوں نے کہا کہ اچھا کیا۔ ایمان لائے اور تصدیق کی۔ اس نے کہا یہ ان کے لیے بہتر ہے۔ انہوں نے کہا پہلے یہ اس کے دشمن تھے اللہ نے نبی کو ان پر غالب کر دیا۔ اس نے پوچھا کیا عرب کا اب خدا ایک ہی ہے؟ نبی ایک ہی ہے اور کلمہ ایک ہی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ پھر اس نے پوچھا زمر کے چشمے کا کیا بنا؟ انہوں نے کہا ٹھیک ہے وہاں کے رہنے والے پانی پی رہے ہیں اور کھیتیوں کو سیراب کر رہے ہیں۔ اس نے پوچھا کہ عمان اور بیسان کے درمیان واقع کھجور کے درخت کیسے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ اچھے ہیں ہر سال پھل دے رہے ہیں۔ اس نے پوچھا کہ بحیرہ طبریہ کا کیا بنا؟ انہوں نے کہا کہ بھرا ہوا ہے۔ یہ سن کر اس نے لمبی سانس کھینچی اور قسم کھا کہ کہا کہ جب میں اس جگہ سے نکلوں گا تو دنیا کا کوئی علاقہ نہ چھوڑوں گا جس میں نہ جاؤں سوائے مکہ اور طیبہ کے ان پر میرا زور نہیں چلے گا''۔

اتنا واقعہ بیان کر کے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ دجال مدینے میں داخل نہ ہو سکے گا۔ یہاں میری خوشی کی انتہا ہوگئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دجال پر مدینے میں داخل ہونا حرام کر دیا ہے۔ پھر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ'' اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں۔ اس کا کوئی تنگ یا کشادہ، آسان اور مشکل کوئی ایسا راستہ نہیں جس پر قیامت تک کوئی فرشتہ تلوار لئے کھڑا نہ ہو۔ دجال اہل مدینہ پر داخل ہونے کی طاقت ہی نہ رکھ سکے گا۔''

عامر کہتے ہیں کہ میں پھر قاسم بن محمد (بن ابی بکر) سے ملا تو انہوں نے بھی گواہی دی کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے یہی حدیث انہیں اسی طرح سنائی تھی صرف اسمیں مدینہ کے ساتھ مکہ کے حرام ہونے کے الفاظ بھی تھے۔[1]

سنن ابی داؤد میں حضرت فاطمہ بنت قیس سے مروی ہے کہ'' رسول اکرم ﷺ نے ایک رات عشاء کی نماز مؤخر کر دی اور پھر گھر سے باہر تشریف لا کر فرمایا کہ مجھے اس واقعے نے روکے رکھا جو تمیم داری نے مجھے سنایا کہ سمندری جزیروں میں سے ایک جزیرے میں ایک شخص نے ایک عورت کو دیکھا جس کے بال لٹکے ہوئے اس نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں جساسہ ہوں۔ اس طرف محل میں جاؤ تو وہ وہاں گیا دیکھا کہ ایک شخص جس کے ہاتھ لٹکے ہوئے تھے اور زنجیروں سے بندھا ہوا تھا جو آسمان اور زمین کے درمیان لٹکی ہوئی تھی (وہ کہتا ہے کہ) میں نے کہا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں دجال ہوں ... عرب کا کیا بنا ان کا نبی آ گیا؟ میں نے کہا ہاں! اس نے پوچھا عربوں نے اطاعت کی یا نافرمانی؟ اس نے کہا کہ اطاعت کر لی ہے تو دجال نے کہا یہ ان کے لیے بہتر ہے۔[2]

---

[1] ابوداؤد کتاب الطلاق حدیث نمبر ۲۲۹۸، ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۰۳۶، مسند احمد صفحہ ۳۷۳/۶

[2] ابوداؤد حدیث نمبر ۴۳۲۵،

(اس کے بعد وہی روایت ہے جو عامر نے حضرت فاطمہ بنت قیس سے نقل کی ہے)

ابوداؤد ہی میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک دن منبر پر ارشاد فرمایا کہ کچھ لوگ سمندر میں سفر پر تھے کہ ان کا کھانا سڑ گیا اور ان کے لیے ایک جزیرہ بلند کر دیا گیا تو وہ خوراک کی تلاش میں اندر چلے گئے وہاں انھیں جساسہ ملی۔ (راوی ولید کہتے ہیں کہ میں نے ابوسلمہ سے پوچھا کہ جساسہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ایک عورت جس کے سر اور بدن کے بال لٹکے ہوئے تھے) اس کے بعد سابقہ حدیث کی طرح الفاظ ہیں۔

ابوسلمہ کہتے ہیں کہ حضرت جابرؓ نے کہا کہ وہ دجال تھا اور میں (ابوسلمہؒ) حدیث کے کچھ الفاظ بھول گیا ہوں۔

حضرت جابر نے گواہی دی تھی کہ وہ ابن صیاد تھا۔ میں نے کہا وہ تو مر چکا اور اسلام بھی لے آیا تھا۔ حضرت جابرؓ نے کہا اگر چہ اسلام لے آیا ہو۔ میں نے کہا کہ وہ تو مدینہ میں داخل ہوا تھا۔ حضرت جابرؓ نے کہا چاہے داخل ہوا ہو۔[1]

مسند ابو یعلی میں حضرت ابو ہریرہؓ۔ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے تمیمؓ نے ایک واقعہ سنایا ہے۔ اتنے میں تمیم مسجد کے کسی کونے میں نظر آ گئے تو فرمایا کہ تمیمؓ لوگوں کو وہ واقعہ سناؤ جو تم نے مجھے سنایا تھا۔ چنانچہ حضرت تمیمؓ نے سنانا شروع کیا۔

ہم ایک جزیرے میں تھے وہاں ہمیں ایک جانور ملا ہمیں اس کے اگلے پچھلے حصے کا پتہ نہیں لگ رہا تھا۔ وہ کہنے لگا کہ تم میری خلقت پر تعجب کر رہے ہو یہاں ایک کمرے (غار وغیرہ) میں ایک شخص موجود ہے جو تم سے بات کرنے کا شوق رکھتا ہے؟ ہم وہاں گئے تو ایک شخص جو لوہے کی زنجیروں سے بندھا ہوا تھا اس کے ناک کا ایک دہانہ بند اور آنکھ پھوٹی ہوئی تھی۔ اس نے ہم سے پوچھا تم کون ہو؟ ہم نے اسے بتایا اس نے پوچھا بحیرہ طبریہ کا کیا بنا؟ ہم نے کہا ویسا ہی ہے؟ اس نے پوچھا کہ بیسان کے کھجور کے درختوں کا کیا بنا؟ ہم نے کہا ویسے ہی ہیں۔ تو وہ کہنے لگا کہ میں اپنے پاؤں سے پوری زمین کو روندوں گا سوائے ابراہیم علیہ السلام کے شہر اور طیبہ کو[2]۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ طیبہ مدینہ ہے...... ابوحاتم کہتے ہیں کہ اس کی سند پائیدار نہیں۔

ابن صیاد مدینہ کے یہودیوں میں سے تھا

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابرؓ بن عبداللہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ "مدینہ میں رہنے والے یہودیوں میں سے ایک عورت کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی، جس کی ایک آنکھ مسخ شدہ تھی اور اگلے دانت باہر کی طرف نکلے ہوئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے جب اس کو دیکھا تو گمان ہوا کہ کہیں یہی دجال نہ ہو؟ چنانچہ ایک دن ابن صیاد کو ایک درخت کے نیچے سوتے ہوئے پایا۔ سوتے ہوئے اس کے منہ سے مکھیوں کی بھنبھناہٹ جیسی آواز نکل رہی تھی۔ جناب نبی کریم ﷺ آہستہ آہستہ اس کے قریب ہو رہے تھے کہ اس کی ماں نے دیکھ لیا اور پکار کر کہا اے عبداللہ! ابوالقاسم (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) آ رہے ہیں، سنبھلو اور وہاں سے نکل جاؤ۔

آپؐ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ اس کا ستیاناس کرے۔، اس کو کیا ہوا؟ اگر کچھ دیر صبر کر لیتی تو مسئلہ معلوم ہو جاتا، پھر ابن صیاد سے مخاطب ہو کر فرمایا اے ابن صیاد! کیا دیکھتے ہو؟ کہنے لگا مجھے حق دکھائی دیتا ہے اور باطل بھی اور میں عرش کو پانی پر دیکھتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں یہ نہیں پوچھ رہا۔ پھر دریافت فرمایا" کیا تم گواہی دیتے ہو کہ

---

[1] مسند احمد حدیث نمبر ۴۳۲۸ [2] تاریخ اصبہان ۱/۱۹۳

میں اللہ کا رسول ہوں؟ کہنے لگا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا' میں اللہ اور اسکے تمام رسولوں پر ایمان لاتا ہوں''۔اور پھر اسے وہیں چھوڑ کر روانہ ہو گئے، پھر دوسری مرتبہ اس کے پاس تشریف لائے تو وہ اپنے کھجور کے درخت کے نیچے تھا۔ پھر اس کی ماں نے اس کو آگاہ کر دیا، اے عبداللہ یہ ابوالقاسم آ گئے، چنانچہ رسول ﷺ نے فرمایا''اللہ اس کا ستیاناس کرے، اس کو کیا ہوا؟ اگر اس کو چھوڑ دیتی تو معلوم ہو جاتا''۔

پھر حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ آپؐ چاہتے تھے اس کی کوئی بات سن لیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہی دجال ہے یا نہیں؟ پھر ابن صیاد سے دریافت فرمایا کہ اے ابن صیاد کیا کہتے ہو؟ کہنے لگا میں حق اور باطل کو دیکھتا ہوں اور عرش کو پانی پر دیکھتا ہوں''۔ پھر آپؐ نے دریافت فرمایا'' کہا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ کہنے لگا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ آپؐ نے فرمایا میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتا ہوں۔

اس (ابن صیاد) کے دجال ہونے یا نہ ہونے کا معاملہ آپؐ پر واضح نہ ہوا چنانچہ آپؐ نے اس کو اپنے حال پر چھوڑا اور تشریف لے آئے۔ پھر تیسری روز چوتھی مرتبہ دوبارہ تشریف لائے، اس مرتبہ حضرت ابکر صدیق اور حضرت عمر فاروقؓ، کچھ مہاجرین اور انصار صحابہ کرامؓ بھی ساتھ تھے اور میں (حضرت جابرؓ بن عبداللہ) بھی ساتھ تھا۔

پھر فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ ہمارے سامنے اس امید پر آگے بڑھے کہ شاید اس کی کوئی بات سن سکیں لیکن اس مرتبہ بھی اس کی ماں آگے بڑھی اور کہنے لگی اے عبداللہ! یہ ابوالقاسم آ گئے، آپؐ نے فرمایا اللہ اس کا ستیاناس کرے اس کو کیا ہوا؟ اگر کچھ دیر رک جاتی تو معاملہ واضح ہو جاتا۔ پھر فرمایا اے ابن صیاد کیا دیکھتے ہو؟ کہنے لگا میں حق دیکھتا ہوں اور باطل بھی اور عرش کو پانی پر دیکھتا ہوں، پھر اس نے پوچھا کہ کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ جواب میں آپؐ نے فرمایا میں اللہ اور اسکے رسولوں پر ایمان لاتا ہوں۔ پھر دریافت فرمایا اے ابن صیاد ہم نے تمھارے (امتحان کے) لیے دل میں ایک بات چھپائی ہے کیا تم بتا سکتے ہو کہ وہ کیا ہے؟ کہنے لگا''الدخ'' تو آپؐ نے فرمایا''اخساء اخساء''، دفع ہو جاؤ دفع ہو جاؤ۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا''یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے میں اسے قتل کر دوں؟ تو جواب میں آپؐ نے فرمایا کہ اگر یہ وہی تو پھر آپ اسے نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ بلکہ اس کو حضرت عیسی علیہ السلام ہی نقصان پہنچائیں گے، اور اگر یہ (یعنی ابن صیاد) وہ (یعنی دجال) ہے تو پھر ایک ذمی کو قتل کرنے کی ضرورت نہیں''۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ہمیشہ فکر مند رہے کہ کہیں وہ دجال نہ ہو[1]

ایک اور روایت ہے امام احمد حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک جگہ سے گذرے جہاں کچھ بچے کھیل رہے تھے، انھی بچوں میں ابن صیاد بھی تھا تو آپؐ نے دریافت فرمایا اے ابن صیاد! تیرے دونوں ہاتھ خاک آلود ہوں، کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ ابن صیاد نے جواب میں کہا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن اڑا دوں۔ تو آپؐ نے فرمایا''اگر یہ وہی ہے جو میں سمجھتا ہوں تو پھر آپ اس کو قتل نہ کر سکیں گے''[2]

بعض وہ احادیث جن کی سچائی کو عقل تسلیم نہیں کرتی اور نہ ہی ممکن ہے کہ آپ ﷺ

---

[1] مسند احمد: ۱۴۹۳۸ [2] مسند احمد: ۴۳۷۲

نے ایسی باتیں کی ہونگی............ابن صیاد کے بارے میں بہت سی روایات وارد ہوئی ہیں۔ بعض میں اس بارے میں کوئی وضاحت نہیں ہے کہ آیا وہ دجال تھا یا نہیں؟ لہذا یہی کہا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں البتہ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ تمام روایات دجال کی وضاحت اور یقین بذریعہ وحی پہلے کی ہوں۔

حضرت تمیم الداریؓ کی فیصلہ کن روایت پہلے گذر چکی ہے۔ وہ روایات جن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ابن صیاد دجال نہ تھا ہم عنقریب ذکر کریں گے۔ سب سے زیادہ جاننے والے اور سب سے صحیح فیصلہ کرنے والے تو اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔

امام بخاری حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی ایک روایت نقل کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا میں خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا اسی دوران میں نے ایک گندمی رنگ کے آدمی کو دیکھا جس کے بال سیدھے اور لٹکے ہوئے تھے اور اسکے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے، میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کہا گیا ابن مریم (مریم کا بیٹا) ہے۔ پھر میں نے اس سے رخ موڑ لیا اور دوسری طرف دیکھا تو ایک اور شخص دکھائی دیا جو لمبا چوڑا سرخ رنگ والا تھا، سر منڈا ہوا تھا، ایک آنکھ سے کانا تھا، قبیلہ بنوخزاعہ کے ایک شخص ابن قطن سے سب سے زیادہ مشابہ تھا[1]

اسکے علاوہ امام احمد نے حضرت جابر بن عبداللہؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دجال اس وقت نکلے گا جب دین ہلکا سمجھا جانے لگے گا اور علم سے دوری ہو جائے گی، چالیس دن تک (ادھر ادھر) زمین میں گھومتا پھرے گا۔ پہلا دن ان دنوں میں سے ایسا ہوگا جیسے پورا سال۔ دوسرا دن مہینے جتنا لمبا اور تیسرا دن پورے سات دن پر مشتمل ہفتے جتنا طویل ہوگا۔ پھر باقی دن عام دنوں کی طرح ہونگے۔ اس کا ایک گدھا ہوگا جس پر وہ سوار ہوگا، اس کے دونوں کانوں کے درمیان کا فاصلہ چالیس گراع ہوگا۔ لوگوں سے کہے گا میں تمھارا رب ہوں حالانکہ وہ کانا ہے اور تمھارا رب کانا نہیں ہے، اس (دجال) کی دونوں آنکھوں کے درمیان ک ف ر ہجوں کے ساتھ تحریر ہوگا جسے ہر پڑھا لکھا اور ان پڑھ مومن پڑھ لے گا، مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے علاوہ جہاں کہیں پانی کا ذخیرہ ہے، وہاں جا پہنچے گا۔ کیونکہ حرمین کو اللہ تعالیٰ نے اس پر حرام کر دیا ہے۔ حرمین کے دروازوں پر فرشتے کھڑے ہونگے، اس کے ساتھ کا پہاڑ ہوگا۔ سب لوگ مشکل میں ہونگے علاوہ ان لوگوں کے جنھوں نے دجال کی پیروی کی ہوگی۔ اس کے ساتھ دو نہریں بھی ہوں گی میں ان دونوں نہروں کو جانتا ہوں۔ ان میں سے ایک نہر کو جنت کہے گا اور دوسری کو نار (دوزخ) اور جس کو اُس نہر میں داخل کرے گا جس کا نام جنت ہے تو دراصل وہ آگ ہے اور جس کو اس نہر میں داخل کرے گا جس کا نام جہنم ہے تو وہ دراصل جنت ہے۔

پھر فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے اس کے ساتھ شیاطین ہونگے، لوگوں کے ساتھ بات کرے گا، وہ ایک زبردست فتنہ اور آزمائش ہے، آسمان کو حکم دے گا تو وہ ایسے دکھائی دے گا جیسے بارش ہونے لگی ہو۔ اور کسی کو قتل کرے گا اور لوگوں کو یوں دکھائی دے گا جیسے اس نے کسی کو قتل کر کے زندہ کیا ہو۔ اور لوگوں سے پوچھے گا کہ بھلا کیا رب کے علاوہ اور کوئی اس طرح کر سکتا ہے؟ لوگ شام میں موجود جبل دخان نامی پہاڑ پر پناہ لیں گے، یہ ان کا محاصرہ کر لے گا، محاصرین سخت مشقت اور تکلیف اٹھائیں گے، پھر ہم میں سحر کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل

---

[1] بخاری کتاب التعبیر باب الطواف بالکعبۃ فی المنام حدیث نمبر ۷۰۲۶، اور مسلم کتاب الایمان باب ذکر المسیح بن مریم و المسیح الدجال حدیث نمبر ۴۲۸، اور مسند احمد حدیث نمبر ۱۲۲ جلد ۲ اور حدیث نمبر ۱۴۴

ہونگے اور لوگوں سے کہیں گے ''ارے لوگو کس وجہ سے تم اس کذاب اور خبیث کے خلاف حرکت نہیں کرتے؟ لوگ کہیں گے یہ شخص زندہ ہے۔ لوگ ان کے پاس پہنچیں گے تو ان کو معلوم ہوگا کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ پھر نماز قائم کی جائے گی اور ان سے کہا جائے گا اے روح اللہ آگے تشریف لایئے اور نماز پڑھایئے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے، تمھارے ہی امام کو آگے آنا چاہیئے تاکہ ہم اس کی اقتداء میں نماز ادا کریں۔

پھر فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد دجال سے مقابلے کے لیے جائیں گے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی دجال ایسے پگھلنے لگے گا جیسے پانی میں نمک حل ہو جاتی ہے، چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آگے بڑھ کر اس کو قتل کردیں گے، یہاں تک کہ ہر درخت اور پتھر پکارے گا، اے روح اللہ یہ یہودی ہمارے پیچھے چھپا بیٹھا ہے، لہذا وہ دجال کی پیروی کرنے والوں میں سے کسی ایک کو بھی نہ چھوڑیں گے سب کو قتل کردیں گے۔[1]

نواس بن سمعان کلابیؓ کی روایت

امام مسلم دو مختلف سندوں کے ساتھ حضرت نوس بن سمعان کلابیؓ سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں کہ ایک دن آپؐ نے دجال کا تذکرہ کیا، دجال کی حقارت اور اسکے فتنے کی ہلاکت خیزی کا ایسا تذکرہ کیا کہ ہم سمجھنے لگے جیسے دجال سامنے والے کھجوروں کے جھنڈ ہی میں موجود ہے، جب ہم روانہ ہونے لگے تو آپؐ ہماری گھبراہٹ سے آگاہ ہو گئے اور ہر سے دریافت فرمایا کیا ہوا تم لوگوں کو؟ تو ہم نے جواب میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے دجال کا ایسا تذکرہ کیا ہے کہ ہم سمجھ رہے ہیں کہ دجال سامنے والے درختوں ہی میں موجود ہے۔

یہ سن کر آپؐ نے فرمایا دجال کے علاوہ مجھے تمھارے بارے میں کسی چیز کا خوف نہیں۔ اگر وہ نکل آیا اور میں تم میں موجود ہوا تو میں اس کے لیے کافی ہو جاؤں گا اور اگر میں تم میں موجود نہ ہوا تو ہر شخص خود کو خود ہی سنبھالے، ہر مسلمان کی اللہ تعالیٰ خود نگرانی اور دیکھ بھال فرمائیں گے، وہ ایک جوان ہے، ناپسندیدہ حد تک گھتے ہوئے بالوں والا، اس کی ایک آنکھ ابھری ہوئی ہے، دیکھنے میں وہ عبدالعزیٰ بن قطن کی طرح لگتا ہے، تم میں سے جو کوئی اس کو پائے تو سورۃ کہف کی ابتدائی آیت کی تلاوت کرے، وہ شام اور عراق کے درمیان خلّہ نامی جگہ پر ہوگا اور دائیں اور بائیں تباہی پھیلائے گا اے اللہ کے بندوں ثابت قدم رہنا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کتنے دن زمین میں رہے گا؟ آپؐ نے جواب ارشاد فرمایا کہ وہ چالیس دن تک زمین میں رہے گا، پہلا دن سال کی طرح لمبا ہوگا، دوسرا مہینے کی طرح، تیسرا پورے ہفتے کی طرح اور باقی دن عام دنوں کی طرح ہونگے۔

ہم نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ وہ دن جو سال کے برابر لمبا ہوگا اس دن ایک دن کی نمازیں کافی ہوں گی؟ فرمایا نہیں بلکہ عام دنوں کی طرح نمازوں کے اوقات کا حساب رکھنا اور اپنے وقت پر تمام نمازیں سال بھر کی ادا کرنا۔

ہم نے پھر عرض کیا؟ یا رسول اللہ زمین میں اس کا چلنا پھرنا کس طرح ہوگا؟ فرمایا جیسے پانی کا ایک ریلا ہوتا ہے جو ہوا کے زور سے چلا آتا ہے۔ ایک قوم کے پاس پہنچے گا اور اپنی اتباع کی دعوت دے گا۔ وہ لوگ اس کا اتباع کرلیں گے، تو وہ آسمان کو حکم دے گا، بارش شروع ہو جائے گی، زمین کو حکم دے گا وہ کھیتی اگانا شروع کردے گی۔ لہذا وہ لوگ عیش اور مزے میں رہنے لگیں گے۔ پھر ایک اور قوم کے پاس پہنچے گا اور ان کے اپنے اتباع کی دعوت دے

---

[1] مسند احمد حدیث نمبر ۱۴۹۳۷

گا، لیکن وہ اس کی بات ماننے سے انکار کردیں گے، وہ وہاں سے چلا جائے گا تو وہ لوگ بے سروسامان ہو جائیں گے۔ ان کے پاس کچھ بھی نہ بچے گا۔ پھر وہ زمین سے کہے گا، اپنے خزانوں کو نکال دے تو زمین کے اندر موجود تمام خزانے باہر نکل آئیں گے اور اسکے پیچھے پیچھے چلیں گے جیسے شہد کی مکھیاں اپنی ملکہ کے پیچھے چلتی ہیں، پھر ایک خوبصورت نوجوان آدمی کو بلائے گا اور تلوار سے اس کو قتل کردے گا اور تیر کے نشانوں کی طرح دو ٹکڑے کردے گا اور پھر اس کو بلائے گا تو وہ چار روشن، چمکدار چہرے کے ساتھ مسکراتا ہوا آئے گا۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نازل فرمائیں گے اور وہ دمشق کی مسجد کے مشرقی سفید مینار کے پاس نزول فرمائیں گے وہ مینار جن کو زعفران اور رس سے رنگا گیا ہوگا، انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے کندھوں (یا پروں) پر رکھے ہونگے۔ جب اپنا سر جھکائیں گے تو پانی کے قطرے ٹپکیں گے اور جب اٹھائیں گے تو چاندی کی طرح چمکتے ہوئے موتی جھڑیں گے، جس کافر تک بھی ان کی خوشبو پہنچے گی وہ مر جائے گا اور ان کی رفتار بھی اتنی تیز ہوگی کہ جہاں تک ان کی نظر پہنچے گی وہیں پہ وہ خود ہونگے، وہ دجال کو تلاش کریں گے اور قدس کے قریب لد نامی شہر کے دروازے پر اس کو قتل کریں گے۔ پھر اس قوم کے پاس تشریف لائیں گے جنہوں نے دجال کی مخالفت کی ہوگی ان کے چہروں پر ہاتھ پھیریں گے اور ان کو جنت کی بشارت کریں گے، اسی دوران اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجیں گے کہ میرے اس قتال کی وجہ سے کچھ کرنے کے قابل نہیں رہے۔ چنانچہ انہیں لے کر طور پر تشریف لے جایئے، پھر یاجوج ماجوج آئیں گے۔ ان کے لشکر کا ابتدائی حصہ طبریہ کے پاس سے گذرے گا اور سارا پانی پی جائے گا اور جب لشکر کا آخری حصہ گذرے گا تو کہے گا کہ یہاں بھی کبھی پانی ہوا کرتا تھا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کے ساتھ ایسا وقت گذاریں گے کہ ایک بیل کا سر ان کے لیے بہتر ہوگا جسے آج کل تم میں سے کسی ایک کے نزدیک سو دینار اچھے ہوتے ہیں، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مسلمان اللہ کی طرف رجوع کریں گے تو اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا کردیں گے جس کی وجہ سے سب کے سب ایک ہی مرتبہ میں مر جائیں گے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دیگر مومنین کے ساتھ زمین پر واپس تشریف لائیں گے، زمین پر ایک بالشت برابر جگہ بھی ایسی نہ ہوگی جہاں ان کی لاشیں اور بدبو نہ ہو، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مسلمان دوبارہ دعا مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ لمبی لمبی گردنوں والے پرندے بھیجیں گے جو ان کو وہاں لے جائیں گے جہاں اللہ تعالیٰ چاہیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ بارش برسائیں گے، کوئی گھر اور خیمہ ایسا نہ رہے گا جس تک یہ پانی نہ پہنچے گا۔ اللہ تعالیٰ زمین کو دھو کر ایسا صاف فرما دیں گے جیسے صاف چمکدار پھسلواں فرش، پھر زمین سے کہا جائے گا، اپنے پھل اگاؤ اور اپنی برکت ظاہر کرو، سو اس دن یہ حال ہوگا کہ پوری جماعت ایک انار سے بخوبی گذارا کرے گی اور اس کے چھلکے کو سائے کے لیے استعمال کرے گی اور اللہ تعالیٰ اور تمام چیزوں میں بھی برکت فرمائیں گے یہاں تک کہ دودھ دینے والی ایک اونٹنی بہت سی جماعتوں کو کافی ہو جائے گی اور دودھ دینے والی ایک بکری قبیلے کی ایک شاخ کے لیے کافی ہوگی۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ ایک خوشبودار ہوا بھیجیں گے، جس سے مسلمانوں کی بغلوں میں کوئی بیماری پیدا ہو جائے گی جس سے تمام مومنوں کا انتقال ہو جائے گا اور بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے جو علی الاعلان، فحاشی اور بدکاری کریں گے جیسے کبھی ہوئے گدھے، ان پر قیامت قائم ہوگی [1]

---

[1] مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال و صفتہ حدیث نمبر ۷۲۹۹، ابوداؤد کتاب الملاحم الفتن باب خروج الدجال حدیث نمبر ۴۳۲۲، اور ترمذی کتاب الفتن باب ماجاء فی فتنۃ الدجال حدیث نمبر ۲۲۴۰

ایک دوسری روایت جو عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر سے روایت کی ہے یہ اضافہ ہے کہ جب یاجوج ماجوج کے لشکر کا آخری حصہ بحر طبریہ کے پاس سے گذرے گا اور اسے خشک پائے گا تو کہے گا یہاں بھی کبھی پانی تھا' پھر وہ وہاں سے روانہ ہوگا اور جبل خمر تک پہنچے گا جو بیت المقدس کا ایک پہاڑ ہے، وہاں پہنچ کر کہیں گے، ہم نے تمام اہل زمین کو تو قتل کر دیا ہے اب آؤ آسمان والوں کو قتل کریں، لہذا وہ آسمان کی طرف تیر برسانے شروع کر دیں گے، اللہ تعالیٰ ان کے تیروں کو خون آلود کر کے واپس پھینک دیں گے۔

ابن حجر کی روایت میں یہ بھی ہے کہ "میرے کچھ بندے ایسے بھی ہیں جو ان کے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتے [1]

امام مسلم نے اس روایت کو امام بخاری سے نقل کیا ہے ان کے علاوہ امام احمد نے اپنی مسند میں ولید بن مسلم کی سند کے ساتھ یہی روایت کی ہے۔ البتہ اس میں جہاں یاجوج ماجوج کی بدبودار لاشوں کو بڑے بڑے پرندوں کے ذریعے اٹھوانے کا کہا ہے، وہاں کچھ اضافہ ہے جس کو ابن حجر نے کعب وغیرہ کی روایت سے بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ پرندے یاجوج ماجوج کی لاشوں کو "مھیل" کی طرف پھینک دیں گے۔ ابن جابرؓ نے دریافت کیا کہ سہیل کہاں ہے؟ فرمایا جہاں سے سورج طلوع ہوتا ہے۔

ابن ماجہ نے زید بن جابر کی سند سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ "لوگ سات سال یاجوج ماجوج کے تیروں اور کمانوں وغیرہ کو بطور ایندھن جلا کر استعمال کریں گے [2]

ابوعبداللہ بن ماجہ نے حضرت ابوامامہ الباھلیؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ہمارے سامنے خطاب فرمایا، خطاب کا اکثر حصہ دجال کے بارے میں اطلاعات پر مشتمل تھا اور ہمیں اس سے ڈرایا، فرمایا "جب سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کو پیدا فرمایا ہے اس وقت سے آخر تک دجال سے بڑا فتنہ کوئی نہ ہوگا، اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس نے اپنی امت کو دجال سے نہ ڈرایا ہو اور میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو لازمی بات ہے کہ اس کا واسطہ اب تم ہی سے پڑے گا۔ اگر وہ (دجال) آ گیا اور میں تم میں موجود ہوا تو کافی ہو جاؤں گا۔ لیکن اگر دجال میرے بعد آیا تو ہر شخص خود کو خود ہی سنبھالے، میرے بعد ہر مسلمان کی دیکھ بھال اللہ تعالیٰ خود فرمائیں گے؟ وہ شام اور عراق کے درمیان واقع مقامِ خلّہ سے نکلے گا، دائیں بائیں فساد پھیلاتا آئے گا، اے اللہ کے بندے ثابت قدم رہنا۔

میں اس کے بارے میں تمھیں ایسی تفصیلات بتاؤں گا کہ مجھ سے پہلے کسی اور نبی نے نہیں بتائی ہوگی۔ وہ (دجال) ظاہر ہوگا اور کہے گا میں نبی ہوں، حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ پھر اور زیادہ حد سے تجاوز کرے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال و صفتہ و مامعہ حدیث: ۷۳۰۰، اور ابوداؤد کتاب الملاحم والفتن باب خروج الدجال حدیث نمبر ۴۳۲۱، اور ترمذی کتاب الفتن باب ماجاء فی فتنۃ الدجال حدیث نمبر ۲۲۴۰

[2] مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال و صفتہ ومامعہ حدیث: ۷۲۹۹ اور حدیث نمبر ۷۳۰۰، ابوداؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال حدیث ۴۳۲۱، ترمذی کتاب الفتن باب ماجاء فی فتنۃ الدجال حدیث ۲۲۴۰، کتاب الفتن باب فتنۃ الدجال و خروج عیسیٰ بن مریم و خروج یاجوج ماجوج حدیث ۴۰۷۶

گا اور کہے گا میں تمھارا رب ہوں حالانکہ تم لوگ اپنے رب کو اس وقت تک نہیں دیکھ سکتے جب تم لوگ وفات نہ پا جاؤ۔ اور دجال کانا ہے جبکہ تمھارا رب سبحانہ وتعالی کانا نہیں اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ کافر تحریر ہوگا، جس کو ہر پڑھا لکھا اور ان پڑھ پڑھ سکے گا۔

اس کے فتنوں میں سے یہ بھی ہے کہ جنت اور دوزخ اس کے ساتھ ہونگی۔ اس کی دوزخ دراصل جنت ہے اور اسکی جنت دراصل دوزخ ہے، لہذا اگر کسی کو اس نے اپنی دوزخ میں ڈال دیا تو اسے چاہیئے کہ اللہ سے پناہ مانگے اور سورۃ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے۔ وہ آگ اس کے لیے ایسے ہی ٹھنڈک اور سلامتی والی ہو جائے گی جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے ہوگئی تھی۔

اس (دجال) کے فتنوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ ایک عرب سے کہے گا کہ اگر میں تیرے ماں باپ کو دوبارہ زندہ کردوں تو کیا تو مجھے اپنا رب مان لے گا؟ عرب کہے گا ہاں۔ اسی وقت دو شیاطن اس کے ماں باپ کی صورت میں ظاہر ہونگے اور کہیں گے اے بیٹے اس کی اتباع کر، بے شک یہی تیرا رب ہے۔

اس (دجال) کے فتنوں میں سے یہ بھی ہے کہ یہ ایک شخص پر مسلط ہوگا اور اسے قتل کرے گا، آری سے ٹکڑے ٹکڑے کردے گا۔ اور لوگوں سے کہے گا کہ دیکھو میرے بندے کی طرف میں ابھی اس کو دوبارہ زندہ کروں گا وہ یہ سمجھتا ہوگا کہ اس کا میرے علاوہ بھی کوئی رب ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کو زندہ فرمادیں گے اور دجال اس سے مخاطب ہوکر پوچھے گا تیرا رب کون ہے؟ وہ کہے گا میرا رب اللہ ہے اور تو اللہ کا دشمن دجال ہے۔ خدا کی قسم آج تجھے مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی بھی نہ تھا۔

ابوالحسن علی بن محمد حضرت ابوسعیدؓ سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''وہ شخص میری امت میں سے جنت کے سب سے بلند درجے پر ہوگا''۔

پھر فرمایا حضرت ابوسعیدؓ فرماتے ہیں کہ جب تک حضرت عمرؓ کی وفات نہ ہوئی ہم یہی سمجھتے رہے کہ یہ شخص حضرت عمرؓ کے علاوہ کوئی اور ہو۔

محاربی کہتے ہیں پھر ہم حضرت ابورافع کی حدیث کی طرف واپس آتے ہیں۔

اس کے فتنوں میں سے ایک یہ بھی ہے یہ آسمان کو حکم دے گا تو بارش شروع ہو جائے گی۔ زمین کو کھیتی اگانے کا حکم دے گا اور زمین سے نباتات اگنا شروع ہو جائیں گی۔

اس کے فتنوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ یہ ایک محلے سے گذرے گا وہ اس پر ایمان لائیں گے، دجال آسمان کو حکم دے گا تو بارش شروع ہو جائے گی اور زمین کو کھیتی اگانے کا حکم دے گا تو فصلیں اگنا شروع ہو جائیں گی حتی کہ ان کے جانور جب ان فصلوں کو چر کر آئیں گے تو اتنے موٹے تازے ہونگے کہ اس سے پہلے کبھی نہ تھے اور دودھ سے بھرے ہوئے ہونگے۔ زمین پر کوئی جگہ ایسی نہ رہے گی جس کو دجال نے نہ روندا ہو اور وہاں نہ پہنچا ہو، علاوہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے، کیونکہ جس گھاٹی سے بھی مکہ مکرمہ آئے گا وہیں اسے فرشتے ملیں گے جو تلواریں لیے ہوئے ہونگے۔ یہاں تک کہ وہاں سے سرخ گھاٹی تک پہنچے گا اسی دوران مدینہ منورہ میں تین مرتبہ زلزلے کے جھٹکے محسوس ہونگے، جن سے گھبرا کر ہر منافق مرد و عورت اس کی طرف نکلے گا، اور مدینہ منورہ سے خباثت اور برائی بالکل اس طرح نکل جائے گی جیسے بھٹی میں ڈالنے سے لوہے کا زنگ دور ہو جاتا ہے اور اس دن کو نجات کا دن کہہ کر پکارا

جائے گا۔ ام شریک بنت ابی العسکر نے پوچھا کہ اس دن عرب کہاں ہونگے۔ فرمایا وہ بہت تھوڑے ہونگے۔ اکثر بیت المقدس میں ہونگے، ان کا امام ایک نیک آدمی ہوگا، ان کا امام آگے بڑھ کر فجر کی نماز پڑھانے کو ہوگا کہ! تنے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونگے تو یہ امام فوراً پیچھے ہٹیں گے حتی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہیں گے کہ آپ ہی آگے بڑھ کر نماز پڑھائیں یہ جماعت آپ ہی کی امامت کے لیے کھڑی کی گئی ہے۔ ان کے امام نماز پڑھائیں گے، نماز کے بعد حضرت عیسی علیہ السلام فرمائیں گے دروازے کے پاس ٹھہر جاؤ، دروازہ کھولا جائے گا، دوسری طرف دجال اور ستر ہزار یہودی ہونگے ان پر ایک چمکتی تلوار لیے اور چادریں لیے ہوئے ہوگا۔ حضرت عیسی علیہ السلام کو دیکھتے ہی دجال یوں پگھلنے لگے گا جیسے پانی میں نمک پگھل جاتا ہے اور بھاگ کھڑا ہوگا، حضرت عیسی علیہ السلام فرمائیں گے میں نے تجھے ایسی ضرب لگانی ہے جو مجھ سے پہلے تجھے کسی نے نہ لگائی ہوگی، اس کو مشرقی دروازے کے پاس پائیں گے اور قتل کردیں گے۔ اللہ تعالیٰ یہودیوں کو شکست دیں گے اور ایسی کوئی بھی چیز جس کے پیچھے یہودی چھپ سکتا ہوگا، اللہ کی دی ہوئی طاقت سے بول اٹھے گی خواہ وہ کوئی پتھر ہو یا دیوار، جانور ہو یا کوئی درخت، ہاں البتہ غرقد نامی پودا ایک ایسا ہے جو نہیں بولے گا کیونکہ وہ بھی یہودی ہے۔ باقی سب اطلاع دیں گے کہ اے مسلمان! یہ یہودی ہمارے پیچھے چھپا بیٹھا ہے آؤ اور اس کو قتل کردو۔

پھر آپؐ نے فرمایا کہ وہ چالیس دن زمین پر رہے گا، چھ ماہ کے برابر ہوگا اور سال مہینے کے برابر ہوگا اور مہینہ جمعے کے برابر ہوگا اور اس کے آخری دن بہت چھوٹے ہونگے، تم میں سے ایک شخص مدینہ کے دروازے کے پاس ہوگا اور وہاں سے چلے گا اور دوسرے دروازے تک پہنچتے پہنچتے شام ہو جائے گی۔

پوچھا گیا یارسول اللہ ہم اتنے چھوٹے چھوٹے دنوں میں نماز کیسے پڑھیں گے؟ جواب میں ارشاد فرمایا کہ جس طرح تم ان لمبے دنوں میں نماز کے اوقات کا حساب لگاتے ہو اسی طرح ان چھوٹے دنوں میں بھی لگا لینا اور نماز پڑھ لینا۔

پھر آپؐ نے فرمایا عیسی بن مریم ضرور میری امت میں عادل، منصف، حکمران ہونگے، صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کردیں گے، جزیہ مقرر کریں گے، صدقہ ترک کردیا جائے گا، لہذا کوئی بھی (صدقے کے لیے) بکری یا اونٹ کا مطالبہ نہیں کرے گا۔ آپس کے جھگڑے اور نفرتیں دور ہوجائیں گی، کسی کو کوئی نقصان نہ پہنچائے گا یہاں تک کہ ایک بچہ اپنا ہاتھ سانپ کے منہ میں دے دے گا لیکن سانپ اس کو نقصان نہ پہنچائے گا، بچہ شیر کو بھگائے گا لیکن وہ بچے کو نقصان نہ پہنچائے گا، بھیڑیا بکریوں کے ریوڑ کے لیے کتے کا کام دے گا، زمین سلامتی سے ایسے بھر جائے گی جیسے برتن پانی سے بھر جاتا ہے۔ اور سب کی ایک ہی بات ہوگی، صرف اللہ ہی کی عبادت ہوگی اور جنگ ختم ہوجائے گی۔ قریش سے ان کا ملک چھین لیا جائے گا اور زمین ہر طرف سے یکساں ہوجائے گی۔ اس کی نباتات اگیں گی جیسے حضرت آدم علیہ السلام کا عہد ہو، یہاں تک کہ ایک جماعت انگور کے ایک گچھے سے پیٹ بھر لے گی، اور ایک جماعت ایک انار سے پیٹ بھر لے گی، بیل اتنے اتنے مال کے بدلے ملے گا اور گھوڑا چند درہموں کے بدلے۔

کسی نے پوچھا کہ یارسول اللہ! گھوڑا کیوں سستا ہوجائے گا؟ فرمایا اس لیے کہ اس کو جنگ میں استعمال نہیں کیا جائے گا، پھر پوچھا گیا اور بیل کیوں مہنگا ہوجائے گا؟ فرمایا، زمین کی کھیتی باڑی کے لیے، دجال کے نکلنے سے پہلے تین سال نہایت سخت قحط زدہ ہونگے، لوگوں کو شدید بھوک کا سامنا کرنا ہوگا، اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم دیں گے کہ تین بارشیں روک لی جائیں گی، زمین کو حکم دیں گے اور تین پیداواریں روک لی جائیں گی، پھر دوسرے سال آسمان کو حکم دیا جائے گا اور دو ثلث بارش مزید روک لی جائے گی، زمین کو حکم دیا جائے گا اور دو ثلث پیداوار مزید روک

لی جائے گی، پھر تیسرے سال آسمان کو حکم دیا جائے گا اور ساری بارش روک لی جائے گی اسی طرح زمین کو حکم دیا جائے گا اور ساری پیداوار روک لی جائے گی۔ لہٰذا نہ کہیں سبزہ باقی رہے گا اور نہ کوئی چوپایہ، سب مرجائیں گے البتہ جسے اللہ چاہے گا وہی زندہ رہے گا۔ پھر پوچھا گیا لوگ اس زمانے میں زندہ کیسے رہیں گے؟ ارشاد فرمایا تہلیل، تکبیر، تسبیح وتحمید[1] کے ذریعے کیونکہ یہی کھانے کا کام دیں گی۔[1]

بعض وہ روایات جن کی نسبت آپ ؐ کی طرف کی گئی ہے

ابن ماجہ نے عبدالرحمٰن المحاربی کا قول نقل کیا ہے فرماتے ہیں، مناسب ہیکہ یہ روایت استاذ کے حوالے کی جائے تا کہ وہ بچوں کو یاد کرادے۔

اسکے علاوہ امام احمد نے اپنی مسند میں ایک روایت حضرت ابوامامہ باہلیؓ سے نقل کی ہے، فرماتے ہیں آپ ؐ نے فرمایا ''میری امت میں سے ایک جماعت کی ہمیشہ دشمنوں کے خلاف مدد کی جاتی رہے گی، کسی کی مخالفت سے ان کو کچھ نقصان نہ پہنچے گا اور نہ ہی کسی زخم سے یہاں تک کہ اللہ کا حکم آجائے گا اور وہ اسی حال میں ہونگے۔ عرض کیا گیا یارسولؐ وہ کہاں ہونگے؟ فرمایا بیت المقدس اور اس کے اردگرد کے علاقوں میں۔[2]

وہ روایت جس کی تاویل کرنا ضروری ہے

امام مسلم نے حضرت ابوسعید خدریؓ کی ایک روایت نقل کی ہے فرمایا ایک دن جناب نبی کریم ﷺ نے ہم سے طویل حدیث بیان کی، فرمایا دجال مدینہ منورہ کی طرف بڑھے گا حالانکہ مدینہ میں داخل ہونا اسکے لیے حرام ہے، وہ مدینہ کی گھاٹیوں میں داخل ہونے کی کوشش میں ان بعض شورزدہ زمینوں میں پہنچے گا جو مدینہ سے ملی ہوئی ہیں، ایک آدمی اس کی طرف بڑھے گا وہ شخص اس دن لوگوں میں سے سب سے بہتر ہوگا وہ دجال سے مخاطب ہوکر کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی وہ دجال ہے جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے ہم سے حدیث بیان کی تھی، دجال کہے گا تمھارا کیا خیال ہے؟ اگر میں اس کو قتل کردوں اور پھر زندہ کردوں کیا تم پھر بھی اس معاملے میں شک کروگے؟ وہ (اس کے چیلے) کہیں گے نہیں۔ دجال اس شخص کو قتل کردے گا اور پھر زندہ کردے گا وہ شخص زندہ ہوتے ہی کہے گا ''خدا کی قسم تیرے بارے میں مجھ سے زیادہ جاننے والا اب کوئی نہیں ہے'' دجال اس کو قتل کرنا چاہے گا لیکن کوشش کے باوجود نہ کرسکے گا۔

ابواسحاق کہتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ وہ شخص خضر علیہ السلام ہونگے۔

امام مسلم نے امام زہری سے بھی ایسی ہی ایک روایت نقل کی ہے۔ اس کے علاوہ امام مسلم حضرت ابوسعید خدریؓ کی یک روایت نقل کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا ''جب دجال نکلے گا تو مسلمانوں میں سے ایک شخص اس کی طرف متوجہ ہوگا''۔ کہاں کا ارادہ ہے؟ کہے گا اس (دجال) کی طرف جو نکلا ہے۔ پھر فرمایا لوگ اس سے

---

[1] یعنی لا الٰہ الا اللہ، اللہ اکبر، سبحان اللہ و الحمد للہ پڑھنے کی بدولت (مترجم)

[2] ابوداؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال حدیث ۴۳۲۲ . ابن ماجہ کتاب الفتن باب فتنة الدجال و خروج عیسی بن مریم و خروج یاجوج ماجوج حدیث نمبر ۴۰۷۷

پوچھیں گے کہ کیا تو ہمارے رب پر ایمان نہیں لایا؟ وہ جواب دے گا کہ اس میں کیا شک ہے۔ وہ کہیں گے اس کو قتل کر دو، پھر آپس میں بعض لوگ کہیں گے کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں منع نہیں کیا کہ اس کے علاوہ کسی اور کو قتل نہ کرنا۔ پھر فرمایا کہ "وہ سب لوگ دجال کی طرف روانہ ہونگے اور جب وہ مومن اس (دجال) کو دیکھے گا، تو پکار اٹھے گا اے لوگو! یہ وہی دجال ہے جس کا ذکر نبی کریم ﷺ نے کیا تھا۔

پھر فرمایا کہ "دجال حکم دے گا اور اس مسلمان کے سر پر چوٹ لگائی جائے گی، اور کہے گا کہ اس کو پکڑ کر اس کے پیٹ اور پشت پر خوب ضربیں لگائی جائیں گی۔

پھر فرمایا کہ "دجال اس سے پوچھے گا کیا تو مجھ پر ایمان نہیں لایا؟ فرمایا کہ وہ جواب دے گا کہ تو مسیح کذاب (جھوٹا مسیح) ہے۔ پھر فرمایا کہ "دجال حکم دے اور اس مومن شخص کو اس کے سر کی مانگ سے لے کر پیروں تک آرے سے چیر دیا جائے گا"۔ پھر فرمایا کہ دجال ان کے دونوں ٹکڑوں کے سامنے آئے گا اور اس سے مخاطب ہو کر کہے گا اٹھ کھڑا ہو، تو اس مومن کا جسم صحیح سالم ہو جائے گا اور مسلمان دوبارہ زندہ ہو کر اٹھ کھڑا ہوگا۔" پھر فرمایا کہ دجال اس سے پوچھے گا کہ کیا اب بھی تو مجھ پر ایمان نہیں لایا تو وہ مومن کہے گا کہ اب تو اور زیادہ بصیرت کے ساتھ مجھے علم ہو گیا ہے کہ تو دجال ہے"۔ پھر فرمایا کہ وہ مومن لوگوں سے مخاطب ہو کر کہے گا اے لوگو! دجال نے آج جو سلوک میرے ساتھ کیا ہے وہ میرے بعد اور کسی کے ساتھ نہ کرے گا۔

پھر فرمایا کہ "دجال اس کو ذبح کرنا چاہے گا لیکن اس مومن کا جسم گھٹنے سے لے کر کندھے اور نرخرے کے درمیان تک تانبے کا ہو جائے گا اور دجال کچھ نہ کر سکے گا"۔

پھر فرمایا کہ "دجال اس کے ہاتھ پیر پکڑ لے گا تا کہ اس کو آگ میں پھینکے، لوگ یہی سمجھیں گے کہ دجال نے اس مومن کو آگ میں پھینک دیا ہے لیکن دراصل وہ جنت میں ڈالا گیا ہوگا۔"

پھر آپؐ نے فرمایا کہ "یہ شخص اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ بلند مرتبہ شہید ہوگا [1]

دجال کے بارے میں مروی چند روایات

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی روایت

امام احمد نے عمرو بن حریب سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو بیماری سے افاقہ ہوا، لوگوں میں تشریف لائے اور کچھ عذر معذرت کیا، اور فرمایا ہمارا بھلائی کے علاوہ اور کوئی ارادہ نہیں، پھر فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، دجال مشرق کی خراسان نامی سرزمین سے ظاہر ہوگا، ایک قوم اس کی پیروی کرے گی جن کے سر ایسے ہونگے جیسے بڑے بڑے مٹکے [2]

---

[1] مسلم کتاب الفتن باب فی صفۃ الدجال وتحریم المدینۃ علیہ حدیث: ۳۰۲۔ کنز العمال حدیث ۳۸۷۳۳۔ اور مشکوۃ حدیث ۵۴۷۶۔

[2] ترمذی کتاب الفتن باب ماجاء من این یخرج الدجال؟ حدیث نمبر ۲۲۳۷، اور ابن ماجہ کتاب الفتن باب فتنۃ الدجال وخروج عیسی حدیث نمبر ۴۰۷۲، مسند احمد جلد ۱ حدیث نمبر ۴ اور جلد حدیث نمبر ۷

حضرت علیؓ کی روایت

امام احمد نے عبداللہ بن یحییٰ کی روایت حضرت علیؓ سے نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی کریم ﷺ کے سامنے دجال کا ذکر کیا، آپ آرام فرما رہے تھے کہ اچانک اٹھ بیٹھے، آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو رہا تھا اور فرمایا ''اس کے علاوہ مجھے تمھارے بارے میں کسی چیز کا ڈر نہیں اور کچھ اور بھی ارشاد فرمایا۔[۱]

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی روایت

امام احمد نے مالک سے انہوں نے اپنے والد اور انہوں نے اپنے دادا سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی امت کے سامنے دجال کا ذکر نہ کیا ہو، اور میں تمھارے سامنے اس کی ایسی تفصیلات بیان کردونگا کہ مجھ سے پہلے انبیاء نے بیان نہ کی ہونگی، وہ (دجال) کانا ہے اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں [۲]

حضرت ابوعبیدۃ بن الجراحؓ کی روایت

امام ترمذی نے حضرت ابوعبیدہؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم ﷺ کا فرمان مبارک سنا فرما رہے تھے کہ ''کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی قوم کو دجال سے نہ ڈرایا ہو، اور میں بھی تمھیں اس سے ڈراتا ہوں''۔ پھر فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں دجال کے بارے میں تفصیل سے بتایا اور فرمایا کہ ''شاید ان لوگوں میں سے بھی کوئی شخص دجال کو دیکھ لے جنہوں نے مجھے دیکھا یا میرا کلام سنا ہے''۔ کسی نے سوال پوچھا یا رسول اللہ اس وقت ہمارے دلوں کی حالت کیا ہوگی؟ فرمایا ''جیسی آج ہے، یا اس سے بھی بہتر''۔[۳]

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ اس باب میں عبداللہ بن بسر، عبداللہ بن معقل اور حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی روایات مروی ہیں۔

حضرت ابی بن کعبؓ کی ہدایت

امام احمد نے حضرت ابی بن کعبؓ کی روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں جناب رسول اکرم ﷺ کے سامنے دجال کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا ''اس کی ایک آنکھ شیشے کی مانند ہے اور عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگو''۔[۴]

[۱] مسند احمد جلد ۵ حدیث نمبر ۱۰۳ اور جلد ۵ حدیث نمبر ۱۷۸، کنز العمال حدیث نمبر ۶۲۴۰، مجمع الزوائد جلد ۵ حدیث نمبر ۱۴۳، جلد ۷ حدیث نمبر ۳۴۴ اور جلد ۱ حدیث نمبر ۲۳۷ [۲] مسند احمد جلد ۱ حدیث نمبر ۱۷۶

[۳] ابوداؤد کتاب السنۃ باب فی الدجال حدیث نمبر ۴۷۵۶، ترمذی کتاب الفتن باب ماجاء فی الدجال حدیث نمبر ۲۲۳۴ اور مسند احمد جلد ۱ حدیث نمبر ۱۹۰

[۴] ابوداؤد کتاب السنۃ باب فی الدجال حدیث نمبر ۴۷۵۶، ترمذی کتاب الفتن باب ماجاء فی الدجال حدیث نمبر ۲۲۳۴، مسند احمد جلد ۱ حدیث نمبر ۱۹۰

حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت...... امام احمد کے صاحبزادے عبداللہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت میں نے اپنے والد صاحب (یعنی امام احمد بن حنبل) کی کتاب میں انہی کے ہاتھ سے لکھی ہوئی دیکھی جس میں تھا کہ حضرت ابو سعید خدریؓ نے ابوالوداک سے دریافت فرمایا کیا خوارج دجال سے ملیں گے؟ ابوالوداک کہتے ہیں کہ میں نے جواب دیا کہ "نہیں"۔ پھر فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "میں ایک ہزار یا اس سے زیادہ کا خاتم ہوں اور کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا گیا جس کی اتباع کی جاتی ہو، اور اس نے اپنی امت کو دجال سے نہ ڈرایا ہو، اور مجھے اس کے بارے میں وہ سب کچھ بھی بتایا گیا ہے جو مجھ سے پہلے کسی اور کو نہیں بتایا گیا، وہ کانا ہے اور تمہارا رب ایسا نہیں ہے، اس کی دائیں آنکھ کانی ہے، آگے کو بڑھی ہوئی ہے، پوشیدہ نہیں ہے، بالکل ایسے جیسے کسی چونا لگی دیوار پر بلغم لگا ہو، اور اس کی بائیں آنکھ ایسی ہے جیسے کہ چمکتا ہوا سیارہ، اس کو ہر زبان آتی ہوگی، اس کے ساتھ ایک جنت نما صورت ہوگی، سرسبز و شاداب جس میں پانی جاری ہوگا اور اسی طرح ایک جہنم نما صورت ہوگی بالکل سیاہ دھواں دار"۔[1]

حضرت انس بن مالکؓ کی روایات

پہلا طریق

امام احمد نے بہز اور عفان کے طریق سے حضرت انسؓ کی روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، دجال آئے گا اور مکہ اور مدینہ کے علاوہ دنیا میں ہر جگہ گھومے پھرے گا، پھر مدینہ منورہ کی طرف آئے گا اس کو ہر گھاٹی میں فرشتوں کی صف ملے گی جو مدینہ کی حفاظت پر مقرر ہوگی۔ پھر وہ سبخہ جرف کی طرف آئے گا اور اپنا گرز مارے گا۔ جس سے مدینہ منورہ تین مرتبہ کانپے گا اور اس کے بعد ہر منافق مرد و عورت نکل کر دجال کے پاس جا پہنچے گا۔[2]

دوسرا طریق

امام احمد نے یحییٰ کے طریق سے راویت نقل کی ہے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دجال کی بائیں آنکھ کانی ہے اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کفر یا کافر تحریر ہوگا۔[3]

یہ حدیث چونکہ ثلاثی ہے اس لیے شیخین کی شرط پر ہے۔

تیسرا طریق

امام احمد نے محمد بن مصعب کے طریق سے حضرت انسؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ

---

[1] مسند احمد جلد ۳ حدیث نمبر ۹۷، مستدرک حاکم جلد ۲ صفحہ ۵۹۷، کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۲۸۱

[2] مسلم کتاب الفتن باب قصۃ الجساسۃ حدیث نمبر ۷۳۱۷، مسند احمد جلد ۳ حدیث نمبر ۱۹۱، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۸۳۲ اور حدیث نمبر ۳۴۸۵۶

[3] مسند احمد جلد ۳ حدیث نمبر ۱۱۰، سیوطی نے اس کو جمع الجوامع حدیث نمبر ۵۴۷۰، اور بغوی نے شرح السنۃ جلد ۱۵، حدیث نمبر ۵۰ پر ذکر کیا ہے۔

نے فرمایا کہ دجال اصبہان کے یہودیوں میں سے نکلے گا، اس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہونگے اور ان لوگوں نے سبز چادریں اوڑھ رکھی ہونگی۔

چوتھا طریق

امام احمد نے عبدالصمد کے طریق سے حضرت انسؓ کی روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''دجال کی آنکھ مسخ ہو چکی ہوگی، اس کی آنکھوں کے درمیان تحریر ہوگا ''کافر''۔ پھر اسکے ہجے فرمائے کَ اف رِ اور فرمایا کہ اس کو ہر پڑھا لکھا اور ان پڑھ مسلمان پڑھ لے گا۔[1]

پانچواں طریق

امام احمد نے حماد بن سلمۃ کے طریق سے حضرت انسؓ کی روایت نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''دجال کانا ہے اور تمہارا رب ایسا نہیں جیسا دجال ہے، اس (دجال) کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ ''کافر'' تحریر ہے جسے ہر مومن پڑھ سکے گا خواہ پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ۔[2]

چھٹا طریق

امام احمد نے عمرو بن الہیثم کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا گیا جس نے اپنی امت کو جھوٹے کانے سے ڈرایا نہ ہو، جان، دجال کانا ہے اور تمہارا رب کانا نہیں اور دجال کی دونوں انکھوں کے درمیان لفظ ''کافر'' تحریر ہے''۔[3]

حضرت سفینہؓ کی روایت

امام احمد نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے، یہ نبی کریم ﷺ کے غلام تھے، فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپؐ نے خطاب فرمایا کہ ''آگاہ رہو! مجھ سے پہلے کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس نے اپنی امت کو دجال کے فتنے سے نہ ڈرایا ہو، وہ کانا ہے، اس کی دائیں آنکھ پر ایک جھلی سی چڑھی ہوئی ہے، اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ ''کافر'' تحریر ہے۔ وہ جب نکلے گا تو اس کے ساتھ دو وادیاں ہونگی، ایک جنت اور ایک جہنم۔ سو اس کی جنت دراصل جہنم ہے اور اس کی جہنم دراصل جنت ہے، اس کے ساتھ دو فرشتے بھی ہونگے جو اس کے ساتھ دو نبیوں کی صورت میں ہونگے، اگر میں چاہوں تو ان نبیوں کے اور ان کے باپوں کے نام بھی بتا سکتا ہوں، ان میں سے ایک اس (دجال) کے دائیں طرف ہوگا اور ایک بائیں طرف اور یہ آزمائش ہوگی، دجال کہے گا کیا میں تمہارا رب نہیں

---

[1] مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال وصفتہ وماعلیہ حدیث نمبر ۷۲۹۲، ابوداؤد کتاب الملاحم والفتن باب خروج الدجال حدیث نمبر ۴۳۱۸، مسند احمد جلد ۳ حدیث نمبر ۲۱۱

[2] بخاری کتاب الفتن باب ذکر الدجال حدیث نمبر ۷۱۳۱، مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال وصفہ وماعلیہ حدیث نمبر ۷۲۹۴، مسند احمد جلد ۳ حدیث نمبر ۲۲۸

[3] بخاری کتاب الفتن باب ذکر الدجال حدیث نمبر ۷۱۳۱، مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال وصفتہ وماعلیہ حدیث نمبر ۷۲۹۰، مسند احمد جلد ۳ حدیث نمبر ۱۰۳

ہوں؟ کیا میں زندہ نہیں کر سکتا۔ کیا میں موت نہیں دے سکتا؟ تو ایک فرشتہ کہے گا کہ تو جھوٹا ہے۔ فرشتے کی اس بات کو دوسرے فرشتے کے علاوہ کوئی اور انسان وغیرہ نہ سن سکے گا، تو دوسرا فرشتہ پہلے والے سے کہے گا ''تو نے سچ کہا'' اس دوسرے فرشتے کی بات کو سب لوگ سنیں گے اور وہ یہ سمجھیں گے کہ یہ دجال کو سچا کہہ رہا ہے، یہ بھی آزمائش ہوگی۔

پھر وہاں سے وہ روانہ ہوگا اور مدینہ میں داخل ہونے کی کوشش کرے گا لیکن اس کو مدینے میں نہیں گھسنے دیا جائے گا، یہ دیکھ کر دجال کہے گا کہ یہ تو اس شخص کا علاقہ ہے۔ پھر وہاں سے روانہ ہو کر شام پہنچے گا، وہاں انیق نامی گھاٹی کے پاس اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک کر دیں گے۔[1]

حضرت معاذ بن جبلؓ کی روایت

یعقوب بن سلیمان الفسوی نے ابولیلی جبارۃ بن ابی امیۃ کی روایت نقل کی ہے کہ کچھ لوگ حضرت معاذ بن جبلؓ کے پاس پہنچے، وہ سخت بیمار تھے، لوگوں نے کہا کہ ہمیں نبی کریم ﷺ کی حدیث بیان کریں جو آپ بھولے نہ ہوں۔ حضرت معاذؓ نے فرمایا کہ مجھے ٹھیک سے بٹھا دو، کچھ لوگوں نے حضرت معاذؓ کا ہاتھ پکڑ کر اٹھایا اور سہارا دے کر بٹھایا، اس کے بعد حضرت معاذؓ کا ہاتھ پکڑ کر اٹھایا اور سہارا دے کر بٹھایا۔ اس کے بعد حضرت معاذؓ فرمانے لگے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی امت کو دجال سے نہ ڈرایا ہو، اور میں بھی تمہیں اس کے معاملے سے ڈراتا ہوں۔ وہ کانا ہے جبکہ میرا رب عزوجل کانا نہیں ہے۔ اس (دجال) کی آنکھوں کے درمیان لفظ ''کافر'' تحریر ہے، اس کو ہر شخص پڑھ سکے گا۔ خواہ وہ پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ، اسکے ساتھ جنت بھی ہوگی اور دوزخ بھی۔ تو اس کی جنت دراصل دوزخ ہے اور دوزخ دراصل جنت ہے۔[2]

حضرت سمرۃؓ بن جنادۃ بن جندبؓ کی روایت

امام احمد نے اہل بصرہ میں سے ثعلبۃ بن عبدا العبدی کی روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں، ایک مرتبہ حضرت سمرۃؓ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے (میں بھی وہیں موجود تھا) آپؓ نے سورج گرہن کے بارے میں ایک حدیث نقل کی فرمایا ''نبی کریم ﷺ نے سورج گرہن کی نماز کے بعد ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس میں یہ بھی فرمایا کہ ''خدا کی قسم قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تیس کا ظہور نہ ہو، ان میں سے آخری کانا دجال ہوگا، جس کی بائیں آنکھ مسخ ہوگی۔ جیسے وہ ابو تحیی کی آنکھ ہو اور جب وہ نکلے گا یا فرمایا جب بھی وہ نکلے گا وہ یہ سمجھے گا کہ وہ اللہ ہے۔ لہٰذا جو اس پر ایمان لایا، اس کی تصدیق کی اور اتباع کیا۔ اس کا کیا ہوا کوئی بھی نیک عمل اس کو فائدہ نہ پہنچا سکے گا۔ اور جس نے اس کا انکار کیا اور اس کو جھٹلایا اس کے کسی عمل کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے باز پرس نہ ہوگی۔

حسن فرماتے ہیں کہ اس کے کسی بھی عمل کے بارے میں باز پرس نہ ہوگی۔ وہ عنقریب ظاہر ہوگا اور اس کا فتنہ پوری دنیا میں پھیلے گا علاوہ حرمین اور بیت المقدس کے اور مسلمان بیت المقدس میں محصور ہو جائیں گے۔ زبردست زلزلے آئیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک کر دیں گے۔ یہاں تک کہ دیوار کے گرنے اور درخت کی جڑ

---

[1] مسند احمد حدیث نمبر ۲۲۱/۵، انیق شام میں حوران کے علاقوں میں سے ایک علاقہ ہے، قصبے کے شروع میں نمود کے راستے میں پڑتا ہے۔

[2] کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۱۷، الدر المنثور للسیوطی حدیث نمبر ۳۵۳/۵، بغوی کی شرح السنۃ حدیث نمبر ۹۹/۶

سے آواز آئے گی۔اے مومن! یہ یہودی ہے۔ یہ کافر ہے آؤ اور اس کو قتل کر دو۔لیکن یہ معاملہ اس طرح اس وقت تک نہ ہوگا جب تک تم آپس میں اس معاملے کو بہت بڑا عظیم نہ سمجھو گے،تم لوگ آپس میں ایکدوسرے سے پوچھو گے کیا تمھارے نبی نے اس سلسلے میں کوئی بات کی تھی؟ اور جب تک پہاڑ اپنی جگہ سے نہ ہٹ جائیں[1] ۔اس کے بعد انہوں نے ایک مرتبہ اور بھی حضرت سمرہؓ کے خطبے میں شرکت کی۔اس مرتبہ بھی بات میں کسی قسم کی کمی بیشی نہ ہوئی تھی۔

حضرت سمرہؓ سے ایک اور روایت

امام احمد نے حضرت سمرہؓ کی ایک روایت نقل کی ہے،فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ فرماتے تھے کہ دجال نکلنے والا ہے وہ بائیں آنکھ سے کانا ہے،اس پر ایک موٹی جھلی چڑھی ہوئی ہوگی۔وہ کوڑھی اور اندھے کو شفا دے گا، مردوں کو زندہ کر دے گا اور کہے گا کہ میں تمھارا رب ہوں؟ لہذا جس نے تسلیم کیا کہ تو میرا رب ہے تو وہ فتنے میں پڑ گیا اور جس نے اپنی موت تک یہی کہا کہ میرا رب تو اللہ ہے،وہ ہر قسم کے فتنے سے محفوظ ہوگا یا۔اس کی کوئی آزمائش ہوگی نہ عذاب۔پھر وہ زمین میں رہے گا جب تک اللہ چاہیں گے پھر مغرب کی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام، نبی کریم ﷺ کی تصدیق کرتے ہوئے تشریف لائیں گی۔اور اسی امت میں سے ہونگے"۔پھر وہ دجال کو قتل کریں گے اور وہی قیامت کا وقت ہوگا [2]

حضرت سمرہؓ کی ایک روایت طبرانی نے بھی نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ فرماتے تھے کہ دجال بائیں آنکھ سے کانا ہے،اس پر ایک موٹی جھلی چڑھی ہوگی،وہ اندھے اور کوڑھی کو شفا دے گا،مردوں کو زندہ کر دے گا، اور کہے گا کہ میں تمھارا رب ہوں۔سو جس نے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھا اور کہا کہ میرا رب اللہ ہے اور دجال کا انکار کیا یہاں تک کہ اس کی موت آ گئی تو نہ اس کو کوئی عذاب ہوگا نہ کسی فتنے میں پڑے گا۔اور جس نے دجال سے کہا کہ تو میرا رب ہے تو وہ فتنے میں پڑ گیا۔پھر جب تک اللہ تعالیٰ چاہیں گے وہ دجال زمین میں رہے گا۔پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام مشرق کی طرف سے نبی کریم ﷺ کے امتی کی حیثیت سے ان کی تصدیق کرتے ہوئے تشریف لائیں گے اور دجال کو قتل کر دیں گے[3]

حضرت جابرؓ کی روایت

امام احمد نے حضرت جابرؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں،ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ کے حرۃ نامی بلند جگہ پر پہنچے،ہم بھی ان کے ساتھ تھے۔نبی کریم ﷺ فرمانے لگے،مدینہ منورہ کی زمین کتنی اچھی ہوگی جب دجال کا ظہور ہوگا۔اس کی ہر گھاٹی پر فرشتے پہرہ دے رہے ہونگے۔دجال مدینہ منورہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔جب دجال مدینہ منورہ کے قریب پہنچے گا۔مدینہ میں تین زلزلے آئیں گے۔ان زلزلوں کی وجہ سے مدینہ منورہ میں جتنے منافق مرد و عورتیں ہونگی،سب نکل کر دجال کے پاس جا پہنچیں گے۔ان میں زیادہ تعداد عورتوں کی ہوگی،یہ نجات کا دن ہوگا،اس دن مدینہ منورہ خباثت کو اس طرح دور کر دے گا جیسے بھٹی لوہے کے زنگ کو دور کر دیتی ہے۔دجال کے

---

[1] مسند احمد حدیث نمبر ۳/۱۱۵، جمع الجوامع للسیوطی حدیث نمبر ۵۴۷۰،درمنثور حدیث نمبر ۳۵۴۱۵

[2] مسند احمد حدیث نمبر ۱۳۱۵،طبرانی کی معجم کبیر حدیث نمبر ۶۲۷/ ۷،مجمع الزوائد للہیثمی حدیث نمبر ۳۳۶/ ۷

[3] مسند احمد حدیث نمبر ۳/۱۱۵،درمنثور للسیوطی حدیث نمبر ۳۵۴/ ۵،بغوی کی شرح السنۃ حدیث نمبر ۱۵/۵۰

ساتھ ستر ہزار یہودی ہونگے۔ ہر ایک پاس لاٹھیاں اور جڑاؤ تلواریں ہونگی۔ وہ اپنا گرز اس طرف مارے گا جس کو مجمع السلول کہتے ہیں۔

پھر آپؐ نے فرمایا کہ قیامت کے قائم ہونے تک نہ اس سے پہلے کبھی اتنا بڑا فتنہ برپا ہوا نہ اس کے بعد ہوگا جتنا بڑا دجال کا فتنہ ہے۔ آج تک کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی امت کو اس فتنے سے نہ ڈرایا ہو۔ اور میں بھی تمھیں ضرور وہ باتیں بتاؤں گا جو ایک نبی اپنی امت کو بتاتا ہے۔ پھر آپؐ نے اپنا مبارک ہاتھ اپنی آنکھوں پر رکھا اور فرمایا "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے"۔[۱]

حضرت جابرؓ کی ایک اور روایت

حافظ ابوبکر بزار نے حضرت جابرؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، میں ایک ہزار یا زیادہ نبیوں کا خاتم ہوں اور ان تمام انبیاء میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی قوم کو دجال کے فتنے سے نہ ڈرایا ہو۔ میرے سامنے اس کی وہ علامات بھی ظاہر کی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی پر ظاہر نہیں کی گئیں اور (ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ) وہ کانا ہے اور تمھارا رب ہرگز کانا نہیں ہے[۲]

عبداللہ بن احمد نے السنۃ میں مجالہ کے طریق سے حضرت جابرؓ سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں کہ آپؐ نے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ "وہ کانا ہے اور تمھارا رب کانا نہیں[۳]

حضرت جابرؓ کی ایک اور روایت

امام احمد نے حضرت جابرؓ کی روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "دجال کانا ہے اور انتہائی مزید ترین جھوٹا ہے"۔

امام مسلم نے بھی حضرت جابرؓ کی ایک روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو جائیں گے۔[۴]

حضرت ابن عباسؓ کی روایت

امام احمد نے حضرت ابن عباسؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دجال کے بارے میں فرمایا کہ "وہ کانا ہے، خبیث اور کمینہ ہے، اس کا رنگ کی مانند ہے، اس کا سر ایسے ہے جیسے عبدالعزی بن قطن کا سر ہو، اور تمھارا رب کانا نہیں ہے"۔[۵]

اسکے علاوہ امام احمد حارث ابواسامۃ اور ابن معلیٰ نے حضرت ابن عباسؓ کی معراج والی روایت نقل کی

---

۱ مسند احمد حدیث نمبر۲۹۲/۳، سیوطی کی الدار المنثور حدیث نمبر۳۵۳/۲

۲ ہیثمی کی مجمع الزوائد حدیث نمبر۳۴۷/۷، سیوطی الدر المنثور حدیث نمبر۳۵۳/۵، ابن کثیر ہی کی البدایہ والنہایۃ حدیث نمبر۱۵۲/۲۔

۳ بخاری کتاب الفتن باب ذکر الدجال حدیث نمبر۷۱۳۱، مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال وصفتہ، وما علیہ حدیث نمبر۷۲۹۴، مسند احمد حدیث۳/۱۰۳ ۴ مسلم کتاب الامارۃ باب قولہ ﷺ لاتزال طائفۃ فی امتی۔ حدیث نمبر ۴۹۳۱

۵ مسند احمد حدیث نمبر۲۴۰/۱، ہیثمی کی موارد الظمان حدیث نمبر۱۹۰۰

ہے، فرماتے ہیں کہ آپؐ نے دجال کو بیداری کی حالت میں اس کی اصل صورت میں دیکھا، کوئی خواب وغیرہ نہ تھا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی دیکھا، جب آپؐ سے دجال کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا، میں نے اس کو دیکھا ہے اس کی ایک آنکھ ایسی تھی گویا کہ چمکتا ہوا ستارہ ہو اور اس کے بال گویا کہ درخت کی شاخیں ہوں''۔[1]

دنیا میں دجال کے فتنے سے بڑا کوئی فتنہ نہیں

امام احمد نے حضرت ہشام بن عامر انصاریؓ کی روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے لے کر قیامت تک دجال سے بڑا کوئی فتنہ پیدا نہیں ہوا۔[2] امام احمد نے ایک اور روایت نقل کی ہے کہ حضرت ہشام بن عامرؓ نے اپنے بعض پڑوسیوں سے کہا کہ تم مجھے چھوڑ کر حدیث سننے کے لیے اس کے پاس جاتے ہو جو مجھ سے زیادہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا، اور نہ ہی اس نے مجھ سے زیادہ احادیث یاد کی ہیں اور میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ ''حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے قیامت تک دجال سے بڑا کوئی فتنہ پیدا نہیں ہوا''۔[3] یہی روایت امام احمد نے احمد بن عبدالملک کے طریق سے بھی بیان کی ہے، البتہ اس میں لفظ ''فتنہ کے بجائے لفظ ''امر'' ہے۔ یعنی آپؐ نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے قیامت تک دجال سے بڑا کوئی معاملہ نہیں ہوگا''۔[4]

اسی روایت کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے جبکہ امام احمد نے عبدالرزاق کے طریق سے ایک اور روایت نقل کی ہے جس میں آپؐ نے فرمایا کہ ''دجال کا سر پیچھے سے ریت کے ٹیلے کی مانند ابھرا ہوا ہے، سو جس نے کہا کہ تو میرا رب ہے تو وہ فتنے میں پڑ گیا اور جس نے کہا کہ تو جھوٹا ہے، میرا رب تو اللہ ہے اور اسی پر میں توکل کرتا ہوں تو اس کو دجال نقصان نہ پہنچا سکے گا، یا کہا کہ وہ فتنے سے بچ گیا[5]

حضرت ابن عمرؓ کی روایت

امام احمد نے حضرت ابن عمرؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''دجال کا ٹھکانہ اس ٹیلے پر ہوگا، اور دجال کے پاس جانے والوں میں زیادہ تر عورتیں ہونگی۔ یہاں تک کہ ایک شخص اپنی بیوی، ماں، بیٹی، بہن اور پھوپھی کے پاس آئے گا اور ان کو باندھ دے گا کہ کہیں یہ بھی دجال کے پاس نہ چلی جائیں۔ پھر اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس پر اور اس کی جماعت پر مسلط کر دیں گے اور مسلمان ان سب کو قتل کر دیں گے۔ حتی کہ ایک یہودی درخت اور پتھر کے پیچھے چھپے گا تو وہ درخت اور پتھر کہیں گے کہ اے مسلمان! یہ میرے پیچھے یا نیچے یہودی چھپا ہوا ہے، اس کو قتل کر دو''۔[6]

---

1. مسند احمد حدیث نمبر ۱/۳۷۴ 2. مسند احمد حدیث نمبر ۱/۲۴۰، ہیثمی کی موارد الظمان حدیث نمبر ۱۹۰۰
3. اس کی تخریج پہلے گذر چکی ہے 4. اسکی تخریج بھی پہلے گذر چکی ہے۔
5. مسند احمد حدیث نمبر ۴/۲۰، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۴/۵۰۸، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۷۷۷
6. مسلم کتاب الفتن ۲۶۷۷۔ ترمذی ۲۳۳۶۔ مسند احمد ۲/۶۸۔ ۴/۲۱۸۔ ۳/۳۶۸

سالم کے طریق سے

امام احمد نے سالم کے طریق سے حضرت ابن عمرؓ کی روایت نقل کی ہے، فرمایا کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ قیام پذیر ہوئے اور اللہ تعالیٰ ایسی حمد وثناء کی کہ جس کا وہ اصل ہے پھر دجال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ "میں ضرور تمھیں دجال سے ڈراؤں گا یا کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی قوم کو دجال سے نہ ڈرایا ہو یہاں تک کہ حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا تھا، لیکن میں تمھیں ایسی بات بتاؤں گا جو مجھ سے پہلے کسی نبی نے نہیں بتائی ہوگی، تم اس سے دجال کو پہچان لوگے اور وہ یہ کہ دجال کانا ہے اور اللہ تعالیٰ ہرگز کانا نہیں ہے"۔[1]

یہودیوں سے جنگ اور مسلمانوں کی مدد کا اشارہ

ابن حیاء کے ذکر کے دوران یہ بات حضرت ابن عمرؓ کی روایت سے پہلے بھی گذر چکی ہے، آپ ؐ نے فرمایا کہ "تم یہودیوں سے جنگ کروگے اور غالب آجاؤگے حتی کہ یہودی کہیں گے کہ اے مسلمان! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے اس کو قتل کردو"۔[2]

حضرت ابن عمرؓ کا ایک اور طریق

امام احمد نے حضرت ابن عمرؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ "ہم حجۃ الوداع کے موقع پر گفتگو میں مصروف تھے اور ہمیں یہ نہیں معلوم تھا کہ یہ آپ ؐ کا آخری حج ہوگا، لہذا جب آپ ؐ حجۃ الوداع کے موقع پر خطبے کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ ؐ نے دجال کا ذکر فرمایا اور تفصیل سے اس کے بارے میں بتایا فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے ایسا کوئی نبی نہیں بھیجا جس نے اپنی امت کو دجال سے نہ ڈرایا ہو، حتی کہ حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اپنی امت کو دجال سے ڈرایا تھا اور ان کے بعد کے انبیاء کرام علیہ السلام نے بھی تو سن لو ان پر اس دجال کے حالات پوشیدہ نہیں تھے تو تم پر بھی نہ رہیں گے وہ کانا ہے اور تمھارا رب کانا نہیں ہے"۔[3]

امام احمد نے یزید کے طریق سے حضرت ابن عمرؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ؐ نے فرمایا کہ "کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی امت کو دجال کی علامات نہ بتائی ہوں، اور میں تمھیں اس کی ایسی علامات بتاتا ہوں جو مجھ سے پہلے کسی نبی نے بیان نہیں کیں، بے شک وہ کانا ہے اور اللہ تعالیٰ ہرگز ایسا نہیں ہے، اس (دجال) کی دائیں آنکھ ایسی ہے جیسے ابھرا ہوا انگور کا دانہ"۔[4]

یہی روایت ترمذی نے بھی بیان کی ہے کہ جب آپ ؐ سے دجال کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "سن لو تمھارا رب ہرگز کانا نہیں جبکہ دجال کانا ہے اس کی دائیں آنکھ ایسی ہے جیسے ابھرا ہوا انگور کا دانہ"۔[5]

---

[1] بخاری کتاب الفتن باب ذکر الدجال حدیث نمبر ۷۱۲۷، مسلم کتاب الفتن باب ذکر ابن صیاد حدیث نمبر ۷۲۸۳، مسند احمد حدیث نمبر ۲/۱۴۹ [2] مسند احمد حدیث نمبر ۲/۱۳۵، کنز العمال حدیث نمبر ۱۲۹۱۵، حدیث نمبر ۳۸۷۶۸

[3] مسند احمد حدیث نمبر ۲/۱۳۵، کنز العمال حدیث نمبر ۱۲۹۱۵، نمبر ۳۸۷۹۸

[4] مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال وصفتہ وما علیہ حدیث نمبر ۷۲۸۸، امام احمد اپنی مسند میں حدیث نمبر ۱/۱۷۶

[5] مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال وصفتہ وما معہ حدیث نمبر ۷۲۸۸، ترمذی کتاب الفتن باب ماجاء فی صفۃ الدجال حدیث نمبر ۲۲۴۱، مسند احمد حدیث نمبر ۲/۲۷، حدیث نمبر ۳/۱۴۴

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کی روایت

امام احمد نے شہر بن خوشب کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ ''جب یزید بن معاویہؓ کی بیعت پہنچی تو میں شام آیا مجھے عوف بکالی کے بارے میں معلوم ہوا، میں ان کے پاس پہنچا کہ اتنے میں ایک صاحب آئے لوگوں نے ان کے لیے منقش چادر نکالی، وہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ تھے، عوف بکالی ان کو دیکھتے ہی خاموش ہو گئے اور انہوں نے فرمایا کہ میں نے آپ کو فرماتے سنا کہ ''ہجرت کے بعد ایک اور ہجرت ہوگی، لوگ ابراہیم کے مہاجر کے پاس جائیں گے، دنیا میں شریر لوگوں کے علاوہ کوئی نہ بچے گا، ان کی زمینیں ان کو دھتکار دیں گی، آگ ان کو مرداروں اور خنزیروں کے ساتھ جمع کرے گی، جہاں وہ رات گذاریں گے، آگ بھی رات گذارے گی اور جہاں وہ تھک کر ٹھہر جائیں گے آگ بھی ٹھہر جائے گی اور جو پیچھے رہ گیا اس کو کھا جائے گی [1]

اور پھر فرمایا کہ ''آپؐ فرمارہے تھے کہ میری امت میں سے مشرق کی طرف سے لوگ قرآن پڑھتے ہوئے آئیں گے۔ حالانکہ قرآن کریم ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا جب کبھی ان میں سے ایک نسل پیدا ہوگی تو اسے ختم کر دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ دس سے زیادہ مرتبہ ان کلمات کو دہرایا، جب کبھی ان میں سے ایک نسل نکلے گی تو ختم کی جائے گی، یہاں تک کہ ان کے باقی بچے ہوئے لوگوں میں دجال کا ظہور ہوگا [2]

سند و متن کے لحاظ سے ایک غریب حدیث

طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپؐ نے دجال کے بارے میں فرمایا کہ وہ کانا ہے اور اللہ تعالیٰ کانا نہیں، وہ ظاہر ہوگا اور چالیس دن تک زمین پر رہے گا، ہر گھاٹ پر آئے گا علاوہ مدینہ کے۔ مہینہ جمعہ کی طرح ہوگا اور جمعہ ایک دن کی طرح۔ اس کے ساتھ جنت بھی ہوگی اور دوزخ بھی تو دراصل اس کی جنت دوزخ ہے اور دوزخ جنت ہے۔ اس کے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی۔ ایک ایسے شخص کو بلائے گا کہ صرف اس پر اللہ تعالیٰ دجال کو مسلط نہیں کریں گے، دجال اس شخص سے پوچھے گا کہ میرے بارے میں کیا کہتا ہے؟ وہ شخص کہے گا کہ تو اللہ کا دشمن ہے، تو دجال جھوٹا ہے۔ لہٰذا دجال آری منگوا کر اس شخص کو کاٹ کر دو ٹکڑے کر دے گا اور پھر دوبارہ زندہ کرے گا اور پھر پوچھے گا کہ اب بتا؟ وہ شخص کہے گا خدا کی قسم! تیرے بارے میں مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں ہے، تو اللہ عزوجل کا دشمن دجال ہے جس کے بارے میں ہمیں نبی کریم ﷺ نے اطلاع دی تھی۔ دجال اسے مارنے کے لیے اس کی طرف لپکے گا لیکن کامیاب نہ ہوگا تو کہے گا اس کو مجھ سے دور کر دو [3]

---

[1] مسند احمد حدیث نمبر ۱۹۹/۳، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۴۸۶/۴، بغوی شرح السنۃ حدیث نمبر ۳۰۲/۴

[2] سنن ابوداؤد کتاب السنۃ باب فی قتال الخوارج حدیث نمبر ۴۷۶۵، مسند احمد حدیث نمبر ۱۵۱/۱، حدیث نمبر ۲۰۹/۲ حدیث نمبر ۳۵۵/۳

[3] مسند احمد حدیث نمبر ۱۸۲/۱۱ اور نمبر ۱۴۰/۶، فتح الباری حدیث نمبر ۱۳/۹، سیوطی کی درمنثور حدیث نمبر ۳۵۴/۵

حضرت اسماء بنت یزید بن سکن الانصاریہؓ کی روایت

امام احمد نے حضرت اسماءؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتی ہیں کہ آپؐ میرے گھر پر تشریف رکھتے تھے کہ دجال کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ "اس سے پہلے تین سال ہوں گے، پہلے سال آسمان اپنا ایک تہائی پانی (بارش) روک لے گا، اسی طرح زمین اپنی ایک تہائی پیداوار روک لے گی۔ دوسرے سال آسمان اپنا دو تہائی پانی روک لے گا اور زمین بھی اپنی دو تہائی پیداوار روک لے گی۔ کوئی جانور خواہ داڑھ والا ہو یا گھر والا زندہ نہیں بچے گا اور سخت ترین فتنہ یہ ہوگا کہ ایک اعرابی آئے گا اور کہے گا کہ اگر میں تیرے باپ اور بھائی کو زندہ کردوں تو تو مجھے اپنا رب سمجھے گا؟ تو وہ شخص کہے گا کہ ہاں۔ تو شیطان اس کے باپ اور بھائی کی صورت اختیار کرلیگا۔ پھر فرمانے لگیں کہ نبی کریمؐ اپنی ضرورت پوری فرمانے کے لیے تشریف لے گئے جبکہ لوگ یہ باتیں سن کر غمزدہ ہوگئے تھے اور انتظار میں بیٹھے تھے کہ اتنے میں آپؐ واپس تشریف لائے اور میرے گھر کے دروازے کا حلقہ پکڑ کر فرمایا ٹھہرو، ٹھہرو یا صبر کرو اسماء؟ پھر میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے دجال کے ذکر سے ہمارے دلوں کو ہلا کر رکھ دیا ہے، تو آپؐ نے فرمایا کہ "اگر وہ آ گیا اور میں تم لوگوں میں موجود ہوا تو میں اس کے لیے کافی ہو جاؤں گا ورنہ میرا رب ہر مومن کی بہترین دیکھ بھال کرنے والا ہے۔

پھر فرماتی ہیں کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ! ہم آٹا گوندھتے ہیں اور جب تک بھوکے ہوتے ہیں، روٹی کھاتے ہیں، تو اس دن مومنین کا کیا حال ہوگا؟ تو آپؐ نے فرمایا جس طرح آسمان والوں (یعنی فرشتوں) کو تسبیح اور تقدیس کافی ہو جاتی ہے اسی طرح مومن بھی اس دن تسبیح و تقدیس سے پیٹ بھرلیں گے۔[1]

امام احمد نے حضرت اسماء بنت یزیدؓ کی ایک اور روایت نقل کی ہے فرماتی ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ "جو میری مجلس میں موجود ہو اور میری بات (حدیث) سنے اسے چاہیئے کہ اس تک پہنچا دے جو موجود نہیں ہے اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ کانا نہیں بلکہ اس سے پاک ہے، دجال کانا ہے اس کی آنکھ مسخ شدہ ہے اور اس کی آنکھوں کے درمیان لفظ "کافر" تحریر ہے۔ جسے ہر مومن پڑھ لے گا خواہ پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ"۔[2]

حضرت عائشہؓ کی روایات

امام احمد نے ام المومنین حضرت عائشہؓ کی حدیث نقل کی ہے فرماتی ہیں کہ آپؐ نے دجال کے مقابلے میں جدوجہد کا تذکرہ فرمایا، تو صحابہ کرامؓ نے دریافت فرمایا، اس دن کون سا مال بہتر ہوگا؟ جو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ "سیاہ غلام جو اپنے گھر والوں کو پانی پلائے گا، رہا کھانا تو وہ ہوگا ہی نہیں، دوبارہ عرض کیا تو اس دن مومنوں کا کھانا کیا ہوگا؟ ارشاد فرمایا کہ تسبیح، تکبیر، تحمید اور تہلیل"۔ ام المومنین نے عرض کیا عرب اس دن کہاں ہونگے؟ فرمایا تھوڑے سے ہونگے"۔[3]

---

[1] مسند احمد حدیث نمبر ۶/۴۵۵، بغوی شرح السنۃ حدیث نمبر ۶/۹۸، مشکوۃ المصابیح تبریزی حدیث نمبر ۵۴۹۱

[2] بخاری کتاب الفتن باب ذکر الدجال حدیث نمبر ۷۱۳۰، مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال وصفتہ و ما معہ حدیث نمبر ۷۲۹۴، مسند احمد حدیث نمبر ۱/۲۷، حدیث نمبر ۳/۱۱۵، حدیث نمبر ۶/۱۴۰

[3] مسند احمد حدیث نمبر ۶/۷۶، حدیث نمبر ۶/۱۲۵، ہیثمی کی مجمع الزوائد حدیث نمبر ۷/۳۳۵

ام المومنینؓ سے ایک اور روایت امام احمد نے نقل کی ہے فرماتی ہیں کہ ایک دن میں بیٹھی رو رہی تھی کہ آپؐ تشریف لائے۔ دریافت فرمایا کہ کیوں روتی ہو؟ میں نے جواباً عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے دجال کا معاملہ یاد آ گیا اس لیے رونے لگی، تو آپؐ نے فرمایا کہ ''اگر دجال میرے ہوتے ہوئے نکل آیا تو میں اس کے لیے کافی ہو جاؤں گا، اور اگر میرے بعد نکلا تو تمھارا رب کانا نہیں ہے وہ (دجال) اصفہان کے یہودیوں میں سے ہوگا، مدینے پہنچے گا اور مدینہ سے باہر ایک طرف اترے گا، ان دنوں مدینہ کے سات دروازے ہونگے، ہر دروازے پر دو فرشتے ہوں گے، تمام شرارتی اور بدترین لوگ دجال کے پاس جمع ہو جائیں گے۔ پھر وہ شام پہنچے گا، فلسطین کے شہر باب لد کے قریب، انہی دنوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونگے اور دجال کو قتل کریں گے، چالیس سال تک زندہ رہیں گے، وہ بہت انصاف، عادل حکمران ہونگے[1]

دجال حرمین میں داخل نہ ہو سکے گا

امام احمد نے ام المومنین عائشہؓ کی روایت نقل کی ہے، فرماتی ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ دجال مکہ اور مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔[2]

صلوۃ کسوف کے بارے میں ایک روایت حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کی ہے فرماتی ہیں کہ اس دن خطبے میں آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس وحی بھیجی گئی ہے کہ جلد ہی تمھاری آزمائش ہوگی یا یہ کہ مسیح دجال کے فتنے سے پہلے''۔ فرماتی ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ ان دونوں میں سے کیا کہا تھا۔

اس کے علاوہ صحیح مسلم میں ام شریک سے ایک روایت ہے فرماتی ہیں کہ آپؐ نے فرمایا ''لوگ دجال سے بھاگ کر اونچے اونچے پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھیں گے''۔ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! عرب اس دن کہاں ہونگے؟ فرمایا بہت کم ہونگے''۔[3]

ام المومنین ام سلمہؓ کی روایت

ابن وہب نے حضرت ام سلمہؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتی ہیں کہ ایک رات مجھے دجال کا معاملہ یاد آ گیا تو میں رات بھر سو نہ سکی، صبح میں نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچی اور ساری بات گوش گذار کر دی تو آپؐ نے فرمایا، ایسا مت کرو! اگر وہ میری موجودگی میں نکلا تو میں اس کے لیے کافی ہونگا اور اگر وہ میرے بعد نکلا تو اللہ تعالیٰ صالحین کی طرف سے اس کے لیے کافی ہونگے''۔ پھر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ ''کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی امت کو دجال سے نہ ڈرایا ہو، میں بھی تم کو ڈراتا ہوں، بے شک وہ کانا ہے اور اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے''۔[4]

طبرانی نے حضرت رافع بن خدیجؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپؐ نے قرابہ کی خدمت کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ اس امت کے زندیق ہیں، ان کے زمانے میں بادشاہ ظالم ہوگا، اسی کی بڑائی اور سطوت ہوئی، پھر اللہ تعالیٰ طاعون کی بیماری بھیجیں گے، عام طور پر اکثر لوگ اس میں مرجائیں گے، پھر خسف (زمین میں دھنسا) ہوگا،

---

[1] مسند احمد حدیث نمبر ۶/۷۵، ہیثمی کی مجمع الزوائد حدیث نمبر ۱۰/۳۴۷ [2] مسند احمد حدیث نمبر ۲/۱۲۳، کنز العمال
[3] مسلم کتاب الفتن باب فی بقیہ احادیث الدجال حدیث نمبر ۷۳۱۹، ترمذی کتاب المناقب باب مناقب فی فضل العرب حدیث نمبر ۳۹۳۰ [4] مجمع الزوائد ہیثمی حدیث نمبر ۷/۳۵۱

کم ہی لوگ ہونگے جو اس سے بچیں گے، ان دنوں مومن کی خوشی کم اور غم زیادہ ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ لوگوں کے چہرے مسخ فرما کر بندر اور خنزیر بنادیں گے اور پھر اس کے بعد دجال نکلے گا۔ پھر آپؐ ایسے روئے کہ ہم بھی ساتھ رونے لگے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کیوں روئے؟ ارشاد فرمایا ان لوگوں پر ترس آ گیا کیونکہ ان میں کمانے والے اور محنتی لوگ بھی ہونگے۔[1]

حضرت عثمان بن ابی وقاصؓ کی روایت

امام احمد نے ابونفرۃ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں جمعہ کے دن ہم حضرت عثمان بن ابی العاصؓ کے پاس آئے تا کہ اپنے اور ان کے مصحف کا موازنہ کر کے دیکھ لیں، جب جمعہ کا وقت ہوا تو ہم نے غسل کیا، انہوں نے ہمیں خشبو دی جو ہم نے لگالی، پھر ہم مسجد میں آ گئے اور ایک ایسے شخص کے پاس بیٹھ گئے جو ہمیں دجال والی حدیث بیان کر رہا تھا۔ اتنے میں عثمان بن ابی العاصؓ آ گئے، ہم لوگ کھڑے ہو گئے وہ بیٹھے تو ہم بھی بیٹھ گئے۔ اس کے بعد انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ ''مسلمانوں کے تین شہر ہونگے، ایک اس جگہ جہاں دو سمندر ملتے ہیں، دوسرا جزیرہ میں اور تیسرا شام میں۔ اتنے میں تین زلزلے آئیں گے اور لوگ خوفزدہ ہو جائیں گے۔ پھر دجال ظاہر ہوگا اور مشرق کی طرف والوں کو شکست دے گا۔ سو پہلا شہر جس کو وہ فتح کرے گا وہ شہر ہوگا جہاں دو سمندر ملتے ہیں۔ اس شہر کے رہنے والے تین گروہوں میں بٹ جائیں گے، ایک گروہ شام میں رہے گا اور حالات پر نظر رکھے گا، دوسرا گروہ اعراب کے ساتھ رہے گا اور تیسرا گروہ اپنے قریبی شہر میں چلا جائے گا۔ دجال کے ساتھ ستر ہزار افراد ہونگے، جنہوں نے تیجان (سبز چادر) اوڑھ رکھی ہوگی، دجال کے اکثر ساتھیوں میں یہودی اور عورتیں ہونگی، پھر وہ دوسرے شہر میں آئے گا۔ اس کے لوگ بھی تین گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ ایک شام چلا جائے گا اور تیسرا گروہ مغربی شام کی طرف چلا جائے گا۔ مسلمان ایق نامی مقام پر جمع ہونگے اور اپنا نمائندہ بھیجیں گے۔ اس سے ان پر سختی آئے گی، ان کو شدید بھوک اور مشقت کا سامنا کرنا ہوگا۔ یہاں تک کہ ان میں سے ایک شخص اپنی کمان کی رسی کو جلا کر کھائے گا، اسی دوران سحر کے وقت ایک آواز دینے والا تین مرتبہ پکارے گا، اے لوگو! تمھارے پاس مدد آ گئی لوگ آپس میں ایک دوسرے سے کہیں گے، یہ تو کسی ایسے شخص کی آواز لگتی ہے جس نے خوب پیٹ بھر کر کھایا ہو، فجر کی نماز کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونگے، مسلمانوں کے امیر ان سے کہیں گے۔ اے روح اللہ! آگے بڑھیئے اور نماز پڑھایئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ اس امت کے لوگ ایک دوسرے کے امیر ہیں، پھر مسلمانوں کے امیر نماز پڑھائیں گے، نماز کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنا نیزہ اٹھائیں گے اور دجال کی طرف روانہ ہونگے۔ دجال جب ان کو دیکھے گا تو اس طرح پگھلے گا جیسے تانبہ پگھل جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو سینے پر نیزہ ماریں گے اور قتل کر دیں گے۔ دجال کی فوج کو شکست ہو جائے گی۔ اس دن کوئی چیز ان کو پناہ نہ دے گی۔ حتیٰ کہ درخت بھی یہ کہے گا اے مومن! یہ کافر ہے اور اسی طرح پتھر بھی یہ کہے گا اے مومن! یہ کافر ہے''۔[2] (اسے قتل کر دو)

---

[2] طبرانی کی معجم کبیر، حدیث نمبر ۸۳۷۰/۴

[1] مسند احمد حدیث نمبر ۲۱۶/۴، متدرک حاکم حدیث نمبر ۸۴۷۸/۴، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۸۲۹

علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ امام احمد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دو شہر بصرہ اور کوفہ ہیں۔

حضرت ابوبکرہؓ کی ایک روایت ہے جو انہوں نے بصرہ کی مسجد میں بیان فرمائی کہ آپؐ نے فرمایا کہ ''میری امت میں سے ایک جماعت ضرور ایسے شہر پہنچے گی جسے بصرہ کہا جاتا ہوگا، جہاں ان کی تعداد بہت زیادہ ہوگی اور کھجوروں کے درخت بھی بہت زیادہ ہونگے۔ پھر قسنطورا کی اولاد آئے گی، جن کی آنکھیں چھوٹی ہونگی، یہاں تک کہ وہ دجلہ نامی ایک پل پر پہنچیں گے، پھر مسلمانوں کی تین جماعتیں بن جائیں گی۔ ایک جماعت تو اونٹوں کی دم پکڑ کر جنگلوں میں چلی جائے گی اور ہلاک ہو جائے گی، اور ایک قوم وہ خوفزدہ حالت میں وہیں ٹھہری رہے گی۔ یہ دونوں جماعتیں برابر ہونگی۔ اور تیسری قوم اپنے بچوں کو اپنی پشتوں پر اٹھالیں گے۔ یہی ان کے فضلاء وشہداء ہونگے۔ ان میں سے جو باقی بچیں گے ان کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرمائیں گے۔

امام احمد نے حضرت ابوبکرہؓ کی ایک روایت ہمیں بیان کی ہے کہ بنو قنطورا سے مراد ''ترک قوم'' ہے۔

امام ابوداؤد نے حضرت بریدہؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ ''تم سے چھوٹی آنکھوں والے ملیں گے''۔ یعنی ترک۔ ان کو تین مرتبہ وہاں سے ہنکایا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ جزیرۃ العرب پہنچ جائیں گے۔ پہلی دفعہ بھگانے میں جوان سے الگ ہوگیا وہ بچ جائے گا، دوسری مرتبہ میں بعض ہلاک ہو جائیں گے اور بعض بچ جائیں گے اور تیسری مرتبہ میں کوئی ایک بھی نہ بچے گا''۔[1]

سفیان ثوری نے حضرت ابن مسعودؓ کی ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ جب دجال نکلے گا تو لوگوں کی تین جماعتیں بن جائیں گی۔ ایک گروہ تو دجال پر ایمان لے آئے گا، دوسرا ایسی سرزمین کی طرف چلا جائے گا جہاں ''**شیح**'' (گھاس) اگتی ہے۔ اور تیسری جماعت عراق چلی جائے گی، جو دجال اور اسکے ساتھیوں سے جنگ کرے گی۔ یہاں تک کہ تمام مومن شام میں جمع ہو جائیں گے، پھر وہ مومن اپنا ایک دستہ بھیجیں گے۔ ان میں ایک شہسوار ہوگا جس کا گھوڑا بھورے رنگ کا ہوگا یا چتکبرہ۔ یہ لوگ دجال سے مقابلہ کریں گے اور سب کے سب شہید ہو جائیں گے ایک بھی بچ کر واپس نہ جائے گا۔[2]

عبداللہ بن بشر کی روایت

حنبل بن اسحٰق نے حضرت عبداللہ بن بشرؓ کی روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں، وہ لوگ دجال کو ضرور دبالیں گے جنہوں نے مجھے دیکھا ہے۔ یا یہ فرمایا کہ میرے کہنے سے قریب ہونگے۔[3]

حضرت سلمہ بن الاکوعؓ کی روایت

امام طبرانی نے حضرت سلمۃ بن الاکوعؓ کی روایت بیان کی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ عقیق سے آرہا تھا، جب ہم ثنیہ پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ ''میں اللہ کے دشمن مسیح دجال کی جگہوں کو دیکھ رہا ہوں وہ

---

[1] ابوداؤد کتاب الملاحم باب فی قتال الترک حدیث نمبر ۴۳۰۵، ابن ماجہ کتاب الفتن باب الترک حدیث نمبر ۴۰۹۶، مسند احمد حدیث نمبر ۲/۳۱۹، حدیث نمبر ۳/۳۱، حدیث نمبر ۵/۳۴۸

[2] مستدرک حاکم حدیث نمبر ۴/۵۹۸

[3] کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۸۰۶

آئے گا یہاں تک کہ فلاں جگہ پہنچے گا پھر کچھ دیر ٹھہرے گا۔ سارے آوارہ بدمعاش اس کے پاس جمع ہو جائیں گے۔ مدینہ کی کوئی گھاٹی ایسی نہیں بچے گی جہاں دو فرشتے پہرہ نہ دے رہے ہوں، دجال کے ساتھ دو صورتیں ہونگی، جنت کی اور جہنم کی۔ اسکے علاوہ اس کے ساتھ شیاطین بھی ہونگے جو ماں باپ کی صورت اختیار کرلیں گے اور ان کی زندہ اولاد سے کہیں گے کیا تو مجھے پہچانتا ہے؟ میں تیرا باپ ہوں۔ میں تیرا بھائی ہوں۔ میں تیرا رشتہ دار ہوں۔ اور کیا میں مر نہیں چکا؟ یہ (دجال) ہمارا رب ہے اسی کی اتباع کرو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جو اس شخص کے بارے میں فیصلہ کر رکھا ہوگا، وہی یہ شخص کہے گا۔ دجال کے لیے اللہ تعالیٰ مسلمانوں میں سے ایک آدمی مقرر فرمائیں گے جو اس کو خاموش کروا دے گا اور مارے گا اور ڈانٹے گا اور کہے گا، اے لوگو! یہ جھوٹا ہے، تمھیں دھوکے میں نہ ڈالے، بے شک یہ جھوٹا ہے، یہ باطل باتیں کرے گا، اور تمھارا رب کانا نہیں ہے۔ دجال اس شخص سے کہے گا تو میرا اتباع کیوں نہیں کرتا؟ یہ کہہ کر اس کو پکڑے گا اور دو ٹکڑے کر دے گا اور لوگوں سے پوچھے گا کیا میں اس کو تمھارے لیے دوبارہ زندہ نہ کر دوں؟ دوبارہ زندہ ہو کر وہ شخص پہلے سے زیادہ سختی سے دجال کی مخالفت شروع کر دے گا، اور زیادہ برا بھلا کہنے لگے گا، اور کہے گا اے لوگو! تم نے ایک آزمائش دیکھی ہے۔ جس میں تم مبتلا کیے گئے ہو اور ایک ایسا فتنہ جس میں تمھیں آزمایا گیا ہے۔ سنو! اگر یہ دجال سچا ہے تو مجھے دوبارہ مار کر زندہ کر دکھائے، سنو! وہ جھوٹا ہے۔ دجال اس کو اپنی آگ میں پھینکنے کا حکم دے گا حالانکہ وہ جنت ہے، پھر شام کی طرف روانہ ہو جائے گا[۱]

حضرت محجن بن الادرعؓ کی حدیث

امام احمدؒ نے حضرت محجن بن الادرعؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ ایک دن آپؐ نے خطبہ ارشاد فرمایا ''نجات کا دن، نجات کا دن کیا ہے؟ یہ جملہ تین مرتبہ ارشاد فرمایا، عرض کیا گیا۔ نجات کا دن کیا ہے؟ ارشاد فرمایا دجال آئے گا اور احد پر چڑھ جائے گا اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھ کر کہے گا'' کیا تم اس سفید محل کے بارے میں جانتے ہو؟ یہ احمد (ﷺ) کی مسجد ہے، پھر مدینہ منورہ آئے گا، مدینہ کے ہر راستے پر فرشتوں کو پہرہ دیتے ہوئے پائے گا جو اپنی تلوار لہرا رہے ہونگے۔ یہاں سے دجال جزف کی طرف آئے گا اور اپنا گرز تین مرتبہ زمین پر مارے گا۔ پھر مدینہ منورہ کو تین زبردست جھٹکے لگیں گے۔ ان جھٹکوں کی وجہ سے تمام منافق و فاسق مرد و عورت مدینہ سے نکل کر اس کے پاس جمع ہو جائیں گے، یہی نجات کا دن ہوگا''۔[۲]

بہترین دین وہ ہے جو آسان ہو

حضرت محجن بن الادرعؓ سے امام احمدؒ نے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور احد پہاڑ پر چڑھ گئے، وہاں سے مدینہ منورہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا'' تباہی ہو! یہ تو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور میں اس کو سب سے بہتر سمجھتا ہوں۔ یا فرمایا کہ سب سے آخری جو ہوگا۔ (دجال) اس مدینہ کی طرف بڑھے گا لیکن ہر راستے پر ایک ایسے فرشتوں کو پہرے دیتا ہوا پائے گا جو اپنی تلواریں سونتیں ہوئے ہونگے، لہذا یہ مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔

---

[۱] طبرانی کی معجم کبیر حدیث نمبر ۱۴۱/ ۷ اور مجمع الزوائد ہیثمی کی حدیث نمبر ۳۹/ ۷، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۷۹۳

[۲] مسند احمد حدیث نمبر ۳۳۸/ ۴، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۵۴۳/ ۴، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۸۳۳

پھر آپؐ احد سے نیچے تشریف لائے اور مسجد میں داخل ہوئے، وہاں ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے پایا، دریافت فرمایا، یہ کون ہے؟ میں نے اس شخص کی تعریف کی تو آپؐ نے فرمایا، خاموش ہو جاؤ، اس کو مت سنانا کہیں اس کو ہلاک ہی نہ کر دو"۔ پھر امہات المومنین میں سے کسی کے حجرے کے نزدیک تشریف لائے اور میرے ہاتھ کو چھوڑ دیا اور فرمایا "تمھارا بہترین دین وہ ہے جو آسان ہو، تمھارا بہترین دین وہ ہے جو آسان ہو" [۱]

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت

حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک روایت امام احمد نے نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا "قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک مسلمان یہودیوں سے مقابلہ نہ کر لیں، مسلمان ان کو قتل کریں گے، یہاں تک کہ یہودی درختوں اور پتھروں کے پیچھے چھپیں گے اور وہ درخت اور پتھر پکاریں گے، اے مسلمان! اے اللہ کے بندے! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا بیٹھا ہے، آؤ اور اس کو قتل کر دو، علاوہ عزقد نامی درخت کے کیونکہ وہ یہودیوں کا درخت ہے [۲]

اسکے علاوہ امام مسلم نے اسی سند سے یہ الفاظ بھی روایت کیے ہیں کہ "قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک ترکوں کے ساتھ قتال نہ ہو"۔ (الحدیث)

یہ ظاہر ہے کہ یہاں ترکوں سے مراد یہودی بھی ہیں، اور دجال بھی یہودی ہوگا، جیسے کہ حضرت ابوبکرؓ کی روایت میں گذرا ہے جسے احمد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

ایک اور روایت

امام احمد نے ہی حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ "دجال ضرور حوران اور کرمان میں سے نکلے گا، اس کے ساتھ ستر ہزار ساتھی ہونگے، ان کے سر ایسے ہونگے جیسے بڑے بڑے مٹکے" [۳]

ایک اور روایت حنبل بن اسحاقؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ ایک دن آپؐ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور دجال کا ذکر فرمایا، فرمایا کہ "کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی امت کو دجال سے نہ ڈرایا ہو، میں تمھارے سامنے اس کی ایسی خاصیات بیان کروں کہ جو مجھ سے پہلے کسی اور نبی نے بیان نہ کی ہونگی، وہ کانا ہے، اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ "کافر" تحریر ہے۔ جسے ہر شخص پڑھ سکے گا خواہ پڑھا لکھا ہو، یا ان پڑھ" [۴]

---

[۱] مسند احمد حدیث نمبر ۹۷۹/۳، حدیث نمبر ۳۳۸/۴، حدیث نمبر ۳۲/۵، کنز العمال حدیث نمبر ۵۳۷۵، سیوطی کی درمنثور حدیث نمبر ۱۹۲/۱

[۲] مسلم کتاب الفتن باب لاتقوم الساعة حتی عیر الرجل حدیث نمبر ۲۶۸۷، ابوداؤد کتاب الملاحم باب فی قتال الترک حدیث نمبر ۴۳۰۳، امام احمد کی مسند حدیث نمبر ۴۱۷/۳

[۳] مسند احمد حدیث نمبر ۳۳۷/۲، مجمع الزوائد حدیث نمبر ۳۴۵/۷

[۴] بخاری کتاب الفتن باب ذکر الدجال حدیث نمبر ۷۱۳۰، کتاب الفتن باب ذکر الدجال وصفتہ وما علیہ حدیث نمبر ۲۹۴۷، مسند احمد حدیث نمبر ۲۷۱/۷، حدیث نمبر ۱۱۵/۳، حدیث نمبر ۱۴۰/۵

اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتے حرمین کی نگرانی کر رہے ہونگے

امام احمدؒ نے حضرت ابو ہریرۃؓ کی روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ اور مدینہ فرشتوں کی حفاظت میں ہوگا، مدینہ آنے والے ہر راستے پر فرشتے ہونگے، وہاں نہ دجال داخل ہو سکے گا اور نہ طاعون''۔[1]

حضرت عبادہؓ کی روایت

امام ابوداؤد نے حضرت عبادہؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ ''آپؐ نے فرمایا، میں نے تمھیں دجال کے بارے میں بتایا، یہاں تک کہ مجھے خوف ہوا کہ تم نہ کرو گے، مسیح دجال ٹھگنا، گھٹے ہوئے بالوں والا، اور کانا ہے۔ اس کی ایک آنکھ مسخ کی جا چکی ہے۔ اگر اس کا معاملہ تمھاری سمجھ میں نہ آئے تو جان لو کہ تمھارا رب ہرگز کانا نہیں ہے''۔[2]

بنو تمیم کی فضیلت

بخاری اور مسلم نے حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ مجھے تین وجوہات سے بنو تمیم سے محبت ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ (پہلی وجہ) وہ دجال کی مخالفت میں بہت سخت ہیں[3]۔ اتنے میں بنو تمیم والوں کی طرف سے بھیجے گئے زکوۃ و صدقات پہنچ گئے تو فرمایا ''یہ میری قوم کے صدقات ہیں[4]۔ بنو تمیم والوں کی لڑکی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس تھی، تو آپؐ نے فرمایا کہ ''اس کو آزاد کردو، کیونکہ یہ حضرات اسمٰعیلؑ کی اولاد میں سے ہیں[5]

حضرت عمران بن حصینؓ کی روایت

امام ابوداؤدؒ نے حضرت عمران بن حصینؓ کی روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ ''جس نے دجال کی بات سنی، ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں، خدا کی قسم ایک شخص اس کے پاس آئے گا اور اس (دجال) کو مومن سمجھتا ہوگا اور اس کے مشکوک جادوئی کمالات کی پیروی کرے گا۔

امام احمدؒ نے ایک اور روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ ''نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جس نے دجال کی بات سنی ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں، بے شک ایک شخص اس کو مومن سمجھتا ہوا اس کے پاس آئے گا اور اس کو مومن ہی سمجھتا ہوگا کیونکہ وہ شخص اس (دجال) کی طرف سے شکوک میں مبتلا ہوگا یہاں تک کہ وہ اس کی اتباع کرلے گا''۔

یزید بن ہارون نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

حضرت عمران بن حصینؓ سے ایک روایت سفیان بن عیینہ نے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ

---

[1] مسند احمد حدیث نمبر ۲/۴۸۳، مجمع الزوائد حدیث نمبر ۳/۳۰۹، بخاری کی تاریخ کبیر حدیث نمبر ۶/۱۸۰

[2] سنن ابوداؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال حدیث نمبر ۴۳۲۰، مسند احمد حدیث نمبر ۵/۳۲۴ اور کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۷۶۵ [3] بخاری کتاب العتق باب ملک من العرب حدیث نمبر ۲۵۴۳، مسلم کتاب فضائل الصحابہ غفار واسلم حدیث نمبر ۶۳۹۸، فتح الباری حدیث نمبر ۸/۸۴، حدیث نمبر ۵/۱۷۰، حدیث نمبر ۵/۱۷۲ [4] ایضاً

[5] ابوداؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال حدیث نمبر ۴۳۱۹، مسند احمد حدیث نمبر ۴/۴۴۱

وہ کھانا کھائے گا اور بازاروں میں گھومے گا''۔[۱] یعنی دجال بھی انسانوں کی طرح کھائے پیئے گا اور بازاروں میں آیا جایا کرے گا۔

حضرت مغیرۃ بن شعبہؓ کی روایت

دجال کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے لیے بہت آسان ہے

امام مسلمؒ نے ایک روایت حضرت مغیرۃ بن شعبہؓ کی نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ جتنی معلومات دجال کے بارے میں، میں نے نبی کریم ﷺ سے حاصل کی ہے اور کسی نے نہیں حاصل کی۔ یہاں تک کہ آپؐ نے فرمایا تمھیں اس سے کیا نقصان پہنچے گا؟ وہ (دجال) تمھیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! لوگ کہتے ہیں کہ اس کے پاس کھانا بھی ہوگا اور پانی کی نہریں بھی ہوں گی، فرمایا وہ اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ آسان ہے۔[۲]

یہ روایت شریح بن یونس نے حضرت مغیرہؓ سے ان الفاظ میں نقل کی ہے کہ فرماتے ہیں دجال کے بارے میں جتنا آپؐ سے میں نے پوچھا کسی اور نے نہیں پوچھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپؐ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ تمھارا اس (دجال) کے بارے میں کیا سوال ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! لوگ کہتے ہیں کہ اس کے پاس روٹیوں اور گوشت کے پہاڑ ہونگے اور بالائی کی نہریں ہوں گی؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے یہ (یعنی دجال کو اتنی بڑی مقدار میں کھانا پانی وغیرہ دینا) اس (یعنی دجال کے معاملے) سے بھی زیادہ آسان ہے۔[۳]

یہی روایت مسلم نے بھی کئی طرق سے صحیح مسلم کتاب الدستئذان میں نقل کی ہے۔ اور حضرت حذیفہؓ کی روایت میں پہلے گذر چکا ہے کہ اس (دجال) کا پانی دراصل آگ ہے اور آگ دراصل ٹھنڈا پانی، اور بظاہر آنکھوں کو ایسا محسوس ہوگا (حقیقت میں نہ ہوگا)۔

اسی روایت سے بعض علماء جیسے ابن حزم، طحاوی وغیرہ نے استدلال کیا ہے کہ دجال ملمع سازی اور نظر بندی کا ماہر ہوگا، جو چیزیں لوگوں کو دکھائے گا ان کی حقیقت میں کوئی حیثیت نہ ہوگی بلکہ یہ صرف خیالات ہونگے۔

معتزلہ فرقہ کے بڑے شیخ ابوعلی الجبائی کہتے ہیں کہ دجال جو کمالات دکھائے گا ان کا حقیقت میں سچا ہونا جائز نہیں کیونکہ اگر اس کو ہم جائز کہیں گے تو خارق عادات کی لات اور ہفوات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے معجزات کے برابر ہو جائیں گے۔

قاضی عیاض اس کے مقابلے میں فرماتے ہیں کہ ایسا ہونا ممکن ہے کیونکہ دجال الوہیت کا دعویٰ کرے گا، اور جو الوہیت کا دعوی کرے اس سے ایسے اعمال کا صدور ناممکن نہیں ہے، ورنہ پھر وہ الوہیت کا دعوی کیونکر کرے گا۔

دوسری طرف بہت سے باطل فرقوں جیسے خوراج، جہمیۃ اور بعض معتزلہ نے دجال کا بالکل ہی انکار کیا ہے اور اس معاملے میں وارد تمام احادیث کو رد کر دیا ہے۔ لہذا ان کے ہاں اس سلسلے میں کوئی تفصیل نہیں ملتی۔

لہذا اسی وجہ سے یہ لوگ عام اہلسنت والجماعت اور خصوصاً علماء سے کٹ گئے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے اس سلسلے میں واردان روایات کا انکار کیا ہے جو آپؐ سے تواتر کے ساتھ ثابت ہیں جیسے ہم نے ابھی بہت سی بیان کیں۔ اور یہ بھی

۱۔ مسند احمد حدیث نمبر ۴۴۴/۴، مجمع الکبیر طبرانی حدیث نمبر ۱۵۵/ ۱۸، مجمع الزوائد حدیث نمبر ۲/ ۸

۲۔ مسلم کتاب الفتن باب فی الدجال وھو اھون علی اللہ عزوجل حدیث نمبر ۷۳۰۴، حدیث نمبر ۷۳۰۵ ۳۔ ایضاً

تمام روایات نہیں بلکہ چند ہیں جو بات سمجھانے کے لیے کافی ہیں۔ مدد اور توفیق تو اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

سبق

ان تمام احادیث سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ دجال اور وہ تمام کمالات اور خوارق عادات جو اللہ تعالیٰ نے دجال کو دیئے ہیں، دراصل اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں کا امتحان ہوگا۔ جیسے کہ پہلے گذرا کہ جو دجال کی بات مان لے گا، وہ خوب خوشحال ہو جائے گا بارشیں ہوں گی، زراعت ہوگی، بہت سے مال مویشی ہونگے اور خوب پھلے پھولے گا۔ اور جو اس کی بات نہیں مانے گا اور اس کو دھتکار دے گا وہ تنگی اور قحط سالی کا شکار ہو جائے گا۔ بیماریاں اس پر حملہ آور ہونگی، مال مویشی ہلاک ہو جائیں گے، عزیز و اقارب مر جائیں گے، پھل زراعت کاروبار وغیرہ تباہ ہو جائے گا۔ یعنی مختلف آفتیں اس کو گھیر لیں گی۔

زمین کے اندر چھپے ہوئے خزانے دجال کے ساتھ ایسے چلیں گے جیسے شہد کی مکھیاں اپنی ملکہ کے ساتھ چلتی ہیں اور دجال کسی نوجوان کو قتل کر کے دوبارہ زندہ کرے گا۔ یہ سب خوارق اور کمالات حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ دجال کو دیں گے تاکہ اپنے بندوں کا امتحان لیں۔ چنانچہ بہت سے اس کی وجہ سے گمراہ ہو جائیں گے اور مومنوں کا ایمان پہلے سے بھی زیادہ ہو جائے گا۔ لہٰذا یہ جو روایت گذری ''ھو اھون علی اللہ من ذلک'' (الحدیث) کہ یہ اللہ تعالیٰ کے لیئے اس سے بھی زیادہ آسان ہے تو اس کا یہی مطلب ہے یہ معاملہ کم ہے اس سے کہ دجال کے پاس ایسی چیزیں ہوں جن سے لوگ گمراہ ہو جائیں گے حالانکہ وہ نقصان فسق و فجور اور ظلم کے علاوہ کچھ نہ ہوگا اگر چہ اس کے کمالات خوارق عادات میں سے ہوں۔ کیونکہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ ''کافر'' بھی تحریر ہوگا۔ اور یہ تحریر ایسی ہوگی جو واضح طور پر ہر ایک کو دکھائی دے گی۔ یعنی حسی ہوگی محسوس کی جاسکے گی، اس کو چھو کر بھی دیکھا جاسکے گا کہ معنوی یا خیالی تحریر نہ ہوگی۔ کیونکہ آپؐ نے اس بارے میں تحقیقی خبر دی ہے کہ وہاں ک، ف، ر تحریر ہوگا۔

اس کے علاوہ اس کی ایک آنکھ کانی ہوگی، انتہائی کریہہ المنظر ہوگا۔ اس کی ایک آنکھ ابھری ہوئی ہوگی، یہی معنی ہیں اس جملے کے ''کأنھا عنبہ طافیہ''۔ طافیہ اس مچھلی کو کہتے ہیں جو پانی میں مر جائے اور سطح کے اوپر آ جائے۔ یہاں روایات میں اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ اس کی آنکھ بے نور بھی ہوگی یعنی اس میں روشنی بھی نہ ہوگی اور وہ دیکھ بھی نہ سکتا ہوگا۔ اور جیسا کہ ایک روایت میں گذرا کہ اس کی آنکھ ایسی ہوگی جیسے کسی چونا لگی دیوار پر کسی کے ناک کی گندگی بلغم وغیرہ لگی ہوتی ہے، یعنی نہایت بدصورت۔

بعض روایات میں یہ آیا ہے کہ اس کی دائیں آنکھ کانی ہوگی اور دوسری بھی رحانامی پتھر کی طرح ہوگی۔ لہٰذا یا تو یہ کہ ان میں سے ایک قسم کی روایات محفوظ نہیں رہیں یا یہ کہ کانا پن دونوں آنکھوں میں ہوگا اور کانے پن سے مراد نقص اور عیب ہیں۔

اس بات کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جو طبرانی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ ''دجال سخت بالوں والا ہے، کمیہ ہے، اس کی آواز ایسی ہے جیسے کوئی ناک سے بولتا ہو (غنہ کی مانند)، اس کا سر گویا کہ کسی درخت کی ٹہنی ہو، اس کی دائیں آنکھ اندر کو دھنسی ہوئی اور بائیں آنکھ ایسی جیسی پھولا ہوا انگور کا دانہ ہو۔[1]

---

[1] معجم کبیر طبرانی حدیث نمبر ۱۱/۳۷۰

سفیان ثوری نے بھی سماک سے ایسی ہی روایت نقل کی ہے، لیکن جیسے کہ پہلی روایت میں بیان ہوا ہے کہ اس کی دوسری آنکھ ایسی ہوگی جیسے چمکتا ہوا ستارہ، اس بناء پر ایک روایت غلط ہوگی، لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ اس کی ایک آنکھ تو مکمل طور پر کالی ہو اور دوسری میں کچھ کانا پن ہو، حقیقت حال سے تو اللہ تعالیٰ ہی واقف ہیں۔

دجال کے بارے میں تصریح قرآن کریم میں کیوں نہیں ہے؟

یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ باوجود اس کے کہ دجال انتہائی درجے کا فاسق و فاجر ہے، اس کا شر و فتنہ بہت عظیم ہے، وہ ربوبیت کا دعویٰ کرے گا، وہ بڑے چھوٹوں میں سے ہوگا، تمام انبیاء کرام نے اپنی اپنی امتوں کو اس سے ڈرایا لیکن پھر بھی قرآن کریم میں اس کے بارے میں کوئی تفصیل نہیں ملتی؟

اس کا جواب چند مختلف طریقوں سے دیا جا سکتا ہے۔

ترجمہ: جس روز آپ کے رب کی بڑی نشانی آ پہنچے گی، کسی ایسے شخص کا ایمان جو پہلے سے ایمان نہیں رکھتا یا اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہ کیا ہو (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

امام ترمذی نے اس کی تفسیر میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت نقل کی ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ''تین چیزیں ایسی ہیں کہ جب وہ ظاہر ہو جائیں گی تو (ان کے ظہور کے بعد) کسی ایمان لانے والے کو اس کا ایمان کچھ بھی فائدہ نہ دے سکے گا، یا (ان نشانیوں کے ظاہر ہونے کے بعد) کسی ایماندار نے نیک اعمال شروع کیے تو وہ کچھ فائدہ نہ دیں گے۔ وہ تین چیزیں یہ ہیں (۱) دجال (۲) دابہ اور (۳) سورج کا مغرب سے طلوع ہونا[۱]

دوم

جیسے کہ پہلے بیان ہوا، اور جیسے کہ آگے بھی آ رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان دنیا سے نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے، جیسا کہ قرآن کریم، سورۃ النساء آیت نمبر ۱۵۷ تا ۱۰۹ میں ذکر کیا گیا ہے۔

ترجمہ: اور انکے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم کو جو کہ رسول ہیں اللہ تعالیٰ کے قتل کر دیا حالانکہ انہوں نے ان کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا لیکن ان کو اشتباہ ہو گیا اور جو لوگ ان کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ غلط خیال میں ہیں، ان کے پاس اس پر کوئی دلیل نہیں بجز تخمینی باتوں پر عمل کرنے کے اور انہوں نے ان کو یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست ہیں حکمت والے ہیں، اور کوئی شخص اہل کتاب میں سے۔

یہ بات ہم اپنی تفسیر میں بتا چکے ہیں کہ لفظ ''قبل موتہ'' میں ''ہ'' ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے۔ یعنی عنقریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نازل ہونگے۔ ان پر اہل کتاب ایمان لے آئیں گے جو ان کے بارے میں بہت زیادہ اختلاف رکھتے تھے، وہ بھی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا سمجھتے ہیں یعنی عیسائی اور وہ بھی جو معاذ اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر مشکوک اولاد ہونے کا الزام لگاتے ہیں۔ یعنی یہود، چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہوتے ہی یہودیوں اور عیسائیوں کو اس بات کا بخوبی علم ہو جائے گا کہ وہ لوگ اپنے دعوؤں میں

---

[۱] مسلم کتاب الایمان باب بیان الزمن الذی لایقبل فیہ الایمان حدیث نمبر ۳۹۶، ترمذی کتاب التفسیر باب نمبر ۷ اور سورۃ الانعام کی تفسیر حدیث نمبر ۳۰۷۲، مسند احمد حدیث نمبر ۲/۴۴۵

جھوٹے تھے، جیسا کہ ابھی ہم بیان کریں گے۔

چنانچہ اسی بناء پر کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول میں اشارہ ہے دجال کے ظہور کی طرف جو گمراہیوں کا راہنما ہے۔ اور مسیح ہدایت کا مخالف ہے اور اہل عرب کی عادت ہے کہ بعض اوقات وہ دو ضدوں یا دو مخالفوں میں سے ایک کے ذکر پر اکتفا کرتے ہیں اور اس سے دوسرے کی طرف بھی اشارہ ہو جاتا ہے، جیسے کہ یہ بات اپنی جگہ طے شدہ ہے۔

سوم

قرآن کریم میں اس (دجال) کے نام کی تفریح اس لیے نہیں ہے تا کہ اس کی حقارت خوب اچھی طرح ثابت و واضح ہو جائے کہ گرتو یہ الوہیت کا دعوی رہا ہے اور حقیر اتنا ہے کہ قرآن کریم میں اس کا ذکر کرنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی گئی اور یہ بات اللہ بزرگ و برتر کی عظمت و جلالت علوشان اور تمام نامناسبات سے پاکی کے منافی بھی نہیں ہے۔ لہذا دجال کا معاملہ اہل عرب کے نزدیک اس قدر حقیر اور معمولی تھا کہ اس کو ذکر ہی نہیں کیا گیا۔ لیکن انبیاء کرام نے جناب باری میں عرض معروض کر کے دجال کے فتنے، اس کے خوارق العادات الاعمال وغیرہ سے آگاہی حاصل کر کے اپنی امتوں کو بتایا اور ہر بات کو اتنا کھول کھول کر بیان کر دیا کہ انبیاء کرام کی مبارک زبانوں سے ہی اس کے ذکر پر اکتفا کر لیا گیا۔

چنانچہ یہ تواتر کے ساتھ آپؐ سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ جیسی ہر عظمت و جلال ہستی کے مقابلے میں دجال جیسے معمولی اور خسیس کا ذکر قرآن کریم میں ہو۔ اسی وجہ سے یہ کام نبیاء کرام کے سپرد کر دیا گیا۔

ایک شبہے کا ازالہ

اگر کسی کے ذہن میں یہ شبہ ہو کہ اگر دجال کا ذکر صرف اس وجہ سے قرآن کریم میں نہیں کیا گیا کہ وہ ذات باری تعالیٰ کے مقابلے میں ہر گاہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتا تو فرعون تو دجال سے بھی گیا گذرا ہے۔ اس نے بھی اسی قسم کے جھوٹے دعوے کیے تھے۔ مثلاً اس نے کہا "انا ربکم الاعلیٰ"[1]۔ یا ایک اور جگہ کہا "یا ایھا الملأ ماعلمت لکم من الٰہ غیری"[2] پھر اس کا ذکر کیوں قرآن کریم میں کیا گیا ہے؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ فرعون کا معاملہ تو پہلے گذر چکا تھا اور اس کا جھوٹ و افتراء لوگوں پر واضح ہو چکا تھا، ہر عقل مند مومن اس کے بارے میں بخوبی جانتا ہے۔ جبکہ دجال کا معاملہ ابھی آئندہ زمانے میں ہوگا۔ جب دین بیزاری اور دین سے دوری کا عالم ہوگا۔ لوگ قران و حدیث بھول چکے ہونگے۔ لہذا دجال سے خوارق عادات اعمال و افعال دیکھ کر اس پر ایمان لے آئیں گے۔ اور دجال لوگوں کے لیے بہت بڑا فتنہ ہوگا، چنانہ اس کو اس کے حقیر ہونے کی بناء پر اور آزمائش ہونے کی بناء پر بھی ذکر نہیں کیا۔ کیونکہ اس (دجال) کے جھوٹے ہونے کا معاملہ اتنا واضح ہے کہ اس پر تنبیہ کرنے اور قرآن کریم میں ذکر کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی کیونکہ بعض اوقات کسی چیز کے بہت زیادہ واضح اور عام فہم ہونے کی وجہ سے اس کے ذکر کو چھوڑ بھی دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ آپؐ نے اپنے مرض میں حضرت ابو بکر

---

[1] سورۃ النازعات آیت نمبر ۲۴ (ترجمہ میں تمہارا رب اعلیٰ ہوں)

[2] سورۃ القصص آیت نمبر ۳۸، (ترجمہ: اے اہل دربار مجھ کو تمہارا اپنے سوا کوئی خدا معلوم نہیں ہوتا)

صدیقؓ کی خلافت کے بارے میں تحریری حکم دینا چاہا لیکن پھر اپنا ارادہ منسوخ فرمادیا اور فرمایا "یابی اللہ والمومنون الا ابابکر" ۔ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور مومنین (خلافت کے لیے) حضرت ابوبکر کے علاوہ کسی پر راضی نہ ہونگے [۱]۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ تمام صحابہ کرامؓ کو حضرت ابوبکر صدیقؓ کی جلالت قدر، عظمت، شان وشوکت اور بزرگی کا علم تھا، جبکہ آپؐ بھی جانتے تھے کہ صحابہ کرامؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے علاوہ کسی اور کو اپنا خلیفہ نہ بنائیں گے، اور ہوا بھی ایسے ہی۔ لہذا اسی وجہ سے اس حدیث کو نبوت دلائل میں بھی ذکر کیا جاتا ہے جیسا کہ پہلے ہم نے ذکر کیا، اور کتاب میں کئی جگہ اسی بات کو بیان کیا ہے۔

اور یہ بحث جس میں ہم اس وقت مشغول ہیں اس کا تعلق بھی اسی قسم کے معاملات سے ہے، اور وہ یہ کہ خود آپؐ کا ظہور مبارک بھی اتنا واضح تھا کہ اس کے لیے کسی لعن یا دلیل کی ضرورت نہ تھی، کیونکہ معاملہ اس قدر واضح تھا کہ اس پر مزید اضافے کی کوئی ضرورت وحاجت ہی نہ تھی، لہذا دجال کا معاملہ بھی اپنے مقام ومرتبے اور جھوٹے دعوے کے لحاظ سے واضح ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر اور دلیل وغیرہ کا ذکر ضروری نہیں سمجھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ دجال جیسوں کا معاملہ مومنوں کو نہ ڈرا سکتا ہے اور نہ ان کے ایمان کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ کیونکہ اس سے مومنوں کے اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ پر ایمان سے ایمان ہوگا اور ساتھ ساتھ دجال کے باطل ہونے کا یقین بھی پختہ ہوگا۔

لہذا اسی وجہ سے وہ مومن (جس کو دجال مار کر دوبارہ زندہ کرے گا) دجال سے کہے گا کہ خدا کی قسم تیرے بارے میں میری بصیرت میں اور زیادہ اضافہ ہوگیا ہے۔ اس لیے کہ تو ہی وہ جھوٹا ہے جس کے بارے میں رسول ﷺ کی حدیث ہم تک پہنچی۔

چنانچہ مسلم کی روایت کے ظاہر سے استدلال کرتے ہوئے فقیہہ ابراہیم بن محمد بن سفیان نے کہا ہے کہ وہ مومن خضر ہونگے، اسی کو قاضی عیاض نے اپنی جامع میں معمر سے روایت کیا ہے۔ اس کے علاوہ مسند احمد سنن ابی داؤد اور ترمذی میں ابوعبیدہؓ کی روایت موجود ہے فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا "کہ شاید ان لوگوں میں سے بھی کوئی اس (دجال) کو پالے جنہوں نے مجھے دیکھا ہے یا میرا کلام سنا ہے" [۲]۔

اس روایت سے اس مومن کی تعیین حضرت خضرؑ سے کرنے کی اگرچہ تائید ہوتی ہے لیکن یہ حدیث غریب ہے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ بات آپؐ نے اس وقت فرمائی ہو کہ جب بھی آپؐ پر دجال کی تفصیلات واضح نہ کی گئی تھیں۔ سب سے زیادہ جاننے والے تو اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔

دجال سے حفاظت کے لیے بیان کیے گئے اورادواذکار کا بیان

ایک ذکر تو استعاذہ (اعوذ باللہ) پڑھنا بھی ہے، چنانچہ آپؐ سے صحیح احادیث میں ثابت ہے کہ رسول ﷺ نمازوں میں دجال سے پناہ مانگا کرتے تھے، اور اسی طرح آپؐ نے اپنی امت کو بھی اس کا حکم دیا، چنانچہ فرمایا اے ہمارے رب ہم جہنم کے عذاب سے تیری پناہ میں آتے ہیں، اور قبر کے فتنے اور مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ میں

---

[۱] بخاری کتاب الاحکام باب الاستخلاف حدیث نمبر ۷۲۱۷، مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب فی فضل ابی بکر صدیقؓ حدیث نمبر ۶۱۳۱، بیہقی کتاب اہل البغی باب ماجاء فی تنبیہ الامام علی حسن براہ اہلا لخلافہ بصرہ حدیث نمبر ۳/۱۵۳

[۲] ابوداؤد کتاب السنة باب فی الدجال حدیث نمبر ۴۷۵۶، ترمذی کتاب الفتن باب ماجاء فی الدجال حدیث نمبر ۲۲۳۴، مسند احمد حدیث نمبر ۱/۱۹۵

آتے ہیں''۔[1]

سورۃ کہف کی آخری دس آیات

ہمارے شیخ، استاذ ابوعبداللہ ذہبی نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ سے استعاذہ متواتر ہے جیسا کہ امام ابوداؤد نے حضرت ابوالدرداء کی روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا ''جس نے سورۃ کہف کی آخری دس آیات یاد کیں تو گویا کہ وہ دجال کے فتنے سے محفوظ ہوگیا''۔[2]

امام ابوداؤد نے قتادہ سے بھی ایسی ہی روایت کی ہے اس میں من حفظ من خواتیم ،یعنی آخر میں سے، کے الفاظ کا اضافہ ہے، شعبہ نے قتادہ سے آخر الکہف کے الفاظ نقل کیے ہیں۔ امام مسلم نے ہمام، ہشام اور شعبہ سے مختلف الفاظ سے یہ روایات نقل کی ہیں اور بعض روایات میں ہے کہ ''سورۃ الکہف کی ابتدائی آیات جس نے پڑھیں وہ دجال سے محفوظ ہوگیا''۔[3]

اسی طرح شعبہ نے قتادہ سے نقل کیا ہے کہ ''اگر کسی نے سورۃ کہف کی آخری دس آیات یاد کرلیں تو وہ دجال کے فتنے سے محفوظ ہوجائے گا''۔[4]

جیسے کہ حضرت عمران بن حصینؓ کی روایت پہلے گذر چکی ہے کہ 'جس نے دجال کی بات سنی ہمارا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں''۔[5]

اور نبی کریم ﷺ کا فرمان بھی گذر چکا ہے'' کہ ایک مومن دجال کو مومن سمجھتا ہوا اس کے پاس آئے گا، پھر انکے شبہات کے بعد اس کی اتباع کرلے گا''۔

حرمین کے رہائشی بھی دجال کے فتنے سے محفوظ رہیں گے

دجال سے محفوظ رہنے کے لیے مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں رہائش بھی مفید ہے۔ چنانچہ شیخین (بخاری ومسلم) نے امام مالکؒ سے حضرت ابوہریرۃؓ کی روایت نقل کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا مدینہ کے ہر راستے پر فرشتے پہرہ دے رہے ہوں گے۔ نہ ہی اس میں طاعون داخل ہوسکے گا اور نہ دجال۔[6]

اسی طرح امام بخاریؒ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا'' کہ مدینہ منورہ میں مسیح دجال کا رعب داخل نہ ہوسکے گا۔ اس دن مدینہ منورہ کے سات دروازے ہونگے اور ہر دروازے

---

[1] بخاری کتاب الجنائز حدیث نمبر ۱۳۷۷، مسلم کتاب المساجد باب مایستعاذ منہ فی الصلوۃ حدیث نمبر ۱۳۳۲، ابوداؤد کتاب الصلوۃ باب فی الاستعاذۃ حدیث نمبر ۱۵۴۲

[2] مسلم کتاب صلوۃ المسافرین باب فضل سورۃ الکہف وآیۃ الکرسی حدیث نمبر ۱۸۸۰، ابوداؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال حدیث نمبر ۴۳۲۳، ترمذی فضائل القرآن باب دماجاء فی فضل سورۃ الکہف حدیث نمبر ۲۸۸۶

[3] مسلم کتاب صلوۃ المسافرین باب فضل سورۃ الکہف آیۃ الکرسی حدیث نمبر ۱۸۸۰

[4] ابوداؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال حدیث نمبر ۴۳۱۹، مسند احمد حدیث نمبر ۴۳۱۱۴، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۵۳۱۱۴

[5] بخاری کتاب فضائل المدینہ باب لا یدخل الدجال المدینہ حدیث نمبر ۱۸۸۰، مسلم کتاب الحج باب صیانۃ المدینہ من دخول الطاعون والدجال الیھا حدیث نمبر ۳۳۴۷، مسند احمد حدیث نمبر ۲/۲۳۷

[6] بخاری کتاب فضائل المدینہ باب لا یدخل المدینۃ حدیث نمبر ۱۸۷۹، مسند احمد حدیث نمبر ۵/۴۳، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۴/۵۴۲

پر دو فرشتے پہرہ دے رہے ہونگے۔[1]

ہر روایت مختلف طریقوں سے حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت انس بن مالکؓ، حضرت سلمۃ بن الاکوعؓ اور حضرت محجن بن الادرع رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی منقول ہے جیسے کہ پہلے گذرا۔

ترمذیؒ نے ایک اور روایت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''دجال مدینہ منورہ کی طرف آئے گا، تو فرشتوں کو اس کی حفاظت کرتا ہوا پائے گا لہٰذا مدینہ میں نہ ہی دجال داخل ہو سکے گا اور نہ ہی طاعون ان شاء اللہ تعالیٰ''۔[2]

صحیح حدیث میں اس طرح بھی ثابت ہے کہ دجال نہ ہی مکہ میں داخل ہو سکے گا اور نہ ہی مدینہ میں، فرشتے اس کو روکیں گے۔''

اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں شہر بہت معزز و مقدس ہیں پر امن اور دجال پر حرام ہیں، لہٰذا جب دجال سَبخہ مدینہ کے قریب پہنچے گا تو مدینہ میں تین زلزلے آئیں گے، یہ زلزلے یا تو حسی ہوں گے یعنی محسوس کئے جا سکیں گے یا معنوی ہوں گے، دونوں طرح کے اقوال موجود ہیں، بہر حال ان زلزلوں کی وجہ سے ہر منافق مرد اور عورت مدینہ منورہ سے نکل جائے گا، اس دن مدینہ اپنی گندگی (گناہ گار اور منافق لوگوں) کو نکال پھینکے گا اور اپنی نیکی اور بھلائی پھیلائے گا، جیسے کہ حدیث میں گذرا۔ واللہ اعلم۔

دجال کی سیرت

دجال عام انسانوں کی طرح ایک انسان ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس کو اس لئے پیدا کیا ہے تاکہ قریب قیامت میں لوگوں کی آزمائش ہو۔ جیسے کہ سورہ بقرہ میں ہے ''یضل بہ کثیرا ویھدی بہ کثیرا وما یضل بہ الا الفاسقین''۔ کہ بہت سے لوگ گمراہ ہو جائیں گے اور بہت سے ہدایت پا جائیں گے، اور گمراہ صرف وہی لوگ ہوں گے جو فاسق ہوں۔

کنیت

حافظ احمد بن علی الابار نے شعبی کے حوالے سے اپنی تاریخ میں دجال کی کنیت ابو یوسف نقل کی ہے۔

حضرت عمر، ابوداؤد، جابر بن عبداللہ وغیرہم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ یہ دراصل ابن صیاد ہے، جیسا کہ پہلے بھی گذرا ہے۔

امام احمدؒ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''دجال کے والدین کے تیس سال تک لڑکا نہ ہوگا، آخری تین سال بعد ان کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا، جو نقصان

[1] بخاری کتاب فضائل المدینہ باب لا یدخل الدجال المدینہ حدیث نمبر ۱۸۸۱، مسلم کتاب الفتن باب قصۃ الجساسۃ حدیث نمبر ۷۳۱۶، مسند احمد حدیث نمبر ۵/۴۱

[2] بخاری کتاب الفتن باب لا یدخل المدینہ حدیث نمبر ۷۱۳۴، ترمذی کتاب الفتن باب ما جاء فی الدجال لا یدخل المدینہ حدیث نمبر ۲۲۴۳، مسند احمد حدیث نمبر ۳/۱۲۳

وہ زیادہ اور فائدہ مند کم ہوگا، اس کی آنکھیں سویا کریں گی لیکن دل بیدار رہا کرے گا''۔[1]

پھر دجال کے والدین کی ملاقات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ''اس کا باپ مضطرب اللحم یعنی بہت موٹا ہوگا اس کی ناک لمبی ہوگی جیسے کہ چونچ ہوگی، اور اس کے ماں کے پستان بہت بڑے بڑے ہوں گے''۔

پھر حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ مدینہ میں یہودیوں کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا ہے، فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو دیکھنے روانہ ہوئے اور اس کے والدین کے پاس پہنچے، جب ہم نے اس کے والدین کو دیکھا تو وہ تمام نشانیاں ان میں موجود پائیں جو آپ ﷺ نے فرمائیں تھیں۔ جب ہم نے اس بچے کی طرف دیکھا تو دھوپ میں زمین پر پڑا سو رہا تھا۔ اور ایک چادر اوڑھ رکھی تھی اور اس کے پاس سے بھنبھناہٹ کی سی آواز آرہی تھی۔ ہم نے اس کے بارے میں اس کے والدین سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ تیس سال تک ہمارے ہاں بچہ پیدا نہیں ہوا، اور اب ہوا ہے اور وہ بھی کانا، نقصان اس کا زیادہ ہے اور فائدہ کچھ نہیں۔

پھر جب ہم واپسی کے دوران اس کے پاس سے گذرے تو بولا مجھے معلوم ہے کہ تم کیوں آئے تھے، ہم نے پوچھا کیا تو (سوتے ہوئے بھی) ہماری باتیں سن رہا تھا؟ کہنے لگا ہاں، میری آنکھیں سوتی ہے دل نہیں سوتا۔''[1]

یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ ابن صیاد مدینہ کے یہودیوں میں سے تھا اور اس کا لقب عبداللہ تھا جبکہ نام ''صاف''۔ یہ تمام تفصیلات پہلے ذکر کی جاچکیں ہیں۔

یہ بھی ممکن ہے کہ اس کا اصل نام ''صاف'' ہو اسلام قبول کرنے کے بعد اس نے اپنا نام عبداللہ رکھا ہو۔

یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ اس کا بیٹا عمارۃ بن عبداللہ جلیل القدر تابعین میں سے ہے۔ امام مالکؒ وغیرہ نے ان سے روایات لی ہیں، اور یہ بات تو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ابن صیاد دجال نہیں ہے، البتہ یہ ممکن ہے کہ بعض صیاد، چھوٹے دجالوں میں سے ہو لیکن بعد میں اس نے توبہ کر لی تھی اور اسلام قبول کر لیا تھا لہٰذا اس کے مافی الضمیر اور سیرت کے بارے میں تو اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔

رہا بڑا دجال تو اس کا ذکر حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں ہے جو آپ نے حضرت تمیم الداری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے جس میں جساسہ کا ذکر ہے، اور یہ بھی کہ پھر جب مسلمان جب روم یعنی قسطنطنیہ فتح کر چکیں گے تو قرب قیامت میں دجال کو نکلنے کی اجازت ملے گی۔ چنانچہ اصبہان کے ایک ایسے علاقے سے نکلے گا جسے ''یہودیہ'' کہا جاتا ہوگا۔ اس علاقے کے رہنے والے ستر ہزار یہودی اس کے چیلے ہونگے۔ وہ مسلحہ بھی ہونگے اور سنہرے رنگ کی چادر لیے ہوئے ہوں گے۔ اس طرح ستر ہزار تاتاری اور اہل خراسان بھی دجال کے ساتھیوں میں سے ہونگے۔ پہلے تو ایک ظالم بادشاہ کی صورت میں ظاہر ہوگا۔ پھر نبوت کا دعویٰ کرے گا اور پھر خدا ہونے کا دعویٰ کر بیٹھے گا۔ لہٰذا اس کے اس دعوے پر جاہل، کمینے اور بدترین فطرت کے گندے لوگ اس کی اتباع کریں گے۔ البتہ وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ ہدایت سے نوازیں گے وہ اس کی مخالفت کریں گے اور اس کو دھتکار دیں گے۔ ایک ایک شہر اور ایک ایک قلعہ، ایک ایک صوبہ، ایک ایک علاقہ فتح کرے گا۔ مکہ اور مدینہ

---

[1] ترمذی کتاب الفتن باب ماجاء فی ذکر ابن صیاد حدیث نمبر ۲۲۴۸، مسند احمد حدیث نمبر ۴۰/ ۵، مشکوۃ المصابیح حدیث نمبر ۵۵۰۳

کے علاوہ کوئی جگہ ایسی نہ رہے گی جس کو اپنے پیروں اور گھوڑں کی ٹاپوں سے نہ روندے۔

چالیس دن دنیا میں رہے گا، پہلا دن سال کے برابر ہوگا، دوسرا مہینے کے، تیسرا جمعے کے اور پھر باقی دن عام دنو کی طرح ہونگے۔ اور یہ کوئی ایک سال اور اڑھائی مہینے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر بہت سے عجیب وغریب خوارق عادات معاملات ظاہر کریں گے جس کی وجہ سے بہت سے لوگ گمراہ ہوجائیں گے اور بہت سے مومن ثابت قدم رہیں گے اور ان کا ایمان مزید بڑھ جائے گا۔ ہدایت یافتہ ہوجائیں گے، انہی دنوں دمشق کے مشرقی مینار پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونگے، اللہ کے نیک بندے ان کے ساتھ ہوجائیں گے اور دجال کی طرف روانہ ہونگے۔ دجال بیت القدس کی طرف جارہا ہوگا، یہ لوگ اس کو عقبہ رفیق نامی جگہ پر جالیں گے۔ وہاں دجال کو شکست ہوگی، دجال بھاگ کر بابِ لد پر جاپہنچے گا۔ اور جس وقت وہاں داخل ہورہا ہوگا اسی وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو اپنے نیزے سے قتل کریں گے اور فرمائیں گے کہ میں نے تجھے ایک ایسی ضرب لگانی ہے جس سے تو ہرگز مجھ سے نہیں بچ سکے گا۔ جب دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو یوں پگھلنے لگے گا جیسے پانی میں نمک حل ہوجاتا ہے۔ بہرحال حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو بابِ لدّ پر قتل کردیں گے۔ جیسے کہ تمام صحیح احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔

ترمذی نے ایک روایت حضرت مجمع بن جاریہؓ سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو بابِ لدّ نامی جگہ پر قتل کردیں گے۔[1]

امام ابوبکر ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عمرؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ایک یہودی سے دجال کے بارے میں دریافت فرمایا تو اس یہودی نے جواب دیا کہ وہ اس لیے پیدا کیا گیا ہے تاکہ اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام لدّ پر قتل کریں۔[2]

دجال کی علامات

جیسے کہ پہلے احادیث میں گذر چکا ہے کہ وہ کانا ہے، کمینہ فطرت ہے، اس کے بال بہت زیادہ ہونگے، بعض احادیث میں ہے کہ وہ ٹھگنا ہے اور بعض میں ہے کہ وہ لمبا ہے، یہ بھی گذر چکا ہے کہ اس کے گدھے کے دونوں کانوں کے درمیان ستر گز کا فاصلہ ہوگا۔ اس کے علاوہ حضرت جابرؓ اور دوسری روایت میں ستر فٹ کا فاصلہ بتایا گیا ہے، حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ اسی طرح پہلے قول میں بھی اشکال ہے۔ جبکہ عبدان نے اپنی کتاب معرفۃ الصحابہ میں سعود سے نقل کیا ہے کہ دجال کے گدھے کا کان ستر ہزار کو سایہ فراہم کرسکے گا۔[3]

ہمارے استاذ امام ظفر بھی فرماتے ہیں کہ اس روایت کی سند میں حوط العبدی ہے جو مجہول ہے اور یہ روایت منکر ہے۔

اس کے علاوہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ ''کافر'' تحریر ہے۔ جسے ہر مومن پڑھ سکے گا۔ اس کا

---

[1] ترمذی کتاب الفتن باب ماجاء فی ذکر ابن صیاد حدیث نمبر ۲۲۴۸، مسند احمد حدیث نمبر ۴۰/۵، مشکوۃ المصابیح حدیث نمبر ۵۵۰۳

[2] ترمذی کتاب الفتن ماجاء فی قتل عیسیٰ ابن مریم الدجال حدیث نمبر ۲۲۴۴، مسند احمد حدیث نمبر ۴۲۱/۳، کنز العمال حدیث نمبر ۳۴۴۵ [3] ایضاً

سر پیچھے سے ایسا ہے جیسا کہ راستوں کا جال بچھے ہوئے ہوں۔ امام احمد نے ابوقلابہ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ لوگ ایک آدمی کے اردگرد گھیرا ڈالے موجود ہیں اور وہ آدمی کہہ رہا ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ ''میرے بعد ایک جھوٹا گمراہ کرنے والا ہوگا، اس کا سر پیچھے سے ایسا ہوا جیسے راستے بنے ہوئے ہوں۔''[۱]

روایت میں ''حُبُکُ حُبُکُ'' کا لفظ ہے جیسا کہ سورۃ زاریات کی ساتویں آیت میں ہے کہ ''والسماء ذات الحبک''۔ ترجمہ: قسم ہے آسمان کی جس میں راستے بنے ہوئے ہیں۔

امام احمدؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''میں تم لوگوں کی طرف آ رہا تھا کیونکہ مجھے لیلۃ القدر اور مسیح الضلالۃ (یعنی دجال) کے بارے میں بتایا گیا تھا۔ لیکن میں نے مسجد کے صحن میں دو آدمیوں کو جھگڑتے ہوئے پایا تو بھول گیا کہ لیلۃ القدر کون سی رات ہے۔ لہٰذا اب اس کو رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

رہا دجال (مسیح الضلالۃ) تو وہ کانا ہے، پیشانی چوڑی ہے، بڑی گردن ہے، اس میں کچھ چیز ہے، دیکھنے میں ایسا ہے جیسا کہ قطن بن عبدالعزیٰ[۱]۔ قطن نے عرض کیا یا رسول اللہ! دجال کے میرے ہم شکل ہونے کی وجہ سے مجھے کچھ نقصان تو نہ ہوگا؟ ارشاد فرمایا: نہیں تم تو مسلمان ہو اور وہ کافر ہے''۔[۲]

طبرانی نے ایک روایت عبداللہ بن مغتم سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دجال کے معاملے میں کوئی الجھن نہیں ہے۔ وہ مشرق کی طرف سے نکلے گا اور لوگوں کو حق کی دعوت دے گا۔ لوگ اس کا اتباع کریں گے۔ پھر یہ مسلمانوں کے لیے جنگ کرے گا اور دشمنوں پر غلبہ پائے گا۔ اسی حالت میں کوفہ پہنچے گا اور اسلام کا اظہار کرے گا اور اس پر عمل کرے گا۔ چنانچہ لوگ نہ صرف اس کی اتباع کریں گے بلکہ اسے پسند بھی کرنے لگیں گے۔ پھر یہ نبوت کا دعویٰ کرے گا اس کے اس دعوے کی وجہ سے ہر عقلمند اس سے الگ ہو جائے گا۔ پھر کچھ عرصے بعد یہ کہے گا کہ میں اللہ ہوں، اللہ تعالیٰ اس کی آنکھ کانی کر دیں گے اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ ''کافر'' لکھ دیں گے اور اس کے کان کاٹ دیں گے۔ وہ شخص جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا اس سے الگ ہو جائے گا۔ یہودی، عیسائی، مجوسی اور عجمی مشرکین اس کے ساتھی بن جائیں گے۔ پھر ایک آدمی کو بلائے گا اور اس کو قتل کرنے کا حکم دے گا۔ اور اس کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا اور اتنی دور دور پھینک دے گا کہ لوگ بخوبی اس بات کو دیکھ اور سمجھ سکیں۔ پھر ان ٹکڑوں کو جمع کر کے اپنے عصا سے ضرب لگائے گا وہ شخص زندہ ہو جائے گا۔ تو دجال کہے گا کہ میں اللہ ہوں، زندہ بھی کر دیتا ہوں اور مارتا بھی ہوں۔[۳]

دراصل یہ جادو ہوگا جس سے یہ لوگوں کو سحر میں مبتلا کر دے گا حقیقت میں کچھ نہ ہوگا۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ دجال کا نام ''صافی بن صاید'' ہے۔ جو اصبہان کے یہودیوں میں سے ہوگا اور

---

[۱] ابن حجر کی الاصابہ فی تمییز الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۸ مختصراً۔ طبقات ابن سعد جلد ۶، صفحہ ۱۴۳

[۱] مسند احمد حدیث نمبر ۴/۲۱، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۷۷۸، مسند احمد حدیث نمبر ۲/۲۹۱، مجمع الزوائد حدیث نمبر ۷/۳۴۵، کنز العمال حدیث نمبر ۲۴۰۷۶

[۲] فتح الباری کتاب الفتن باب ذکر الدجال حدیث نمبر ۱۳/۱۹، مجمع الزوائد حدیث نمبر ۷/۳۴۰

ایک دم کٹے گدھے پر سوار ہوگا جس کے دونوں کانوں کے کے درمیان چالیس گز کا فاصلہ ہوگا (وہ اتنا تیز رفتار ہوگا) کہ ایک قدم میں چار راتوں کا فاصلہ طے کرے گا۔ آسمان کو ہاتھوں پر اٹھالے گا۔ اس کے سامنے دھویں کا پہاڑ ہوگا اور اس کے پیچھے ایک اور پہاڑ ہوگا۔ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ ''کافر'' تحریر ہوگا کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں۔ ریا کار لوگ اور حرامی (زنا سے پیدا شدہ) لوگ اس کی اتباع کریں گے۔

ایک عجیب وغریب روایت

نعیم بن حماد نے کتاب الفتن میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ ''دجال کے دونوں کانوں کے درمیان چالیس گز کا فاصلہ ہوگا'' اس کا گدھا ایک قدم میں تین دن کا فاصلہ طے کرے گا۔ سمندر میں ایسے غوطہ لگائے گا جیسے تمھارے ساتھی لگاتے ہیں۔ اور کہے گا کہ میں رب العالمین ہوں۔ اور یہ سورج میرے حکم سے چلتا ہے کیا تم چاہتے ہو کہ میں اس کو روک کر دکھادوں؟ لوگ کہیں گے ہاں۔ تو وہ سورج کو روک لے گے۔ یہاں تک کہ ایک مہینے کی طرح لمبا ہو جائے گا اور ایک دن جمعے کی طرح۔ پھر پوچھے گا کیا میں اس (سورج) کو چلادوں؟ لوگ کہیں گے ہاں۔ لہذا دن کو ایک گھنٹے کی طرح بنادے گا۔ اس کے پاس ایک عورت آئے گی اور کہے گی یارب میرا بھائی اور بیٹا، میرا بھائی اور شوہر یہاں تک کہ (اپنے رشتے داروں کے روپ میں) شیطان کے گلے لگے گی۔ ان کے گھر شیطانوں سے بھرے ہونگے۔ عرب اس کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے رب ہمارے لیے ہمارے اونٹوں اور بکریوں کو زندہ کردے۔ لہذا دجال شیاطین کو ان کے اونٹوں اور بکریوں کے ہم عمر اونٹوں اور بکریوں کی شکل میں عربوں کے حوالے کردے گا۔ وہ لوگ کہیں گے اگر یہ ہمارا رب نہ ہوتا تو ہرگز ہمارے لیے ہمارے جانوروں کو زندہ نہ کرتا۔ اس کے پاس بجلی وغیرہ کا ایک پہاڑ ہوگا اور ایک پہاڑ گرم گرم گوشت کا جو ٹھنڈا نہ ہوگا اور ایک نہر جاری ہوگی اور ایک پہاڑ باغات اور سبزے کا ہوگا اور ایک پہاڑ آگ اور دھویں کا ہوگا۔ کہے گا یہ میری جنت اور یہ میری آگ (جہنم) ہے۔ یہ میرا کھانا ہے اور یہ پینا۔ حضرت المسیح علیہ السلام اس کے ساتھ ہونگے اور پکار رہے ہونگے کہ اے لوگو! یہ جھوٹا دجال ہے اس سے بچو، اللہ اس پر لعنت کرے۔ اللہ تعالیٰ حضرت المسیح علیہ السلام کو زبردست پھرتی اور سرعت عطا فرمائیں گے جو دجال کو نہ ملے گی۔ لہذا جب دجال کہے گا کہ میں اللہ ہوں لوگ کہیں گے کہ تو جھوٹا ہے۔ حضرت المسیح علیہ السلام فرمائیں گے کہ لوگوں نے سچ کہا۔

پھر دجال مکہ کی طرف آئے گا وہاں ایک زبردست مخلوق کو پائے گا اور پوچھے گا تم کون ہو؟ ان کا سردار کہے گا میں جبرائیل ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لیے بھیجا ہے کہ تجھے رسول اللہ کے حرم میں داخل ہونے سے روکوں۔ پھر دوسری طرف سے آئے گا وہاں حضرت میکائیل علیہ السلام ہونگے۔ ان کو دیکھ کر بھاگ کھڑا ہوگا۔ چنانچہ مکہ اور مدینہ میں موجود تمام منافق لوگ حرمین سے نکل کر اس کے پاس جمع ہو جائیں گے۔

اسی دوران ایک ڈرانے والا ان لوگوں کے پاس آئے گا جنہوں نے قسطنطنیہ اور بیت المقدس فتح کیا تھا۔ دجال ان میں سے ایک شخص کو پکڑلے گا اور کہے گا کہ یہ شخص سمجھتا ہے کہ میں اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا لہذا اس کو قتل کردو اور آری سے ٹکڑے ٹکڑے کردو۔ پھر کہے گا کہ میں اس کو زندہ کرونگا اور کہے گا اے شخص! کھڑا ہو، تو اللہ کے حکم سے وہ شخص زندہ ہو کر کھڑا ہو جائے گا۔ کسی اور کو بولنے کی اجازت نہ دے گا اور کہے گا کہ کیا میں نے تجھے مار کر زندہ نہیں کیا؟ تو وہ شخص کہے گا کہ میں تجھے اچھی طرح جان گیا ہوں۔ تیرے بارے میں مجھے نبی کریم ﷺ نے بشارت دی تھی تو

مجھے قتل کرے گا اور پھر میں اللہ کے حکم سے زندہ ہو جاؤں گا۔ پھر اس شخص کو تانبے یا پیتل کے کڑے پہنا دیئے جائیں گے۔ دجال کہے گا کہ اس کو میری جہنم میں پھینک دو۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کو بدل دیں گے اور لوگ اس شخص کے بارے میں شک شبہ کا شکار ہو جائیں گے اور بیت المقدس کی طرف متوجہ ہو جائیں گے۔ پھر عقبہ افیق پر جا چڑھے گا اور مسلمانوں پر ظلم کرنے لگے گا۔ اتنے میں مسلمان سنیں گے کہ تمھارے پاس مددگار آ گیا ہے۔ تو لوگ کہیں گے کہ یہ کسی ایسے شخص کی آواز لگتی ہے جس کا پیٹ بھرا ہوا ہے۔ زمین اللہ تعالیٰ کے نور سے روشن ہو جائے گی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونگے۔ اور ارشاد فرمائیں گے اے مسلمانو! اپنے رب سے ڈرو اور تسبیح بیان کرو۔ لوگ ایسا ہی کریں گے۔ پھر وہ بھاگنے کا ارادہ کریں گے لیکن اللہ تعالیٰ زمین کو ان پر تنگ فرما دیں گے پھر جب وہ مقام لد پر پہنچیں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملیں گے، ان کو دیکھتے ہی کہیں گے کہ نماز پڑھایئے۔ دجال کہے گا اے اللہ کے نبی جماعت کھڑی ہو چکی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے اے اللہ کے دشمن! اگر تو یہ سمجھتا ہے کہ تو رب العالمین ہے تو نماز کس کے لیے پڑھے گا؟ پھر اس کو گرز سے ماریں گے اور قتل کر دیں گے۔ دجال کے ساتھیوں میں سے کوئی باقی نہ بچے گا۔ لیکن وہ بھی پکارے گا کہ اے مومن یہ دجال ہے اس کو قتل کر دو۔ یہاں تک فرمایا کہ چالیس سال تک کوئی مرے گا اور نہ ہی بیمار ہوگا۔ ایک شخص اپنی بکریوں سے کہے گا آرام سے گھومتی پھرتی رہو، بچے جنو اور سیراب ہو جاؤ، بھیڑ بکریاں وغیرہ کھیتوں کے درمیان سے گزریں گے۔ لیکن ایک خوشہ تک نہ کھائیں گے، سانپ اور بچھو کسی کو تکلیف نہ دیں گے، درندے گھروں کے دروازوں پر ہونگے لیکن کسی کو نقصان نہ پہنچائیں گے۔ ایک شخص ایک مومن سے دانہ لے کر بغیر ہل کے بودے گا اور اس سے سات سو دانے پیدا ہونگے۔ اسی طرح زندگی گزرتی رہے گی یہاں تک کہ یاجوج ماجوج کی دیوار ٹوٹ جائے گی اور یاجوج ماجوج نکل پڑیں گے اور زمین میں خوب فساد پھیلائیں گے۔ لوگ ان سے بچنے کی دعائیں مانگیں گے لیکن ان کی دعائیں قبول نہ ہونگی۔ طور سیناء والے لوگ وہ ہونگے جن کے لیے اللہ تعالیٰ قسطنطنیہ فتح کریں گے، وہ دعا مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ زمین میں ایک کیڑا پیدا فرما دیں گے جس کی ٹانگیں بھی ہونگی، یہ کیڑا یاجوج ماجوج کے کانوں میں داخل ہو جائے گا۔ صبح تک سب کے سب مر چکے ہونگے اور ان کی لاشوں کی بو پوری زمین پر پھیلی ہوگی۔ اس بدبو سے لوگ سب سے زیادہ پریشان ہونگے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ یمن کی جانب سے ایک ہوا بھیجیں گے اس میں کچھ گرد و غبار بھی ہوگا اور دھواں بھی۔ اس سے لوگوں کو زکام ہو جائے گا اور تین دن بعد یاجوج ماجوج کا معاملہ واضح کر دیا جائے گا کہ ان کی لاشوں کو سمندر میں پھینک دیا گیا ہوگا۔ پھر کچھ عرصہ بعد سورج مغرب سے طلوع ہوگا اور حقیقت یہ ہے کہ (تقدیر لکھنے والے) قلم خشک ہو چکے ہیں (یعنی ایسا ہی ہوگا) اور صحائف کو لپیٹ کر رکھ دیا گیا ہے۔ اب (یعنی مغرب سے سورج نکلنے کے بعد) کسی کی توبہ قبول نہ ہوگی۔ شیطان اللہ تعالیٰ کے حضور سجدے میں گر جائے گا اور آہ و زاری کرتے ہوئے کہے گا کہ اے اللہ! مجھے حکم دیجیے میں کس کو سجدہ کروں؟ جس کو آپ چاہیں گے اس کو سجدہ کرونگا۔ سارے شیطان اس کے آس پاس جمع ہو جائیں گے اور پوچھیں گے، اے آقا! کس کے سامنے رو دھو رہے ہو؟ شیطان کہے گا کہ "میں نے اللہ تعالیٰ سے قیادت کے دن تک کی مہلت مانگی تھی اور اب سورج مغرب سے طلوع ہو چکا ہے اور یہی وہ وقت ہے کہ قیامت آنے کو ہے۔

اس وقت تمام شیاطین لوگوں کو دکھائی دینے لگیں گے یہاں تک کہ ایک شخص کہے گا کہ یہ میرا دوست

(شیطان) ہے جو مجھے بہکایا کرتا تھا۔ پس تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے اس کو ذلیل ورسوا کر دیا۔

شیطان بدستور سجدے ہی کی حالت میں پڑا رورہا ہوگا یہاں تک کہ ''دابۃ الارض'' نکلے گا اور شیطان کو سجدے ہی کی حالت میں قتل کر دے گا۔

اسکے بعد چالیس سال تک مومن مزے سے زندگی گذاردیں گے جو مانگیں گے دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ دابۃ کے بعد چالیس سال پورے ہو جائیں گے۔ پھر دوبارہ موت آنی شروع ہوگی اور مومن نہایت تیزی سے مرنا شروع ہو جائیں گے یہاں تک کہ ایک بھی باقی نہ بچے گا۔ کافر کہیں گے ہماری توبہ نہیں قبول کی گئی اے کاش کہ ہم بھی مومنین میں سے ہوتے۔

پھر سارے کافر راستوں میں گدھوں کی طرح پھیل جائیں گے۔ حتی کہ ایک شخص راستے کے بیچوں بیچ اپنی ماں کے ساتھ نکاح (زنا) کرے گا۔ ایک کھڑا ہوگا کہ دوسرا آ جائے گا، جو شخص ان میں سے سب سے بہتر ہوگا وہ کہے گا ''اگر تم لوگ راستے سے ذرا ایک طرف (ہوکر زنا کرتے) ہو جاتے تو بہتر ہوتا۔ لوگ ایسا ہی کریں گے، نکاح سے کسی کی اولاد نہ ہوگی، پھر اللہ تعالیٰ تیس سال تک تمام عورتوں کو بانجھ کر دیں گے۔ چنانچہ جو لوگ ہونگے سب کے سب حرامی ہونگے اور بدترین لوگ انہی پر قیامت قائم ہوگی۔[1]

ایک متروک روایت

ہمارے استاد امام ذہبی نے ایک روایت حضرت حسنؓ سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دجال بادلوں تک جا پہنچے گا، سمندر اس کے گھٹنوں تک آئے گا، سورج اسکے مغرب کی طرف چلے گا، کیچڑ وغیرہ اس کے ساتھ ہوگی، اس کی پیشانی پر ایک سینگ ہوگا جس کا ایک کنارہ ٹوٹا ہوا ہوگا، اس کے جسم پر ہر طرح کے اسلحے کی صورتیں بنی ہونگی یہاں تک کہ ڈھال، تلوار اور نیزے تک کی بھی۔[2]

میں نے حسن سے پوچھا یہ درق کیا ہے؟ (روایت میں یہ لفظ آیا ہے) فرمایا یہ ترس (ڈھال) کو کہتے ہیں۔

ایک اور روایت

ابن مندۃ نے کتاب الایمان میں حضرت حذیفہؓ سے ایک روایت نقل کی ہے۔ فراتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''دجال کے پاس جو کچھ ہے میں خوب جانتا ہوں، اس کے ساتھ دو نہریں ہونگی، ان میں سے ایک دیکھنے والوں کو موجیں مارتی ہوئی دکھائی دیں گی، دوسری میں سفید پانی ہوگا، تم میں سے جو اسے پائے اسے چاہیئے کہ اپنی آنکھیں اس (سفید نہر) میں ڈبوئے اور اس میں سے کچھ پی بھی لے، کیونکہ وہ نہر (جو دیکھنے مین آگ معلوم ہوگی) درحقیقت ٹھنڈا پانی ہے۔ ہاں دوسری سے بچنا وہ فتنہ ہے اور یہ بات جان لو کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ کافر تحریر ہے جسے ہر شخص پڑھ سکے گا خواہ پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ۔ اس کی ایک آنکھ مسخ شدہ ہے اس پر ایک جھلی سی ہوگی وہ اپنی آخری عمر میں اردن کی ایک وادی بطن افیق سے ظاہر ہوگا۔ اس وقت اردن میں سب لوگ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والے ہونگے۔ مسلمانوں سے تین جنگیں ہونگی۔ تین مرتبہ شکست ہوگی اور تین باقی ہونگی کہ رات

---

[1] الدر المنثور للسیوطی حدیث نمبر ۶۱/۳، الحادی الفتاوی حدیث نمبر ۱۷/۲

[2] مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الفتن باب ماذکر فی فتنۃ الدجال حدیث نمبر ۶۵۸/۸، درمنثور سیوطی حدیث نمبر ۳۵۵/۵

آ جائے گی۔ مسلمان آپس میں ایک دوسرے سے کہیں گے۔ اب کس بات کا انتظار ہے کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اپنے رب کی رضا کی خاطر اپنے بھائیوں سے جاملو؟ جس کسی کے پاس کچھ فاضل کھانا وغیرہ ہے وہ اپنے بھائیوں کو دے دے۔ فجر کا وقت ہوتے ہی جلدی سے فجر کی نماز ادا کرو اور دشمن کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔

پھر فرمایا کہ ''جب فجر کی نماز کے لیے کھڑے ہونگے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ مسلمانوں کے امام فجر کی نماز پڑھائیں گے۔ نماز کے بعد پھر دشمن کی طرف متوجہ ہونگے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے اسی طرح میرے اور اللہ کے دشمن کے درمیان فاصلہ رکھو۔''

پھر فرمایا کہ ''دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر یوں پگھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں حل ہوجاتا ہے۔ مسلمان ان پر مسلط ہوجائیں گے اور خوب قتل کریں گے، یہاں تک کہ درخت اور پتھر پکاریں گے اے اللہ کے بندے! اے مسلمان! یہ یہودی (چھپا بیٹھا) ہے اس کو قتل کردو۔ مسلمان غالب ہوجائیں گے، صلیب توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کردیں گے، جزیہ مقرر کیا جائے گا، اسی دوران اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو چھوڑیں گے۔ ان کا ابتدائی حصہ سارا پانی پی جائے گا۔ سارا پانی خشک ہوجائے گا، آخری حصے والے کہیں گے، یہاں پانی کے آثار ہیں (شاید یہاں کبھی پانی بھی تھا) اللہ کے نبی اور ان کے ساتھ ان کے پیچھے پیچھے ہونگے یہاں تک کہ یہ لوگ فلسطین کے ایک شہر میں جا پہنچیں گے جسے باب لدّ کہتے ہیں، یہاں پہنچ کر یاجوج ماجوج کہیں گے ہم نے دنیا پر غلبہ حاصل کرلیا چلو اب آسمان والوں سے جنگ کریں۔ اسکے بعد اللہ کے نبی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کے حلق میں ایک پھوڑا پیدا کردیں گے۔ لہذا سب کے سب مرجائیں گے، اور ایک بھی باقی نہ بچے گا۔ ان کی لاشوں کی بدبو مسلمانوں کو سخت تکلیف دے گی، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دعا مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر ایک ہوا بھیجیں گے جو یاجوج ماجوج کی لاشوں کو سمندر میں پھینک دے گی۔[1]

قربِ قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول

سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے **وقولهم انا قتلنا المسيح ابن مريم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فيه لفي شك منه ما لهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه يقينا، بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزا حكيما،**

ترجمہ۔ اور ان کے اس کہنے کی وجہ سے ہم نے مسیح ابن مریم کو جو رسول ہیں اللہ تعالیٰ کے، قتل کردیا حالانکہ انہوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا لیکن ان کو اشتباہ ہوگیا اور جو لوگ ان کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ غلط خیال میں ہیں ان کے پاس اس پر کوئی دلیل نہیں بجز تخمینی باتوں پر عمل کرنے کے اور انہوں نے ان کو یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست ہیں، حکمت والے ہیں۔

اس کی تفسیر میں ابن جریر طبری نے حضرت ابن عباسؓ سے بیان کیا ہے، فرماتے ہیں کہ یہ جو کہا ''**وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته**'' (تو یہاں قبل موتہ سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے ہے)

---

[1] بخاری کتاب احادیث الانبیاء ماذکر عن بنی اسرائیل حدیث نمبر ۱۳۰۷ مختصراً، مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال و صفتہ و ما معہ حدیث نمبر ۷۲۹۴، ابوداؤد کتاب الملاحم والفتن باب خروج الدجال حدیث نمبر ۴۳۱۵

ترجمہ: یعنی اور کوئی شخص اہل کتاب میں سے نہیں رہتا مگر وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اپنے مرنے سے پہلے ضرور تصدیق کر لیتا ہے اور قیامت کے روز وہ ان پر گواہی دیں گے۔

کیا حضرت عیسیٰؑ وفات پا چکے ہیں یا زندہ آسمانوں پر اٹھا لیے گئے ہیں

ابو مالک فرماتے ہیں کہ یہ جو کہا کہ ''وان من اهل الكتاب الاليومنن به قبل موته''۔ تو یہ حضرت عیسیٰؑ کے نزول کے وقت کی بات ہے جو اس وقت اللہ تعالیٰ کے پاس دنیاوی زندگی کے ساتھ زندہ موجود ہیں۔ لیکن جب وہ نازل ہونگے تو سب ان پر ایمان لے آئیں گے (ابن جریر نے روایت کیا)۔

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباسؓ سے ایک روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص نے حسن سے اس آیت ''وان من اہل الکتاب الخ۔۔۔۔۔ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ اس سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ اپنے پاس اٹھا لیا تھا اور وہ (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) قرب قیامت میں ایسی جگہ نازل ہوں گے جہاں ہر نیک و بد ان پر ایمان لے آئے گا۔۔ اسی طرح دیگر حضرات سے بھی مروی ہے اور حضرت ابو ہریرہؓ سے موقوفاً اور مرفوعاً دونوں طرح مروی ہے جیسا کہ آگے بیان ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ، واللہ تعالیٰ اعلم۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمانوں پر اٹھائے جانے کی روایات بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس بات کی خوب وضاحت ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا تھا۔ یہ نہیں کہ جیسے جاہل عیسائی یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی دی تھی، ایسا ہرگز نہیں ہوا۔ بلکہ وہ قیامت سے پہلے دوبارہ زمین پر آئیں گے۔ جیسا کہ اس بات پر بہت سی متواتر احادیث شاہد ہیں۔ جن میں سے بعض دجال کے بیان میں گذر چکی ہیں اور بعض کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب آئے گا۔ مدد کرنے کا سزاوار خود اللہ تعالیٰ ہے۔ اسی پر بھروسہ ہے۔

ولاحول ولا قوه الا بالله العزيز الحكيم العلى العظيم الذى لااله الاهو رب العرش العظيم الكريم۔

تنبیہ

اس میں یہ بھی یاد رہے کہ ایک قول حضرت ابن عباسؓ سے اس آیت کے تغیر میں یہ بھی مروی ہے کہ قبل موتہ سے مراد ''اہل کتاب کی موت'' ہے۔ اگر یہ قول صحیح ہو تو اس قیام کے منافی ہوگا۔ لیکن صحیح بات وہی ہے جو ہم نے پہلے ذکر کی ہے اور اس کی تفصیلی بحث ہم نے اپنی تفسیر میں ذکر کر دی ہے۔

بعض دیگر احادیث

امام مسلمؒ نے عاصم بن عروۃؓ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو کو یہ کہتے سنا کہ میرے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ یہ کیا حدیث ہے جو تم بیان کرتے ہو؟ تم کہتے ہو کہ قیامت فلاں فلاں وقت تک آئے گی؟ کہتے ہیں کہ انہوں نے سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ یا ایسا ہی کوئی کلمہ کہا اور فرمایا کہ میں نے ارادہ کیا تھا کہ آئندہ ہرگز کوئی حدیث نہیں بیان کرونگا۔ میں نے تو یہ کہا تھا کہ عنقریب بہت جلد تم ایک بہت بڑے معاملے کا سامنا کرنے والے ہو جو غم کی علامت ہے لیکن ہوگا ضرور۔ پھر فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میری امت میں دجال نکلے گا،

چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس سال تک رہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجیں گے۔ دیکھنے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام عروۃ بن مسعود کی طرح لگتے ہونگے، وہ دجال کو تلاش کریں گے اور ہلاک کر دیں گے۔ پھر سات سال لوگ ایسے گذاریں گے کہ کسی میں آپس میں کوئی دشمنی نہ ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ شام کی طرف سے ایک ٹھنڈی ہوا بھیجیں گے چنانچہ پوری دنیا میں کوئی ایک بھی شخص ایسا زندہ نہیں رہے گا جس میں ذرہ برابر بھی بھلائی یا ایمان ہو، سب مر جائیں گے۔ یہاں تک کہ اگر تم میں سے کوئی پہاڑ کے اندر بھی گھس گیا تو وہ ہوا وہاں بھی پہنچ جائے گی اور اس کے اثر سے وہ شخص ہلاک ہو جائیگا۔

پھر فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرمایا کہ پھر صرف بدترین لوگ باقی رہیں گے جو پرندوں کے پر سے بھی زیادہ حقیر ہونگے۔ درندوں کی مانند ہونگے، ان کو کسی بھلائی اور نیک کام کا پتہ نہ ہوگا اور نہ وہ کسی برے کام سے پیچھے ہٹیں گے۔ شیطان کی بات مانیں گے، وہ کہیگا جواب کیوں نہیں دیتے؟ وہ کہیں گے کہ تم ہمیں کیا حکم دیتے ہو؟ شیطان ان کو بت پرستی کا حکم دے گا، وہ لوگ اسی میں مصروف ہو جائیں گے۔ اسی حالت میں رزق حاصل کرتے رہیں گے۔ بہترین زندگی گذارتے رہیں گے، پھر صور پھونکا جائے گا اور کوئی ایک بھی ایسا نہ بچے گا جو اپنی گردن اٹھائے یا جھکائے۔

پھر فرمایا کہ ''سب سے پہلے صور کی آواز جو شخص سنے گا وہ اپنے اونٹ کو پانی پلانے والے حوض کو چونا لگا رہا ہوگا، اسی حالت میں صور کی کڑک کا شکار ہو جائے گا اور باقی لوگوں کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ بارش بھیجیں گے یا فرمایا کہ بارش نازل فرمائیں گے گویا شبنم؟ یا سایہ (یہاں سند میں موجود راوی نعمان کو شک ہے کہ صحیح کیا ہے)۔ اس کے اثر سے لوگ اس طرح اٹھنا شروع ہونگے جیسے زمین سے اگ رہے ہوں، پھر دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو سب لوگ اٹھ کھڑے ہونگے، پھر کہا جائے گا۔ اے لوگو! چلو اپنے رب کی طرف ''**وقفو هم انهم مسئولون**''[1]۔ یعنی پھر کہا جائے گا کہ جہنم سے لوگوں کو نکالو۔ عرض کیا جائے گا کہ کتنوں میں سے؟ ارشاد ہوگا ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے۔ پھر فرمایا یہی وہ دن ہوگا جب بچے بوڑھے ہو جائیں گے ''**یجعل الولدان شیبا**''۔ اور ''**یوم یکشف عن ساق**''۔ یعنی جس دن پنڈلی کھول دی جائے گی۔

قیامت سے پہلے کے بعض عجائبات

امام احمدؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام بہت نیک، انصاف پسند اور صحیح فیصلہ کرنے والے عادل حکمران بن کر نازل ہونگے، صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے، سلامتی لوٹ آئے گی، تلواریں رکھ دی جائیں گی۔ ہر والی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ آسمان سے اس کا رزق نازل ہوگا، زمین سے اس کی برکتیں نکلیں گی، یہاں تک کہ بچے اژدھوں سے کھیلیں گے لیکن وہ بچوں کو نقصان نہ پہنچائیں گے، بھیڑیے بکریوں کو چرتے ہوئے ریوڑ کی حفاظت کریں گے، کوئی نقصان نہ پہنچائیں گے، شیر اور گائے ایک ساتھ چریں گے لیکن شیر گائے کو نقصان نہ پہنچائے گا''۔[2]

[1] سورۃ الصفات، آیت نمبر ۲۴

[2] مسند احمد حدیث نمبر ۴۸۲، درمنثور حدیث نمبر ۲/۲۴۲، میزان الاعتدال ذہبی حدیث نمبر ۹۹۰۰

قیامت سے پہلے عبادت کم اور مال زیادہ ہو جائے گا

امام بخاریؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، قریب ہے کہ ابن مریم علیہ السلام نازل ہونگے عادل حکمران بن کر، صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے اور جزیہ مقرر کر دیں گے، مال و دولت اتنا عام ہو جائے گا کہ کوئی قبول کرنے کو تیار نہ ہوگا، یہاں تک کہ ایک سجدہ بھی ساری دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، اس سے بہتر ہے۔

پھر حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اگر تم چاہو تو یہ پڑھ لو ''**وان من اهل الكتاب الاليؤمنن به قبل موته و يوم القيامة يكون عليهم شهيدا**''[1]

ترجمہ: وہ اہل کتاب میں سے کوئی شخص نہیں رہتا مگر وہ عیسی علیہ السلام کی اپنے مرنے سے پہلے ضرور تصدیق کروالیتا ہے اور قیامت کے روز وہ ان پر گواہی دیں گے۔

ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''قریب ہے کہ تم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونگے جو عادل اور منصف حکمران ہونگے، دجال کو قتل کریں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، صلیب کو توڑ دیں گے اور جزیہ مقرر کریں گے اور مال و دولت کی کثرت ہوگی، اور اللہ تعالیٰ کے حضور کہا گیا ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔[2]

پھر حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ اگر چاہو تو یہ پڑھ لو ''**وان من اهل الكتاب الاليؤمنن به قبل موته**''۔ اہل کتاب میں سے کوئی بھی ایسا نہ ہوگا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لائے۔ یعنی یہاں موت سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت ہے۔ پھر حضرت ابو ہریرہؓ نے تین مرتبہ اس کو دہرایا۔

امام احمد نے حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک اور روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونگے، خنزیر کو قتل کر دیں گے، صلیب کو مٹا دیں گے، ان کے لیے جماعت (نماز کی) کھڑی کی جائے گی، لوگوں کو اتنا مال دیں گے کہ کوئی قبول نہ کرے گا، خراج مقرر کریں گے، روحاء پہنچ کر حج کریں گے، پھر وہاں سے حج یا عمرہ کریں گے یا دونوں اکٹھے کریں گے''۔[3]

پھر حضرت ابو ہریرہؓ نے اس آیت کی تلاوت کی ''**وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته و يوم القيامة يكون عليهم شهيداً**''۔

حنظلہ کا خیال یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے ایمان لے

---

[1] بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب نزول عیسی بن مریم علیہما السلام حدیث نمبر ۳۴۴۸، مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسی ابن مریم حاکما شریعۃ نبینا محمد ﷺ حدیث نمبر ۳۸۸ اور ۲۴۲، ترمذی کتاب الفتن باب ماجاء فی نزول عیسی ابن مریم علیہما السلام حدیث نمبر ۲۲۳۳

[2] بخاری کتاب البیوع باب قتل الخنزیر حدیث نمبر ۲۲۲۲، مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسی ابن مریم حدیث نمبر ۳۸۷ اور ۳۸۸، مسند احمد حدیث نمبر ۲/۲۴۰

[3] مسند احمد حدیث نمبر ۲/۲۹۰، الدر المنثور للسیوطی حدیث نمبر ۲/۲۹۰ اور تفسیر قرطبی حدیث نمبر ۴/۴۰۷

آ ئیں گے، لہٰذا مجھے نہیں معلوم کہ یہ نبی کریم ﷺ کی حدیث ہے یا حضرت ابو ہریرہؓ کا فرمان۔

امام احمدؒ اور مسلمؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک اور روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ ''عیسیٰ علیہ السلام ضرور روحاء میں قیام کریں گے اور پھر وہاں سے حج یا عمرہ کریں گے یا دونوں ایک ساتھ[1]

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیم آپس میں علاتی بھائی ہیں

امام بخاریؒ نے حضرت ابوہریرہؓ کی ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ ''اس وقت تمھارا کیا حال ہوگا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تم میں نازل ہوں گے اور تمھارا امام تم ہی میں سے ایک شخص ہوگا۔[2]

امام احمدؒ نے بھی حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ ''انبیاء کرام علیہ السلام آپس میں علاتی بھائی ہیں''۔ ان کی والدات الگ الگ ہیں لیکن ان کا دین ایک ہی ہے، اور میں عیسیٰ بن مریم سے زیادہ قریب ہوں کیونکہ میرے اور ان کے درمیان اور کوئی نبی نہیں ہے، وہ نازل ہونے والے ہیں، سو جب تم ان کو دیکھو تو پہچان لینا کہ وہ درمیانے قد و قامت کے ہیں، ان کا رنگ سرخی اور سفیدی کی طرف مائل ہے، انہوں نے دو رنگے ہوئے کپڑے اوڑھ رکھے ہونگے۔ گویا کہ ان کے سر سے پانی ٹپک رہا ہوگا اگر چہ گیلے نہ ہونگے، صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے، جزیہ مقرر کریں گے، لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں گے، ان کے زمانے میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے علاوہ تمام امتوں کو ہلاک کر دیں گے، انہی کے زمانے میں اللہ تعالیٰ دجال کو بھی ہلاک کر دیں گے، پھر زمین پر امن قائم ہو جائے گا یہاں تک کہ اونٹ سیاہ (تیر یا سانپ) کے ساتھ چرے گا، چیتے گائے بھینسوں کے ساتھ گھومیں گے، بھیڑیے بکریوں کے ساتھ پھریں گے، بچے سانپوں کے ساتھ کھیلا کریں گے، اسی طرح چالیس سال گذر جائیں گے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوگی اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے[3]

نبی کریم ﷺ کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قربت

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''میں ابن مریم علیہ السلام سے زیادہ قریب ہوں، تمام انبیاء آپس میں علاتی بھائی ہیں، میرے اور ان (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے''۔[4]

---

[1] مسند احمد حدیث نمبر ۲/۲۹۰، الدر المنثور للسیوطی حدیث نمبر ۲/۲۹۰ اور تفسیر قرطبی حدیث نمبر ۴/۴۰۷

[2] بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب نزول عیسی ابن مریم علیہ السلام حدیث نمبر ۳۴۴۹، مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسی ابن مریم حاکما حدیث نمبر ۳۹۰، الدر المنثور حدیث ۲/۲۴۲

[3] مسلم کتاب الفضائل باب فضائل عیسیٰ علیہ السلام حدیث نمبر ۶۰۸۵ واخرجہ الامام احمد فی مسندہ حدیث نمبر ۲/۳۱۹ اور حدیث نمبر ۲/۴۸۲

[4] بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قولہ تعالیٰ ''واذکر فی الکتاب مریم'' حدیث نمبر ۳۴۴۳، مسلم کتاب الفضائل باب فضائل عیسی علیہ السلام حدیث نمبر ۶۰۸۴، ابوداؤد کتاب السنۃ باب فی التخییر بین الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام حدیث نمبر ۴۶۷۵

محمد بن سفیان سے بھی حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت منقول ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے دنیا و آخرت میں زیادہ قریب ہوں۔ انبیاء آپس میں علاتی بھائی ہیں، ان کی مائیں الگ الگ ہیں لیکن ان کا دین ایک ہی ہے'' [1]

ابراہیم بن طہمان نے بھی اسی طرح ایک روایت نقل کی ہے، چنانچہ کثرت طرق کی بناء پر یہ روایات حضرت ابو ہریرہؓ کی متواتر روایات ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت

امام احمدؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''معراج کی رات میری ملاقات حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہوئی''۔ پھر فرمایا کہ ''وہاں آپس میں قیامت کا تذکرہ ہوا تو بات کو حضرت ابراہیمؑ کے حوالے کیا گیا، تو حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ مجھے اس سلسلے میں کوئی علم نہیں، پھر معاملہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سپرد ہوا، انہوں نے بھی یہی جواب ارشاد فرمایا۔ پھر معاملہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سپرد ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے وقت کے بارے میں تو اللہ کے علاوہ کسی کو کچھ معلوم نہیں ہے، البتہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے جو وعدہ اس سلسلے میں کیا ہے وہ یہ ہے کہ دجال نکلنے والا ہے اس کے پاس دو نہریں ہونگی۔ جب وہ مجھے دیکھے گا تو یوں پگھلے گا جیسے تانبا پگھلتا ہے۔ پھر فرمایا کہ جب وہ مجھے دیکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک کر دیں گے۔ یہاں تک کہ درخت اور پتھر بھی پکاریں گے کہ اے مومن میرے نیچے کافر ہے آؤ اور اس کو قتل کر دو۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو ہلاک کر دیں گے پھر لوگ اپنے اپنے شہروں اور ملکوں میں واپس چلے جائیں گے، اسی دوران یاجوج ماجوج نکلیں گے ''وھم من کل حرب ینسلون ''یعنی وہ ہر اونچی جگہ سے پھسلتے ہوئے آ رہے ہونگے، وہ ان کے شہروں کو روندیں گے، ہر چیز کو کھا جائیں گے، جہاں پانی دیکھیں گے پی جائیں گے۔ پھر فرمایا کہ لوگ دوبارہ اللہ تعالیٰ سے شکایت کریں گے اور دعا مانگیں تو اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو ہلاک کر دیں گے یہاں تک کہ پوری زمین ان کی لاشوں کی بدبو سے اٹی ہوئی ہوگی، پھر اللہ تعالیٰ بارش نازل فرمائیں گے جو انکے جسموں کو لے جا کر سمندر میں ڈبو دے گی۔

چنانچہ میرے رب نے مجھ سے اس سلسلے میں جو وعدہ کیا ہے ان میں سے یہ بھی ہے کہ قیامت کی مثال اس وقت اس حاملہ عورت کی سی ہوگی جس کے حمل کی مدت پوری ہو چکی ہو لوگوں کو معلوم نہ ہوگا کہ کب قیامت آ جائے۔ [2]

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی علامات

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ ''معراج کی رات

---

[1] البخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قولہ تعالیٰ ''واذ کرفی الکتاب مریم'' حدیث نمبر ۳۴۴۳، مسلم کتاب الفضائل باب فضائل عیسیٰ علیہ السلام حدیث نمبر ۶۰۸۴، ابوداؤد کتاب السنۃ باب فی التخییر بین الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام حدیث نمبر ۴۶۷۵

[2] مسند احمد حدیث نمبر ۳۷۵/۱، درمنثور حدیث نمبر ۱۵۲/۴، تفسیر ابن کثیر حدیث نمبر ۴۰۹/۳

میری ملاقات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی، ان کا قد لمبا ہے اور بال گھنگھریالے ہیں[۱]۔ گویا کہ وہ ازدشنوءۃ نامی قبیلے کے فرد ہوں۔

پھر فرمایا کہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی ملا، ان کی علامات یہ ہیں کہ ان کا رنگ سرخی مائل ہے گویا کہ وہ ابھی حمام سے نکل کر آ رہے ہوں[۲]۔

امام بخاریؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے ایک روایت نقل کی ہم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "میں حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملا ہوں، رہے عیسیٰ علیہ السلام تو ان کا رنگ سرخی مائل ہے، چہرہ گول، گوشت کم ہے، سینہ چوڑا ہے، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام۔

صحیحین نے موسیٰ بن عتیبہ کے طریق سے حضرت ابن عمرؓ کی ہدایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپؐ نے لوگوں کے درمیان مسیح دجال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ "بے شک اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے، سنو! مسیح دجال کی دائیں آنکھ کانی ہے، جیسے کہ انگور کا پھولا ہوا دانہ ہوگا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے خانہ کعبہ کے قریب سوتے ہوئے ثواب میں ایک خوبصورت آدمی دکھایا جیسے بہترین مرد ہوں، ان کے لمبے بال ان کے دونوں کندھوں کے درمیان لٹکے ہوئے تھے، بالوں میں کچھ گھنگھریالا پن تھا ان کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے، اور وہ اپنے دونوں ہاتھ دو آدمیوں کے کندھوں پر رکھے ہوئے بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ بتایا گیا کہ مسیح ابن مریم علیہما السلام ہیں۔ پھر میں نے ایک آدمی ان کے پیچھے دیکھا جو چھوٹے اور گھنگھریالے بالوں والا تھا، دائیں آنکھ سے کانا تھا، دیکھنے میں جیسے ابن قطن لگتا ہو، اپنے دونوں ہاتھ ایک شخص کے دونوں کندھوں پر رکھے ہوئے بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا، میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے تو بتایا گیا کہ یہ مسیح دجال ہے"۔[۳]

امام بخاریؒ نے ایک روایت حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی اس طرح نقل کی ہے کہ فرماتے ہیں خدا کی قسم آپؐ نے کبھی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سرخی مائل نہیں فرمایا بلکہ آپؐ نے تو یہ فرمایا ہے کہ "اس دوران کہ میں بیت اللہ کے طواف کے بعد وہیں سو رہا تھا کہ میں نے (خواب میں) دیکھا کہ ایک خوبصورت آدمی ہیں، گندم گوں اور سیدھے بالوں والے ہیں، جو دو آدمیوں کے درمیان آہستہ آہستہ چلتے ہوئے طواف کر رہے ہیں، ان کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہیں یا پانی بہہ رہا ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ بتایا گیا یہ کہ حضرت عیسیٰؑ ابن مریم علیہ السلام ہیں۔ اتنے میں، میں نے دوسری طرف توجہ کی تو ایک اور شخص کو دیکھا لمبا چوڑا اور گھنگھریالے بالوں والا تھا، جو دائیں آنکھ سے کانا تھا۔ جیسے انگور کا پھولا ہوا دانہ ہو۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ بتایا گیا کہ یہ دجال ہے۔ دیکھنے میں اس سے سب سے زیادہ مشابہت ابن قطن کی ہے۔

---

[۱] مسند احمد حدیث نمبر ۳۷۵/۱، درمنثور حدیث نمبر ۱۵۲/۴، تفسیر ابن کثیر حدیث نمبر ۴۰۹/۳

[۲] بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قولہ تعالیٰ "ہل اتاک حدیث موسیٰ" "وکلم اللہ موسیٰ تکلیما" حدیث نمبر ۳۳۹۴، مسلم کتاب الایمان باب ذکر النبی ﷺ لانبیاء علیہم السلام حدیث نمبر ۴۲۳، ترمذی کتاب التفسیر باب من سورۃ بنی اسرائیل حدیث نمبر ۳۱۳۰

[۳] بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قولہ تعالیٰ "واذکر فی الکتاب مریم اذ انتبذت من اہلہا" حدیث نمبر ۳۴۳۹، اور حدیث نمبر ۳۴۴۰، مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال وصفتہ و ما معہ حدیث نمبر ۷۲۸۹، مسند احمد حدیث نمبر ۳۷/۲

زہریؒ کہتے ہیں کہ ابن قطن بنوخزاعۃ کا ایک شخص تھا جو زمانہ جاہلیت میں ہی مر گیا تھا اور حضرت نواس بن سمعان کی روایت میں گذرا ہے کہ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے مشرقی مینار پر زرد رنگ کے دو کپڑوں میں نازل ہونگے، انہوں نے اپنے ہاتھ دو فرشتوں کے پروں پر رکھے ہونگے، جب وہ اپنا سر جھکائیں گے تو اس سے پانی کے قطرے ٹپکیں گے اور جب اوپر اٹھائیں گے تو لعل و جواہر جھڑیں گے، کوئی کافر ایسا نہ ہوگا جس تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خوشبو پہنچے اور وہ زندہ بچے، اور ان کی رفتار اتنی تیز ہوگی کہ جہاں تک ان کی نظر جائے گی وہیں ان کا قدم پڑے گا'' [1]

علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ ''دمشق کے مشرقی سفید مینار کے پاس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کے بارے میں یہی مشہور ہے۔ حالانکہ میں نے بعض کتابوں میں یہ بھی دیکھا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی سفید مینار پر نازل ہونگے۔ ممکن ہے یہی محفوظ ہو، یعنی ممکن ہے کہ روایت تو یوں ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے سفید مشرقی مینار پر نازل ہونگے لیکن راوی نے اپنی سمجھ کے لحاظ سے روایت میں تصرف کر دیا ہو، کیونکہ (اب تک) دمشق میں ایسا کوئی مینار نہیں جو مشرقی مینار کے طور پر مشہور ہو علاوہ اس مینار کے جو ''جامع اموی'' کے مشرق میں ہے۔ اور یہی زیادہ مناسب اور لائق ہے کیونکہ جب وہ نازل ہونگے فجر کی جماعت کھڑی ہوگی اور ان سے کہا جائے گا کہ اے مسلمانوں کے امام! اے روح اللہ آگے بڑھیے (اور نماز پڑھایئے) تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ آپ ہی آگے بڑھیں کیونکہ جماعت آپ ہی کے لیے کھڑی کی گئی ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ ''تم میں سے بعض لوگ بعض دوسروں کے امیر ہوں گے، اللہ تعالیٰ اس امت کا اکرام فرمائیں گے۔''

یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ ہمارے اس زمانے ۷۴۱ھ میں سفید پتھر سے ایک مینار کی بنیاد رکھی گئی ہے، یہ مینار بن بھی اُن عیسائیوں کے مال سے رہا ہے جنہوں نے اسی جگہ موجود اس سے پہلے مینار کو جلا دیا تھا۔ ممکن ہے کہ یہ بھی نبوت دلائل میں سے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے جس مینار پر حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کو نازل فرمانا ہے اُس کو عیسائیوں ہی کے مال سے ہی بنا دوڑا دیا، لہذا جب حضرت عیسیٰ علیہ اسلام نازل ہوں گے تو خنزیر کو قتل کر دیں گے، صلیب کو توڑ دیں گے، اُن سے جزیہ قبول نہیں کیا جائے گا البتہ جو اسلام لے آئے گا اس کا اسلام لانا قبول ہوگا ورنہ اس کو قتل کر دیا جائے گا، اُس دن دنیا بھر کے سارے کافروں کے لئے یہی فیصلہ ہوگا۔

لہذا یہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کی علامت کے باب سے یہی ہے، رہی شریعت تو حضرت عیسیٰ علیہ اسلام ہماری اسی شریعت مطہرہ کے مطابق فیصلہ فرمائیں گے۔ اور جیسا کہ پہلے احادیث میں گذر چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ اسلام بیت المقدس میں نازل ہوں گے، اور بعض روایات کے مطابق اردن میں اور بعض کے مطابق مسلمانوں کے لشکر میں جیسا کہ مسلم کی بعض روایات میں ہے۔ واللہ اعلم۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک روایت پہلے گذر چکی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''حضرت عیسیٰ علیہ اسلام نازل ہونے والے ہیں، جب تم انہیں دیکھو گے تو پہچان لو گے وہ درمیانے قد کے سرخی اور سفیدی کی طرف مائل ہیں، انہوں نے زرد رنگ کے دو کپڑے اوڑھ رکھے ہوں گے، یوں محسوس ہوگا جیسے ان کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہوں حالانکہ وہ بھیگے ہوئے نہ ہوں گے، صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے، جزیہ کو قتل کر دیں

---

[1] بخاری کتاب الفتن، باب ذکر الدجال حدیث نمبر ۷۱۲۶

گے، لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں گے، اُن کے زمانے میں اللہ تعالیٰ اسلام کے علاوہ تمام ملتوں کو ہلاک کر دیں گے، اسی طرح دجال کو بھی انہی کے زمانے میں ہلاک کیا جائے گا، پھر دنیا میں امن وامان قائم ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ شیر اونٹ کے ساتھ چرے گا، چیتا گائے کے ساتھ، بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ اور بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے لیکن یہ چیزیں نقصان نہیں پہنچائیں گی، چالیس سال تک یہی حال رہے گا، پھر حضرت عیسیٰ علیہ اسلام وفات ہو جائے گی اور مسلمان اُن کی نماز جنازہ ادا کریں گے۔''

ایک اشکال اور اس کا حل

امام احمدؒ اور ابوداؤدؒ نے ایک روایت میں یہ نقل کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں چالیس سال زندہ رہیں گے جبکہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے یہ مدت صرف سات سال معلوم ہو رہی ہے تو دونوں روایات میں تطبیق کی کیا صورت ہوگی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس سات سالہ مدت کو حضرت عیسی علیہ اسلام کے نازل ہونے کے بعد کی مدت پر محمول کیا جائے، کیونکہ آسمانوں پر اٹھائے جانے سے پہلے آپ علیہ السلام کی عمر تینتیس سال تھی، تو تینتیس سال آسمانوں پر اٹھائے جانے سے پہلے اور سات سال زمین پر دوبارہ نازل ہونے کے بعد تو یہ چالیس سال ہو گئے۔

یعنی امام احمدؒ اور ابوداؤدؒ نے کل عمر روایات میں بیان کی ہے اور مسلم نے صرف نازل ہونے کے بعد والی۔
خلاصہ۔ یہ بھی صحیح روایت سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ اسلام ہی کے زمانہ مبارک میں یاجوج ماجوج نکلیں گے اور حضرت کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کو ایک ہی رات میں ہلاک کر دیں گے، جیسا کہ پہلے بھی گذرا اور آئندہ بھی آئے گا اور یہ بھی ثابت ہے کہ آپ علیہ السلام زمین پر نازل ہونے کے بعد حج بھی ادا فرمائیں گے۔
محمد بن کعب القرظی فرماتے ہیں کہ کتب منزلہ میں اس طرح ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ نازل ہوں گے تو اصحاب کہف اُن کے ساتھیوں میں سے ہوں گے اور اُن کے ساتھ حج کریں گے۔
قرطبی نے ملاحم کتاب التذاکرن میں آخرت کے حالات تحریر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کی وفات مدینہ منورہ میں ہوگی، وہیں نماز جنازہ ہوگی اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرے میں تدفین ہوگی۔ اس کو ابن عسا کر نے بھی روایت کیا ہے۔

امام ترمذی نے کتاب المناقب میں حضرت عبداللہ بن سلامؓ کی روایت نقل کی ہے وہ اپنے دادا سے نقل فرماتے ہیں کہ توریت میں نبی کریم ﷺ کی علامات تحریر ہیں اور یہ بھی تحریر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُن کے ساتھ ہی دفن ہوں گے۔

''پھر فرماتے ہیں کہ ابوداؤد نے کہا ہے کہ ام المومنینؓ کے حجرے میں ابھی ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔''[1]

یاجوج ماجوج کے نکلنے کا تذکرہ

یاجوج ماجوج کے خروج کا واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ مبارک میں دجال کے قتل کے بعد پیش آئے گا، اور اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا کی برکت سے سب کو ایک ہی رات میں ہلاک کر دیں گے، جیسا

[1] ترمذی کتاب المناقب باب فی فضل النبی ﷺ حدیث نمبر ۳۶۱۷

کہ سورۃ الانبیاء میں فرمایا ہے:

ترجمہ: یہاں تک کہ جب یاجوج ماجوج کھول دیئے جائیں گے اور وہ (کثرت کی وجہ سے) ہر بلندی سے نکلتے معلوم ہونگے، اور سچا وعدہ نزدیک آ پہنچا ہوگا تو بس پھر ایک دم سے یہ قصہ ہوگا کہ منکروں کی نگاہیں پھٹی پھٹی رہ جائیں گی (اور وہ یوں کہتے نظر آئیں گے) ہائے کم بختی ہماری ہم اس (عہد) سے غفلت میں تھے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ ہم ہی قصوروار تھے (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور ذی القرنین کے قصہ میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ کہف میں ارشاد فرمایا ہے کہ ۱؎

ترجمہ: یہاں تک کہ جب دو پہاڑوں کے درمیان میں پہنچے تو دو پہاڑوں سے اس طرف جو کوئی بات سمجھنے کے قریب بھی نہیں پہنچے۔ انہوں نے (ذوالقرنین سے) عرض کیا کہ اے ذوالقرنین قوم یاجوج ماجوج (جو اس گھاٹی کے اس طرف رہتے ہیں ہماری) اس سرزمین میں کبھی کبھی بڑا فساد مچاتے ہیں سو کیا ہم لوگ آپ کے لیے کچھ چندہ جمع کردیں اس شرط پر کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان کوئی روک بنادیں (کہ وہ پھر آنے نہ پائیں) ذوالقرنین نے جواب دیا کہ جس مال میں میرے رب نے مجھ کو اختیار دیا ہے وہ بہت کچھ ہے (مال کی تو مجھے ضرورت نہیں) البتہ ہاتھ پاؤں سے میری مدد کرو تو میں تمہارے اور ان کے درمیان میں خوب مضبوط دیوار بنادوں گا۔ اچھا تو تم لوگ میرے پاس لوہے کی چادریں لاؤ یہاں تک کہ جب ردے ملاتے ملاتے ان کے دونوں سروں کے بیچ کے خلا کو بھر دیا تو حکم دیا کہ دھونکو (دھونکنا شروع ہوگیا) یہاں تک کہ جب اس کو لال انگارہ کردیا تو (اس وقت) حکم دیا اب میرے پاس پگھلا ہوا تانبا لاؤ (جو پہلے سے تیار کرالیا گیا ہوگا) کہ اس پر ڈال دوں۔ سو نہ تو یاجوج ماجوج اس پر چڑھ سکتے ہیں اور (نہایت استحکام کے باعث) نہ اس میں نقب دے سکتے ہیں۔ ذوالقرنین نے کہا کہ یہ تیاری دیوار کی میرے رب کی رحمت ہے پھر جس وقت میرے رب کا وعدہ آئے گا (یعنی اس کی فنا کا وقت آئے گا) تو اس کو ڈھا کر زمین کے برابر کردے گا اور میرے رب کا وعدہ برحق ہے اور اس روز ہم ان کی یہ حالت کریں گے کہ ایک دوسرے میں گڈمڈ ہوجائیں گے (ترجمہ حضرت تھانوی)

ہم اپنی تفسیر (تفسیر ابن کثیر) میں ذی القرنین کے قصے کے ذیل میں بیان کرچکے ہیں کہ انہوں نے سونے اور تانبے کو پگھلا کر دو پہاڑوں کے درمیان ایک ٹھوس دیوار بنادی تھی۔ اور پھر فرمایا ''قال ھذا رحمۃ من ربی''۔ یعنی یہ میرے رب کی رحمت ہے کہ زمین میں لوگوں اور اس فسادی قوم کے درمیان رکاوٹ ڈال دی ہے۔ ''فاذا جاء وعد ربی'' جب میرے رب کا وعدہ آجائے گا۔ یعنی جب وہ وقت آجائے گا جس میں اللہ تعالیٰ نے اس دیوار کا ڈھے جانا اور میرے رب کا وعدہ سچا ہے یعنی یہ معاملہ ضرور ہو کر رہے گا۔ ''وترکنا بعضھم یومئذ یموج فی بعض'' ہم نے چھوڑ دیا ان میں سے بعض کو بعض میں اس دن موجیں مارتے ہوئے یعنی جس دن دیوار گرے گی تو یاجوج ماجوج کا لشکر نکل پڑے گا اور بھاگتا دوڑتا ہر اونچ نیچ سے گذرتا ہوا نہایت تیزی سے لوگوں میں پھیل جائے گا، پھر بہت جلد ہی صور پھونکا جائے گا جیسے کہ دوسری آیت میں فرمایا

''حتی کہ جب یاجوج ماجوج کو کھول دیا جائے گا اور وہ ہر اونچی جگہ سے پھسلتے ہوئے آئیں گے اور اللہ کا سچا وعدہ قریب آجائے گا (الانبیاء آیت ۹۷۔۹۶)

عرب کے قریب آ چکنے والے ایک شر کی طرف اشارۂ نبوی

صحیحین میں حضرت زینب بنت جحشؓ کی حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کے پاس آرام فرما ہوئے اور جب بیدار ہوئے تو چہرہ انور لال ہو رہا تھا فرمانے لگے کہ "عرب کے لیے ہلاکت ہے ایسے شر سے جو قریب آ چکا ہے۔ آج کے دن یاجوج ماجوج کی دیوار میں اتنا بڑا سوراخ ہو گیا ہے (بعض روایات میں ہے کہ آپؐ نے نوے یا ستر کا اشارہ فرمایا)۔

حضرت زینب کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے؟ حالانکہ ہم میں نیک لوگ موجود ہوں گے؟ تو فرمایا کہ ہاں جب خبث بڑھ جائے گا تو ---- [1]

یاجوج ماجوج کا نکلنا

صحیحین میں حضرت ابو ہریرۃؓ سے ارشاد نبویؐ مروی ہے کہ "آج کا دن یاجوج ماجوج کی دیوار میں اتنا بڑا سوراخ ہو گیا یہ فرما کر آپؐ نے نوے کا اشارہ فرمایا [2]

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرۃؓ سے ارشاد نبویؐ مروی ہے کہ بیشک یاجوج ماجوج روزانہ سد (دیوار) کو کھودتے ہیں پھر جب وہ سورج کی روشنی دیکھتے ہیں تو ان کا لیڈر کہتا ہے کہ لوٹ جاؤ کل مزید کھدائی کریں گے۔ چنانچہ جب وہ واپس آتے ہیں تو وہ پہلے سے بھی زیادہ سخت ہو جاتی ہے۔ (پھر ایک دن) ان کا لیڈر کہے گا کہ لوٹ جاؤ کل انشاء" ہم مزید کھودیں گے (انشاء کہے گا) چنانچہ وہ دوسرے دن آ کر کھودیں گے اور لوگوں کی طرف نکل پڑیں گے پانی خشک کر دیں گے لوگ بچنے کے لیے قلعوں میں چلے جائیں گے تو وہ اپنے تیروں کو آسمان کی طرف چلائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان پر نصف (کیڑوں کی ایک قسم ہے) بھیجے گا جو ان کی گدی میں اثر کریں گے اور ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ انہیں ختم کر دیں گے۔ پھر رسول ﷺ نے فرمایا "قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں محمدؐ کی جان ہے، زمین کے کیڑے ان کے گوشت اور خون کھا کر موٹے ہو جائیں گے اور شکر ادا کریں گے [3] (یہی روایت مسند احمد ترمذی اور ابن ماجہ میں بھی ہے)

مسند احمد میں حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ یاجوج ماجوج کو کھول دیا جائے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے موافق "وہاں سے اونچے ٹیلوں سے پھسلتے" نکل پڑیں گے لوگ ان سے ڈر کر شہروں اور قلعوں میں چھپ جائیں گے اور اپنے مال مویشی بھی لے جائیں گے۔ یاجوج ماجوج گشت کریں گے اور زمین کا پانی اس طرح پی جائیں گے حتی کہ کبھی کوئی وہاں سے گذرنے گا تو کہے گا کہ یہاں کبھی پانی ہوتا تھا۔ پھر کوئی شخص ایسا نہ رہے گا جو قلعوں یا شہروں میں جا کر چھپ نہ گیا ہو تو یہ کہیں گے کہ اب زمین والے تو ختم ہو گے۔ آسمان والے باقی رہ گئے۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ ان میں کوئی آسمان کی طرف تیر چلائے گا تو وہ تیر واپس خون میں رنگا آئے گا (آزمائش وفتنہ کے لیے) اسی دوران اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک بیماری

۱۔ بخاری، احادیث الانبیاء حدیث نمبر ۳۳۴۶، مسلم حدیث نمبر ۷۱۶۵

۲۔ بخاری حدیث نمبر ۳۳۴۷، مسلم حدیث نمبر ۷۱۶۸

۳۔ ترمذی تفسیر حدیث نمبر ۳۱۳۴

(ناسور کی طرح) پیدا فرما دیں گے چنانچہ اسی میں مر جائیں گے۔ جب کوئی آہٹ وغیرہ ان کی صفائی نہ دے گی تو لوگ کسی کو تیار کر کے دشمن کو دیکھنے بھیجیں گے اور وہ توکل پر نکل پڑے گا اور اسے اپنے قتل کا یقین ہوگا مگر وہ انہیں مردہ حالت میں ایک دوسرے پر پڑا دیکھے گا تو آواز لگائے گا۔ او مسلمانو! مبارک ہو اللہ تعالیٰ تمھاری طرف سے تمھارے دشمن کے لیے کافی ہو گیا تو لوگ اپنے قلعوں وغیرہ سے نکل آئیں گے لیکن جانوروں کے چرنے کے لیے کوئی چراگاہ نہ ہوگی صرف انہی یاجوج ماجوج کا گوشت میسر ہوگا جسے کھا کر جانور اس طرح موٹے ہو جائیں گے جیسا کہ گھاس کھا کر ہو جاتے ہیں (اسی طرح یہ روایت ابن ماجہ میں بھی آئی ہے)

نواس بن سمعان کی حدیث میں مشرقی باب لد کے قریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں دجال کے قتل کے ذکر کے بعد مذکور ہے کہ

اسی دوران اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ ابن مریم کو وحی فرمائیں گے کہ میں اپنے کچھ بندوں کو نکال رہا ہوں اور تم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے لہذا میرے نیک بندوں کو طور پہاڑ پر لے جا کر محفوظ کر لو۔۔۔۔۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ اپنے ساتھیوں سمیت وہاں چلے جائیں گے اور یہاں یاجوج ماجوج کی گردنوں میں بیماری ہو جائے گی جس سے وہ مر جائیں گے اور سب ایک ساتھ مریں گے۔ حضرت عیسیٰ اور ان کے ساتھی یہاں آئیں گے تو اللہ تعالیٰ کچھ پرندے بھیجیں گے جو یاجوج ماجوج کی لاشیں اٹھا کر جہاں اللہ کی مرضی ہوگی وہاں لے جا کر پھینک دیں گے۔

(کعب احبار فرماتے ہیں کہ سورج کے طلوع ہونے کی جگہ کے قریب مھیل نامی جگہ پر پھینک دیں گے)

اور اللہ تعالیٰ بارش نازل فرمائیں گے جس سے کوئی بیل بوٹا نہیں بچے گا اور زمین بالکل بیابان ہو جائے گی۔ بارش چالیس دن تک برسے گی اور زمین کو کہا جائے گا کہ اپنا پھل اور برکت ظاہر کر۔ اس دن لوگ انار کھائیں گے اور اسکے سائے میں رہیں گے (پھر طویل حدیث ہے) اسی دوران اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی بغلوں کے نیچے ایک خوشبو پیدا کریں گے جو ہر مومن کی روح قبض کر لے گی۔ پھر فساق باقی رہ جائیں گے جو گدھوں کی طرح زمین میں کودتے پھریں گے اور قیامت انہی لوگوں پر قائم ہوگی۔

مدبر بن عبادۃ کی وہ حدیث جس میں حضرات انبیاء حضرت محمد ﷺ، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کی ملاقات اور قیامت کے تذکرے پر حضرت عیسیٰؑ کی گفتگو نقل کی ہے۔ اس میں ہے کہ

''قیامت کا وقت اللہ کے علاوہ کسی کو نہیں معلوم اور جو مجھ سے میرے رب نے وعدہ کیا ہے وہ یہ کہ دجال نکلے گا اور اس کے ساتھ دو نہریں ہونگی جب مجھے دیکھے گا۔ حتیٰ کہ پتھر اور درخت آواز دیں گے اے مسلمان میرے پیچھے کافر ہے، اسے قتل کر اور اللہ انہیں ہلاک کر دے گا اور لوگ اپنے علاقوں میں واپس آ جائیں گے۔۔۔۔۔ اس وقت یاجوج ماجوج نکل آئیں گے اور وہ ان کے شہروں کو روند دیں گے کوئی چیز برباد کئے بغیر نہ چھوڑیں گے، جہاں سے گذریں گے پانی بھی پی کر ختم کر دیں گے۔ پھر لوگ لوٹ کر ان کی شکایت کریں گے چنانچہ میں یاجوج ماجوج کے لیے بد دعا کروں گا اور اللہ انہیں ہلاک کر دے گا چنانچہ ان کی جسموں کی بدبو سے زمین بھر جائے گی پھر اللہ تعالیٰ بارش برسائیں گے (جس کا سیلابی ریلا) انہیں سمندر میں پھینک دے گا۔

اللہ نے جو مجھ سے وعدہ کیا ہے اسمیں یہ ہے کہ یہ سب کچھ ہوگا قیامت کی مثال پورے دن کی حاملہ کے

جیسی ہے جس کا پتہ نہیں کب وضع حمل ہو جائے رات میں یا دن میں![1]

مسند احمد میں ابن حرملہ اپنی خالہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے خطبہ دیا آپؐ کے ہاتھ پر بچھو کے کاٹنے کی وجہ سے پٹی بندھی تھی۔ آپؐ نے فرمایا تم کہتے ہو کہ تمھارا کوئی دشمن نہیں تم تو اپنے دشمنوں سے یاجوج ماجوج نکلتے تک لڑتے رہو گے۔ جو چوڑے چہروں اور چھوٹی آنکھوں والے، بھورے بال والے ہونگے (جو ہر گھاٹی سے پھسلتے آئیں گے) ان کے چہرے گویا دو نچی ہوئی ڈھال ہیں۔[2]

میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ یاجوج ماجوج ترک نسل اور حضرت آدم کی اولاد میں سے دو قومیں ہیں جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے۔

''اے ابن آدم! انسان کہے گا میں حاضر ہوں اللہ تعالی بلند آواز سے فرمائے گا کہ جہنمی جماعت کو بھیج۔ وہ کہے گا کتنے؟ فرمائے گا کہ ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے جہنم میں اور ایک جنت میں جائے گا اس وقت خوف اتنا ہوگا بچہ بوڑھا ہو جائے گا اور حاملہ کا حمل گر جائے گا۔ مگر کہا جائے گا خوشخبری ہے تمھارے لیے کہ یاجوج ماجوج کی قومیں تمھارا فدیہ ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ کہا جائے گا کہ تم میں دو قومیں ہیں جو جس چیز میں داخل ہوں اسے بڑھا دیں گے یعنی یاجوج ماجوج (آگے یہ حدیث اپنے تمام اور الفاظ کے ساتھ آ رہی ہے)

یاجوج ماجوج کی پیدائش

یہ یاجوج ماجوج اماں حوا کی اولاد ہیں ایک قول یہ ہے کہ یہ حوا سے نہیں بلکہ صرف حضرت آدم سے ہیں، وہ اس طرح کہ ایک مرتبہ حضرت آدمؑ کو احتلام ہو گیا اور منی مٹی میں ملی اس ملغوبے سے اللہ تعالیٰ نے یاجوج ماجوج کو پیدا فرمایا۔

یہ بات بلا دلیل ہے اور کسی ایسے شخص سے مروی نہیں جس کا قول قبول کیا جائے اور اللہ بہتر جانتا ہے۔ یہ حضرت نوح علیہ السلام سے ہیں اور یافث بن نوحؑ کی اولاد ہیں یہ جہاں رہتے تھے دوسروں کو تکلیف دیتے تھے چنانچہ ذوالقرنین نے انھیں سد بنا کر محصور کر دیا۔ جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا یہ لوگوں کے سامنے نکل آئیں گے۔

یاجوج ماجوج انسان ہیں

یہ یاجوج ماجوج عام انسانوں کے مشابہہ ہیں اور اپنی جنس کے ترک نسل والوں کی طرح چھوٹی آنکھوں، چپٹی ناک، بھورے بال اور ان کی شکلوں اور رنگت والے لوگ ہیں۔ ایک خیال یہ ان کے بارے میں ظاہر کیا جاتا ہے کہ ان میں کھجور کے درخت سے بھی لمبا اور چھوٹے سے چھوٹا انسان بھی ہوگا۔ ان کے دو بڑے کان ہونگے ایک کو اوڑھیں گے اور دوسرے کو بچھا کر سوئیں گے۔ یہ بات کسی بے علم نے گھڑی ہے اور بے دلیل بات کہی ہے۔

حالانکہ حدیث میں آتا ہے ان میں سے ہر آدمی اسوقت نہ مرے گا جب تک اپنی اولاد میں ایک ہزار انسان نہ دیکھ لے ۔۔۔۔۔۔ اس حدیث کی صحت کو اللہ بہتر جانتا ہے۔

طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ارشاد نبویؐ مروی ہے کہ ''یاجوج ماجوج حضرت آدم کی اولاد ہیں اگر انھیں کھلا چھوڑ دیا جائے تو وہ لوگوں کے معاش کو فاسد کر دیں اور ان میں سے کوئی شخص اس وقت نہیں مرے گا جب تک اپنی نسل کے ہزار یا اس سے زائد افراد نہ دیکھ لے۔ اور ان کے علاوہ ان کی تین قومیں اور ہیں تاویل، مارس اور منک[3] یہ حدیث غریب ہے اور ممکن ہے کہ یہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا اپنا کلام ہو۔

---

[1] مسند احمد صفحہ ۵/۲۱۷ [2] بخاری حدیث نمبر ۳۳۴۸ [3] ابوداؤد حدیث نمبر ۲۲۸۲، طبرانی کبیر حدیث نمبر ۱۱/۱۲۰۳۴

ابن جریر نے نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بچوں کو کھیلتے ہوئے ایک دوسرے پر سے چھلانگیں لگاتا دیکھا تو فرمایا کہ یاجوج ماجوج اس طرح نکلیں گے۔

ذوالسویقتین کے ہاتھوں کعبہ شریف کی بربادی کی پیشن گوئی

حضرت کعب احبار سے تفسیر ابن کثیر میں مروی ہے (یاجوج ماجوج کے تذکرے میں) کہ ذوالسویقتین کا پہلا ظہور حضرت عیسیٰ بن مریم کے زمانے میں ہوگا اور یہ یاجوج ماجوج کی ہلاکت کے بعد کا زمانہ ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سات سے آٹھ سو کے لگ بھگ لشکر ان کے مقابلے کے لیے بھیجیں گے۔ جس وقت یہ لوگ سفر میں ہونگے تو اللہ تعالیٰ ایک خوشبودار ہوا بھیجے گا جس سے سب مومن مرجائیں گے اور صرف بے وقوف اور بے عقل رہ جائیں گے جو جانوروں جیسی حرکتیں کریں گے۔

کعب احبار کہتے ہیں کہ اس وقت قیامت بہت نزدیک ہوگی۔ میں (ابن کثیر) یہ کہتا ہوں کہ صحیح حدیث میں پہلے گذر چکا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ زمین پر نازل ہونے کے بعد حج ادا فرمائیں گے۔

حج وعمرہ کرنے والے یاجوج ماجوج کے بعد بھی ہونگے

مسند احمد میں حضرت ابوسعیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اس گھر (بیت اللہ) کا حج لوگ یاجوج ماجوج کے خروج کے بعد بھی کریں گے[1]

قیامت سے پہلے حج کرنا ختم ہوجائے گا

عبدالرحمٰن نے شعبہ سے قتادہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ''قیامت اس وقت قائم ہوگی جب حج نہ کیا جانے لگے''۔

ابوبکر بزار نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے ارشاد نبوی نقل کیا ہے کہ ''قیامت اس وقت قائم ہوگی جب حج نہ کیا جانے لگے[2]۔ اس کے بعد بزار نے لکھا ہے کہ یہ حدیث حضرت ابوسعیدؓ کے علاوہ کسی اور صحابی کے حوالے سے ہمیں نہیں معلوم۔

میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ دونوں قسم کی احادیث میں کوئی منافات نہیں ہے۔ کیونکہ لوگ حج اور عمرہ یاجوج ماجوج کے خروج کے بعد (ان کی ہلاکت کے بعد) کریں گے۔ لوگوں کا اطمینان اور رزق کی کثرت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہوگی پھر اللہ تعالیٰ خوشبودار ہوا چلا کر مومنوں کی ارواح قبض فرمالیں گے اور پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوجائے گی۔ مسلمان ان کی جنازہ پڑھ کر انہیں حجرہ نبویؐ میں رسول اکرم ﷺ کے قریب دفن کردیں گے۔ پھر ذی السویقتین کے ہاتھوں کعبہ کی تباہی (ان واقعات کے بعد) ہوگی اگرچہ اس کا ظہور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہوگا۔ جیسا کہ کعب احبار سے مروی ہے۔

کعبہ کی تباہی کی پیشنگوئی

مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ حبشہ کا ذوالسویقتین کعبہ کو تباہ کرے گا اس کا غلاف اتار لے گا، اس کی زیب وزینت ختم کردے گا۔ گویا کہ میں ابھی اس

---

[1] بخاری کتاب الحج حدیث نمبر ۱۵۹۳، [2] حوالہ گذر چکا

گنجے اور ٹیڑھے جوڑ والے کو دیکھ رہا ہوں جو اپنے ہتھوڑوں اور کدالوں سے اسے مار کر (توڑ) رہا ہے۔[1] (اس حدیث کی سند قوی ہے)۔

سنن ابوداؤد میں حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ سے ارشاد نبویؐ مروی ہے کہ

تم حبشہ کو چھوڑ دو جب تک وہ تمہیں نہیں چھوڑے رکھیں، کعبہ کا خزانہ کوئی نہیں نکال سکے گا سوائے ذوالسویقتین کے جو حبشہ سے آئے گا۔[2]

مسند احمد میں حضرت ابن عباسؓ سے ارشاد نبوی مروی ہے کہ

گویا کہ میں ابھی اس کالے ٹیڑھی ٹانگوں والے شخص کو (کعبہ کی) اینٹ اینٹ (کر کے) توڑتے دیکھ رہا ہوں۔[3]

حافظ ابوبکر بزار نے حضرت ابو ہریرہؓ سے ارشاد نبویؐ نقل کیا ہے کہ حبشہ کا ذوالسویقتین کعبہ کو تباہ کرے گا۔[4]

قیامت سے پہلے قحطان سے ایک ظالم کے ظہور کی پیشگوئی

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا

قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک قحطان سے ایک (ظالم) شخص نہ نکل آئے جو لوگوں کو اپنی لاٹھی سے ہانکے گا۔[5]

بخاری میں بھی یہ روایت دوسری سند سے آئی۔ مذکورہ شخص ممکن ہے ذوالسویقتین ہو اور کسی دوسرے کے ہونے احتمال ہے کیونکہ یہ قحطان کا ہے اور ذوالسویقین حبشہ کا ہے۔

مسند احمد میں حضرت ا[illegible]رہؓ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ

''رات اور دن اس وقت تک ختم نہ ہونگے جب تک کہ ایک غلام بادشاہ نہ بن جائے جسے جھجاہ کہا جائے گا۔[5]

ابن کثیرؒ کہتے ہیں کہ اس سے بھی مراد ذی السویقتین حبشی ہوسکتا ہے (لیکن اسلامی تاریخ میں خلافت بنو عباس میں ایک حکمران کا ذکر ملتا ہے جس کا نام جھجاہ تھا اور اس نے بھی مرکزی حکومت سے لڑ کر اپنی الگ سلطنت بنالی تھی، مترجم)

مسند احمد میں حضرت عمر بن خطابؓ سے ارشاد نبویؐ مروی ہے کہ

''اہل مکہ، مکہ سے نکل جائیں گے اور اس کے پاس سے کوئی گذرے گا بھی نہیں سوائے کم لوگوں کے، پھر مکہ دوبارہ بھر جائے گا اور پھر اہل مکہ، مکہ سے (دوبارہ) نکل جائیں گے اور پھر کبھی لوٹ کے نہیں آئیں گے۔[6]

فصل

دجال کے مکہ اور مدینہ میں داخل نہ ہونے کی پیشگوئی

مدینہ منورہ (علی ساکنھا افضل الصلاۃ والسلام) کے بارے میں صحیح احادیث سے ثابت ہے

---

[1] بخاری حدیث نمبر ۱۵۹۱، مسلم حدیث نمبر ۷۲۳۴، مسند احمد صفحہ ۲/۲۲۰ [2] بخاری حدیث نمبر ۱۵۹۱، صحیح مسلم حدیث نمبر ۷۲۳۴ [3] صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۵۹۵ [4] مسلم حدیث نمبر ۷۲۳۶، مسند احمد صفحہ ۲/۴۱۷ [5] بخاری حدیث نمبر ۳۵۱۷، مسلم حدیث نمبر ۷۲۳۷ [6] مسلم حدیث نمبر ۷۲۳۸، ترمذی حدیث نمبر ۲۲۸، مسند احمد صفحہ ۳/۳۲۹

کہ دجال کے لیے مدینہ اور مکہ میں دخول ممکن نہ ہوگا اور یہ کہ مدینے کے راستوں پر فرشتے چوکیداری کریں گے تاکہ وہ داخل نہ ہو۔ صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

''مدینہ میں دجال داخل نہ ہو سکے گا اور نہ طاعون'' ۔[۱]

یہ بھی گذر چکا ہے وہ اس کے قریب آئے گا، پڑاؤ کرے گا اور مدینے والوں کو زلزلے کے تین جھٹکے دے گا، چنانچہ منافق اور فاسق مرد و عورت اس کے پاس چلے جائیں گے اور مومن ثابت قدم رہیں گے۔ اس دن کو ''یوم الخلاص'' 'چھٹکارے کا دن یا 'چھانٹی کا دن'' کہا جائے گا۔

جیسا کہ ارشاد نبویؐ ہے کہ ''یہ طیبہ ہے خبث کو نکال دے گا اور خوشبو کو پھیلائے گا'' ۔[۲]

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے

''خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لیے اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لیے ہیں۔ پاکباز عورتیں پاکباز مردوں کے لیے اور پاکباز مرد پاکباز عورتوں کے لیے ہیں۔ یہ ان باتوں سے مبراء ہیں جو لوگ ان کے بارے میں کہتے ہیں'' ۔ (سورۃ النور آیت نمبر ۲۶)

مذکورہ حدیث سے مقصود یہ ہے کہ مدینہ میں ایام دجال میں آبادی ہوگی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بھی آبادی ہوگی مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد لوگ اس سے نکل آئیں گے۔ جیسا کہ پہلے گذر چکا۔

مسند احمد میں حضرت عمر بن خطاب سے ارشاد نبویؐ مروی ہے کہ

''(ایسا وقت آئے گا کہ) کچھ سوار مدینے کے قریب سے گذریں گے اور کہیں گے کہ یہاں کبھی مسلمانوں کی کثیر آبادی رہا کرتی تھی'' ۔[۳]

فصل: زمین سے ایک دابہ نکلنے کا ذکر

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اور جب ان پر ہمارا قول واضح ہوگا تو ہم ان کے لیے ایک دابہ زمین سے نکال لیں گے جو ان سے باتیں کرے گا۔ بیشک لوگ ہماری نشانیوں پر یقین نہیں کرتے۔ (سورۃ النمل آیت نمبر ۸۲)

ہم اپنی تفسیر میں اس آیت کے ذیل میں اس موضوع پر کلام کر چکے ہیں اور وہاں اس کے متعلق احادیث بھی درج کی ہیں اگر وہ یہاں بھی آ جائیں تو اچھا ہوگا۔

حضرت ابن عباس حسن اور قتادہ کہتے ہیں کہ ''باتیں کرنے'' کا مطلب یہ ہے وہ ان سے مخاطب ہوگا اور ابن جریر نے اس کو ترجیح دی ہے کہ وہ ان سے مخاطب ہو کر یہ کہے گا کہ ''لوگ ہماری آیات پر یقین نہیں کرتے'' ۔ اور اس بات کو انہوں نے عطا اور علی سے نقل کیا ہے۔ اس میں ذرا بحث ہے۔ حضرت ابن عباس سے تکلمھم کا معنی

---

[۱] بخاری فضائل المدینہ حدیث نمبر ۱۸۸۰، مسلم حدیث نمبر ۳۳۴۷

[۲] بخاری حدیث نمبر ۷۲۰۹، مسلم حدیث نمبر ۳۳۴۲

[۳] مسند احمد نمبر ۲۰/۱، صفحہ ۳۴۱/۳، مجمع الزوائد صفحہ ۱۵/۴

نکالنے کا مروی ہے کہ وہ لوگوں کی پیشانی پر لکھے گا مومن کے مومن اور کافر کی پیشانی پر کافر لکھے گا اور علی سے یہ بھی مروی ہے کہ باتیں بھی کرے گا اور لکھے گا بھی۔ تو یہ قول دونوں اقوال کو جامع اور بہتر قول ہے۔ واللہ اعلم

قیامت سے پہلے کی دس نشانیاں

اس سے پہلے حدیث مسند احمد اور صحیح مسلم اور سنن کے حوالے سے گذر چکی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا،

''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ تم دس نشانیاں نہ دیکھ لو (۱) مغرب سے سورج کا طلوع ہونا (۲) دھواں (۳) دابہ (۴) یاجوج ماجوج کا خروج (۵) حضرت عیسیٰ کا نزول اور دجال کی آمد (۶) تین جگہوں کا دھنسنا، ایک مغرب میں (۸) دوسرا مشرق میں (۹) تیسرا جزیرہ عرب میں (۱۰) قصر عدن سے آگ کا نکلنا جو لوگوں کو ہانکے گی اور جہاں لوگ رات گذاریں گے، رات گذارے گی اور جہاں دن کو آرام کریں وہاں ان کے ساتھ ہوگی۔

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے ارشاد نبویؐ مروی ہے کہ

''ان چیزوں کے ظہور سے پہلے اعمال صالحہ کرلو، دجال، دھواں، دابہ، امر عامہ اور کسی کا خاص اپنے کام سے کام رکھنا۔

مسند ابوداؤد طیالسی میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ''دابة الارض'' کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ

''اس کا خروج تین مرتبہ ہوگا پہلے وہ کسی دیہات میں نکلے گا مگر اس کا تذکرہ مکہ میں نہ ہوگا۔ پھر لمبے زمانے کے بعد دوسری مرتبہ نکلے گا اس جگہ کے علاوہ اور دیہاتوں میں اس کا تذکرہ خوب ہوگا اور مکہ میں اس کا تذکرہ ہوگا۔

اس کے بعد آپؐ نے مزید فرمایا کہ (تیسری مرتبہ) لوگ ایک وقت اللہ تعالیٰ کی عظیم مسجد، مسجد حرام میں ہونگے وہ رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان دوڑ کرآتا ہوا ظاہر ہوگا۔ اپنے سر سے مٹی جھاڑے گا، اسے دیکھ کر لوگ ادھر ادھر بھاگ جائیں گے، کچھ اکیلے اور کچھ ٹولیوں میں۔ اور وہاں صرف سچے مومنوں کی جماعت باقی رہ جائے گی اور وہ جان لیں گے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے۔ یہ دابہ ان سے شروع کرے گا ان کے چہروں کو روشن کردے گا حتی کہ وہ چمکتے ستارے کی طرح ہو جائیں گے۔ پھر یہ دوبارہ زمین میں نکل جائے گا۔ اس کو طلب کرنے والا اسے پکڑ نہ سکے گا اور پیچھے پہنچ کر اس سے کہے گا اب نماز پڑھے گا؟ پھر اس سے قبول کرا کے اس کے چہرے پر نشان لگا دے گا پھر چل پڑے گا۔ لوگ اموال میں آپس میں شریک بن جائیں گے، شہروں میں ساتھ رہیں گے اور مومن کافر کی پہچان ہونے لگے گی حتی کہ مومن کافر سے یوں کہا کرے گا اے کافر میرا حق مجھے دے دے، اور کافر مومن سے یوں کہے گا، اے مومن میرا حق مجھے دے دے۔[1]

یہ حدیث مرفوع ہے مگر اس میں کچھ غرابت ہے ابن جریر نے اسے مرفوع نقل کیا ہے یہ واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میاں ہوگا، البتہ اس کی سند میں کلام ہے۔

ابن ماجہ میں عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ مجھے لے کر مکہ کے قریب

---

[1] الدر المنثور صفحہ ۱۱۶/ ۵، المطالب العالیہ ابن حجر حدیث نمبر ۴۵۵۵ تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۲۱/ ۲

دیہاتوں میں لے گئے اور وہاں ہم نے ایک خشک جگہ دیکھی جس کے گرد ریت تھی۔ آپؐ نے فرمایا کہ اس جگہ سے وہ دابۃ الارض نکلے گا [1]

ابن بریدہ کہتے ہیں کہ کئی سال بعد جب میں حج پر گیا تو وہ جگہ دیکھی تو وہ میری لاٹھی کے اتنے حصے کے برابر تھی (مطلب ان کا یہ تھا کہ مسلسل اس جگہ میں اضافہ ہوتا جائے گا حتی کے دابہ کے نکلنے کا وقت آ جائے)۔

عبدالرزاق المعمر نے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ یہ دابہ چھوٹے نرم بال والا ہوگا اس کے چار پاؤں ہونگے یہ تہامہ کی ایک وادی سے نکلے گا۔

ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے نقل کیا ہے کہ یہ ''دابہ'' صفا کی ایک دراڑ سے گھوڑے کے دوڑنے کی طرح نکلے گا اور تین دن رہے گا، تیسرے دن کا ثلث بھی نہیں نکلے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ یہ دابہ ایک چٹان کے نیچے سے نکلے گا مشرق کا رخ کرکے آواز نکالے گا پھر شام کا رخ کرکے آواز نکالے گا پھر یمن کی طرف آواز نکالے گا اور پھر مکہ سے چلا جائے گا اور سفان جا پہنچے گا۔ ان سے پوچھا گیا پھر کیا ہوگا؟ فرمایا مجھے نہیں معلوم۔

انہی سے ایک قول ہے کہ دابہ سدوم کے نیچے سے یعنی حضرت لوطؑ کے شہر سے نکلے گا۔ بہرحال یہ متعارض اقوال مروی ہیں۔ واللہ اعلم۔

ابوالطفیل سے مروی ہے کہ یہ دابہ صفا یا مروہ سے نکلے گا۔ (بیہقی) ابن ابی حاتم حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کیا ہے کہ ''دابہ میں ہر رنگ موجود ہوگا اور دونوں سینگوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا کہ ایک سوار بیٹھ سکے۔''

امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالبؓ سے مروی ہے کہ اس دابہ کا سر ہے نرم بال ہیں، پنجہ ہے دم ہے، داڑھی ہے، اور یہ بہترین گھوڑے کی چال سے تین دن نکلے گا اور تیسرے دن کا تہائی نہیں گذرے گا۔ (ابن ابی حاتم)

ابن جریرؒ کہتے ہیں کہ ابوزبیر نے اس کا حلیہ یوں بیان کیا ہے کہ اس دابہ کا سر بیل جیسا، آنکھیں خنزیر جیسی، کان ہاتھی جیسے، سینگ پہاڑی بکرے جیسے، گردن شتر مرغ جیسی، سینہ شیر جیسا، اس کا رنگ چیتے جیسا، اس کے کولہے بلی جیسے، دم دنبے جیسی، اور پاؤں اونٹ جیسے ہیں جس کے ہر جوڑ کے درمیان بارہ ہاتھ کا فاصلہ ہوگا، اس کے ساتھ حضرت موسیٰ کی لاٹھی، حضرت سلیمان کی انگوٹھی بھی نکلے گی اور یہ ہر مومن کے چہرے پر ''عصائے موسیٰ'' سے سفید نقطہ لگائے گا جس سے اس کا چہرہ سیاہ ہو جائے گا۔ حتی کہ (اس پہچان کی وجہ سے) لوگ بازاروں میں خرید و فروخت کرتے وقت کافر کو کافر اور مومن کو مومن پکاریں گے۔ حتی کہ ایک ہی گھر کے لوگ جب دسترخوان پر بیٹھیں گے تو اپنے لوگوں میں کافر اور مومن کی پہچان کرلیں گے۔

پھر دابہ ان سے کہے گا اے فلاں مبارک ہو تو اہل جنت میں سے ہے اور اے فلاں! تو جہنمی ہے [2]۔ اس طرف اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں اشارہ ہے۔

''اور جب ان پر ہمارا قول واقع ہوگا تو ہم ان کے لیے زمین سے ایک دابہ نکال دیں گے جو ان سے باتیں کرے گا، لوگ ہماری آیات پر یقین نہیں کرتے''۔

---

[1] اس سے آگے جو عبارت ہے اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ جگہ اتنی تھی جتنی کہ انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کے درمیان جگہ ہوتی ہے۔ (مترجم) اور یہ بھی کہ وہ جگہ نرم تھی۔

[2] تفسیر طبری، سورۃ النمل صفحہ ۱۵/۱۱

ابونعیم نے اپنی تصنیف میں حضرت ابن مسعودؓ سے نقل کیا ہے کہ یہ دابہ ابلیس کی نسل سے ہوگا، اس قول کی صحت اللہ کو معلوم ہے

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے ایک حدیث سنی جو میں کبھی نہیں بھولا۔ آپؐ نے فرمایا کہ

''قیامت کی اولین نشانیاں'' سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، دابۃ الارض کا چاشت کے وقت کا نکلنا۔ دونوں میں سے جونشانی بھی پہلے ظاہر ہو دوسری اس کے بعد بہت ہی جلد ظاہر ہو جائے گی[1]

اس حدیث سے مراد وہ نشانیاں ہیں جو مانوس نہیں۔ یعنی ان سے پہلے دجال کی آمد، حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام کا نزول پہلے ہو چکا ہوگا کیونکہ یہ مانوس نشانیاں ہیں اور مشاہدے اور عادت کے اعتبار سے غیر مانوس نہیں، البتہ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور عجیب وغریب شکل کے جانور کا نکل آنا بھی غیر مانوس ہے۔ اسی طرح لوگوں سے بات چیت اور کفر وایمان کی نشانیاں لگا دینا بھی غیر مانوس ہے۔ یہ زمین کی پہلی غیر مانوس نشانی ہے اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا آسمان کی غیر مانوس نشانی ہے۔

فصل: طلوع شمس کا مغرب سے ہونا

مغرب سے سورج کے طلوع ہونے کے بعد کسی کی توبہ فائدہ مند نہیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یہ لوگ انتظار کر رہے ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آئیں، یا تیرا رب آئے یا تیرے رب کی کوئی نشانی آئے، جس دن تیرے رب کی کوئی نشانی آئے گی تو اس دن کسی کا ایمان فائدہ نہ دے گا، جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو یا اپنے ایمان میں کوئی بھلائی نہ کما رکھی ہو۔ کہہ دو (اے محمد) کہ تم انتظار کرو میں بھی کرتا ہوں۔ (الانعام آیت نمبر ۱۵۸

مسند احمد میں حضرت ابوسعید خدری سے ارشاد نبویؐ مروی ہے کہ ''مذکورہ آیت سے مراد'' مغرب سے سورج کا طلوع ہونا ہے''۔[2]

صحیح بخاری میں اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابوہریرہؓ سے ارشاد نبویؐ منقول ہے کہ

''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو، جب لوگ اسے دیکھیں گے تو کفر پر قائم لوگ ایمان لائیں مگر اس وقت ''کسی نفس کو اس کا ایمان فائدہ نہ دے گا''۔ (پھر آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی)[3]

بخاری ہی میں حضرت ابوہریرہؓ سے ارشاد نبویؐ مروی ہے کہ

''قیامت اسوقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہو جائے اور جب طلوع ہوگا اور لوگ اسے دیکھیں گے تو سب کے سب ایمان لے آئیں گے اور اس وقت کسی کا ایمان لانا اسے فائدہ نہ دے گا

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۳۰۹، ابوداؤد حدیث نمبر ۴۳۱۰

[2] ترمذی حدیث نمبر ۳۰۷۱، مسند احمد صفحہ ۳/۳۱

[3] بخاری کتاب التفسیر حدیث نمبر ۴۶۳۵، مسلم حدیث نمبر ۳۹۴، کتاب الایمان

پھر آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔[۱] (یہی روایت مسلم میں بھی ہے)

مسند احمد میں حضرت ابوہریرہؓ سے ارشاد نبوی مروی ہے کہ تین چیزیں جب نکل آئیں تو (کسی کا ایمان سے فائدہ نہ دے گا جو ایمان اس سے پہلے نہ لایا ہو یا اپنے ایمان میں بھلائی نہ کما رکھی ہو)۔ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، دھواں ظاہر ہونا، دابۃ الارض کا نکلنا''۔[۲] (مسلم میں بھی یہ روایت آئی ہے)

جس کو علم ہو وہ بات کرے، جسے نہ ہو وہ چپ رہے

یہ حدیث کئی طرق سے کئی صحابہ سے مروی ہے۔ حضرت ابوشریحہ حذیفہ بن رسید سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ تم دس نشانیاں نہ دیکھ لو۔۔۔۔۔۔۔ (باقی یہ حدیث ابھی چند احادیث سے پہلے گذری ہے)[۳]

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''چھ چیزوں سے پہلے اعمال صالحہ کرلو اور ان چھ میں سے سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، دھواں اور دابۃ الارض کا خروج وشمار فرمایا[۴] جیسا کہ گذرا۔

صحیحین میں حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اکرمؐ نے یہ ارشاد فرمایا

''تمھیں معلوم ہے کہ جب یہ سورج غروب ہوتا ہے تو کہاں جاتا ہے! میں نے عرض کیا کہ نہیں تو فرمایا کہ رک کر عرش کے نیچے سجدہ کرتا اور اجازت مانگتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اسے یہ کہہ دیا جائے کہ جہاں سے آیا ہے وہیں لوٹ جا! (یعنی مغرب سے طلوع ہو جا) تو یہ اس وقت ہوگا جب کسی کو اس کا ایمان فائدہ نہ دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو یا اپنے ایمان میں بھلائی کما نہ رکھی ہو)۔[۵]

مسند احمد میں ابوزرعہ بن عمرو بن جریر سے مروی ہے کہ

''چھ افراد مدینہ میں مروان کے ساتھ بیٹھے اور اس کی باتیں سنیں وہ قیامت کی نشانیوں کے بارے میں بات کر رہا تھا کہ قیامت کی پہلی نشانی دجال کا خروج ہے'' تو وہ لوگ وہاں سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے اس کی بات نقل کی تو حضرت عبداللہ بن عمروں نے فرمایا کہ مروان نے کچھ بنایا۔ مجھے رسول اکرم ﷺ کا ارشاد یاد ہے کہ

''بیشک اولین نشانیوں میں سے سورج کا طلوع ہونا، دابۃ الارض کا نکلنا ہے دونوں میں سے جو نشانی پہلے ظاہر ہو جائے دوسری اس کے بعد بہت جلد واقع ہوگی[۶]

پھر حضرت عبداللہ کہنے لگے یہ کتابیں پڑھتے رہتے تھے، اور میرا خیال یہ ہے کہ ان میں سے پہلے مغرب سے طلوع شمس واقع ہوگا۔ یہ اس لیے کہ وہ جب بھی غروب ہوتا ہے عرش کے نیچے آتا ہے سجدہ کرکے واپسی کی اجازت مانگتا ہے تو اس کو واپسی کی اجازت مل جاتی ہے۔ حتی کہ اللہ تعالیٰ اسے مغرب سے طلوع ہونے کا حکم دے۔ یہ اسی طرح چلتا رہے گا اور عرش کے نیچے آکر سجدہ کرکے واپسی کی اجازت مانگے گا اس کو کوئی جواب نہیں ملے گا۔ حتی

۱۔ بخاری کتاب التفسیر حدیث نمبر ۶۴۳۵، مسلم حدیث نمبر ۳۹۴، کتاب الایمان
۲۔ اس کی تخریج گذر چکی ۳، ۴۔ اس کی تخریج گذر چکی
۵۔ بخاری، بدء الخلق حدیث نمبر ۳۱۹۹، مسلم حدیث نمبر ۳۹۷، ابوداؤد حدیث نمبر ۴۰۰۲
۶۔ صحیح مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۳۰۹، ابوداؤد کتاب الملاحم حدیث نمبر ۴۳۱۰

کہ رات کافی گذر جائے گی جتنی اللہ تعالیٰ چاہے اور سورج سمجھ لے گا کہ اگر اب اجازت بھی ملی تو وہ مشرق تک نہیں پہنچ سکے گا، وہ کہے گا اے رب مشرق بہت دور ہے لوگوں کا میرے بغیر کیا ہوگا؟ حتیٰ کہ افق ایسا ہو جائے گا جیسے کہ زنجیر ہو پھر اسے کہا جائے گا اپنی جگہ پر لوٹ جا اور طلوع ہو جا! چنانچہ وہ مغرب سے طلوع ہو جائے گا۔

یہ فرما کر حضرت عبداللہ نے یہ آیت تلاوت کی۔ اس وقت کسی نفس کا ایمان اسے فائدہ نہ دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو یا اپنے ایمان میں خیر نہ کمار کھی ہو''۔

صحیح مسلم ابوداؤد اور ابن ماجہ میں ابوحیان یحییٰ بن سعید بن حیان کی سند سے حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اکرم ﷺ کا یہ ارشاد یاد ہے کہ

''قیامت کی اولین نشانیوں میں سے سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور دابہ کا لوگوں کے سامنے نکلنا ہے۔ چنانچہ جو بھی نشانی پہلے واقع ہو جائے دوسری اس کے بعد بہت جلد ہی واقع ہو جائے گی۔[1]

ہم یہ بات ذکر کر چکے ہیں کہ یہاں ان نشانیوں سے مراد وہ نشانیاں ہیں جو مانوس نہیں اور جو کہ عادات مستقرہ کے خلاف ہے۔ چنانچہ دابہ کا لوگوں سے بات چیت کرنا، کافر اور مومن کی تعیین کرنا نامانوس ہے اور مغرب سے سورج کا طلوع ہونا دابہ سے مقدم ہے۔ یہی احتمال زیادہ صحیح اور مناسب ہے۔

طبرانی میں ایک غریب حدیث عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا تو ابلیس سجدے میں گر جائے گا اور بلند آواز سے کہے گا کہ ''مجھے حکم دے تو میں جسے تو چاہے اسے سجدہ کرونگا'' (اس کی جزع فزع دیکھ کر اس کے چیلے وہاں جمع ہو کر پوچھیں گے کہ یہ آہ وزاری کیسی ہے؟ وہ کہے گا کہ میں نے اپنے رب سے وقت معلوم تک کی مہلت مانگی تھی[2]

پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پھر دابۃ الارض صفا پہاڑی کی ایک دراڑ سے نکلے گا۔۔۔۔ پھر فرمایا ''وہ پہلا قدم انطا کیہ میں رکھے گا چنانچہ ابلیس وہاں آ کر اسے طمانچہ لگائے گا۔[3]

یہ حدیث بہت ہی غریب (عجیب) ہے اس کا نبی کریم ﷺ تک نسبت میں نکارت پائی جاتی ہے۔ ہونا ہو یہ حدیث ان دو مٹکوں کی باتوں میں سے جو جنگ یرموک میں حضرت عبداللہ بن عمروؓ کے ہاتھ لگے تھے اور ان میں اہل کتاب کی کچھ کتب تھیں۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ ان کتب سے بہت سے عجیب وغریب واقعات بیان کیا کرتے تھے۔ ایسا ہی ایک واقعہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے حوالے سے گذر چکا ہے کہ دابۃ الارض ابلیس کو قتل کر دے گا اور یہ بھی انتہائی غرابت والا واقعہ ہے۔

طالوت بن عباد کی سند سے ابوامامہ صدی بن عجلان سے ارشاد نبویؐ مروی ہے کہ ''قیامت کی پہلی نشانی سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے''۔[4]

مسلمانوں میں رات کو عبادت کرنے والے مغرب سے طلوع شمس

---

[1] صحیح مسلم کتاب الفتن حدیث نمبر ۷۳۰۹، ابوداؤد کتاب الملاحم حدیث نمبر ۴۳۱۰

[2] طبرانی اوسط حدیث نمبر ۹۴ [3] بغوی شرح السنۃ صفحہ ۵/۱۵۸

[4] صحیح مسلم حدیث نمبر ۷۳۰۹، ۷۳۱۰، ابوداؤد حدیث نمبر ۴۳۱۰

تک باقی ہونگے

حافظ ابوبکر بن مردویہ نے اپنی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ سے نقل کیا ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ:

''لوگوں پر دنیا کی تین راتوں کے برابر ایک رات آئے گی، جب نہ رات ہوگی تو نفل پڑھنے والے اسے پہچان لیں گے تو ان میں سے ایک شخص سو کر اٹھے گا اور پھر نفل میں تلاوت کر کے سو جائے گا، پھر دوبارہ اٹھے گا پھر پڑھ کر سو جائے گا۔ اسی دوران لوگ چیخ وپکار کر کے ایک دوسرے سے پوچھیں گے یہ کیا ہو رہا ہے؟ اور پھر مسجدوں کی طرف بھاگیں گے اچانک انہیں سورج مغرب سے طلوع ہوتا نظر آئے گا حتی کہ آسمان کے درمیان تک آ جائے گا پھر دوبارہ لوٹے گا اور پھر مغرب سے طلوع ہوگا۔ (نبی کریم ﷺ نے مزید فرمایا کہ) اس وقت کسی کا ایمان اسے نفع نہیں دے گا۔[1]

ابن مردویہ سے سفیان ثوری کی سند سے حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ ''میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ مغرب سے طلوع شمس کی کیا نشانی ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ

''وہ رات طویل ہو جائے گی، اور دو راتوں کے برابر ہوگی۔ رات کو نفل پڑھنے والے بیدار ہو کر اپنے معمولات سرانجام دیں گے۔ مگر تارے دکھائی نہ دیں گے وہ اپنی جگہ سو چکے ہونگے۔ یہ لوگ بھی سو جائیں گے پھر اٹھیں گے نماز پڑھکر پھر سو جائیں گے، پھر اٹھ کر نماز پڑھ کر سو جائیں گے اور پھر اٹھیں گے، رات لمبی ہو جائے گی تو لوگ چیخ وپکار کریں گے صبح نہ ہوگی۔ اسی دوران جب یہ صبح ہونے کا انتظار کر رہے ہونگے سورج کے مشرق سے طلوع ہونے کا کہ اچانک انھیں وہ مغرب سے طلوع ہوتا نظر آئے گا۔ جب لوگ اسے دیکھیں گے تو ایمان لے آئیں گے مگر ان کا ایمان لانا فائدہ مند نہ ہوگا۔[2]

حافظ ابوبکر بیہقی نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے ایک دن اپنے ہم نشینوں سے فرمایا کیا تم نے کبھی اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر غور کیا ہے'' (وہ سورج سڑی ہوئی کیچڑ کے ایک تالاب میں غروب ہو رہا تھا)'' (سورۃ الکھف آیت نمبر ۸۶) کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ

''یہ سورج جب غروب ہوتا ہے تو اللہ کو سجدہ کرتا ہے اور اس کی تسبیح وتعظیم کرتا ہے اور پھر عرش کے نیچے جاتا ہے وہاں پہنچ کر اللہ کو سجدہ کرتا اور تسبیح وتعظیم کرتا ہے اور پھر اجازت مانگتا ہے۔ پھر جب دن ہوگا اسے روک لیا جائے گا یہ سجدہ کر کے تسبیح وتعظیم کرے گا اور اجازت مانگے گا تو اسے کہا جائے گا ''انتظار کر'' پھر اسے دو راتوں کے برابر روک لیا جائے گا (ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ) تہجد پڑھنے والے جزع فزع کریں گے۔ آدمی اپنے پڑوسی کو آواز دے گا کہ آج رات کو کیا ہو گیا؟ میں رات سو کر سیر ہو گیا نماز پڑھتے پڑھتے تھک گیا ہوں۔'' ادھر سورج کو کہا جائے گا جہاں سے غروب ہوا تھا وہاں طلوع ہو جا۔ اور یہ وہ دن ہوگا (جب کسی کا ایمان اسے نفع نہیں دے گا الآیۃ)[3]

---

[1] الدر المنثور صفحہ ۵۸۱۳، الآلی المصنوعہ صفحہ ۳۱/۱، تفسیر ابن کثیر صفحہ ۳۶۹/۳

[2] ابن کثیر صفحہ ۳۶۸/۳، اللآلی المصنوعہ صفحہ ۳۱/۱، الدر المنثور صفحہ ۵۸/۳ [3] تفسیر طبری، سورۃ الانعام صفحہ ۹۷/۵

مہاجرین کی ہجرت دشمن سے لڑائی کے دوران قبول نہیں ہوگی

مسند احمد ابن السعدی سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ

''جب تک دشمن لڑ رہا ہو ہجرت فائدہ نہیں دے گی'' [1]

حضرت معاویہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور حضرت عبداللہ بن عاصؓ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ ہجرت کی دو خصلتیں ہیں ایک تو یہ کہ برائی کو چھوڑ دیا جائے دوسری یہ کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کی جائے، جب تک توبہ قبول ہوتی رہے گی ہجرت منقطع نہ ہوگی اور توبہ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے تک قبول ہوگی اور جب طلوع ہو جائے گا تو ہر دل پر مہر کر دی جائے گی اور لوگوں کے لئے عمل کافی ہوگا۔[2] (وہ حدیث کی اسناد جید اور قوی ہیں مگر یہ مشہور کرب حدیث میں موجود نہیں)

مسند احمد اور ترمذی میں حضرت صفوان بن عسالؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ ''اللہ تعالیٰ نے توبہ کے لئے مغرب سے پہلے ایک دروازہ کھولا ہے جس کی چوڑائی ستر یا چالیس ہاتھ ہے وہ دروازہ اس وقت تک بند نہ ہوگا جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہو جائے۔'' [3]

چنانچہ یہ آیت کریمہ اور متواتر روایات ثابت کرتی ہیں کہ جو شخص سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کے بعد ایمان لایا یا توبہ کی اب توبہ قبول نہ کی جائے گی، اور پھر ایسا ہی رہے گا واللہ اعلم۔ کیونکہ یہ قیامت کی نشانیوں اور علامات میں سے جن کے قریب کا پتہ چلتا ہے، لہٰذا اس وقت میں بھی وہی معاملہ کیا جائے گا جو قیامت کے دن ہوگا، یعنی ایمان اور توبہ کی عدم قبولیت۔ جیسے کہ سورۃ انعام میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ''ھل ینظرون الا ان تاتیھم الملائکۃ او یاتی ربک او یاتی بعض آیات ربک یوم یاتی بعض آیات ربک لاینفع نفسا ایما نھالم تکن آمنت من قبل.'' (آیت نمبر ۱۵۸)

ترجمہ: وہ لوگ انتظار نہیں کرتے مگر یہ کہ آجائیں ان کے پاس فرشتے یا آپ کا رب یا آپ کے رب کی بعض نشانیاں، جس دن آپ کے رب کی بعض نشانیاں آئیں گی، کسی نفس کو اُس کا ایمان لانا فائدہ نہ دے گا، جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا تھا۔

اور سورۃ غافر میں فرمایا کہ

ترجمہ: جب دیکھ لیا انہوں نے ہماری پکڑ (عذاب) کو تو کہنے لگے ہم صرف ایک اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور جن کو ہم شریک ٹھہراتے ہیں اُن کا انکار کرتے ہیں، کہ کوئی فائدہ نہیں پہنچایا (اس وقت) ان کو ایمان لانے نے۔

اور سورۃ زخرف میں فرمایا کہ

ترجمہ: یہ لوگ بس قیامت کا انتظار کر رہے ہیں کہ وہ ان پر دفعتاً آپڑے اور ان کو خبر بھی نہ ہو۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

بیہقی نے حاکم سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا، سب سے پہلی نشانی جو ظاہر ہوگی وہ دجال کا ظہور ہوگا، پھر

---

[1] مسند احمد صفحہ ۱/۱۹۲ [2] مسند احمد صفحہ ۱/۱۹۲، تفسیر ابن کثیر صفحہ ۳/۳/۱۷۱، تاریخ کبیر بخاری صفحہ ۶/۱۴۰

[3] ترمذی کتاب الدعوات حدیث نمبر ۳۵۳۵، ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۰۷۰، ابن کثیر صفحہ ۳/۳۶۹

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ظاہر ہوں گے، پھر یاجوج ماجوج ظاہر ہوں گے، پھر دابہ نکلے گا، پھر سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ اس لئے کہ جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا تو جس نے حضرت عیسیٰ علیہ اسلام پر ایمان لانا ہوگا وہ لا چکا ہوگا، اور اس کے بعد کا ایمان معتبر نہ ہوگا، اور اگر حضرت عیسیٰ علیہ اسلام سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کے بعد نزول فرماتے تب تو کوئی بھی کافر نہ ہوتا۔

لیکن اس میں کچھ اشکال ہے کیونکہ اُس دن دنیا والوں کا ایمان سب کو فائدہ نہ دے گا ''**ولا ینفع نفسا ایمانھالم تکن آمنت من قبل**۔''[1] (سورۃ انعام آیت ۱۵۸)۔ چنانچہ جس نے مغرب سے سورج طلوع ہونے کے بعد ایمان قبول کیا یا توبہ تو وہ قبول نہ ہوگی جب تک وہ اس واقعے سے پہلے ہی توبہ نہ کر چکا ہوا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان، قربِ قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کے نزول کے بارے میں سورۃ نساء میں موجود ہے کہ ''**وان من اھل الکتاب الالیؤمنن بہ قبل موتہ**۔''

ترجمہ: اور کوئی شخص اہل کتاب میں سے نہیں رہتا مگر وہ عیسیٰ علیہ اسلام کی اپنے مرنے سے پہلے ضرور تصدیق کر لیتا ہے۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)۔

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کے نازل ہونے کے بعد وفات سے پہلے پہلے تمام اہل کتاب ایمان لے آئیں گے یعنی ایسا ایمان جس میں وہ سمجھتے ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ اسلام اللہ کے بندے اور رسول ہیں، چنانچہ عیسائیوں کو اپنے جھوٹے ہونے کا علم ہو جائے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ اسلام اللہ کے بندے اور رسول ہیں بیٹے نہیں، جیسے اُن کو مجرم سمجھا کرتے تھے۔ ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنتیں اور غضب نازل ہوں۔

قیامت سے پہلے دھویں کا ذکر

سورۃ دخان میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

ترجمہ: سو آپ (ان کے لئے) اس روز کا انتظار کیجئے کہ آسمان کی طرف ایک نظر آنے والا دھواں پیدا ہوگا۔ جو ان سب لوگوں پر عام ہو جاوے یہ (بھی) ایک دردناک سزا ہے۔ اے ہمارے رب ہم سے اس مصیبت کو دور کر دیجئے۔ ہم ضرور ایمان لے آویں گے۔ ان کو (اس سے) کب نعمت ہوتی ہے حالانکہ (اس کے قبل) ان کے پاس ظاہر شان کا پیغمبر آیا ہے، پھر بھی یہ لوگ اس سے سرتابی کرتے رہے اور یہی کہتے رہے کہ (کسی دوسرے بشر کا) سکھلایا ہوا ہے دیوانہ ہے، ہم چندے اس عذاب کو ہٹا دیں گے تم پھر اپنی اسی حالت پر آ جاؤ گے۔ جس روز ہم بڑی سخت پکڑ پکڑیں گے (اس روز) ہم (پورا) بدلہ لیں گے۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)۔

ان آیات کی تفسیر کے بارے میں ہم اپنی تفسیر ابن کثیر سورۃ دخان کے ذیل میں سیر حاصل گفتگو کر چکے ہیں۔ امام بخاریؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ان آیات کی تفسیر اس زبردست بھوک اور قحط سالی سے کی جس میں قریش مبتلا ہوئے تھے۔ اس قحط سالی میں رسول اکرم ﷺ کی بددعا کی بدولت اہل قریش مبتلا ہوئے تھے۔ چنانچہ ان کا قحط اور بھوک کی وجہ سے یہ حال ہو گیا تھا کہ جب یہ لوگ آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے تو آسمان کے درمیان ان کو دھواں دکھائی دیتا تھا۔

---

[1] کسی ایسے شخص کا ایمان اس کے کام نہ آئے گا جو پہلے سے ایمان نہیں رکھتا (ترجمہ حضرت تھانوی)

حالانکہ یہ تفسیر غریب ہے اور صحابہ کرام میں سے کسی سے منقول نہیں ہے۔ اس لیے کہ حضرت ابوشریح حذیفہ بن اسیدؓ کی روایت میں منقول ہے، فرماتے ہیں کہ ''قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی، یہاں تک کہ تم دس نشانیاں نہ دیکھ لو، چنانچہ ان دس نشانیوں میں دجال، دخان (دھواں) اور دابہ کا ذکر بھی فرمایا'' [۱]

اسی طرح حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں ہے، فرمایا ''چھ چیزوں سے اعمال کے ذریعے بچو'' [۲]۔ چنانچہ ان چھ چیزوں میں دجال، دخان (دھواں) اور دابہ کا ذکر بھی کیا۔ یہ دونوں روایات امام مسلم نے مرفوعاً نقل کی ہیں۔

ظاہر قرآن کریم سے جو یہ معلوم ہوتا کہ آسمان سے ایک دھواں آئے گا جو لوگوں کو ڈھانپ لے گا یہ تو عام اور تحقیق شدہ بات ہے، اس سے وہ تفسیر مراد نہیں جو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ارشاد فرمائی ہے کہ بھوک کی شدت سے اہل قریش کو دھواں دکھائی دیتا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ دخان آیت نمبر ۱۰ میں فرمایا ہے کہ ''فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین ''یعنی سو آپ (ان کے لیے) اس روز کا انتظار کیجئے کہ آسمان کی طرف ایک نظر آنے والا دھواں پیدا ہوگا۔ یعنی یہ نہایت واضح ہوگا کسی قسم کا خیال وغیرہ نہیں جو بھوک کی شدت کی وجہ سے ہو۔ اسی طرح آگے بارہویں آیت میں فرمایا ''ربنا اکشف عنّا العذاب انا مؤمنون ''۔ یعنی اے ہمارے رب ہم سے عذاب کو دور فرما دیجئے ہم ایمان لانے والے ہیں۔ یعنی اس زمانے کے لوگ یہ دعا مانگیں گے اور اس کے ذریعے اس سختی سے نجات حاصل کرنا چاہیں گے۔ کیونکہ وہ ایمان لا چکے ہونگے اور ان معاملات کے انتظار میں ہونگے جو قیامت سے پہلے ہونے ہونگے۔ تاکہ اگر ان کے سامنے وہ معاملات ہوں تو دعا کر کے نجات حاصل کر لیں۔ واللہ اعلم

امام بخاری نے مسروق سے ایک روایت نقل کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص ''کندۃ'' نامی جگہ پر بیٹھا ہوا حدیث بیان کر رہا تھا کہ قیامت کے دن دھواں آئے گا، اس دھویں کی وجہ سے منافقوں کی آنکھیں اور کان بے کار ہو جائیں گے اور مومنوں کو زکام ہو جائے گا (مسروق کہتے ہیں) ہم یہ سن کر گھبرا گئے اور فوراً حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس پہنچے۔ حضرت اس وقت تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے، (ہماری بات سن کر) غصے سے اٹھ کر بیٹھ گئے، اور فرمایا اے لوگو! اگر کسی کو کچھ معلوم ہے تو بتایا کرے، اور جسے معلوم نہ ہو اسے صرف یہ کہنا چاہئیے ''اللہ اعلم''، یعنی اللہ ہی زیادہ جاننے والے ہیں۔ کیونکہ کسی بات سے لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے ''اللہ اعلم'' کہنا بھی علم ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ ''قل مآأسألکم علیه اجراً و ما انا من المتکلفین ''۔ (سورۃ ص آیت نمبر ۸۶)

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس قرآن (کی تبلیغ) پر نہ کچھ معاوضہ چاہتا ہوں اور نہ میں بناوٹ کرنے والوں میں سے ہوں (ترجمہ حضرت تھانوی)

جب اہل قریش نے اسلام قبول کرنے میں مسلسل سستی کا مظاہر کیا تو نبی کریم ﷺ نے ان کے خلاف بددعا فرمائی کہ اے اللہ! میری ان سات چیزوں سے مدد فرما دیجئے جن سے حضرت یوسف علیہ السلام کی مدد فرمائی تھی''۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ کی بددعا کے نتیجے میں ان کا یہ حال ہوا، حتیٰ کہ مردار اور ہڈیاں کھاتے کھاتے مر گئے، اسی بھوک

---

[۱] مسلم کتاب الفتن باب فی بقیہ من احادیث الدجال حدیث نمبر ۷۳۲۳، ابن ماجہ کتاب الفتن باب الآیات حدیث نمبر ۴۰۵۶، اور مسند احمد حدیث نمبر ۲/۳۳۷ اور حدیث نمبر ۲/۳۷۲

[۲] مسلم کتاب الفتن باب فی الدیات التی تکون قبل الساعۃ حدیث نمبر ۷۲۱۴، حدیث نمبر ۷۲۱۵، اور ابوداؤد کتاب الملاحم باب امارات الساعۃ حدیث نمبر ۴۳۱۱، مسند احمد حدیث نمبر ۷/۱۴

کی وجہ سے ان کا یہ حال ہو گیا تھا کہ ان کو بھوک کی شدت کی وجہ سے زمین وآسمان کے درمیان دھواں دکھائی دیتا تھا۔ اس کے بعد حضرت ابوسفیانؓ رسول اکرم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور عرض کی "اے محمد! آپ تو صلہ رحمی کرنے والے ہیں اور آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی اور یہ آیت پڑھی۔ "فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین. یغشی الناس هذا عذاب الیم. ربنا اکشف عنا العذاب انا مؤمنون"۔ (سورۃ دخان)

ترجمہ: لوگوں کو یہ دردناک عذاب گھیر لے گا، اے ہمارے ہم سے اس مصیبت کو دور کر دیجئے ہم ایمان لانے والے ہیں۔

آخرت میں عذاب جب آئے گا تو ہم ان سے یہ عذاب ہٹا سکیں گے؟ دنیا کا عذاب تو ان سے ہٹالیا، اس لیے وہ اپنے کفر میں دوبارہ مصروف ہو گئے۔ لہذا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "یوم نبطش البطشة الکبریٰ" (سورۃ الدخان آیت نمبر ۱۶)

ترجمہ: جس روز ہم بڑی سخت پکڑ پکڑیں گے۔

اور یہ جنگ بدر کا دن تھا

ترجمہ: الٓمٓ: اہل روم ایک قریب کے موقع میں مغلوب ہو گئے اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب تین سال سے لے کر نو سال تک کے اندر اندر (ترجمہ حضرت تھانوی)

جیسے کہ پہلے گذر چکا ہے کہ چار نشانیوں کا ظہور ہو چکا ہے۔ امام بخاری اور مسلم نے اعمش کی روایت بیان کی ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ قمر، دخان، روم اور لزام کی نشانیاں گذر چکی ہی۔ امام بخاری نے مختلف الفاظ اور متعدد طرق سے اس کو روایت کیا ہے۔ اور ابھی جس قصہ خواں کا ذکر پہلے گذرا ہے یہ دھواں قیامت سے پہلے ہوگا۔ یہ کہنا اچھا نہیں ہے اسی وجہ سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس شخص کا ردّ کیا بلکہ اصل بات یہ ہے کہ یہ دھواں قیامت سے پہلے اس طرح ظاہر ہوگا جیسے دابہ، دجال، دخان، یاجوج ماجوج وغیرہ۔ جیسا کہ ابھی اس بارے میں ابوشریح اور حضرت ابوہریرہؓ وغیرھمؓ کی روایات گزری ہیں۔

رہی وہ آگ جو قیامت سے پہلے ظاہر ہوگی، صحیح روایات کے مطابق یہ آگ عدن کے محل سے نکلے گی جو لوگوں کو محشر کی طرف لے جائے گی، جہاں یہ لوگ رات گذاریں گے تو یہ آگ بھی ان کے ساتھ رات گذارے گی۔ اور جہاں یہ لوگ تھک کر ٹھہر جائیں گے وہیں یہ آگ بھی ٹھہر جائے گی اور جو بھاگتے ہوئے لوگوں میں سے پیچھے رہ جائے گا اس کو کھا جائے گی۔

قرب قیامت بجلیاں گرنے کی کثرت ہوگی

امام احمد نے حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ "نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قرب قیامت میں کثرت سے بجلیاں گریں گی، یہاں تک کہ ایک شخص اپنی قوم کے پاس آئے گا اور پوچھے گا کل کس پر بجلی گری؟ تو دوسرے جواب دیں گے فلاں فلاں پر بجلی گری ہے" [1]

[1] بخاری کتاب التفسیر باب وما انا من المتکلفین حدیث نمبر ۴۸۰۹، مسلم کتاب صفات المنافقین باب الدخان حدیث نمبر ۶۹۹۷، اور حدیث نمبر ۶۹۹۸، ترمذی کتاب تفسیر القرآن باب وفی سورۃ الدخان حدیث نمبر ۳۲۵۴

قیامت سے پہلے شدید بارش کا ذکر

حافظ ابوبکر بزار نے اپنی مسند میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک ایسی زبردست بارش نہ ہو جو کسی جگہ کو نہ چھوڑے نہ بالوں سے بنے گھر کو نہ خیموں کو"۔[1] (یا نہ کچے گھروں کو اور نہ پکے گھروں کو)

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "قیامت کی نشانیاں ایسی ہیں جیسے کسی لڑی میں موتی پروئے ہوئے ہوں، اور وہ لڑی ٹوٹ جائے تو وہ موتی پے در پے گرتے چلے جاتے ہیں"۔[2]

یعنی جس طرح لڑی ٹوٹ جانے سے موتی ایک ایک کر کے سارے گر جاتے ہیں اور بہت تیزی سے اور جلدی جلدی گرتے ہیں اسی طرح قیامت کی نشانیاں ایک کے بعد ایک مسلسل گرتی چلی جائیں گی۔

ان امور کا ذکر جن سے پہلے قیامت نہیں آ سکتی

ان میں سے اکثر نشانیاں پہلے مختلف روایات میں گذر چکی ہیں، ان میں سے کچھ ہم مزید ذکر کریں گے۔ وباللہ المستعان۔

بلند و بالا عمارات کی تعمیر بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے

جیسا کہ پہلے گذرا کہ امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ "قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک لوگ اونچی اونچی عمارتیں نہ بنانے لگیں گے، اسی طرح اس وقت تک قیامت، قائم نہ ہوگی جب تک دو بڑے بڑے عظیم گروہوں کی آپس میں جنگ نہ ہو، دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا اور قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک علم چھین نہ لیا جائے، زلزلے کثرت سے نہ آنے لگیں، زمانہ قریب ہو جائے گا، فتنے کثرت سے برپا ہونے لگیں گے، اور کثرت سے ہرج (قتل) ہونے لگے۔ اور اس وقت تک قیامت نہ آئے گی جب تک تیس جھوٹے دجال نہ ظاہر ہو جائیں ان میں سے ہر ایک یہی کہتا ہوگا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ اسی طرح اس وقت تک قیامت نہ آئے گی جب تک کہ ایک شخص ایک قبر کے پاس سے گذرے گا اور قبر کو دیکھ کر آرزو کرے گا کہ کاش یہ میری قبر ہوگی"۔

اسی طرح قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک سورج مغرب سے نہ طلوع ہو، اور جب سورج مغرب سے نکل آئے گا تو لوگ اس کو دیکھ کر ایمان لے آئیں گے لیکن یہ وہ وقت ہوگا جب "**لاینفع نفساً ایمانها لم تکن آمنت من قبل او کسبت فی ایمانها خیرا**"۔

ترجمہ: کسی ایسے شخص کو اس وقت نہ ایمان لانے کا فائدہ ہوگا جو ابھی تک ایمان نہ لایا تھا اور نہ کسی نیک کام کا فائدہ ہوگا۔

---

[1] مذکورہ بالا اور مسند احمد حدیث نمبر ۳/۹۴، کنز العمال حدیث نمبر ۳۱۴۰۶، درمنثور حدیث نمبر ۶/۵۵، مسند احمد حدیث نمبر ۳/۲۸۶، درمنثور حدیث نمبر ۶/۵۲، مجمع الزوائد حدیث نمبر ۷/۳۳۰، ۷/۳۳۱

[2] مسند احمد حدیث نمبر ۲/۲۱۹، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۴/۴۷۴، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۴۳۳

اور قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک تمھارے پاس مال کی بہت کثرت نہ ہو جائے یہاں تک کہ مال والا حیران و پریشان ہوگا کہ وہ کس کو مال دے''۔[1]

امام مسلم نے اس روایت کو ایک دوسرے طریقے سے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے۔اس کے علاوہ حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت ابو بریدۃ، حضرت ابو بکرہؓ وغیرہم سے بھی یہ روایت گذر چکی ہے کہ ''قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک ترک جنگ نہ کریں، جن کے چہرے چوڑے ہونگے، پچکے ہوئے ناک ہونگے، ان کے چہرے ایسے ہونگے جیسے بڑے بڑے مٹکے ہوتے ہیں، یہ بالوں کے جوتے پہنیں گے''۔[2]

وہ لوگ قنطورا کی اولاد ہوں گے، جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی باندی تھی۔

قیامت کی نشانیوں میں سے علم کی کمی اور جہالت کی زیادتی بھی ہے

امام بخاری اور مسلم نے حضرت انسؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ علم اٹھالیا جائے گا اور جہالت عام ہو جائیگی، زنا عام ہو جائے گا، شراب پی جانے لگے گی، مرد کم اور عوتیں زیادہ ہوں گی یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا نگران ایک ہی مرد ہوگا۔[3]

عرب سرزمین کا مال و دولت، خیر و برکت سے بھر جانا بھی قیامت کی نشانی ہے

سفیان ثوری نے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ رات دن اس وقت تک نہیں جائیں گے یہاں تک کہ عرب کی سرزمین خیر و برکت اور بحر و نہر سے نہ بھر جائے یہاں تک کہ دریائے فرات سے سونے کا پہاڑ ظاہر ہوگا اور اس کی خاطر یہ آپس میں جنگ کریں گے، پر سو میں سے ناوے قتل ہو جائیں گے اور ایک بچے گا''۔[4]

قیامت سے پہلے بعض عربوں کے مرتد ہونے کی طرف اشارہ بنویہ ﷺ

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک قبیلہ دوس کی عورتوں کے چوتڑ دوس کے سرکش ذی الخلصۃ کے اردگرد نہ حرکت

---

[1] بخاری کتاب الفتن باب (۲۵) حدیث نمبر ۷۱۲۱، مسلم کتاب الایمان باب الاسلام ماھو بیان خصالہ حدیث نمبر ۹۹، مسند احمد حدیث نمبر ۲/۵۳۰

[2] مسلم کتاب الفتن باب لاتقوم الساعۃ حتی یمر۔۔۔ حدیث نمبر ۷۳۴۳، ابوداؤد کتاب الملاحم والفتن باب فی قتال الترک حدیث نمبر ۴۳۰۳، نسائی کتاب الجہاد باب غزوۃ الترک والحبشہ حدیث نمبر ۳۱۷۷

[3] بخاری کتاب العلم باب رفع العلم وظہور الجہل حدیث نمبر ۸۱، مسلم کتاب العلم باب رفع العلم وقبضہ وظہور الجہل حدیث نمبر ۶۷۷۲، ترمذی کتاب الفتن باب ماجاء فی اشراط الساعۃ حدیث نمبر ۲۲۰۵

[4] بخاری کتاب الفتن باب خروج النار حدیث نمبر ۷۱۱۹، مسلم کتاب الفتن باب لاتقوم الساعۃ حتی یحسر۔۔۔ حدیث نمبر ۷۲۰۳، ابوداؤد کتاب الملاحم والفتن باب حسر الفرات عن کنز حدیث نمبر ۴۳۱۳

کریں جو جاہلیت میں بتوں کی عبادت کرتے تھے''۔[1]

امام مسلم نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت نقل کی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول ﷺ کو فرماتے سنا، فرمایا رات دن اس وقت تک نہ جائیں گے جب تک لات وعزیٰ کی عبادت نہ کی جائے''۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میں یہ سمجھتی تھی (جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ''**ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون**'' (سورۃ توبہ آیت نمبر ۳۳، سورۃ صف آیت ۹)

ترجمہ: (چنانچہ) وہ اللہ ایسا ہے کہ اس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت (کا سامان یعنی قرآن ( ) اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تا کہ اس کو تمام (بقیہ) انہوں پر غالب کردے گو مشرک کیسے ہی ناخوش ہوں۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

تو آپؐ نے فرمایا یہ سب کچھ جب تک اللہ تعالیٰ چاہیں گے عنقریب ہوگا، پھر اللہ تعالیٰ ایک پاک ہوا بھیجیں گے۔ اس ہوا کے اثر سے ہر وہ شخص وفات پا جائے گا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا، وہی لوگ باقی بچیں گے جن کا بھلائی کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہوگا، تو وہ واپس اپنے باپ دادوں کے دین کی طرف واپس لوٹ جائیں گے۔[2]

جزء الانصاری نے حضرت عبداللہ بن سلامؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی قیامت کی پہلی نشانی کیا ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ پہلی نشانی وہ آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف ہانک کر لے جائے گی۔[3]

بخاری نے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک دن لوگوں میں موجود تھے کہ اتنے میں ایک اعرابی آیا اور ایمان کے بارے میں آپؐ سے سوال پوچھا...... پھر پوچھا کہ یا رسول اللہ! قیامت کب آئے گی؟ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ جس سے یہ سوال پوچھا گیا ہے وہ سوال پوچھنے والے سے زیادہ اس بارے میں کچھ نہیں جانتا، لیکن میں عنقریب تمھیں اس کی نشانیاں بتاؤں گا، جب لونڈی اپنے آقا کو جنے گی، ننگے پیر، ننگے بدن گھومنے پھرنے والے، بکریاں چرانے والے لوگوں کے سردار ہونگے، تو یہ قیامت کی نشانیاں ہیں۔ پانچ باتیں ہیں، جن کو اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی ''**ان اللہ عندہ علم الساعة و ینزل الغیث و یعلم مافی الارحام وماتدری نفس ماذا تکسبُ غداوما تدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر**'' (سورۃ لقمان آیت نمبر ۳۴)

ترجمہ: بے شک اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے اور وہی مینہ برساتا ہے اور وہی جانتا ہے جو کچھ رحم میں ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کل وہ کیا عمل کرے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا، بیشک اللہ سب باتوں کا جاننے والا باخبر ہے۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

پھر وہ شخص وہاں سے چلا گیا، آپؐ نے فرمایا کہ اس شخص کو واپس بلا لاؤ۔ صحابہ کرام دوڑے لیکن وہ کہیں

---

[1] بخاری کتاب الفتن باب تغییر الزمان حتی تعبد الاوثان حدیث نمبر ۷۱۱۶، مسلم کتاب الفتن باب لاتقوم الساعة حتی تعبد ـــــ حدیث نمبر ۷۲۲۷، مسند احمد حدیث نمبر ۲/۲۷۱

[2] مسلم کتاب الفتن باب لاتقوم الساعة حتی یقذر ـــ حدیث نمبر ۷۲۲۷، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۲۲۶۱۴، حدیث نمبر ۵۴۹، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۴۳۴ [3] درمنثور للسیوطی حدیث نمبر ۶/۶۲

دکھائی نہ دیا تو آپؐ نے فرمایا یہ جبرئیل تھے لوگوں کو دین کے معاملات سکھانے آئے تھے'' ۔[۱]

آپؐ نے جو یہ فرمایا ''ان تلد الامتہ ربتھا'' اس سے مراد یہ کہ آخری زمانے میں یہ باندیاں ہی عظمت وحشمت کا نشان ہونگی ۔ لہٰذا باندی صرف کسی بڑے آدمی کے پاس ہوگی کسی اور عام آزاد آدمی کے ماتحت نہ ہوگی چنانچہ اسی لیے اس کے ساتھ ہی فرمایا ''اور تو دیکھے گا ننگے پیر اور ننگے بدن رہنے والے بڑی بڑی آبادیاں بنا کر رہیں گے یعنی ان کے ساتھ یہ لوگوں کے سردار بن جائیں گے جن کے مال زیادہ ہوجائیں ان کی عظمت ووجاہت بڑھ جائے گی ۔

قیادت کی صورت میں سے یہ بھی ہے کہ دنیا ان لوگوں کے پاس جمع ہوجائے گی جس کا دین ودنیا میں کوئی حصہ نہ ہو اور یہی مضمون ایک پہلی گذری ہوئی حدیث میں بھی ہے جس میں فرمایا کہ ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب دنیا سے سب سے زیادہ عیش وآرام حاصل کرنے والا وہ شخص نہ ہو جائے جو خود بھی کمینہ ہے اور اس کا باپ بھی کمینہ تھا ۔[۲]

قیامت کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ کسی کام کو نااہل کے سپرد کردیا جائے ۔ اور ایک اور حدیث میں میں ہے کہ ''جب کوئی کام کسی ایسے شخص کے سپرد کردیا جائے جو اس کا اصل نہ تھا تو قیامت کا انتظار کرو'' ۔[۳]

ایک اور حدیث میں ہے کہ فرمایا ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک ہر قبیلہ اپنے بدترین آدمی کو اپنا سردار نہ بنانے لگے'' ۔[۴]

بعض لوگوں نے اس روایت کی تشریح میں کہا ہے کہ یہ کثرت فتوحات کی وجہ سے ہوگا ۔ لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے ۔ اس لیے کہ کثرت فتوحات تو اسلام کے ابتدائی زمانے میں ہوگئی، ان کا علامات قیامت سے کیا تعلق؟ جو قریب قیامت میں ظاہر ہوں گی ۔ واللہ اعلم

حافظ ابوبکر بیہقی نے اپنی کتاب البعث والنشور میں حسن سے ایک روایت بیان کی ہے فرماتے ہیں کہ ''میں علم کی طلب میں پھر پھراتا کوفہ پہنچا ۔ وہاں اس وقت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ موجود تھے، میں نے عرض کی اے ابو عبدالرحمٰن! کیا قیامت کی علامات کے بارے میں آپ کچھ جانتے ہیں؟ تو فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ ''قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ لڑکا نافرمان ہوگا، بارش گرم ہوگی، راز کھل جائیں گے، جھوٹے سچ بولیں گے، خائن امانتدار بن جائیں گے، امانت دار خائن ہوجائیں گے، ہر قبیلہ اپنے اندر سے منافق کو سردار بنائے گا، بازار فساق و فجار سے بھرا پڑا ہوگا، محرابوں کو سجایا جانے لگے گا، دل خراب (گندے) ہوجائیں گے، مرد مردوں پر گذارا کریں گے اور عورتیں عورتوں پر، فتنہ ظاہر ہوگا، سود کھایا جائے گا، خزانے اور آلات موسیقی ظاہر ہوجائیں گے، شراب پی جانے لگے گی، کثرت سے شرطیں لگنے لگیں گی، لوگوں کی برائیاں بیان کرنے والے اور غیبت کرنے والے بہت ہوجائیں گے'' ۔[۵]

---

[۱] بخاری کتاب الایمان باب سوال جبریل النبی ﷺ عن الایمان ۔۔۔ حدیث نمبر ۵۰، مسلم کتاب الایمان باب الایمان ماھو؟ وبیان خصالہ حدیث نمبر ۹۷

[۲] ترمذی کتاب الفتن باب السعد الناس لکع ابن لکع حدیث نمبر ۲۲۰۹، مسند احمد حدیث نمبر ۳۸۹۱۵، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۴۷۶ [۳] بخاری کتاب العلم باب من سئل علماً حدیث نمبر ۵۹، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۴۲۳، سیوطی کی درمنثور حدیث نمبر ۶/۵۰ [۴] مجمع الزوائد حدیث نمبر ۳۲۷۱، تفسیر ابن عدی حدیث نمبر ۲/۶۴۷، فتح الباری حدیث نمبر ۱۳/۸۴ [۵] طبرانی کی معجم الاوسط حدیث نمبر ۴۸۵۸، سیوطی کی درمنثور حدیث نمبر ۵۲۱۶

قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ امانتوں کو ضائع کیا جانے لگے گا

بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت نقل کی گئی ہے فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا ''یا رسول اللہ! قیامت کب آئے گی؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ جب امانت کو ضائع کیا جانے لگے تو قیامت کا انتظار کرو''۔ دوبارہ عرض کی، یا رسول اللہ! امانت کیسے ضائع ہوگی؟ فرمایا ''جب کسی کام کو کسی ایسے آدمی کے سپرد کر دیا جائے جو اس کا اہل نہ تھا تو قیامت کا انتظار کرو''۔ ؎

ایک اور روایت امام احمد نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے غالباً مرفوعاً نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''قیامت کے قریبی دنوں میں قتل بہت ہوگا، علم زائل (ختم) ہو جائے گا اور جہالت ظاہر ہو جائے گی''۔ ؎۱

حضرت ابو موسیٰ فرماتے ہیں جنگی زبان میں ''ہرج'' قتل کو کہتے ہیں۔

ایک اور روایت امام احمد نے حضرت ابو سعیدؓ سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک یہ حال نہ ہو جائے کہ ایک شخص اپنے گھر سے نکلے گا، تو اس کے جوتے کا تسمہ یا اس کا کوڑا یا اس کا عصاء اسے بتائے گا کہ تیری غیر موجودگی میں تیرے گھر والوں نے کیا کیا ہے''۔ ؎۲

اسی طرح ایک اور روایت حضرت ابو سعیدؓ سے ہی نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ ''قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک درندے انسانوں سے باتیں نہ کرنے لگیں، جب تک انسان کے کوڑے کی گرہ اس سے بات نہ کرے، جب تک انسان کے جوتے کا تسمہ اس سے بات نہ کرے، اور جب تک اس کی ران کو نہ بتا دے کہ تیری غیر موجودگی میں تیرے گھر والوں نے کیا کیا ہے''۔ ؎۳

امام احمد نے ہی حضرت انسؓ سے ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ ہم آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ قیامت اس وقت تک قائم ہوگی جب بارش کو روک لیا جائے، زمین اپنی پیداوار بند کر دے اور پچاس عورتوں کا نگران ایک ہی مرد ہو، اور ایک عورت اپنے شوہر کے پاس سے گذرے گی تو وہ اس کو دیکھ کر کہے گا کہ وہ اس عورت کا شوہر تھا''۔ ؎۴

امام احمد فرماتے ہیں کہ یہ روایت حماد نے حضرت انسؓ کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے اور ایسی ہی ایک اور روایت بھی حضرت انسؓ کے حوالے سے ہی اچھی سند سے بیان کی ہے۔

ایک اور روایت امام احمد نے حضرت انس بن مالکؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ ''قیامت اس وقت قائم ہوگی جب ہم سے علم اٹھا لیا جائے گا، جہالت ظاہر ہوگی، مرد کم ہو جائیں گے، عورتیں زیادہ ہو جائیں گی، یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا نگران ایک ہی مرد ہوگا''۔ ؎۵

اسی طرح امام احمد نے ایک اور روایت حضرت انسؓ کی روایت سے بیان کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول

؎ بخاری کتاب الرزاق باب رفع الماتہ حدیث نمبر ۶۴۹۶ ؎۱ مسند احمد حدیث نمبر ۱/۴۳۹، حدیث نمبر ۴/۹۰
؎۲ مسند احمد حدیث نمبر ۳/۸۹ ؎۳ دلائل النبوۃ لابی نعیم حدیث نمبر ۱۳۲
؎۴ مسند احمد حدیث نمبر ۳/۲۸۶ ؎۵ بخاری کتاب العلم باب رفع العلم وظہور الجہل حدیث نمبر ۸۱، مسلم کتاب العلم باب رفع العلم وقبضہ۔۔۔ حدیث نمبر ۶۷۲۷، مسند احمد حدیث نمبر ۳/۹۸، حدیث نمبر ۳/۲۷۳، حدیث نمبر ۳/۲۸۹

ﷺ مسجد میں اس وقت تشریف لائے جب سورج کی روشنی ماند پڑ رہی تھی، آپؐ نے ظہر کی نماز ادا فرمائی، سلام پھیرنے کے بعد آپؐ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور قیامت کا تذکرہ فرمانے لگے اور یہ بھی فرمایا کہ قربِ قیامت میں بڑے بڑے واقعات ہوں گے''۔ؒ

قربِ قیامت میں وقت سے برکت کے خاتمے کی طرف اشارۂ نبویہ ﷺ

امام احمد حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''قیامت اس وقت آئے گی جب زمانہ قریب ہو جائے گا (یعنی وقت سے برکت ختم ہو جائے گی)، سال اتنی جلدی گذرے گا جیسے مہینہ، اور پورا ہفتے ایسے گذرے گا جیسے ایک دن، اور دن اتنی جلدی گذر جائے گا جیسے ایک گھنٹہ اور گھنٹہ اتنی جلدی گذرے گا جیسے کوئی معمولی سی چیز فوراً جل جاتی ہے''۔[1]

ایک اور روایت امام احمد نے حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ ''دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک اس شخص کی مانند نہ ہو جائے جو خود بھی کمینہ تھا اور اس کا باپ بھی کمینہ تھا''۔[2]

نہایت معمولی چیزوں کا بولنا بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے

امام احمد نے حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت سے پہلے ایسے سال ہونگے جن میں دھوکہ عام ہوگا، سچا جھوٹ بولے گا اور جھوٹا سچ بولے گا، امانت دار خیانت کرے گا اور خائن امانتدار ہو جائے گا اور نہایت معمولی معمولی چیزیں بات کیا کریں گی''۔[3]

امام احمد نے ایک اور روایت حضرت ابو یرہؓ سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ بکریاں چرانے والوں کو لوگوں کا سردار بنا ہوا دیکھا جائے گا اور (انہی نشانیوں میں سے) تو یہ بھی دیکھے گا کہ ننگے پیر، اور ننگے بدن بھوکے رہنے والے اپنی عمارتوں پر فخر کریں گے اور لونڈی اپنے (مرد) آقایا (خاوند) آقا کو جنے گی''۔[4]

امام احمد نے ایک اور روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک سینگوں والی بکری سے بغیر سینگوں والی پیدا نہ ہو''۔[5]

امام احمد نے ہی حضرت ابو ہریرؓ سے ایک اور روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ''قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک علم اٹھانہ لیا جائے، جہل عام نہ ہو جائے اور ہرج کثرت سے نہ ہونے لگے۔ عرض کیا گیا کہ یہ ہرج کیا ہے؟ فرمایا ''قتل''۔[6]

امام احمد نے ہی حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''قیامت اس وقت تک نہ آئیگی جب تک تم لوگوں میں مال کی کثرت نہ ہو جائے، اور کثرت بھی اتنی کہ صاحب مال تلاش

ؒ مسند احمد حدیث نمبر ۱۶۳/۳، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۱۷۹۶ [1] مسند احمد حدیث نمبر ۱۶۳/۲

[2] مسند احمد حدیث نمبر ۴۶۶/۲ [3] مسند احمد حدیث نمبر ۲۳۸۲ [4] مسند احمد حدیث نمبر ۲۷/۱، اور نمبر ۳۱۹/۱، اور نمبر ۳۹۴/۲، اور نمبر ۴۲۶/۲، اور نمبر ۱۲۹/۴، اور نمبر ۱۶۴/۴ [5] مسند احمد حدیث نمبر ۴۴۲/۲ [6] مسلم کتاب العلم: باب رفع العلم وقبضہ حدیث نمبر ۶۷۲۷، مسند احمد حدیث نمبر ۱۹۸/۳ اور حدیث نمبر ۲۷۳/۳، اور حدیث نمبر ۲۸۹/۳

کرے گا کہ کوئی ہے جو اس کے مال کا صدقہ (زکوۃ) قبول کرے؟ اور اسی طرح قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک علم کو اٹھا نہ لیا جائے۔ زمانہ قریب نہ ہو جائے (یعنی وقت سے برکت ختم نہ ہو جائے) فتنہ عام نہ ہو جائے۔ عرض کیا گیا کہ "ہرج" کیا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ "قتل قتل"۔[۱]

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک دو بڑے گروہوں کی آپس میں جنگ نہ ہو، جن میں سے ہر ایک کا دعویٰ ایک ہی ہوگا اور ان کے درمیان زبردست قتال ہوگا"۔[۲]

اور رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "قیامت اس وقت تک نہیں آئیگی جب تک تقریباً تیس دجال جھوٹے نہ پیدا ہو جائیں۔ ان میں سے ہر ایک یہی سمجھے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے"۔[۳]

ایک اور جگہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ "قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک سورج مغرب سے نہ طلوع ہو، سو جب مغرب سے سورج طلوع ہوگا اور لوگ بھی اس کو دیکھ لیں گے تو سب کے سب ایمان لے آئیں گے اور یہ اس وقت ہوگا جب "لاینفع نفساً ایمانها لم تکن آمنت من قبل او کسبت فی ایمانها خیراً" (سورۃ الانعام آیت ۱۵۸)[۴]

ترجمہ: کسی ایسے شخص کو اس وقت ایمان لانے کا فائدہ نہ ہوگا جو اس وقت تک ایمان نہیں لایا تھا اور نہ ہی کسی نیک کام کا فائدہ ہوگا۔

حافظ ابوبکر النبر وز نے حضرت ابوہریرہؓ سے ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "قسم اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے، یہ دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک اس میں خسف (دھنسنا) اور قذف (جھوٹی تہمت) اور مسخ (چہروں کا بگڑ جانا) نہ ہو۔ عرض کیا گیا کہ یہ کب ہوگا یا رسول اللہ؟ ارشاد فرمایا جب تم عورتوں کو شرمگاہوں پر سوار دیکھو (یعنی شرمگاہ کی ہوس پوری کرنے میں مصروف ہوں)، گانے بجانے والیاں زیادہ ہو جائیں۔ جھوٹی گواہی عام ہو جائے، مرد مردوں سے اپنی خواہش پوری کرنے لگیں اور عورتیں عورتوں سے"۔[۵]

طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

---

[۱] مسند احمد حدیث نمبر ۲/ ۴۱۶

[۲] بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ فی الاسلام حدیث نمبر ۳۶۰۹، مسلم کتاب الفتن باب اذا تواجہ المسلمان بسیفیہما حدیث نمبر ۷۱۸۵، مسند نمبر ۲/ ۳۱۳

[۳] بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ فی الاسلام حدیث نمبر ۳۶۱۷، مسلم کتاب الفتن لاتقوم الساعۃ حتی صبر الرجل بقبر الرجل حدیث نمبر ۷۲۷۱، نمبر ۷۲۷۲، ترمذی کتاب الفتن باب ماجاء لاتقوم الساعۃ حتی یخرج الکذابون حدیث نمبر ۲۲۱۸

[۴] بخاری کتاب التفسیر باب قل هلم شهداءکم" حدیث نمبر ۴۶۳۵، مسلم کتاب الایمان باب بیان الزمن الذی لایقبل فیہ الایمان حدیث نمبر ۳۹۴، اور نمبر ۳۹۵، ابوداؤد آداب الملاحم باب امارات الساعۃ حدیث نمبر ۴۳۱۲

[۵] مستدرک حاکم حدیث نمبر ۴/ ۴۳۷، سیوطی کی درمنثور حدیث نمبر ۶/ ۵۵، اور حدیث نمبر ۳/ ۳۲۴، ہیثمی کی مجمع الزوائد حدیث نمبر ۸/ ۱۰، اور حدیث نمبر ۱۰/ ۸

''قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ عقل غائب ہو جائے (یعنی نفس پرستی عام ہو جائے) اور دانائی کم ہو جائے'' ۔[1]

امام احمد نے طارق بن شہاب سے ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک آدمی آیا اور کہا کہ جماعت کھڑی ہوگئی ہے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بھی نماز کے لیے کھڑے ہو گئے اور ہم بھی اور مسجد کی طرف روانہ ہوئے۔ جب مسجد میں پہنچے تو دیکھا کہ لوگ مسجد کے اگلے حصے میں رکوع کی حالت میں ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے تکبیر کہی اور رکوع کیا۔ ہم نے بھی تکبیر کہی اور رکوع کیا۔ پھر انہوں نے سجدہ کیا تو ہم نے بھی سجدہ کیا۔ انہوں نے سلام پھیرا تو ہم نے بھی سلام پھیرا۔ ہم نے سب کچھ ویسے ہی کیا جیسے انہوں نے کیا تھا۔ اتنے میں ایک شخص تیزی سے گزرا اور کہا اے ابوعبدالرحمٰن! آپ پر سلامتی ہو۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا اور رسول اکرم ﷺ نے پہنچا دیا۔ نماز سے فارغ ہو کر ہم واپس آئے تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اپنے گھر والوں کے پاس تشریف لے گئے اور ہم بیٹھ گئے اور آپس میں باتیں کرنے لگے کہ تم نے سنا تھا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس شخص کو سلام کا جواب کس طرح دیا تھا؟ صدق اللہ ابلغ رسولہ۔ تم میں سے کون اس بارے میں حضرتؓ سے سوال پوچھے گا؟ طارق نے کہا میں پوچھوں گا۔ چنانچہ جب حضرت عبداللہ بن مسعودؓ واپس تشریف لائے تو طارق نے سوال پوچھا تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ ''نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''قربِ قیامت میں تجارت اتنی پھیل جائے گی کہ عورت اپنے شوہر کی معاون ہوگی، قطع رحمی کی جائے گی، جھوٹی گواہی عام ہوگی، سچی گواہی کو چھپایا جائے گا اور جہالت عام ہو جائے گی'' ۔[2]

آخری زمانے والوں کی علامات

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک اللہ تعالیٰ زمین سے اپنا دین نہ اٹھا لے، چنانچہ اس کے بعد زمین پر صرف کمینے لوگ باقی رہ جائیں گے جو کسی نیکی کو نہ جانتے ہونگے اور نہ کسی برائی سے پیچھے ہٹیں گے'' ۔[3]

حضرت عبداللہ بن عمروؓ ہی سے ایک دوسری مرفوع روایت میں یہ الفاظ مروی ہیں کہ قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک اللہ تعالیٰ لوگوں سے اپنا دین نہ اٹھالے'' ۔[4]

بعض بیانات جادواثر ہوتے ہیں

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا کہ ''بعض بیانات جادواثر ہوتے ہیں، بدترین لوگ وہ ہونگے جن کی زندگی میں قیامت آئے گی اور وہ جو قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیتے ہیں'' ۔[5]

قیادت بدترین لوگوں پر قائم ہوگی

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد

---

[1] کنز العمال حدیث نمبر ۱۴/۳۸۵۲۲۔ اور حدیث نمبر ۱۴/۳۸۵۲۳　[2] مسند احمد حدیث نمبر ۱/۴۰۷

[3] مسند احمد حدیث نمبر ۲/۱۰۲　[4] ایضاً　[5] مسند احمد حدیث نمبر ۱/۳۱۴، اور حدیث نمبر ۲/۲۶، اور حدیث نمبر ۱/۴۳۵

فرمایا کہ "قیامت صرف بدترین لوگوں پر قائم ہوگی"۔[۱]

قیامت سے کچھ ہی دیر پہلے انسانیت ختم ہو جائے گی

جیسا کہ پہلے حدیث میں گذر چکا ہے کہ "مرد کم اور عورتیں زیادہ ہو جائیں گی، یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا نگران ایک ہی مرد ہوگا جوان سب کی کفالت کرے گا اور وہ گلیوں کوچوں میں اس طرح زنا کیا کریں گے جیسے جانور کرتے ہیں"۔[۲]

قیامت موحد پر قائم نہ ہوگی

امام احمد نے ایک روایت حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک دنیا میں "لا الہ الا اللہ" کہا جائے گا"۔[۳]

اسی روایت کو امام مسلم نے زہیر کے طریق سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جب زمین میں "اللہ اللہ" کہا جائے گا اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی"۔[۴]

امام احمد نے بھی حضرت انسؓ سے ہی ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "ایسے کسی شخص پر قیامت نہیں آئے گی جو "اللہ اللہ" کہتا ہوگا"۔[۵]

اسی طرح کی ایک اور روایت امام احمد نے ابن عدی کے طریق سے حضرت انسؓ سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک زمین پر "اللہ اللہ" کہا جائے گا"۔[۶]

یہ بات پیش نظر ہے کہ یہ روایت نہ صرف ثلاثی ہے بلکہ شیخین کی شرط پر بھی ہے، اور ترمذی نے مرفوعاً نقل کی ہے اور حسن کہا ہے۔

قیامت ان لوگوں پر قائم ہوگی جو نیکی کا حکم نہیں دیتے ہونگے اور نہ ہی کسی گناہ سے پرہیز کرتے ہونگے

یہ جو گذشتہ روایات میں آیا ہے کہ قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک زمین پر "اللہ اللہ" کہا جائے گا تو اس کی تشریح میں دو قول ہیں۔

---

[۱] مسلم کتاب الفتن باب قرب الساعۃ حدیث نمبر ۷۳۲۸، مسند احمد حدیث نمبر ۱/۳۹۴، اور ۱/۴۳۵

[۲] تجارتی کتاب العلم باب رفع العلم وظہور الجہل حدیث نمبر ۸۱، مسلم کتاب العلم باب رفع العلم وقبضہ حدیث نمبر ۶۷۲۷، ترمذی کتاب الفتن باب جاء فی اشراط الساعۃ حدیث نمبر ۲۲۰۵

[۳] مسلم کتاب الایمان باب ذہاب الایمان آخر الزمان حدیث نمبر ۳۷۳، حدیث نمبر ۳۷۴، مسند احمد حدیث نمبر ۳/۱۰۷، اور حدیث نمبر ۳/۱۶۲، اور حدیث نمبر ۳/۲۰۱، اور حدیث نمبر ۳/ ۲۶۸، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۰۷۴۷

[۴] مسلم کتاب الایمان باب ذہاب الایمان آخر الزمان حدیث نمبر ۳۷۳، حدیث نمبر ۳۷۴، ترمذی کتاب الفتن باب لا یاتی زمان الداندی بعدہ شر سنہ حدیث نمبر ۲۲۰۷، م سند احمد حدیث نمبر ۳/ ۱۰۷، حدیث نمبر ۳/۱۶۲، حدیث نمبر ۳/۲۰۱، حدیث نمبر ۳/ ۲۶۸ [۵] ایضاً [۶] ایضاً

اول: اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو کسی گناہ سے پرہیز نہیں کرتے ہر قسم کے گناہ میں مشغول رہتے ہیں، کوئی ایک بھی کسی دوسرے کو جب گناہ کرتے دیکھتا ہے تو ہرگز منع نہیں کرتا، اسی کو ان الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے، جب تک زمین پر اللہ اللہ کہا جائے گا۔ جیسے کہ ابھی حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث میں گذرا ہے کہ ''زمین میں گرد وغبار کی طرح معمولی لوگ رہ جائیں گے جو کسی گناہ سے پرہیز نہ کریں گے اور نہ کسی نیکی کا حکم کریں گے۔

دوم: دوسرا مطلب ہے کہ جب تک وہ وقت نہ آجائے کہ زمین پر اللہ کا نام لیا جائے اور نہ ہی کوئی اللہ کا نام جانتا ہو، یہ اس وقت ہوگا جب زمانے میں فساد برپا ہوگا اور نوع انسانی تباہ ہو چکی ہوگی، کفر، فسق و فجور اور نافرمانی بڑھ جائے گی، جیسے کہ حدیث میں ہے کہ قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک زمین پر اللہ اللہ کہا جائے گا'' ۔[1]

بدترین لوگ وہ ہونگے جن کی زندگی میں قیامت آئے گی

جیسے کہ پہلے حدیث میں گذر چکا ہے کہ ''ایک بوڑھا آدمی کہتا ہے کہ ''میں نے لوگوں کو ''لا الہ الا اللہ'' کہتے دیکھا ہے، پھر ان کا معاملہ آپس میں مشتبہ ہو جائے گا اور حال برا ہو جائے گا۔ حتیٰ کہ زمین پر اللہ تعالیٰ کا ذکر ترک کر دیا جائے گا بلکہ بھلا دیا جائے گا۔ چنانچہ دنیا میں کوئی بھی اللہ کو نہ جانتا ہوگا، یہی لوگ بدترین ہونگے اور انہی کی زندگی میں قیامت آئے گی۔''

جیسا کہ پہلے حدیث میں گذرا ہے کہ ''قیامت بدترین لوگوں پر ہی آئے گی'' ۔[2]

دوسرے الفاظ میں یہ روایت اس طرح ہے کہ ''بدترین لوگ وہ ہونگے جن کی زندگی میں قیامت آئے گی'' ۔[3]

عبدالعزیز بن حبیب نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''لوگوں میں بخل زیادہ ہوتا جائے گا، زمانے کی سختی بڑھتی جائے گی اور قیامت بدترین لوگوں پر ہی آئے گی'' ۔[4]

امام احمد نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت نقل کی ہے، فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ ''اے عائشہ! آپ کی قوم سب سے پہلے مجھ سے ملے گی۔ فرماتی ہیں کہ جب آپ تشریف فرما ہوئے تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے، آپ نے آتے ہی ایسی بات ارشاد فرمائی ہے جس سے میں گھبرا گئی ہوں۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کہ وہ کیا بات ہے؟ فرماتی ہیں کہ میں نے جواب میں عرض کیا کہ آپ کا کیا خیال ہے کہ میری قوم بہت جلد آپ سے ملنے والی ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں، تو میں نے عرض کیا وہ کس بارے میں؟ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ان کی امیدیں بڑھ جائیں گی۔ میں نے دوبارہ عرض کیا کہ اس کے بعد لوگوں کا کیا حال ہوگا؟ فرمایا کہ ''لوگوں کا یہ حال ہوگا کہ طاقتور کمزور کو کھانے لگیں گے، یہاں تک کہ ان پر قیامت قائم ہوگی'' ۔[5]

[1] مسلم کتاب الایمان باب ذھاب الایمان آخر الزمان حدیث نمبر ۳۷۳، حدیث نمبر ۳۷۴، ترمذی کتاب الفتن باب لا یاتی زمان الذی بعدہ شر منہ حدیث نمبر ۲۲۰۷، مسند احمد حدیث نمبر ۳/ ۱۰۷، حدیث نمبر ۳/ ۱۶۲، حدیث نمبر ۳/ ۲۰۱، حدیث نمبر ۳/ ۲۶۸

[2] مسلم کتاب الفتن باب قرب الساعۃ حدیث نمبر ۷۳۲۸، ابن ماجہ کتاب الفتن باب شدۃ الزمان حدیث نمبر ۴۰۳۹، مسند احمد حدیث نمبر ۱/ ۳۹۴، حدیث نمبر ۱/ ۴۳۵

[3] مسند احمد حدیث نمبر ۱/ ۴۵۴ [4] ایضاً [5] مسند احمد حدیث نمبر ۶/ ۸۱، اور حدیث نمبر ۶/ ۹۰، کنزل العمال حدیث نمبر ۳۱۴۱۶

حضور ﷺ کا ارشاد مبارک "مجھے اور قیامت کو اس طرح بھیجا گیا ہے"

حضرت انسؓ کی روایت

امام احمد نے ابو المغیرہ کے طریق سے اسمٰعیل بن عبداللہ ابوالمہاجر دمشقی سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالکؓ ولید بن عبدالملک کے پاس تشریف لائے، تو انہوں نے حضرت انسؓ سے پوچھا کہ آپؐ نے نبی کریم ﷺ سے قیامت کے بارے میں کیا سنا ہے؟ تو حضرت انسؓ نے ارشاد فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "میں نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا، آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ "مجھے اور قیامت کو اس طرح ساتھ بھیجا گیا ہے"۔ ۱ (یعنی جس انگوٹھے کے ساتھ والی دو انگلیاں)۔

دوسرا طریق

امام احمد نے ہاشم کے طریق سے حضرت انسؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "مجھے اور قیامت کو اس طرح ساتھ ساتھ بھیجا گیا ہے"۔ ۲ اور انگوٹھے کے ساتھ والی دو انگلیوں یعنی شہادت کی انگلی اور درمیان والی بڑی انگلی کو ملا کر دکھایا۔

تیسرا طریق

امام احمد نے یعقوب بن ابراہیم بن سعد کے طریق سے حضرت انسؓ کی روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ "مجھے اور قیامت کو اس طرح ساتھ ساتھ بھیجا گیا ہے"۔ ۲ اور انگوٹھے کے ساتھ والی دو انگلیوں کو ملا کر دکھایا۔

چوتھا طریق

امام احمد نے محمد بن جعفر کے طریق سے حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "مجھے اور قیامت کو اس طرح ساتھ ساتھ بھیجا گیا ہے"۔ ۳۔ اور انگوٹھے کے ساتھ والی دو انگلیوں کو ملا کر دکھایا۔

پانچواں طریق

امام احمد نے یزید کے طریق سے حضرت انسؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ "مجھے اور قیامت کو اس طرح ساتھ ساتھ بھیجا گیا ہے"۔ ۴۔ اور انگوٹھے کے ساتھ والی دونوں انگلیوں کو ملا کر دکھایا۔

چھٹا طریق

امام مسلم نے ابو غسان کے طریق سے حضرت انسؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "مجھے اور قیامت کو اس طرح ساتھ ساتھ بھیجا گیا ہے"۔ ۵

---

۱ مسند احمد حدیث نمبر ۳/۱۴۳، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۴/۱۹۴، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۳۴۷

۲ بخاری کتاب الرقاق باب قول النبی ﷺ بعثت انا والساعة کھاتین حدیث نمبر ۶۵۰۵، مسلم کتاب الفتن باب قرب الساعة حدیث نمبر ۷۳۳۰، مسند احمد حدیث نمبر ۳/۱۲۴، اور حدیث نمبر ۳/۱۳۰

۳ مسند احمد حدیث نمبر ۳/۱۳۱، اور حدیث نمبر ۳/۲۸۳

۴ مسلم کتاب الفتن باب قرب الساعة حدیث نمبر ۷۳۳۴، مسند احمد حدیث نمبر ۳/۱۹۳

۵ بخاری کتاب الرقاق باب قول النبی ﷺ بعثت انا والساعة کھاتین حدیث نمبر ۶۵۰۴، مسلم کتاب الفتن باب قرب الساعة حدیث نمبر ۷۳۳۴، ترمذی کتاب الفتن باب ماجاء فی قول النبی ﷺ بعثت انا والساعة کھاتین یعنی اسباب والواسطی حدیث نمبر ۲۲۱۴، مسند احمد حدیث نمبر ۵/۲۴۷

حضرت جابر بن عبداللہؓ کی روایات

پہلا طریق

امام احمد نے مصعب بن سلام کے طریق سے حضرت جابرؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ ''رسول اکرم ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا، اللہ کی تعریف اور ایسی حمد وثناء بیان کی جس کا وہ مستحق ہے، پھر فرمایا ''امابعد سب سے سچی بات تو اللہ کا کلام ہے، اور سب سے بہترین ہدایت (راستہ) تو محمد ﷺ کی ہدایت ہے اور بدترین چیزیں وہ ہیں جو دین میں نئی ایجاد کی جائیں اور ہر بدعت گمراہی ہے'' ۔ ؎

پھر آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور غصے کا اظہار ہونے لگا اور بلند آواز سے (اس طرح جیسے کسی لشکر سے ڈرا رہے ہوں) فرمایا ''قیامت تمھارے پاس آ پہنچی، مجھے اور قیامت کو اس طرح ساتھ ساتھ بھیجا گیا'' ۔ ۱؎ اور اپنے ہاتھ کے انگوٹھے کے ساتھ والی دونوں انگلیوں کو ملا کر دکھایا، اگلے دن قیامت آ جائے گی اور تمھیں چھو لے گی۔

اسی کو مسلم، نسائی، ابن ماجہ نے بھی جعفر بن محمد کے طریق سے نقل کیا ہے، امام مسلم کے ہاں اس کے الفاظ یہ ہیں کہ ''مجھے اور قیامت کو اس طرح بھیجا گیا ہے'' ۔ ۲؎

حضرت سہل بن سعدؓ کی روایات

امام مسلم نے سعید بن منصور کے طریق سے ابو حازم سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سہل بن سعدؓ کو فرماتے سنا کہ ''میں نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا آپؐ نے اپنے انگوٹھے کے ساتھ والی دونوں انگلیوں کو ملا کر دکھایا تھا اور فرما رہے تھے کہ مجھے اور قیامت کو اس طرح ساتھ ساتھ بھیجا گیا ہے'' ۔ ۳؎

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایات

حافظ ابو العلی موصلی نے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''مجھے اور قیامت کو اس طرح ساتھ ساتھ بھیجا گیا ہے'' ۔ اور اپنی انگلیوں کو ساتھ ملا کر دکھایا۔

امام بخاریؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''مجھے اور قیامت کو اس طرح ساتھ ساتھ بھیجا گیا ہے'' ۔ ۴؎

امام ابو بکر ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو جبیرۃ بن الضحاکؓ کی روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ''مجھے قیامت کے شروع میں بھیجا گیا ہے'' ۔ ۵؎

؎ مسند احمد حدیث نمبر ۳/۳۱۱ ۱؎ مسند احمد حدیث نمبر ۳/۳۱۱

۲؎ مسلم کتاب الفتن باب قرب الساعۃ حدیث نمبر ۷۳۴۴، ابن ماجہ کتاب الفتن باب اشراط الساعۃ حدیث نمبر ۴۰۴۰

۳؎ مسلم کتاب الفتن باب قرب الساعۃ حدیث نمبر ۷۳۴۴

۴؎ بخاری کتاب الرقاق باب قول النبی ﷺ بعثت انا والساعۃ کھاتین حدیث نمبر ۲۲۱۴، سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب اشراط الساعۃ حدیث نمبر ۴۱۴۰ ۵؎ کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۴۳۱، الدر المنثور للسیوطی حدیث نمبر ۶/۵۰

باقی گذرے ہوئے زمانوں کی نسبت قرب قیامت کے بارے میں حدیث

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا، آپ منبر پر کھڑے تھے اور فرمارہے تھے کہ ''تم سے پہلے جو امتیں گذر چکی ہیں ان کی نسبت تمہارا وقت صرف اتنا رہ گیا ہے جتنا عصر کی نماز سے غروب شمس تک۔ اہل توراۃ کو توراۃ دی گئی اور انہوں نے اس پر عمل شروع کیا اور جب دوپہر ہوگئی تو عاجز ہو گئے، تو ان کو بدلے میں ایک قیراط دے دیا گیا، پھر اہل انجیل کو انجیل دی گئی انہوں نے عصر کی نماز تک اس پر عمل کیا ان کو بھی ایک قیراط دے دیا گیا۔ پھر تمہیں قرآن دیا گیا اور تم نے سورج غروب ہونے تک اس پر عمل کیا اور تمہیں دو دو قیراط دیئے گئے تو اہل توراۃ و انجیل کہنے لگے کہ اے ہمارے رب! ان لوگوں نے ہم سے کم کام کیا ہے اور ان کو پھر بھی ہم سے زیادہ اجر دیا گیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ کیا میں نے تمہارے اجر میں سے کچھ کم کر دیا ہے؟ بولے نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ''یہ میرا فضل ہے جس کو چاہوں دوں''۔ ۱؎

امام بخاری نے سفیان ثوری رحمہ اللہ سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''گذشتہ امتوں کی نسبت تمہارا مقررہ وقت اتنا باقی رہ گیا ہے جتنا عصر کی نماز اور سورج غروب میں ہوتا ہے۔'' ۲؎

پھر حدیث کو سابقہ حدیث کی طرح تفصیل سے بیان کیا

حضرت ابن عمرؓ سے ایک اور طریق

امام احمد نے مجاہد اور انہوں نے حضرت ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے اور سورج عصر کے بعد قسقعان (نامی پہاڑی) کی چوٹی پر پہنچ چکا تھا، تو آپؐ نے فرمایا کہ ''گذشتہ امتوں کے مقابلے میں اس امت کی عمر صرف اتنی باقی رہ گئی ہے کہ جتنا وقت دن ختم ہونے میں باقی ہے''۔ ۳؎

ایک اور طریق

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں کہ میں عرفات میں کھڑا تھا میں نے سورج کی طرف دیکھا تو ڈھال کی مانند مغرب میں غروب ہو رہا تھا، یہ دیکھ کر حضرت عبداللہ بن عمرؓ بہت زیادہ رونے لگے، تو ان کے پاس موجود ایک شخص نے عرض کی، اے ابوعبدالرحمٰن! آپ کئی مرتبہ میرے ساتھ ٹھہرے ہیں لیکن پہلے تو آپ نے کبھی ایسا نہیں کیا؟ تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ارشاد فرمایا کہ لوگو! دنیا کی عمر گذشتہ وقت کے مقابلے میں صرف اتنی رہ گئی ہے جتنا وقت آج کا دن ختم ہونے میں باقی ہے''۔ ۴؎

تیسرا طریق

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

۱؎ بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ ''قل فأتوا بالتوراۃ فاتلوھا'' حدیث نمبر ۷۵۳۳

۲؎ بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ما ذکر عن بنی اسرائیل حدیث نمبر ۳۴۵۹

۳؎ مسند احمد [illegible] ۴؎ ایضاً

''سنو! تم سے پہلی امتوں کی نسبت اس امت کی عمر صرف اتنی باقی رہ گئی ہے جتنا وقت کا عصر کی نماز اور سورج غروب کے درمیان ہوتا ہے''۔[1]

حافظ ابوالقاسم طبرانی حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے نبی کریم ﷺ کی روایت اسی طرح نقل کی ہے۔ ان تمام روایات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ گذرے ہوئے وقت کی نسبت قیامت آنے تک بہت تھوڑا سا وقت باقی رہ گیا ہے۔ لیکن اس تھوڑے وقت کی مقدار بھی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو معلوم نہیں ہے۔ نہ ہی اس مقدار کے بارے میں صحیح سند سے کوئی روایت موجود ہے کہ اس کی طرف رجوع کیا جائے، اور باقی ماندہ وقت کی مقدار معلوم کی جائے۔ لیکن بہرحال اتنا معلوم ہے کہ اب جو وقت باقی ہے وہ بہت ہی کم ہے۔ اور جیسا کہ ابھی معلوم ہوا کہ اس سلسلے میں کوئی صحیح روایت بھی موجود نہیں ہے بلکہ اس کے برعکس ایسی آیات اور روایات موجود ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا کہ یہ علم اللہ تعالیٰ نے اپنے ہی پاس رکھا ہے۔ مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا۔ جیسا کہ اس کی مزید وضاحت آئندہ آنے والے جزء کے ابتدائی حصے میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے، انشاء اللہ تعالیٰ

اپنے زمانے کے لوگوں کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد کہ ''سو سال کے بعد اس زمانے کا کوئی فردِ موجود نہیں رہے گا''

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ایک روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے (اپنی حیات مبارکہ کی آخری) عشاء کی نماز ادا فرمائی، سلام پھیرنے کے بعد کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے، کیا تم نے آج یہ رات دیکھی ہے؟ آج جتنے لوگ بھی اس دنیا میں زندہ ہیں سو سال بعد ان میں سے ایک بھی باقی نہ رہے گا۔''[2]

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ لوگ جناب نبی کریم ﷺ کی اس بات کے بارے میں مختلف باتیں کرنے لگے، حالانکہ آپ ﷺ نے تو صرف یہ فرمایا تھا کہ جو کوئی بھی آج اس دنیا میں موجود ہے، سو سال کے بعد نہیں رہے گا یعنی اس صدی کے اختتام تک آج کل کے تمام لوگ وفات پا چکے ہوں گے۔

اس حدیث کی یہ تفسیر و وضاحت صحابی (یعنی حضرت عبداللہ بن عمرؓ) نے بیان کی ہے جو دیگر وضاحتوں سے زیادہ قابل توجہ ہے۔ کہ آپ ﷺ یہ کہنا چاہتے تھے کہ یہ صدی ختم ہو جائے گی اور آج سے سو سال کی انتہاء (یعنی صدی کے اختتام تک) کوئی باقی نہ رہے گا۔

چنانچہ اس بارے میں علماء کرام کا اختلاف ہوا ہے کہ آیا قول مبارک اُسی صدی کے ساتھ خاص تھا یا کہ اس معنی میں عام ہے کہ کوئی بھی سو سال سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتا؟ دونوں طرح کے قول موجود ہیں لیکن اس قول مبارک کو اُسی زمانے کے ساتھ ہی خاص کرنے سے بہتر ہے، کیونکہ اگر دوسرے معنی لیئے جائیں تو یہ بات تو مشاہدے میں ہے کہ بہت سے لوگ سو سال سے زیادہ عرصہ زندہ رہے، اور یہ لوگ بزرگوں میں سے ہیں جیسا کہ ہم نے تاریخ میں بیان کیا ہے لیکن بہرحال کم ہیں۔ واللہ اعلم۔ اس حدیث کے اور بھی طریق ہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ سے (وفات سے ایک مہینہ

---

[1] مسند احمد حدیث نمبر ۲/۱۲۴

[2] بخاری کتاب مواتیت الصلوۃ باب من کرہ ان یقال للمغرب العشاء حدیث نمبر ۵۶۴، مسند احمد حدیث نمبر ۲/ ۸۸

پہلے) قیامت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "تم مجھ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہو، حالانکہ اس کا علم تو صرف اللہ کے پاس ہے اور قسم اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، میں آج کے دن ایک بھی فرد ایسا نہیں پاتا جو سو سال تک زندہ رہے گا۔"[1]

حضرت جابرؓ کی ایک اور روایت

امام احمد نے حضرت جابر بن عبداللہؓ کی ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو وفات سے ایک ماہ پہلے فرماتے سنا کہ "تم مجھ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہو حالانکہ اس کا علم تو صرف اللہ ہی کے پاس ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہوں کہ کوئی ایک بھی فرد ایسا نہیں جو آج زندہ ہو اور آئندہ سو سال تک زندہ رہے۔"[2]

حضرت جابرؓ کی ایک اور روایت

امام احمد نے حضرت جابر بن عبداللہؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کی وفات سے ایک ماہ پہلے آپ کو یہ فرماتے سنا کہ "تم مجھ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہو حالانکہ اس کا علم تو صرف اللہ ہی کے پاس ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہوں کہ کوئی ایک بھی فرد ایسا نہیں جو آج زندہ ہو اور آئندہ سو سال تک زندہ رہے۔"[2]

یہ حدیث صحیح مسلم میں بھی ایک دوسری سند سے آئی ہے۔

قیامت کا بیان

امام مسلم نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں، عرب (دیہاتی) جب نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو قیامت کے بارے میں سوالات پوچھے تو آپؐ نے اُن (آنے والوں) میں سے سب سے کم عمر آدمی کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ "اگر یہ زندہ رہا تو اس کے بوڑھے ہونے سے پہلے قیامت آجائے گی"۔[3]

اس کے علاوہ ایک اور روایت امام مسلم نے حضرت انسؓ سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ "ایک شخص نے آپؐ سے عرض کی، یارسول اللہ! قیامت کب آئے گی؟ (جب اُس شخص نے سوال کیا تھا تو آپ کے پاس انصار کا ایک کم عمر نوجوان کھڑا تھا اُس کا نام بھی محمد تھا)، تو آپؐ نے اس نوجوان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر یہ لڑکا زندہ رہا تو بہت ممکن ہے اس کے بڑھاپے سے پہلے قیامت آجائے"۔[4]

حضرت انسؓ سے ہی امام مسلم نے ایک اور روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ "ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ! قیامت کب آئے گی؟ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ یہ سوال سن کر آپ ﷺ کچھ دیر خاموش رہے اور پھر اپنے سامنے کھڑے ہوئے قبیلہ ازدشنوءۃ کے ایک نوجوان کو دیکھتے ہوئے فرمایا کہ "اس نوجوان کی عمر بڑھاپے تک پہنچنے سے پہلے قیامت آجائے گی۔[5]

---

[1] مسند احمد حدیث نمبر ۳/۳۲۶، اور حدیث نمبر ۳/۳۴۵

[2] مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب قولہ ﷺ 'لا تأتی مائۃ سنۃ وعلی الارض نفس منفوسۃ الیوم'۔ حدیث نمبر ۶۴۲۸، مسند احمد حدیث نمبر ۳/۳۲۶ [3] مسلم کتاب الفتن باب قرب الساعۃ حدیث نمبر ۷۳۳۵

[4] صحیح مسلم کتاب الفتن باب قرب الساعۃ حدیث نمبر ۷۳۳۶

[5] صحیح مسلم کتاب الفتن باب قرب الساعۃ حدیث نمبر ۷۳۳۷

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ اُن دنوں وہ نوجوان میرا دوست اور ہم عمر ساتھی تھا۔ اسی طرح امام مسلم نے حضرت انسؓ ہی کی ایک اور روایت نقل کی ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کا لڑکا سامنے سے گذرا، وہ میرا ہم عمر اور ساتھی بھی تھا، اُس کو دیکھ کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''اگر یہ کچھ عرصہ زندہ رہا تو اس کے بڑھاپے سے پہلے قیامت آ جائے گی''۔[1]

اسی روایت کو امام بخاری نے عمرو بن عاصم سے روایت کیا ہے۔

ان روایات سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ سوال اور جواب ایک سے زیادہ مرتبہ ہوئے ہیں، اور ان میں جو لڑکے کے بوڑھے ہونے اور قیامت آنے کے بارے میں جو مقررہ وقت بتایا گیا ہے اُس سے مراد اپنے زمانے کا ختم ہونا ہے جو زیادہ سے زیادہ اُس وقت موجود سب سے زیادہ کم عمر کی انتہائی عمر تک تھا۔ جیسے کہ پہلے گذرا اور حدیث میں ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ''تم مجھ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہو تو اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے اور میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں آج کے دن جتنے لوگ زندہ ہیں، وہ سو سال تک زندہ نہ رہیں گے''۔[2]

اس کی تائید ام المومنین حضرت عائشہؓ کی روایت سے بھی ہوتی ہے فرماتی ہیں کہ ''تم پر قیامت آ گئی'' اور یہ اس طرح کہ جو مر گیا تو گویا کہ اس کی قیامت آ گئی، تو عالم برزخ عالم قیامت سے قریب ہے، اور دنیا بھی اسی میں سے ہے لیکن وہ (یعنی عالم برزخ) آخرت سے زیادہ قریب ہے، اور پھر جب دنیا کی مقررہ مدت پوری ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ قیامت کا حکم فرمادیں گے لہذا پہلی امتیں اور بعد والی امتیں سب جمع ہو جائیں گی، جن کو ایک مقررہ دن میں جمع ہونا تھا۔ جیسا کہ اس کا بیان کتاب وسنت سے آگے آئے گا۔

قربِ قیامت کا تذکرہ قرآن کریم میں

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں سورۃ انبیاء کی پہلی آیت میں فرماتے ہیں،

ترجمہ۔ ان منکر لوگوں سے ان کا (وقت) حساب نزدیک آ پہنچا اور یہ (ابھی) غفلت میں (پڑے) ہیں (اور) اعراض کئے ہوئے ہیں۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ نحل آیت نمبر ۱ میں ارشاد فرمایا، ترجمہ۔ خدائے تعالیٰ کا حکم آ پہنچا سو تم اس میں جلدی مت مچاؤ۔ (حضرت تھانوی)۔

اور سورۃ احزاب کی آیت نمبر ۶۳ میں ارشاد فرمایا، ترجمہ۔ یہ (منکر) آپ ﷺ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ اس کی خبر تو بس اللہ ہی کے پاس ہے اور آپ کو اس کی کیا خبر عجب نہیں کہ قیامت قریب ہی واقع ہو جائے۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ المعارج کی آیت نمبر ۱ سے نمبر ۱۱ میں ارشاد ہوتا ہے ''ترجمہ۔ ایک درخواست کرنے والا (براہ انکار)

---

[1] بخاری کتاب الادب باب ماجاء فی قول الرجل ویلک حدیث نمبر ۶۱۶۷، مسلم کتاب الفتن باب قرب الساعۃ حدیث نمبر ۷۳۳۸

[2] مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب قولہ ﷺ لا تاتی مائۃ سنۃ وعلی الارض نفس منفوسۃ الیوم حدیث نمبر ۶۴۲۸، مسند احمد حدیث نمبر ۳/۳۲۶

اس عذاب کی درخواست کرتا ہے جو کہ کافروں پر واقع ہونے والا ہے (اور) جس کا کوئی دفع کرنے والا نہیں (اور) جو اللہ کی طرف سے ہوگا جو کہ سیڑھیوں کا (یعنی آسمانوں کا) مالک ہے جن (سیڑھیوں) سے فرشتے اور (اہل ایمان) کی روحیں اس کے پاس اٹھ کر جاتی ہیں۔ (اور وہ عذاب) ہوگا جس کی مقدار (دنیا کے) پچاس ہزار سال کے (برابر) ہے سو آپ (ان کی مخالفت پر) صبر جمیل کیجئے، یہ لوگ اس دن کو بعد دیکھ رہے ہیں اور ہم اس کو قریب دیکھ رہے ہیں۔ جس دن کہ آسمان (رنگ میں) تیل کی تلچھٹ کی طرح ہو جاوے گا اور پہاڑ رنگین اون کی طرح ہو جائیں گے (یعنی اڑتے پھریں گے) اور کوئی دوست کسی دوست کو نہ پوچھے گا گو ایک دوسرے کو دکھا بھی دیئے جائیں گے (اور اس روز) مجرم (یعنی کافر) اس بات کی تمنا کرے گا کہ اس روز کے عذاب سے چھوٹنے کے لئے اپنے بیٹوں کو، اور بیوی کو اور بھائی کو اور کنبہ کو جن میں وہ رہتا تھا اور تمام اہل زمین کو اپنے فدیہ میں دے دے۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ قمر کی پہلی آیت میں ارشاد فرمایا ہے کہ ''ترجمہ۔ قیامت نزدیک آ پہنچی اور چاند شق ہو گیا۔'' (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ یونس آیت نمبر ۴۵ میں ارشاد فرمایا ''ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کیفیت سے جمع کرے گا کہ (وہ ایسا سمجھیں گے) گویا وہ (دنیا یا برزخ میں) سارے دن کی ایک آدھ گھڑی رہے ہوں گے، اور آپس میں ایک دوسرے کو پہچانیں گے (بھی) واقعی (اس وقت سخت) خسارہ میں پڑے وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے پاس جانے کو جھٹلایا اور وہ (دنیا میں بھی) ہدایت پانے والے نہ تھے۔

سورۃ شوریٰ کی آیت نمبر ۱۷۔۱۸ میں ارشاد ہوتا ہے کہ ''اللہ ہی ہے جس نے (اس) کتاب (یعنی قرآن) کو اور انصاف کو نازل فرمایا۔ اور آپ کو (اس کی) کیا خبر، عجب نہیں کہ قیامت قریب ہے۔ (مگر) جو لوگ اس کا یقین نہیں رکھتے اس کا تقاضا کرتے ہیں۔ اور جو لوگ یقین رکھنے والے ہیں وہ اس سے ڈرتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ برحق ہے، یاد رکھو کہ جو لوگ قیامت کے بارے میں جھگڑتے ہیں بڑی دور کی گمراہی میں (مبتلا) ہیں۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ طٰہٰ کی آیت نمبر ۱۰۲۔۱۰۳ میں فرمایا ''جس روز صور پھونک ماری جائے گی اور ہم اس روز مجرم لوگوں کو اس حالت میں جمع کریں گے کہ (آنکھوں سے) اندھے ہوں گے۔ چپکے چپکے آپس میں باتیں کرتے ہوں گے کہ تم قبروں میں صرف دس روز رہے ہو گے۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ مومنون کی آیت نمبر ۱۱۲ تا ۱۱۵ میں ارشاد ہوتا ہے کہ ''ارشاد ہوگا (کہ اچھا یہ بتلاؤ) تم برسوں کے شمار سے کس قدر مدت زمین پر رہے ہو گے؟ وہ جواب دیں گے ایک دن یا ایک دن سے بھی کم رہے ہوں گے (اور سچ یہ ہے کہ ہم کو یاد نہیں) سو گننے والوں سے پوچھ لیجئے۔ ارشاد نبوی ہوگا کہ تم (دنیا میں) تھوڑی ہی مدت رہے (لیکن) کیا خوب ہوتا کہ تم (یہ بات دنیا میں) سمجھتے ہوتے۔ ہاں تو کیا تم نے تم کو یونہی مہمل (خالی از حکمت) پیدا کر دیا ہے اور یہ (خیال کیا تھا) کہ تم ہمارے پاس نہیں لائے جاؤ گے۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)۔

سورۃ الاعراف کی آیت نمبر ۱۸۷ میں ارشاد ہوتا ہے کہ ''یہ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہوگا۔ آپ فرما دیجیے کہ اس کا علم صرف میرے رب ہی کے پاس ہے، اس کے وقت پر اس کو

سوا اللہ کے کوئی اور ظاہر نہ کرے گا۔ وہ آسمان اور زمین میں بڑا حادثہ ہوگا (اس لئے) وہ تم پر اچانک آ پڑے گی، وہ آپ سے اس طرح پوچھتے ہیں جیسے گویا آپ اس کی تحقیقات کر چکے ہیں، آپ فرما دیجئے کہ اس کا علم خاص اللہ ہی کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ النازعات آیت نمبر ۴۲۔۴۴ میں فرمایا کہ ’’یہ لوگ آپ سے قیامت کے متلق پوچھتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہوگا۔ (سو) اس کے بیان کرنے سے آپ کا کیا تعلق، اس (کےعلم کی یقین) کا مدار صرف آپ کے رب کی طرف ہے۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ طٰہٰ کی آیت نمبر ۱۵۔۱۶ میں ارشاد ہوتا ہے کہ ’’بلاشبہ قیامت آنے والی ہے۔ میں اس کو (تمام خلائق) سے پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں تا کہ ہر شخص کو اس کے کئے کا بدلہ مل جائے۔ سو تم کو قیامت سے ایسا شخص باز نہ رکھنے پائے جو اس پر ایمان نہیں رکھتا اور اپنی (نفسانی) خواہشوں پر چلتا ہے کہیں تم (اس بےفکری کی وجہ سے) تباہ نہ ہو جاؤ۔‘‘ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ نمل کی آیت نمبر ۶۵۔۶۶ میں ارشاد فرمایا کہ ’’آپ کہہ دیجئے کہ جتنی مخلوقات آسمانوں اور زمینوں (یعنی عالم) میں موجود ہیں (ان میں سے) کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا بجز اللہ تعالیٰ کے اور (اسی وجہ سے) ان (مخلوقات) کو یہ خبر نہیں کہ وہ کب دوبارہ زندہ کیئے جائیں گیں بلکہ آخرت کے بارے میں (خود) ان کا علم (بالوقوع ہی) نیست ہو گیا۔ بلکہ یہ لوگ اس سے شک میں ہیں، بلکہ یہ اس سے اندھے بنے ہوئے ہیں۔‘‘ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ لقمان کی آیت نمبر ۳۴ میں فرماتے ہیں کہ ’’بے شک اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے، اور وہ ہی مینہ برساتا ہے اور وہی جانتا ہے جو کچھ رحم میں ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا عمل کرے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا، بے شک اللہ سب باتوں کا جاننے والا باخبر ہے۔‘‘ (ترجمہ حضرت تھانوی)

لہٰذا اسی لئے جب حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک عرب دیہاتی کی صورت میں تشریف لائے اور آپ ﷺ سے قیامت کے بارے میں دریافت فرمایا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ’’جس سے یہ سوال پوچھا گیا ہے، وہ سوال پوچھنے والے سے زیادہ (اس بارے میں) نہیں جانتا‘‘۔[1]

یعنی قیامت کے معاملے میں سوال کرنے والے اور جواب دینے والے کا علم برابر ہے، اس لئے کہ حدیث میں لفظ ’’السائل‘‘ اور ’’السؤول‘‘ آیا ہے۔ تو ان دونوں لفظوں میں جو الف لام شروع میں ہے اس میں دو احتمال ہیں۔ اول تو یہ کہ اس الف لام سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام اور آپ ﷺ کی شخصیات مراد ہوں، تو اس صورت میں سوال پوچھنے والے (یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام) اور جواب دینے والے (یعنی آپ ﷺ) دونوں علم میں برابر ہوں گے یعنی معنی یہ ہوں گے کہ دونوں ہی اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔

دوم:۔ یہ کہ اس الف لام سے مراد الف لام جنسی ہو، تو اس صورت میں لفظ کے لحاظ سے معنی عام ہو جائیں گے۔ یعنی وقوع قیامت کا علم پوری دنیا میں کسی بھی سوال پوچھنے والے اور جواب دینے والے کو نہیں ہے۔

---

[1] بخاری کتاب الایمان باب سوال جبریل النبی ﷺ عن الایمان والاسلام والاحسان وعلم الساعۃ حدیث نمبر ۵۰، صحیح مسلم کتاب الایمان باب الایمان ماھو؟ وبیان فصالہ حدیث نمبر ۹۷، مقدمہ ابن ماجہ باب فی الایمان حدیث نمبر ۶۴

قرآن کریم میں بعض علامات قیامت کا ذکر

اللہ تعالیٰ نے ان پانچ چیزوں کی وضاحت فرما کر (جن کو اللہ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا) فرمایا، بے شک اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے۔ (سورۃ لقمان آیت نمبر ۳۴)

اسی طرح سورۃ یونس آیت نمبر ۵۳ میں ارشاد ہوتا ہے کہ ''اور وہ (نہایت تعجب وانکار سے) آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا عذاب واقعی امر ہے، آپ فرما دیجئے کہ ہاں قسم میرے رب کی وہ واقعی امر ہے اور تم کسی طرح خدا کو عاجز نہیں کر سکتے (کہ وہ عذاب دینا چاہے اور تم بچ جاؤ)۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)۔

سورۃ سبا آیت نمبر ۳ تا ۵ میں ارشاد ہوتا ہے کہ'' اور یہ کافر کہتے ہیں کہ ہم پر قیامت نہ آئے گی، آپ فرما دیجئے کہ کیوں نہیں قسم اپنے پروردگار عالم الغیب کی وہ ضرور تم پر آوے گی۔ اس (کے علم) سے کوئی ذرہ برابر بھی غائب نہیں، نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ کوئی چیز اس (مقدار مذکور) سے چھوٹی ہے اور نہ کوئی چیز (اس سے) بڑی ہے مگر یہ سب کتاب مبین میں (مرقوم) ہے تا کہ ان لوگوں کو صلہ (نیک) دے جو ایمان لائے تھے اور انہوں نے نیک کام کئے تھے۔ (سو) ایسے لوگوں کے لیے مغفرت اور (بہشت میں) عزت کی روزی ہے اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کے متعلق (ان کے ابطال کی) کوشش کی تھی ہرانے کے لیے ایسے لوگوں کے واسطے سختی کا دردناک عذاب ہوگا۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اس کے علاوہ سورۃ تغابن میں ارشاد فرمایا کہ'' یہ کافر (مضمون عذاب آخرت کو سن کر) یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ہرگز ہرگز دوبارہ دوبارہ زندہ نہ کیے جائیں گے، آپ کہہ دیجئے کیوں نہیں واللہ ضرور دوبارہ زندہ کیے جاؤ گے پھر جو کچھ تم نے کیا ہے تم کو سب جتلا دیا جاوے گا (اور اس پر سزا دی جائے گی) اور یہ بعث (وجزا) اللہ تعالیٰ کو بالکل آسان ہے۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

چنانچہ یہ تین آیات ایسی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا کہ لوگوں کے متعلق اللہ کی قسم کھائیں، ان تین کے علاوہ کوئی اور آیت ایسی نہیں ہے البتہ اس معنی میں اور بہت سی آیات ہیں۔

اللہ تعالیٰ سورۃ نحل آیت نمبر ۳۸ تا ۴۰ میں فرماتے ہیں کہ'' اور یہ لوگ بڑے زور لگا لگا کر اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ جو مر جاتا ہے اللہ اس کو دوبارہ زندہ نہ کرے گا۔ کیوں نہیں زندہ کرے گا اس وعدے کو تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لازم کر رکھا ہے لیکن اکثر لوگ یقین نہیں لاتے تا کہ جس چیز میں یہ لوگ اختلاف کیا کرتے تھے ان کے روبرو اس کا (بطور معائنہ کے) اظہار کر دے اور تا کہ کافر لوگ (پورا) یقین کر لیں کہ واقعی وہی جھوٹے تھے۔ ہم جس چیز کو (پیدا کرنا) چاہتے ہیں پس اس سے ہمارا اتنا ہی کہنا (کافی) ہوتا ہے کہ تو (پیدا) ہو جا پس وہ (موجود) ہو جاتی ہے۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اسی طرح سورۃ لقمان آیت نمبر ۲۸ میں ارشاد فرمایا ہے کہ'' تم سب کا پیدا کرنا اور زندہ کرنا بس ایسا ہی ہے جیسا ایک شخص کا، بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا سب کچھ دیکھتا ہے (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ مومن آیت نمبر ۵۷ تا ۵۹ میں ارشاد ہوتا ہے کہ'' آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا لوگوں کے پیدا کرنے سے بڑا (کام) ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے، اور اندھا اور آنکھ والا برابر نہیں۔ اور نہ ایمان لانے والے نیکو کار اور نہ بدکار (برابر ہیں)۔ (حقیقت یہ ہے) کہ تم بہت کم غور کرتے ہو۔ قیامت آنے والی ہے اس میں کچھ شک

نہیں لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں رکھتے''۔(ترجمہ مولانا فتح محمد جالندھری صاحب)

اسی طرح سورۃ نازعات آیت نمبر ۲۷ تا ۳۳ میں ارشاد ہوتا ہے کہ ''بھلا تمھارا (دوسری بار) پیدا کرنا (فی نفسہ) زیادہ سخت ہے یا آسمان کا اللہ نے اس کو بنایا (اس طرح سے کہ) اس کی چھت کو بلند کیا اور اس کو درست بنایا (کہ کہیں اس میں فطور شقوق نہیں) اور اس کی رات کو تاریک بنایا اور اس کے دن کو ظاہر کیا اور اسکے بعد زمین کو بچھایا (اور بچھا کر) اس سے اس کا پانی اور چارہ نکالا اور پہاڑوں کو اس پر قائم کر دیا تمھارے اور تمھارے مویشیوں کے فائدہ پہنچانے کے لیے''۔(ترجمہ حضرت تھانوی)

اسی طرح سورۃ الاسراء آیت نمبر ۹۷ تا ۹۸ میں ارشاد ہوتا ہے کہ ''اور ہم قیامت کے روز ان کو اندھا گونگا بہرا کر کے منہ کے بل چلا دیں گے (پھر) ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے وہ جب ذرا دھیمی ہونے لگے گی تب ہی ان کے لیے اور زیادہ بھڑکا دیں گے۔ یہ ہے ان کی سزا اس سبب سے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا تھا اور یوں کہا تھا کہ کیا جب ہم ہڈیاں اور بالکل ریزہ ریزہ ہو جاویں گے تو کیا ہم از سرنو پیدا کر کے (قبروں) سے اٹھائے جائیں گے۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اس کے علاوہ سورۃ اسراء ہی کی آیت نمبر ۹۹ میں ارشاد ہوتا ہے کہ ''کیا ان لوگوں کو اتنا معلوم نہیں کہ جس اللہ نے آسمان اور زمین پیدا کیے وہ اس بات پر (بدرجہ اولی) قادر ہے کہ وہ ان جیسے آدمی دوبارہ پیدا کر دے اور ان کے لیے ایک میعاد معین کر رکھی ہے کہ اس میں ذرہ بھی شک نہیں، اس پر بھی بے انصاف لوگ بے انکار کئے نہ رہے۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ یسین آیت نمبر ۸۱ تا ۸۳ میں ارشاد ہوتا ہے کہ ''اور جس نے آسمان اور زمین پیدا کیے ہیں کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ ان جیسے آدمیوں کو (دوبارہ) پیدا کر دے، ضرور وہ قادر ہے اور وہ بڑا پیدا کرنے والا خوب جاننے والا ہے۔ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو بس اس کا معمول تو یہ ہے کہ اس چیز کو کہہ دیتا ہے کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے، تو اس کی پاک ذات ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا پورا اختیار ہے اور تم سب کو اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔

اسی طرح سورۃ احقاف کی آیت نمبر ۳۳ میں ارشاد فرمایا کہ ''کیا ان لوگوں نے یہ نہ جانا کہ جس خدا نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور ان کے پیدا کرنے میں ذرا نہیں تھکا، وہ اس پر قدرت رکھتا ہے کہ مردوں کو زندہ کر دے، کیوں نہ ہو بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔(ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ روم آیت نمبر ۲۵ میں ارشاد ہوتا ہے کہ ''اور اسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں پھر جب تم کو پکار کر زمین میں سے بلا دے گا تم یکبارگی نکل پڑو گے۔(ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ روم ہی کی آیت نمبر ۲۷ میں فرمایا کہ ''اور وہی ہے جو اول بار پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ اس کے نزدیک زیادہ آسان ہے اور آسمان و زمین میں اسی کی شان اعلیٰ ہے اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔(ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ یسن آیت نمبر ۷۸ تا ۷۹ میں ارشاد ہوتا ہے کہ ''اور اس نے ہماری شان میں ایک عجیب مضمون بیان کیا اور اپنی اصل کو بھول گیا، کہتا ہے کہ ہڈیوں کو (خصوصی) جبکہ وہ بوسیدہ ہو گئی ہوں کون زندہ کرے گا؟ آپ جواب دیجیے کہ ان کو وہ زندہ کرلے گا جس نے اول بار میں ان کو پیدا کیا ہے اور وہ سب طرح کا پیدا کرنا جانتا ہے۔(ترجمہ

حضرت تھانوی)

اسی طرح سورۃ حم السجدۃ نمبر ۳۹ میں ارشاد ہوتا ہے کہ اور (اے بندے) یہ اسی کی قدرت کے نمونے ہیں کہ تو زمین کو بی ہوئی (یعنی خشک) دیکھتا ہے جب ہم اس پر پانی برسا دیتے ہیں تو شاداب ہو جاتی اور پھولنے لگتی ہے تو جس نے زمین کو زندہ کیا وہی مردوں کو زندہ کرنے والا ہے۔ بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے''۔ (ترجمہ مولانا فتح محمد جالندھری صاحب)

اس کے علاوہ سورۃ الحج آیت نمبر ۵ تا ۷ میں ارشاد ہوتا ہے کہ ''اے لوگو! اگر تم (قیامت کے روز) دوبارہ پیدا ہونے سے شک (وانکار) میں ہو تو ہم نے (اول) تم کو مٹی سے بنایا پھر نطفہ سے (جو کہ غذا سے پیدا ہوتا ہے) پھر خون کے لوتھڑے سے پھر بوٹی سے کہ (بعضی) پوری ہوتی ہے اور (بعضی) ادھوری بھی تا کہ ہم تمھارے سامنے (اپنی قدرت) ظاہر کر دیں اور ہم (ماں کے) رحم میں جس (نطفہ) کو چاہتے ہیں ایک مدت معین (یعنی وقت وضع) تک ٹھہرائے رکھتے ہیں پھر ہم تم کو بچہ بنا کر باہر لاتے ہیں پھر تا کہ تم اپنی بھری جوانی (کی عمر) تک پہنچ جاؤ اور بعضے تم میں وہ بھی ہیں جو (جوانی سے پہلے ہی) مر جاتے ہیں اور بعض تم میں وہ ہے جو نکمی عمر (یعنی زیادہ بڑھاپے) تک پہنچا دیا جاتا ہے جس کا اثر یہ ہے کہ ایک چیز سے باخبر ہو کر پھر بے خبر ہو جاتا ہے، اور (آگے دوسرا استدلال ہے کہ) اے مخاطب تو زمین کو دیکھتا ہے کہ خشک (پڑی) ہے پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو وہ ابھرتی ہے اور پھولتی ہے اور ہر قسم کی خوشنما نباتات اگاتی ہے۔ یہ (سب) اس سبب سے ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہی ہستی میں کامل ہے اور وہی بے جانوں میں جان ڈالتا ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے، اور (نیز اس سبب سے ہوا کہ) قیامت آنے والی ہے اس میں ذرا شبہ نہیں اور اللہ تعالیٰ (قیامت میں) قبر والوں کو دوبارہ پیدا کر دے گا۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ مومنون آیت نمبر ۱۲ تا ۱۷ میں ارشاد ہوتا ہے کہ ''اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ (یعنی غذا) سے بنایا پھر ہم نے اس کو نطفہ سے بنایا جو کہ (ایک مدت معینہ تک) ایک محفوظ مقام (یعنی رحم) میں رہا۔ پھر ہم اس نطفہ کو خون کا لوتھڑا بنایا۔ پھر ہڈیاں بنا دیا پھر ہم نے ان ہڈیوں پر گوشت چڑھا دیا پھر ہم نے (اس میں روح ڈال کر) اس کو ایک دوسری ہی (طرح کی) مخلوق بنا دیا۔ سو کیسی بڑی شان ہے اللہ کی جو تمام صناعوں سے بڑھ کر ہے۔ پھر تم بعد اس (تمام قصہ عجیبہ کے) ضرور ہی مرنے والے ہو۔ پھر تم قیامت کے روز دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے اور ہم نے تمھارے اوپر سات آسمان بنائے اور تم مخلوق (کی مصلحتوں) سے بے خبر نہ تھے۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

چنانچہ جس طرح ان آیات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بنجر زمین کو زرخیز بنا سکتے ہیں اسی طرح یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم کے فنا ہو جانے ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے اور مٹی میں مل جانے کے بعد بھی دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے۔ اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام مخلوقات بھی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کی جا سکتی ہیں۔

چنانچہ سورۃ روم آیت نمبر ۲۷ میں ارشاد ہوتا ہے کہ ''اور وہی ہے جو اول بار پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ اس کے نزدیک زیادہ آسان ہے اور آسمان و زمین میں اسی کی شان اعلی ہے اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔

اور سورۃ عنکبوت آیت نمبر ۲۰ میں فرمایا کہ ''آپ (ان لوگوں سے) کہیئے کہ تم لوگ ملک میں چلو پھرو اور دیکھو کہ خدا تعالیٰ نے مخلوق کو کس طور پر اول بار پیدا کیا ہے پھر اللہ پچھلی بار بھی پیدا کرے گا بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اسی طرح سورۃ زخرف آیت نمبر ۱۱ میں فرمایا کہ ''اور جس نے آسمان سے پانی ایک انداز سے برسایا، پھر ہم نے اس سے خشک زمین کو (اس کے مناسب) زندہ کیا اسی طرح تم (بھی اپنی قبروں سے) نکالے جاؤ گے۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ فاطر آیت نمبر ۹ میں ارشاد ہوتا ہے کہ ''اور اللہ ایسا (قادر) ہے جو (بارش سے پہلے) ہواؤں کو بھیجتا ہے پھر وہ (ہوائیں) بادلوں کو اٹھاتی ہیں پھر ہم اس بادل کو خشک قطعہ زمین کی طرف لے جاتے ہیں پھر ہم اس کے (پانی کے) ذریعہ سے زمین کو زندہ کرتے ہیں، اسی طرح (قیامت میں آدمیوں کا) جی اٹھنا ہے۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اسی طرح سورۃ طارق آیت نمبر ۵ تا ۷ ارشاد ہوتا ہے کہ ''اور انسان کو قیامت کی فکر چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔ وہ ایک اچھلتے پانی سے پیدا کیا گیا ہے جو پشت اور سینہ (یعنی تمام بدن) کے درمیان سے نکلتا ہے (سو اس سے ثابت ہوا کہ) وہ اس کے دوبارہ زندہ کرنے پر ضرور قادر ہے۔ اور یہ دوبارہ پیدا کرنا اس روز ہوگا) جس روز سب کی قلعی کھل جائے گی پھر انسان کو نہ خود مدافعت کی قوت ہوگی اور نہ اس کا کوئی حمایتی ہوگا، قسم ہے آسمان کی جس سے بارش ہوتی ہے اور زمین کی جو (بیج نکلتے وقت) پھٹ جاتی ہے۔ (آگے جواب قسم ہے) کہ یہ قرآن (حق و باطل میں) ایک فیصلہ کر دینے والا کلام ہے کوئی لغو چیز نہیں ہے ان لوگوں کا یہ حال ہے کہ یہ لوگ (نفی حق کے لیے) طرح طرح کی تدبیریں کر رہے ہیں اور میں بھی ان کی ناکامی اور عقوبت کے لیے) طرح طرح کی تدبیریں کر رہا ہوں تو آپ ان کافروں (کی مخالفت کو) یوں ہی رہنے دیجئے اور زیادہ دن نہیں بلکہ ان کو تھوڑے ہی دنوں رہنے دیجئے۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ الاعراف آیت نمبر ۵۷ میں ارشاد فرمایا کہ ''اور وہ (اللہ) ایسا ہے کہ اپنے باران رحمت سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ وہ خوش کر دیتی ہیں یہاں تک کہ جب وہ ہوائیں بھاری بادلوں کو اٹھا لیتی ہیں تو ہم اس بادل کو کسی خشک سرزمین کی طرف ہانک لے جاتے ہیں پھر اس بادل سے پانی برساتے ہیں پھر اس پانی سے ہر قسم کے پھل نکالتے ہیں یوں ہی ہم مردوں کو نکال کر کھڑا کریں گے تاکہ تم سمجھو۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ ق آیت نمبر ۳ تا ۴ میں کافروں کے بارے میں فرمایا کہ ''جب ہم مر گئے اور مٹی ہو گئے تو کیا دوبارہ زندہ ہونگے یہ دوبارہ زندہ ہونا (امکان سے) بہت ہی بعید بات ہے ہم ان کے ان اجزاء کو جانتے ہیں جن کو مٹی (کھاتی اور) کم کرتی ہے اور ہمارے پاس (وہ) کتاب (یعنی لوح) محفوظ (موجود) ہے۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور پھر سورۃ الواقعہ کی آیت نمبر ۵۸ تا ۶۲ میں فرمایا کہ ''اچھا پھر یہ بتلاؤ تم جو (عورتوں کے رحم میں) منی پہنچاتے ہو، اس کو تم آدمی بناتے ہو یا ہم بنانے والے ہیں۔ ہم ہی نے تمھارے درمیان موت کو (معین وقت پر) ٹھہرا رکھا ہے اور ہم اس سے عاجز نہیں ہیں کہ تمھاری جگہ اور تم جیسے (آدمی) پیدا کر دیں اور تم کو ایسی صورت میں بنا دیں جن کو تم جانتے ہی نہیں اور تم کو اول پیدائش کا علم حاصل ہے پھر تم کیوں نہیں سمجھتے''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ الانسان آیت نمبر ۲۸ میں ارشاد فرمایا کہ ''ہم ہی نے ان کو پیدا کیا اور ہم ہی نے ان کے جوڑ مضبوط کیے اور (نیز) جب ہم چاہیں ان ہی جیسے لوگ ان کی جگہ بدل دیں۔ اور سورۃ معارج آیت نمبر ۳۹ تا ۴۱ میں ارشاد ہوا کہ ''یہ ہرگز نہ ہوگا، ہم نے ان کو ایسی چیز سے پیدا کیا ہے جس کی ان کو بھی خبر ہے پھر میں قسم کھاتا ہوں

مشرقوں اور مغربوں کے مالک کی کہ ہم اس پر قادر ہیں کہ (دنیا ہی میں) ان کی جگہ ان سے بہتر لوگ آئیں (یعنی پیدا کر دیں) اور ہم (اس سے) عاجز نہیں ہیں''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۴۹ تا ۵۲ میں ارشاد فرمایا کہ ''اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ کیا جب ہم (مرکر) ہڈیاں اور چورا ہو جائیں گے تو کیا ہم از سرنو پیدا اور زندہ کیے جاویں گے۔ آپ (جواب میں) فرما دیجئے کہ تم پتھر یا لوہا یا اور کوئی مخلوق ہو کر دیکھ لو جو تمھارے ذہن میں بہت ہی بعید ہو اس پر پوچھیں گے کہ وہ کون ہے جو ہم کو دوبارہ زندہ کرے گا، آپ فرما دیجئے کہ وہ وہ ہے جس نے تم کو اول بار پیدا کیا تھا، اس پر آپ کے آگے سر ہلا ہلا کر کہیں گے کہ (اچھا بتلاؤ) یہ کب ہوگا؟ آپ فرما دیجئے کہ عجب نہیں یہ قریب ہی آپہنچا ہو یہ اس روز ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تم کو پکارے گا اور تم بالا ضمیر اور اس کی حمد کرتے ہوئے حکم کی تعمیل کرو گے اور تم یہ خیال کرو گے کہ تم بہت ہی کم رہے تھے''۔ (ترجمہ تھانوی)

سورۃ النازعات آیت نمبر ۱۰ تا ۱۴ میں ارشاد ہوتا ہے کہ'' کہتے ہیں کہ کیا ہم پہلی حالت میں پھر واپس ہونگے (پہلی حالت سے مراد حیات قبل از موت ہے) کیا جب ہم بوسیدہ ہڈیاں ہو جائیں گے (پھر حیات کی طرف واپس ہونگے؟ اگر ایسا ہوا تو) اس صورت میں یہ واپسی (ہمارے لیے) بڑے خسارے کی ہوگی تو (یہ سمجھ رکھیں کہ ہم کو کچھ مشکل نہیں بلکہ) لیکن وہ ایک ہی سخت آواز ہوگی جس سے سب لوگ فوراً ہی میدان میں آموجود ہونگے''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ بقرۃ میں نبی اسرائیل کے قصے کے دوران پانچ مرتبہ مردوں کو زندہ کرنے کے بارے میں آیات نازل فرمائیں ہیں (جب بنی اسرائیل نے بچھڑے کو پوجنا شروع کیا تو انہیں ایک دوسرے کے قتل کا حکم دیا گیا تھا)۔

چنانچہ سوۃ بقرۃ آیت نمبر ۵۶ میں ارشاد ہوتا ہے کہ'' پھر ہم نے تم کو زندہ کر اٹھایا تمھارے مرجانے کے بعد اس توقع پر کہ تم احسان مانو گے''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور گائے کے قصے (آیت نمبر ۷۳) میں ارشاد ہوا کہ ''اس لیے ہم نے حکم دیا کہ اس کے کوئی سے ٹکڑے سے چھوا دو، اسی طرح حق تعالیٰ • قیامت میں) مردوں کو زندہ کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ اپنے مظاہر قدرت تم کو دکھلاتے ہیں) اسی توقع پر کہ تم عقل سے کام لیا کرو''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور ایک ایک قصے (آیت نمبر ۲۴۳) میں فرمایا کہ ''(اے مخاطب) تجھ کو ان لوگوں کا قصہ تحقیق نہیں ہوا جو اپنے گھروں سے نکل گئے تھے اور وہ لوگ ہزاروں ہی تھے موت سے بچنے کے لیے۔ سو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے (حکم) فرمادیا کہ مرجاؤ پھر ان کو جلا دیا بے شک اللہ تعالیٰ بڑے فضل کرنے والے ہیں لوگوں (کے حال) پر مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے (اس قصہ میں غور کو)۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور عزیر وغیرہ کے قصے میں ارشاد ہوا کہ ''یا تم کو اس طرح کا قصہ بھی معلوم ہے جیسے ایک شخص تھا کہ ایک بستی پر ایسی حالت میں اس کا گزر ہوا کہ اسکے مکانات اپنی چھتوں پر گر گئے تھے کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ اس بستی (کے مردوں) کو اس کے مرے پیچھے کس کیفیت سے زندہ کریں گے؟ سو اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو سو برس تک مردہ رکھا پھر اس کو زندہ کر اٹھایا (اور پھر) پوچھا کہ تو کتنے (دنوں) اس حالت میں رہا۔ اس شخص نے جواب دیا کہ ایک دن رہا ہونگا یا ایک دن سے بھی کم اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ تو (اس حالت میں) سو برس رہا ہے تو اپنے کھانے (کی

چیز) اور پینے (کی چیز) کو دیکھ لے کہ نہیں سڑی گلی اور (دوسرے) اپنے گدھے کی طرف نظر کر اور تا کہ ہم تجھ کو ایک نظیر لوگوں کے لیے بنا دیں اور (اس گدھے کی) ہڈیوں کی طرف نظر کر کہ ہم ان کو کس طرح ترکیب دیئے دیتے ہیں پھر ان پر گوشت چڑھا دیتے ہیں۔ پھر جب یہ سب کیفیت اس شخص کو واضح ہوگئی تو کہہ اٹھا کہ میں یقین رکھتا ہوں کہ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں''۔ (سورۃ بقرۃ آیت نمبر ۲۵۹، ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ بقرۃ ہی کی آیت نمبر ۲۶۰ میں فرمایا کہ ''اور اس وقت کو یاد کرو جب کہ ابراہیم نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار مجھ کو دکھلا دیجئے کہ آپ مردوں کو کس کیفیت سے زندہ کریں گے؟ ارشاد فرمایا کہ کیا تم یقین نہیں لائے؟ انہوں نے عرض کیا کہ یقین کیوں نہ لاتا لیکن اس عرض سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ میرے قلب کو سکون ہو جائے۔ ارشاد ہوا کہ اچھا تم چار پرندے لو پھر ان کو (پال کر) اپنے لیے ہلا لو پھر ہر پہاڑ پر ان میں کا ایک ایک حصہ رکھ دو (اور) پھر ان سب کو بلاؤ (دیکھو) تمھارے پاس سب دوڑے (دوڑے) چلے آویں گے اور خوب یقین رکھو اس بات کا کہ حق تعالیٰ زبردست ہیں حکمت والے ہیں۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور پھر اللہ تعالیٰ نے اصحاب کیف کا قصہ اور ان کے جاگنے کی کیفیت بیان فرمائی۔ یہ لوگ شمسی حساب سے تین سو سال اور قمری حساب سے تین سو نو سال مسلسل سوتے رہے۔ چنانچہ سورۃ کہف کی آیت نمبر ۲۱ میں ارشاد ہوا کہ ''اور اسی طرح ہم نے لوگوں کو ان پر مطلع کر دیا تا کہ وہ لوگ اس بات کا یقین کر لیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور یہ کہ قیامت میں کوئی شک نہیں۔ وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جبکہ اس زمانے کے لوگ ان کے معاملے میں باہم جھگڑ رہے تھے سو ان لوگوں نے یہ کہا کہ ان کے پاس کوئی عمارت بنوا دو، ان کا رب ان کو خوب جانتا تھا جو لوگ اپنے کام پر غالب تھے انہوں نے کہا کہ ہم تو ان کے پاس ایک مسجد بنا دیں گے''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

دنیا کے جانے اور آخرت کے آنے کا بیان

علامات قیامت کے ظاہر ہونے کے بعد جو چیز سب سے پہلے دنیا والوں کے سامنے آئے گی وہ صور ہے جو حضرت اسرافیل علیہ السلام اللہ کے حکم سے پھونکیں گے۔ اس کو ''نفختہ الفزع'' یعنی گھبراہٹ کی پھونک بھی کہتے ہیں کہ چنانچہ اس پھونک کے بعد دنیا والوں میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہ رہے گا جو بہت توجہ سے اس آواز کو نہ سن رہا ہو جو اس پھونک کی وجہ سے پیدا ہو رہی ہوگی۔ یہ وہی آواز ہوگی جس سے دنیا کے معاملات میں الجھے ہوئے لوگ سخت پریشان ہو جائیں گے جیسا کہ سورۃ النحل کی آیت نمبر ۸۷ تا ۸۸ میں بیان ہے کہ ''اور جس دن صور میں پھونک ماری جائے گی سو جتنے آسمان اور زمین میں ہیں سب گھبرا جاویں گے مگر جس کو خدا چاہے وہ اس گھبراہٹ سے اور (موت سے محفوظ رہے گا) اور سب کے سب اسی کے سامنے دبے جھکے رہیں گے اور تو جن پہاڑوں کو دیکھ رہا ہے اور ان کو خیال کر رہا ہے کہ یہ (اپنی جگہ سے) جنبش نہ کریں گے حالانکہ وہ بادلوں کی طرح اڑے اڑے پھریں گے۔ یہ خدا کا کام ہوگا جس نے ہر چیز کو (مناسب انداز پر) مضبوط بنا رکھا ہے۔ یہ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تمھارے سب افعال کی پوری خبر ہے۔ اور اسی طرح سورۃ ص آیت نمبر ۱۵ میں ارشاد فرمایا کہ ''اور یہ لوگ بس ایک زور کی چیخ کے منتظر ہیں جس میں دم لینے کی گنجائش نہ ہوگی (مراد اس سے قیامت ہے)۔

جبکہ سورۃ مدثر آیت نمبر ۸ تا ۱۰ میں ارشاد ہوا کہ ''پھر جس وقت صور پھونکا جائے گا، سو وہ وقت یعنی وہ دن کافروں پر ایک سخت دن ہوگا جس میں ذرا بھی آسانی نہ ہوگی۔

اور سورۃ انعام آیت نمبر ۷۳ میں فرمایا کہ ''اور وہی ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو باقاعدہ پیدا کیا اور جس وقت اللہ تعالیٰ اتنا کہہ دے گا کہ (حشر) تو ہو جا بس وہ ہو پڑے گا۔ اس کا کہنا با اثر ہے اور جبکہ صور میں پھونک ماری جائے گی ساری حکومت خاص اسی کی ہو گی وہ جاننے والا ہے پوشیدہ چیزوں کا اور ظاہر چیزوں کا اور وہی ہے بڑی حکمت والا پوری خبر رکھنے والا ہے۔

پھر اس کے کچھ عرصے بعد اللہ تعالیٰ دوبارہ حکم فرمائیں گے اور دوبارہ صور پھونکا جائے گا چنانچہ اس صور کی وجہ سے علاوہ ان چیزوں کے جن کو اللہ چاہے گا باقی سب لوگ مر جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ حکم فرمائیں گے اور دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو پوری نوع انسانی اپنے رب کے حضور حاضر ہونے کے لیے اٹھ کھڑی ہو گی۔ جیسا کہ سورۃ الزمر آیت نمبر ۶۸ تا ۷۰ میں ارشاد ہوتا ہے کہ ''اور (قیامت کے روز) صور میں پھونک ماری جائے گی سو تمام آسمان اور زمین والوں کے ہوش اڑ جاویں گے مگر جس کو خدا چاہے پھر اس (صور) میں دوبارہ پھونک ماری جاوے گی تو دفعتاً سب کے سب کھڑے ہو جائیں گے (اور چاروں طرف) دیکھنے لگیں گے اور زمین اپنے رب کے نور (بے کیف) سے روشن ہو جاوے گی۔ اور (سب کا) نامہ اعمال (ہر ایک کے سامنے) رکھ دیا جاوے گا اور پیغمبر اور گواہ حاضر کیے جائیں گے اور سب میں ٹھیک ٹھیک فیصلہ کیا جاوے گا اور ان پر ذرا ظلم نہ ہو گا اور ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا بدلہ دیا جاوے گا اور وہ سب کاموں کو خوب جانتا ہے۔

اور سورۃ یٰسین آیت نمبر ۴۸ تا ۵۴ میں فرمایا کہ ''اور یہ لوگ (بطور انکار) کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہو گا اگر تم سچے ہو، یہ لوگ بس ایک آواز سخت کے منتظر ہیں جو ان کو آ پکڑے گی اور وہ سب باہم لڑ جھگڑ رہے ہونگے۔ سو نہ تو وصیت کرنے کی فرصت ہو گی اور نہ اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر جاسکیں گے۔ اور (پھر دوبارہ) صور پھونکا جاوے گا سو وہ سب یکا یک قبروں سے (نکل نکل) اپنے رب کی طرف جلدی جلدی چلنے لگیں گے۔ کہیں گے ہائے ہماری کم بختی ہم کو قبروں سے کس نے اٹھا دیا یہ وہی (قیامت) ہے جس کا رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور پیغمبر سچ کہتے تھے۔ پس وہ ایک زور کی آواز ہو گی جس سے یکا یک سب جمع ہو کر ہمارے پاس حاضر کر دیئے جائیں گے پھر اس دن کسی شخص پر ذرا ظلم نہ ہو گا اور تم کو بس اپنے کاموں کا بدلہ ملے گا جو تم کیا کرتے تھے''۔

اس کے علاوہ سورۃ النازعات کی آیت نمبر ۱۳ تا ۱۴ میں ارشاد ہوا کہ ''کہ ہم کو کچھ مشکل نہیں بلکہ وہ ایک ہی سخت آواز ہو گی جس سے سب لوگ فوراً ہی میدان میں آموجود ہونگے۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ قمر آیت نمبر ۵۰ میں اس بارے میں یہ فرمایا کہ ''اور ہمارا حکم یکبارگی ایسا ہو جائے گا جیسے آنکھوں کا جھپکانا''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

جبکہ سورۃ کہف آیت ۹۹ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ''اور ہم اس دن ان کی یہ حالت کریں گے کہ ایک میں ایک گڈمڈ ہو جائیں گے اور صور پھونکا جائے گا پھر ہم سب کو ایک ایک جمع کر کے جمع کر لیں گے''۔

اسکے علاوہ سورۃ الحاقۃ آیت نمبر ۱۳ تا ۱۸ میں ارشاد ہوتا ہے کہ ''پھر جب صور میں یکبارگی پھونک ماری جاوے گی (مراد نفخہ اولیٰ ہے) اور (اس وقت) زمین اور پہاڑ (اپنی جگہ سے) اٹھا لیے جاویں گے پھر دونوں ایک ہی دفعہ ریزہ ریزہ کر دیئے جاویں گے تو اس روز ہونے والی ہو پڑے گی اور آسمان پھٹ جاوے گا اور وہ (آسمان) اس روز بالکل بودا ہو گا اور فرشتے (جو آسمان میں پھیلے ہوئے ہیں) اس کے کنارے پر آ جاویں گے اور آپ کے پروردگار

کے عرش کو اس روز آٹھ فرشتے اٹھائے ہوئے ہونگے جس روز (خدا کے روبرو) حساب کے واسطے تم پیش کیے جاؤ گے (اور) تمھاری کوئی بات اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہ ہوگی''۔

سورۃ نباء آیت نمبر ۱۸ تا ۲۰ میں اسی بات کو یوں بیان کیا گیا ہے کہ ''یعنی جس دن صور پھونکا جائے گا پھر تم لوگ گروہ گروہ ہوکر آؤ گے اور آسمان کھل جاوے گا۔ پھر اس میں دروازے ہی دروازے ہوجائیں گے اور پہاڑ (اپنی جگہ سے) ہٹادیئے جاویں گے سو وہ ریت کی طرح ہوجاویں گے''۔

اور سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۱۰۲ میں فرمایا کہ ''جس روز صور میں پھونک ماری جائے گی اور ہم اس روز مجرم لوگوں کو اس حالت میں جمع کریں گے کہ (آنکھوں سے) اندھے ہونگے''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ ایک دن ایک اعرابی آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ صور کیا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ ایک سینگ ہے جس میں پھونکا جائے گا''۔[1]

قیامت کا لمحوں میں آجانا

اسی مذکورہ روایت کو ابوداؤد، نسائی، اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ جبکہ امام احمد نے سورۃ مدثر کی آیت نمبر ۸ ''فاذا نقر فی النا قور'' (ترجمہ: پھر جس وقت صور پھونکا جائے گا) کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''کیا حال ہوگا جبکہ سینگ (صور) والے نے اس کو منہ سے لگا رکھا ہے اور اپنے چہرے کو موڑ رکھا ہے وہ (فرشتہ) اس انتظار میں ہے کہ اسے حکم ملے اور وہ صور پھونکے''۔[2]

صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس وقت ہمیں کیا کہنا چاہیئے؟ ارشاد فرمایا کہ اس وقت تم یہ کلمات پڑھنا ''حسبنا اللہ ونعم الوکیل علی اللہ توکلنا'' یعنی ہمارے لیے اللہ ہی کافی ہے اور وہ کیا خوب ذمہ دار ہے اور بھروسہ تو اللہ ہی کی ذات پر ہے۔

اس روایت کو ابوکدینہ نے بھی روایت کیا ہے۔ امام احمد نے حضرت ابوسعیدؓ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ''کیا حال ہوگا جبکہ سینگ (صور) والے (فرشتے) نے صور کو منہ سے لگا لیا ہے اور اپنے چہرے کو موڑ رکھا ہے اور اپنے کانوں کو (اللہ کے حکم کی طرف) متوجہ کررکھا ہے اور اس انتظار میں ہے کہ کب حکم ہو اور صور پھونکوں؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس وقت (یعنی صور پھونکے جانے کے وقت اگر ہم ہوں تو) ہم کیا پڑھیں؟ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت تم لوگ یہ کلمات پڑھنا ''حسبنا اللہ ونعم الوکیل علی اللہ توکلنا'' یعنی ہمارے لیے اللہ ہی کافی ہے اور وہ کیا خوب ذمہ دار ہے اور بھروسہ تو اللہ ہی کی ذات پر ہے۔[3]

اس روایت کو ابوعمر اور خالد بن طہمان سے روایت کیا ہے اور حسن قرار دیا ہے۔ اور ہمارے استاد اور شیخ

---

[1] ترمذی کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع باب ماجاء فی شان الصور حدیث نمبر ۲۴۳۱، مسند احمد حدیث نمبر ۱۶۲/۲، اور حدیث نمبر ۱۹۲/۲، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۵۱۲/۲، اور حدیث نمبر ۵۶۰/۴

[2] ترمذی کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع باب ماجاء فی شان الصور حدیث نمبر ۲۴۳۱، مسند احمد حدیث نمبر ۳۲۶/۱ اور حدیث نمبر ۳۷۴/۴، کنزل العمال حدیث نمبر ۳۹۷۴۳

[3] اس کی تخریج پہلے گذر چکی ہے۔

ابوالحجاج مزی نے ''اطراف'' میں اس کو اسمعیل بن ابراہیم کی روایت سے بیان کیا ہے۔ جبکہ علامہ ابوبکر ابن ابی الدنیا نے اپنی کتاب ''کتاب الاہوال'' میں حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''کیا حال ہوگا جبکہ سینگ (صور) والے نے صور کو (پھونکنے کے لیے) منہ سے لگالیا ہے اور اپنے چہرے کو موڑ رکھا ہے اور انتظار میں ہے کہ کب اس کو حکم ہوا اور وہ صور پھونکے۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! اس صورت میں ہمیں کیا پڑھنا چاہیئے؟ ارشاد فرمایا کہ اس وقت یہ کلمات پڑھنا ''**حسبنا اللہ ونعم الوکیل**'' یعنی ہمارے لیے اللہ ہی کافی ہے اور وہ خوب ذمہ دار ہے''۔[1]

ابویعلی موصلی نے مسند ابوہریرہؓ (حضرت ابوہریرؓ) سے اور انہوں نے حضرت ابوسعیدؓ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''کیا حال ہوگا، یا فرمایا تمھارا کیا حال ہوگا جبکہ سینگ (صور) والے (فرشتے) نے صور کو منہ سے لگالیا ہے اور کانوں کو متوجہ کر رکھا ہے اور چہرے کو بھی (اللہ تعالیٰ کی طرف) موڑ رکھا ہے اور اس انتظار میں ہے کہ کب اس (فرشتے) کو حکم ہوا اور وہ صور پھونکے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس صورت میں ہمیں کیا پڑھنا چاہیئے فرمایا کہ اس وقت یہ کلمات پڑھنا ''**حسبنا اللہ ونعم الوکیل علی اللہ توکلنا**''۔[2]

امام احمد نے ابومعاویہ کے طریق سے حضرت ابوسعیدؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے صور والے فرشتے کا ذکر کیا اور فرمایا کہ اس کے دائیں طرف جبرئیل ہیں اور بائیں طرف میکائیل علیہم الصلوۃ والسلام''۔[3]

ابن ماجہ نے ابوبکر بن ابی شیبہ کے طریق سے حضرت ابوسعیدؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''صور دو فرشتوں کے ہاتھوں میں ہے یا فرمایا کہ دو فرشتے ایسے ہیں جن کے پاس صور ہے اور وہ اس میں پھونکنے کے حکم کے انتظار میں ہیں''۔[4]

امام احمد نے ابومریہ کے طریق سے اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ صور پھونکنے والے دونوں فرشتے دوسرے آسمان میں ہیں۔ ایک کا سر مغرب میں اور دونوں پیر مشرق میں ہیں، (یعنی وہ فرشتے اس قدر عظیم الجثہ ہیں) اور وہ اس انتظار میں ہیں کہ کب ان کو حکم ہوا اور وہ صور پھونکیں''۔[5]

ان دو فرشتوں میں سے غالباً ایک سے مراد حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں جو صور پھونکیں گے جیسا کہ آگے تفصیل سے بیان ہوگا اور دوسرا وہ فرشتہ جو ناقور میں پھونکے گا۔ صور اور ناقور کا اسم جنس ہونا ممکن ہے یعنی مراد ان سے صور اور ناقور ہوں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ لفظ ''الصور'' اور ''الناقور'' میں الف لام عہدی ہو یعنی صور اور ناقور میں پھونکنے والے دو فرشتے اور پھر ہر ایک کے ماتحت بہت سے اور فرشتے بھی ہوں۔ جو ان کے ساتھ مل کر صور پھونکیں گے۔ واللہ اعلم بالصواب

---

[1] ترمذی کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع، باب ماجاء فی شان الصور حدیث نمبر ۲۴۳۱، مسند احمد حدیث نمبر ۱/۳۲۶ اور حدیث نمبر ۴/۳۷۴، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۶۴۳ [2] ایضاً

[3] ابوداؤد کتاب الحروف والقرات حدیث نمبر ۳۹۹۹، مسند احمد حدیث نمبر ۳/۱۰

[4] ابن ماجہ کتاب الزہد باب ذکر البعث حدیث نمبر ۴۲۷۳، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۹۰۷

[5] مسند احمد حدیث نمبر ۲/۱۹۲

ابن ابی الدنیا نے حضرت ابن عباسؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ ''صور پھونکنے والے فرشتے کے حوالے جب سے صور پھونکنے کا کام کیا گیا ہے اس وقت سے آج تک اس نے کبھی پلکیں بھی نہیں جھپکائیں، اس کی آنکھیں دو چمکتے ہوئے ستاروں کی مانند ہیں اور فرشتہ عرش کی جانب دیکھ رہا ہے۔ اس خوف سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ صور پھونکنے کا حکم ہو جائے اور وہ پلکلیں جھپکا رہا ہو یا پلکیں جھپکانے سے کہیں صور پھونکنے کے حکم مانے جانے میں تاخیر نہ ہو جائے۔

اور حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''جب سے صور پھونکنے کا کام لگایا گیا ہے، اس وقت سے اس نے سر نہیں جھکایا، اس خوف سے عرش کی طرف دیکھتا ہے کہ کہیں اس کے پلکیں جھپکانے سے پہلے صور پھونکنے کا حکم نہ ہو جائے اس کی آنکھیں ایسی ہیں جیسے دو چمکتے ستارے''۔[1]

تفصیلی روایت

ابو یعلی موصلی نے اپنی مسند میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کی موجودگی میں آپؐ نے ہم سے حدیث بیان کی فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمانوں کے بعد صور کو پیدا کیا اور حضرت اسرافیل علیہ السلام کے حوالے کر دیا۔ لہذا اب وہ صور کو اپنے منہ پر رکھے ہوئے ہیں اور اس انتظار میں عرش کی جانب دیکھ رہے ہیں کہ کب ان کو حکم ہو اور وہ صور پھونکیں۔ فرماتے ہیں کہ ''میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صور کیا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ ''ایک سینگ ہے''۔ پھر عرض کیا کہ وہ کیسا ہے؟ فرمایا ''بہت بڑا۔ اور فرمایا ''قسم اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا، صور کے دائرے کی وسعت اتنی ہے کہ زمین اور آسمان اس میں سما جائیں، اس میں تین پھونکیں ماری جائیں گی، پہلی پھونک کو ''نفخة فزع'' (گھبرا دینے والی پھونک) کہتے ہیں۔ دوسری کو ''نفخة الصعق'' (موت کی پھونک) کہتے ہیں۔ اور تیسری کو ''نفخة قیام'' (یعنی دوبارہ زندہ ہو کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہونے والی) پھونک اللہ تعالیٰ حضرت اسرافیلؑ کو پہلی مرتبہ پھونکنے کا حکم فرمائیں گے کہ ''نفخة الفزع'' کو پھونک دو، چنانچہ اس (سے جو آواز پیدا ہوگی اس کو سن کر) تمام زمینوں اور آسمانوں والے گھبرا جائیں گے، علاوہ ان کے جنہیں اللہ تعالیٰ محفوظ رکھیں۔ اللہ کا حکم ہوگا اور یہ آواز بغیر رکے طویل سے طویل تر ہوتی جائے گی اور اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''اور یہ لوگ بس ایک زور کی چیخ کے منتظر ہیں جس میں دم لینے کی گنجائش نہ ہوگی (مراد اس سے قیامت ہے) (ترجمہ حضرت تھانوی، سوۃ ص آیت نمبر ۱۵)

چنانچہ پہاڑ بادلوں کی طرح چلنے لگیں گے اور سراب کی مانند ہو جائیں گے، زمین اہل زمین کو لے کر ایسے ڈولنے لگے گی جیسے سمندر میں کوئی کشتی ڈولتی ہے جسے موجیں ادھر سے ادھر دھکیلتی ہیں اور اہل زمین کے ساتھ ایسے الٹ جائے گی جیسے عرش کے ساتھ لٹکی ہوئی قندیل جسے ارواح ہلاتی ہیں۔ سنو! اسی بارے میں اللہ تعالیٰ نے (سورۃ النازعات آیت نمبر ۶ تا ۸) میں ارشاد فرمایا ہے کہ ''جس دن ہلا دینے والی چیز ہلا ڈالے گی (مراد نفخہ اولی ہے) جس کے بعد ایک پیچھے آنے والی چیز آئے گی (مراد نفخہ ثانیہ ہے) بہت سے دل اس روز دھڑک رہے ہونگے''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

[1] مسند احمد حدیث نمبر ۲/۳۷

چنانچہ زمین اہل زمین کو لے کر جھک پڑے گی، دودھ پلانے والیاں اپنے کام سے غافل ہو جائیں گی، جتنی عورتیں حاملہ ہونگی ان کا وضع حمل ہو جائے گا بچے بوڑھے ہو جائیں، ڈر اور گھبراہٹ کی شدت سے لوگ اڑتے (دوڑتے) پھریں گے لیکن ان کا سامنا فرشتوں سے ہوگا، فرشتے ان کے چہروں پر ماریں گے تو لوگ لوٹ کر منہ پھیر کر بھاگ کھڑے ہونگے، ان کو اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا وہ لوگ ایک دوسرے کو پکار رہے ہونگے۔ اسی دوران زمین ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پھٹ کر دو ٹکڑے ہو جائے گی تو لوگ ایک ایسا زبردست اور عظیم معاملہ دیکھیں گے کہ اس جیسا پہلے کبھی نہ دیکھا ہوگا۔ لوگوں کو ایسی تکلیف اور خوف آ گھیرے گا کہ جسے اللہ ہی جانتا ہے، وہ آسمان کی طرف دیکھیں گے تو وہ لاوے کی طرح ہو چکا ہوگا، پھر آسمان پھٹ پڑے گا اور ستارے جھڑ جائیں گے، چاند اور سورج بے نور ہو جائیں گے''۔

پھر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''جو لوگ ان واقعات سے پہلے مر چکے ہوں گے انہیں ان تمام حادثات و واقعات کا بالکل احساس نہ ہوگا''۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ سورۃ نمل کی آیت نمبر ۸۷ ''جس دن صور میں پھونک ماری جائے گی سو جتنے آسمان اور زمین میں ہیں سب گھبرا جائیں گے اور جس روز تمام دودھ پلانے والیاں (مارے ہیبت کے) اپنے دودھ پیتے کو بھول جاویں گی اور تمام حمل والیاں اپنا حمل (پورے دن کا ہونے سے پہلے) ڈال دیں گی اور (اے مخاطب) تجھ کو لوگ نشہ کی سی حالت میں دکھائی دیں گے حالانکہ وہ (واقع میں) نشہ میں نہ ہونگے لیکن اللہ کا عذاب ہے ہی سخت چیز (ترجمہ حضرت تھانوی)

اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو مستثنیٰ فرمایا ہے ان سے مراد شہداء ہیں کیونکہ گھبراہٹ صرف زندوں کو لاحق ہوگی اور شہید تو اپنے رب کے پاس نہ صرف یہ کہ زندہ ہیں بلکہ ان کو رزق بھی دیا جاتا ہے۔ چنانچہ انکو اللہ تعالیٰ اس دن کی گھبراہٹ سے بچا لیں گے، وہ لوگ (یعنی شہداء) مامون ہونگے اللہ کے اس عذاب سے جو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے بدترین لوگوں پر نازل فرمائیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورۃ حج آیت نمبر ۱۔۲) ہے کہ ''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو (کیونکہ) یقیناً قیامت (کے دن) کا زلزلہ بڑی بھاری چیز ہے جس روز تم لوگ اس (زلزلہ) کو دیکھو گے، لہٰذا لوگ جب تک اللہ چاہے گا اس عذاب میں مبتلا رہیں گے، لیکن عذاب بڑھتا جائے گا، پھر اللہ تعالیٰ اسرافیل علیہ السلام کو حکم دیں گے تو وہ دوسری مرتبہ صور پھونکیں گے جس سے تمام اہل زمین و آسمان مر جائیں گے علاوہ ان لوگوں کے جن کو اللہ چاہے گا، جب سب فنا ہو چکیں گے تو ملک الموت جناب باری میں حاضر ہو کر عرض کریں گے یارب! زمین و آسمان والے سب لوگ مر گئے علاوہ ان لوگوں کے جن کو آپ نے بچایا۔ اللہ تعالیٰ دریافت فرمائیں گے (باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے) کوئی بچا؟ ملک الموت عرض کریں گے یارب! صرف آپ ہی بچے ہیں کیونکہ آپ ہی ایسے ہیں جو ہمیشہ رہیں گے کبھی فنا نہ ہونگے؟ اور (اس وقت) آپ کے علاوہ وہ فرشتے بھی ہیں جنہوں نے عرش کو اٹھا رکھا ہے اور جبرائیل، میکائیل اور میں بھی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا کہ جبرائیل اور میکائیل بھی مر جائیں۔ عرش عرض کرے گا اے اللہ جبرائیل و میکائیل بھی مر گئے، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، خاموش ہو جا میں نے موت ہر اس موجود کے لیے لازم کر دی جو میرے عرش کے نیچے تھا۔ لہٰذا جبرائیل و میکائیل بھی مر جائیں گے اور پھر ملک الموت حاضر ہونگے اور عرض کریں گے، اے اللہ جبرائیل و میکائیل بھی مر گئے

صرف میں اور عرش اٹھانے والے فرشتے باقی ہیں۔ اللہ تعالیٰ حکم دیں گے عرش اٹھانے والے فرشتے بھی مر جائیں! لہٰذا وہ بھی مر جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ عرش کو حکم دیں گے تو وہ اسرافیل علیہ السلام سے صور واپس لے لے گا۔

پھر ملک الموت حاضر ہونگے اور عرض کریں گے کہ یارب عرش اٹھانے والے فرشتے بھی مر گئے۔ اللہ تعالیٰ جاننے کے باوجود پوچھیں گے کہ اب کون بچا؟ ملک الموت جواب دیں گے، اے اللہ، صرف آپ باقی بچے ہیں کیونکہ آپ ہمیشہ رہنے والے ہیں اور میں۔

اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا کہ تو بھی میری مخلوق میں سے ہے، تجھے بھی میں نے ہی پیدا کیا تھا، سو اب تو بھی مرجا! چنانچہ ملک الموت بھی مر جائیں گے۔

لہٰذا جب اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور باقی نہ بچے گا (کیونکہ وہی ایک اکیلا ہے، تنہا ہے۔ بے نیاز ہے، جو نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے وہی آخر ہوگا جس طرح اول تھا) تو وہ زمین اور آسمانوں کو لپیٹ دے گا جس طرح کتابوں کی فہرست لپیٹ دی جاتی ہے پھر اس کو کھول دے گا اور پھر تین مرتبہ لپیٹ دے گا اور تین مرتبہ ارشاد فرمائے گا میں ہی جبار ہوں، پھر اپنی شان کے مطابق تین مرتبہ ارشاد ہوگا ''لمن الملک الیوم؟ (آج کسی کا راج ہے) لیکن کوئی جواب دینے والا نہ ہوگا۔ پھر خود اللہ تعالیٰ ہی ارشاد فرمائیں گے للہ الواحد القہار (یعنی صرف اور صرف اللہ ہی کے لیے جو اکیلا ہے زبردست ہے)۔ پھر اللہ تعالیٰ زمین اور آسمان کو تبدیل کر دیں گے اور دوسرے زمین و آسمان کو پھیلا دیں گے کہ اس میں کوئی اونچ نیچ نہ دکھائی دے گی، پھر اللہ تعالیٰ مخلوق کو ڈانٹیں گے تو مخلوق دوبارہ اپنی پہلی حالت پر واپس آ جائے گی۔ اگر کسی کے پیٹ میں کچھ تھا تو وہ اسی طرح موجود ہوگا اگر کسی کی پشت پر کچھ لدا ہوا تھا تو وہ اسی طرح موجود ہوگا۔

پھر اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر عرش کے نیچے سے پانی برسائیں گے اور پھر آسمان کو بارش برسانے کا حکم ہوگا چنانچہ چالیس دن تک بارش ہوتی رہے گی یہاں تک پانی ان کے سروں سے بارہ بارہ گز اوپر چلا جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ جسموں کو حکم دیں گے تو وہ زمین سے یوں نکلنے لگیں گے جیسے سبزہ اگتا ہے یہاں تک کہ جب مکمل طور پر نکل آئیں گے تو اسی حالت پر آ جائیں گے جس پر قیامت سے پہلے تھے۔ اللہ تعالیٰ جبرائیل و میکائیل کو زندہ کر دیں گے اور ارواح کو طلب فرمائیں گے، روحیں چمکی ہوئی حاضر ہونگی، مومنین کی روحیں نور سے چمک رہی ہونگی اور دوسری اندھیروں سے۔ اللہ تعالیٰ ان سب روحوں کو ایک ہی مرتبہ پکڑ کر صور میں ڈال دیں گے اور حضرت اسرافیل علیہ السلام کو تیسری مرتبہ صور پھونکنے کا حکم ہوگا، تو تمام روحیں شہد کی مکھیوں کی مانند نکلیں گی اور زمین و آسمان کو بھر دیں گی۔

پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم ہر روح اپنے جسم میں واپس جائے گی۔ چنانچہ تمام ارواح اپنے اپنے اجسام و اجساد میں واپس چلی جائیں گی۔ چنانچہ خیشوم میں داخل ہونگی اور پھر پورے جسم میں سرایت کر جائیں گی جیسے زہر پورے بدن میں پھیل جاتا ہے، پھر زمین تم سے پھٹ جائے گی اور میں سب سے پہلا وہ شخص ہوں گا جس کے سامنے سے زمین پھٹے گی، پھر سب لوگ بھاگتے ہوئے اپنے رب کی طرف روانہ ہوں گے۔

''ڈرتے ہوئے پکارنے والے کی طرف دیکھ رہے ہونگے اور کافر کہیں گے یہ دن تو بڑا سخت ہے''۔
(سورۃ القمر آیت نمبر ۸)

ننگے پیر، ننگے بدن، دلوں پر قبض کی حالت طاری ہوگی اور ختنہ بھی نہ کیا گیا ہوگا، پھر سب لوگ ایک جگہ پہنچ

کر رک جائیں گے ستر سال تک رکے رہیں گے، کوئی تمھاری طرف نہ دیکھے گا اور نہ تمھارے درمیان فیصلہ کرے گا، لوگ رونے لگیں گے یہاں تک کہ آنسو بھی ختم ہو جائیں گے اور آنسوؤں کی جگہ خون بہنے لگے گا، پسینہ بہنے لگے گا اور بہتے بہتے منہ تک یا ٹھوڑیوں تک آ پہنچے گا پھر وہ شور مچانے لگیں گے، اور کہیں گے کہ کون ہے جو ہماری سفارش کرے اللہ تعالیٰ کے حضور میں کہ ہمارا فیصلہ کر دیا جائے؟ آپس میں ایک دوسرے سے کہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام سے زیادہ آج کے دن کوئی بھی اس سفارش کرنے کا مستحق نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا اور ان کے جسد اطہر میں روح پھونکی اور ان سے گفتگو فرمائی۔ چنانچہ یہ سن کر سب لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور سفارش کی درخواست کریں گے۔

حضرت آدم علیہ السلام انکار کر دیں گے اور ارشاد فرمائیں گے کہ میں اس قابل نہیں ہوں۔ چنانچہ ان کے بعد ہر ہر نبی کے پاس سفارش کی درخواست کرنے جائیں گے۔ جس نبی کے پاس بھی جائیں گے وہ انکار کر دیں گے۔

پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہاں تک کہ آخر میں میرے پاس پہنچیں گے، میں روپڑوں گا، اور مخص نامی جگہ پر پہنچوں گا اور سجدے میں گر جاؤں گا۔

حضرت ابو ہریرہؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ "مخص" کیا ہے؟ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ عرش کے سامنے ایک جگہ ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے پاس ایک فرشتہ بھیجیں گے جو مجھے کندھے کے پاس سے پکڑ کر اٹھائے گا پھر اللہ تعالیٰ مجھ سے مخاطب ہو کر فرمائیں گے، اے محمد! میں عرض کروگا اے میرے رب حاضر ہوں میں یا اللہ تعالیٰ (باوجود اس کے کہ سب کچھ جانتے ہیں) دریافت فرمائیں گے کہ تمھارا کیا حال ہے؟ میں عرض کرونگا، اے میرے اللہ! آپ نے مجھ سے شفاعت کا وعدہ فرمایا تھا لہٰذا اپنی مخلوق کے بارے میں میری سفارش قبول فرمائیے اور ان کے درمیان فیصلہ فرما دیجئے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں نے تمھاری سفارش قبول کی۔ میں تم لوگوں کے پاس آؤں گا اس کے بعد تمھارے درمیان فیصلہ کرونگا۔

پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ "پھر میں واپس لوگوں کے پاس آ جاؤں گا، اسی دوران ہم آسمان سے ایک زبردست آواز سنیں گے چنانچہ آسمان والے دنیا پر اس طرح نازل ہونگے جیسے زمین پر انسان اور جنات رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ زمین کے قریب پہنچیں گے تو زمین ان کے نور سے منور ہو جائے گی، آتے ہی وہ لوگ اپنی اپنی جگہ کھڑے ہو جائیں گے۔ ہم ان سے پوچھیں گے کہ کیا اللہ تعالیٰ بھی تشریف لے آئے؟ تو وہ کہیں گے کہ نہیں بلکہ وہ تشریف لا رہے ہیں۔ پھر اتنے میں اس سے دو گنے آسمان والے زمین پر نازل ہونگے یہاں تک کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ بھی بادلوں اور فرشتوں کے جلو میں تشریف لائیں گے۔ اس روز اللہ تعالیٰ کا عرش آٹھ فرشتوں نے اٹھا رکھا ہوگا، (ورنہ عام طور پر) آج کل صرف چار ہی اٹھائے ہوئے ہیں، ان فرشوں کے قدم زمین کے انتہائی نچلے حصے میں ہونگے۔ زمین و آسمان ان کی گود میں ہونگے۔ عرش ان کے کندھوں پر ہوگا۔ نہایت بلند آواز سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان رہے ہونگے۔ عرش ان کے کندھوں پر ہوگا۔ نہایت بلند آواز سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کر رہے ہونگے۔

سبحان ذی العزۃ والجبروت (پاک ہے وہ ذات جو عزت و جبروت والی ہے) **سبحان ذی الملک و الملکوت** (پاک ہے وہ ذات جس کو کبھی موت نہ آئے گی) **سبحان الذی یمیت الخلائق و لا یموت** (پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں تمام مخلوقات کی موت ہے لیکن خود اس کو کبھی بھی موت نہ آئے گی)۔ پھر اللہ

تعالیٰ جہاں چاہے گا اس کا تخت و کرسی وہیں رکھ دیا جائے گا، پھر اپنی شان کے مطابق اپنی آواز سے پکارے گا اور فرمائے گا۔ اے جنات و انسان کے گروہ! میں نے جب سے تمھیں پیدا کیا ہے اس وقت سے لے کر آج تک خاموش رہا اور تمھاری باتیں سنتا رہا اور تمھارے اعمال دیکھتا رہا، اب خاموشی سے میری طرف متوجہ ہو جاؤ۔ یہ تمھارے ہی اعمال اور صحیفے ہیں جو تمھارے سامنے پڑھے جائیں گے۔ چنانچہ تم میں سے اگر کسی کے اعمال اور صحیفوں میں خیر اور بھلائی ہے تو وہ اللہ ہی کی حمد و ثناء کرے، اور جو اپنے صحائف و اعمال میں اس کے علاوہ کچھ اور (یعنی برائی) پائے تو وہ اپنے علاوہ کسی اور کو برا بھلا نہ کہے۔

پھر اللہ تعالیٰ جہنم کو حکم فرمائیں گے چنانچہ اس میں سے ایک گردن باہر آئے گی جو وسیع اور سیاہ ہوگی اور کہا جائے گا کہ (سورہ یسین آیت نمبر ۵۹ تا ۶۴)۔ اور اے مجرمو! آج (اہل ایمان) سے الگ ہو جاؤ، اے اولاد آدم! کیا میں نے تم کو تاکید نہیں کر دی تھی کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا وہ تمھارا صریح دشمن ہے اور یہ کہ میری ہی عبادت کرنا یہی سیدھا راستہ ہے اور وہ (شیطان) تم میں ایک کثیر مخلوق کو گمراہ کر چکا ہے سو کیا تم نہیں سمجھتے تھے یہ جہنم ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جایا کرتا تھا۔ آج اپنے کفر کے بدلے میں اس میں داخل ہو جاؤ۔

پھر اس کے بعد لوگوں کو (جنتی اور جہنمی میں) ممتاز کر دیا جائے گا اور تمام امتوں کو پکارا جائے گا اور ہر قوم کو اپنے اعمال و صحائف کی طرف بلایا جائے گا اور حال یہ ہوگا کہ تمام اقوام خوف کی شدت سے گھٹنوں کے بل گرے ہوئے ہونگے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا، اور اس روز آپ ہر فرقہ کو دیکھیں گے کہ (مارے خوف کے) زانو کے بل گر پڑیں گے ہر فرقہ اپنے نامہ اعمال کے حساب کی طرف بلایا جائے گا۔ آج تم کو تمھارے کیے کا بدلہ ملے گا''۔ (سورة جاثیہ آیت نمبر ۲۸، ترجمہ حضرت تھانوی)

پھر اللہ تعالیٰ انسانوں اور جنات کے علاوہ تمام مخلوقات کے درمیان فیصلہ فرمادیں گے یہاں تک کہ جانوروں اور چوپایوں کے درمیان بھی فیصلہ فرمادیں گے حتیٰ کہ بغیر سینگ والی بکری اور سینگ والی بکری کے درمیان بھی فیصلہ کر دیا جائے گا۔ اور اس سے فراغت کے بعد جب تمام جانوروں کا فیصلہ ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیں گے کہ مٹی ہو جاؤ! سب کے سب مٹی (فنا) ہو جائیں گے، یہ دیکھ کر کافر لوگ تمنا کریں گے اور کہیں گے کہ ''یالیتنی کنت ترابا'' (اے کاش کہ میں مٹی ہوتا)۔

اس کے بعد انسانوں کے درمیان فیصلہ ہوگا۔ چنانچہ سب سے پہلے فیصلہ خون (قتل) کا ہوگا، ہر وہ مقتول حاضر ہوگا جو اللہ کے راستے میں قتل ہوا تھا (اس کے علاوہ) اللہ تعالیٰ قاتل کو بھی حاضری کا حکم فرمائیں گے، (یعنی ہر قسم کے قاتل و مقتول حاضر ہونگے۔ مترجم) چنانچہ وہ حاضر ہوگا اپنا سر اٹھائے ہوئے جس کی گردن کی رگیں کٹی ہوئی ہونگی اور ان سے خون بہہ رہا ہوگا وہ پوچھے گا، اے میرے رب! اس نے مجھے کیوں قتل کیا تھا؟ اللہ تعالیٰ قاتل سے پوچھیں گے (باجود علم کے تاکہ اتمام حجت ہو جائے) تو نے اسے کیوں قتل کیا تھا؟ وہ جواب دے گا کہ ''اے میرے رب! میں نے اسے تیری عزت و عظمت کی خاطر قتل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو نے سچ کہا، پھر اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو آسمانوں کے نور کی طرح روشن اور چمکدار بنادیں گے، پھر فرشتے اس کو جنت کی طرف لے جائیں گے پھر اس شخص کو حاضر کیا جائے گا جس نے اللہ کی رضا کی خاطر قتال نہ کیا ہوگا، مقتول پوچھے گا، اے میرے رب اس نے مجھے کیوں قتل کیا تھا؟ اللہ تعالیٰ قاتل سے پوچھیں گے (باوجود علم کے تاکہ اتمام حجت ہو جائے) تو نے اسے کیوں

قتل کیا تھا؟ وہ جواب دے گا کہ اے میرے رب! میں نے اس کو اپنی عزت وعظمت کی خاطر قتل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو تباہ ہو جا۔ حتی کہ کوئی مقتول ایسا نہ رہے گا جس کو بدلہ نہ دلوایا جائے گا اور نہ ہی کوئی مظلوم ایسا رہے گا جس کو بدلہ نہ دلوایا جائیگا، یہ اللہ کی مرضی ہوگی جسے چاہے عذاب دے اور جس پر چاہے رحم فرمائے، پھر اللہ تعالیٰ باقی لوگوں کے درمیان فیصلہ فرمادیں گے یہاں تک کہ کوئی مظلوم بغیر بدلے کے نہ رہے گا یہاں تک کہ دودھ میں پانی ملانے والے کو کہا جائے گا کہ دودھ سے پانی نکالے۔

ان معاملات کے بعد ایک پکارنے والا پکارے گا جس کو تمام مخلوقات سنیں گی، وہ کہے گا کہ ہر قوم اور امت اپنے خداؤں (جن کو وہ اللہ کے علاوہ پوجتے تھے) کے پاس چلی جائے، لہٰذا کوئی بھی شخص (جو اللہ کے علاوہ کسی اور کو پوجتا تھا) ایسا نہ رہے گا مگر اس کے سامنے اس کا معبود متشکل کر دیا جائے گا چنانچہ اس دن ایک فرشتہ حضرت عزیر علیہ السلام کی صورت اختیار کر لے گا۔ اسی طرح ایک فرشتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صورت اختیار کر لے گا، چنانچہ یہود و نصاریٰ (علی الترتیب) ان دونوں کے پیچھے پیچھے چلیں گے۔ چنانچہ یہ فرشتے (ان کے معبودوں کی صورت میں) ان کو لے کر جہنم میں پہنچا دیں گے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ الانبیاء کی آیت نمبر ۲۲ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ”زمین (میں یا) آسمان میں اگر اللہ تعالیٰ کے سوا اور معبود (واجب الوجود) ہوتے تو دونوں درہم برہم ہو جاتے سو (اس سے ثابت ہوا کہ) اللہ تعالیٰ ان امور سے پاک ہے جو کچھ یہ لوگ بیان کر رہے ہیں“۔ (ترجمہ تھانوی)

پھر جب مومنوں کے علاوہ کوئی باقی نہ رہیگا ان میں منافق بھی ہونگے، اللہ تعالیٰ جس حال کو چاہے گا اسی حال میں ان کے سامنے اظہار فرمائے گا اور ارشاد ہوگا اے لوگو! باقی لوگ چلے گئے اب تم بھی اپنے خداؤں کے پاس (اور جن کو تم پوجتے ہو ان کے پاس) چلے جاؤ۔ لوگ کہیں گے کہ ہم اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہیں کرتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان سے اعراض فرمائیں گے۔ پھر جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف متوجہ ہوگا اور ارشاد ہوگا، اے لوگو! اور لوگ چلے گئے تم بھی اپنے خداؤں کے پاس (اور جن کو تم پوجتے ہو ان کے پاس) چلے جاؤ لوگ کہیں گے ہمیں اللہ کے علاوہ اور کسی کی ضرورت نہیں۔ ہم اللہ کے علاوہ اور کسی کی عبادت نہیں کرتے تھے۔ پھر پنڈلی کھول دی جائے گی[1]۔ اور لوگوں پر ایسی علامات واضح کر دی جائیں گی جس سے انہیں یہ معلوم ہو جائے گا کہ یہ ان کا رب ہے۔ چنانچہ تمام مومن منہ کے بل سجدے میں چلے جائیں گے اور ہر منافق گدی کے بل سجدے میں گرے گا اور اللہ تعالیٰ ان کی پشتیں گائے کی سینگوں کی مانند بنادیں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ ان کو اجازت دیں گے تو یہ لوگ سر اٹھائیں گے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ جہنم کے اوپر پل صراط قائم فرمادیں گے، بال برابر لمبا، یا فرمایا بال کی گرہ کی طرح باریک اور تلوار کی طرح تیز دھار، اس پر نوکیلے کنڈے اور کھونٹے ہونگے اور سعدان نامی درخت کی طرح بڑے بڑے کانٹے ہوں گے۔

اس کے علاوہ ایک دوسرا پل ہوگا جو پھسلواں ہوگا اس پر سے چلنے والوں کے قدم پھسلیں گے۔ بہر حال لوگ اس کے اوپر سے گذریں گے، بعض تو اتنی تیزی سے گذر جائیں گے جیسے پلک جھپکتی ہے، بعض بجلی کی چمک کی طرح، بعض ہوا کی طرح، بعض عمدہ گھوڑے اور سوار کی طرح اور بعض عمدہ انسان کی طرح گذر جائیں گے۔

---

[1] یہاں عربی عبارت یہ ہے ”فیکشف عن ساقہ“ جس کا ترجمہ متن میں موجود ہے۔ یہ متشابہات میں سے ہے۔ اور اس کے صحیح معنی اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کسی کو معلوم نہیں لہٰذا صرف لفظی ترجمہ پر اکتفا کیا گیا

چنانچہ پل صراط سے نجات پانے والے بعض ایسے ہونگے جو بالکل صحیح سالم ہوں گے اور بعض ایسے ہونگے جو زخمی ہونگے اور بعض کو منہ کے بل جہنم میں گرادیا جائے گا۔

لہٰذا جب اہل جنت جنت کی طرف روانہ ہونگے تو کہیں گے کہ کوئی ہے جو اللہ تعالیٰ کے دربار میں ہماری سفارش کرے تا کہ ہمیں جنت میں داخلے کی اجازت ملے، پھر کہیں گے (سفارش کے لیے) تمھارے باپ حضرت آدم علیہ السلام سے زیادہ مستحق کون ہوسکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا، ان میں اپنی روح پھونکی اور ان سے بالمشافہ گفتگو فرمائی۔ چنانچہ لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے سفارش کی درخواست کریں گے۔ آدم علیہ السلام اپنے گناہ کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ کو گناہگار تصور کرتے ہوئے ارشاد فرمائیں گے کہ میں اس قابل نہیں لیکن تم لوگ نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے پہلے رسول ہیں۔ چنانچہ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوکر سفارش کی درخواست کریں گے۔ حضرت نوح علیہ السلام کچھ یاد کر کے ارشاد فرمائیں گے کہ میں اس قابل نہیں۔ البتہ تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ چنانچہ لوگ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی ارشاد فرمائیں گے کہ میں اس قابل نہیں۔ لیکن تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ چنانچہ لوگ جمع ہوکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونگے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی یہی ارشاد فرمائیں گے اور یہ بھی فرمائیں گے کہ تم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی خدمت میں جاؤ۔

پھر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''پھر لوگ میرے پاس آئیں گے''۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے تین سفارشوں کا وعدہ کیا ہے، چنانچہ میں جنت کی طرف آؤں گا اور جنت کے دروازے کا حلقہ پکڑ کر دروازہ کھلوانا چاہوں گا چنانچہ میرے لیے دروازہ کھولا جائے گا۔ مجھے سلام کیا جائے گا اور مرحبا کہا جائے گا۔ میں جنت میں داخل ہونگا تو میری نظر اللہ تعالیٰ پر پڑے گی میں فوراً سجدے میں گر پڑونگا۔ پھر اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی ایسی تعریف اور بزرگی کے کلمات واضح فرمائیں گے جو مجھ سے پہلے کسی مخلوق کو نہیں بتائے گئے ہونگے۔ پھر اللہ تعالیٰ مجھ سے ارشاد فرمائیں گے اے محمد! اپنا سر مبارک اٹھایئے اور سفارش کیجئے آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔ آپ مانگیے آپ کو عطا کیا جائے گا۔ پھر جب میں سر اٹھاؤں گا تو اللہ تعالیٰ باوجود علم ہونے کے دریافت فرمائیں گے کہ کیا حال ہے؟ میں کہوں گا اے میرے رب آپ نے میرے ساتھ شفاعت کا وعدہ فرمایا تھا تو آپ اہل جنت کے لیے میری شفاعت قبول فرمالیجئے تا کہ وہ جنت میں داخل ہوجائیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں نے آپ کی شفاعت قبول کی اور ان کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت دے دی''۔

(اس موقع پر) آپ ارشاد فرمارہے تھے کہ ''قسم اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا تم لوگ اس میں اپنے گھروں اور گھر والوں کی اتنی پہچان نہیں رکھتے جتنی اہل جنت، جنت میں اپنے گھروں اور گھر والوں کو پہچانتے ہونگے۔ لہٰذا اہل جنت میں سے ہر شخص اپنی بہتر (۷۲) بیویوں کے پاس جائے گا، جنہیں اللہ تعالیٰ نے حور بنایا ہے اور دو بیویاں انسانوں میں سے ہونگی۔ ان کو اللہ تعالیٰ جس پر چاہیں گے فضیلت دیں گے۔ ان کی اس عبادت کی وجہ سے جو دنیا میں وہ کیا کرتی تھیں۔ جنتی ان میں سے ایک کے پاس جائے گا، وہ یاقوت کے بنے ہوئے کمرے میں ہوگی، اس کا چھپر کھٹ سونے کا بنا ہوا ہوگا، جس میں لعل و جواہر جڑے ہوئے ہونگے۔ بستر اس کا بہترین سندس واستبرق کا بنا ہوا ہوگا، جنتی اپنی بیوی کے کندھوں کے درمیان ہاتھ رکھے گا اس کے کپڑوں کے پیچھے سے بھی اس کے سینے کا جلد اور گوشت دکھائی دے گا۔ اس کے علاوہ اس کی پنڈلیوں کے گوشت کی طرف دیکھے گا جیسے

تم میں سے کوئی شخص یاقوتوں کی پروئی ہوئی لڑی کو دیکھتا ہے۔ اس جنتی کا جگر اپنی بیوی کے لیے آئینہ کی مانند ہوگا اور اسی طرح اس کی بیوی کا جگر بھی اپنے شوہر کے لیے آئینے کی مانند ہوگا۔ دونوں کو تھکاوٹ کا احساس تک نہ ہوگا۔ اتنے میں پکارا جائے گا کہ بیشک ہمیں معلوم ہے کہ نہ تم تھکو گے نہ وہ تھکے گی۔ ہاں اس صورت میں کہ اس کی اور بھی بیویاں ہوں۔ چنانچہ وہ جنتی اس کمرے سے نکل کر فرداً فرداً سب کے پاس آئے گا اور جس بیوی کے پاس بھی آئے گا وہ یہی کہے گی کہ خدا کی قسم جنت میں تم سے زیادہ حسین کوئی نہیں ہے اور نہ ہی جنت میں مجھے تم سے زیادہ کوئی محبوب ہے۔

پھر فرمایا کہ جب دوزخی دوزخ میں پہنچ جائیں گے

پھر آپؐ نے فرمایا کہ ''پھر میں کہوں گا اے میرے رب! میری امت میں سے جو دوزخ میں ہیں ان کے حق میں میری شفاعت قبول فرمائیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جن کو تم پہچانتے ہو ان کو نکال لو۔ چنانچہ ان کو نکال لیا جائے گا۔ یہاں تک ان میں سے ایک بھی دوزخ میں باقی نہ رہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ مجھے شفاعت کی اجازت دیں گے چنانچہ نہ کوئی نبی رہے گا اور نہ شہید مگر شفاعت ضرور کرے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ جس کے دل میں ایک دینار کے برابر بھی ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لو۔ چنانچہ ان لوگوں کو بھی نکال لیا جائے گا یہاں تک کہ ان میں سے بھی کوئی جہنم میں باقی نہ رہے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ شفاعت قبول کرتے ہوئے حکم فرمائیں گے کہ ہر اس شخص کو بھی جہنم سے نکال لو جس کے دل میں دو چوتھائی دینار کے برابر ایمان ہے، پھر ایک چوتھائی کا اعلان ہوگا پھر ایک قیراط کا اور پھر رائی کے دانے کے برابر ایمان رکھنے والوں کی نجات کا اعلان ہوگا، اور ان کو بھی نکال دیا جائے گا حتیٰ کہ ان میں سے بھی کوئی جہنم میں باقی نہ رہے گا۔ یہاں تک کہ کوئی ایسا شخص بھی جہنم میں نہ رہے گا جس نے کبھی بھی اللہ کے لیے کوئی نیک کام کیا ہوگا۔ اور کوئی ایک بھی ایسا نہ باقی بچے گا جس کے لیے شفاعت کی گئی ہوگی یعنی ہر شخص کے حق میں شفاعت قبول کی جائے گی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت کو دیکھ کر ابلیس بھی مغفرت کی امید رکھے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ صرف میں رہ گیا ہوں اور میں تو سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہوں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنا ہاتھ دوزخ میں ڈالیں گے اور جہنم میں اتنے لوگوں کو نکالیں گے کہ خود اللہ کے علاوہ کوئی ان کی تعداد سے آگاہ نہیں ہوسکتا۔ وہ لوگ چھوٹے چھوٹے دانوں کی صورت میں ہونگے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ایک نہر میں ڈال دیں گے جسے نہر حیات کہا جاتا ہے۔ چنانچہ اس نہر میں ڈالے جانے کے بعد وہ اس طرح باہر نکلیں گے جیسے ایک دانہ بارش کے بہتے ہوئے پانی میں اس سبز حصے میں اگتا ہے جہاں دھوپ پڑتی ہے اور جہاں سایہ ہوتا ہے وہاں سے زرد، بہر حال وہ اگیں گے اور موتیوں کی طرح ہوں گے۔ ان کی گردنوں پر یہ عبارت تحریر ہوگی ''الجهنميون عتقاء الرحمن عزوجل ''یعنی یہ دوزخی ہیں جن کو رحمٰن نے آزاد کیا ہے، اہل جنت ان کو اسی تحریر سے پہچانیں گے ان لوگوں نے دنیا میں اللہ کی رضا کی خاطر کبھی بھلائی نہ کی ہوگی۔ بہر حال پھر وہ جنت میں رہیں گے۔[1]

ابوبکر العربی کی کتاب میں ابو یعلی رحمۃ اللہ سے اسی قدر مذکور ہے۔ یہ مشہور حدیث ہے بہت سے آئمہ نے اپنی کتب میں نقل کی ہے مثلاً ابن جریر نے اپنی تفسیر میں، طبرانی نے معلومات میں، حافظ بیہقی نے اپنی کتاب البعث

---

[1] بیہقی کتاب البعث والنشور حدیث نمبر ۶۶۹، طبرانی ''المطولات'' حدیث نمبر ۳۶، تفسیر طبری تفصیلی واجمالی حدیث نمبر ۱۵/۲۵۰۲۵، اور حدیث نمبر ۲/۱۳۲، ۱۳۳

والنشو ر میں، حافظ ابوموسی المدینی نے بھی مطولات میں بہت سے طرق سے اسمٰعیل بن رافع (اہل مدینہ کے قصہ گو) سے نقل کیا ہے، اسی وجہ سے اس میں کچھ کلام بھی کیا گیا ہے اور اس کے بعض طرق میں نکارۃ اور اختلاف بھی ہے۔ میں نے اس روایت کے طرق کو ایک الگ جزء میں نقل کیا ہے۔

اس کے علاوہ اسحٰق بن راہو یہ نے، اس روایت کو حضرت ابوہریرہؓ نے نبی کریم ﷺ سے تفصیلا روایت کیا ہے۔ اس کے علاوہ اس روایت کو اسمٰعیل بن رافع نے ولید بن مسلم سے بھی روایت کیا ہے اور اس کی اس موضوع پر ایک تصنیف بھی ہے جس میں صحیح احادیث سے اس کے شواہد ذکر کئے ہیں۔

ہم انشاء اللہ اس پر فصل در فصل گفتگو کریں گے۔ وباللہ المستعان

فصل

صور کا پھونکا جانا

کل تین مرتبہ صور پھونکا جائے گا، پہلی مرتبہ کو نفخۃ الفزع کہتے ہیں۔ دوسری مرتبہ کو نفخۃ الصعق اور تیسری مرتبہ کو نفخۃ البعث کہا جاتا ہے جیسا کہ ابھی گذر چکا ہے۔

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''ہر دو مرتبہ صور پھونکے جانے کے درمیان چالیس دن کی مدت ہوگی۔ پھر فرمایا میں نے ان باتوں سے انکار کیا جن کے بارے میں مجھے کوئی علم نہیں۔ پھر فرمایا چالیس مہینے۔ میں ان باتوں سے انکار کرتا ہوں جن کے بارے میں مجھے کوئی علم نہیں۔ پھر فرمایا چالیس سال۔ پھر فرمایا پھر آسمان سے پانی برسے گا اور وہ ایسے اگیں گے جیسے سبزہ اگتا ہے اور پھر ارشاد فرمایا کہ (مرنے کے بعد) انسان بالکل باقی نہیں رہتا علاوہ ایک ہڈی کے (باقی بوسیدہ ہو جاتا ہے) اور وہ دم (ریڑھ کی ہڈی کا آخری کنارہ) کی ہڈی ہے اور اس سے قیامت کے دن مخلوق کھڑی ہوگی [1]

امام بخاری نے اسی روایت کو اعمش سے روایت کیا ہے اور یہی روایت امام احمد کی روایت سے بھی ثابت ہے جو انہوں نے عبدالرزاق کے طریق سے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے۔ مسلم نے محمد بن رافع اور انہوں نے عبدالرزاق سے اس کو روایت کیا ہے۔

امام احمد نے حضرت ابوہریرہؓ کی ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''آدم علیہ السلام کا ہر بیٹا (مرنے کے بعد) پرانا (یعنی بوسیدہ) ہو جائے گا۔ اور مٹی اس کو کھا جائے گی علاوہ عجب ذنب (ریڑھ کی ہڈی کے) آخری کنارے کے، اسی سے دوبارہ پیدا ہو کر مخلوق اٹھ کھڑی ہوگی [2]

یہ روایت مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور امام احمد اس میں منفرد ہیں۔ امام احمد نے اس کو ابراہیم الھجری کے طریق سے حضرت ابوہریرہؓ سے بھی روایت کیا ہے۔

اس کے علاوہ امام احمد نے حضرت ابوسعیدؓ کی ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''مٹی انسان (کے جسم کی ہر چیز) کو کھا جائے گی علاوہ عجب ذنب (ریڑھ کی ہڈی کے آخری سرے)

[1] بخاری کتاب التفسیر باب یوم ینفخ فی الصور حدیث نمبر ۴۹۳۵، مسلم کتاب الفتن باب ما بین النفختین حدیث نمبر ۷۳۴۰

[2] مسند احمد حدیث نمبر ۲/ ۴۲۸

کے عرض کیا گیا یا رسول اللہ! وہ کیا ہے؟ ارشاد ہوا، رائی کے دانے کی طرح ہے، یہیں سے (انسان حشر میں) دوبارہ زندہ ہو کر نکلیں گے'' ۔[1]

یہاں مراد دو مرتبہ صور پھونکے جانا ہے اور یہ بھی کہ ان دونوں مرتبہ کے درمیان یا تو چالیس دن کی مدت ہے، یا چالیس مہینے یا چالیس سال کی مدت ہے۔

اور صور سے مراد (تین میں سے) آخری دو میں یعنی نفخہ صعق اور نفخہ بعث ونشور یعنی دوسری مرتبہ جب صور پھونکا جائے گا تو تمام مخلوقات کی موت واقع ہو جائے گی۔ اور تیسری مرتبہ جب صور پھونکا جائے گا تو سارے مردے اپنی قبروں سے اٹھ کھڑے ہونگے۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ ان دونوں کے درمیان آسمان سے پانی برسنے کا بیان ہے۔ اسکے علاوہ عجب ذنب سے انسان کی دوبارہ تخلیق کا بیان ہے کہ قیامت میں اسی عجب ذنب سے انسان دوبارہ زندہ ہونگے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے مراد پہلی دو مرتبہ صور پھونکے جانے کا درمیان واقعہ ہو جس کے ذکر کا یہاں ارادہ تھا۔ بہر صورت دو مرتبہ صور پھونکے جانے کے درمیان کا بیان ہے جس میں بڑے بڑے اہم امور اور واقعات و حوادث پیش آئیں گے۔

قیامت کی ہولناکی

ان میں سے زلزلہ اور زمین کا اہل زمین کے ساتھ دائیں بائیں ڈولنا ہے۔ جیسا کہ سورۃ زلزال آیت نمبر ۱ تا ۳ میں ارشاد ہوتا ہے کہ ''جب زمین اپنی سخت جنبش سے ہلائی جائے گی اور زمین اپنے بوجھ باہر نکال پھینکے گی اور انسان کہے گا اس کو کیا ہوا'' ۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اسی طرح سورۃ الحج آیت نمبر ۱ تا ۲ میں فرمایا ''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو (کیونکہ) یقیناً قیامت (کے دن) کا زلزلہ بڑی بھاری چیز ہو گی جس روز تم لوگ اس زلزلے کو دیکھو گے اس روز تمام دودھ پلانے والیاں (مارے ہیبت کے) اپنے دودھ پیتے کو بھول جاویں گی اور تمام حمل والیاں اپنا حمل (پورے دن ہونے سے پہلے) ڈال دیں گی اور اے مخاطب تجھ کو لوگ نشہ کی حالت میں دکھائی دیں گے حالانکہ وہ نشہ میں نہ ہونگے لیکن اللہ کا عذاب ہے ہی سخت چیز'' ۔

اور سورۃ واقعہ آیت نمبر ۱ تا ۷ میں ارشاد ہوتا ہے کہ ''جب قیامت واقع ہو گی جس کے واقع ہونے میں کوئی خلاف نہیں ہے تو وہ (بعض) کو لپیٹ دے گی اور (بعض کو) بلند کر دے گی۔ جبکہ زمین کو سخت زلزلہ آوے گا اور پہاڑ بالکل ریزہ ریزہ ہو جائیں گے پھر وہ پراگندہ غبار ہو جائیں گے اور تم تین قسم کے ہو جاؤ گے۔

چنانچہ جب پہلی مرتبہ صور پھونکا جائے گا یعنی ''نفخہ الفزع'' (ڈرانے والا صور) جو قیامت کی ابتداء کی علامت ہے، اس پورے دن پر قیامت کا نام ٹھیک صادق آتا ہے۔

جیسا کہ امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''ضرور بالضرور (جب) قیامت آئے گی (تو) دو آدمیوں نے اپنے درمیان کپڑا پھیلایا ہوگا نہ اس کی خرید و فروخت کر سکیں گے اور نہ اس کو دوبارہ لپیٹ سکیں گے، قیامت آ جائے گی، ایک شخص اپنی اونٹنی کا دودھ دودھ کر

---

[1] مسند احمد حدیث نمبر ۳/ ۲۸

واپس آ ئے گا لیکن اسے پی نہ سکے گا، قیامت آ جائے گی اور ایک شخص اپنے حوض لیپ رہا ہوگا لیکن اس سے پانی نہ پی سکے گا، قیامت آ جائے گی اور ایک شخص نے کھانے کے لئے لقمہ منہ کے قریب کرلیا ہوگا لیکن اسے کھانے کا موقع نہیں ملے گا۔''

یہ پہلی مرتبہ صور پھونکے جانے کا واقعہ ہے جو قیامت کے بالکل شروع میں ہوگا، اور جیسے کے پہلے گذر چکا ہے کہ یہ بالکل آخری زمانہ ہوگا اور قیامت بدترین لوگوں پر واقع ہوگی۔

ابھی صور پھونکے جانے کی جو روایت گذری ہے کہ پہلی دو مرتبہ صور پھونکے جانے کے درمیان آسمان پھٹ جائے گا اور ستارے بکھر جائے گے، سورج اور چاند کو گرہن لگ جائے گا اور بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ دوسری مرتبہ صور پھونکے جانے کے بعد ہوگا۔ واللہ اعلم۔

جیسا کہ سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۴۸ تا ۵۱ میں فرمایا کہ'' حالانکہ تم ان (پہلے) لوگوں کے رہنے کی جگہ میں رہتے تھے جنہوں نے اپنی ذات کا نقصان کیا تھا اور تم کو یہ بھی معلوم ہوگیا تھا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیونکر معاملہ کیا تھا اور ہم نے تم سے مثالیں بیان کیں۔ اور ان لوگوں نے اپنی سی بہت ہی بڑی بڑی تدبیریں کیں تھیں اور ان کی تدبیریں اللہ کے سامنے تھیں اور واقعی ان کی تدبیریں ایسی تھیں کہ ان سے پہاڑ بھی ٹل جائیں [1]

اور اسی طرح سورۃ انشاق آیت نمبر ۱، ۲ میں فرمایا کہ'' جو (نفخہ ثانیہ کے وقت) آسمان پھٹ جائے گا (تا کہ اس میں سے غمام اور ملائکہ آئیں) اور اپنے رب کا حکم سن لے گا۔'' (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ قیامۃ آیت نمبر ۷ تا ۱۰ میں ارشاد ہوا کہ'' اور تم تین قسم کے ہو جاؤ گے سو جو داہنے والے ہیں وہ داہنے والے کیسے اچھے ہیں۔ اور جو بائیں والے ہیں کیسے برے ہیں اور جو اعلیٰ درجے کے ہیں وہ تو اعلیٰ ہی درجے کے ہیں (اور) وہ قرب رکھنے والے ہیں یہ مقرب لوگ آرام کے باغوں میں ہوں گے ان کا ایک بڑا گروہ تو اگلے لوگوں میں سے ہوگا اور تھوڑے پچھلے لوگوں میں سے ہوں گے وہ لوگ سونے کے تاروں سے بنے ہوئے تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

جیسا کہ آئندہ آئے گا کہ یہ سب کچھ دوسری مرتبہ صور پھونکے جانے کے بعد ہونے والا ہے۔ رہا زمین کا زلزلہ اور اس زلزلے کی وجہ سے زمین کا پھٹنا اور لوگوں کا اس کے کناروں کی طرف دوڑنا، تو یہ مناسب لگتا ہے کہ پہلی مرتبہ صور پھونکے جانے کے بعد ان واقعات کا ظہور ہو، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ غافر آیت نمبر ۳۲۔۳۳ فرعونیوں میں سے ایک مومن کے بارے میں بتایا ہے کہ'' اے میری قوم میں تمہارے بارے میں قیامت کے دن سے ڈرتا ہوں، جس دن تم پیٹھ پھیر کر بھاگو گے (لیکن) تمہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا۔''

اور سورۃ رحمٰن آیت نمبر ۳۳ تا ۳۶ میں ارشاد ہوتا ہے کہ'' اے گروہ جن اور انسان کے اگر تم کو یہ قدرت ہے کہ آسمان اور زمین کی حدود سے کہیں باہر نکل جاؤ تو (ہم بھی دیکھیں) نکلو مگر بغیر زور کے نہیں نکل سکتے (اور زور

---

[1] بقیہ ترجمہ: (مگر سب گاؤ خور ہوگئیں) پس اللہ تعالیٰ کو اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرنے والا نہ سمجھنا بیشک اللہ تعالیٰ بڑا زبردست اور پورا بدلہ لینے والا ہے۔ جس روز دوسری زمین بدل دی جائے گی اس زمین کے علاوہ اور آسمان بھی اور سب کے سب ایک زبردست اللہ کے روبرو پیش ہونگے اور تو مجرموں (یعنی کافروں کو) زنجیروں میں جکڑے ہوئے دیکھے گا اور ان کے کرتے قطران (تانبے) کے ہونگے اور آگ ان کے چہروں پر لپٹی ہوگی۔

ہے نہیں) سوائے جن وانس! تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کے منکر ہو جاؤ گے۔ تم دونوں پر (قیامت کے روز) آگ کا شعلہ اور دھواں چھوڑا جائے گا پھر تم (اس کو) ہٹا نہ سکو گے سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے''۔

اور جیسے کہ مسند احمد، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے حوالے سے حضرت ابوشریحہ حذیفہ بن اسید کی روایت گذری کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک تم دس نشانیاں نہ دیکھ لو۔'' پھر ان نشانیوں کا تذکرہ فرمایا اور فرمایا کہ ''سب سے آخری نشانی وہ آگ ہوگی جو عدن سے نکلے گی اور لوگوں کو ہنکاتی ہوئی میدان حشر تلک لے جائے گی'' [۱]

یہ آگ آخری زمانے میں دنیا بھر کے لوگوں کو (ہر طرف سے) ہانک کر ملک شام میں جمع کر دے گی اور یہی وہ جگہ ہے جو میدان حشر بنے گی۔

لوگوں کو دھکیلنے والی

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت نقل کی گئی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ''لوگوں کو تین طریقے سے جمع کیا جائے گا، شوق سے، ڈرتے ہوئے، ایک اونٹ پر دو دو اور تین تین اور دس دس سوار ہوں گے، باقی لوگوں کو آگ جمع کرے گی، چنانچہ جہاں وہ لوگ تھک کر آرام کریں گے وہیں یہ آگ بھی ٹھہر جائے گی اور جہاں یہ رات گذاریں گے وہیں آگ بھی رات گذارے گی۔'' [۲]

حضرت عبداللہ بن سلامؓ کی ایک روایت نقل کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''قیامت کی پہلی نشانی، ایک آگ جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف لے جائے گی۔'' [۳]

میدان حشر میں لوگوں کو تین گروپوں میں جمع کیا جائے گا

امام احمد نے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''لوگوں کو میدان حشر میں تین گروپوں کی صورت میں جمع کیا جائے گا، ایک گروپ پیدل چلنے والوں کا ہوگا، ایک گروپ سواروں کا ہوگا اور ایک گروپ وہ ہوگا جو منہ کے بل چل کر جائے گا۔

صحابہ کرام نے عرض کیا، یا رسول اللہ! وہ لوگ منہ کے بل کیسے چلیں گے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس ذات نے ان کو ٹانگوں پر چلایا ہے وہ اس پر بھی قادر ہے کہ اُن کو منہ کے بل چلائے، سنو! وہ منہ کے بل چلتے ہوئے بھی زمین کی ہر اونچ نیچ اور جھاڑ کانٹے سے بچیں گے۔ [۴]

---

[۱] مسلم کتاب الفتن باب فی الایات التی تکون قبل الساعۃ حدیث نمبر ۷۲۱۵، مسند احمد حدیث نمبر ۷/۴

[۲] بخاری کتاب الرقاق باب الحشر حدیث نمبر ۶۵۲۲، صحیح مسلم کتاب الجنۃ ونعیمھا باب فناء الدنیا وبیان الحشر یوم القیامہ حدیث نمبر ۷۱۳۱

[۳] بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب خلق آدم وذریہ حدیث نمبر ۳۳۲۹، مسند احمد حدیث نمبر ۳/۱۳۶

[۴] ترمذی کتاب تفسیر القرآن باب (۱۸) سورۃ بنی اسرائیل حدیث نمبر ۳۱۴۲، مسند احمد حدیث نمبر ۲/۳۵۴، ابوداؤد الطیالسی حدیث نمبر ۲۵۶۶

امام ابوداؤد الطیالسی نے اپنی مسند میں حماد بن سلمۃ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ جبکہ امام احمد نے عبدالرزاق کے طریق سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے سنا، رسول اللہ ﷺ فرمارہے تھے کہ بے شک عنقریب ہجرت کے بعد ایک اور ہجرت ہوگی، لوگوں کو اس جگہ پر جمع کیا جائے گا جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام ہجرت کر کے تشریف لے گئے تھے، زمین پر صرف بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے، اُن کی زمین ان کو پھینک دے گی، آگ ان کو بندروں اور خنزیروں کے ساتھ ہانکے گی، جب وہ رات گذاریں گے تو آگ بھی ٹھہر جائے گی اور جب وہ تھک کر آرام کرے گے تو آگ بھی رک جائے گی اور جو ان میں پیچھے رہ گیا اُس کو آگ کھا جائے گی۔"[1]

طبرانی نے اسی طرح کی روایت حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے۔ جبکہ حافظ ابوبکر البیہقی نے اپنی کتاب "البعث والنشور" حضرت ابوذر غفاریؓ سے نقل کیا ہے کہ آپؐ نے سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۹۷ تلاوت فرمائی "اور ہم ان کو قیامت کے دن اوندھے منہ اندھے بہرے گونگے اٹھائیں گے اُن کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ جب اُس کی آگ بجھنے کو ہوگی تو ہم ان کو عذاب دینے کے لئے اور بھڑکا دیں گے۔" (فتح محمد جالندھری) اور پھر فرمایا کہ مجھ سے صادق المصدوق ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں کو تین فوجوں کی صورت میں جمع کیا جائے گا، ایک فوج کھاتے پیتے، عمدہ لباس پہنے ہوئے اور سواریوں پر سوار ہوگی، ایک فوج (گروہ) پیدل چل اور دوڑ رہے ہوں گے۔ اور ایک گروہ کو فرشتے منہ کے بل گھسیٹ رہے ہوں گے۔"

ہم نے عرض کیا، (پہلے اور آخری) دونوں گروپوں کو تو ہم سمجھ گئے لیکن یہ پیدل چلنے اور دوڑنے والوں کا کیا معاملہ ہے؟ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پشت پر ایک آفت ڈالیں گے، حتیٰ کہ کوئی پشت والا باقی نہ رہے گا یہاں تک کہ ایک شخص ایک ایسی اونٹنی کے بدلے ایک نہایت خوب باغ دے ڈالے گا جو قد میں اتنی چھوٹی ہونگی کے اونٹ کے کوہان کے برابر ہوگی، اُس پر بہت کم سواری کی جاسکتی ہوگی اور اُس نے دودھ دینا بھی بند کر دیا ہوگا۔"[2] (یہ مستدرک حاکم کے لفظ ہیں)۔

اسی طرح امام احمد نے یزید بن ہارون کے طریق سے روایت نقل کی ہے، البتہ اُس میں حضرت ابوذر غفاریؓ کے آیت تلاوت کرنے کا ذکر نہیں اور آخر میں یہ اضافہ ہے کہ "وہ شخص اس اونٹنی پر قادر نہ ہو سکے گا۔"

امام احمد نے حضرت معاویہ بن حمیدۃ القشیری سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "یہاں لوگوں کو جمع کیا جائے گا" (اور شام کی طرف اشارہ فرمایا) پیدل اور سوار ہو کر آئیں گے، اور ایک گروہ منہ کے بل چل کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوگا اور اُن کے منہ پر بند ہوں گے (تا کہ وہ بول نہ سکیں)۔[3]

ترمذی نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے اور اس روایت کو حسن صحیح کہا ہے۔ بہر حال یہ چند روایات ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آخری زمانے میں موجود لوگوں کو میدان حشر میں پوری دنیا سے جمع کیا جائے گا، یہ شام کی سر زمین ہوگی، اور لوگ تین قسم کے گروہوں میں تقسیم ہوں گے، چنانچہ ایک قسم ایسی ہوگی جو کھاتے پیتے، عمدہ لباس پہنے سواریوں پر سوار ہوں گے، اور ایک قسم ایسی ہوگی جو کبھی پیدل چلے گی اور کبھی سوار ہوا کرے گی، یہ پیدل چلنے اور سوار

---

[1] مسند احمد حدیث نمبر ۲/ ۱۹۹، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۰۷۹۰

[2] مسند احمد حدیث نمبر ۵/ ۱۶۴

[3] ترمذی کتاب صفۃ القیامۃ باب ماجاء فی شان الحشر حدیث نمبر ۲۴۲۴

ہونے کا سلسلہ اونٹ پر ہوگا، جیسے کہ پہلے صحیحین کی روایت میں گذرا کہ بعض اونٹ ایسے ہوں گے جن پر دو افراد سوار ہوں، اور بعض پر تین اور بعض پر دس، یعنی سواریوں کی قلت کی وجہ سے باری باری سواری کریں گے، جیسا کہ پہلے تفصیلا بیان ہو چکا ہے، اور باقی لوگوں (یعنی تیسرے گروہ) کو آگ ہانک کر جمع کرے گی، یہ وہ آگ ہوگی جو عدن سے نکلے گی اور لوگوں کو پیچھے سے گھیرے گی اور ہر جانب سے ہانکتی ہوئی میدان حشر کی طرف لے جائے گی اور لوگوں میں سے جو پیچھے رہ گیا اس کو یہ آگ کھا جائے گی۔''

ان تفصیلات سے یہ معلوم ہوا کہ یہ سب دنیا کے آخری زمانے میں ہوگا، مثلاً کھانا پینا، سوار ہونا، اور پیچھے رہ جانے والوں کو آگ کا کھا جانا (یعنی جل جانا)، اور اگر ان واقعات کا ظہور تیسری اور آخری مرتبہ صور پھونکے جانے کے بعد مان لیا جائے تو صحیح نہیں کیونکہ اس کے بعد نہ تو موت ہوگی نہ چلتی سواری، نہ کھانا نہ پینا، اور نہ ہی وسیع صحنوں میں رہنا پہننا اور عجیب بات یہ ہے کہ حافظ ابوبکر البیہقی نے (باوجود یہ کہ اس طرح کی اکثر روایات بیان کی ہیں) ان کو قیامت کے بارے پر محمول کیا ہے اور اس کو صحیح قرار دیا ہے اور جو ہم نے بیان کیا ہے اُس کو ضعیف قرار دیا ہے، وہ سورۃ مریم کی آیت نمبر ۸۵ تا ۸۷ سے استدلال کرتے ہیں ''اور جس روز ہم متقیوں کو رحمٰن (کے دارالنعیم) کی طرف مہمان بنا کر جمع کریں گے اور مجرموں کو دوزخ کی طرف پیاسا ہانکیں گے (وہاں) کوئی سفارش کا اختیار نہ رکھے گا مگر ہاں جس نے رحمٰن کے پاس (سے) اجازت لی ہے۔'' (ترجمہ حضرت تھانوی)۔

قیامت کے روز ننگے پیر، ننگے بدن اور غیر مختون ہوں گے

اور اُن کے اس دعوے کا صحیح ہونا کیسے ممکن ہے؟ جو انہوں نے اس آیت کی تفسیر میں حدیث بیان کر کے کہا ہے، کہ فرماتے ہیں کہ ''بعض اونٹوں پر دو اور بعض پر تین اور بعض پر دس دس سوار ہوں گے؟ باوجود اس کے کہ سواریوں کی کمی کی تصریح بھی کی جا چکی ہے؟ اس سے بات نہیں بنتی۔ یہ جنت کی سواریاں ہوں گی جن پر مومن سوار ہوں گے اور وسیع صحنوں سے جنت کی طرف روانہ ہوں گے، لیکن اُن کی حالت ایسی نہ ہوگی، جیسا کہ اپنی جگہ پر آئے گا۔

رہی وہ حدیث جو دوسرے طریق سے بہت سے صحابہ کرامؓ سے مروی ہے۔ ان میں حضرت ابن عباس، ابن مسعود اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ شامل ہیں ''بے شک تم کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں جمع کیا جائے گا اس حال میں کہ تم ننگے پیر، ننگے بدن اور غیر مختون ہوگے۔''[1]

سورۃ انبیاء آیت نمبر ۱۰۴ میں ارشاد ہوتا ہے کہ ''وہ دن بھی یاد کرنے کے قابل ہے، جس روز ہم آسمان کو اس طرح لپیٹ دیں گے جس طرح لکھے ہوئے مضمون کا کاغذ لپیٹ دیا جاتا ہے۔''[2]

تو یہ حشر اس کے علاوہ ہے، یہ تو قیامت کا دن ہے، آخری (تیسری مرتبہ) صور پھونکے جانے کے بعد

---

[1] بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ واتخذ ابراہیم خلیلا حدیث نمبر ۳۳۴۹، مسلم کتاب الجنۃ باب دناء الدنیا و بیان الحشر یوم القیامۃ حدیث نمبر ۷۱۳۰، ترمذی کتاب صفۃ القیامۃ باب ماجاء فی شان الحشر حدیث نمبر ۲۴۲۳، مسند احمد حدیث نمبر ۵۳/۶

[2] بقیہ ترجمہ: کی ابتداء کی تھی اسی طرح آسانی سے اس کو دوبارہ پیدا کریں گے یہ ہمارے ذمہ وعدہ ہے اور ہم ضرور اس کو پورا کریں گے (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

لوگ اپنی قبروں سے ننگے پیر، ننگے بدن اور غیر مختون (یعنی ان کا ختنہ نہ ہوا ہوگا) اٹھ کھڑے ہوں گے، اور کافروں کو بھی اسی طرح جہنم کی طرف روانہ کیا جائے گا یعنی پیاس کی حالت میں۔

سورۃ اسراء کی آیت نمبر ۹۷ میں ارشاد ہوتا ہے کہ ''اور اللہ جس کو راہ پر لائے وہی راہ پر آتا ہے اور جس کو وہ بے راہ کردے تو خدا کے سوا آپ کسی کو بھی ایسوں کا مددگار نہ پائیں گے اور ہم قیامت کے روز ان کو اندھا گونگا بہرا کر کے منہ کے بل چلاویں گے (پھر) ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے وہ جب ذرا دھیمی ہونے لگے گی تب ہی ان کے لئے اور زیادہ بھڑ دیں گے۔'' (ترجمہ حضرت تھانوی)۔ یہ وہ وقت ہوگا جب انہیں آگ میں داخل ہونے کا حکم دیا جائے گا، میدان حشر سے، جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس کی تفصیل آگے بیان ہوگی، اللہ ہی پر بھروسہ اور اعتماد ہے۔

جیسا کہ پہلے صور کی تفصیلی حدیث میں ذکر کیا گیا ہے کہ جو لوگ قیامت سے پہلے مر چکے ہوں گے ان کو ان تمام ہونے والے واقعات کا کوئی احساس نہ ہوگا، اور جن کو اللہ تعالیٰ نے مستثنیٰ فرمایا ہے وہ صرف شہداء ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں زندہ ہیں اور ان کو رزق دیا جاتا ہے، لہٰذا ان کو ان معاملات کا احساس ہوگا، لیکن وہ ان سے گھبرائیں گے نہیں اسی طرح وہ نفخہ صعق سے بھی نہیں گھبرائیں گے۔

مفسرین کا اس میں اختلاف ہے کہ روایت میں مستثنیٰ کئے گئے افراد سے کون لوگ مراد ہیں؟ مختلف اقوال ہیں، ایک تو صحیح یہ ہیکہ وہ شہداء ہیں۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اُن سے مراد حضرت جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور ملک الموت علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد وہ فرشتے ہیں جنہوں نے عرش کو اٹھا رکھا ہے اور اس کے علاوہ بھی مختلف اقوال ہیں۔ واللہ اعلم۔

اور صور والی تفصیلی حدیث میں یہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ یہ مدت اہل دنیا کیلئے اتنی طویل طویل ہوگی جتنی نفخہ فزع (پہلے صور) اور نفخہ (دوسرے صور) پھونکے جانے کے درمیان، وہ یہ تمام خوفناک حالات اور معاملات دیکھ رہے ہوں گے، چنانچہ اس کی وجہ سے موجود لوگ مر جائیں گے خواہ وہ آسمان پر رہنے والے ہوں یا زمین پر، انسانوں میں سے ہوں یا جنات و فرشتوں میں سے علاوہ اُن کے جن کو اللہ تعالیٰ زندہ رکھنا چاہیں گے۔ چنانچہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ عرش اٹھانے والے فرشتے ہوں گے اور یہ بھی کہ اُن سے مراد حضرت جبرئیل، میکائیل، اسرافیل علیہم السلام ہیں، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اُن سے مراد شہداء ہیں اور اس کے علاوہ بھی۔ واللہ اعلم۔

سورۃ زمر آیت نمبر ۶۸ میں ارشاد ہوتا ہے کہ ''اور (قیامت کے روز) صور میں پھونک ماری جاوے گی۔ سو تمام انسان اور زمین والوں کے ہوش اڑ جائیں گے مگر جس کو خدا چاہے پھر اُس (صور) میں دوبارہ پھونک ماری جائے گی۔ تو سب کے سب کھڑے ہو جائیں گے اور چاروں طرف دیکھنے لگیں گے۔'' (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ الحاقہ آیت نمبر ۱۳ تا ۱۸ میں فرمایا کہ ''پھر جب صور میں یکبارگی پھونک ماری جائے گی (مراد نفخہ اولی ہے) اور (اس وقت) زمین اور پہاڑ (اپنی جگہ سے) اٹھا لیئے جاویں گے پھر دونوں ایک ہی دفعہ میں ریزہ ریزہ کر دیئے جاویں گے اور آپ کے پروردگار کا عرش اس روز بالکل بودا ہوگا اور فرشتے (جو آسمان میں پھیلے ہوئے ہیں) اس کے کنارے پر آ جاویں گے اور آپ کے پروردگار کے عرش کو اس روز آٹھ فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے جس روز (خدا کے روبرو) حساب کے واسطے تم پیش کیئے جاؤ گے (اور) تمہاری کوئی بات اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہ ہو گی۔'' (ترجمہ حضرت تھانوی)

جیسا کہ پہلی صور والی تفصیلی حدیث میں گزر چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو حکم دیں گے کہ نفخۃ الصعق پھونکو چنانچہ وہ (دوسری مرتبہ) صور پھونکیں گے۔ چنانچہ اس کے اثر سے تمام زمین وآسمان والے مرجائیں گے علاوہ اُن کے جن کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھنا چاہیں گے اس کے بعد اللہ تعالیٰ (باوجود ہر بات معلوم ہونے کے) ملک الموت سے دریافت فرمائیں گے کہ اب کون باقی رہا؟ ملک الموت جواب میں عرض کریں گے اے اللہ! آپ باقی بچے ہیں آپکو کبھی موت نہ آئے گی، اور آپ کے علاوہ عرش اٹھانے والے فرشتے جبرائیل اور میکائیل باقی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ جبرائیل ومیکائیل کی روح قبض کرنے کا حکم دیں گے، اس کے بعد عرش اٹھانے والے فرشتوں کی روح قبض کئے جانے کا حکم ہوگا اور پھر ملک الموت کو بھی مرجانے کا حکم ہوگا، اور وہ تمام مخلوقات میں سب سے آخری مخلوق ہونگے جس کو موت کا سامنا کرنا ہوگا'' [1]

ابوبکر بن ابی الدنیا نے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ ملک الموت سے کہیں گے کہ تو بھی میری مخلوق میں سے ایک مخلوق ہے، میں نے تجھے پیدا کیا، اب مرجا اور دوبارہ نہ زندہ ہونا'' [2]

محمد بن کعب نے اپنی اطلاع کے مطابق یہ اضافہ کیا ہے کہ ''ملک الموت سے کہا جائے گا کہ اب مرجا اور اسکے بعد کبھی بھی پیدا نہ ہونا۔ چنانچہ ملک الموت ایسی زبردست چیخ ماریں گے کہ اگر اس چیخ کو زمین وآسمان والے سن لیتے تو خوف کی شدت سے مرجاتے''۔

حافظ ابوموسیٰ المدینی فرماتے ہیں کہ اس روایت کی سند میں ان الفاظ کے لیے اسمٰعیل بن رافع کا کوئی متابع موجود نہیں ہے اور نہ ہی اکثر رواۃ نے ان الفاظ کو نقل کیا ہے۔

میرا (یعنی علامہ ابن کثیر مصنف تاریخ ہٰذا) کا یہ خیال ہے کہ بعض راویوں نے ان معنی کے ساتھ روایت کی ہے کہ ''مرجا اور اسکے بعد کبھی بھی زندہ مت ہونا''۔ یعنی اس کے بعد موت کا فرشتہ نہ رہے گا کیونکہ اس دن کے بعد کسی کو موت نہ آئے گی جیسے کہ صحیح روایات میں ثابت ہے۔ کہ قیامت کے دن موت کو ایک چتکبرے مینڈھے کی صورت میں لایا جائے گا اور جنت اور جہنم کے درمیان ذبح کردیا جائے گا اور پھر کہا جائے گا اے اہل دوزخ! اب تم ہمیشہ زندہ رہو گے کبھی موت نہ آئے گی''۔ اور اے اہل جنت! اب تم ہمیشہ رہو گے کبھی موت نہ آئے گی'' [3]

عنقریب حدیث آئے گی کہ ملک الموت فانی ہے یہاں تک کہ اس کے بعد موت کا فرشتہ کبھی بھی نہ رہے گا۔ واللہ اعلم

اور اگر بالفرض یہ الفاظ جناب نبی کریم ﷺ سے صحیح ثابت بھی ہیں تو اس کا ظاہری مطلب یہی ہے کہ اس کے بعد کبھی موت نہ آئے گی۔ اور یہ تاویل بھی حدیث کے صحیح ہونے کی صورت میں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

فصل

جیسا کہ صور کی تفصیلی حدیث میں ذکر کیا گیا ہے کہ ''جب اُس ذات بابرکات کے علاوہ کوئی نہ رہے گا جو

---

[1] ہیثمی کی مجمع الزوائد حدیث نمبر ۳۳۵/۵

[2] مسند امام احمد حدیث نمبر ۱۶۲/۲، اور حدیث نمبر ۵۱۳/۲، مستدرک حاکم حدیث نمبر ۸۳/۱

[3] بخاری کتاب التفسیر باب (وانذرھم یوم الحسرۃ) حدیث نمبر ۴۷۳۰، ترمذی کتاب صفۃ الجنۃ باب ماجاء فی خلود اہل الجنۃ واہل النار حدیث نمبر ۲۵۵۸، مسند احمد حدیث نمبر ۳۷۷/۲

اکیلا ہے واحد ہے، قہار ہے، یکہ وتنہا ہے، بے نیاز ہے، نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا اور نہ ہی اُس کا کوئی ہمسر ہے، وہی آخر میں ہوگا جس طرح اول میں تھا، زمین وآسمان کو لپیٹ دے گا جیسے کتابوں کی فہرست کو لپیٹ دیا جاتا ہے، اور پھر ان کو پھیلا کر وسیع کر دے گا اور تین مرتبہ اُن کو پھیلا کر وسیع کرے گا۔

اور تین مرتبہ فرمایا کہ میں ہی جبار ہوں، پھر پکارے گا کون ہے آج حقیقی بادشاہ (تین مرتبہ پکارے گا) لیکن کوئی ایک بھی جواب دینے والا نہ ہوگا، پھر خود ہی جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمائے گا ''صرف اللہ ہی کے لئے جو اکیلا ہے اور زبردست ہے۔''

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد (سورۃ الزمر آیت نمبر ۶۷) ہے کہ ''اور (افسوس) کہ ان لوگوں نے خدا تعالیٰ کی کچھ عظمت نہ کی جیسی عظمت کرنا چاہیئے تھی (اس کی وہ شان ہے کہ) ساری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن اور تمام آسمان لپٹے ہوں گے اس کے داہنے ہاتھ میں وہ پاک اور برتر ہے ان کے شرک سے (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

اور اسی طرح سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۱۰۴ میں ارشاد فرمایا کہ ''وہ دن (بھی) یاد کرنے کے قابل ہے جس روز ہم (نفخہ اولی کے وقت) آسمان کو اس طرح لپیٹ دیں گے جس طرح لکھے ہوئے مضمون کا کاغذ لپیٹ لیا جاتا ہے اور ''ہم نے جس طرح اول بار پیدا کرتے وقت ہر چیز کی ابتداء کی تھی اسی طرح (آسانی سے) اس کو دوبارہ پیدا کر دیں گے یہ ہمارے ذمہ وعدہ ہے۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)۔

اور سورۃ الحدید آیت نمبر ۳ میں فرمایا کہ ''وہی پہلے ہے اور وہی پیچھے اور ظاہر ہے اور وہی مخفی ہے اور ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے۔''

اور سورۃ غافر آیت نمبر ۱۵ تا ۱۷ میں ارشاد فرمایا کہ ''(وہ) مالک درجات عالی اور صاحب عرش ہے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے وحی بھیجتا ہے تاکہ ملاقات کے دن سے ڈراوے۔ جس روز وہ نکل پڑیں گے۔ اُن کی کوئی چیز خدا سے مخفی نہ رہے گی۔ آج کس کی بادشاہت ہے؟ خدا کی جو اکیلا اور غالب ہے۔ آج کے دن ہر شخص کو اُس کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ آج بے انصافی نہ ہوگی بے شک خدا جلد حساب لینے والا ہے۔'' (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور صحیحین میں امام زہرہ کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت نقل کی گئی ہے۔ فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ زمین کو اپنے قبضے میں لے لیں گے اور آسمان کو اپنے دائیں ہاتھ سے لپیٹ دیں گے، اور پھر فرمائیں گے کہ میں ہی بادشاہ ہوں، میں ہی جبار ہوں، کہاں ہے دنیا کے بادشاہ؟ کہاں ہیں جبار اور متکبر لوگ؟

صحیحین میں حضرت ابن عمرؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ آسمان کو اپنے دائیں ہاتھ کی مٹھی میں لے لیں گے اور پھر فرمائیں گے کہ میں ہی شہنشاہ ہوں۔''[1]

مسند احمد اور صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے سورۃ زمر کی آیت نمبر ۶۷ منبر پر تلاوت فرمائی کہ ''اور (افسوس) ان لوگوں نے خدا تعالیٰ کی کچھ عظمت نہ کی جیسی عظمت کرنا چاہیئے تھی

[1] بخاری کتاب الرقاق، باب یقبض اللہ الارض یوم القیامۃ حدیث نمبر ۶۵۱۹، مسلم کتاب صفات المنافقین باب کتاب صفۃ القیامۃ والجنۃ والنار حدیث نمبر ۷۰۸۱، مقدمہ ابن ماجہ باب فیما انکرت الجھمیۃ حدیث نمبر ۱۹۴

حالانکہ (اس کی وہ شان ہے کہ) ساری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن اور تمام آسمان لپٹے ہوں گے اس کے داہنے ہاتھ میں۔ وہ پاک اور برتر ہے ان کے شرک سے۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ اس طرح (اپنے ہاتھ کے اشارے سے) اُس کو حرکت دیتے۔ کبھی آگے لے جاتے اور کبھی پیچھے۔ اور فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ اپنی بزرگی بیان کریں گے کہ میں ہی جبار ہوں، میں ہی متکبر ہوں، میں ہی بادشاہ ہوں، میں ہی زبردست ہوں اور میں ہی کریم ہوں'' اسی دوران آپ ﷺ کا منبر کانپنے لگا حتی کہ ہم سمجھ رہے تھے کہ منبر آپ ﷺ سمیت گر نہ پڑے۔[1]

اس مقام سے متعلق دیگر بہت سی روایات ہم نے اپنی تفسیر کی کتاب میں اس آیت کی تفسیر کے ذیل میں بیان کردی ہیں اور وہاں تفصیل سے بیان کردیا ہے اور تعریف تو اللہ ہی کے لئے ہے۔

فصل

حدیث صور میں فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ اسی زمین کو تبدیل کردیں گے، اُس کو پھیلا دیں گے، اور خوب ہموار کر دیں گے اور اُس کو اس طرح وسیع کردیں گے جیسے بازار میں کھال کو کھینچ کر وسیع کردیا جاتا ہے۔ آپ اس میں کوئی اونچ نیچ نہ دیکھیں گے۔''

پھر اللہ تعالیٰ مخلوق کو ایسی ڈانٹ پلائیں گے کہ وہ بھی زمیں و آسمان کی طرح تبدیل ہوجائیں گے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ''جس روز دوسری زمین بدل جائے گی اس زمین کے علاوہ اور آسمان بھی اور سب کے سب اللہ کے روبرو پیش ہوں گے۔'' (سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۴۸) (ترجمہ حضرت تھانوی)

صحیح مسلم میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال پوچھا گیا کہ جس دن زمین و آسمان کو تبدیل کردیا جائے گا تو لوگ کہاں ہوں گے؟ فرمایا پل کے نیچے اندھیروں میں۔''[2]

اس تبدیلی سے مراد حدیث میں مذکور تبدیلی کے علاوہ کوئی اور تبدیلی ہے اور وہ یہ کہ دوسری اور تیسری مرتبہ صور پھونکے جانے کے درمیان زمین کی علامات تبدیل ہوجائیں گی، پہاڑ ادھر ادھر اڑتے پھریں گے اور زمیں ڈولنے لگے گی، اور پوری زمین ایک ہموار زمین میں تبدیل ہوجائے گی نہ ہی اس میں کوئی ٹیڑھا پن ہوگا نہ گھاٹیاں نہ وادیاں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ طہٰ آیت نمبر ۱۰۵ تا ۱۰۷ میں ارشاد فرمایا ہے کہ ''اور لوگ آپ سے پہاڑوں کی نسبت پوچھتے ہیں (کہ قیامت میں ان کا کیا حال ہوگا) سو آپ فرمادیجئے کہ میرا رب ان کو بالکل اڑا دے گا پھر زمین کو ایک میدان ہموار کردے گا کہ جس میں تو (اے مخاطب) نہ ہمواری دیکھے گا اور نہ کوئی بلندی۔ یعنی نہ گہرائی ہوگی اور نہ کوئی بلندی۔ (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

اور سورۃ نباء آیت ۲۰ میں ارشاد ہوا ''اور پہاڑ (اپنی جگہ سے) ہٹا دیئے جائیں گے سو وہ ریت کی طرح ہوجائیں گے۔''

اور سورۃ القارعۃ آیت نمبر ۵ میں فرمایا کہ ''اور پہاڑ دھنکی ہوئی رنگین اون کی طرح ہوجائیں گے۔'' جبکہ سورۃ الحاقۃ آیت نمبر ۱۴ میں ارشاد ہوا کہ ''اور زمین اور پہاڑ اٹھا لیئے جاویں گے پھر دونوں ایک ہی دفعہ ریزہ ریزہ کر

---

1. بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ (لما خلقت بیدی) حدیث نمبر ۷۴۱۳، مسلم کتاب صفات المنافقین باب کتاب صفۃ القیامۃ والجنۃ والنار حدیث نمبر ۶۹۸۲، مسند احمد حدیث نمبر ۲/۳۷۴
2. مسلم کتاب الحیض باب بیان صفۃ منی الرجل والمراۃ وان الولد مخلوق من مائھما حدیث نمبر ۷۱۴

دیئے جائیں گے۔"

اور سورۃ الکہف آیت نمبر ۴۷ میں ارشاد فرمایا کہ "اور اس دن کو بھی یاد کرنا چاہیئے جس دن ہم پہاڑوں کو ہٹا دیں گے اور آپ زمین کو دیکھیں گے کہ کھلا میدان پڑا ہے اور ہم ان سب کو جمع کر دیں گے اور ان میں سے کسی کو نہ چھوڑیں گے۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

فصل

جیسے کہ صور والی حدیث میں ارشاد ہوا تھا کہ پھر اللہ تعالیٰ عرش کے نیچے سے پانی نازل فرمائیں گے چنانچہ یہ پانی چالیس دن تک برستا رہے گا یہاں تک کہ پانی کی سطح تمہارے سروں سے بھی بارہ گز اوپر تک جا پہنچے گی، پھر اللہ تعالیٰ جسموں کو حکم دیں گے کہ وہ اگیں (یعنی اٹھ کھڑے ہوں) چنانچہ لوگ اپنی قبروں سے اگیں گے جیسے "طراثیت" (کھیرے کی ایک قسم جو عام کھیرے سے چھوٹی ہوتی ہے) یا سبزہ۔

امام احمد اور مسلم کی روایت جو انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے نقل کی تھی اُس میں یہ بھی گذر چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "پھر صور پھونکا جائے گا، چنانچہ اس کی آواز کو سننے والا کوئی ایسا نہ رہے گا جو اس آواز کو توجہ سے سنے اور سر اٹھا کر غور سے سنے، اور اس آواز کو جو شخص سنے گا وہ اپنے حوض کو لیپ رہا ہوگا اور اسی حالت میں مر جائے گا۔ اس کو سننے والا کوئی بھی زندہ نہ بچے گا، پھر اللہ تعالیٰ ایسی بارش بھیجیں گے جیسے وہ شبنم کے قطرے ہوں یا سایہ، چنانچہ اس کے اثر سے مخلوق کے جسم اگنے لگیں گے (یعنی اٹھ کے کھڑے ہونے لگیں گے)، پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو سب کے سب اٹھ کھڑے ہوں گے، پھر کہا جائے گا، اے لوگو! آجاؤ اپنے رب کی طرف۔"[1]

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "دوبارہ صور پھونکے جانے کے درمیان چالیس کی مدت ہوگی۔"

لوگوں نے عرض کیا کہ، اے ابو ہریرہؓ! کیا چالیس دن؟ فرمایا، جس بات کا مجھے علم نہیں اس سلسلے میں کچھ نہیں کہہ سکتا، لوگوں نے پھر دریافت کیا، کیا چالیس سال؟ آپ نے فرمایا جس بات کا مجھے علم نہیں، میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ (قبر میں) انسان کا سارا جسم پرانا (بوسیدہ) ہو جاتا ہے علاوہ ریڑھ کی ہڈی کے آخری سرے کے جس سے مخلوق دوبارہ پیدا ہوگی۔"[2]

امام مسلم نے اعمش کے حوالے سے یہی روایت نقل کی ہے، البتہ اس میں تیسری بار پوچھنے کے بعد دوبارہ اسی مذکورہ جواب کا اضافہ کیا گیا ہے یعنی "جس بات کا مجھے علم نہیں اُس کے بارے میں میں کچھ نہیں کہہ سکتا، پھر فرمایا کہ "پھر آسمان سے پانی نازل ہوگا۔ تو لوگ اس طرح اگیں گے جیسے سبزہ اگتا ہے، اور انسان کے جسم میں کوئی چیز بوسیدہ ہوئے بغیر نہیں رہتی علاوہ ایک ہڈی کے اور وہ "عجب الذنب" (یعنی ریڑھ کی ہڈی کا آخری سرا) اور اسی سے مخلوقات دوبارہ زندہ ہوں گی۔

ابو بکر بن ابی الدنیا نے اپنی کتاب "اھوال یوم القیامۃ" میں حضرت ابی بن کعبؓ کی روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں، قیامت کے دن سے پہلے چھ علامات ہوں گی، لوگ ادھر ادھر بازاروں میں گھوم پھر رہے ہوں گے کہ

[1] بخاری کتاب التفسیر باب (یوم ینفخ فی الصور) حدیث نمبر ۴۹۳۵، مسلم کتاب الفتن باب ما بین النفختین حدیث نمبر ۷۳۴۰
[2] بخاری کتاب التفسیر باب (یوم ینفخ فی الصور) حدیث نمبر ۴۹۳۵، مسلم کتاب الفتن باب ما بین النفختین حدیث نمبر ۷۳۴۰

اچانک سورج کی روشنی ختم ہو جائے گی، ابھی لوگ اسی حیرت سے نہ نکلے ہوں گے کہ پہاڑ زمین پر گرنا شروع ہو جائیں گے چنانچہ زمین میں حرکت اور بے چینی کے آثار پیدا ہونے لگیں گے، زمین آپس میں خلط ملط ہو جائے گی۔ کیا انسان، کیا جنات سب گھبرا جائیں گے، (اسی گھبراہٹ کی وجہ سے) چوپائے، وحشی درندے اور پرندے آپس میں مل جائیں گے، آپس میں ہڑ بونگ مچی ہوگی، کسی کو دوسرے کا ہوش نہ رہے گا چنانچہ فرمایا "واذا الوحوش حشرت" یعنی جب وحشی جانور (گھبراہٹ کے مارے) جمع ہو جائیں گے۔" اور فرمایا "واذا العشار عطلت۔" یعنی "اور جب دس مہینے کی گابھن اونٹنیاں چھٹی پھریں گی۔" اور "واذاالبحار سجرت"۔ یعنی "اور جب دریا بھڑکائے جائیں گے"۔ (سورۃ التکویر آیت نمبر ۴ تا ۶)

جنات انسانوں سے کہیں گے ہم تمھیں ایک خبر سناتے ہیں، سمندر کی طرف چلو، جب سمندر تک پہنچو گے تو سمندر بھڑکتی ہوئی آگ میں تبدیل ہو چکا ہوگا۔ ابھی لوگ اسی حیرت اور پریشانی کے عالم میں ہونگے کہ زمین ایک ہی جھٹکے میں انتہائی نچلی ساتیوں تہہ تک پھٹ جائے گی اسی طرح آسمان بھی اوپر ساتیوں آسمان تک پھٹ جائے گا، اسی دوران ایک ہوا چلے گی جس سے سب لوگوں کو موت آ جائے گی۔

ابن ابی الدنیا نے عطا بن یزید السکسکی کی روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ ایک پاک خوشبودار ہوا بھیجیں گے۔ یہ قربِ قیامت کے دن ہونگے۔ چنانچہ اس ہوا کے اثر سے ہر مومن کی موت واقع ہو جائے گی اور بدترین لوگ رہ جائیں گے۔ وہ لوگ گدھوں کیطرح شور مچائیں گے، انہی پر قیامت قائم ہوگی۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ زمین پر ایک زلزلہ بھیجیں گے جس سے لوگوں کے قدم اکھڑ جائیں گے، ان کے مکانات تباہ ہو جائیں گے۔ چنانچہ تمام انسان، جن اور شیاطین باہر نکل آئیں گے، ہر ایک فرار کا راستہ ڈھونڈ رہا ہوگا۔ چنانچہ وہ مغرب کی طرف آئیں گے لیکن وہ بند ہو چکا ہوگا اور اس پر حفاظتی فرشتے موجود ہونگے، لوگ پھر باقی لوگوں کے پاس واپس آ جائیں گے، اسی دوران قیامت آ جائے گی۔ ایک پکارنے والے کی پکار سنی جائے گی جو پکار رہا ہوگا کہ اے لوگو! "اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ" (سوۃ النحل آیت نمبر ۱) یعنی خدا تعالیٰ کا حکم آ پہنچا، سو تم اس میں جلدی مت مچاؤ وہ لوگوں کے شرک سے پاک اور برتر ہے"۔

پھر فرمایا کہ جس طرح ایک عام عورت اس پکار کو صحیح اور وضاحت سے سنے گی۔ اسی طرح اس کی گود میں موجود بچہ بھی اس پکار کو سنے گا، اس کے بعد صور پھونکا جائے گے، جس کے اثر سے تمام اہل زمین و آسمان کو موت آ جائے گی علاوہ ان لوگوں کے کہ جن کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھنا چاہے"۔[1]

اور علامہ ابن ابی الدنیا نے ہی ایک روایت فضالۃ بن عبید اور عقبہ بن عامرؓ کے طریق سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "تم پر ایک سیاہ بادل ڈھال کی مانند آئے گا، مغرب کی جانب سے، یہ بلند ہوتا چلا جائے گا یہاں تک کہ مکمل طور پر چھا جائے گا، اور ایک پکارنے والا پکارے گا، اے لوگو! بے شک اللہ کا حکم آ پہنچا۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے دو آدمی (خرید و فروخت کے لیے) کپڑے پھیلائے ہوئے ہونگے لیکن لپیٹنے کی نوبت نہ آئے گی، اور ایک آدمی اپنے حوض کو لیپ رہا ہوگا لیکن اس سے پینے کی نوبت نہ

---

[1] ابن حجر کی کتاب الفتن باب تفسیر الزمان حتی تعبد الاوثان حدیث نمبر ۱۳/ ۷۷، درمنثور للسیوطی حدیث نمبر ۶/ ۶۱

آ ئے گی، اور ایک شخص اپنی اونٹنی کا دودھ دھور ہا ہوگا لیکن اس میں سے ایک قطرہ بھی پینے کی نوبت نہ آ ئے گی''۔[۱]

محارب بن دثار نے ارشاد فرمایا کہ ''قیامت کے دن پرندے اپنی دم کے ذریعے اڑیں گے اور بلا کسی طلب کے وہ سب کچھ اگل دیں گے جو ان کے پیٹ میں ہوگا، اور یہ سب قیامت کے خوف سے ہوگا۔ ابن ابی الدنیا نے اپنی کتاب ''الاہوال'' میں اس کو ذکر کیا ہے۔

ابن ابی الدنیا نے ہی حضرت ابن عمرؓ کی ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''جو شخص چاہتا ہے کہ قیامت کے دن کو اپنی آ نکھوں سے دیکھے تو اس کو چاہیئے کہ 'اذا الشمس کورت '(سورۃ التکویر)، 'اذاالسماء انفطرت '(سورۃ الانفطار) اور 'اذاالسماء انشقت'(سورۃ الانشقاق) پڑھا کرے۔

اس روایت کو امام احمد اور ترمذی نے عبداللہ بن جبیرؓ کے حوالے سے نقل کیا ہے''۔[۲]

تیسری اور آخری مرتبہ (نفخۃ البعث) صور پھونکا جانا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''اور (قیامت کے روز) صور میں پھونک ماری جاوے گی۔ سو تمام آسمانوں اور زمین والوں کے ہوش اڑ جائیں گے مگر جس کو خدا چاہے، پھر اس (صور) میں دوبارہ پھونک ماری جاوے گی تو دفعتاً سب کے سب کھڑے ہو جاویں گے (اور چاروں طرف) دیکھنے لگیں۔ (سورۃ الزمر آیت نمبر ۶۸ تا ۷۰، ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ النباء آیت نمبر ۱۸ تا ۲۰ میں ارشاد ہوا کہ ''یعنی جس دن صور پھونکا جائے گا۔ پھر تم لوگ گروہ گروہ آ ؤ گے اور آسمان کھل جاوے گا پھر اس میں دروازے ہی دروازے ہو جائیں گے اور پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹا دیئے جاویں گے سو وہ ریت کی طرح ہو جائیں گے۔

سورۃ الاسراء آیت نمبر ۱۳۔۱۴ میں ارشاد فرمایا ہے کہ ''یہ اس روز ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تم کو پکارے گا اور تم (بالاضطرار) اس کی حمد کرتے ہوئے حکم کی تعمیل کر لو گے اور تم یہ خیال کرو گے کہ تم بہت ہی کم رہے ہو۔

سورۃ النازعات آیت نمبر ۱۳۔۱۴ میں فرمایا کہ ''بس وہ ایک ہی سخت آواز ہوگی جس سے سب لوگ فوراً ہی میدان میں آ موجود ہونگے''۔ (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

جبکہ سورۃ یٰسین آیت نمبر ۵۱۔۵۴ میں ارشاد ہوا کہ ''ہائے ہماری کم بختی ہم کو قبروں سے کس نے اٹھا دیا یہ وہی (قیامت) ہے جس کا رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور پیغمبر سچ کہتے تھے بس وہ ایک زور کی آواز ہوگی جس سے یکا یک سب جمع ہو کر ہمارے پاس حاضر کر دیئے جائیں گے پھر اس دن کسی شخص پر ذرا ظلم نہ ہوگا اور تم کو بس انہیں کاموں کا بدلہ ملے گا جو تم کیا کرتے تھے'' (ترجمہ حضرت تھانوی)

صور والی مذکورہ روایت میں دوسری مرتبہ صور پھونکے جانے کے بعد اور تمام مخلوقات کے قیام اور ہمیشہ زندہ رہنے والی ذات کی بقاء (جو سب سے اول اور آخر ہے، اور یہ کہ وہ دونفخوں کے درمیان زمین و آسمان کو تبدیل

---

[۱] مستدرک حاکم حدیث نمبر ۴/ ۵۳۹، الدر المنثور للسیوطی حدیث نمبر ۴/ ۱۱۰، کنز العمال حدیث نمبر ۳۰۵۵۵

[۲] ترمذی کتاب تفسیر القرآن باب ومن السورۃ (اذا الشمس کورت) حدیث نمبر ۳۳۳۳، مسند احمد حدیث نمبر ۲/ ۲۷، حدیث نمبر ۲/ ۱۰۰

کریں گے) کے بعد فرمایا تھا کہ پھر پانی کو برسنے کا حکم فرمائیں جس سے قبروں میں اجساد و اجسام دوبارہ اٹھ کھڑے ہونگے اور اپنی قبروں ہی میں دوبارہ زندہ ہونگے جیسے اپنی دنیاوی زندگی میں رہا کرتے تھے، یعنی صرف روحیں نہیں ہونگی بلکہ دنیاوی زندگی کی طرح زندہ ہونگے۔

پھر اللہ تعالیٰ حکم فرمائیں گے کہ عرش اٹھانے والے فرشتے زندہ ہوجائیں، تو وہ زندہ ہوجائیں گے۔ پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام کو حکم دیا جائے گا وہ صور کو لے کر اپنے منہ پر رکھیں گے۔ پھر حضرت جبرائیل و میکائیل کو زندہ ہونے کا حکم دیا جائے گا وہ بھی زندہ ہوجائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ روحوں کو طلب فرمائیں گے، روحوں کو لایا جائے گا مومنین کی ارواح نور سے چمک رہی ہونگی، اور دوسری روحیں اندھیروں میں ڈوبی ہوئی ہوں گی، اللہ تعالیٰ ان تمام ارواح کو پکڑ لیں گے اور صور میں ڈال دیں گے۔ پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام کو حکم ہوگا کہ صور پھونکا جائے۔ چنانچہ وہ صور پھونکیں گے۔ لہٰذا ارواح صور میں سے اس طرح نکلیں گی جیسے شہد کی مکھیاں ہوتی ہے اور زمین و آسمان کو بھردیں گی۔

پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، میری عزت و جلال کی قسم ہر روح اس جسم کی طرف چلی جائے جس میں وہ دنیاوی زندگی کے دوران رہتی تھی۔ چنانچہ ارواح جسموں کی طرف آئیں گی اور ناک کے ذریعے پورے جسم میں اس طرح سرایت کر جائیں گی جیسے کسی ڈسے ہوئے کے جسم میں زہر سرایت کر جاتا ہے۔ پھر تم سے زمین پھٹ جائے گی۔

پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں وہ سب سے پہلا شخص ہوگا جس کی (قبر کی) زمین پھٹے گی، پھر سب لوگ قبروں سے نکل کر ڈرتے گھبراتے ہوئے اپنے رب کی طرف چل پڑیں گے۔ کافر کہیں گے کہ آج تو بہت سخت دن ہے۔ ننگے پیر ہونگے، ننگے بدن ہونگے اور غیر مختون ہونگے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے ''جس دن یہ قبروں سے نکل کر اس طرح دوڑیں گے جیسے کسی پرستش گاہ کی طرف دوڑے جاتے ہیں (اور) ان کی آنکھیں (مارے شرمندگی کے) نیچے کو جھکی ہونگی (اور) ان پر ذلت چھائی ہوگی (بس) یہ ہے ان کا وہ دن جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا تھا''۔ (سورۃ المعارج آیت نمبر ۴۳ تا ۴۴، ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ ق آیت نمبر ۴۱ تا ۴۴ ارشاد فرمایا کہ ''اور فرض نمازوں کے بعد بھی اور سن رکھو کہ جس دن ایک پکارنے والا پاس ہی سے پکارے گا جس روز اس چیخنے کو بالیقین سب سن لیں گے یہ دن ہوگا • قبروں سے) نکلنے کا ہم ہی (اب بھی) جلاتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہماری ہی طرف پھر لوٹ کر آنا ہے جس روز زمین ان (مردوں) پر سے کھل جائے گی جبکہ وہ دوڑتے ہونگے یہ ہمارے نزدیک ایک ایک آسان جمع کر لیتا ہے۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

جبکہ سورۃ قمر میں ارشاد ہوا ہے کہ ''تو آپ ان کی طرف سے کچھ خیال نہ کیجئے جس دن ایک بلانے والا فرشتہ ایک ناگوار چیز کی طرف بلاوا دے گا ان کی آنکھیں (مارے ذلت کے) جھکی ہوئی ہونگی (اور) (قبروں سے اس طرح نکل رہے ہونگے جیسے ٹڈی دل پھیل جاتی ہے''۔ (سورۃ القمر آیت نمبر ۶، ۷۔ ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۵۵ میں فرمایا کہ ''ہم نے تم کو اسی زمین سے پیدا کیا اور اسی میں ہم تم کو (بعد موت) لے جاویں گے اور قیامت کے روز پھر دوبارہ اسی سے ہم تم کو نکالیں گے''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ الاعراف آیت نمبر ۲۵ میں فرمایا کہ ''تم کو وہاں ہی زندگی بسر کرنا ہے اور وہاں ہی مرنا ہے اور اسی میں سے پھر پیدا ہونا ہے''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ نوح آیت نمبر ۱۷۔۱۸ میں فرمان مبارک ہے کہ ''اور اللہ نے تم کو زمین سے ایک خاص طور پر پیدا کیا پھر زمین میں ہی لے جائے گا قیامت میں پھر اسی زمین سے تم کو باہر لے جاوے گا''۔

جبکہ سورۃ نباء آیت نمبر ۱۸ میں ارشاد ہوا کہ ''یعنی جس دن صور پھونکا جائے گا پھر تم لوگ گروہ گروہ ہو کر آؤ گے''۔[1] (ترجمہ حضرت تھانوی)

ابن ابی الدنیا نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے نقل کیا ہے کہ ''ہوا چلائی جائے گی جو نہایت یخ بستہ اور ٹھنڈی ہو گی۔ یہ ہوا زمین پر کسی مومن کو نہ چھوڑ یگی۔ پھر لوگوں پر قیامت قائم ہو گی، چنانچہ زمین و آسمان کے درمیان ایک فرشتہ کھڑا ہو گا جس کے پاس صور ہو گا۔ وہ صور پھونکے گا۔ چنانچہ زمین و آسمان کی تمام مخلوقات کو موت آ جائے گی۔ پھر دو دفعہ صور پھونکے جانے کے درمیان وہی ہو گا جو اللہ چاہے گا، پھر اللہ تعالیٰ عرش کے نیچے سے پانی نازل فرمائیں گے۔ چنانچہ اسی پانی سے مخلوقات کے جسم اور گوشت بنیں گے۔ جیسے سیرابی سے زمین اگتی ہے''۔ پھر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے سورۃ فاطر کی آیت نمبر ۹ تلاوت فرمائی ''کذلک النشور''۔ یعنی اسی طرح قیامت میں آدمیوں کا جی اٹھنا ہو گا''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

پھر فرشتہ صور لے کر زمین و آسمان کے درمیان کھڑا ہو گا اور صور پھونکے گا چنانچہ ہر نفس اپنے جسم کی طرف بڑھے گا اور اس میں داخل ہو جائے گا اور رب العالمین کے سامنے حاضر ہو جائے گا''۔[2]

وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ ''لوگ قبروں میں بوسیدہ ہو جائیں گے، چنانچہ جو چیخ کی آواز سنیں گے تو ارواح اپنے جسموں کی طرف واپس آ جائیں گی یہاں تک کہ ہڈیوں اور جوڑوں میں سما جائیں گے، پھر جب دوسری مرتبہ صور پھونکے جانے کی آواز سنیں گے تو سب لوگ اپنے قدموں پر کھڑے ہو جائیں گے اپنے سروں سے مٹی جھاڑ رہے ہوں گے، مومنین کہہ رہے ہوں گے کہ اے اللہ! پاک ہے آپ کی ذات، جیسے آپ کی عبادت کا حق تھا ویسے ہم آپ کی عبادت نہ کر سکے۔

دوبارہ زندہ ہونے سے متعلق احادیث

سفیان ثوری نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ ''پھر ہوا بھیجی جائے گی جس میں نہایت شدید ٹھنڈک ہو گی۔ چنانچہ زمین پر کوئی مومن ایسا نہ رہے گا جو اس ہوا کے اثر سے وفات پا جائے، پھر لوگوں پر قیامت قائم ہو گی۔ پھر ایک فرشتہ زمین و آسمان کے درمیان صور لے کر کھڑا ہو گا اور صور پھونکے گا۔ چنانچہ اس صور کے اثر سے وہی ہو گا۔ پھر اللہ تعالیٰ عرش کے نیچے سے پانی نازل فرمائیں گے۔ لہٰذا لوگوں کے جسم اور گوشت اگنے لگیں گے جیسے زمین میں سبزہ اگتا ہے۔ پھر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے سورۃ فاطر کی آیت نمبر ۹ تلاوت

---

[1] بیہقی کتاب البعث والنشور حدیث نمبر ۶۶۹، طبرانی کی ''ملولات'' حدیث نمبر ۳۶، طبرانی کی تفسیر مختصر و مطول حدیث نمبر ۱۵/ ۲۶۲۵، اور حدیث نمبر ۱۲/ ۱۳۲، ۱۳۳

[2] طبری کی تفسیر سورۃ فاطر، حدیث نمبر ۱۲/ ۱۱۹

فرمائی۔ ''اور اللہ ایسا قادر ہے جو بارشوں سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا ہے پھر وہ ہوائیں بادلوں کو اٹھاتی ہیں پھر ہم اس بادل کو خشک قطعہ زمین کی طرف لے جاتے ہیں پھر ہم اس کے (پانی کے) ذریعے سے زمین کو زندہ کرتے ہیں اسی طرح قیامت میں آدمیوں کا جی اٹھنا ہے''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

پھر ایک فرشتہ زمین و آسمان کے درمیان صور لے کر کھڑا ہوگا اور صور پھونکے گا۔ چنانچہ ہر روح اپنے جسم کی طرف روانہ ہوگی اور اس میں داخل ہو جائے گی۔ چنانچہ وہ سب کھڑے ہو جائیں گے اور اپنے رب کے دربار میں حاضر ہونے لگیں گے۔

ابن ابی الدنیا نے حضرت ابورزینؓ کی روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ مردوں کو کیسے زندہ فرمائیں گے؟ اور مخلوق میں اس کی کیا علامت ہے؟

تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اے ابورزین! کیا تو کبھی نہایت دشوار گذار اور مہلک وادی سے نہیں گذرا؟ اور کیا تو سبز نہر سے نہیں گذرا؟ میں نے عرض کیا جی حضرت گذرا ہوں۔ فرمایا اسی طرح اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کریں گے اور یہی مخلوقات میں اس کی نشانی ہے[1]

امام احمد نے عبدالرحمٰن بن مہدی اور غندر سے بھی ایسی ہی روایت نقل کی ہے۔ جبکہ علی بن اسحٰق کے طریق سے امام احمد نے ایک روایت حضرت ابورزین العقیلیؓ ہی کی نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا، یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ مردوں کو کیسے زندہ فرمائیں گے؟ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا کبھی تم کسی قحط زدہ زمین سے گذرے ہو؟ کیا تم کبھی سرسبز و شاداب زرخیز زمین سے گذرے ہو؟

فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا جی ہاں گذرا ہوں تو آپؐ نے سورۃ فاطر کی آیت نمبر ۹ تلاوت فرمائی ''کذلک النشور'' یعنی اسی طرح قیامت میں آدمیوں کا جی اٹھنا ہے۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

پھر فرماتے ہیں کہ میں نے دوبارہ پوچھا یارسول اللہ! ایمان کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ تو گواہی دے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور یہ کہ محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں، اور یہ کہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ تمہیں سب سے زیادہ محبوب ہیں اور یہ کہ تو شرک کرنے کے بجائے آگ میں جل جانا پسند کرے اور کسی ایسے بے نسب شخص کی محبت تیرے دل میں داخل ہوگئی جیسے پیاسے کے دل میں پانی کی محبت ہوتی ہے ایسے دن میں جب کہیں پانی دستیاب نہیں ہوگا۔

میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! مجھے کیسے معلوم ہوگا کہ میں مومن ہوں؟ ارشاد فرمایا کہ میرے امتیوں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں، یا کوئی امت ایسی نہیں گذری جس میں کوئی ایسا شخص نہ ہو جو اچھا عمل کرے اور اسے معلوم نہ ہو کہ اس نے اچھا عمل کیا ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کو اچھا بدلہ دیں گے، اور کوئی ایسا نہیں جو برا عمل کرے اور اسے معلوم نہ ہو کہ اس نے برا عمل کیا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیں گے اور وہ جانتا ہو کہ اللہ کے علاوہ اور کوئی معاف نہیں کرسکتا، مگر یہ کہ وہ مومن ہو۔

ولید بن مسلم جنہوں نے صور پر حدیث کے متعدد طرق اور آثار جمع کیے ہیں۔ وہ ایک آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ایک فرشتہ بیت المقدس کی چٹان پر کھڑا ہوگا اور پکارے گا کہ اے بوسیدہ ہڈیو! اے ٹوٹے ہوئے

---

[1] مسند احمد حدیث نمبر ۱۱۱ اور حدیث نمبر ۱۲/۴

جوڑو! اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ فیصلے کے لیے جمع ہو جاؤ۔

حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ جن قبروں میں عذاب ہو رہا ہے ان کا عذاب صرف دوسری اور تیسری مرتبہ صور پھونکے جانے کے درمیان اٹھایا جائے گا۔

چنانچہ اسی لیے جب کافر کو دوبارہ اٹھایا جائے گا تو وہ کہے گا ''ہائے تباہی ہمیں ہماری قبروں سے کس نے اٹھایا''۔ یعنی اسی درمیانے وقفے کے دوران اور مومن اس کو کہے گا کہ ''یہی ہے وہ جس کا رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا''۔

ابوبکر بن ابی الدنیا نے معدی بن سلیمان سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ ابومحکم الجسری ایک حکیم دانا تھا، اس کے بھائی بند دوست احباب اس کے پاس جمع ہوتے اور وہ یہ آیت تلاوت کرتا کہ ''کہیں گے کہ ہائے ہماری کم بختی ہم کو قبروں سے کس نے اٹھا دیا۔ یہ وہی (قیامت) ہے جس کا رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور پیغمبر سچ کہتے تھے''۔ (سورۂ یسین نمبر ۵۲، ترجمہ حضرت تھانوی)

تو روتا اور کہتا کہ بے شک قیامت کی برائی سختی اور لوگوں کے دلوں سے نکل گئی ہے۔ اگر واقعی لوگ سور ہے ہوں جیسا کہ بظاہر معلوم ہوتا ہے، تو قبر سے اٹھنے کے بعد پہلی ہی بار میں ''ویل''''ویل'' یعنی تباہی ہو، تباہی ہو نہ پکارتے اور عرض کرنے کی جگہ توقف نہ کریں اور مگر یہ کہ وہ خود اپنی آنکھوں سے عظیم الشان زبردست خطرے کا مشاہدہ نہ کرلیں، قیامت اپنے تمام جلیل القدر اور عظیم الشان حوادث و واقعات کے ساتھ قائم ہوگی۔ لیکن چونکہ وہ ایک طویل عرصے سے برزخ میں تکلیف و عذاب بھگت رہے تھے۔ اس درد و عذاب کو ختم ہوتے وقت انہوں نے ''ویل''''ویل'' پکارا تھا، کیونکہ یہ تو قبروں سے اٹھتے وقت پکارا تھا۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا یعنی آخری دو مرتبہ صور پھونکے جانے کے درمیان قبروں میں ان سے عذاب نہ ہٹالیا جاتا تو مردے قبروں میں رہنے والے اس عرصے کو معمولی نہ سمجھتے اور اس عرصہ (قبروں میں گذارا ہوا) کو سونے سے تعبیر نہ کرتے اور قرآن کریم سورۃ النازعات آیت نمبر ۳۴ میں اس کی دلیل مذکورہ ہے ''فاذا جاء ت الطامة الكبرٰى''۔ یعنی سو جب وہ بڑا ہنگامہ آئے گا۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

یہ کہہ کر ابومحکم الجری اتنا روتے کہ ان کی داڑھی تر ہو جاتی

ولید بن مسلم نے عبداللہ الحضری سے نقل کیا ہے کہتے ہیں کہ میں نے ابوادریس خولانی کو سنا وہ فرمار ہے تھے کہ ایک مرتبہ زمانہ جاہلیت میں عراق اور شام کے درمیان لوگ اپنے بزرگوں کے پاس جمع ہوئے، ان میں سے ایک بزرگ کھڑے ہوئے اور بولے، اے لوگو! تم لوگ مرنے والے ہو اور پھر فیصلے اور حساب کے دن دوبارہ اٹھائے جانے والے ہو۔ اس کے بعد ایک اور کھڑا ہوا اور بولا خدا کی قسم میں نے ایک آدمی کو دیکھا ہے جس کو اللہ تعالیٰ کبھی دوبارہ نہیں اٹھائیں گے، عرب کے موسموں میں سے ایک موسم میں اپنی سواری سے گر پڑا، اس کے اونٹ نے اس کو اپنے پیروں تلے کچل دیا اور چوپایوں نے اپنے کھروں سے اور لوگوں نے اپنے پیروں سے کچل دیا، یہاں تک کہ وہ بوسیدہ ہو گیا حتیٰ کہ اس کا کوئی انگلی کا پورہ بھی باقی نہ رہا۔

تو اس بزرگ نے اس شخص سے کہا کہ تم ایک ایسی قوم سے تعلق رکھتے ہو، جن کی عقلیں مقید ہیں، جن کے ایمان و یقین ضعیف ہیں، جن کے عمل قلیل ہیں۔ اگر ایک لگڑ بھگڑ اس ہڈی کو کھالے اور پھر خارج کر دے، اور کوئی کتا آکر اس کو کھائے اور فضلے کے ساتھ خارج کر دے، اور پھر کوئی مرغی اس کو کھالے، اور بیٹ کے ذریعے اس کو خارج

کردے اور پھر کوئی اس کو ہانڈی کے نیچے آگ میں جلا دے اور ہوا اس کی راکھ کو ادھر ادھر بکھیر دے، تب بھی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو اصل حالت میں آنے کا حکم دیں گے تو وہ چیز اپنی اصل صورت میں آ جائے گی پھر حساب کتاب کے لیے اس کو حاضر کر دیا جائے گا۔

ولید کہتے ہیں کہ مجھے عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر نے حدیث بیان کی کہ زمانۂ جاہلیت کے ایک بزرگ نے آپ ﷺ سے پوچھا اے محمد! مجھے تین باتیں معلوم ہوئیں ہیں کہ آپ فرماتے ہیں حالانکہ وہ باتیں ایسی ہیں کہ کوئی بھی عقلمند ان پر یقین نہیں کر سکتا۔ (اول یہ کہ) مجھے معلوم ہوا کہ آپ فرماتے ہیں کہ عرب اور ان کے آباؤ اجداد جس کی عبادت کرتے تھے اب انہوں نے اس کو چھوڑ دیا ہے (دوم یہ کہ) آپ کہتے ہیں کہ ہم قیصر و کسریٰ کے خزانوں پر غالب آ جائیں گے (سوم یہ کہ) آپ کہتے ہیں کہ ہم سب کو ضرور موت آئے گی اور مرنے کے بعد سب نے دوبارہ زندہ ہونا ہے۔ تو رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''پھر میں ضرور تیرا ہاتھ پکڑوں گا قیامت کے دن اور تجھے تیری یہ باتیں یاد دلاؤں گا''۔

وہ بوڑھا پھر بولا اچھا آپ مجھے مرنے کے بعد گم تو نہ کر دیں گے اور بھلا تو نہ دیں گے؟ آپؐ نے فرمایا کہ ''نہ تم مجھ سے گم ہو گے نہ میں تمہیں بھلاؤں گا''۔

پھر فرمایا کہ وہ بوڑھا طویل عرصہ زندہ رہا یہاں تک کہ رسول اکرم ﷺ نے رحلت فرمائی، اس بوڑھے نے آپؐ کی رحلت کے بعد مسلمانوں کا غلبہ، اور قیصر و کسریٰ پر فتوحات دیکھیں اور اسلام قبول کر لیا اور بہت اچھا مسلمان ثابت ہوا۔ اکثر سنا جاتا کہ حضرت عمرؓ مسجد نبوی میں اس کو سلام کرتے اور خوب تعظیم و تکریم کرتے کیونکہ آپؐ نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔ علاوہ ازیں حضرت عمرؓ اس کے پاس تشریف لاتے اور فرماتے کہ تو مسلمان ہو گیا اور نبی کریم ﷺ نے تجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ تیرا ہاتھ پکڑیں گے۔ اور ایسا کوئی نہیں ہو سکتا کہ آپؐ اس کا ہاتھ پکڑ لیں اور وہ کامیاب و نیک بخت نہ ہو۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ابوبکر بن ابی الدنیا نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ عاص بن وائل نبی کریم ﷺ کے پاس ایک بوسیدہ اور بھربھری ہڈی لیے ہوئے آیا اور بولا اے محمد! کیا اللہ اس کو دوبارہ اٹھائے گا؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ اللہ تجھے موت دے گا، خدا کی قسم پھر تجھے دوبارہ زندہ کرے گا اور پھر جہنم میں داخل کرے گا۔ اور یہ آیت نازل ہوئی کہ ''اور اس نے ہماری شان میں ایک عجیب مضمون بیان کیا اور اپنی اصل کو بھول گیا۔ کہتا ہے کہ ہڈیوں کو (خصوص) جبکہ وہ بوسیدہ ہو گئی ہونگی کون زندہ کرے گا۔ آپ جواب دے دیں کہ ان کو وہ زندہ کرے گا جس نے اول بار میں ان کو پیدا کیا ہے اور وہ سب طرح کا پیدا کرنا جانتا ہے''۔ (سورۃ یٰسین آیت نمبر ۷۸۔۷۹، ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ واقعہ آیت نمبر ۶۳ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''اچھا پھر یہ بتاؤ کہ تم جو کچھ بوتے ہو اس کو تم اگاتے ہو''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اور تمہیں بھی پیدا فرمایا۔ پھر فرمایا کہ تم کیوں نہیں اس کی تصدیق کرتے؟![1]

ابو جعفر الباقر سے منقول ہے کہ فرمایا ''کہا جاتا تھا کہ حیرت ہوتی ہے اس شخص پر جو دوبارہ زندہ ہونے کو

---

[1] ابن الجوزی نے زاد المسیر میں نقل کی ہے، حدیث نمبر ۷/۴۰، ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ہے

جھٹلائے حالانکہ وہ پہلی مرتبہ پیدائش کو دیکھ چکا ہے۔ تعجب ہے اس شخص پر جو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کو جھٹلائے۔ حالانکہ وہ ہر دن دوبارہ اٹھتا ہے۔[1]

ابوالعالیہ نے سورۃ الروم آیت نمبر ۲۷ کی تفسیر میں فرمایا کہ آیت" " (ترجمہ حضرت تھانوی) کا مطلب یہ ہے کہ ایک مرتبہ مار کر دوبارہ زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کے لیے زیادہ آسان ہے بہ نسبت پہلی مرتبہ کے (اور جب پہلی مرتبہ کچھ مشکل نہیں تو دوسری مرتبہ کیوں مشکل ہوگی) رواہ ابن ابی الدنیا

امام احمد نے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میرے بندے نے مجھے جھٹلایا حالانکہ اسے اس بات کا حق حاصل نہ تھا، اور میرے بندے نے مجھے برا کہا حالانکہ اسے اس بات کا حق نہ تھا، رہا میرے بندے کا مجھے جھٹلانا گو اس کا یہ کہنا (مجھے جھٹلانا ہے) جس طرح ہمیں پہلے پیدا کیا دوبارہ پیدا کر۔ رہا مجھے برا کہنا تو اس کا یہ کہنا (مجھے برا کہنا ہے) کہ اللہ کی اولاد بھی ہے۔ حالانکہ میں اکیلا ہوں، بے نیاز ہوں، جس کا نہ کوئی باپ ہے اور نہ بیٹا اور جس کا کوئی ہمسر بھی نہیں"۔[2]

یہ روایت صحیحین میں بھی ہے۔ اس میں وہ قصہ بھی ہے کہ ایک شخص نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ جب وہ مر جائے تو اس کو جلا دیں اور اس کی آدھی راکھ خشکی میں بکھیر دیں اور آدھی پانی میں بہا دیں۔ اور اس شخص نے اپنے بیٹوں سے یہ بھی کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ پر قادر ہو گیا تو یقیناً مجھے ایسا عذاب دے گا کہ مجھ سے پہلے کسی کو ایسا عذاب نہ دیا ہوگا پورے جہاں میں۔ یہ وہ شخص تھا جس نے کبھی کوئی نیکی نہ کی تھی، جب مر گیا تو اس شخص کے بیٹوں نے ایسا ہی کیا، جیسا کہ ان کے باپ نے ان کو وصیت کی تھی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا تو زمین نے اس کی ساری راکھ جمع کر دی، اس کی ساری راکھ مل کر دوبارہ آدمی بن کر کھڑا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا تجھے اس حرکت پر کس چیز نے مجبور کیا تھا؟ اس شخص نے کہا اے میرے اللہ! آپ کے خوف نے، اور آپ جانتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ بات سن کر اللہ تعالیٰ نے اس کی بخشش فرما دی۔

صالح المزی کہتے ہیں میں عین دوپہر کے وقت قبرستان میں داخل ہوا، میں نے قبروں کی طرف دیکھا تو مجھے یوں لگا کہ ایک قوم ہے جو خاموش ہے۔ میں نے کہا کہ سبحان اللہ کون ہے جو تمہیں زندہ کرے گا اور طویل عرصے تک بوسیدہ ہونے کے بعد تمہیں کون اٹھائے گا؟ اتنے میں انہی قبروں میں سے کسی پکارنے والے نے پکارا، اے صالح! اور اسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں پھر جب تم کو پکار کر زمین میں سے بلائے گا تو تم یکبارگی نکل پڑو گے"۔ (سورۃ روم آیت نمبر ۲۵)

قیامت جمعہ کے دن آئے گی

اس سلسلے میں بھی احادیث وارد ہوئی۔ چنانچہ امام مالک نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "تمام ایام میں بہترین دن جمعہ کا دن ہے، اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا، اسی دوران ان کو زمین پر اتارا گیا، اسی دن ان کی توبہ قبول کی گئی، اسی دن حضرت آدم علیہ

---

[1] ابن الجوزی کی زاد المسیر حدیث نمبر ۷/۴۰

[2] بخاری کتاب التفسیر باب (وقالوا اتخذ اللہ ولدا سبحانہ) حدیث نمبر ۴۷۸۲، مسند احمد حدیث نمبر ۲/۳۱۷

السلام کی وفات ہوئی اور اسی دن قیامت آئے گی، اور کوئی چوپایہ ایسا نہیں جو جمعہ کے دن (جب صبح سورج قیامت سے ڈرتا ہوا طلوع ہوتا ہے) تسبیح کرتا رہتا ہو علاوہ جنات اور انسانوں کے اور اسی جمعہ کے دن میں ایک گھڑی ایسی بھی جو کسی مسلمان پر گزرتی ہے، اس گھڑی میں وہ نماز پڑھ رہا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگ رہا ہوتا ہے تو اس کو ضرور دیا جاتا ہے''۔[1]

ابوداؤد نے اپنے الفاظ میں ترمذی نے، امام مالک سے، نسائی نے قتیبہ سے اسی روایت کو بیان کیا ہے اور یہ نسائی کی روایت زیادہ مکمل ہے۔

قیامت کس وقت آئے گی

طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت ابن عمرؓ سے مرفوعاً نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ قیامت صرف اذان کے وقت آئے گی۔ امام طبری فرماتے ہیں کہ یعنی فجر کی اذان کے وقت قیامت آئے گی۔

امام شافعی نے اپنی مسند میں حضرت انس بن مالکؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ جرائیل علیہ السلام ایک سفید چمکتا ہوا آئینہ لے کر رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے۔ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ حضرت جبرائیل نے جواب دیا کہ یہ جمعہ ہے، آپ کو اور آپ کی امت کو اس کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے، باقی لوگ اس میں آپ کے پیروکار ہیں خواہ یہودی ہوں یا عیسائی، آپ کے لیے اس میں خیر ہے، اس میں ایک گھڑی ایسی بھی ہے کہ اگر اس گھڑی میں کوئی مومن اللہ تعالیٰ سے کسی بھلائی کی دعا مانگے تو ضرور قبول ہوتی ہے، اس دن کو ہمارے ہاں ''یوم المزید'' کہتے ہیں۔

رسول اکرم ﷺ نے پھر دریافت فرمایا، اے جبرائیل! یہ یوم المزید کیا ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا بے شک آپ کے رب نے جنت الفردوس میں ایک وادی بنائی ہے جس میں مشک کی خوشبو پھیلائی ہے۔ تو جب جمعہ کا دن ہوتا ہے، جتنے فرشتے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے، نازل ہوتے ہیں، اردگرد نور کے منبر بنے ہوئے ہوتے ہیں جہاں انبیاء کرام علیہم الصلوۃ السلام کے بیٹھنے کی جگہ ہوتی ہے، ان کے پاس دوسرے منبر ہیں جن پر سونا چڑھا ہوا ہے اور اس میں یاقوت اور زبرجد جڑے ہوئے ہیں۔ ان پر شہداء اور صدیقین کے بیٹھنے کی جگہ ہے، یہ شہداء اور صدیق انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے منبروں کے اردگرد ان مشک کے ٹیلوں پر بیٹھتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں تمھارا رب ہوں۔ تم نے میرے وعدے کو سچا ثابت کر دیا۔ چنانچہ جو چاہو مانگو میں تمھیں دونگا۔ تو وہ لوگ کہیں گے اے اللہ! ہم آپ سے آپ کی رضامندی کے طلبگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میں تم سے راضی ہوگیا، اور تمھارے لیے وہ سب کچھ ہے جس کی تم خواہش کرو اور میرے پاس اور بھی بہت کچھ ہے۔ چنانچہ وہ لوگ جمعے کے دن کو پسند کریں گے کیونکہ ان کو اسی دن خیر اور بھلائی دی گئی تھی۔ اور یہ وہی دن ہے جس میں تمھارا رب اپنی شان کے مطابق عرش پر مستوی ہوا، اسی دن حضرت آدم علیہ السلام بھی پیدا کیے گئے اور اسی دن قیامت آئے گی''۔[2]

---

[1] سنن ابی داؤد کتاب الصلوۃ باب فضل یوم الجمعۃ ولیلۃ الجمعۃ حدیث نمبر ۱۰۴۶، ترمذی کتاب ابواب الصلوۃ باب ماجاء فی فضل یوم الجمعۃ حدیث نمبر ۴۸۸، نسائی کتاب الجمعۃ باب ذکر فضل یوم الجمعۃ حدیث نمبر ۱۳۷۷، موطا امام مالک کتاب الجمعۃ باب ماجاء فی الساعۃ التی فی یوم الجمعۃ حدیث نمبر ۲۴۶

[2] مسند شافعی حدیث نمبر ۳۱۰، کتاب الامام الشافعی حدیث نمبر ۱/ ۲۰۸

پھر امام شافعی نے اسی روایت کو ابراہیم بن محمد کے طریق سے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے اور اس میں کچھ اضافہ کیا ہے۔

یہ حدیث انشاء اللہ تعالیٰ جنت کی خاصیات کے باب میں اپنے شواہد اور اسانید کے ساتھ آئے گی۔ باللہ المستعان

انبیاء اکرام کے اجسام مبارکہ کو زمین کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی

امام احمد نے اوس بن اوس الثقفی کی روایت نقل کی فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمھارا سب سے افضل ترین دن جمعہ ہے، اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی اور اسی دن وفات، اسی دن صور پھونکا جائے گا اور لوگ مریں گے۔ چنانچہ اس دن مجھ پر زیادہ سے زیادہ درود پڑھا کرو کیونکہ تمھارا درود مجھ تک پہنچایا جاتا ہے"۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! درود آپ تک کیسے پہنچایا جائے گا جبکہ آپ تو قبر میں پرانے ہو چکے ہونگے؟ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ انبیاء کرام کے اجساد کو کھائے"۔ [1]

امام احمد نے ہی ایک روایت ابوامامۃ بن عبدالمنذر سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے، اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام دنوں سے زیادہ عظیم ہے یہاں تک کہ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ سے بھی زیادہ۔ اس میں پانچ باتیں ہوئیں۔ اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور اسی دن حضرت آدم کی وفات ہوئی۔ اس دن میں ایک ایسی گھڑی آتی ہے جس میں بندہ جب اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگتا ہے تو اس کو ضرور دیا جاتا ہے بشرطیکہ حرام نہ ہو، اسی دن قیامت آئے گی، کوئی مقرب فرشتہ ایسا نہیں، نہ ہی کوئی آسمان اور زمین، نہ کوئی پہاڑ، سمندر ایسا ہے کہ جو جمعہ کے دن سے نہ ڈرتا ہو"۔ [2]

اس روایت کی تخریج ابن امامہ نے اور طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ قیامت جمعہ کے دن فجر کی اذان کے وقت آئے گی"۔ [3]

ابوعبداللہ القرطبی نے "تذکرہ" میں لکھا ہے کہ نصف رمضان المبارک کا ہوگا، لیکن اس قول کے لیے دلیل کی ضرورت ہے۔

ابوبکر ابن ابی الدنیا نے حضرت حسنؓ کے شاگردوں میں سے کسی سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت حسنؓ نے فرمایا کہ دو دن اور دو راتیں ایسی ہیں کہ مخلوقات نے ان جیسے دنوں اور راتوں کے بارے میں کبھی نہ سنا ہوگا، میت کی رات اہل قبور کے ساتھ جس نے اس سے پہلے کبھی ایسی رات نہیں گذاری اور وہ رات جس کی صبح قیامت آئے گی۔ وہ دن جس دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشخبری سنانے والا جنت یا جہنم کی خوشخبری سنائے گا اور وہ دن جس میں نامۂ اعمال دائیں یا بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

عبد قیس اور ھرم بن حیان سے بھی اسی طرح روایت کی گئی ہے کہ وہ اس رات کو بڑا سمجھتے تھے جس کی صبح قیامت آئے گی۔

---

[1] سنن ابی داؤد کتاب الصلوۃ باب فضل یوم الجمعۃ ولیلۃ الجمعۃ حدیث نمبر ۱۰۴۶، نسائی کتاب الجمعۃ باب اکثار الصلوۃ علی النبی ﷺ یوم الجمعۃ حدیث نمبر ۱۳۷۳، ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوۃ والسنۃ فیھا باب فی فضل الجمعۃ حدیث نمبر ۱۰۸۵، کتاب الجنائز باب ذکر وفاتہ ودفنہ حدیث نمبر ۱۶۳۶

[2] سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوۃ باب فی فضل الجمعۃ حدیث نمبر ۱۰۹۴

[3] مجمع الزوائد للہیثمی حدیث نمبر ۲/۱۶۳

ابن ابی الدنیا نے حمید سے ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ماہ رجب میں حضرت حسنؒ مسجد میں موجود تھے ان کے ہاتھ میں چھوٹا سا مشکیزہ تھا جس سے وہ پانی پیتے اور پھر غرارے کرتے تھے کہ اچانک انہوں نے ایک زبردست آہ بھری اور پھر رونے لگے اور اس شدت سے روئے کہ کانپنے لگے۔ (جب ذرا حالت سنبھلی) تو فرمانے لگے کاش دل زندہ ہوتے، کاش دلوں میں نیکی اور تقویٰ ہوتا، ہائے تباہی وہ صبح بھی آنی ہے جس میں قیامت برپا ہوگی یعنی وہ رات جس کے گزرنے کے بعد آنے والی صبح میں قیامت آئے گی، مخلوقات نے کبھی ایسے دن کے بارے میں نہ سنا ہوگا جس میں شرمگاہیں ظاہر ہونگی اور آنکھیں رو رہی ہونگی، علاوہ قیامت کے دن کے۔

قیامت کے دن سب سے پہلے رسول اکرم ﷺ کھڑے ہونگے

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں قیامت کے دن حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کا سردار ہونگا، اور میں ہی وہ ہونگا جو سب سے پہلے قبر سے کھڑا ہوں گا، سب سے پہلے شفاعت کرونگا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔[1]

ہیثم نے حضرت ابو سعیدؓ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا میں قیامت کے دن حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کا سردار ہونگا، لیکن اس بات پر فخر نہیں کرتا اور سب سے پہلے قبر سے نکل کر کھڑا ہونگا۔ اس پر بھی فخر نہیں کرتا''۔[2]

ابو بکر ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''صور پھونکا جائے گا، زمین و آسمان کی تمام مخلوقات کو موت آجائے گی، علاوہ اس کے جسے اللہ بچانا چاہے، پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا اور میں سب سے پہلے کھڑا ہونے والا ہونگا، تو میں دیکھوں گا حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش کو پکڑے کھڑے ہونگے۔ مجھے معلوم نہیں وہ مجھ سے پہلے اٹھ کھڑے ہونگے یا کوہ طور پر ہونے والی بیہوشی کے بدلے ان کو ہوش میں رکھا جائے گا''۔[3]

صحیح مسلم میں بھی اسی معنی پر مشتمل حدیث موجود ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے قیامت کے دن قبر سے اٹھ کر کھڑا ہونگا تو دیکھوں گا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مضبوطی سے عرش کے پائے کو پکڑے کھڑے ہونگے۔ سو مجھے معلوم نہیں کہ وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آجائیں گے یا طور پر بے ہوش ہونے کے بدلے ان کو قیامت کے دن کی بیہوشی سے محفوظ رکھا جائے گا؟

یہاں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر آیا ہے تو شاید کسی راوی نے ایک حدیث کو دوسری میں ملا دیا ہے۔

---

[1] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب تفضیل نبینا ﷺ علی جمیع الخلائق حدیث نمبر ۵۸۰۰، سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی التخییر بین الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام حدیث نمبر ۴۶۷۳

[2] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب تفضیل نبینا ﷺ جمیع الخلائق حدیث نمبر ۵۸۰۰، سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی التخییر بین الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام حدیث نمبر ۴۶۷۳

[3] بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ (وان یونس لمن المرسلین، الی قولہ فمتعناھم الی حین)، (ولا تکن کصاحب الحوت اذ نادی وھو مکظوم) حدیث نمبر ۳۴۱۴، صحیح مسلم الفضائل باب من فضائل موسیٰ علیہ السلام حدیث نمبر ۶۱۰۲

خصوصاً یہ جو فرمایا کہ ''ان کو قیامت کے دن کی بے ہوشی سے محفوظ رکھا جائے گا'' ۔[1]

ابن ابی الدنیا نے سعید بن المسیب کی ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور ایک یہودی کے درمیان بحث ہوگئی، یہودی نے کہا قسم اس ذات کی جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو انسانوں میں سے چنا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اسے تھپڑ دے مارا۔ اسکے بعد یہ رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے تو آپؐ نے فرمایا کہ اے یہودی! قیامت کے دن سب سے پہلے میری قبر کھلے گی اور میں کھڑا ہونگا تو دیکھوں گا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش کو پکڑے کھڑے ہونگے۔ سو مجھے معلوم نہیں کہ آیا کہ وہ مجھ سے پہلے اٹھ کھڑے ہونگے یا طور کی بیہوشی کے بدلے ان کو اس سے محفوظ رکھا جائے گا'' ۔[2]

صحیحین میں یہ روایت مختلف الفاظ کے ساتھ مروی ہے اور بعض روایات میں یہ ہے کہ یہودی کی گفتگو حضرت ابوبکر صدیقؓ سے نہیں بلکہ کسی اور انصاری صحابیؓ سے ہوئی تھی۔ واللہ اعلم

بہر حال سب سے بہترین طریق میں روایت اس طرح ہے کہ ''جب قیامت کا دن ہوگا اور سب لوگ بے ہوش پڑے ہونگے تو سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مضبوطی سے عرش کے پائے پکڑے ہوئے دیکھوں گا۔ سو مجھے معلوم نہیں کہ آیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مجھ سے پہلے ہوش آ گیا یا طور پر بیہوش ہونے کے بدلے ان کو قیامت کے دن کی بیہوشی سے محفوظ رکھا گیا'' ۔[3]

اور یہ (جیسے کہ آگے اس کا بیان آئے گا) اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ یہ بے ہوشی اس میدان میں ہو جس میں قیامت واقع ہوگی، یہ بے ہوشی اس بے ہوشی کے علاوہ ہے جس کا قرآن کریم میں ذکر آیا ہے۔ اس حدیث میں اس بیہوشی کی وجہ اللہ تعالیٰ کا تجلی فرمانا ہے جس وقت اللہ تعالیٰ فیصلے کرنے کے لیے تشریف لائیں گے تو لوگ بیہوش ہو جائیں گے جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وہ طور پر بے ہوش ہو کر گر پڑے تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ابن ابی الدنیا نے حضرت حسنؓ سے نقل کیا ہے کہ فرماتے ہیں رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ ''گویا کہ میں اپنے آپ اپنے سر سے مٹی جھاڑتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ اس کے بعد میں نے ادھر ادھر دیکھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ کوئی اور دکھائی نہ دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش کے پائے کو پکڑے ہوئے ہونگے۔ سو مجھے معلوم نہیں کہ آیا حضرت موسیٰ علیہ السلام ان لوگوں میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اُس بے ہوشی سے مستثنیٰ رکھا ہے کہ صور پھونکنے کا اثر حضرت موسیٰ علیہ السلام تک نہ پہنچے یا ان کو مجھ سے پہلے اٹھایا جائے گا'' ۔[4]

یہ روایت بھی مرسل ہے۔

حافظ ابوبکر بیہقی نے حضرت عبداللہ بن سلامؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا

---

[1] بخاری کتاب الرقاق باب نفخ الصور حدیث نمبر ۶۵۱۷، کتاب الخصومات باب ما یذکر فی الاشخاص والخصومۃ بین المسلم والیھود حدیث نمبر ۲۴۱۱، مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل موسیٰ علیہ السلام حدیث نمبر ۶۱۰۳ [2] ایضاً

[3] بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ (وان یونس لمن المرسلین، الی قولہ، فمتعناھم الی حین) اور (ولا تکن کصاحب الحوت اذنادی وھو مکظوم) حدیث نمبر ۳۴۱۴، صحیح مسلم کتاب الفضائل موسیٰ علیہ السلام حدیث نمبر ۶۱۰۲ [4] ایضاً

کہ ''قیامت کے دن میں حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کا سردار ہونگا۔ لیکن اس پر مجھے فخر نہیں۔ اور سب سے پہلے میری قبر کی زمین پھٹے گی اور میں کھڑا ہوں گا۔ میں سب سے پہلے شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی اور میرے ہی ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا حتی کہ حضرت آدم علیہ السلام بھی اس کے نیچے ہونگے'' [۱]

ابوبکر بن ابی الدنیا نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''سب سے پہلے میری قبر کی زمین پھٹے گی اور میں کھڑا ہوں گا، پھر ابوبکر پھر عمر، پھر میں جنت البقیع کی طرف چلوں گا، باقی لوگ بھی میرے ساتھ چلیں گے۔ پھر میں مکہ والوں کا انتظار کرونگا۔ وہ بھی میرے ساتھ جمع ہونگے پھر میں حرمین کے درمیان ٹھہروں گا'' [۲]

ابوبکر بن ابی الدنیا نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ مسجد میں داخل ہوئے، حضرت ابوبکر صدیقؓ آپؐ کے دائیں جانب تھے اور حضرت عمرؓ آپؐ کے بائیں جانب تھے اور آپؐ دونوں کے ساتھ سہارا لگائے ہوئے تھے، پھر آپؐ نے فرمایا ''اسی طرح ہمیں قیامت کے دن اٹھایا جائے گا'' [۳]

ابن ابی الدنیا نے کعب الاحبار سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ جب بھی فجر طلوع ہوتی ہے ستر ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں جو آپؐ کی قبر مبارک کو گھیر لیتے ہیں اور اپنے پر پھڑ پھڑاتے ہیں اور آپؐ پر درود شریف پڑھتے ہیں۔ یہاں تک کہ شام ہو جاتی ہے اور وہ فرشتے واپس چلے جاتے ہیں اور دوسرے ستر ہزار آجاتے ہیں اور ایسا ہی کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب زمین شق ہوگی، آپؐ ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ باہر تشریف لائیں گے اور فرشتے آپؐ کی تعظیم و تکریم کر رہے ہونگے۔

ایک روایت یونس بن سیف سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''لوگوں کو میدان حشر میں پیدل جمع کیا جائے گا اور میں براق پر سوار ہو کر جاؤں گا اور بلال میرے سامنے سرخ اونٹنی پر ہونگے۔ جب ہم مجمع میں پہنچیں گے تو بلال اذان دیں گے اور جب اشھد ان لاالٰہ الا اللہ واشھدان محمداً رسول اللہ پڑھیں گے تو سب اولین و آخرین کے لوگ ان کی تصدیق کریں گے۔

قیامت کے دن لوگ ننگے پیر، ننگے بدن ہونگے

امام احمد نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ایک روایت نقل کی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''قیامت کے دن لوگوں کو ننگے پیر، ننگے بدن اور غیر مختون اٹھایا جائے گا''۔ فرمایا کہ پھر ام المومنینؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! لوگوں کی شرمگاہوں کا کیا ہوگا؟ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ''ان میں ہر شخص کو اپنی ہی جانب سے ایسا مشغلہ ہوگا جو اس کو اور طرف متوجہ نہ ہونے دے گا''۔ (سورۃ عبس آیت نمبر ۳۷، ترجمہ حضرت تھانوی) [۴]

---

[۱] ترمذی کتاب المناقب باب فی فضل النبی ﷺ حدیث نمبر ۳۶۱۵، ابن ماجہ کتاب الزہد باب ذکر الشفاعۃ حدیث نمبر ۴۳۰۸

[۲] ترمذی کتاب المناقب باب فی مناقب عمر بن الخطابؓ حدیث نمبر ۳۶۹۲، طبرانی معجم کبیر حدیث نمبر ۱۲/۳۰۵

[۳] ترمذی کتاب المناقب باب مناقب ابی بکر الصدیقؓ حدیث نمبر ۳۶۶۹، ابن ماجہ باب فی فضائل اصحاب رسول اللہ ﷺ و فضل ابی بکر الصدیقؓ حدیث نمبر ۹۹

[۴] بخاری کتاب الرقاق باب الحشر حدیث نمبر ۶۵۲۷، مسلم کتاب الجنۃ و نعیمھا باب فناء الدنیا و بیان الحشر یوم القیامۃ حدیث نمبر ۷۱۲۷، مسند احمد حدیث نمبر ۲۴۵۷۹

قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو عمدہ لباس پہنایا جائے گا

امام احمد نے سعید بن جبیر سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ کو فرماتے سنا کہ ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ کھڑے ہوئے اور نصیحت فرماتے ہوئے کہا کہ "اے لوگو! تم سب کو ننگے پیر، ننگے بدن غیر مختون حالت میں اللہ تعالیٰ کے پاس لے جایا جائے گا"۔ اور ہم نے جس طرح اول بار پیدا کرنے کے وقت ہر چیز کی ابتداء کی تھی اسی طرح آسانی سے اس کو دوبارہ پیدا کر دیں گے یہ ہمارے ذمہ وعدہ ہے (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سنو! قیامت کے دن سب مخلوقات سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا، میری امت میں سے کچھ لوگ زندہ ہونگے تو ان کو بائیں جانب سے پکڑ لیا جائے گا، میں کہوں گا کہ یہ میرے امتی ہیں، مجھے بتایا جائے گا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا شروع کر دیا، (یہ سن کر) میں بھی ایک آدمی کی طرح کہوں گا۔ اور میں ان پر مطلع رہا جب تک ان میں رہا پھر جب آپ نے مجھ کو اٹھا لیا تو آپ ان پر مطلع رہے اور آپ ہر چیز کی پوری خبر رکھتے ہیں اگر آپ ان کو سزا دیں گے تو آپ کے بندے ہیں اور اگر آپ ان کو معاف فرما دیں تو آپ زبردست حکمت والے ہیں۔ (سورۃ المائدہ آیت نمبر ۱۱۷۔۱۱۸، ترجمہ حضرت تھانوی)۔ (یہاں نیک آدمی سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں)۔ پھر کہا جائے گا کہ آپ کے جدا ہوتے ہی ان لوگوں نے ایڑیوں کے بل دین سے پھرنا شروع کر دیا تھا" [1]

صحیحین میں شعبہ کے طریق سے اس روایت کی تخریج کی گئی۔

امام احمد نے حضرت ابن عباسؓ سے ایک روایت مرفوعاً نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "تم لوگوں کو ننگے پیر، ننگے بدن، غیر مختون اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر کیا جائے گا"۔ [2]

اسی روایت کو بیہقی نے اس طرح روایت کیا ہے کہ "تمھیں ننگے بدن اور ننگے پیر جمع کیا جائے گا، ام المومنین نے دریافت فرمایا کہ کیا (ننگے ہونے کی وجہ سے) لوگ ایک دوسرے کی طرف نہ دیکھیں گے؟ فرمایا اے فلاں! ان میں ہر شخص کو اپنا ہی ایسا مشغلہ ہوگا، جو اس کو اور طرف متوجہ نہ ہونے دیگا"۔ (سورۃ عبس آیت نمبر ۳۷)

ابوبکر ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ لوگوں کو ننگے پیر، ننگے بدن غیر مختون جمع کیا جائے گا۔ چالیس سال تک لوگ کھڑے رہیں گے ان کی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھی ہوئی ہوں گی۔ تکلیف کی شدت سے پسینے پسینے ہو رہے ہونگے، پھر کہا جائے گا ابراہیم کو لباس پہناؤ۔ چنانچہ ان کو جنت کے قبطی کپڑوں میں سے دو کپڑے پہنائیں جائیں گے۔ پھر رسول اکرم ﷺ کے لیے ندا لگائی جائے گی کہ حوض کو سامنے کیا جائے جو "ایلہ" سے لے کر مکہ تک (طویل) ہے۔ چنانچہ آپؐ اس حوض سے پانی پیئں گے اور غسل کریں گے جبکہ باقی مخلوق کی گردنیں پیاس کی شدت سے گویا کٹی جا رہی ہونگی۔

پھر فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "پھر مجھے جنت کے لباس میں سے لباس پہنایا جائے گا پھر میں

---

[1] بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ (واتخذ الله ابراهيم خليلاً) وقول (ان ابراهيم كان امة قانتاً) حدیث نمبر ۳۳۴۹، مسلم کتاب الجنۃ ونعیمہا باب فناء الدنیا وبیان الحشر یوم القیامۃ حدیث نمبر ۷۱۳۰، مسند احمد حدیث نمبر ۲۲۸۰

[2] اس روایت کی تخریج پہلے گذر چکی ہے

کرلیں کے یا کرسی سے دائیں جانب کھڑا ہوں گا۔ میرے علاوہ مخلوقات میں سے اس جگہ کوئی اور نہ کھڑا ہوگا پھر مجھے کہا جائے گا مانگیے، دیا جائے گا، شفاعت کیجئے، قبول کی جائے گی"۔

اسی دوران ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے آپؐ سے عرض کیا کہ آپ اپنے والدین کے لیے بھی کچھ امید رکھتے ہیں؟ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں ان کی شفاعت کروں گا خواہ قبول کی جائے یا نہ اور میں ان کے لیے کسی چیز کی امید نہیں رکھتا"۔[۱]

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ یہ روایت اس آیت سے پہلے کی ہو جس میں آپ کو مشرکین کے لیے دعائے مغفرت کرنے سے منع فرمادیا گیا تھا۔

قرطبی نے حضرت علیؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے حضرت خلیل (ابراہیم) علیہ السلام کو جنت کے قبطی کپڑوں میں سے دو کپڑے پہنائے جائیں گے۔ پھر آپ کو جنتی لباس پہنایا جائے گا اور آپ عرش کے دائیں جانب ہونگے۔

قرطبی نے "تذکرہ" میں اور ابونعیم اصبہانی نے "تاریخ اصبہان" میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میرے خلیل کو لباس پہناؤ چنانچہ دو نرم اور باریک اور سفید کپڑے لائے جائیں گے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہنچائے جائیں گے، پھر وہ عرش کی طرف رخ کر کے بیٹھیں گے، پھر میرا لباس لایا جائے گا، میں اسے پہنوں گا، میں عرش کے دائیں جانب ایسی جگہ پر کھڑا ہوں گا جہاں آج تک میرے علاوہ کوئی اور نہ کھڑا ہوا ہوگا، میرے بارے میں تمام اولین و آخرین کے لوگ غبطہ کا شکار ہو جائیں گے"۔[۲]

عباد بن کثیر نے حضرت جابرؓ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ موذن اور ملبی قیامت کے دن اذان کہتے ہوئے اور تلبیہ پڑھتے ہوئے اٹھیں گے۔ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جنتی لباس پہنایا جائے گا، پھر رسول اللہ ﷺ کو پھر دیگر انبیاء کرام کو اور پھر موذنوں کو"۔[۳]

اس کے بعد قرطبی نے وہ وجوہات ذکر کی ہیں جن کی بناء پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آپؐ سے پہلے جنتی لباس پہنایا جائے گا۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے تستر کے خیال میں شلوار پہنی یا یہ بھی ممکن ہے کہ چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالتے وقت نمرود نے برہنہ کروادیا تھا اس لیے ان کو پہلے لباس پہنایا جائے گا۔ واللہ اعلم

بیہقی نے ام المومنین حضرت سودہؓ سے روایت نقل کی ہے فرماتی ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں کو ننگے بدن، ننگے پیر اور غیر مختون جمع کیا جائے گا، انہیں پسینے کی لگام پہنائی گئی ہوگی یعنی پسینہ کان کی لو تک آرہا ہوگا"۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا ہی برا منظر ہوگا، کیا لوگ اس حال میں ایک دوسرے کو دیکھیں گے فرمایا کہ لوگوں کو اس دن مشغول کردے گی" ان میں ہر شخص کو ایسا مشغلہ ہوگا جو اس کو اور طرف متوجہ نہ ہونے دے

۱۔ ترمذی کتاب المناقب باب فی فضل النبی ﷺ حدیث نمبر ۳۶۱۱، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۹۴۳

۲۔ ابونعیم کی تاریخ اصبہان حدیث نمبر ۱/۴۳۴

۳۔ کنز العمال حدیث نمبر ۲۰۸۸۱، ہیثمی کی مجمع الزوائد حدیث نمبر ۱/ ۳۲۷ اور سیوطی کی جمع الجوامع حدیث نمبر ۵۸۲۷

گا''۔ (سورۃ عبس آیت نمبر ۳۷)

ابوبکر بن ابی الدنیا نے حضرت ام سلمہؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا کہ لوگوں کو قیامت کے دن ننگے پیر، ننگے بدن اور غیر مختون جمع کیا جائے گا جس طرح وہ اپنی پیدائش کے وقت تھے''۔ ام المومنین نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا لوگ اس حال میں ایک دوسرے کو دیکھیں گے؟ فرمایا لوگوں کو مشغول کر دیا جائے گا۔ پھر عرض کیا کس چیز میں مشغول ہونگے فرمایا نامہ اعمال کو چیونٹیوں اور رائی کے دانوں کی طرح تقسیم کرنے (میں مشغول ہونگے)۔ ل

حافظ ابوبکر بزار نے عمر بن شیبہ کے طریق سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں کو ننگے پیر، ننگے بدن غیر مختون حالت میں جمع کیا جائے گا''۔

بزار کہتے ہیں کہ ''میرا خیال ہے کہ عمر بن شیبہ سے روایت بیان کرنے میں بھول ہوئی ہے انہوں نے ایک حدیث کو دوسری سند سے ذکر کر دیا ہے، کیونکہ یہی حدیث سفیان الثوری عن زبیدہ عن مرۃ عن عبداللہ بن مسعودؓ، ابن ابی الدنیا نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے اور ساتھ یہ اضافہ بھی ہے کہ ''قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا''۔ ۲

ابوبکر بن ابی الدنیا نے حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ ام المومنین حضرت عائشہؓ نے رسول اکرم ﷺ سے دریافت فرمایا کہ یا رسول اللہ! مردوں کو کیسے جمع کیا جائے گا؟ آپؐ نے فرمایا ''ننگے پیر اور ننگے بدن''۔

ام المومنین نے کہا ہائے قیامت کے دن کی برائی، آپؐ نے فرمایا تم کس بارے میں پوچھ رہی ہو؟ مجھ پر یہ بات نازل ہوئی ہے کہ آپؐ پر لباس ہو یا نہ ہو لیکن آپ کو کچھ نقصان نہ پہنچے گا۔ ام المومنین نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ! اس کی کیا نشانی ہے؟ ارشاد فرمایا کہ ''ان میں ہر شخص کا ایسا مشغلہ ہوگا جو اس کو اور طرف متوجہ نہ ہونے دے گا''۔ (سورۃ عبس آیت نمبر ۳۷)

ابویعلی موصلی نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ لوگوں کو اس طرح جمع کیا جائے گا جس طرح ان کی ماؤں نے ان کو پیدا کیا تھا۔ ننگے پیر، ننگے بدن، غیر مختون۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا کیا مردوں اور عورتوں سب کو اسی طرح؟ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ (اسی طرح)

ام المومنین نے کہا ہائے قیامت کے دن کی برائی، تو آپؐ نے فرمایا۔ اے ابوبکر کی بیٹی، کس بات پر حیران ہوتی ہو؟ ام المومنین نے جواباً عرض کیا، آپ کی حدیث سے کہ مردوں اور عورتوں کو ننگے پیر، ننگے بدن غیر مختون جمع کیا جائے گا، وہ ایک دوسرے کو دیکھیں گے؟ تو آپؐ نے ام المومنین کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ اے ابوقحافہ کی بیٹی! لوگوں کے پاس اس دن ادھر ادھر دیکھنے کا وقت نہ ہوگا۔ وہ ایک جگہ کھڑے ایک ہی جگہ دیکھ رہے ہوں گے، نہ کھائیں گے اور نہ کچھ پئیں گے، چالیس سال تک مسلسل آسمان کی طرف ٹکٹکی باندھے دیکھتے رہیں گے۔ ان میں سے بعض لوگ وہ ہونگے جن کا پسینہ ان کے قدموں تک ہوگا۔ بعض کا پنڈلیوں تک، بعض کا پیٹ تک اور بعض پینے

---

۲ کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۹۴۷، ہیثمی کی مجمع الزوائد حدیث نمبر ۱/ ۳۳۳، سیوطی کی درمنثور حدیث نمبر ۶/ ۳۱۷، ابن حجر کی کتاب الرقاق باب الحشر حدیث نمبر ۱۱/ ۳۸۴

ل مسند احمد حدیث نمبر ۱/ ۲۳۵، تاریخ اصبہان لابی نعیم حدیث نمبر ۱/ ۲۷۶

میں ڈوبے ہونگے، پھر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحم فرمائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ مقرب فرشتوں کو حکم فرمائیں گے، چنانچہ وہ فرشتے آسمانوں سے عرش اٹھا کر زمین پر لے آئیں گے، اور سفید زمین پر ایسی جگہ رکھ دیں گے جہاں کبھی خون نہیں بہایا گیا اور نہ ہی اس جگہ کبھی کوئی خطا کی گئی ہوگی، وہ زمین ایسی ہوگی گویا کہ سفید چمکتی چاندی، پھر فرشتے اپنے پر پھیلائے ہوئے عرش کے اردگرد کھڑے ہو جائیں گے۔ یہ پہلا دن ہوگا جب کوئی آنکھ اللہ کی طرف دیکھے گی۔ پھر ایک منادی کو حکم دیا جائے گا۔ چنانچہ وہ ایسی آواز سے پکارے گا کہ تمام جن وانسان سنیں گے کہاں ہے فلاں بن فلاں بن فلاں؟ لوگ یہ آواز سن کر پریشان ہو جائیں گے، بہر حال وہ شخص مجمع سے نکلے گا جس کو پکارا گیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ لوگوں میں اس کا تعارف کروائیں گے، اس کے بعد کہا جائے گا کہ اس کی نیکیاں بھی نکل آئیں، اللہ تعالیٰ اس کی نیکیوں کو لوگوں میں بتائیں گے۔ پھر جب وہ شخص اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوگا، کہا جائے گا کہ ظالم لوگ کہاں ہیں؟ لوگ جواب دیں گے۔

پھر ہر ایک سے کہا جائیگا کہ تو نے فلاں پر ایسا ایسا ظلم کیا؟ کہے گا جی ہاں میرے رب، یہی وہ دن ہوگا جس میں زبانیں، ہاتھ اور پیر ان کے اعمال کے خلاف گواہی دیں گے۔ چنانچہ ظالم کی نیکیاں لی جائیں گی اور مظلوم کو دے دی جائیں گی، پھر کوئی دینار و درہم نہ بچے گا مگر یہ کہ ان کے بدلے نیکیاں لیجائیں گی اور برائیوں میں ڈال دی جائینگی۔ چنانچہ اسی طرح ظالم کی نیکیاں لے کر مظلوموں کو دے دی جائیں گی یہاں تک کہ اس کی کوئی نیکی نہیں بچے گی۔

پھر وہ شخص کھڑا ہوگا جس کی نیکیوں سے کچھ کم نہ کیا گیا ہوگا وہ کہے گا، یہ کیا بات ہے کہ دوسروں کو تو پورا پورا دے دیا گیا اور ہمیں روک دیا گیا؟ تو ان سے کہا جائے گا کہ جلدی نہ کرو۔ چنانچہ پھر ان کی برائیوں میں سے لے کر ظالم کی خطاؤں میں شامل کر دی جائیں گی یہاں تک کہ کوئی بھی ایسا نہ بچے گا جس کو اس کے ظلم کا بدلہ نہ دے دیا گیا ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ سارے کے سارے لوگوں کا تعارف کروائیں گے اور جب ظالم کے حساب سے فارغ ہو جائیں گے تو کہا جائے گا کہ اپنے ٹھکانے ہاویہ (جہنم کی ایک وادی) کی طرف لوٹ جاؤ۔ بے شک آج کوئی ظلم نہ کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ نہایت تیزی سے حساب لینے والے ہیں۔ اس دن نہ کوئی بادشاہ ہوگا نہ کوئی نبی مرسل نہ کوئی صدیق نہ شہید۔ لیکن شدت حساب کو دیکھ کر گمان کرے گا کہ آج تو وہ نہیں بچ سکتا علاوہ اس کے جسے اللہ تعالیٰ بچائے'' [1]

یہ روایت اس طریق سے غریب ہے لیکن صحیح روایات میں اس کے بعض شواہد موجود ہیں جیسا کہ اس کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گا، بھروسہ اور اعتماد تو اللہ تعالیٰ ہی پر ہے۔

قیامت کے دن انسان اپنے عمل خیر یا عمل شر کے لباس میں اٹھایا جائے گا

حافظ کہتے ہیں کہ ابو سعید الخدریؓ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے نئے کپڑے منگوائے اور پہنے، پھر فرمایا میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا فرمایا کہ مسلمان کو اسی لباس میں اٹھایا جائے گا جس میں اس کی موت واقع ہوگی'' [2]

اس روایت کو امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں حسن بن علی عن ابن ابی مریم، روایت کیا ہے۔ چونکہ یہ روایت پہلے مذکورہ روایات کے معارض واقع ہوئی ہے کیونکہ پہلے مذکورہ روایات میں یہ ہے کہ لوگ جب مرنے کے بعد

---

[1] مسند ابویعلی موصلی حدیث نمبر ۱۳/۲۹ ۶۴۲۹ ۷

[2] سنن ابی داؤد کتاب الجنائز باب مایستحب من تطہیر ثیاب المیت عند الموت حدیث نمبر ۳۱۱۴

دوبارہ اٹھیں گے تو ننگے پیر، ننگے بدن غیر مختون ہونگے جبکہ اس روایت میں ہے کہ اسی کپڑے میں اٹھیں گے جو موت کے وقت پہنے ہوئے ہونگے۔ چنانچہ بیہقی اس کے جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اول تو یہ کہ یہ کپڑے قبر میں طویل عرصے رہنے کے بعد پرانے اور بوسیدہ ہو جائیں گے۔ چنانچہ جب وہ قبروں سے اٹھیں گے تو وہ ننگے بدن ہونگے، پھر ان کو جنت کے کپڑے پہنچا دیئے جائیں گے۔

توجیہ دوم...... دوسری توجیہ یہ ہے کہ جب انبیاء کرام کو لباس پہنائے جائیں گے پھر صدیقین کو پھر ان کے بعد لوگوں کو ان کے درجات کے مطابق ہر انسان کا لباس اسی جنس میں سے ہوگا جس میں اس کی وفات ہوئی تھی تو پھر وہ جنت میں داخل ہوں گے تو وہاں ان کو جنتی لباس پہنا دیئے جائیں گے۔

سوم...... یہ کہ یہاں کپڑوں سے مراد اعمال ہیں یعنی انسان کو اس کے ان اعمال کے ساتھ اٹھایا جائے گا جو وہ مرتے وقت کر رہا تھا خواہ وہ اعمال خیر کے ہوں یا شر کے۔

جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا سورۃ الاعراف آیت نمبر ۲۶ میں ارشاد فرمایا کہ ''اور تقویٰ کا لباس یہ اس سے بڑھ کر ہے''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور اسی طرح سورۃ مدثر آیت نمبر ۴ میں فرمایا ''اور اپنے کپڑوں کو پاک کرو''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)
قتادہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اپنے اعمال کو خالص کرو۔

پھر اس آخری اور تیسرے جواب کی تائید میں بیہقی نے وہ روایت نقل کی ہے جو مسلم نے حضرت جابرؓ سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''ہر شخص اسی حالت میں اٹھایا جائے گا جس میں اس کی موت واقع ہوئی''۔[1]

فرماتے ہیں کہ ہم نے فضالہ بن عبید سے اور انہوں رسول اکرم ﷺ سے روایت کی ہے کہ فرمایا کہ ''جوان مرتبوں میں سے کسی مرتبے پر وفات پا گیا تو اسی حالت میں اس کو قیامت کے دن اٹھایا جائے گا''۔[2]

ابوبکر بن ابی الدنیا نے عمرو بن الاسود سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ حضرت معاذؓ نے مجھے اپنی اہلیہ کا خیال رکھنے کا کہا اور کہیں تشریف لے گئے، لیکن ان کی اہلیہ کا انتقال ہو گیا۔ ہم نے ان کو دفن کر دیا، اتنے میں حضرت معاذؓ واپس تشریف لائے ہم ابھی ان کی اہلیہ کی تدفین سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ حضرت معاذؓ نے فرمایا تم نے کس چیز میں انکو تیار کیا ہم نے جواب دیا کہ انہی کپڑوں میں جو انہوں نے پہن رکھے تھے۔ حضرت معاذؓ نے حکم دیا۔ چنانچہ قبر کو کھولا گیا اور ان کو نئے کپڑے کا کفن پہنایا گیا اور فرمایا کہ اپنے مردوں کے اچھے کفن بناؤ کیونکہ انہی میں ان کو اٹھایا جائے گا''۔[3]

ابن ابی الدنیا نے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں کہ میتوں کو ان کے کفنوں میں جمع کیا جائے گا''۔

اور ابو صالح المزی سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں مجھے یہ معلوم ہوا کہ ان کو اپنی قبروں سے ایسی حالت میں اٹھائیں گے کہ ان کے کفن پھٹے پرانے ہونگے، جسم بوسیدہ ہونگے، چہرے بگڑ رہے ہونگے، بکھرے بال پراگندہ حال ہونگے، جسم کمزور ہونگے، ڈر کے مارے دل سینوں اور حلق سے باہر آنے کو ہونگے، ان کو اپنے ٹھکانوں کا اس

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجنۃ ونعیمھا باب الامر بحسن الظن باللہ تعالیٰ عند الموت حدیث نمبر ۷۱۶۱، ابن ماجہ کتاب الزھد باب النیۃ حدیث نمبر ۴۲۳۰ [2] مسند احمد حدیث نمبر ۱۹/۶، ہیثمی کی مجمع الزوائد حدیث نمبر ۱۱۳/۱۳
[3] تنزیہ الشریعۃ لابن عراق حدیث نمبر ۳۷۳/۲

وقت تک علم نہ ہوگا جب تک وہ میدان حشر سے فارغ نہ ہوں۔ پھر اس کے بعد جنتیوں کا رخ جنت کی طرف اور دوزخیوں کا رخ دوزخ کی طرف ہو جائے گا۔ پھر بلند آواز سے پکاریں گے کہ کیا ہی برا ٹھکانہ ہے واپس لوٹنے کا۔ اگر تو ہمیں اپنی رحمت واسعہ سے بچا نہ لیتا تو ہمارے سینے ہمارے بڑے بڑے گناہوں سے تنگ ہو جاتے اور ان جرائم سے ہمارے سینے بند ہو جاتے جن کو آپ کے علاوہ کوئی معاف کرنے والا نہیں۔

قیامت کے بعض ہولناک واقعات جن کا قرآن کریم میں ذکر ہے

سورۃ الحاقۃ آیت نمبر ۱۵ تا ۱۸ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''تو اس روز ہونے والی ہو پڑے گی اور آسمان پھٹ جاوے گا اور وہ (آسمان) اس روز بالکل بودا ہوگا۔ اور فرشتے (جو آسمان میں پھیلے ہوئے ہیں) اس کے کنارے پر آ جائیں گے اور آپ کے پروردگار کے عرش کو اس روز آٹھ فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے جس روز (خدا کے روبرو) حساب کے واسطے تم پیش کیے جاؤ گے (اور) تمھاری کوئی بات اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہ ہوگی (پھر نامہ اعمال ہاتھ میں دیئے جائیں گے)۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ ق آیت نمبر ۴۱ تا ۴۴ میں ارشاد ہوا کہ ''اور سن رکھو کہ جس دن ایک پکارنے والا پاس ہی سے پکارے گا، جس روز اس چیخنے کو بالیقین سب سن لیں گے یہ دن ہوگا (قبروں سے) نکلنے کا ہم ہی (اب بھی) جلاتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہماری ہی طرف لوٹ کر پھر آنا ہے جس روز زمین ان مردوں پر سے کھل جائے گی جبکہ وہ دوڑتے ہوں گے یہ ہمارے نزدیک ایک آسان جمع کر لینا ہے''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ مزمل آیت نمبر ۱۲ تا ۱۴ میں فرمایا کہ ''ہمارے یہاں بیڑیاں ہیں اور دوزخ ہے اور گلے میں پھنس جانے والا کھانا ہے اور دردناک عذاب ہے جس روز کہ زمین اور پہاڑ ہلنے لگیں گے اور پہاڑ (ریزہ ریزہ) ایک رواں ہو جائیں گے''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورہ مزمل آیت نمبر ۱۷ تا ۱۸ میں فرمایا ''سو اگر تم (بھی بعد پہنچنے رسول ﷺ کے نافرمانی اور) کفر کرو گے تو اس دن سے کیسے بچو گے جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا جس میں آسمان پھٹ جائے گا بے شک اس کا وعدہ ضرور ہو کر رہے گا۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ یونس آیت نمبر ۴۵ میں فرمایا کہ ''اور ان کو وہ دن یاد دلایئے جس میں اللہ تعالیٰ ان کو اس کیفیت سے جمع کرے گا کہ وہ ایسا سمجھیں گے کہ گویا وہ دنیا یا برزخ میں سارے دن کی ایک آدھ گھڑی رہے ہونگے اور آپس میں ایک دوسرے کو پہچانیں گے بھی۔ واقعی اس وقت سخت خسارے میں پڑے وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے پاس جانے کو جھٹلایا اور وہ دنیا میں بھی ہدایت نہ پانے والے تھے''۔

سورۃ کہف آیت نمبر ۴۷ تا ۴۹ میں فرمایا کہ ''اور اس دن کو یاد کرنا چاہیئے جس دن ہم پہاڑ کو ہٹا دیں گے اور آپ زمین کو دیکھیں گے کہ کھلا میدان پڑا ہے اور ہم ان سب کو جمع کر دیں گے اور ان میں سے کسی کو بھی نہ چھوڑیں گے''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ الزمر آیت نمبر ۶۷ تا ۷۰ میں ارشاد ہوا کہ اور ان لوگوں نے خدا تعالیٰ کی کچھ عظمت نہ کی جیسی عظمت کرنا چاہیئے تھی۔ حالانکہ ساری دنیا اس کی مٹھی میں ہوگی، قیامت کے دن اور تمام آسمان لپٹے ہوئے ہونگے اس کے داہنے ہاتھ میں۔ وہ پاک اور برتر ہستی ہے۔ اور (قیامت کے روز) صور میں پھونک ماری جائے گی، سو تمام آسمان اور زمین

والوں کے ہوش اڑ جائیں گے مگر جس کو خدا چاہے پھر اس (صور) میں دوبارہ پھونک ماری جائے گی تو دفعتاً سب کے سب کھڑے ہو جائیں گے اور چاروں طرف دیکھنے لگیں گے اور زمین اپنے رب کے نور سے منور ہو جائے گی۔'' [1]

سورۃ المومنون آیت نمبر ۱۰۱ تا ۱۰۳ میں ارشاد ہوا کہ ''پھر جب (قیامت میں) صور پھونکا جائے گا تو ان میں (جو) باہمی رشتے ناتے (تھے) اس روز نہ رہیں گے اور نہ کوئی کسی کو پوچھے گا سو جس شخص کا پلہ (ایمان کا) بھاری ہو گا تو ایسے لوگ کامیاب (یعنی ناجی) ہونگے اور جس شخص کا پلہ ہلکا ہو گا (یعنی وہ کافر ہو گا) سو یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کرلیا اور جہنم میں ہمیشہ کے لیے رہیں گے''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ المعارج آیت نمبر ۸ تا ۱۸ میں فرمایا کہ ''جس دن کہ آسمان (رنگ میں) تیل کی تلچھٹ کی طرح ہو جاوے گا اور پہاڑ رنگین اون کی طرح ہو جائیں گے (یعنی اڑتے پھریں گے) اور کوئی دوست کسی دوست کو نہ پوچھے گا۔ گو ایک دوسرے کو دکھا بھی دیئے جائیں گے اور (اور اس روز) مجرم (یعنی کافر) اس بات کی تمنا کرے گا کہ اس روز کے عذاب سے چھوٹنے کے لیے اپنے بیٹوں کو اور بیوی کو اور بھائی کو اور کنبہ کو جن میں وہ رہتا تھا اور تمام اہل زمین کو اپنے فدیہ میں دے دے پھر یہ اس کو (عذاب سے) بچالے یہ ہرگز نہ ہو گا بلکہ وہ آگ ایسی شعلہ زن ہے جو کھال (تک) اتارے دے گی وہ اس شخص کو بلائے گی جس نے حق سے پیٹھ پھیری ہو گی اور اطاعت سے بے رخی کی ہو گی اور جمع کیا ہو گا۔

سورۃ عبس آیت نمبر ۳۳ تا ۴۲ میں فرمایا کہ ''پھر جس وقت کانوں کا بہرہ کردینے والا شور برپا ہو گا جس روز ایسا آدمی اپنے بھائی سے اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی سے اور اپنی اولاد سے بھاگے گا ان میں ہر شخص کو ایسا مشغلہ ہو گا جو اس کو اور طرف متوجہ نہ ہونے دے گا اور بہت سے چہرے اس روز روشن اور خنداں وشاداں ہونگے اور اس روز ظلمت ہو گی ان پر غم کی کدورت چھائی ہوئی ہو گی یہی لوگ کافر فاجر ہیں۔ (ترجمہ تھانوی)

سورۃ النازعات آیت نمبر ۳۴ تا ۴۲ میں ارشاد ہوا کہ ''سو جب وہ بڑا ہنگامہ آوے گا یعنی جس دن انسان اپنے کیے کو یاد کرے گا اور دیکھنے والوں کے سامنے دوزخ ظاہر کی جاوے گی تو (اس روز یہ حالت ہو گی کہ) جس شخص نے (دق سے) سرکشی کی ہو گی اور (آخرت کا منکر ہو کر) دنیوی زندگی کو ترجیح دی ہو گی سو دوزخ (اس کا) ٹھکانہ ہو گا اور جو شخص (دنیا میں) اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا ہو گا اور نفس کو حرام خواہش سے روکا ہو گا سو جنت اس کا ٹھکانا ہو گا۔ یہ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہو گا''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ فجر آیت نمبر ۲۱ تا ۳۰ میں ارشاد فرمایا کہ ''ہرگز ایسا نہیں جس وقت زمین کو توڑ توڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا اور آپ کا پروردگار اور جوق در جوق فرشتے (میدان حشر) میں اتریں گے اور اس روز جہنم کو لایا جائے گا، اس روز انسان کو سمجھ آئے گی اور اب سمجھ آنے کا موقع کہاں رہا۔ کہے گا کاش میں اس زندگی (اخروی) کے لیے کوئی عمل آگے بھیج لیتا۔ پس اس روز نہ تو خدا کے عذاب کے برابر کوئی عذاب دینے والا نکلے گا اور نہ اس کے جکڑنے کے برابر کوئی جکڑنے والا نکلے گا۔ اے اطمینان والی روح تو اپنے پروردگار کی طرف چل اس طرح سے کہ تو اس سے خوش اور

---

[1] روشن ہو جائے گی اور (سب کا) نامہ اعمال (ہر ایک کے سامنے) رکھ دیا جائے گا اور پیغمبر اور گواہ حاضر کئے جاویں گے اور سب میں ٹھیک فیصلہ کیا جاوے گا اور ان پر ذرا ظلم نہ ہو گا اور ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور وہ سب کے کاموں کو خوب جانتا ہے۔

وہ تجھ سے خوش پھر تو میرے خاص بندوں میں شامل ہوجا اور میری جنت میں داخل ہوجا''۔

اور سورۃ الغاشیہ آیت نمبر ۱۰ تا ۱۷ میں فرمایا کہ ''آپ کو اس محیط عام واقعے کی کچھ خبر پہنچی ہے، بہت سے چہرے اس روز ذلیل اور مصیبت جھیلنے والے اور مصیبت جھیلنے سے خستہ ہونگے۔ اور آتش سوزاں میں داخل ہونگے اور کھولتے ہوئے چشمے سے پانی پلائے جائیں گے اور انکو بجز ایک خاردار جھاڑ کے اور کوئی کھانا نصیب نہ ہوگا جو نہ (تو کھانے والوں کو) فربہ کرے گا اور نہ ان کی بھوک کو دفع کریگا۔ بہت سے چہرے اس روز بارونق (اور) اپنے نیک کاموں کی بدولت خوش ہوں گے اور بہشت بریں میں ہونگے جس میں کوئی لغوبات نہ سنیں گے۔ اس (بہشت) میں بہتے ہوئے چشمے ہونگے اور اس بہشت میں اونچے اونچے تخت بچھے ہیں اور رکھے ہوئے آبخورے (موجود) ہیں اور برابر لگے ہوئے گدے تکیے ہیں اور سب طرف قالین پھیلے ہوئے ہیں تو کیا وہ لوگ اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ کس طرح پیدا کیا گیا ہے''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ واقعہ آیت نمبر ۱ تا ۱۲ میں ارشاد ہوا کہ ''جب قیامت واقع ہوگی جس کے واقع ہونے میں کوئی خلاف نہیں ہے تو وہ پست کردے گی (اور بعض کو) بلند کردے گی جبکہ زمین کو سخت زلزلہ آئے گا اور پہاڑ بالکل ریزہ ریزہ ہوجائیں گے، پھر وہ پراگندہ غبار ہوجائیں گے اور تم تین قسم کے ہوجاؤ گے۔ سو جو داہنے والے ہیں وہ داہنے والے کیسے اچھے ہیں اور جو بائیں والے ہیں وہ کیسے برے ہیں اور جو اعلیٰ درجے کے ہیں وہ تو اعلیٰ ہی درجے کے ہیں وہ قرب رکھنے والے ہیں یہ مقرب لوگ آرام کے باغوں میں ہونگے۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اس کے بعد ان تینوں اقسام کے لوگوں کو ان کے حاضر ہونے کے وقت جزاء کا ذکر کیا ہے جیسے ہم نے اس سورۃ کی تفسیر کے آخر میں ذکر کیا ہے۔

پھر سورۃ القمر آیت نمبر ۶ تا ۸ میں ارشاد ہوا کہ ''تو آپ ان کی طرف سے کچھ خیال نہ کیجئے جس دن ایک بلانے والا فرشتہ ایک ناگوار چیز کی طرف بلاوے گا ان کی آنکھیں مارے ذلت کے جھکی ہوئی ہونگی اور قبروں سے اس طرح نکل رہے ہونگے جیسے ٹڈی دل پھیل جاتی ہے (اور پھر نکل کر) بلانے والے کی طرف دوڑے چلے جارہے ہونگے''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۴۸ تا ۵۲ میں ارشاد ہوا کہ ''جس روز دوسری زمین بدل دی جائے گی اس زمین کے علاوہ اور اسمان بھی اور سب کے سب ایک زبردست اللہ کے روبرو پیش ہونگے۔ اور تو مجرموں کو زنجیروں میں جکڑے ہوئے دیکھے گا ان کے کرتے قطران کے ہونگے اور آگ ان کے چہروں پر لپٹی ہوئی ہوگی۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ہر مجرم کو اس کے کیے کی سزا دے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بڑی جلد حساب لینے والا ہے۔ یہ قرآن لوگوں کے لیے احکام کا پہنچانا ہے اور تاکہ اس کے ذریعے سے عذاب سے ڈرائے جائیں اور تاکہ اس بات کا یقین کرلیں کہ وہی ایک معبود برحق ہے اور تاکہ دانش مند لوگ نصیحت حاصل کریں۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ مومن آیت نمبر ۱۵ تا ۱۷ میں ارشاد فرمایا کہ ''(وہ) مالک درجات عالی اور صاحب عرش ہے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے وحی بھیجتا ہے تاکہ ملاقات کے دن سے ڈراوے۔ جس روز وہ نکل پڑیں گے ان کی کوئی چیز خدا سے مخفی نہ رہے گی۔ آج کس کی بادشاہت ہے؟ خدا کی جو اکیلا اور غالب ہے''۔

اور سورۃ طہٰ آیت نمبر ۹۸ تا ۱۱۱ میں فرمایا کہ ''بس تمہارا حقیقی معبود تو جس کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں

وہ (اپنے) علم سے تمام چیزوں کو احاطہ کیے ہوئے ہے (جس طرح ہم نے موسیٰ علیہ السلام کا قصہ بیان کیا) اسی طرح ہم آپ سے اور واقعات گذشتہ کی خبریں بھی بیان کرتے رہتے ہیں اور ہم نے آپ کو اپنے پاس سے ایک نصیحت نامہ دیا ہے (یعنی قرآن) جو لوگ اس سے روگردانی کریں گے سو وہ قیامت کے روز بڑا بھاری بوجھ عذاب کو لادے ہونگے اور وہ اس عذاب میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بوجھ قیامت کے روز ان کے لیے بڑا بوجھ ہوگا جس روز صور میں پھونک ماری جائے گی اور ہم اس روز مجرم لوگوں کو اس حالت سے جمع کریں گے کہ آنکھوں سے کرنجے ہونگے، چپکے چپکے آپس میں باتیں کرتے ہونگے کہ تم لوگ قبروں میں صرف دو روز رہے ہوگے جس مدت کی نسبت وہ بات چیت کریں گے اس کو ہم خوب جانتے ہیں (کہ وہ کس قدر ہے) جبکہ ان سب میں صائب الرائے یوں کہتا ہوگا کہ نہیں تم ایک ہی روز (قبر میں) رہے ہوگے اور لوگ آپ سے پہاڑوں کی نسبت پوچھتے ہیں کہ قیامت میں ان کا کیا حال ہوگا۔ سو آپ فرما دیجئے کہ میرا رب ان کو بالکل اڑا دے گا پھر زمین کو ایک میدان ہموار کر دے گا جس میں تو (اے مخاطب) نہ ناہمواری دیکھے گا اور نہ کوئی بلندی دیکھے گا اس روز سب کے سب (خدائی) بلانے والے کے کہنے پر ہولیں گے اس کے سامنے (کسی کا) کوئی ٹیڑھا پن نہ رہے گا اور تمام آوازیں اللہ تعالیٰ کے سامنے (مارے مصیبت) دب جائیں گی سو تو (اے مخاطب) بجز پاؤں کی آہٹ کے اور کچھ نہ سنے گا اس روز کسی کو کسی کی سفارش نفع نہ دے گی مگر ایسے شخص کو کہ جس کے واسطے اللہ تعالیٰ نے اجازت دے دی ہو اور اس شخص کے واسطے بولنا''۔[1] (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۸۱ میں ارشاد ہوا کہ ''اور اس دن سے ڈرو جس دن تم اللہ تعالیٰ کی پیشی میں لائے جاؤ گے پھر ہر شخص کو اس کا بدلہ پورا پورا ملے گا اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہ ہوگا''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ البقرۃ نمبر ۲۵۴ میں فرمایا کہ ''اے ایمان والو! خرچ کرو ان چیزوں میں سے جو ہم نے تم کو دی ہیں۔ قبل اس کے کہ وہ دن قیامت کا آجاوے جس میں نہ تو خرید و فروخت ہوگی اور نہ دوستی ہوگی اور نہ کوئی سفارش ہوگی اور کافر لوگ ظلم ہی کرتے ہیں''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۰۶ تا ۱۰۷ میں فرمایا ''اس روز بعض کے چہرے سفید ہو جائیں گے اور بعض کے چہرے سیاہ ہونگے۔ سو جن کے چہرے سیاہ ہوگئے ہوں گے ان سے کہا جائے گا کیا تم لوگ کافر ہوئے تھے۔ اپنے ایمان لانے کے بعد سو سزا چکھو بسبب اپنے کفر کے۔ اور جن کے چہرے سفید ہوگئے ہونگے وہ اللہ کی رحمت میں ہونگے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۶۱ میں فرمایا کہ ''اور نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ خیانت کرے حالانکہ جو شخص خیانت کرے گا وہ شخص اپنی اس خیانت کی ہوئی چیز کو قیامت کے دن حاضر کرے گا پھر ہر شخص کو اس کے کیے کا پورا بدلہ ملے گا اور ان پر بالکل ظلم نہ ہوگا''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ النحل آیت نمبر ۸۹ میں فرمایا کہ ''اور جس دن ہم ہر ہر امت میں ایک ایک گواہ جو ان ہی کا ہوگا، مقابلہ میں قائم کر دیں گے اور ان لوگوں کے مقابلے میں آپ کو گواہ بنا کر لائیں گے اور ہم نے آپ پر قرآن اتارا ہے کہ تمام دین کی باتوں کا بیان کرنے والا ہے اور خاص مسلمانوں کے واسطے بڑی ہدایت اور بڑی رحمت اور بڑی

---

[1] پسند کر لیا ہو وہ (اللہ تعالیٰ) ان سب کے اگلے پچھلے احوال کو جانتا ہے اور اس کو ان کا علم احاطہ نہیں کر سکتا اور اس روز تمام چہرے اس حی و قیوم کے آگے جھکے ہوں گے اور ایسا شخص تو ہر طرح ناکام رہے گا جو ظلم (یعنی شرک) کر کے آیا ہو۔

خوش خبری سنانے والا ہے"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ النحل آیت نمبر ۸۴ تا ۸۸ میں ارشاد ہوا کہ "اور جس دن ہم ہر ہر امت میں ایک ایک گواہ قائم کریں گے پھر ان کافروں کو اجازت نہ دی جائے گی اور نہ ان کو حق تعالیٰ کے راضی کرنے کی فرمائش کی جاوے گی اور جب ظالم یعنی کافر لوگ عذاب کو دیکھیں گے تو وہ عذاب نہ ان سے ہلکا کیا جائے گا اور نہ وہ کچھ مہلت دیئے جائیں گے اور جب مشرک لوگ اپنے شریکوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے اے ہمارے پروردگار! وہ ہمارے شریک یہی ہیں کہ آپ کو چھوڑ کر ہم انہی کو پوجا کرتے تھے سو وہ ان کی طرف کلام کو متوجہ کریں گے کہ تم جھوٹے ہو اور یہ مشرک اور کافر لوگ اس روز اللہ کے سامنے اطاعت کی باتیں کرنے لگیں گے اور جو کچھ افترا پردازیاں کرتے تھے وہ سب گم ہو جائیں گی۔ جو لوگ کفر کرتے تھے اور اللہ کی راہ سے روکتے تھے ان کے لیے ہم ایک سزا پر دوسری سزا بمقابلہ ان کے فساد کے بڑھا دیں گے۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ النساء آیت نمبر ۸۷ میں فرمایا کہ "اللہ ایسے ہیں کہ ان کے سوا کوئی معبود ہونے کے قابل نہیں وہ ضرور تم سب کو جمع کریں گے قیامت کے دن میں اس میں کوئی شبہ نہیں اور خدا تعالیٰ سے زیادہ کس کی بات سچی ہوگی"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ الذاریات آیت نمبر ۲۳ میں فرمایا کہ "ان سب کا معین وقت آسمان میں ہے تو قسم ہے آسمان اور زمین کے پروردگار کی کہے گا کہ برحق ہے جیسا تم باتیں کر رہے ہو"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ مائدہ آیت نمبر ۱۰۹ میں ارشاد ہوا کہ "جس روز اللہ تعالیٰ تمام پیغمبروں کو (مع ان کی امتوں کے) جمع کریں گے پھر ارشاد فرمائیں گے کہ تم کو (ان امتوں کی طرف سے) کیا جواب ملا تھا وہ عرض کریں گے کہ (ظاہر جواب تو ہم کو معلوم ہے لیکن ان کے دل کی) ہم کو کچھ خبر نہیں (اس کو آپ ہی جانتے ہیں)"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ الاعراف آیت نمبر ۶ تا ۹ میں فرمایا کہ "پھر ہم ان لوگوں سے ضرور پوچھیں گے جن کے پاس پیغمبر بھیجے گئے تھے اور ہم پیغمبروں سے ضرور پوچھیں گے پھر ہم جو کہ پوری خبر رکھتے ہیں ان کے روبرو بیان کر دیں گے اور ہم کچھ بے خبر نہ تھے اور اس روز میزان بھی واقع ہوگا پھر جس شخص کا پلہ بھاری ہوگا سو ایسے لوگ کامیاب ہوں گے اور جس شخص کا پلہ ہلکا ہوگا سو وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کر لیا بسبب اس کے کہ ہماری آیتوں کی حق تلفی کرتے تھے"۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ آل عمران آیت نمبر ۳۰ میں فرمایا کہ "جس روز ایسا ہوگا کہ ہر شخص اپنے اچھے کئے ہوئے کاموں کو سامنے لایا ہوا پائے گا اور اپنے برے کئے ہوئے کاموں کو بھی۔ اور اس بات کی تمنا کرے گا کہ کیا خوب ہوتا کہ اس شخص کے اور اس روز کے درمیان میں دور دراز کی مسافت حائل ہوتی اور خدا تعالیٰ تم کو اپنی ذات سے ڈراتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نہایت مہربان ہے بندوں پر۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ زخرف آیت نمبر ۳۸ تا ۳۹ میں فرمایا کہ "یہاں تک کہ ایک ایسا شخص ہمارے پاس آئے گا تو اس شیطان سے کہے گا کہ کاش میرے اور تیرے درمیان میں مشرق اور مغرب کے برابر فاصلہ ہوتا کہ تو تو میرا برا ساتھی تھا اور ان سے کہا جائے گا کہ جب کہ تم دنیا میں کفر کر چکے تھے تو آج یہ بات تمہارے کام نہ آئے گی کہ تم (اور شیاطین) سب عذاب میں شریک ہو۔" (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ یونس آیت نمبر ۲۸ تا ۳۰ میں ارشاد ہوا کہ ''اور وہ دن بھی قابل ذکر ہے جس روز ہم ان سب کو میدان قیامت میں جمع کر دیں گے پھر مشرکین سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے شریک اپنی جگہ ٹھہرو پھر ہم ان (عابدین و معبودین) کے درمیان پھوٹ ڈالیں گے اور ان کے وہ شرکاء ان سے خطاب کر کے کہیں گے کہ تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے سو ہمارے تمہارے درمیان خدا کافی گواہ ہے کہ ہم کو تمہاری عبادت کی خبر بھی نہ تھی۔'' (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ القیامۃ آیت نمبر ۱۳ تا ۱۸ میں ارشاد ہوا کہ ''اس روز انسان کو اس کا سب اگلا پچھلا کیا ہوا جتلا دیا جائے گا (اور انسان کا اپنے اعمال سے آگاہ ہونا کچھ اس جتلانے پر موقوف نہ ہوگا) بلکہ انسان خود اپنی حالت پر خوب مطلع ہوگا گو باقتضائے طبعیت اس وقت بھی اپنے حیلے پیش لائے (اور اے پیغمبر) آپ قبل اختتام وحی قرآن پر اپنی زبان نہ ہلایا کیجئے تا کہ آپ اس کو جلدی لیں ہمارے ذمہ ہے (آپ کے قلب میں) اس کا جمع کر دینا اور پڑھوا دینا جب ہم اسے پڑھیں''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ الاسراء آیت نمبر ۱۳ تا ۱۴ میں فرمایا کہ ''ہم ہر انسان کا نامہ اعمال اس کے واسطے نکال کر سامنے کر دیں گے جس کو وہ کھلا ہوا دیکھ لے گا۔ اپنا نامۂ اعمال خود پڑھ لے! آج تو خود اپنا آپ ہی محاسب کافی ہے''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۴۴ تا ۴۵ میں ارشاد ہوا کہ ''اور آپ ان لوگوں کو اس دن سے ڈرائیے جس دن ان پر عذاب آپڑے گا پھر یہ ظالم لوگ کہیں گے کہ اے ہمارے رب ایک مدت قلیل تک ہم کو (اور) مہلت دیجئے ہم آپ کا سب کہنا مان لیں گے اور پیغمبروں کا اتباع کریں گے (جواب میں ارشاد ہوگا) کیا تم نے اس کے قبل قسمیں نہ کھائی تھیں کہ تم کو کہیں جانا ہی نہیں ہے۔ حالانکہ تم ان (پہلے) لوگوں کے رہنے کی جگہوں میں رہتے تھے جنہوں نے اپنی ذات کا نقصان کیا تھا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیونکر معاملہ کیا تھا اور ہم نے تم سے مثالیں بیان کیں''۔ (ترجمہ تھانوی)

اور سورۃ الفرقان آیت نمبر ۲۵ تا ۲۹ میں فرمایا کہ اور جس دن آسمان ایک بدلی پر سے پھٹ جائے گا اور فرشتے (زمین پر) بکثرت اتارے جائیں گے (اور) اس روز حقیقی حکومت (حضرت) رحمٰن (ہی) کی ہوگی اور وہ دن کافروں پر بڑا سخت دن ہوگا اور جس روز ظالم (یعنی آدمی عنایت حسرت سے) اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھائے گا (اور) کہے گا کیا اچھا ہوتا میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ (دین کی) راہ پر لگ لیتا۔ ہائے میری شامت (کہ ایسا نہ کیا اور) کیا اچھا ہوتا کہ میں فلاں شخص کو دوست نہ بناتا۔ اس کم بخت نے مجھ کو نصیحت آئے پیچھے بہکا دیا (اور ہٹا دیا) اور شیطان تو انسان کو (عین وقت پر) امداد کرنے سے جواب دے ہی دیتا ہے''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ الفرقان ہی میں آیت نمبر ۱۷ تا ۱۹ میں فرمایا کہ ''اور جس روز اللہ تعالیٰ ان (کافر) لوگوں کو اور جن کو وہ لوگ خدا کے سوا پوجتے تھے ان (سب) کو جمع کرے گا پھر) ان معبودین سے) فرمائے گا کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا یہ (خود ہی) راہ (حق) سے گمراہ ہو گئے تھے وہ (معبودین) عرض کریں گے کہ معاذ اللہ ہماری کیا مجال تھی کہ ہم آپ کے سوا اور کارسازوں کو تجویز کریں لیکن آپ نے (تو) ان کو اور ان کے بڑوں کو (خوب) آسودگی دی یہاں تک کہ وہ (آپ کی) یاد کو بھلا بیٹھے اور یہ لوگ خود ہی برباد ہوئے، تمہارے ان معبودوں نے تو تم کو تمہاری باتوں میں جھوٹا ٹھہرا دیا سو (اب) تم نہ تو خود (عذاب کو) ٹال سکتے ہو اور نہ کسی دوسرے کی طرف سے مدد دیئے جا سکتے ہو اور جو ظالم (یعنی مشرک) ہوگا ہم اسی کو بڑا عذاب چکھائیں گے''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ المرسلات آیت نمبر ۳۵ تا ۳۹ میں فرمایا کہ ''اور جس دن خدا تعالیٰ ان کافروں کو پکار کر کہے گا کہ وہ میرے شریک کہاں ہیں جن کو تم (ہمارا شریک) سمجھ رہے تھے۔ جن پر خدا کا فرمودہ ثابت ہو چکا ہوگا وہ بول اٹھیں گے اے ہمارے پروردگار بیشک وہی لوگ ہیں جن کو ہم نے بہکایا ہم نے ان کو ویسا ہی بہکایا جیسا ہم خود بہکے تھے اور ہم آپ کی پیشی میں ان سے دستبرادری کرتے ہیں اور یہ لوگ ہم کو نہ پوجتے تھے اور (اس وقت ان مشرکین سے تحکما) کہا جائے گا کہ (اب) ان شرکاء کو بلاؤ چنانچہ وہ (افراد حیرت سے بالاضطرار) ان کو پکاریں گے سو وہ جواب بھی نہ دیں گے اور (اس وقت) یہ لوگ (اپنی آنکھوں سے) عذاب دیکھ لیں گے اے کاش یہ لوگ (دنیا میں) راہ راست پر ہوتے (تو یہ مصیبت نہ دیکھتے) اور جس دن ان کافروں سے پکار کر پوچھے گا کہ تم نے پیغمبروں کو کیا جواب دیا تھا۔

اور سورۃ المرسلات آیت نمبر ۳۵ تا ۳۷ میں فرمایا کہ ''یہ وہ دن ہوگا جس میں لوگ نہ بول سکیں گے اور نہ ان کو اجازت ہوگی سو عذر بھی نہ کر سکیں گے اس روز حق کے جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

یعنی وہ کوئی ایسی بات نہ کر سکیں گے جو ان کو فائدہ دے۔

اور پھر سورۃ الانعام آیت نمبر ۲۳ تا ۲۴ میں ارشاد فرمایا کہ ''پھر ان کے شرک کا انجام اس کے سوا اور کچھ بھی نہ ہوگا کہ وہ یوں کہیں گے قسم اللہ کی اپنے پروردگار کی ہم مشرک نہ تھے، ذرا دیکھو تو کس طرح جھوٹ بولا اپنی جانوں پر اور جن چیزوں کو وہ جھوٹ موٹ تراشا کرتے تھے وہ سب غائب ہو گئیں''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ المجادلۃ آیت نمبر ۱۸ میں ارشاد ہوا کہ ''جس روز اللہ ان سب کو دوبارہ زندہ کرے گا سو یہ اس کے روبرو بھی (جھوٹی) قسمیں کھا جاویں گے جس طرح تمہارے سامنے قسمیں کھا جاتے ہیں اور یوں خیال کریں گے کہ ہم کسی اچھی حالت میں ہیں خوب سن لو یہ لوگ بڑے ہی جھوٹے ہیں''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

تو کیوں دوسرے حال میں نہیں؟ جیسے اس کے جواب میں حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا تھا جیسا کہ بخاری میں روایت نقل کی گئی ہے، اور سورۃ الصافات آیت نمبر ۲۷ تا ۳۷ میں ارشاد ہوا کہ ''اور وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر جواب سوال (یعنی اختلاف) کرنے لگیں گے۔ (چنانچہ) تابعین کہیں گے کہ ہم پر تمہاری آمد بڑے زور کی ہوا کرتی تھی۔ مستبوعین کہیں گے کہ نہیں بلکہ تم خود ہی ایمان نہیں لائے تھے اور ہمارا تم پر کوئی زور تو تھا ہی نہیں بلکہ تم خود ہی سرکشیاں کرتے تھے۔ سو ہم سب ہی پر ہمارے رب کی یہ (ازلی) بات تحقیقی ہو چکی تھی۔ کہ ہم سب کو مزہ چکھنا ہے تو ہم نے تم کو بہکایا ہم خود بھی گمراہ تھے۔ تو وہ سب کے سب اس روز عذاب میں (بھی) شریک رہیں گے (اور) ہم ایسے مجرموں کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔ وہ لوگ ایسے تھے کہ جب ان سے کہا جاتا کہ خدا کے سوا کوئی معبود برحق نہیں تو تکبر کیا کرتے تھے''[1] (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ یٰسین آیت نمبر ۴۸ تا ۵۴ میں ارشاد ہوا کہ ''اور یہ لوگ (بطور انکار) کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا اگر تم سچے ہو، یہ لوگ بس ایک آواز سخت کے منتظر ہیں جو ان کو آ پکڑے گی اور وہ سب باہم لڑ جھگڑ رہے ہونگے۔ سو نہ تو وصیت کرنے کی فرصت ہوگی اور نہ اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر جا سکیں گے۔ اور پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا سو وہ سب یکا یک قبروں سے (نکل نکل) پڑیں گے یہ وہی ہے جس کا رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور پیغمبر سچ کہتے

---

[1] اپنے معبود کو ایک شاعر دیوانہ کی وجہ سے چھوڑ دیں گے۔ بلکہ ایک سچا دین لے کر آئے ہیں اور دوسرے پیغمبروں کی تصدیق کرتے ہیں''۔

تھے۔پس وہ ایک زور کی آواز ہوگی۔جس سے یکا یک سب جمع ہو کر ہمارے پاس حاضر کر دیئے جاویں گے۔پھر اس دن کسی شخص پر ذرا ظلم نہ ہوگا اور تم کو بس انہیں کاموں کا بدلہ ملے گا جو تم کیا کرتے تھے''۔(ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ الروم آیت نمبر ۱۴ تا ۱۶ میں فرمایا کہ''اور جس روز قیامت قائم ہوگی۔اس روز سب آدمی جدا جدا ہو جاویں گے یعنی جو لوگ ایمان لائے تھے اور انہوں نے اچھے کام کئے تھے وہ تو باغ میں مسرور ہوں گے اور جن لوگوں نے کفر کیا تھا اور ہماری آیتوں کو اور آخرت کے پیش آنے کو جھٹلایا تھا وہ لوگ عذاب میں گرفتار ہونگے''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ الروم آیت نمبر ۴۳ تا ۴۴ میں ارشاد ہے کہ''سو تم اپنا رخ اس دین راست کی طرف رکھو، قبل اس کے کہ ایسا دن آ جاوے جس سے پھر خدا کی طرف سے ہٹنا نہ ہوگا اس دن سب لوگ جدا جدا ہو جائیں گے۔جو شخص کفر کر رہا ہے اس پر تو اس کا کفر پڑے گا۔اور جو نیک عمل کر رہا ہے سو یہ لوگ اپنے لیے سامان کر رہے ہیں''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ روم آیت نمبر ۷۰ میں فرمایا کہ''اور جس روز قیامت قائم ہوگی مجرم لوگ قسم کھائیں گے کہ وہ لوگ (یعنی عالم برزخ) میں ایک ساعت سے زیادہ نہیں رہے اسی طرح الٹے چلا کرتے تھے، اور جن لوگوں کو علم اور ایمان عطا ہوا ہے۔وہ کہیں گے کہ تم تو نوشتۂ خداوندی کے موافق قیامت کے دن تک رہے ہو سو قیامت کا دن یہی ہے لیکن تم یقین نہ کرتے تھے۔غرض اس دن ظالموں کو ان کا عذر کرنا نفع نہ دے گا اور نہ ان سے خدا اپنی خفگی کا تدارک چاہے گا''۔(ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ سبا آیت نمبر ۴۱ تا ۴۲ میں فرمایا کہ''وہ عرض کریں گے کہ آپ پاک ہیں ہمارا تو آپ سے تعلق ہے نہ کہ ان سے، بلکہ یہ لوگ شیاطین کو پوجا کرتے تھے۔ان میں سے اکثر لوگ انہیں کے معتقد تھے۔سو (کافروں سے کہا جاوے گا) آج تم (مجموعۂ عابدین و معبودین) میں سے نہ کوئی کسی کو نفع پہنچانے کا اختیار رکھتا ہے اور نہ نقصان پہنچانے کا اور (اس وقت) ہم ظالموں (یعنی کافروں سے) کہیں گے کہ جس دوزخ کے عذاب کو تم جھٹلایا کرتے تھے (اب) اس کا مزہ چکھو''۔(ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ لقمان آیت نمبر ۳۳ میں ارشاد ہوا کہ''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو اور اس دن سے ڈرو جس میں نہ کوئی باپ اپنے بیٹے کی طرف سے کچھ مطالبہ کر سکے گا اور نہ کوئی بیٹا ہی ہے کہ وہ اپنے باپ کی طرف سے ذرا بھی مطالبہ کرے یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے، سو تم کو دنیاوی زندگی دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ تم کو دھوکہ باز شیطان اللہ سے دھوکے میں ڈالے''۔(ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ ھود آیت نمبر ۱۰۳ تا ۱۰۸ میں فرمایا کہ''ان واقعات میں اس شخص کے لیے بڑی عبرت ہے جو آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہو۔وہ ایسا دن ہوگا کہ اس میں تمام آدمی جمع کیے جائیں گے اور وہ سب کی حاضری کا دن ہے اور ہم اس کو صرف تھوڑی مدت کے لیے ملتوی کیے ہوئے ہیں۔(پھر) جس وقت وہ دن آئے گا کوئی شخص اس دن خدا کی اجازت کے بغیر بات تک (بھی) نہ کر سکے گا پھر ان میں بعضے تو شقی ہونگے۔سو جو لوگ شقی ہیں وہ تو دوزخ میں ایسے حال میں ہوں گے کہ اس میں ان کی چیخ پکار پڑی رہے گی (اور) ہمیشہ ہمیشہ کو اس میں رہیں گے جب تک آسمان و زمین قائم ہیں۔ہاں اگر خدا ہی کو (نکالنا) منظور ہو تو دوسری بات ہے۔(کیونکہ) آپ کا رب جو کچھ چاہے

اس کو پورے طور سے کرسکتا ہے۔ اور رہ گئے وہ لوگ جو سعید ہیں سو وہ جنت میں ہونگے (اور) وہ اس میں (داخل ہونے کے بعد) ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے جب تک آسمان وزمین ہیں۔'' (ترجمہ حضرت تھانوی)۱

اور سورۃ النباء آیت نمبر ۱۷ تا ۴۰ میں ارشاد ہوا کہ ''بے شک فیصلوں کا دن ایک معین وقت ہے یعنی جس دن صور پھونکا جائے گا پھر تم لوگ گروہ گروہ ہو کر آؤ گے اور آسمان کھل جائے گا پھر اس میں دروازے ہی دروازے ہو جائیں گے اور پہاڑ (اپنی جگہ سے) ہٹا دیئے جائیں گے سو وہ ریت کی طرح ہو جائیں گے (آگے اس یوم الفصل میں جو فیصلہ ہوگا اس کا بیان ہے یعنی (بے شک دوزخ ایک گھات کی جگہ ہے سرکشوں کا ٹھکانہ ہے) جس میں وہ بے انتہا زمانوں پڑے رہیں گے، اور اس میں نہ تو وہ کسی ٹھنڈک کا مزہ چکھیں گے اور نہ پینے کی چیز کا بجز گرم پانی اور پیپ کے اور ان کو پورا پورا بدلہ ملے گا۔ وہ لوگ حساب کا اندیشہ نہ رکھتے تھے اور ہماری آیتوں کو خوب جھٹلاتے تھے۔ اور ہم نے ہر چیز کو لکھ کر ضبط کر رکھا ہے۔ سو مزہ چکھو کہ ہم تم کو سزا ہی بڑھاتے جاہیں گے خدا سے ڈرنے والوں کے لیے بے شک کامیابی ہے یعنی باغ اور انگور اور نوخاستہ ہم عمر عورتیں اور لبالب بھرے ہوئے جام شراب وہاں نہ کوئی بیہودہ بات سنیں گے اور نہ جھوٹ۔ یہ بدلہ ملے گا جو کہ کافی انعام ہوگا۔ رب کی طرف سے جو مالک ہے آسمانوں کا اور ذی ارواح اور فرشتے صف بستہ کھڑے ہونگے۔ کوئی نہ بول سکے گا بجز اس کے جس کو رحمٰن اجازت دے دے اور وہ شخص بات بھی ٹھیک ہی کہے۔ یہ دن یقینی دن ہے سو جس کا جی چاہے اپنے رب کے پاس ٹھکانہ بنا رکھے ہم نے تم کو ایک نزدیک آنے والے عذاب سے ڈرا دیا'' ۲ (ترجمہ حضرت تھانوی)

علاوہ ازیں سورۃ التکویر آیت نمبر ۱ تا ۱۴ میں ارشاد ہوا کہ ''جب آفتاب بے نور ہو جائے گا اور جب ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر گر پڑیں گے اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے اور جب دس مہینے کی ۔۔ اونٹنیاں چھٹی پھریں گی۔ اور جب وحشی جانور سب جمع ہو جائیں گے اور جب دریا بھڑکائے جائیں گے اور جب ایک ایک قسم کے لوگ اکٹھے کیے جائیں گے اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس گناہ میں قتل کی گئی تھی اور جب نامہ اعمال کھولے جائیں گے اور جب آسمان کھل جائے گا اور جب دوزخ اٹھائی جائے گی اور جب جنت نزدیک کر دی جائے گی، ہر شخص ان اعمال کو جان لے گا جو لے کر آیا ہے''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

اور سورۃ الانفطار میں فرمایا کہ ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جب آسمان پھٹ جائے گا اور جب ستارے جھڑ پڑیں گے اور جب سب دریا بہہ پڑیں گے۔ اور جب قبریں اکھاڑی جائیں گی، ہر شخص اپنے اگلے اور پچھلے اعمال کو جان لے گا۔ اے انسان تجھ کو کس چیز نے تیرے ایسے رب کریم کے ساتھ بھول میں ڈال رکھا ہے۔ جس نے تجھ کو بنایا پھر تیرے اعضاء کو درست کیا پھر تجھ کو اعتدال پر بنایا (اور) جس صورت میں چاہا تجھ کو ترکیب دے دیا۔ ہرگز نہیں ہونا چاہیے مگر تم باز نہیں آتے اور جزا وسزا کو جھٹلاتے ہو اور تم پر (سب اعمال) یاد رکھنے والے معزز لکھنے والے مقرر ہیں جو تمھارے سب اعمال کو جانتے ہیں نیک لوگ بے شک آسائش میں ہوں گے اور بدکار (یعنی کافر) لوگ بے شک دوزخ میں ہوں گے۔ روز جزا کو اس میں داخل ہونگے۔ اس سے باہر نہ ہوں گے۔ اور آپ کو کچھ خبر ہے کہ وہ روز جزا

---

۱ قائم ہیں ہاں اگر خدا ہی کو (نکالنا) منظور ہو تو دوسری بات ہے۔ وہ غیر منقطع عطیہ ہوگا۔۔۔۔۔۔۔

۲ دیا ہے، جس دن ہر شخص ان اعمال کو دیکھ لے گا جو اس نے اپنے ہاتھوں کیے ہوں گے اور کافر کہے گا کاش میں مٹی ہو جاتا

کیسا ہے؟ پھر آپ کو کچھ خبر ہے کہ وہ روز جزا کیسا ہے وہ ایسا دن ہے جس میں کسی شخص کا کسی شخص کے نفع کے لیے کچھ بس نہ چلے گا اور تمام تر حکومت اس روز اللہ ہی کی ہوگی''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

سورۃ الانشقاق میں فرمایا کہ ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: جب آسمان پھٹ جائے گا اور اپنے رب کا حکم سن لے گا اور وہ اس لائق ہے اور جب زمین کھینچ کر بڑھا دی جائے گی اور وہ اپنے اندر کی چیزوں کو باہر اگل دے گی اور خالی ہو جائے گی اور اپنے رب کا حکم سن لے گی اور وہ اسی لائق ہے۔ اے انسان تو اپنے رب کے پاس پہنچنے تک کام میں کوشش کر رہا ہے۔ پھر اس سے جا ملے گا۔ جس شخص کا نامہ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں ملے گا۔ سو اس سے آسان حساب لیا جائے گا۔ اور وہ اپنے متعلقین کے پاس خوش خوش آئے گا۔ اور جس شخص کا نامہ اعمال اس کی پیٹھ کے پیچھے سے ملے گا سو وہ موت کو پکارے گا اور جہنم میں داخل ہوگا۔ یہ شخص اپنے متعلقین میں خوش رہا کرتا تھا اس نے خیال کر رکھا تھا کہ اس کو لوٹنا نہیں ہے کیوں نہ ہوتا اس کا رب اس کو خوب دیکھتا تھا''۔ (ترجمہ حضرت تھانوی)

امام احمد نے حضرت ابن عمرؓ کی ایک روایت نقل کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ جو یہ چاہتا ہو کہ قیامت کے دن کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لے تو اس کو چاہیئے کہ ''اذا الشمس کورت'' اور ''اذا السماء انفطرت'' اور ''اذا السماء انشقت'' پڑھا کرے''۔[1]

میرا یہ خیال ہے کہ سورۃ ہود کے بارے میں بھی فرمایا تھا جیسا کہ ترمذی نے بھی اس کو روایت کیا ہے اور امام احمد نے حضرت ابن عمرؓ سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ فرمایا مجھے سورۃ ہود اور اس جیسی دیگر سورتوں نے بوڑھا کر دیا''۔[2]

قرآن کریم کی اکثر سورتوں میں اس بارے میں متعدد آیات ہیں۔

ہم نے اپنی تفسیر کی کتاب میں ان تمام آیات کے ذیل میں ان روایات کو بیان کر دیا ہے جو قیامت کے ہولناک واقعات پر دال ہیں۔ لیکن یہاں ہم ان میں سے چند ذکر کرتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ خوش ہو جائیں۔ اور مدد، قوت، اور توفیق تو اللہ ہی کی طرف سے ہیں۔

فصل

قیامت کی ہولناکیوں اور اس کے بڑے واقعات پر دلالت کرنے والی آیات اور احادیث کا ذکر

مسند احمد میں حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن لوگ اس حال میں اٹھائیں جائیں گے کہ آسمان ان پر برس رہا ہوگا۔

اس ارشاد کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک تو یہ کہ حدیث کے الفاظ کے مطابق ''طش'' یعنی ہلکی بارش برس رہی ہو یا یہ کہ اس دن شدید گرمی ہو''۔

۱۔ مسند احمد حدیث نمبر ۲/۳۶

۲۔ طبرانی کی معجم کبیر حدیث نمبر ۱۷/۲۸۷، کنز العمال حدیث نمبر ۲۵۸۶، اور حدیث نمبر ۲۵۸۷

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

کیا اسے گمان نہیں ہے کہ یہ لوگ اٹھائے جائیں اس عظیم دن میں، جس دن لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ المطففین آیات نمبر ۴ تا ۶

ایک صحیح حدیث میں آیا ہے کہ لوگ قیامت کے دن آدھے کانوں تک پسینے میں ڈوبے ہونگے اور ایک اور حدیث کے مطابق اپنے اپنے اعمال کے مراتب کے مطابق ڈوبے ہونگے ا جیسا کہ پہلے گذرا۔

حدیث شفاعت میں ہے (جو آگے آرہی ہے) کہ قیامت کے دن سورج لوگوں سے بہت قریب ہوگا۔ چنانچہ ان سے ایک میل کے فاصلے پر ہوگا اور لوگ اس دن اپنے اعمال کے اعتبار سے پہچانے جائیں گے۔ ۲

اور کہا کہ مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''قیامت کے دن کا پسینہ زمین میں ستر سال رہے گا اور یہ لوگوں کے منہ تک یا فرمایا کانوں تک پہنچا ہوگا''۔ ۳ (''منہ تک یا کانوں تک'' اسمیں ثور نامی راوی کو شک ہوا ہے) صحیح مسلم میں بھی اسی قسم کی روایت آئی ہے۔

مسند احمد میں سعید بن عمیر انصاری سے مروی ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوسعید خدریؓ کے پاس بیٹھا تو ان میں سے ایک نے دوسرے صحابی کو مخاطب کر کے پوچھا کہ تم نے رسول اکرم ﷺ سے اس بارے میں کیا سنا کہ قیامت کے دن پسینہ کہاں تک ہوگا؟ انہوں نے کہا کہ کان کی لو تک۔ دوسرے نے کہا کہ لگام ڈال دے گا۔ چنانچہ ابن عمر نے لکیر کھینچی اور ابوسعید نے کان کی لو سے منہ تک اشارہ کیا۔ اور فرمایا میں ان دونوں کو برابر سمجھتا ہوں۔ ۴

علامہ ابن ابی الدنیا نے حضرت مقداد بن اسودؓ سے ارشاد نبوی ﷺ نقل کیا ہے کہ ''قیامت کے دن سورج بندوں سے قریب ہو جائے گا حتیٰ کہ ایک میل یا دو میل کے فاصلے پر ہوگا''۔

راوی سلیم کہتے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم کہ کونسا میل مراد ہے زمین کی مسافت کا یا وہ میل (سرمہ دانی کی سلائی کو بھی عربی میں میل کہتے ہیں) جس سے آنکھوں میں سرمہ لگایا جاتا ہے۔

پھر فرمایا کہ سورج ان کا پسینہ نکال دے گا حتیٰ کہ لوگ اپنے اعمال کے بقدر پسینے میں ڈوب جائیں گے۔ بعض لوگوں کے ٹخنوں تک پسینہ پہنچے گا اور بعض کے گھٹنوں تک اور بعض کے کولھوں تک اور بعض کو تو گویا لگام ڈال دے گا (یعنی لگام کی طرح منہ تک پہنچ جائے گا) حضرت مقداد کہتے ہیں کہ یہ فرماتے ہوئے میں نے رسول اکرم ﷺ کو اپنے منہ کی طرف اشارہ کرتے دیکھا فرمایا اسے لگام ڈال دے گا'' ۵

ابن المبارک نے عبیداللہ بن عراز سے نقل کیا ہے کہ قیامت میں پاؤں اس طرح ہونگے جیسے سخت بارش میں پتھر (پر پاؤں رکھنے) کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ شخص خوش بخت ہوگا جو اس دن اپنے پاؤں رکھنے کی جگہ ڈھونڈ لے اور سورج ایک یا دو میل کے فاصلے پر آجائے گا اور اس کی گرمی کی شدت میں ننانوے گنا اضافہ ہو جائے گا۔

ولید بن مسلم نے مغیث بن سہمی سے نقل کیا ہے کہ سورج چند ہاتھوں کے فاصلے پر آجائے گا۔ جہنم کے دروازے کھل جائیں گے اور ان پر اس کی گرم ہوا اور جہنم کی پھونکیں آئیں گی حتیٰ کہ ان کے پسینے کی نہریں چل پڑیں

---

۱ صحیح مسلم حدیث نمبر ۷۱۳۲ ۲ صحیح مسلم حدیث نمبر ۷۱۳۵، ترمذی حدیث نمبر ۲۴۲۱

۳ صحیح بخاری حدیث نمبر ۶۵۳۲، مسند احمد صفحہ ۲/ ۴۱۸ ۴ مسند احمد صفحہ نمبر ۳/ ۹۰

۵ صحیح مسلم حدیث نمبر ۷۱۳۵، مسند احمد حدیث نمبر ۲۳۸۱۰

گی جو گندگی سے زیادہ بدبودار ہونگی اور روزے دار اپنے خیموں میں عرش کے سائے کے نیچے ہونگے۔

ابو بکر بزار نے حضرت جابرؓ سے ارشادِ نبوی ﷺ نقل کیا ہے کہ ''اس دن ایک شخص کو پسینہ خوب آئے گا حتیٰ کہ وہ کہنے پر مجبور ہوگا کہ اے رب تیرا مجھے جہنم میں بھیج دینا، مجھے اس کیفیت سے ہلکا معلوم ہو رہا ہے۔ حالانکہ وہ شخص شدت عذاب کو جانتا ہوگا''۔[1] (اس حدیث کی سند ضعیف ہے)

بعض لوگ اللہ تعالیٰ کے سائے میں ہوں گے

صحیح حدیث سے ثابت ہے حضرت ابو ہریرہؓ ارشادِ نبوی ﷺ نقل فرماتے ہیں کہ ''سات افراد کو اللہ تعالیٰ اپنے سائے میں اس دن جگہ دے گا جس دن کوئی سایہ نہ ہوگا (ایک اور روایت میں سوائے اس کے عرش کے سائے کے الفاظ زائد آئے ہیں) (۱) امام عادل (۲) وہ نوجوان جس نے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں پرورش پائی ہو (۳) وہ شخص جس کا دل مسجد میں اٹکا رہے نکلنے کے بعد جب تک کے لوٹ نہ جائے (۴) وہ شخص جسے خوبصورت اور صاحب منصب عورت گناہ کی دعوت دے اور وہ کہہ دے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں (۵) (۶) دو وہ شخص جنہوں نے اللہ کے لیے آپس میں محبت کی اسی پر جمع ہوئے اور اسی پر جدا ہوئے (۷) وہ شخص جس نے یوں چھپا کر صدقہ دیا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی پتہ نہ ہو کہ دائیں ہاتھ نے کیا دیا''۔[2]

قیامت میں اللہ تعالیٰ کے سائے میں پہلے کون آئے گا

مسند احمد میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ارشادِ نبویؐ مروی ہے فرمایا کہ ''کیا تمہیں معلوم ہے کہ کون ہیں وہ لوگ جو اللہ کے سائے میں پہلے آئیں گے؟ صحابہ نے جواب دیا کہ اللہ اور اسکے رسول بہتر جانتے ہیں؟ فرمایا وہ لوگ جنہیں حق دیا جائے وہ قبول کریں۔ جب ان سے کچھ مانگا جائے تو وہ خرچ کریں اور لوگوں کے لیے بھی وہ چاہیں جو اپنے آپ کے لیے چاہیں۔[3] (اس حدیث کی سند میں ابن لھیعہ متکلم فیہ ہے)

مصنف کہتے ہیں

یہ سب ایسا ہوگا کہ لوگ تنگ تکلیف دہ جگہ میں کھڑے ہونگے جو شدید مشکل والا ہوگا۔ سوائے اس کے جسے اللہ تعالیٰ آسانی عطا فرمائے ہم بھی دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب پر وہ وقت آسان فرمائے ہم پر توسع فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''اور ہم انھیں سب کو جمع کریں گے اور کسی کو نہیں چھوڑیں گے''۔ (سورۃ الکھف آیت نمبر ۴۷)

مسند احمد میں ہے کہ حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ نبی کریم ﷺ جب رات کو نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو کیا کہتے تھے؟ نماز کس طرح شروع فرماتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ وہ دس مرتبہ اللہ اکبر، دس مرتبہ الحمد للہ، دس مرتبہ لا الٰہ الا اللہ اور دس مرتبہ استغفار کہتے۔ یا یہ فرماتے اللھم اغفرلی واھدنی وارزقنی (ترجمہ: اے اللہ میری مغفرت فرما، مجھے ہدایت عطا کر مجھے رزق عطا فرما)

اور فرماتے ''اللھم انی اعوذبک من الضیق یوم القیامۃ''۔[4]

ترجمہ: اے اللہ میں قیامت کے دن تنگی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

---

[1] مجمع الزوائد صفحہ نمبر ۳۳۶/۱۰ [2] صحیح بخاری حدیث نمبر ۶۶۰، صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۳۷۷

[3] مسند احمد صفحہ نمبر ۶۷/۶ [4] مسند احمد صفحہ نمبر ۱۴۳/۶

نسائی نے عمل الیوم واللیلۃ میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں "من ضیق المقام یوم القیامۃ" [۱]

ترجمہ: قیامت کے دن کھڑے ہونے کی جگہ کی تنگی سے (پناہ مانگتا ہوں)

ابوبکر ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے ابوواعظ الزاہد سے نقل کیا ہے کہ "لوگ اپنی قبروں سے نکل کر ایک ہزار سال اندھیروں میں کھڑے رہیں گے اور اس دن زمین بالکل سپاٹ ہوگی۔ ان میں سب سے زیادہ خوش نصیب وہ شخص ہوگا جو اپنے دونوں پاؤں رکھنے کے لیے جگہ پالے"۔

نضر بن عربی کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ یوم حشر میں جب لوگ قبروں سے نکلیں گے تو ان کا شعار لا الہ الا اللہ ہوگا۔ اور ہر نیک و بد شخص جو پہلا جملہ بولے گا وہ جملہ "اے رب ہم پر رحم کر" ہوگا۔

ابوصالح کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ یوم حشر میں لوگ اس طرح آئیں گے" یہ کہہ کر انہوں نے سر جھکایا اور اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھا۔

ابن ابی الدنیا نے شامی کا قول نقل کیا ہے کہ سب لوگ قبروں سے اس حال میں نکلیں گے کہ وہ خوفزدہ ہونگے تو ایک آواز دینے والا پکارے گا "اے بندو آج تم پر کوئی خوف نہیں اور نہ آج تم غمگین ہوگے (یہ سورۃ زخرف کی آیت نمبر ۶۸ ہے) لوگ اس آواز سے خوش ہو جائیں گے مگر اس کے فوراً بعد یہ آواز آئے گی۔

"وہ لوگ جو ہماری آیات پر ایمان لائے اور مسلمان تھے (زخرف آیت نمبر ۶۹)۔ یہ آواز سن کر غیر مسلم مایوس ہو جائیں گے" [۲]

مومنوں کے لیے عظیم بشارت

عبدالرحمان بن زید کی سند سے حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "لا الہ الا اللہ" والوں کے لیے ان کی قبروں میں وحشت نہیں، نہ جس دن انہیں اٹھایا جائے گا، گویا کہ میں لا الہ الا اللہ والوں کو سر سے مٹی جھاڑتے دیکھ رہا ہوں۔ وہ کہہ رہے ہیں "اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے غم کو دور کیا" [۳]

میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ اس حدیث کی دلیل قرآن کریم میں موجود ہے۔

"بیشک وہ لوگ جن کے لیے نیکی ہماری طرف سے سبقت کر گئی، وہ لوگ اس آگ سے دور ہونگے، اس کی ہلکی سی آواز بھی نہ سنیں گے اور وہ اپنی پسندیدہ جگہ میں ہمیشہ رہیں گے ان کو بڑی فزع (خوف) غمگین نہ کر سکے گی اور ان سے فرشتے ملاقات کریں گے (کہیں گے کہ) یہ وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ اس دن (کی فزع) جس دن ہم آسمان کو کتابوں کو لپیٹنے کی طرح لپیٹ دیں گے جیسا کہ ہم نے پہلی مرتبہ اسے بنایا تھا لوٹا دیں گے، ہم پر یہ وعدہ رہا ہم بیشک یہ کریں گے (سورۃ الانبیاء)

ابن ابی الدنیا نے ابراہیم بن عیسیٰ یشکری کا قول نقل کیا ہے کہ

"ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ جب مومن کو قبر سے اٹھایا جائے گا تو دو فرشتے اس کا استقبال کریں گے۔ ایک کے پاس ریشمی تھیلا اور دوسرے کے پاس جنت کا پیالہ ہوگا جس میں پینے کی کوئی چیز ہوگی۔ تھیلے میں مشک اور برف ہوگی جب وہ قبر سے نکلے گا تو فرشتہ مشک اور برف ملا کر اس پر چھڑک دے گا۔ دوسرا فرشتہ اسے پیالہ بھر کے شربت

---

۱ نسائی عمل الیوم واللیلۃ حدیث نمبر ۸۷۷ ۲ تفسیر طبری، سورۃ زخرف صفحہ نمبر ۱۳/ ۹۵

۳ کنز العمال حدیث نمبر ۲۱۲۸، الدر المنثور صفحہ ۴/ ۱۸۸، مجمع الزوائد صفحہ نمبر ۱۰/ ۲۸

دے گا۔ وہ اسے پیئے گا تو اسکے بعد اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی حتی کہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ البتہ جو بد بخت لوگ ہونگے ان کے لیے قرآن میں ارشاد ہے کہ ''اور جو کوئی خدا کی یاد سے آنکھیں بند کر لے (یعنی تغافل کرے) ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں تو وہ اس کا ساتھی ہو جاتا ہے، اور یہ (شیطان) ان کو رستے سے روکتے رہتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ سیدھے رستے پر ہیں یہاں تک کہ جب ہمارے پاس آئے گا تو کہے گا کہ اے کاش مجھ میں اور تجھ میں مشرق و مغرب کا فاصلہ ہوتا تو برا ساتھی ہے۔ اور جب تم ظلم کرتے رہے تو آج تمھیں یہ بات فائدہ نہیں دے سکتی کہ تم (سب) عذاب میں شریک ہو''۔ سورۃ زخرف آیت نمبر ۳۶ تا ۳۹)

ہمیں اس آیت کی تفسیر یہ معلوم ہوئی ہے کہ جب کافر قبر سے اٹھے گا تو اپنے شیطان کو ہاتھ سے پکڑ لے گا اور اسی کے ساتھ رہیگا، الگ نہ ہوگا حتی کہ ان دونوں کو ایک ساتھ جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

''ہر نفس ایک رہبر اور ایک گواہ کے ساتھ آئے گا''۔ سورہ ق آیت نمبر ۲۱

یعنی ایک فرشتہ محشر تک لائے گا اور دوسرا اس کے اعمال پر گواہی کے لیے ہوگا اور یہ اصول ہر نیک و بد کے لیے عام ہے۔

کافر کو خطاب ہوگا ''کہ (اے انسان) تو اس دن سے غفلت میں تھا ہم نے تیری نظر سے پردہ ہٹا دیا چنانچہ تیری نگاہ آج کے دن لوہے جیسی (طاقتور) ہے اس کا ساتھی کہے گا یہ جو میرے ساتھ ہے میں نے اس پر اعتماد کیا تھا چنانچہ سائق اور گواہ کو حکم ہوگا کہ ''تم دونوں ہر کافر عنادی کو اٹھا کر جہنم میں پھینک دو، جو خیر کو روکنے والا سرکش اور فریبی ہے۔ جس نے اللہ کے ساتھ دوسرا خدا بنائے رکھا چنانچہ پھینک دو اسے سخت عذاب میں۔ اس کا ساتھی کہے گا کہ اے ہمارے رب! میں نے اس کو گمراہ نہیں کیا مگر یہ خود سخت گمراہی میں تھا۔ اللہ کہے گا میرے پاس جھگڑا مت کرو میں نے تو تمھیں پہلے ہی وعید بھیج دی تھی۔ میرے پاس فیصلہ بدل نہیں سکتا اور نہ میں بندوں پر ظلم کرنے والا ہوں۔ اس دن جب ہم جہنم کو کہیں گے کیا تو بھر گئی وہ کہے گی کیا اور بھی لوگ ہیں۔ (سورۃ ق آیت نمبر ۲۳ تا ۳۰)

قیامت میں بعض متکبرین کی سزا

مسند احمد میں عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے طریق سے نبی کریم ﷺ کا ارشاد مروی ہے فرمایا کہ ''متکبروں کو قیامت کے دن چیونٹیوں کے مثل انسانوں کی صورت میں پیش کیا جائے گی۔ ہر چھوٹی چیز ان سے اونچی ہوگی حتی کہ وہ جہنم کی جیل میں داخل ہو جائیں گے جنہیں ''مولیس'' کہا جائے گا اور قیدیوں کی آگ ان سے بلند ہوگی انہیں ''طینۃ الخبال'' پلایا جائے گا جو جہنمیوں کا پسینہ ہوگا۔[1] (ترمذی اور نسائی میں بھی یہ روایت آئی ہے)

مسند بزار میں حضرت ابو ہریرہؓ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ ''متکبرین کو قیامت کے دن چیونٹیوں کی شکل میں لایا جائے گا''۔[2]

حضرت عمران بن حصینؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کسی سفر میں تھے اور بعض صحابہ کے ساتھ چل رہے تھے تو آپؐ نے یہ دو آیتیں بلند آواز سے تلاوت فرمائیں۔

---

[1] ترمذی حدیث نمبر ۲۴۹۲، وقال حسن مسند احمد صفحہ نمبر ۲/ ۱۷۸ [2] ایضاً

''اے لوگو! قیامت کا زلزلہ بہت بڑی چیز ہے۔ اس دن تم دیکھو گے کہ دودھ پلانے والی اپنے بچے کو بھول جائے اور حاملہ کا اسقاط حمل ہو جائے۔ اور لوگوں کو دیکھ کر سمجھے گا کہ وہ نشے میں ہیں مگر وہ نشے میں نہ ہونگے لیکن اللہ کا عذاب شدید ہے۔

صحابہ نے جب یہ آواز سنی تو سمجھ گئے کہ آپ کوئی بات کہنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ جب رات کو یہ سب آپ کے گرد آ گئے تو آپؐ نے فرمایا ''کیا تمھیں معلوم ہے یہ کس دن ہوگا؟ اس دن جب حضرت آدم کو ان کا رب آواز دے گا کہ ''اے آدم جہنمیوں کو بھیجو! وہ کہیں گے اے رب جہنمی کتنے ہیں؟ اللہ فرمائے گا کہ ہر ایک ہزار میں سے نوسوناوے۔ (یہ کہہ کر آپؐ نے اپنے صحابہ کو حیرت زدہ کر دیا اور کسی کے ہنسنے والے دانت بھی نظر نہیں آ رہے تھے) آپؐ نے یہ دیکھ کر فرمایا ''خوش ہو جاؤ قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں حضرت محمد ﷺ کی جان ہے تم دو اور مخلوقوں کے ساتھ ہو کہ وہ جس کے ساتھ ہونگی اسے زیادہ کر دیں گی۔ ایک تو یاجوج ماجوج اور دوسرے انسانوں اور شیطان کی نسل کے ہلاک ہونے والے لوگ۔ (یہ سن کر وہ خوش ہو گئے) پھر آپؐ نے فرمایا جان لو اور خوش ہو جاؤ قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے تم سب لوگوں میں تعداد کے اعتبار سے صرف اتنے ہو جیسے اونٹ کے پہلو میں کوئی تل یا چھوٹے جانور کا تل (رقمہ: اس کا حجم درہم کے برابر ہوتا ہے)۔ (ترمذی اور نسائی میں بھی یہ حدیث آئی ہے ترمذی نے اسے حسن کہا ہے)[1]

فصل

جب لوگ اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو زمین کو اس حالت سے ہٹ کر دیکھیں گے جس پر انہوں نے اسے چھوڑا تھا کہ اب پہاڑ بالکل زمین کی سطح کے برابر ہو چکے، چوٹیاں فنا ہو گئیں، احوال بدل چکے، نہریں ختم، درخت غائب، اور سمندر آگ بن چکے۔ اسکے شہر اور گاؤں کھنڈر ہو چکے اور زمین میں ایسے زلزلے آئے۔ اس نے اپنے بوجھ نکال دیئے۔ انسان حیرانی سے کہتا ہے اسے کیا ہوا؟ اسی طرح آسمان اور اسکے آس پاس کا علاقہ پھٹ چکا۔ اس کے آثار ریزہ ریزہ ہو گئے، سورج اور چاند بے نور ہو چکے، بلکہ رہن ہو چکے اور ایک جگہ جمع ہیں۔ پھر یہ لپیٹ دیئے جائیں گے بے نور کر کے اور آگ میں پھینک دیئے جائیں گے (جیسا کہ آگے آ رہا ہے) گویا کہ یہ مرے ہوئے بیل ہیں۔

ابو بکر بن عیاش نے حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے فرمایا کہ:

''وہ لوگ قبروں سے نکل کر زمین کو اپنے دور کے اعتبار سے بدلا ہوا دیکھیں گے اور لوگ بھی وہ نہ ہونگے جو ان کے وقت میں تھے''۔ پھر حضرت ابن عباس نے یہ شعر پڑھا

فما الناس بالناس الذين عهدتهم ولا الدار بالدار التی كنت اعرف

نہ تو لوگ وہ رہے جن میں میں رہتا تھا اور نہ محلہ وہ محلہ رہا جسے میں جانتا تھا

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ؛

''اس دن زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی اور آسمان بھی۔

اور وہ سب ایک اللہ ''قہار'' کے سامنے حاضر ہونگے''۔ سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۴۸

---

[1] ترمذی، کتاب تفسیر القرآن حدیث نمبر ۳۱۶۸، نسائی صفحہ نمبر ۸/۱۷۶

ایک اور ارشاد ہے

''پس جب آسمان پھٹ کر تیل کی تلچھٹ کی طرح گلابی ہو جائے گا اور تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت جھٹلاؤ گے''۔ (سورۃ رحمٰن آیت نمبر ۳۷ تا ۳۸)

ایک اور ارشاد ہے

''پس جس دن وہ عظیم واقعہ رونما ہوگا اور آسمان پھٹ جائے گا تو وہ اس دن کمزور ہوگا اور فرشتے اس کے کناروں پر اتر آئیں گے۔ اور تمھارے پروردگار کے عرش کو اس دن آٹھ فرشتے اٹھائے ہوں گے۔ اس دن تم سب لوگوں کے سامنے پیش کئے جاؤ گے''۔ (الحاقہ آیت نمبر ۱۵ تا ۱۸)

ایک اور ارشاد ہے

''جب سورج بے نور ہو جائے گا اور ستارے ٹوٹ پڑیں گے''۔ (التکویر آیت نمبر ۱ تا ۲)

ایک صحیح حدیث میں حضرت سہل بن سعد سے ارشاد نبویؐ مروی ہے فرمایا

''قیامت کے دن لوگ بالکل سفید چٹیل زمین پر جمع ہوں گے جیسا کہ صاف ستھرا روٹی کا ٹکڑا جس پر کوئی نشان نہ ہو۔[۱]

محمد بن قیس اور سعید بن جبیر کا قول ہے کہ

''زمین سفید روٹی میں بدل جائے گی اور مومن اپنے پاؤں کے نیچے سے لے کر اسے کھائے گا''۔

اعمش نے حضرت ابن مسعود کا ارشاد نقل کیا ہے فرمایا:

''قیامت کے دن زمین پوری کی پوری آگ ہوگی، جنت اس کے سامنے ہوگی تم اس کی حوروں اور پیالوں کو دیکھو گے۔ لوگوں کو پسینہ آیا ہوگا منہ تک پہنچا ہوگا اور وہ حساب تک نہ پہنچے ہونگے''۔[۱]

حضرت ابن مسعود ہی سے اس آیت (زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی) کی تفسیر یوں منقول ہے کہ زمین چاندی کی طرح بالکل صاف ہوگی جس پر نہ کوئی خون بہا ہوگا نہ اس پر کوئی گناہ ہوا ہوگا۔ محشران سب کو جمع کرے گا ایک منادی انھیں پکارے گا سب ننگے بدن، ننگے پیر کھڑے ہونگے، جیسے پیدا ہوئے تھے۔ حتیٰ کہ پسینہ ان کو لگام ڈال دے گا۔ یعنی منہ تک پہنچ جائے گا۔

مسند احمد میں ہے کہ حضرت عائشہؓ نے سوال کیا یا رسول اللہ! جب زمین دوسری زمین سے بدلی جا رہی ہوگی تو لوگ اس وقت کہاں ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا ''میری امت میں مجھ سے یہ سوال اب تک کسی نے نہیں کیا؟ فرمایا لوگ پل صراط پر ہونگے۔[۲]

ابن ابی الدنیا نے نقل کیا ہے کہ حضرت عائشہؓ کی گود میں نبی کریم ﷺ کا سر تھا، وہ رو پڑیں تو آپؐ نے پوچھا کیوں رو رہی ہو؟ کہنے لگیں مجھے یہ آیت یاد آ گئی کہ ''اس دن زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی اور لوگ ایک اللہ قھار کے سامنے حاضر ہونگے''۔ آپؐ نے فرمایا زمین کی تبدیلی کے وقت لوگ جہنم کے پل پر ہونگے۔ فرشتے کھڑے کہہ رہے ہونگے اے رب محفوظ رکھ محفوظ رکھ۔ مگر کچھ لوگ مرد و عورتیں (کٹ کر) جہنم میں گر بھی جائیں گے۔[۳] (یہ حدیث صحاح ستہ میں نہیں آئی)

مسند احمد میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ

---

[۱] بخاری کتاب الرقاق حدیث نمبر ۶۵۲۱، مسلم حدیث نمبر ۶۹۸۶ [۲] مجمع الزوائد صفحہ نمبر ۱۰/ ۳۳۶ [۳] مسند احمد صفحہ نمبر ۶/ ۱۰۱

''میں اس امت کی پہلی فرد ہوں جس نے نبی کریم ﷺ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا ''اس دن زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی''۔ میں نے پوچھا کہ اس دن لوگ کہاں ہوں گے؟ تو آپؐ نے فرمایا ''پل صراط پر''۔[1]

مسند احمد میں ہی یہی روایت کچھ اور الفاظ سے بھی آئی ہے فرمایا کہ لوگ اس دن جہنم کی پیٹھ پر ہونگے''۔[2]

صحیح مسلم میں حضرت ثوبان سے مروی ہے کہ ایک یہودی عالم نے آپؐ سے پوچھا کہ ہم اس دن کہاں ہونگے؟ آپؐ نے فرمایا ''پل سے پرے اندھیرے میں''۔[3]

ابن جریر نے حضرت ابوایوب انصاری سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے ایک یہودی عالم نے سوال کیا جس دن زمین تبدیل ہوگی اس دن اللہ کی مخلوق کہاں ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا اللہ کے مہمانوں میں ان کو جواس کے پاس ہے وہ عاجز نہ کر سکے گا''۔[4]

(مصنف کہتے ہیں) اور یہ تبدیلی محشر کے بعد ہوگی اور یہ دوسری حالت پر پہلی حالت کے بعد کی تبدیلی ہے۔

ابی ابن الدنیا نے بنو مجاشع کے ایک عبدالکریم یا ابوعبدالکریم سے نقل کیا ہے کہ میں ایک خراسانی کے پاس مقیم ہوا اس نے مجھے بتایا کہ اس نے حضرت علیؓ کو یہ فرماتے سنا کہ ''جس دن زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی''۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمیں بتایا گیا کہ زمین اس دن چاندی سے اور آسمان سونے سے بدل جائے گا۔ اسی طرح حضرت ابن عباس اور حضرت انس، مجاہد بن جبیر وغیرہ سے بھی مروی ہے۔

روز قیامت کی طوالت کا ذکر

ارشاد باری تعالیٰ ہے ''اور یہ تجھ سے عذاب جلدی مانگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی ہرگز نہیں کرے گا اور تیرے رب کے ہاں ایک دن تمھارے شمار کے اعتبار سے ہزار سال کا ہے''۔ (سورۃ الحج آیت نمبر ۴۷)

بعض مفسرین نے کہا ہے کہ اس سے قیامت کا دن مراد ہے

سورۃ المعارج میں ہے ''اس میں فرشتے اور روح الامین ایک دن میں چڑھتے ہیں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے''۔ (سورۃ المعارج آیت نمبر ۴)

اس آیت کی تفسیر میں سلف وخلف کا اختلاف منقول ہے۔ لیث بن ابی سلیم وغیرہ نے مجاہد کے حوالے سے حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ ''یہ مقدار جو پچاس ہزار سال بتائی گئی ہے اس سے مراد عرش سے لے کر ساتویں زمین تک کا فاصلہ ہے۔ اسی طرح تفسیر ابن عباس میں بھی ہے اور سورۃ سجدہ میں جو آیت نمبر ۵ میں ہزار سال کا ذکر ہے اس کی تفسیر میں فرمایا کہ ''اس سے مراد آسمان سے زمین تک اترنے اور زمین سے آسمان تک (فرشتوں کا) جانا مراد ہے اس لیے کہ آسمان اور زمین کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے''۔ یہی قول ابن ابی حاتم کا ہے اور ابن جریر نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ فراء کا بھی یہی مذہب ہے۔ اور ابوعبداللہ حلیمی نے بیہقی کی کتاب ''البعث والنشور'' سے نقل کیا ہے کہ ''فرشتہ اس مسافت کو دن کے کچھ حصے میں طے کر لیتا ہے، کیونکہ انسان اس مسافت کو پانچ سو سال ہی میں طے کر سکتا ہے''۔

---

[1] السلسلۃ الصحیحۃ للالبانی حدیث نمبر ۵۶۱ [2] صحیح مسلم حدیث نمبر ۶۹۸۷، ترمذی حدیث نمبر ۳۱۲۱

[3] مسند احمد صفحہ نمبر ۶/ ۱۱۷ [4] مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۰۷۷۴، تفسیر قرطبی صفحہ نمبر ۹/ ۳۸۳

وہ کہتے ہیں کہ مذکورہ مقدار قیامت کے دن کی طوالت کی نہیں ہے اور حلیمی نے آیت (من القدرذی المعارج'' وہ خدائے صاحب درجات کی طرف سے نازل ہوگا) کے تحت اس کا معنی علو اور عظمت بیان کیا ہے اور سورۃ مومن کی آیت نمبر ۱۵ ''رفیع الدرجات ذوالعرش کا معنی بھی یہی ہے۔ پھر حلیمی نے آیت ''اور فرشتے اور روح الامین اس میں ایک دن میں چڑھتے ہیں (دن کا معنی مسافت بیان کیا ہے اور) جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔ کا معنی فاصلہ اور اسی مدت میں اس کا پورا ہونا بیان کیا ہے۔ اس تفصیل کے مطابق دو قول ہوئے، مسافت مکان کا اور مدت دنیا کا۔

ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں مجاہد کا قول نقل کیا ہے کہ دنیا کی عمر پچاس ہزار سال ہے اور اسی عمر کو اللہ تعالیٰ نے ایک دن سے تعبیر فرمادیا ہے۔ اسی لیے سورۃ المعارج کی آیت میں ''دن'' سے مراد ''دنیا'' بیان کی ہے۔ (ابن کثیر) [1]

عبدالرزاق نے مجاہد اور عکرمہ سے ''پچاس ہزار سال کے دن'' کا مطلب نقل کیا ہے کہ دنیا اول سے آخر تک پچاس ہزار سال کی ہے اور اللہ کے سوا کسی کو نہیں معلوم کہ کتنی گذر گئی اور کتنی باقی ہے۔ بیہقی نے بھی اسے ''معمر'' سے نقل کیا ہے۔ اور یہ قول انتہائی غرابت والا ہے کتب مشہورہ میں نہیں ملتا۔ واللہ اعلم

تیسرا قول...... اس مقدار سے مراد دنیا اور قیامت کے دن کے درمیان کی مدت ہے۔ یہ قول ابن ابی حاتم نے محمد بن کعب قرظی سے نقل کیا ہے اور یہ بھی انتہائی غریب قول ہے۔

چوتھا قول...... اس سے مراد قیامت کا دن ہے یہ قول ابن ابی حاتم نے سماک کے حوالے سے عکرمہ سے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے۔ اس روایت کی سند صحیح ہے۔

ثوری نے سماک کے حوالے سے عکرمہ سے یہی نقل کیا ہے۔ حضرت حسن بصری کا بھی یہی قول ہے اور سماک اور ابن زید کا بھی یہی قول ہے۔

ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے زید الرشد سے نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ ''لوگ قیامت کے دن ایک ہزار سال کھڑے رہیں گے اور دس ہزار سال میں جا کر ان کا حساب کتاب مکمل ہوگا۔

انہوں نے حضرت ابن عباس کا قول نقل کیا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کا دن بدکاروں کے لیے پچاس ہزار سال کا بنادیں گے۔ کلبی نے اپنی تفسیر میں ابو صالح سے حضرت ابن عباس کا قول نقل کیا ہے کہ ''اگر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور حساب کتاب کرنے لگے تو پچاس ہزار سال میں بھی فارغ نہیں ہوگا۔

بیہقی نے ذکر کیا ہے کہ حسن بصری نے فرمایا کہ تمہارا اس دن کے بریں میں کیا خیال ہے جب لوگ پچاس ہزار سال تک بغیر کھائے پیے اپنے قدموں پر کھڑے رہیں گے۔ حتی کہ پیاس سے گردنیں ٹوٹ جائیں گی، بھوک کے مارے ان کے پیٹ جل جائیں گے اور پھر جب انہیں جہنم میں ڈالا جائے گا تو ابلتا ہوا پانی پلایا جائے گا۔ [2] اس بارے میں متعدد احادیث آئی ہیں۔

قیامت کا دن باوجود اپنی سختی اور طوالت کے، مومن کے لیے فرض نماز کی ادائیگی سے زیادہ ہلکا ہوگا۔

مسند احمد میں حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے سوال کیا گیا کہ اس دن (قیامت) کی طوالت کتنی ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، یہ دن مومن پر ہلکا ہوگا حتی کہ دنیا میں پڑھی جانے والی فرض نماز سے بھی زیادہ آسان ہوگا۔ [3]

1. تفسیر ابن کثیر صفحہ نمبر ۴/ ۴۴۷ 2. بیہقی کتاب البعث والنشور صفحہ نمبر ۶۱۰
3. صحیح مسلم کتاب الزکوۃ حدیث نمبر ۲۲۸۹، ابوداؤد حدیث نمبر ۱۶۵۸، مسند احمد صفحہ نمبر ۲/ ۳۸۳

اس روایت کو ابن جریر نے بھی یونس بن عبدالاعلیٰ کی سند سے دراج سے نقل کیا ہے مگر دراج ابوالسمح اور اس کا شیخ ابوالہیثم سلیمان بن عمرو عیواری دونوں ضعیف ہیں مگر بیہقی نے اس کو دوسرے الفاظ سے نقل کیا ہے کہ:

ہمیں خلاد بن سلیمان حضرمی نے بیان کیا جو خائفین میں سے تھے کہ میں نے ابوالسمح کو کسی شخص کو یہ حدیث سناتے سنا کہ حضرت ابوسعید خدریؓ نے فرمایا کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ مجھے بتایئے کہ قیامت کے دن کون شخص کھڑا ہونے میں مضبوط ہوگا؟ جس کے بارے میں ارشاد باری ہے۔ جس دن لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہونگے''۔ آپؐ نے فرمایا کہ مومن پر یہ دن اتنا ہلکا ہوگا حتیٰ کہ اس پر فرض نماز کی ادائیگی جیسا ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ مومنوں کے لیے قیامت کے دن نور سے بنی کرسیاں ہونگی جن پر وہ بیٹھیں گے اور ان پر بادلوں کا سایہ ہوگا۔ قیامت کے دن ان پر ایک دن یا اس کے کچھ حصے جینا ہوگا (اسے اہوال قیامت میں ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے)

زکوۃ نہ دینے والوں کو عذاب

مسند احمد میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''جو دولت مند دولت کا حق ادا نہیں کرتا (زکوۃ ادا نہیں کرتا) اللہ تعالیٰ جہنم میں اس پر نگران مقرر کریں گے جو اس کی پیشانی، پہلو اور پیٹھ پر لوہا گرم کر کے داغتے رہیں گے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے مابین اس دن فیصلہ فرمادے جو تمھارے شمار کے اعتبار سے پچاس ہزار سال کا ہے۔ پھر اس کا راستہ دکھادیا جائے گا یا تو جنت یا پھر جہنم''۔ (باقی حدیث میں بکریوں اور اونٹوں وغیرہ کی زکوۃ نہ دینے والوں کی سزا کا ذکر ہے)۔ فرمایا کہ اس شخص کو ایک چٹیل میدان میں لٹادیا جائے گا جہاں وہ جانور اپنے کھروں، ناخنوں اور سینگوں سے اس کو روندیں گے (اگو رچھیل دیں گے) جب گذر جائیں گے تو اسے پھر ٹھیک کر دیا جائے گا (اس طرح ہوتا رہے گا) حتیٰ کہ خدا بندوں کے درمیان اس دن فیصلہ فرمادے جو تمھارے حساب سے پچاس ہزار سال کا ہے پھر اس کا راستہ دکھادیا جائے گا جنت کی طرف یا جہنم کی طرف''۔

مسند احمد اور ابوداؤد میں شعبہ کی سند سے اور نسائی میں سعید بن ابی عروبہ کی سند سے حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ ''جس شخص کے پاس اونٹ ہوں اور وہ انکا حق (زکوۃ) ادا نہ کرے اپنی خوشحالی اور تنگی میں۔ تو یہ جانور قیامت کے دن دنیا کی حالت سے زیادہ موٹے تازے آئیں گے اور اس شخص کو چٹیل میدان میں لٹادیا جائے گا جہاں یہ جانور اسے اپنے پاوں سے روند ڈالیں گے اور اس شخص کو پھر اپنی پہلی حالت پر لوٹا دیا جائے گا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ بندوں کا اس دن میں فیصلہ فرمادے جو کہ تمھارے حساب سے پچاس ہزار سال کا ہے۔ اور پھر اسے اس کا راستہ (جنت یا جہنم کی طرف) دکھادیا جائے گا۔

جس شخص کے پاس گائے ہوں (اس کے بعد مذکورہ الفاظ ہی ہیں اور یہ کہ سینگ والی گائے اپنے سینگوں سے اسے مارے گی پھر آگے بکری کی زکوۃ کے بارے میں بھی انہی الفاظ سے وعید آئی ہے)[1]

بیہقی کہتے ہیں کہ اس حدیث میں اس کے سوا کوئی احتمال نہیں ہے کہ اس دن کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہے تمھارے حساب سے۔ واللہ اعلم

---

1. ابوداؤد حدیث نمبر ۱۶۵۸، سنن نسائی حدیث نمبر ۲۴۵۳، مسند احمد صفحہ نمبر ۲/۳۸۳

قیامت کا دن گناہگاروں کے لیے مشکل اور طویل ہوگا اور تقویٰ والوں کے لیے طویل اور مشکل نہ ہوگا

قیامت کا یہ دن گناہگاروں کے لیے طویل اور مشکل ہوگا جیسا کہ سابقہ احادیث میں گذرا البتہ مومن کے لیے کیسا ہوگا، چنانچہ ابوعبداللہ الحافظ نے حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''قیامت کا دن مومنین کے لیے ظہر اور عصر کے درمیانی وقت کی طرح ہوگا''۔

ابوعبداللہ نے اس حدیث کو محفوظ کیا ہے اور ایک اور سند سے بھی اسے روایت کیا ہے۔

یعقوب بن سفیان نے اپنی سند سے حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی جس دن لوگ رب العالمین کے روبرو کھڑے ہوں گے''۔(المطففین آیت نمبر ۶)

پھر فرمایا کہ ''تمھیں کیسا لگے جب تیروں کو ترکش میں جمع کرنے کی طرح اللہ تمہیں جمع کرے اور پچاس ہزار سال تک تمھاری طرف دیکھے گا بھی نہیں [1]

ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے نقل کیا ہے کہ ''قیامت کے دن نصف نہار اس وقت تک نہ ہوگا جب تک یہ لوگ اور وہ لوگ آرام نہ کرلیں۔ پھر یہ آیت تلاوت کی ''پھر انکا ٹھکانہ جہنم ہے''۔ (الصافات آیت نمبر ۶۸)

ابن المبارک کہتے ہیں کہ یہ الفاظ ابن مسعود کی قرات کے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود سے آیت نمبر ۲۴، سورۃ فرقان کی تفسیر میں یوں منقول ہے ''اہلیان جنت اس دن بہترین ٹھکانے اور اچھی آرام دہ جگہ میں ہونگے''۔

حضرت ابن مسعود نے فرمایا، قیامت کا دن آدھا نہ ہوگا حتی کہ یہ لوگ اور وہ لوگ آرام نہ کرلیں''۔

شفاعت عظمی اور مقام محمود کا ذکر جو رسول اکرم ﷺ کا خاص دولت کدہ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ''اور رات کو (اٹھ کر) تہجد پڑھ یہ تیرے لیے اضافی نماز ہے قریب ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود پر بھیج دے''۔(الاسراء آیت نمبر ۷۹)

صحیح بخاری میں حضرت جابر بن عبداللہ سے ارشاد نبویؐ مروی ہے کہ اذان سننے کے بعد جو کوئی یہ پڑھے

''اللھم رب ھذه الدعوة التامة والصلوة القائمة آت محمدن الوسیلة والفضیلة وابعثه مقامامحمودان الذی وعدته''

یعنی اے اللہ اس دعوت کامل اور اسکے نتیجے میں کھڑی ہونے والی نماز کے رب! تو محمدؐ کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما۔ اور ان کو اس مقام محمود تک پہنچا جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے [2]

(اس کے لیے میری شفاعت حلال ہوگئی)۔

---

[1] کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۳۳۷، کشف الخفاء صفحہ نمبر ۲/۵۳۹

[2] تفسیر حاکم صفحہ نمبر ۳/۵۷۲، کنز العمال حدیث نمبر ۳۷۹۲۸

شفاعت ہی ''مقام محمود'' ہے

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہؓ سے ارشاد نبویؐ مروی ہے ''آپؐ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا ''قریب ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود پر پہنچائے''۔ فرمایا ''یہ شفاعت ہے''۔ (اس کی سند حسن ہے)

وہ پانچ انعامات جو نبی کریم ﷺ کے علاوہ کسی اور نبی کو عطا نہیں ہوئے

صحیحین میں حضرت جابر وغیرہ سے ارشاد نبویؐ مروی ہے ''مجھے پانچ ایسے خواص دیئے گئے جو اور کسی نبی کو مجھ سے پہلے عطا نہیں ہوئے''۔ (۱) ایک ماہ کی مسافت تک رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی (۲) میرے لیے غنیمت کو حلال کیا گیا (۳) میرے لئے پوری زمین کو مسجد اور پاک قرار دیا گیا (پاکی حاصل کرنے کا ذریعہ) لہذ جہاں کہیں میرے امتی کو نماز کا وقت ہو جائے وہ وہیں پڑھ لے۔ (۴) مجھے شفاعت (عظمیٰ) عطا کی گئی (۵) پہلے ہر نبی صرف اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا اور مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا۔[۱]

مذکورہ ارشاد میں شفاعت سے مراد وہ شفاعت ہے۔ جس کی پہلے حضرت آدم علیہ السلام سے گذارش کی جائے گی، وہ فرمائیں گے میں (خود کو) اس کا اہل نہیں (سمجھتا) نوح علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ۔ وہ بھی اسی طرح فرمائیں گے وہ انھیں حضرت ابراہیم کی طرف بھیج دیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام انہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیج دیں گے اور وہ انہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیج دیں گے اور وہ انہیں حضرت محمد ﷺ کی طرف بھیج دیں گے۔ چنانچہ آپؐ فرمائیں گے میں اس کا اہل ہوں، میں اس کا اہل ہوں۔

یہ واقعہ گناہگاروں کو جہنم سے نکالنے کے بیان میں احادیث شفاعت کے ذیل میں تفصیل سے آ رہا ہے۔ البتہ اس موضوع پر ہم نے صحابہ کرام کے اقوال مقدسہ کی روشنی میں اپنی تفسیر میں کافی بحث کی ہے جو اپنے موضوع کے لیے کافی ہے۔[۲]

نبی کریم ﷺ قیامت کے دن بنی آدم علیہ السلام کے سردار ہونگے

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے ارشاد نبویؐ مروی ہے، فرمایا

''میں قیامت کے دن بنی آدم کا سردار ہونگا۔ سب سے پہلے میری قبر شق ہوگی میں ہی پہلا شافع اور مشفع ہونگا۔[۳]

مسلم ہی میں حضرت ابی بن کعبؓ سے القراءۃ علی سبعة احرف والی حدیث میں یہ الفاظ آئے ہیں۔ اے میرے رب میری امت کی مغفرت فرما۔ اور تیسری دعا کو اس دن تک مؤخر کر دیا گیا جس دن لوگوں سے مایوسی کا اظہار کر دیا جائے گا حتی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی (مایوسی کا اظہار) کر دیں گے۔[۴]

روز قیامت رسول اکرم ﷺ امام الانبیاء ہونگے۔

مسند احمد میں حضرت ابی بن کعبؓ سے ارشاد نبویؐ مروی ہے فرمایا ''میں روز قیامت انبیاء کا امام اور خطیب

۱۔ صحیح بخاری حدیث نمبر ۴۳۸، مسلم حدیث نمبر ۱۱۶۳ ۲۔ تفسیر ابن کثیر صفحہ نمبر ۴/۴۲۱، البدایہ والنہایہ صفحہ ۱/۱۷۱

۳۔ صحیح مسلم حدیث نمبر ۵۸۹۹ ۴۔ صحیح مسلم حدیث نمبر ۱۹۰۱

ہونگا اور ان کا شفاعت کرنے والا ہوں گا اور اس میں مجھے کوئی فخر نہیں''۔[1] (هذا حديث حسن صحيح)

مسند احمد میں عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک سے ارشادِ نبویؐ مروی ہے فرمایا کہ

''قیامت کے دن لوگ اٹھائے جائیں گے، میں اور میرے امتی اونچی جگہ پر ہونگے، میرا رب مجھے سبز حلہ پہنائے گا اور مجھے اجازت دے گا کہ میں جب تک وہ چاہے پہنوں۔ یہ ہے وہ ''مقامِ محمود''۔[2]

مسند احمد میں حضرت ابودرداءؓ سے ارشادِ نبویؐ مروی ہے فرمایا کہ؛

''میں وہ پہلا شخص ہوں گا جسے قیامت کے دن سجدہ کرنے کی اجازت دی جائے گی اور میں وہ پہلا شخص ہونگا جسے سر اٹھانے کی اجازت دی جائے گی۔ چنانچہ میں اپنے سامنے دیکھوں گا تو دوسری امتوں میں سے اپنی امت کو پہچان لوں گا اسی طرح اپنے پیچھے دیکھوں گا، اسی طرح دائیں دیکھوں گا، اسی طرح بائیں طرف دیکھوں گا (اور اپنی امت کو پہچان لوں گا) ایک شخص نے پوچھا دوسری امتوں میں آپ کی امت کی امتیازی شان کیا ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا کہ ان کے اعضاءِ وضو سے چمکتے ہونگے، (وضو کے اثر سے)۔ اور کوئی دوسرا اس طرح نہ ہوگا۔ اور اس طرح بھی پہچانوں گا کہ ان کا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں ہوگا اور اس طرح بھی کہ ان کی اولاد ان کے سامنے دوڑتی پھرتی ہوگی''۔[3]

مسند احمد میں حضرت نضر بن انس سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اکرم ﷺ سے بیان کیا کہ ''میں پل صراط (کے مرحلے) کے بعد اپنی امت کا انتظار کر رہا ہونگا کہ میرے پاس حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے اور کہیں گے کہ اے محمد! یہ انبیاءِ کرام آپ کے پاس درخواست لے کر آئے ہیں۔ یا فرمائیں گے کہ آپ کے پاس جمع ہونے آئے ہیں کہ اللہ سے دعا کریں کہ وہ تمام امتوں کو علیحدہ کر کے جہاں چاہے بھیج دے۔ لوگ منہ تک پسینے میں غرق ہیں۔ یہ کیفیت مومن کے لیے زکام کی طرح ہوگی اور کافر پر جیسے موت طاری ہوگی۔

نبی کریم ﷺ انھیں فرمائیں گے کہ میرا انتظار کیجئے حتیٰ کہ میں آپ کے پاس واپس آجاؤں۔ پھر اللہ کے نبیؐ جا کر عرش کے نیچے کھڑے ہو جائیں گے اور وہ اعزاز پائیں گے جو کسی منتخب فرشتے اور نبی مرسل کو بھی حاصل نہ ہوا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ جبرائیل کو حکم دیں گے کہ محمدؐ کے پاس جاؤ اور کہو کہ سر اٹھائیں اور مانگیں آپ کو دیا جائے گا۔ شفاعت کریں قبول کی جائے گی، اور ہر ننانوے میں سے ایک انسان کو نکال لیں، میں بار بار اپنے رب سے درخواست کرتا رہوں گا۔ اور میں ابھی کھڑا بھی نہ ہوں گا کہ میری شفاعت قبول کر لی جائے گی۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ مجھے وہ عطا فرما دیں گے اور کہیں گے اے محمد اپنی امت میں سے ان کو جنت میں لے جاؤ جس نے کسی ایک دن اخلاص کے ساتھ اس کی گواہی دی ہو کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں اور اسی حالت پر اس کی وفات ہوئی۔[4]

مسند احمد میں حضرت ابن مسعود کی ایک طویل حدیث ہے جس میں یہ ذکر بھی کہ ''اور بیشک میں قیامت کے دن مقامِ محمود پر کھڑا ہوں گا''۔ ایک انصاری نے پوچھا مقامِ محمود کیا ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا۔ اس وقت جب تمھیں ننگے بدن، ننگے پیر لایا جائے گا اور سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے دیئے جائیں گے۔ اللہ فرمائے گا کہ میرے خلیل کو کپڑے پہناؤ۔ دو سفید چادریں ان کو پہنائی جائیں گی، پھر وہ عرش کی طرف رخ کر کے بیٹھ جائیں گے۔ پھر میرا لباس لایا جائے گا میں اسے پہنوں گا، اور ان کی دائیں جانب ایسی جگہ کھڑا ہو جاؤں گا جہاں کوئی اور کھڑا نہ ہوگا اور پہلے اور آخری لوگ میرے اس مرتبے پر رشک کریں گے''۔۔۔ پھر فرمایا کہ اور ان کے لیے

[1] مسند احمد صفحہ نمبر ۵/ ۱۳۷، ترمذی حدیث نمبر ۳۶۱۲ [2] مسند احمد صفحہ نمبر ۳/ ۴۵۶
[3] مسند احمد صفحہ نمبر ۱۹۹ [4] مسند احمد صفحہ نمبر ۳/ ۱۷۸

پھر حوض کوثر کھولی جائے گی............(اس کے بعد حوض کوثر کا بیان ہے جیسا کہ آگے آئے گا)

مسند احمد میں ثابت بن انس سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

''قیامت کا دن لوگوں پر طویل ہو جائے گا تو وہ ایک دوسرے کو کہیں گے کہ ہمارے ساتھ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کے پاس چلو تاکہ سفارش کرائیں کہ رب تعالیٰ حساب کتاب کرے۔ چنانچہ وہ ان کے پاس آ کر حساب کتاب شروع کرنے کی درخواست کریں گے تو حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے کہ میں اس کے قابل نہیں مگر تم انبیاء کی بنیاد حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ چنانچہ وہ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آ کر (شفاعت) سفارش کی درخواست کریں گے۔ چنانچہ وہ بھی فرمائیں گے کہ میں یہ نہیں کرسکتا۔ مگر تم لوگ اللہ کے خلیل اور نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ چنانچہ وہ ان کے پاس آ کر شفاعت کی درخواست کریں گے تاکہ حساب کتاب شروع ہو مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے کہ میں یہ نہیں کرسکتا مگر تم لوگ اللہ تعالیٰ کے کلیم موسیٰ علیہ السلام جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت اور کلام کے لیے چنا تھا، کے پاس چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ ان کے پاس آ کر شفاعت کی درخواست کریں گے مگر وہ فرمائیں گے کہ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ جو روح اللہ اور اسکا کلمہ ہیں۔ چنانچہ ان کے پاس جا کر شفاعت کی درخواست کریں گے وہ فرمائیں گے میں یہ نہیں کرسکتا مگر تم خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس چلے جاؤ جن کی اگلی پچھلی خطائیں معاف کردی گئی تھیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ بھی فرمائیں گے کہ یہ بتاؤ! کہ اگر کسی برتن میں کوئی سامان ہو اور برتن پر سیل لگادی جائے تو کیا سیل توڑے بغیر اس کے سامان میں تصرف کیا جاسکتا ہے؟ لوگ کہیں گے کہ نہیں۔ چنانچہ وہ فرمائیں گے کہ محمد رسول اکرم ﷺ خاتم النبیین ہیں (یعنی ان کے بعد انبیاء کے آنے پر سیل کردی گئی تھی) ان کے پاس جاؤ۔ چنانچہ وہ میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ آپ رب تعالیٰ سے شفاعت کردیں کہ وہ ہمارا حساب کتاب کرے میں کہوں گا کہ ہاں! چنانچہ میں جنت کے دروازے پر آ کر دروازہ کھٹکھٹاؤں گا، پوچھا جائے گا کہ کون ہے؟ میں کہوں گا محمد! چنانچہ دروازہ کھول دیا جائے گا اور میں سجدے میں گر جاؤں گا اور اپنے رب کی ایسی حمد بیان کرونگا جو اس سے پہلے کسی نے نہ کی ہوگی اور نہ میرے بعد کوئی بیان کرے گا۔ چنانچہ رب تعالیٰ کہیں گے کہ اپنا سر اٹھاؤ اور کہو تمھاری بات سنی جائے گی، مانگو تمھیں دیا جائے گا شفاعت کرو قبول کی جائے گی''۔ میں کہوں گا اے رب! میری امت! میری امت! وہ کہیں گے کہ ان میں سے ہر اس امتی کو نکال لو جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو (نبی کریمؐ نے فرمایا) چنانچہ میں انہیں نکالوں گا اور پھر سجدے میں گر جاؤں گا''۔۔۔

(یہ روایت بخاری میں دوسری سند سے آئی ہے)

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت

مسند احمد میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے پاس گوشت لایا گیا چنانچہ آپ کو کھانے کے لیے دستی (اگلی ٹانگوں کا اوپر کے گوشت) دیا گیا جو آپ کو بہت مرغوب تھا آپؐ نے اس میں سے لقمہ توڑا اور فرمایا۔

میں قیامت کے دن بنی آدم کا سردار ہوں گا کیا تمھیں پتہ ہے کہ کیوں؟ اللہ تعالیٰ اولین اور آخرین کو ایک ہی میدان میں جمع فرمادے گا۔ انھیں داعی سن رہا ہوگا اور بصیر دیکھ رہا ہوگا۔ سورج قریب آجائے گا تو لوگوں کو وہ غم

اور تکلیف پہنچے گی جس کو وہ برداشت نہ کر سکیں گے۔ چنانچہ آپس میں ایک دوسرے کو کہیں گے کہ تم دیکھ رہے ہو جو تمھیں تکلیف اور پریشانی لاحق ہو رہی ہے؟ کیا تمھیں کوئی ایسا نظر آ رہا ہے جو تمھارے رب کے ہاں تمھاری سفارش کر سکے؟ لوگ کہیں گے ہاں۔ تمھارے والد حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ چنانچہ وہ ان کے پاس آ کر کہیں گے، اے آدم آپ ابوالبشر ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دست مبارک سے بنایا اور اپنی روح آپ میں پھونکی اور ملائکہ کو حکم دیا کہ آپ کو سجدہ کریں۔ آپ ہماری اس حالت کو دیکھ رہے ہیں رب تعالیٰ سے سفارش کیجئے۔ آپ ہماری تکلیف دیکھ رہے ہیں۔ حضرت آدم کہیں گے کہ آج میرا رب اتنے غصہ میں ہے کہ اتنا پہلے نہ تھا اور نہ اس کے بعد ہوگا اس نے مجھے ایک درخت کا پھل کھانے سے منع کیا تھا مگر میں نے نادانی کی۔ نفسی نفسی نفسی (یعنی مجھے اپنی پڑی ہے) میرے علاوہ کسی اور کے پاس چلے جاؤ۔ جاؤ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ!

چنانچہ وہ لوگ حضرت نوح علیہ السلام سے آ کر کہیں گے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول تھے، اس نے آپ کو شکر گذار بندے کا خطاب دیا تھا۔ لہٰذا آپ ہماری حالت اور تکلیف دیکھ رہے ہیں۔ رب تعالیٰ سے سفارش کر دیجئے! تو حضرت نوح علیہ السلام فرمائیں گے کہ میرا رب آج اتنے غصے میں ہے کہ جتنا پہلے کبھی نہ تھا اور نہ کبھی ہوگا۔ اور میں نے تو اپنی قوم کے لیے بدعا کی تھی لہٰذا مجھے اپنی پڑی ہے جاؤ کسی اور کے پاس۔ حضرت ابراہیم کے پاس چلے جاؤ۔

چنانچہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آ کر کہیں گے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے نبی اور اس کے اہل زمین میں سے خلیل تھے، آپ ہماری حالت اور تکلیف دیکھ رہے ہیں۔ لہٰذا آپ سفارش کر دیں۔ وہ کہیں گے کہ مجھے اپنی پڑی ہے جاؤ کسی اور کے پاس چلے جاؤ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ۔

چنانچہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آ کر کہیں گے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے کلیم ہیں، آپ کو رب تعالیٰ نے اپنے کلام اور رسالت کے لیے چنا تھا۔ آپ ہماری حالت اور تکلیف دیکھ رہے ہیں۔ آپؑ اللہ تعالیٰ سے شفاعت کر دیجئے۔ مگر وہ کہیں گے کہ آج کے دن میرا رب اتنے غصہ میں جتنا پہلے نہ کبھی تھا اور نہ کبھی ہوگا۔ اور میں نے تو ایک ایسے شخص کو قتل کر دیا تھا جس کے قتل کا مجھے حکم نہ تھا۔ لہٰذا مجھے اپنی پڑی ہے جاؤ کسی اور کے پاس جاؤ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔

چنانچہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آ کر کہیں گے کہ آپ روح اللہ اور اللہ کا وہ کلمہ ہیں جسے انہوں نے مریم کی طرف القاء فرمایا تھا (آپؐ نے فرمایا وہ ایسے ہی ہیں) آپؑ ہماری حالت اور تکلیف دیکھ رہے ہیں آپ سفارش فرما دیئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ آج کے دن میرا رب جتنے غصے میں ہے اتنا پہلے نہ کبھی تھا اور نہ کبھی ہوگا (حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی کسی غلطی کا تذکرہ نہیں کریں گے) جاؤ کسی اور کے پاس چلے جاؤ۔ حضرت محمد ﷺ کے پاس چلے جاؤ۔

چنانچہ وہ میرے پاس آ کر کہیں گے اے محمد! آپ اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبین ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اگلی پچھلی خطائیں معاف فرما دیں۔ آپ ہماری سفارش رب تعالیٰ کی خدمت میں کر دیں۔ آپ ہماری حالت اور تکلیف دیکھ رہے ہیں۔ چنانچہ میں اٹھ کر عرش کے نیچے آ کھڑا ہونگا اور اپنے رب عز و جل کو سجدہ کروں گا۔ اللہ تعالیٰ کھول دے گا اور مجھے اپنی محامد اور ثناء الہام کرے گا جو اس نے پہلے کبھی کسی کو الھام نہ کی ہونگی۔ پھر مجھے کہا جائے گا اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو تمھاری بات سنی جائے گی، مانگو تمھیں دیا جائے گا شفاعت کرو قبول کی جائے گی"۔

میں کہوں گا اے میرے رب میری امت! میرح امت! اے میرے رب، میری امت! میری امت! چنانچہ کہا جائے گا محمد! اپنی امت کے ان لوگوں کو جن کا کوئی حساب کتاب نہیں، جنت کے دائیں دروازے سے داخل کردو اور یہ لوگ دوسرے لوگوں کے ساتھ دوسرے دروازوں میں بھی شریک ہونگے۔......... پھر آپؐ نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے۔ جنت کے دروازوں کے دونوں پٹوں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ مکہ اور ہجر کے درمیان ہے (یا فرمایا) مکہ اور بصری کے درمیان ہے'' ۔[1]

صحیحین میں ابن جبان کی سند سے یہ روایت آئی ہے۔ اور ابن ابی الدنیا نے اہوال قیامت میں یہ حدیث ابوخیثمہ کی سند سے نقل کی ہے اس میں تمام انبیاء (سوائے نبی کریمؐ کے) کے الفاظ میں یہ الفاظ زائد ہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں مجھے آگ میں نہ پھینک دیا جائے۔ لہٰذا میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ!۔ یہ اضافہ غریب ہے۔ صحیحین میں موجود نہیں۔ واللہ اعلم۔

مسند احمد میں ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے بصرہ میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ ہر نبی کی ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے لہٰذا میں نے اپنی اس دعا کو شفاعت کے لئے رکھ چھوڑا ہے۔ میں قیامت کے دن بنی آدم کا سردار ہوں گا اس میں کوئی فخر نہیں۔ سب سے پہلے مجھے قبر سے نکالا جائے گا اس میں کوئی فخر نہیں، میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اس میں کوئی فخر نہیں۔ آدم اور ان کے علاوہ دوسرے سب انبیاء میرے جھنڈے تلے ہوں گے اس میں کوئی فخر نہیں۔

لوگوں پر جب قیامت کا دن طویل ہو جائے گا تو وہ آپس میں کہیں گے کہ ہمارے ساتھ ہمارے ابا جان کے پاس چلو تا کہ وہ ہماری سفارش کریں تا کہ رب تعالیٰ حساب کتاب کریں۔ چنانچہ وہ حضرت آدم کے پاس آ کر کہیں گے کہ وہ آپ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے دست مبارک سے بنایا اور آپ کو جنت میں ٹھہرایا، آپ کو اس کے فرشتوں نے سجدہ کیا، ہمارے لئے اپنے رب سے سفارش کر دیں تا کہ وہ ہمارا حساب کتاب کرے تو وہ کہیں گے، میں یہ نہیں کر سکتا میں جنت سے نکلا تھا اور آج مجھے اپنی پڑی ہے جاؤ انبیاء کی بنیاد حضرت نوح کے پاس چلے جاؤ (اس کے بعد سابقہ احادیث کی طرح الفاظ ہیں حتی کہ وہ حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں گے) چنانچہ وہ کہیں گے اے محمد اپنے رب سے سفارش کیجئے تا کہ وہ ہمارا حساب کتاب کر دے چنانچہ میں کہوں گا ہاں میں یہ کر سکتا ہوں حتی کہ اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہے حکم دے دے۔

چنانچہ جب اللہ تعالیٰ مخلوق کا فیصلہ کرنے کا ارادہ کرے گا ایک منادی آواز لگائے گا کہ احمد اور اس کے امتی کہاں ہیں؟ لہٰذا ہم آخری مگر اولین ہوں گے سب سے پہلے حساب دینے والے، چنانچہ دوسرے لوگ ہمارے لئے راستہ چھوڑ دیں گے اور ہم چمکتے اعضاء کے ساتھ جو وضو کے اثر سے چمک رہے ہوں گے، گذرتے چلے جائیں گے دوسری امتیں کہیں گی۔ اس امت کے تمام لوگ سب کے سب انبیاء بن سکتے تھے۔ پھر جب جنت کے دروازے پر آؤں گا (الحدیث) [2]

اس کے بعد اس حدیث میں اس امت کے گناہگاروں کی شفاعت کا بیان ہے۔ یہ حدیث بہت سے صحابہ کرام سے اسی طرح مروی ہے جن میں حضرت ابو بکرؓ بھی شامل ہیں۔ مگر ایک بہت حیران کن بات ہے کہ ائمہ نے

---

[1] صحیح بخاری، احادیث الانبیاء حدیث نمبر ۳۳۴۰، صحیح مسلم حدیث نمبر ۴۷۹، مسند احمد صفحہ نمبر ۲/ ۴۳۵، صحیح ابن حبان حدیث نمبر ۶۴۶۵ [2] مسند احمد صفحہ نمبر ۱/ ۲۹۵

اس حدیث کو بیان کیا ہے بہت سے طریق لائے ہیں مگر شفاعت اولی جو کہ حساب کتاب شروع کرانے کے بارے میں ہے، اسے نظرانداز کر دیا جیسا کہ اس حدیث کے سابقہ تمام طرق میں واضح ہے اور اس مقام پر یہی مقصود ہے۔

اس حدیث کا سیاق یہ ہے کہ لوگ حضرت آدم اور دیگر انبیاء کرام کے پاس یہ سفارش لے کر جائیں گے کہ حساب کتاب شروع کروایا جائے تاکہ فیصلہ ہو اور اس شدت کی گرمی اور تکلیف سے نجات ملے۔ جیسا کہ اس حدیث کے تمام طرق سے واضح ہے۔ جب وہ حشر میں پہنچتے ہیں تو محدثین گناہگاروں کی شفاعت اور ان کو جہنم سے نکالنے کا تذکرہ کرتے ہیں (یعنی حدیث مختصر کر دیتے ہیں)۔

اس اختصار کا مقصود خوارج اور معتزلہ کی تردید ہے کیونکہ وہ لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ کسی شخص کو جہنم میں جانے کے بعد واپس نہیں نکالا جائے گا۔ وہ (محدثین) اتنی سی حدیث کو صرف اس لیے ذکر کرتے ہیں کہ اس میں اس بدعتی عقیدے کے خلاف صریح نص موجود ہے۔ اور تصریح ان احادیث میں آئی ہے جو پہلے گذریں تفصیلی حدیث جس میں شفاعت اولی (حساب کتاب) کا ذکر ہے۔ یہ ہے؛

''لوگ حضرت آدمؑ پھر حضرت نوحؑ پر حضرت ابراہیم علیہ السلام پھر حضرت موسیٰؑ پھر حضرت عیسیٰؑ اور پھر خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس آئیں گے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ جا کر عرش کے نیچے اس مقام پر سجدہ ریز ہو جائیں گے جسے محض کہا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ پوچھیں گے (حالانکہ انھیں معلوم ہے) کہ کیا بات ہے؟ میں کہوں گا کہ

''اے رب تو نے مجھ سے شفاعت کا وعدہ کیا تھا لہذا الخلوق کے بارے میں میری شفاعت کو قبول فرمائیں اور لوگوں کا حساب کر کے فیصلہ فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں نے تیری شفاعت قبول کر لی، سجدے سے سر اٹھاؤ اور لوگوں کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ (اس کے بعد حدیث میں آسمان پھٹنے، فرشتوں کی آمد، کرسی لگائے جانے اور اللہ تعالیٰ کے اس پر جلوہ افروز ہونے کا ذکر ہے اور یہ کہ کروبیان اور مقرب فرشتے مختلف تسبیحات پڑھ رہے ہوں گے) آگے فرمایا

''جب کرسی زمین میں کسی جگہ لگ جائے گی تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ میں نے جب سے تمھیں پیدا کیا خاموش رہا، تمھاری باتیں سنتا رہا، تمھارے اعمال دیکھتا رہا۔ اب تم چپ رہو اور خاموشی سے دیکھو یہ تمھارے نامہ اعمال ہیں تمھارے سامنے پڑھے جائیں گے۔ چنانچہ جو کوئی اس میں اچھی بات پائے وہ اللہ کا شکر ادا کرے اور جو کچھ اور پائے اسے چاہیئے کہ اپنے علاوہ کسی اور کو ملامت نہ کرے[1]

عبدالرزاق نے اپنی سند سے علی بن حسن زین العابدین سے ارشاد نبوی نقل کیا ہے کہ؛

''جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ زمین کو پھیلائیں گے جیسے کھال کو پھیلایا جاتا ہے، حتی کہ انسان کے لیے صرف پاؤں رکھنے کی جگہ بنے گی۔

رسول اکرم ﷺ نے مزید فرمایا کہ ''میں وہ پہلا شخص ہونگا جسے پکارا جائے گا، جبریلؑ اللہ تعالیٰ عزوجل کے دائیں جانب ہونگے واللہ میں نے رب کو اس سے پہلے نہیں دیکھا ہوگا میں کہوں گا اے رب اس (جبرائیل) نے مجھے خبر دی تھی کہ آپ نے مجھے رسول بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہیں گے کہ اس نے سچ کہا پھر فرمائے گا شفاعت کرو تو میں کہوں گا ''اے رب تیری عبادت کرنے والے تیرے بندے اور تیری عبادت نہ کرنے والے بندے زمین کے اطراف

---

[1] بیہقی کتاب البعث والنشور رحدیث نمبر ۶۶۹، طبرانی مطولات حدیث نمبر ۳۶

میں موجود ہیں''۔

(مطلب یہ کہ وہ اطراف زمین میں کھڑے ہیں یعنی ایک ہی جگہ سب جمع ہیں ان میں مومن بھی ہیں اور کافر بھی۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ، اللہ تعالیٰ سے سفارش کریں گے کہ حساب کتاب کر کے مومن اور کافر میں تفریق کی جائے۔ کھڑے ہونے کی جگہ میں بھی اور مستقل ٹھکانے میں بھی۔[1]

اسی لیے ابن جریر نے لکھا ہے کہ ''اکثر اہل تاویل نے قرآن کی اس آیت ''عنقریب تیرا رب تجھ کو مقام محمود پر مبعوث کرے گا'' (الاسراء آیت نمبر ۷۹)

یہ وہ مقام ہے جہاں رسول اکرم ﷺ لوگوں کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن کھڑے ہوں گے تا کہ ان کا رب انہیں اس عظیم دن سے نجات دے جو اس دن کی سختی کی وجہ سے ان پر آئی ہوئی ہوگی۔

بخاری میں حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ لوگ قیامت کے دن ہر امت کو ترغیب دیتے پھریں گے کہ وہ اپنے نبی سے شفاعت کے لیے کہے اور پھر یہ شفاعت کی درخواست نبی کریم ﷺ تک پہنچے گی اور آپ شفاعت کریں گے۔ یہ ہے وہ دن کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مقام محمود پر لائیں گے۔[2]

بھکاری کے چہرے سے قیامت کے دن گوشت اتار لیا جائے گا

صحیح بخاری میں حضرت حمزہ بن عبداللہ عمرؓ سے ارشاد نبویؐ مروی ہے، فرمایا کہ ''جو بندہ لوگوں سے بھیک مانگتا رہے گا قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کا کوئی ٹکڑا بھی نہ ہوگا''۔ اور فرمایا کہ ''قیامت کے دن سورج بہت قریب آ جائے گا حتی کہ پسینہ آدھے کانوں تک پہنچ جائے گا اور اسی دوران لوگ حضرت آدم علیہ السلام، حضرت موسیٰ اور پھر حضرت محمد ﷺ سے فریاد کریں گے۔

(ایک اور روایت میں یہ الفاظ زائد آئے ہیں) چنانچہ وہ (محمد ﷺ) شفاعت کریں گے کہ رب تعالیٰ مخلوق کا فیصلہ فرما دے حتی کہ وہ دروازے کی کنڈی پکڑ کر کھڑے ہو جایں گے۔ چنانچہ اس دن اللہ تعالیٰ انہیں مقام محمود پر لا کھڑا کرے گا کہ وہاں جمع ہونے والے سب آپ کا شکریہ ادا کریں گے (یعنی حمد کریں گے)۔[3]

اس حوض محمدی کا ذکر جس سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہمیں سیراب فرمائیں گے

حوض کوثر کا وجود متعدد مشہور احادیث سے اور کئی طرق سے ثابت ہے ایسے بے شمار لوگ مٹی میں مل گئے جو اس کے وجود کے منکر تھے ان کا انکار ان کے اور حوض کوثر پر آنے کے درمیان حائل ہے۔ جیسا کہ بعض سلف سے منقول ہے کہ جو شخص کرامت کا منکر ہو وہ حوض کوثر پر نہیں آ سکے گا اور اگر حوض کوثر کا منکر ان احادیث پر مطلع ہو جائے جو ہم پیش کرنے والے ہیں تو وہ اپنے قول کے خلاف رجوع کر لے گا۔

سب صحابہ حوض کوثر کی تصدیق کرتے اور اس کے وجود پر ایمان رکھتے تھے

اور اس بارے میں احادیث بھی روایت کی ہیں ''بے شمار صحابہ سے اس کے وجود کے بارے میں احادیث

---

[1] تفسیر ابن کثیر صفحہ نمبر ۵/ ۱۰۸، اتحاف سادۃ المتقین صفحہ نمبر ۱۰/ ۴۵۳، کنز العمال حدیث نمبر ۳۹۰۹۴

[2] بخاری کتاب التفسیر حدیث نمبر ۴۷۱۸ [3] بخاری کتاب الزکاۃ حدیث نمبر ۱۴۷۴، اور نمبر ۱۴۷۵

مروی ہیں جن میں کچھ مندرجہ ذیل حضرات ہیں، حضرت ابی بن کعب، حضرت جابر بن سمرہ، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت جندب بن عبداللہ البجلی، حضرت زید بن ارقم، حضرت سلمان فارسی، حضرت حارثہ بن وھب، حضرت حذیفہ بن اسید، حضرت حذیفہ بن یمان، حضرت سمرہ بن جندب، حضرت سہل بن سعد، حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص، حضرت ابن مسعود، حضرت عتبہ بن عبدالسلمی، حضرت عقبہ بن عامر الجہنی، حضرت نواس بن سمعان، حضرت ابوامامہ باہلی، حضرت ابوبرزہ اسلمی، حضرت ابوبکرہ، حضرت ابوذر غفاری، حضرت ابوسعید خدری، حضرت ابوہریرہ، حضرت اسماء بنت ابی بکر، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت ام سلمی، حضرت حمزہ کی زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہم وعنھن اجمعین۔

حضرت ابی بن کعب کی حدیث

ابوالقاسم طبرانی نے اپنی سند سے حضرت ابی ابن کعبؓ سے نقل کیا ہے کہ ''رسول اکرم ﷺ نے حوض کوثر کا ذکر فرمایا تو انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ! یہ حوض کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ ''وہ دودھ سے زیادہ سفید، برف سے زیادہ ٹھنڈا، شہد سے زیادہ میٹھا، مشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔ جس نے ایک گھونٹ پی لیا کبھی پیاسا نہ ہوگا اور جو اس سے روگردانی کرے گا کبھی سیراب نہ ہوگا۔[1]

کتاب السنۃ میں ایک اور سند سے یہ روایت آئی ہے صرف اسمیں قسم کھا کر بیان کرنے اور ستاروں سے زیادہ اس کے پیالوں کے ہونے کا ذکر آیا ہے۔[2] اور یہ روایت صحاح ستہ یا مسند احمد میں نہیں۔

حضرت انس بن مالکؓ کی حدیث

بخاری میں حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''میرا حوض اتنا بڑا ہے جتنا کہ ایلہ اور صنعاء یمن کے درمیان فاصلہ اور اس میں ستاروں کی تعداد برابر پیالے ہیں (کذا رواہ مسلم)

حضرت انس کی دوسری روایت

بخاری ہی میں ارشاد نبویؐ ہے کہ

''میرے پاس (حوض پر) میرے کچھ ساتھی (امتی) آئیں گے اور میں ان کو پہچان بھی لوں گا مگر فرشتے مجھ سے انہیں دور کر دیں گے میں کہوں گا یہ تو میرے ساتھی ہیں۔ کہا جائے گا آپ کو نہیں معلوم کے آپ کے بعد انہوں نے کیا کیا بدعتیں ایجاد کیں''۔[3] (رواہ مسلم عن محمد بن حاتم)

کوثر ایک نہر ہے جو رسول اکرم ﷺ کو ملے گی، حضرت انس کی تیسری روایت

مسند احمد میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو اونگھ آئی جب بیدار ہوئے تو آپؐ نے مسکراتے ہوئے سر اٹھایا (آپ سے حضرت انس یا دوسرے صحابہ نے پوچھا) یا رسول اللہ! آپ کس بات پر ہنس رہے ہیں؟ فرمایا ''مجھ پر ابھی ابھی ایک سورۃ نازل ہوئی ہے''۔

۱۔ طبرانی، المعجم الکبیر صفحہ نمبر ۱۸۷/۸ ۲۔ حوالہ سابقہ

۳۔ بخاری کتاب الرقاق حدیث نمبر ۶۵۸۰، مسلم حدیث نمبر ۵۹۵۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم: ہم نے تجھ کو کوثر عنایت کی ہے (الی آخر سورۃ) سورت سنانے کے بعد پوچھا کہ "کیا تمہیں پتہ ہے کہ کوثر کیا ہے؟ لوگوں نے کہا اللہ اور اسکے رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا کہ "یہ ایک نہر ہے جو مجھے رب تعالیٰ نے جنت میں عطا کی ہے۔ اس میں بہت بھلائی ہے، قیامت کے دن میری امت اس پر میرے پاس پانی پینے آئی گے۔ اس کے پیالے ستاروں جتنی تعداد میں ہیں۔ ایک بندے کو اس سے دور دھکیلا جائے گا تو میں کہوں گا کہ یہ میرا امتی ہے۔ تو کہا جائے گا کہ آپ کو نہیں معلوم ان لوگوں نے آپ کے بعد کیا کیا بدعات ایجاد کیں"۔ (یہ ثلاثی حدیث ہے اسے مسلم ابوداؤد اور نسائی نے بھی محمد بن فضیل کی سند سے روایت کیا ہے)

حضرت انس کی چوتھی روایت

مسند احمد میں حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "میرے حوض کے دونوں کناروں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ مدینہ اور صنعاء کے درمیان ہے اور مدینہ اور عمان کے درمیان ہے"۔[1] (مسلم شریف میں دو طرق سے یہ روایت آئی ہے)

حضرت انس کی پانچویں روایت

مسند احمد میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ کچھ لوگوں نے عبید اللہ بن زیاد کے پاس حوض کوثر کا تذکرہ کیا تو اس نے اس کا انکار کیا اور کہنے لگا حوض کیا ہے؟ یہ بات جب حضرت انسؓ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ میں اس کے پاس جا کر ضرور بات کروں گا۔ چنانچہ تشریف لے گئے اور فرمایا کہ "تم حوض کوثر کے بارے میں بات کر رہے تھے؟ عبید اللہ نے کہا کیا آپ نے رسول اکرم ﷺ سے اس حوض کا تذکرہ سنا ہے؟ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ بہت زیادہ اور ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ نے یہ فرمایا کہ

"میرے حوض کے دونوں کناروں کے درمیان ایلہ سے مکہ یا صنعاء سے مکہ کے درمیان فاصلے جتنا فاصلہ ہے۔ اور اس کے برتن آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ ہیں"۔

مسند احمد ہی میں حضرت انسؓ سے ارشاد نبویؐ مروی ہے کہ "میرا حوض اتنا اتنا بڑا ہے۔ اس میں آسمان کے ستاروں کے برابر برتن ہیں شہد سے زیادہ میٹھا، برف سے زیادہ ٹھنڈا، اور دودھ سے زیادہ سفید ہے جو اس سے پیئے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا اور جو نہ پیئے گا کبھی سیراب نہ ہوگا"[2]

حضرت انس کی چھٹی روایت

مسند ابو یعلی میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ عبید اللہ بن زیاد نے ان سے پوچھا "اے ابوحمزہ کیا آپ نے نبی کریم ﷺ سے حوض کے بارے میں تذکرہ سنا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں مدینے میں ایسی بوڑھی عورتوں کو چھوڑ کر آیا ہوں جو کثرت سے یہ دعا کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں حضرت محمد ﷺ کے حوض سے (شربت) پلائے"۔[3]

حضرت انس کی ساتویں روایت...... مسند ابو یعلی میں یزید الرقاشی سے مروی ہے کہ میں نے حضرت

---

[1] صحیح مسلم، الفضائل، حدیث نمبر ۵۹۵۳، مسند احمد صفحہ ۳/۱۳۳

[2] مسند احمد صفحہ نمبر ۳/۲۳۰ [3] مسند ابو یعلی صفحہ نمبر ۶/۳۳۵۵

انس سے عرض کیا ''اے ابوحمزہ! کچھ لوگ ہمیں کفروشرک سے متہم کرتے ہیں، حضرت انس نے فرمایا کہ وہ لوگ بدخلق اور بدترین مخلوق ہیں۔ میں نے کہا اور وہ حوض کوثر کو جھٹلاتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ ''میرا ایک حوض ہے۔

جس کا عرض ایلہ سے کعبہ کی مسافت کے برابر ہے (یا فرمایا کہ صنعاء تک) دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ اس میں آسمان کے ستاروں کے برابر برتن ہیں اس میں کئی پرنالے جنت کی طرح سے بہتے ہیں۔ جو اسے جھٹلائے وہ اس سے نہیں پی سکے گا۔[۱]

حضرت انس کی آٹھویں روایت

مسند بزار میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرا حوض اتنا اتنا بڑا ہے اس میں ستاروں کی تعداد میں برتن ہیں، مشک سے زیادہ خوشبودار، شہد سے زیادہ میٹھا، برف سے زیادہ ٹھنڈا اور دودھ سے زیادہ سفید ہے۔ جو اس سے ایک مرتبہ پئے کبھی پیاسا نہ ہوگا اور جو نہیں پئے گا وہ کبھی سیراب نہیں ہوگا۔[۲]

حافظ بزار کہتے ہیں ان الفاظ سے ہمیں سوائے حضرت انسؓ کے اور کسی سے روایت نہیں معلوم۔ یہ اسناد جید ہیں۔ اس روایت کو صحاح ستہ یا مسند احمد میں نقل نہیں کیا گیا۔

حضرت انس کی نویں روایت

علامہ ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''میں نے اپنا حوض دیکھا، اس کے کنارے پر ستاروں کی طرح برتن رکھے تھے میں نے اسمیں ہاتھ ڈال کر دیکھا تو وہ انتہائی خوشبودار عنبر کی طرح تھا۔

حضرت بریدہ بن خصیب اسلمیؓ کی روایت

مسند ابویعلی میں حضرت بریدہ بن خصیبؓ سے ارشاد نبویؐ مروی ہے فرمایا کہ ''میرا حوض عمان سے یمن تک کی مسافت جتنا بڑا ہے اس میں آسمان کے ستاروں کی تعداد میں برتن ہیں جو اس سے ایک مرتبہ پئے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔[۳]

(اسی طرح حضرت بریدہ سے ابن صاعد، اور ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے نقل کیا ہے، اس کے الفاظ یہ نہیں)

''میرا حوض عمان اور یمن (کی مسافت) کے برابر ہے، اس میں ستاروں کی تعداد میں برتن ہیں، شہد سے میٹھا، دودھ سے زیادہ سفید اور دودھ مکھن سے، جو شخص ایک مرتبہ اس سے پیئے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا''۔[۴]

حضرت ثوبانؓ کی روایت

مسند احمد میں حضرت ثوبان سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''قیامت کے دن میں اپنے حوض پر ہوں گا اور اہل یمن میں سے کچھ لوگوں کو اس سے دور کرونگا اور اپنی لاٹھی سے ماروں گا۔ حتی کہ ان کو دور کردوں گا''۔

---

۱ السنۃ ابن ابی عاصم صفحہ نمبر ۲/۳۳۲ ۲ مجمع الزوائد صفحہ نمبر ۱۰/۳۶۰، الترغیب والترہیب صفحہ نمبر ۴/۴۱۸

۳ اتحاف سادۃ المتقین صفحہ نمبر ۱۰/۵۰۰، الکامل فی الضعفاء صفحہ نمبر ۵/۱۹۹۳، کنز العمال حدیث نمبر ۳۹۱۷۷

۴ حوالہ بالا

رسول اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ اس کی گنجائش کتنی ہے؟ فرمایا کہ "میری اس جگہ سے عمان تک اس میں دو پرنالے ہیں جو اس (شربت کو) لا رہے ہوں گے، گر رہے ہوں گے۔[1]

مسند احمد ہی میں حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے اس حوض کی چوڑائی کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ میری اس جگہ سے عمان تک"۔[2]

عبدالرزاق نے نقل کیا ہے کہ "بصری اور صنعاء کے فاصلے کے برابر یا مکہ اور ایلہ کے فاصلے کے برابر"۔[3]

یا فرمایا کہ میری اس جگہ سے عمان تک"۔[4]

اسکے شربت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا "دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور اس میں جنت سے دو پرنالے گر رہے ہے جو ایک سونے کا ہے دوسرا چاندی کا بنا ہوا ہے"۔[5]

مسند ابو یعلی میں حضرت ثوبان سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے کہ "میں اپنے حوض کے پاس کھڑا ہوں گا، اہل یمن کے کچھ لوگوں کو اس سے دور کروں گا اور اپنی لاٹھی سے ماروں گا حتی کہ وہ حوض چھوڑ جائیں گے"۔[6]

نبی کریم ﷺ سے اس حوض کی چوڑائی وغیرہ کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ میری اس جگہ سے عمان تک۔ جس کا فاصلہ ایک ماہ کا ہے یا اسی طرح کچھ اور"۔[7]

پھر آپؐ سے اس کے شربت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ "وہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے اس میں دو پرنالے جنت سے آ کر گر رہے ہیں۔ ایک سونے کا اور دوسرا چاندی کا ہے"۔[8] (مسلم میں یہ روایت حضرت قتادہ سے مروی)

حضرت ثوبانؓ کی روایت کا ایک اور طریق

مسند احمد میں حسین بن محمد کی سند سے عباس بن سالم لخمی سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ابوسلام حبشی سے حوض کوثر کے بارے پوچھنے کے لیے کسی کو روانہ کیا۔ چنانچہ وہ انھیں لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہو گیا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ان سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے حضرت ثوبانؓ سے سنا کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا

"میرا حوض عدن سے عمان بلقاء کی مسافت کے برابر بڑا ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ اس کے پیالے ستاروں کی تعداد میں ہیں۔ جو اس سے ایک بار پئے گا وہ اس کے بعد کبھی پیاسا نہ ہوگا اور سب سے پہلے حوض کوثر پر فقراء مہاجرین پہنچیں گے۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے سوال کیا یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ تو فرمایا کہ "پراگندہ بالوں اور میلے کپڑے والے مسلمان جو مالدار اور ناز و نعم میں پلی ہوئی عورتوں سے شادی نہیں کر سکتے اور نہ ان کے لیے دوستی کے دروازے کھولے جاتے ہیں"۔

یہ سن کر عمر بن عبدالعزیز کہنے لگے کہ میں نے ناز و نعم میں پلی عورت سے شادی کی ہے اور میرے لیے دوستی

---

[1] مسند احمد صفحہ نمبر ۵/۲۸۰ [2] ایضاً [3] مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۰۸۵۲
[4] ایضاً [5] صحیح مسلم، الفضائل حدیث نمبر ۵۹۴۶، مسند احمد صفحہ نمبر ۵/۲۵۰
[6] مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ نمبر ۷/۴۱۴ [7] مسند احمد صفحہ نمبر ۵/۲۸۰
[8] صحیح مسلم حدیث نمبر ۵۹۴۶، مسند احمد صفحہ نمبر ۵/۲۵۰ اور صفحہ نمبر

کے دروازے کھلے ہوتے ہیں بس اب تو اللہ ہی مجھ پر رحم کرے۔ خدا کی قسم میں اپنے سر میں اب تیل نہ ڈالوں گا حتی کہ میرے بال پراگندہ ہو جائیں اور ان پہنے ہوئے کپڑے کو نہیں دھوؤں گا حتی کہ یہ بوسیدہ ہو جائیں۔[1]

ابوبکر بن ابی عاصم نے اپنی سند سے حضرت ثوبانؓ سے ارشاد نبویؐ نقل کیا ہے فرمایا کہ "میرا حوض عدن اور عمان کے درمیان (یعنی اس مسافت کے برابر) ہے، دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا، اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے اس کے پیالے آسمان کے تاروں کے برابر ہیں (تعداد میں) جو اس سے ایک مرتبہ پیئے گا اس کے بعد کبھی پیاسا نہ ہوگا اور اس پر آنے والے اکثر لوگ فقراء مہاجرین ہوں گے۔ (ہم نے پوچھا وہ کون ہیں؟ تو فرمایا) وہ الجھے بال اور میلے کپڑوں والے لوگ ہیں جو امیرزادیوں سے نکاح نہیں کر سکتے۔ اور ان کے لیے دوستی کے دروازے نہیں کھلتے، جو دوسروں کا حق تو واپس کر دیتے ہیں مگر ان کا حق واپس نہیں کیا جاتا۔[2] (سند کا یہ طریق بھی پچھلی روایت کی سند کی طرح جید ہے)

حضرت جابر بن سمرہؓ کی روایت

مسند ابویعلیٰ میں حضرت جابر بن سمرہؓ سے ارشاد نبویؐ مروی ہے، فرمایا کہ

"میں حوض پر تم سے پہلے پہنچوں گا اور اس حوض کے دونوں کناروں میں فاصلہ، صنعاء اور ایلہ کے فاصلے کے برابر ہے اور اس کے پیالے گویا ستارے ہیں"۔[3] مسلم میں بھی یہ روایت آئی ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ کی روایت

مسند احمد میں ابوزبیر سے مروی ہے انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ کو رسول اکرم ﷺ کا یہ ارشاد سناتے ہوئے سنا،

"میں حوض پر اپنے پاس آنے والوں کو دیکھ رہا ہوں گا۔ مجھ سے کچھ لوگوں کو دور کیا جا رہا ہوگا تو میں کہوں گا اے رب! یہ لوگ مجھ سے ہیں اور میرے امتی ہیں۔ کہا جائے گا کہ آپ کو نہیں معلوم کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا اعمال کیے یہ لوگ آپ کے بعد الٹے پیروں واپس ہوتے رہے (یعنی دین پر سنت کے خلاف چلتے رہے)

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "حوض ایک مہینے کی مسافت کے برابر ہے اس کی چوڑائی، لمبائی کی مثل ہے اس کے برتن آسمان کے ستاروں کی مثل ہیں، وہ مشک سے زیادہ خوشبودار اور دودھ سے زیادہ سفید ہے جو اس سے ایک بار پیئے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا"۔[4]

(اس کی اسناد شرط مسلم پر ہیں مگر مسلم نے اسے روایت نہیں کیا، بلکہ حضرت جابر سے چھ روایات نقل کی ہیں مگر مذکورہ روایت ان میں نہیں)

روایت جابر، رسول اکرم ﷺ امت کی کثرت پر فخر کریں گے

مسند بزار میں حضرت جابر بن عبداللہ سے ارشاد نبویؐ مروی ہے، فرمایا کہ میں حوض پر تم سے پہلے موجود

۱ ترمذی صفۃ القیامۃ حدیث نمبر ۲۴۴۴، ابن ماجہ الزھد حدیث نمبر ۴۳۰۳، مسند احمد صفحہ نمبر ۵/ ۲۷۵

۲ ترمذی صفۃ القیامۃ حدیث نمبر ۲۴۴۲، ابن ماجہ ایضاً، مسند احمد صفحہ نمبر ۵/ ۲۷۵

۳ مسلم کتاب الفضائل حدیث نمبر ۵۹۵۸، ابن ابی شیبہ صفحہ نمبر ۷/ ۴۱۲

۴ صحیح مسلم حدیث نمبر ۵۹۲۸، مسند احمد صفحہ نمبر ۳/ ۳۸۴

(انتظار میں) ہوں گا اور دوسری امتوں کے مقابلے میں تمہاری کثرت پر فخر کروں گا۔ چنانچہ تم میرے بعد کا فرمت ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔ ایک شخص نے حوض کی پیمائش پوچھی تو فرمایا۔ ایلہ سے مکہ کے درمیان کی مسافت (حضرت جابر کا خیال ہے کہ مکہ کہا ہے) اس میں پینے کے برتن تاروں کی تعداد سے زیادہ ہیں۔ مومن ایک پیالہ اٹھا کر دوبارہ رکھنے نہ پائے گا کہ اسے دوسرا مومن بھائی اٹھالے گا"۔ ن

حضرت جندب بن عبداللہ البجلی کی روایت

بخاری میں حضرت جندب سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا "میں حوض کوثر پر تم سے پہلے موجود ہوں گا"۔ (مسلم میں شعبہ کی سند اور مسند احمد میں سفیان بن عیینہ کی سند سے بھی منقول ہے)

حضرت جاریہ بن وہبؓ کی حدیث

صحیح بخاری میں حضرت جاریہ بن وہب سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو حوض کوثر کا تذکرہ کرتے سنا فرمایا کہ جتنا فاصلہ مدینے اور صنعاء میں ہے (اتنا بڑا ہے) (ابن ابی عدی نے حضرت جاریہ بن وھب کی روایت میں یہ اضافہ بنایا ہے، ان کا حوض صنعاء اور مدینے کے درمیان ہے۔ مستورد نے ان سے پوچھا کہ "تم نے انہیں برتنوں کا ذکر کرتے نہیں سنا؟ انہوں نے کہا نہیں تو مستورد نے کہا ہم نے انمیں یہ ذکر دیکھا ہے"۔ فرمایا "برتن ستاروں کی مانند ہیں" ۱

(صحیح مسلم میں محمد بن عرعرہ سے مروی ہے۔ اسی طرح محمد بن عبداللہ کی سند سے بھی ہے۔ یہ مستورد، ابن شداد بن عمرو فہری ہیں۔ جو کہ صحابی ہیں۔ ان کی روایات بخاری و مسلم میں آئی ہیں اور سنن اربعہ میں بھی۔

حضرت حذیفہ بن اسیدؓ کی حدیث

ابو شریحہ غفاری نے اپنی سند سے حضرت حذیفہ سے نقل کیا ہے کہ "جب نبی کریم ﷺ حجۃ الوداع سے لوٹے تو فرمایا کہ میں حوض کوثر پر تم سے پہلے موجود ہوں گا۔ تم اس حوض پر آؤ گے جس کی لمبائی بصری سے صنعاء کی مسافت کے برابر ہے۔ اس میں ستاروں کی تعداد میں پیالے ہیں" ۲ (یہ روایت مشہور کتب ستہ اور مسند احمد میں نہیں آئی)

حضرت حذیفہ بن یمان عبسیؓ کی حدیث

ابو القاسم البغوی نے اپنی سند سے حضرت حذیفہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "میرا حوض ایلہ و عدن سے بھی دور ہے۔ اور قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اس کے برتن ستاروں سے بھی زیادہ ہیں۔ وہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ میں اس سے کچھ لوگوں کو دور کروں گا جیسا کہ کوئی شخص اپنے حوض سے اجنبی اونٹ کو بھگا دیتا ہے"۔ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ اس دن ہمیں پہچانیں گے؟ فرمایا

ن طبرانی کبیر صفحہ نمبر ۸/۹۳، فتح الباری صفحہ نمبر ۱۱/۴۶۸

۱ صحیح بخاری کتاب الرقاق، حدیث نمبر ۶۵۹۱، صحیح مسلم حدیث نمبر ۵۹۳۸

۲ کنز العمال حدیث نمبر ۳۹۱۶۹، طبرانی کبیر صفحہ نمبر ۳/۶۵

ہاں تم لوگ میرے حوض پر آثار وضو سے چمکتے اعضاء کے ساتھ آؤ گے اور یہ امتیاز کسی اور کو حاصل نہ ہوگا''۔[1] (مسلم اور بخاری میں بھی یہ روایت الگ الگ اسناد سے آئی ہے)

حضرت زید بن ارقمؓ کی حدیث

مسند احمد میں حضرت زید بن ارقمؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''تم لوگ ان لوگوں کا لاکھواں حصہ بھی نہیں جو لوگ میری امت کے میرے حوض پر آئیں گے''۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت زید سے پوچھا کہ ان دنوں تم مسلمانوں کی تعداد کتنی تھی؟ فرمایا کہ ہم سات یا آٹھ سو افراد تھے''۔[2]

حدیث حضرت زید، نبی کریم ﷺ پر جھوٹ باندھنے والا جہنمی ہے

بیہقی میں یزید بن حیان تیمی سے مروی ہے کہ میں حضرت ابن ارقم کی خدمت میں حاضر ہوا، مجھے عبید اللہ بن زیاد نے ان کے پاس پوچھنے بھیجا تھا کہ ''وہ احادیث کیا ہیں جو تم رسول اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں؟ اور کیا تمھارا خیال ہے کہ رسول اکرم ﷺ کا جنت میں کوئی حوض ہے؟ تو حضرت زید نے جواب دیا کہ ہمیں رسول ﷺ نے بتایا اور ہم سے اس کا وعدہ بھی فرمایا تو عبید اللہ نے کہا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ لیکن تم ایک دماغ خراب بوڑھے شخص ہو تو وہ فرمانے لگے کہ میرے کانوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ ''جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے''۔ اور میں رسول اکرم ﷺ پر جھوٹ نہیں باندھ رہا''۔[3]

حضرت سلمان فارسیؓ کی حدیث

صحیح ابن خزیمہ میں حضرت سلمان فارسیؓ کی فضیلت رمضان پر ایک طویل حدیث نقل کی ہے جس میں رسول اکرم ﷺ نے شعبان کے آخری دن خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ:

''اے لوگو تم پر ایک عظیم مبارک مہینہ آگیا ہے (اس کے بعد طویل حدیث ہے پھر فرمایا) جو شخص اس مہینے میں روزے سے رہا اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض سے (شربت) پلائیں گے۔ چنانچہ وہ اس کے بعد پیاسا نہ ہوگا حتی کہ جنت میں داخل ہو جائے''۔[4]

فصل: ہر نبی کا ایک حوض ہوگا اور آنے والوں کی کثرت پر ایک دوسرے سے فخر کریں گے، حضرت سمرہ کی روایت

ابو بکر بن عاصم نے اپنی سند سے حضرت سمرہؓ سے ارشاد نبوی نقل کیا ہے، فرمایا ''ہر نبی کا ایک حوض ہوگا اور وہ حوض پر آنے والے لوگوں کی کثرت پر ایکدوسرے سے فخر کریں گے۔ اور مجھے امید ہے کہ میرے حوض پر سب

---

[1] صحیح بخاری کتاب الرقاق حدیث نمبر ۶۵۸۰، صحیح مسلم حدیث نمبر ۵۸۲

[2] سنن ابی داؤد حدیث نمبر ۴۷۴۶، مسند احمد صفحہ نمبر ۳۷۲/۴

[3] بیہقی سنن کبریٰ، صفحہ نمبر ۲۷۶/۳، دلائل النبوۃ صفحہ نمبر ۲۸۴/۶

[4] صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۱۸۷۷

سے زیادہ لوگ آئیں گے''۔[1] (ہٰذا حدیث غریب)

حضرت سہل بن سعد الساعدی کی روایت

صحیح بخاری میں حضرت سہل بن سعدؓ سے ارشاد نبویؐ مروی ہے، فرمایا میں ''حوض پر تم سے پہلے موجود (تمھارے انتظار میں) ہوں گا جو آئے گا پی لے گا اور جو پی لے گا کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔ اور میرے حوض پر اور قومیں آئیں گی جنہیں میں پہچان لوں گا اور وہ بھی مجھے پہچانیں گے۔ پھر ان کے اور میرے درمیان آڑ کردی جائے گی''۔

ابو حازم راوی نے کہا نعمان بن ابی عیاش نے مجھ سے یہ روایت سنی تو پوچھا کہ اتنی ہی روایت تم نے حضرت سہل سے سنی تھی؟ میں نے کہا ہاں۔ تو انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے یہ روایت سنی اور اس میں یہ زائد الفاظ تھے (فرمایا)

''میں کہوں گا یہ مجھ سے ہیں، تو کہا جائے گا کہ آپ کو نہیں معلوم کہ انہوں نے تمھارے بعد کیا کیا بدعات کیں دور کرو، دور کرو اس شخص کو جس نے میرے بعد (دین) بدل دیا''۔[2]

حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم مدنی کی روایت

صحیح بخاری و مسلم میں مروی ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ نے حنین کی غنیمت تقسیم فرمائی تو قریش کے بعض سرداروں کو بھی دیا۔ اس پر بعض انصار ناراض ہوگئے تو آپؐ نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ تم میرے بعد عنقریب لذات کی محبت پاؤ گے حتی کہ تم مجھے حوض پر آ کر مل جاؤ۔[3]

حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت

مسند بزار میں حضرت عبداللہ بن عباس سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے، فرمایا کہ

''میں تمھارے دامن کو پکڑے کہتا رہوں گا کہ جہنم سے اور حدود کے تجاوز سے بچو۔ (تین مرتبہ فرمایا) اور اگر میں مر گیا تو تمھیں چھوڑ جاؤں گا اور تم سے پہلے حوض پر (منتظر) ہوں گا۔ جو وہاں آئے گا کامیاب ہوگا۔ ایک قوم کو لایا جائے گا مگر انہیں بائیں والے فرشتے روک لیں گے، میں پکاروں گا اے رب...... (حضرت ابن عباس کا خیال ہے کہ یہ کہا ہے) کہا جائے گا کہ یہ لوگ آپ کے بعد دین سے پھر گئے تھے۔[4]

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ

''حوض کوثر وہ خیر کثیر ہے جو اللہ تعالیٰ رسول اکرم ﷺ کو عطا فرمائیں گے۔ ابو بشر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن جبیر سے پوچھا کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ حوض جنت میں ایک نہر ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ کوثر سے حوض تک دو پرنالے ہیں ایک سونے کا اور ایک چاندی کا''۔[5]

حضرت ابن عباس کی دوسری روایت

طبرانی میں حضرت ابن عباسؓ سے ارشاد نبویؐ مروی ہے، فرمایا

---

[1] ترمذی حدیث نمبر ۲۴۴۳ [2] صحیح بخاری حدیث نمبر ۶۵۸۹ [3] بخاری حدیث نمبر ۴۳۳۱
[4] طبرانی کبیر صفحہ نمبر ۱۱/۳۳ [5] طبرانی معجم الکبیر صفحہ نمبر ۱۱/۱۲۵

''میرا حوض ایک ماہ کی مسافت (کے برابر بڑا) ہے۔ اس کے چاروں کونے برابر ہیں اس کے برتن آسمان تک ستاروں کی تعداد میں ہیں۔ اس کا پانی زیادہ سفید ہے برف سے، شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔ جو اس سے ایک مرتبہ پیئے گا اسے اس کے بعد کبھی پیاس نہ لگے گی''۔[۱]

حضرت ابن عباس کی تیسری روایت

علامہ ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے سوال کیا گیا رب تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونے کے بارے میں کہ کیا وہاں پانی ہوگا؟ آپ نے فرمایا

''قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، اس میں ضرور پانی ہوگا بیشک اللہ کے اولیاء انبیاء کرام کے حوضوں پر آئیں گے اور اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے بھیجے گا۔ جن کے ہاتھوں میں آگ کے ڈنڈے ہوں گے جو کافروں کو انبیاء کے حوضوں سے دور ہٹائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت

صحیح بخاری میں حضرت ابن عمرؓ سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے، فرمایا

''(قیامت میں) تمھارے سامنے اتنا بڑا حوض ہوگا جتنا کہ جرباء اور اذرح کے درمیان فاصلہ ہے''۔[۲]

(جرباء عمان کے قریب اور اذرح شام کا ایک علاقہ ہے)

مسند احمد میں حضرت ابن عمرؓ سے یہی حدیث مروی ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ تمھارے سامنے اتنا بڑا حوض ہوگا جتنا جرباء اور اذرح کے درمیان مسافت ہے۔ یہ دونوں شام کے علاقے ہیں جو شخص اس حوض سے ایک مرتبہ پیئے گا اس کے بعد کبھی اسے پیاس نہیں لگے گی''۔[۳]

حضرت ابن عمرؓ کی ایک اور روایت

مسند احمد میں حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ

''میرا حوض اتنا بڑا ہے جیسا کہ مدینہ اور عمان کے مابین فاصلہ ہے۔ برف سے زیادہ ٹھنڈا، شہد سے زیادہ میٹھا، مشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔ اس کے پیالے آسمان کے ستاروں کی تعداد جتنے ہیں جو ایک مرتبہ اس سے پیئے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ اور سب سے پہلے حوض پر آنے والے غریب مہاجرین ہوں گے۔ کسی نے پوچھا وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا کہ ''ان کے بال پراگندہ، چہرے زرد اور کپڑے میلے ہوتے ہیں۔ ان کے لیے دوستی کا دروازہ نہیں کھلتا اور وہ مالدار عورتوں سے نکاح نہیں کر سکتے۔ وہ لوگ دوسروں کا حق واپس کر دیتے ہیں ان کا حق کوئی واپس نہیں کرتا۔

حضرت ابن عمرؓ کی ایک اور روایت

مسند ابوداؤد طیالسی میں حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جب ''سورۃ انا اعطینک الکوثر'' نازل ہوئی تو ہمیں رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

۱۔ صحیح بخاری کتاب الرقاق حدیث نمبر ۶۵۷۷، مسلم حدیث نمبر ۵۹۴۱، مسند احمد صفحہ نمبر ۲/ ۱۲۱

۲۔ حوالہ بالا ۳۔ مسند احمد صفحہ نمبر ۲/ ۱۳۲

''کوثر جنت میں ایک نہر ہے اس کے دونوں کنارے سونے کے بنے ہوئے ہیں۔ وہ موتیوں اور یاقوت پر چلتی ہے اس کی مٹی مشک سے زیادہ خوشبودار ہے اور اس کا ذائقہ شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور اس کا پانی برف سے زیادہ سفید ہے''۔[1]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی روایت

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''میرا حوض ایک مہینہ کی مسافت کے برابر ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، اس کی خوشبو مشک سے زیادہ اچھی، اس کے پیالے آسمان کے تاروں کی طرح ہیں جو اس سے پئے گا پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا۔[2]

حضرت عبداللہ بن عمرو کی ایک اور روایت

مسند احمد میں سالم بن سبرہ سے مروی ہے کہ عبیداللہ بن زیاد، نبی کریم ﷺ کے حوض کے بارے میں پوچھا کرتا تھا اور حضرت ابو بریدہ، حضرت براء بن عازب، عائذ بن عمر اور ایک شخص سے پوچھنے کے بعد اس نے جھٹلانا شروع کر دیا تھا۔ چنانچہ ابو سبرہ نے ایک دن اسے کہا کہ میں ایک حدیث ایسی نہ سناؤں جس میں اس سے شفاء حاصل ہو جائے۔ تمھارے باپ نے مجھے کچھ مال کے ہمراہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا تھا، میں حضرت عبداللہ بن عمرو سے ملا انہوں نے مجھے ایک حدیث سنائی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''بیشک اللہ تعالیٰ فحاشی اور بے حیائی کو پسند نہیں فرماتے یا فرمایا نفرت فرماتے ہیں اور قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کھلم کھلا بے حیائی اور فحاشی ظاہر نہ ہو جائے۔ قطع رحمی، پڑوسی سے ظلم ظاہر نہ ہو۔ اور جب تک کہ امانت دار خیانت نہ کرے اور خائن امانتداری کرے۔ اور مزید فرمایا ''سنو تم سے میرے حوض کا وعدہ کیا گیا ہے جس کی لمبائی اور چوڑائی برابر ہے اور وہ ایلہ اور مکہ کے درمیان مسافت کے برابر ہے، اور وہ ایک ماہ کی مسافت ہے۔ اس میں پیالے آسمان کے ستاروں کی مثل ہیں اس کا شربت چاندی سے زیادہ سفید ہے جو اس سے پئے گا اس کے بعد کبھی پیاسا نہ ہوگا''۔[3]

یہ سن کر عبیداللہ نے کہا کہ حوض کے بارے میں اس سے زیادہ اثبت اور سچی حدیث میں نے نہیں سنی۔ یہ کہہ کر اس نے وہ کاغذ جس پر حدیث لکھی تھی، اپنے پاس رکھ لیا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو کی ایک اور روایت

مسند بزار میں حضرت عبداللہ بن عمرو سے ارشاد نبوی ﷺ مروی ہے، فرمایا کہ

''جنت میں میرا ایک حوض ہوگا، جس کی مسافت ایک ماہ کی ہے۔ اس کے چاروں کنارے برابر ہیں۔ اس کی بو مشک سے زیادہ خوشبودار ہے، اس کا پانی چاندی جیسا اور پیالے آسمان کے تاروں کی طرح ہیں جو اس سے ایک بار پئے گا اس کے بعد کبھی پیاسا نہ ہوگا''۔[4]

۱۔ ترمذی حدیث نمبر ۳۳۶۱، ابوداؤد طیالسی حدیث نمبر ۱۹۳۳

۲۔ صحیح بخاری حدیث نمبر ۶۵۹۳، مسلم حدیث نمبر ۵۹۲۸

۳۔ مسند احمد صفحہ نمبر ۲/۱۵۹ ۴۔ مسند بزار حدیث نمبر ۳۴۷۹

حضرت عبداللہ بن عمرو کی ایک اور روایت

طبرانی میں حضرت ابو برزہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ ''میرے حوض کے دو کناروں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا ایلہ سے صنعاء تک ہے۔ایک ماہ کی مسافت ہے،اس کی چوڑائی لمبائی جیسی ہے اس میں دو پرنالے آتے ہیں جو جنت سے نکل رہے ہیں،ایک سونے کا اور ایک چاندی کا ہے، دودھ سے زیادہ سفید، برف سے زیادہ ٹھنڈا ہے اور اس میں آسمان کے تاروں کی تعداد میں پیالے ہیں''۔[1]

(یہ روایت طبرانی اور صحیح ابن حبان میں بھی ابوالوازع جابر بن عمرو سے مروی ہے)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''میں تم سے پہلے حوض پر موجود (منتظر) ہوں گا''۔[2]

بخاری ہی میں ایک اور سند سے روایت ہے فرمایا کہ:

''میں تم سے پہلے حوض پر موجود ہوں گا، اور کچھ لوگ تم میں سے اٹھا کر لائے جائیں گے پھر مجھ سے دور کر دیئے جائیں گے۔ میں کہوں گا اے رب! یہ میرے ساتھی ہیں۔تو مجھ سے کہا جائے گا کہ آپ کو نہیں پتہ کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا نئی ایجاد کیں۔(اس حدیث کا ایک تابع حضرت حذیفہ کی حدیث ہے)

حضرت ابن مسعودؓ کی دوسری روایت

مسند احمد میں حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ ملیکہ کے دو بیٹے خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہماری ماں اپنے شوہر کا اکرام کرتی تھی، اولاد پر مہربان تھی اور مہمانوں کی خدمت کرتی تھی مگر وہ جاہلیت میں انتقال کر گئی تھی تو آپؐ نے فرمایا کہ ''تمہاری ماں جہنم میں ہوگی''۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ وہ دونوں واپس گئے تو غم کے مارے چہرے کالے پڑ گئے تھے۔آپؐ نے انہیں دوبارہ بلوایا تو وہ دونوں خوشی خوشی لوٹ کر آ گئے اور امید کی کہ اب کوئی بات ضرور ہوگی۔ چنانچہ آپؐ نے انھیں فرمایا کہ تمھاری والدہ میری والدہ کے ہمراہ ہوگی''

یہ سن کر ایک منافق بولا کہ یہ کیا اپنی والدہ کو کچھ فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ حالانکہ ہم اس کے پیچھے چل رہے ہیں۔ایک انصاری نے کہا (اس شخص سے زیادہ سوال کرنے والا شخص میں نے نہیں دیکھا تھا) یا رسول اللہ! کیا آپؐ سے رب تعالیٰ نے آپ کی والدہ یا ان دونوں کی والدہ کے بارے میں کوئی وعدہ فرمایا ہے؟ اس کا خیال تھا کہ کوئی ایسا جواب ہوگا جو پہلے بھی وہ سن چکا ہوگا۔مگر نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ

''نہ تو میں نے رب سے سوال کیا اور نہ اس کی لالچ کی اور بیشک میں قیامت کے دن مقام محمود پر کھڑا ہوں گا۔اس نے پوچھا مقام محمود کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ جب تمھیں ننگے سر، ننگے پیر اور ننگے بدن لایا جائے گا تو سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے دیئے جائیں گے۔ رب تعالیٰ کہے گا کہ میرے خلیل کو کپڑے پہناؤ۔ چنانچہ انہیں دو سفید چادریں پہنائی جائیں گی پھر وہ عرش کی طرف رخ کر کے بیٹھ جائیں گے۔ پھر میرے کپڑے

---

[1] طبرانی اوسط حدیث نمبر ۳۴۰۸

لائے جائیں گی میں انہیں پہنوں گا اور ان کی دائیں جانب ایسی جگہ کھڑا ہو جاؤں گا جہاں نہ پہلے کوئی کھڑا ہوا ہوگا اور نہ میرے بعد ہوگا۔ چنانچہ اولین وآخرین مجھ پر رشک کریں گے اور کوثر سے حوض کی طرف (پرنالے) کھول دیئے جائیں گے۔

یہ سن کر منافق بولا کہ پانی ہمیشہ کالی مٹی یا کنکریوں پر چلتا ہے۔ تو انصاری نے پوچھ لیا یا رسول اللہ! پانی کالی مٹی (ریت) پر چلے گا یا کنکریوں پر؟ تو آپؐ نے فرمایا اس کی ریت مشک ہے اور کنکریاں موتی ہیں"۔

منافق نے پھر کہا کہ آج میں نے ایسی بات سنی جو پہلے نہیں سنی تھی پانی کہیں بھی چلے کچھ اگا تا ضرور ہے۔ انصاری نے پوچھ لیا یا رسول اللہ! کیا وہ کوئی چیز اگائے گا بھی؟ آپؐ نے فرمایا ہاں سونے کی شاخیں۔ منافق کہنے لگا کہ آج کی طرح میں نے پہلے بات نہیں سنی۔ جب بھی کوئی شاخ (ٹہنی) اگتی ہے تو یا پتے نکلتے ہیں ورنہ پھل اگتے ہیں۔ چنانچہ انصاری نے پوچھ لیا یا رسول اللہ! کیا اس کا پھل بھی ہوگا؟ آپؐ نے فرمایاں ہاں جواہرات مختلف رنگ کے ہوں گے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا جو ایک بار پی لے گا اس کے بعد اسے پیاس نہیں لگے گی اور جو محروم رہا وہ بعد یں سیراب نہ ہو سکے گا"۔[1] (تفرد بہ احمد وھو غریب جدا)

حضرت عتبہ بن عبدالسلمی کی حدیث

طبرانی میں حضرت عتبہ بن عبد سلمی سے مروی ہے کہ ایک اعرابی نے خدمت نبویؐ میں حاضر ہو کر پوچھا۔ آپ کا حوض کیا ہے جس کے بارے میں آپ بتاتے ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ "بیضاء سے بصری جتنا بڑا ہے انسان نہیں جان سکتا کہ اللہ نے کس سے بنوایا اس کے دونوں کنارے کہاں ہیں؟[2]

جو شخص سنت رسول سے اعراض کرے گا فرشتے اس کے چہرے کو حوض سے دور لے جائیں گے

قرطبی میں حضرت عثمان بن مظعونؓ سے ارشاد نبویؐ مروی ہے کہ "اے عثمان میری سنت سے اعراض مت برتنا، کیونکہ جو شخص میری سنت سے اعراض کرے گا قیامت کے دن فرشتے اس کا چہرہ میرے حوض (کی طرف) سے پھیر دیں گے۔[3]

حضرت عقبہ بن عامر کی روایت

صحیح بخاری میں حضرت عقبہ بن عامر سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ شہدا کی نماز جنازہ پڑھ کر منبر پر تشریف لائے اور فرمایا:

"میں حوض کوثر پر تم سے پہلے موجود ہوں گا اور میں تم پر گواہ ہوں گا بیشک واللہ میں اپنے حوض کی طرف ابھی دیکھ رہا ہوں اور بیشک میں واللہ تم پر اس سے خوف نہیں کرتا کہ تم میرے بعد شرک کرو گے، لیکن مجھے اس کا خوف ہے کہ تم دنیا کے حصول کے لیے ایک دوسرے سے مقابلہ کرو گے"۔[4]

---

[1] مسند احمد صفحہ نمبر ۱/ ۳۹۸ [2] طبرانی کبیر صفحہ نمبر ۱۷/ ۳۱۲ [3] تفسیر قرطبی صفحہ نمبر ۲/ ۱۹ اور صفحہ نمبر ۹/ ۳۲۸

[4] بخاری کتاب الرقاق حدیث نمبر ۶۵۹۰، مسلم حدیث نمبر ۵۹۳۲

مسلم کی روایت میں الفاظ یہ ہیں

''بیشک میں تم سے پہلے حوض پر موجود ہوں گا اور اس کا عرض ایلہ سے جحفہ کے فاصلے کے برابر ہے۔ اور مجھے تم پر اس سے خوف نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرو گے میں تم پر دنیا سے ڈرتا ہوں کہ تم اس کے حصول کے لیے مقابلہ کرو گے اور قتال کرو گے اور تم سے پہلے والوں کی طرح ہلاک ہو جاؤ گے''۔ (عقبہؓ فرماتے ہیں میں نے اس وقت نبی کریم ﷺ کو آخری مرتبہ دیکھا تھا)

حضرت عمر بن الخطابؓ کی حدیث

بیہقی میں حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عمر بن خطابؓ کو یہ فرماتے سنا کہ

''بیشک رسول اکرم ﷺ نے رجم فرمایا حضرت ابوبکر نے رجم کیا اور میں نے رجم کیا، اور عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو رجم، دجال، حوض کوثر شفاعت، عذاب قبر اور لوگوں کے جہنم سے نکالے جانے کے منکر ہوں گے''۔

حضرت نواس بن سمعان کی حدیث

عمر بن محمد بن بحر البجیر ی نے اپنی سند سے حضرت نواس سے ارشاد نبوی نقل کیا ہے فرمایا کہ ''میرے حوض کا عرض وطول ایلہ سے عمان کے فاصلے کے برابر ہے۔ اس میں آسمان کے تاروں کی تعداد میں پیالے ہیں اور سب سے پہلے اس حوض پر وہ آئے گا جو سب پیاسوں کو پانی پلائے گا'' [۱] (ضیاء نے کہا کہ میں اس حدیث کو بجیری کی صحیح احادیث میں سے سمجھتا ہوں)

حضرت ابوامامہ باہلی کی روایت

''السنۃ'' میں حضرت ابوامامہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا کہ آپ کے حوض کی پیمائش کیا ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ ''عدن سے عمان کی مسافت کی طرح (اور اپنے ہاتھ سے وسعت کا اشارہ فرمایا) اس میں دو پرنالے سونے اور چاندی کے ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ آپؐ کے حوض کا شربت کیسا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ''دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔ جو اس سے پیئے گا اس کے بعد کبھی پیاسا نہ ہوگا اور اس کا چہرہ کالا نہ ہوگا'' [۲]

حضرت ابوامامہ کی ایک اور روایت

علامہ ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے حضرت ابوامامہ باہلی سے نقل کیا ہے کہ ''رسول اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ آپؐ کی حوض کا طول وعرض کتنا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ''عدن اور عمان کے درمیانی مسافت جتنا۔ (یہ کہہ کر آپؐ نے اپنے دست مبارک سے کشادہ ہونے کا اشارہ فرمایا) اور اس کے اندر سونے اور چاندی کے دو پرنالے (پائپ وغیرہ) ہیں''۔ کسی نے پوچھا کہ اس کا شربت کیسا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ''دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا مشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔ جو شخص اسے ایک مرتبہ پیئے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ اور اسکے بعد کبھی اس کا چہرہ کالا نہ ہوگا'' [۳]

[۱] کنز العمال حدیث نمبر ۳۹۱۵۰ وحدیث نمبر ۳۹۱۶۲ [۲] السنۃ لابن ابی عاصم صفحہ نمبر ۲/ ۳۲۵

[۳] الاولیاء، لابن ابی الدنیا صفحہ نمبر ۷

حضرت ابو برزہ اسلمیؓ کی حدیث

سنن ابوداؤد میں ابوطالوت عبدالسلام بن ابی حازم سے مروی ہے کہ میں نے حضرت ابو برزہ کو عبید اللہ بن زیاد کے ساتھ آتے دیکھا۔ پھر مجھے ایک شخص نے (راوی اس کا نام مسلم بتاتا ہے) بتایا کہ جب عبید اللہ نے حضرت ابو برزہ کو دیکھا تو کہنے لگا کہ یہ ٹھگنے قد کا شخص تمھارا محدث ہے؟ اس کی بات سن کر حضرت سمجھ گئے فرمانے لگے کہ میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ کبھی مجھے محمد کا صحابی ہونے پر عار دلائی جائے گی۔ تو عبید اللہ نے کہا کہ صحابیت تو آپ کے لیے زینت ہے عیب نہیں۔ پھر کہا کہ میں نے آپ کو اس لیے بلوایا تھا کہ میں آپ سے حوض کوثر کے بارے میں معلومات کروں کہ آپ نے اس بارے میں رسول اکرم ﷺ سے کچھ سنا ہے یا نہیں؟ انھوں نے فرمایا ہاں سنا ہے مگر ایک دو، تین یا چار یا پانچ مرتبہ نہیں۔ جو شخص اس کا منکر ہوگا اسے اللہ تعالیٰ حوض کوثر سے ذرا بھی نہیں پلائیں گے۔ یہ کہہ کر غصے میں باہر نکل گئے[1]۔

حوض کوثر کو جھٹلانے والے کو کوثر کا جام نہیں ملے گا

علامہ ابن ابی الدنیا نے اپنی مسند سے ابوطالوت عنزی سے نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت ابو برزۃ کو یہ فرماتے سنا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ ''میرا ایک حوض ہے جو اس کا منکر ہوگا اللہ اسکو حوض سے شربت نہیں پلائیں گے''[2]۔

(یہ روایت بیہقی میں ایک اور سند سے آئی ہے)

حضرت ابو برزہ کی ایک اور روایت

ابوبکر بن عاصم نے اپنی سند سے حضرت ابو برزہ کی یہ حدیث نقل کی ہے کہ

''میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا، فرمایا کہ میرے حوض کے دونوں کناروں کے درمیان ایلہ اور صنعاء جتنا فاصلہ ہے۔ اور اس کی چوڑائی لمبائی کے مثل ہے اس میں سونے اور چاندی کے دو پرنالے جنت سے آکر گر رہے ہیں۔ وہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ اس کے پیالے آسمان کے تاروں کی طرح ہیں جو اس سے ایک مرتبہ پیئے گا اس کے بعد کبھی پیاسا نہ ہوگا اور جو کوئی اسے جھٹلائے گا اس کو نہیں پلایا جائے گا''۔

حضرت ابوبکرہ کی حدیث

علامہ ابن ابی الدنیا نے ''اہوال قیامت'' میں حضرت ابوبکرہ کی حدیث نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''میں حوض پر تم سے پہلے موجود ہوں گا (استقبال کرونگا)۔

حضرت ابوذر غفاریؓ کی حدیث

صحیح مسلم میں حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ میں نے خدمت نبویؐ میں عرض کیا ''یارسول اللہ! حوض کے

---

[1] ابوداؤد، السنۃ حدیث نمبر ۴۷۴۹ [2] موارد الظمآن للہیثمی حدیث نمبر ۲۶۰۰

برتن کیسے ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ

''قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اس کے برتن اندھیری رات کے آسمان کے ستاروں کی مانند ہیں اور جنت کے برتن ہیں۔ اس میں جنت سے دو پرنالے گر رہے ہیں۔ جو اس کا شربت پئے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ حوض کا طول و عرض ایک جیسا ہے۔ عمان سے ایلہ کی مسافت کے برابر (اور) اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے''۔[۱]

روایت حضرت ابوسعید۔ قیامت میں نبی کریم ﷺ کے پیروکار زیادہ ہونگے

ابن ابی عاصم نے اپنی سند سے حضرت ابوسعید خدری سے ارشاد نبویؐ نقل کیا ہے، فرمایا کہ

''میرا ایک حوض ہے جس کی لمبائی کعبہ سے بیت المقدس کی مسافت کے برابر ہے۔ دودھ سے زیادہ سفید ہے۔ اور قیامت کے دن سب سے زیادہ پیروکار میرے ہونگے۔[۲] (یہ روایت ابن ماجہ، اور مصنف ابن ابی شیبہ میں بھی ہے)

علامہ ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے حضرت ابوسعید خدریؓ سے ارشاد نبویؐ نقل کیا ہے فرمایا کہ ''میرا ایک حوض ہے جس کی لمبائی کعبہ سے بیت المقدس کی مسافت کے برابر ہے (اس کا شربت) دودھ سے زیادہ سفید ہے۔ اسکے برتن ستاروں کی تعداد میں ہیں۔ ہر نبی اپنی امت کو بلائے گا۔ ہر نبی کا حوض ہوگا۔ چنانچہ ان میں سے کسی کے پاس لاتعداد لوگ آئیں گے۔ کسی کے پاس چالیس تک آئیں گے اور کسی کے پاس دس کے قریب لوگ آئیں گے اور کسی کے پاس دو ہی آدمی اور کسی کے پاس ایک آدمی آئے گا اور کسی کے پاس ایک بھی نہیں آئے گا...... اور میرے پیروکار قیامت میں تمام انبیاء سے زیادہ ہونگے''۔[۳]

نبی کریم ﷺ کے روضے اور منبر کے درمیان جنت کا باغ ہے

بیہقی میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''میرے گھر اور منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے''۔[۴]

(یہ روایت صحیح اور موطاء میں بھی دوسری اسناد سے آئی ہے)

حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث۔ بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ سے حضرت ابوسعید کے الفاظ کے ساتھ روایت آئی ہے اس کے آخر میں ہے ''اور میرا منبر میرے حوض پر ہے''۔[۵]

حضرت ابوہریرہؓ کی دوسری حدیث

بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ سے ارشاد نبویؐ مروی ہے کہ ''ایک مرتبہ میں سو رہا تھا کہ میں نے لوگوں کا ایک گروپ دیکھا حتی کہ انہیں پہچان بھی لیا پھر میرے اور ان کے درمیان سے ایک شخص نکلا اور انہیں کہنے لگا کہ چلو! میں نے کہا کہ کہاں؟ اس نے کہا کہ جہنم کی طرف۔ میں نے پوچھا کیوں؟ انہوں نے کیا کیا ہے؟ وہ کہنے لگا کہ یہ

۱۔ ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۳۰۳

۲۔ صحیح مسلم حدیث نمبر ۵۹۴۵، مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ نمبر ۸/ ۸۸ ۳۔ ایضاً

۴۔ بخاری حدیث نمبر ۱۱۹۵، صحیح مسلم حدیث نمبر ۳۳۵۵ ۵۔ صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۱۶۵، صحیح مسلم حدیث نمبر ۳۳۵۶

آپ کے بعد مرتد ہو گئے تھے۔ پھر ایک دوسرا گروپ دیکھا حتیٰ کہ میں نے انہیں بھی پہچان لیا، اتنے میں میرے اور ان کے درمیان سے ایک شخص نکلا اور انہیں کہنے لگا کہ چلو! میں نے پوچھا کہاں لے جا رہے ہو انہیں؟ اس نے کہا جہنم کی طرف۔ میں نے پوچھا انہوں نے کیا کیا ہے؟ اس نے کہا "یہ لوگ مرتد ہو گئے تھے میں نہیں سمجھتا کہ ان میں سے کوئی چھٹکارا پائے سوائے یہ کہ وہ آوارہ اونٹ کی طرح ہو"۔[1]

حضرت ابوہریرہؓ کی تیسری روایت

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے ارشاد نبویؐ مروی ہے کہ "میں اپنے حوض سے کچھ لوگوں کو یوں دور کروں گا جیسے اجنبی اونٹ کو اپنے تالاب سے ہٹایا جاتا ہے"۔[2]

حضرت ابوہریرہؓ کی ایک اور روایت

حافظ ضیاء نے اپنی سند سے حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کیا ہے کہ "جب میری وفات ہو جائے گی تو میں تم سے پہلے حوض پر موجود ہوں (وہاں ملوں گا) پوچھا گیا یا رسول اللہ! یہ حوض کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ اس کی چوڑائی تمھارے اور جرباء و اذرح کے مابین مسافت جیسی ہے۔ اس کی سفیدی دودھ کی طرح ہے۔ وہ شہد اور شکر سے زیادہ میٹھا ہے۔ اسکے برتن آسمان کے تاروں کی طرح ہیں۔ جو میرے پاس آئے گا وہ شربت پئے گا اور جو پی لے گا اسے اس کے بعد کبھی پیاس نہ لگے گی۔ میرے پاس کچھ تو میں آئیں گی جنہیں میں پہچانوں گا اور وہ مجھے پہچانیں گیں۔ پھر ان کے اور میرے درمیان آڑ کر دی جائے گی (مجھ سے دور کر دیا جائے گا) میں کہوں گا کہ "یہ لوگ میرے امتی ہیں۔ کہا جائے گا کہ آپ کو نہیں معلوم کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا؟ پھر میں کہوں گا کہ دور کرو، دور کرو اس شخص کو مجھ سے جو بدل گیا تھا۔[3]

حافظ ضیاء کہتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کے علاوہ کہیں اور کسی حدیث میں "شکر (چینی)" کا لفظ نہیں دیکھا۔ میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ شکر کا لفظ بیہقی کی روایت میں آیا ہے جو انہوں نے باب الوسیمہ میں نقل کی ہے۔

رسول اکرم ﷺ ایک نکاح کی تقریب میں تشریف لائے۔ چنانچہ وہاں ایک طباق شکر اور انڈوں کا لایا گیا، جسے آپؐ نے بکھیر دیا اور لوگ ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر انہیں اٹھانے لگے۔ (الحدیث، (ہو غریب جدا)

حضرت ابوہریرہؓ کی ایک اور روایت

صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"قیامت کے دن میرے ساتھیوں کا ایک گروپ میرے پاس آئے گا مگر انہیں حوض سے ڈانٹ ڈپٹ کر بھگا دیا جائے گا۔ میں کہوں گا یا رب یہ میرے ساتھی ہیں۔ تو وہ کہے گا کہ تمھیں نہیں معلوم کہ انہوں نے تمھارے بعد کیا کیا نئی باتیں پیدا کیں۔ یہ لوگ الٹے پیروں مرتد ہو گئے تھے۔[4]

اس روایت کے مختلف الفاظ بھی بعض روایات میں آئے ہیں مگر میں نے عموماً شیوخ کو انہیں تعلیقاً بیان

---

1. بخاری کتاب الرقاق حدیث نمبر ۶۵۸۷ 2. صحیح مسلم حدیث نمبر ۵۹۴۸
3. صحیح بخاری، حدیث نمبر ۷۰۵۰، صحیح مسلم حدیث نمبر ۵۹۲۶، مسند احمد صفحہ نمبر ۲۸/۳
4. بخاری کتاب الرقاق، حدیث نمبر ۶۵۸۵

کرتے دیکھا ہے اور اس طریقے سے مسند بیان نہیں کیا۔ سوائے یہ کہ بخاری میں ایک اور روایت میں اعقابھم کے بجائے ادبارہم کے الفاظ آئے ہیں۔

علامہ ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے حضرت ابوہریرۃؓ سے نقل کیا ہے فرمایا کہ ”گویا کہ میں ابھی تمھیں حوض پر آتے جاتے دیکھ رہا ہوں ایک شخص دوسرے سے مل کر پوچھتا ہے کہ کیا تو نے پی لیا؟ وہ کہتا ہے کہ ہاں پی لیا۔ ایک دوسرا شخص دوسرے سے مل کر پوچھتا ہے تو وہ کہتا ہے ہائے میری پیاس“۔

حضرت ابوہریرۃؓ کی ایک اور روایت

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرۃؓ سے ارشاد نبویؐ مروی ہے، فرمایا کہ ”میرا حوض ایلہ سے عدن کے فاصلے سے بھی زیادہ دور ہے اور وہ برف سے زیادہ سفید ہے۔ شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ اس کے برتن آسمان کے ستاروں سے زیادہ ہیں۔ اور میں اس سے بعض لوگوں کو یوں دور کروں گا جیسا کہ اجنبی اونٹ کو اپنے حوض سے ہٹایا جاتا ہے“۔ صحابہ نے پوچھا یارسول اللہ! کیا آپؐ اس دن ہمیں پہچانیں گے؟ فرمایا کہ ہاں تمھاری ایک نشانی ایسی ہوگی جو دوسری امتوں میں نہ ہوگی۔ تم میرے پاس حوض پر وضو کے اثر سے چمکتے اعضاء کے ساتھ آؤ گے“۔[1]

حضرت اسماء بنت ابی بکر کی روایت

صحیح بخاری حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ”میں حوض پر ہوں گا اور آنے والوں کو دیکھ رہا ہوں گا کہ کچھ لوگ مجھ سے دور لے جائے جائیں گے۔ میں کہوں گا یارب یہ مجھ سے ہیں میرے امتی ہیں تو کہا جائے گا کہ کیا تمھیں پتہ ہے جو انہوں نے تمھارے بعد کیا، واللہ یہ لوگ الٹے پیروں پھر تے رہے (مرتد رہے)[2]

ابن ابی ملیکہ (روای) کہتے ہیں کہ ہم اللہ سے پناہ مانگتے ہیں اس سے کہ ہم مرتد ہو جائیں یا اپنے دین میں فتنہ برپا کریں۔ (مسلم میں بھی یہ روایت دوسری سند سے آئی ہے)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت

بیہقی میں ابوعبیدہ سے مروی ہے کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہؓ سے حوض کوثر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ ”یہ ایک حوض ہے جو تمھارے نبی کو جنت میں عطا کی جائے گی اس کے دونوں کنارے (ایسے ہیں جیسے) موتی میں سوراخ (کے بعد اس کے کنارے لگتے ہیں) اور اس پر ستاروں کی تعداد میں برتن رکھے ہیں“۔[3]

صحیح مسلم میں عبید اللہ بن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہؓ کو یہ فرماتے سنا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو اپنے صحابہ کے سامنے یہ فرماتے سنا کہ ”میں حوض پر آنے والوں کا انتظار کروں گا۔ واللہ وہاں مجھ سے کچھ لوگ دور کئے جائیں گے تو میں کہوں گا اے رب یہ مجھ سے ہیں اور میرے امتی ہیں۔ وہ فرمائے گا کہ تمھیں نہیں معلوم کہ انہوں نے تمھارے بعد کیا کام کئے۔ یہ لوگ الٹے پیروں مرتد ہو گئے تھے“۔[4]

---

[1] مسلم حدیث نمبر ۵۸۰ [2] بخاری حدیث نمبر ۶۵۹۳، صحیح مسلم کتاب الفضائل حدیث نمبر ۵۹۲۸

[3] بخاری حدیث نمبر ۶۵۸۱ [4] صحیح مسلم حدیث نمبر ۵۹۳۹

ام المومنین حضرت سلمہؓ کی روایت

صحیح مسلم میں حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ میں لوگوں کو حوض کوثر کا تذکرہ کرتے سنتی رہتی تھی لیکن میں نے رسول اکرم ﷺ سے نہیں سنا تھا۔ چنانچہ ایک دن میری خادمہ میرے بالوں میں کنگھی کر رہی تھی کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ ''اے لوگو! یہ سن کر میں نے خادمہ سے کہا کہ تھوڑا ٹھہر جاؤ۔ تو اس نے کہا کہ آپؐ نے مردوں کو بلایا ہے۔ عورتوں کو نہیں۔ تو میں نے کہا کہ لوگوں میں میں بھی شامل ہوں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا

''میں تم سے پہلے حوض پر (منتظر) ہوں گا میں آنے والوں کو دیکھ رہا ہوں گا اور تم میں بعض لوگ مجھ تک آئیں گے تو انہیں مجھ سے یوں دور کر دیا جائے گا جیسے لاوارث اونٹ کو بھگا دیا جاتا ہے۔ میں کہوں گا یہ کس جرم میں؟ کہا جائے گا کہ آپ کو نہیں معلوم کو انہوں نے آپ کے بعد کیا کام کئے۔ چنانچہ میں کہوں گا دور کرو۔[1]

خلاصہ

مذکورہ تمام احادیث میں اس عظیم حوض کی جو صفات بیان ہوئی ہیں ان کا خلاصہ یوں ہے کہ یہ حوض جنت کا شربت ہے، نہر کوثر سے بھرے گا، دودھ سے زیادہ سفید ہے، شہد سے زیادہ میٹھا، برف سے زیادہ ٹھنڈا، مشک سے زیادہ خوشبودار اور خوب سیراب کرنے والا ہے۔ اس کا طول و عرض برابر ہے چاروں طرف سے ایک ماہ کی مسافت جتنا بڑا ہے۔ اور اس کی تہہ میں اس کی مٹی مشک ہے اور کنکریاں موتی ہیں۔ پس پاک ہے وہ ذات جسے کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی اس کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں اور اس کے سوا کوئی معبود بھی نہیں۔

ہمارے نبی کا حوض دوسرے انبیاء کے حوض سے بڑا ہے اور اس پر زیادہ لوگ پیاس بجھانے آئیں گے

علامہ ابن ابی الدنیا نے ''اہوال قیامت'' میں حضرت ابو سعید کی حدیث نقل کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''کعبہ اور بیت المقدس کی مسافت جتنا بڑا میرا حوض ہے جو دودھ سے زیادہ سفید ہے۔ اس کے برتن ستاروں کی تعداد میں ہیں ہر نبی اپنی امت کو بلائے گا اور ہر نبی کا حوض ہوگا۔ چنانچہ بعض کے پاس لاتعداد لوگ آئیں گے، بعض کے پاس چالیس کے قریب لوگ آئیں گے، بعض کے پاس دس کے قریب، بعض کے پاس دو آدمی، بعض کے پاس صرف ایک آدمی اور بعض کے پاس کوئی ایک بھی نہیں آئے گا۔ چنانچہ کہا جائے گا آپ نے اپنا فرض پورا کر دیا۔ اور بیشک میرے پیروکاروں کی تعداد دوسرے انبیاء سے زیادہ ہوگی۔[2]

اللہ تعالیٰ کے اولیاء انبیاء کرام کے حوضوں پر تشریف لائیں گے

حافظ ابن ابی الدنیا نے اپنی سند سے حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ

''نبی کریم ﷺ سے رب العالمین کے سامنے کھڑے ہونے کے بارے میں سوال کیا اور پوچھا کیا وہاں پانی ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا ہاں قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، اس میں یقیناً پانی ہوگا۔ بیشک

[1] صحیح مسلم حدیث نمبر ۵۹۳۰ [2] ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۳۰۱، ابن ابی شیبہ کتاب الجنۃ صفحہ نمبر ۸/ ۸۹

اللہ تعالیٰ کے اولیاء، انبیاء کرام کے حوضوں پر آئیں گے اور اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے بھیجیں گے جن کے ہاتھوں میں آگ کے ڈنڈے ہوں گے اور وہ انبیاء کرام کے حوضوں سے کافروں کو بھگائیں گے''۔[۲]

اس انداز سے یہ حدیث غریب ہے صحاح ستہ میں سے کسی میں نہیں البتہ اس قسم کی ملتی جلتی حدیث ترمذی کے حوالے سے گذر چکی ہے کہ حضرت سمرہ بن جندبؓ سے ارشاد نبویؐ مروی ہے، فرمایا کہ ''ہر نبی کا حوض ہوگا اور وہ اس پر آنے والوں کی کثرت پر ایکدوسرے سے فخر کریں گے۔ اور مجھے امید ہے کہ میرے حوض پر آنے والوں کی تعداد ان سب سے زیادہ ہوگی''۔[۳]

(ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے اور انہوں نے اشعث بن عبدالملک سے جو مرسل روایت کی ہے، وہ زیادہ صحیح ہے)

ابن ابی الدنیا نے حضرت حسن بصری سے مرسل روایت کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا

''جب تم مجھے نہ پاؤ تو میں حوض پر تمہارا منتظر ہوں گا، ہر نبی کا حوض ہوگا اور وہ اپنے حوض پر کھڑے ہوں گے ان کے ہاتھ میں عصا ہوگی وہ اس کے ذریعے انہیں بلائیں گے۔ جنہیں اپنی امت میں سے پہچانتے ہونگے اور وہ اپنے پیروکاروں کی کثرت پر ایک دوسرے سے فخر کریں گے۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، مجھے امید ہے کہ میرے پیروکاروں کی تعداد ان سب سے زیادہ ہوگی۔

(یہ حدیث مرسل ہے اور حسن ہے۔ یحییٰ بن سعید قطان نے اسے صحیح روایت کیا ہے اور ہمارے شیخ مزی نے بھی اس کے صحیح ہونے کا فتویٰ دیا ہے)

فصل : حوض پر لوگ پل صراط سے پہلے آئیں گے

اگر کوئی شخص کہے کہ حوض پر لوگوں کا آنا پل صراط سے گذرنے کے بعد ہوگا یا پہلے؟ تو میں کہتا ہوں کہ ابھی جتنی احادیث گذریں وہ حوض کا واقعہ پل صراط سے گذرنے سے پہلے ہونے کا تقاضا کرتی ہیں۔ کیونکہ حدیث کے مطابق بعض قوموں کو حوض سے دور کیا جائے گا جو مرتد تھے۔ چنانچہ جب یہ لوگ کافر ہیں تو کافر پل صراط پار نہیں کر سکے گا بلکہ جہنم میں منہ کے بل گر جائے گا اور اگر وہ ہٹائے جانے والے لوگ گناہگار ہیں تو وہ مسلمان تو ہیں اور پھر ان پر نشانی ہوگی کہ وضو کے آثار سے ان کے اعضاء چمکتے ہوں گے۔ جیسا کہ حدیث میں گذرا۔ چنانچہ پل صراط صرف مسلمان ہی پار کر سکے گا اور اس قسم کے لوگوں کو حوض سے دور نہیں کیا جائے گا۔ بہر حال زیادہ واضح یہی بات ہے حوض پر ورود پل صراط سے پہلے ہوگا (باقی اللہ بہتر جانتا ہے)

باقی رہی وہ حدیث جو مسند احمد میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ آپؐ قیامت میں میری شفاعت کریں گے تو آپؐ نے فرمایا ''ہاں میں کروں گا'' پھر حضرت انس نے پوچھا قیامت کے دن میں آپ کو کہاں ڈھونڈوں؟ تو آپؐ نے فرمایا سب سے پہلے مجھے پلصراط پر دیکھنا۔ انہوں نے کہا کہ اگر میں وہاں آپ سے نہ مل سکوں تو؟ آپؐ نے فرمایا کہ مجھے منبر پر دیکھنا۔ انہوں نے کہا کہ اگر وہاں بھی آپ کو نہ پاؤں تو؟ آپؐ نے فرمایا پھر میں حوض پر ملوں گا ان میں جگہوں کے علاوہ کہیں اور نہیں ہوں گا۔

یہ حدیث تفسیر ابن ماجہ میں اور ترمذی میں بدل بن محبر کی روایت سے مروی ہے۔ بخاری و مسلم نے ان دونوں حدیثوں کو ایک ہی حدیث قرار دیا ہے جب کہ الدارقطنی نے اس پر اعتراض کیا ہے۔ شیخ مزی کہتے ہیں کہ بے

شمار لوگوں نے انہیں ایک قرار دیا ہے اور بے شمار نے ہی دو مختلف احادیث قرار دیا ہے اور یہی بات صحیح ہے۔

میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ میں نے اس بارے میں کافی و وافی بحث کی ہے اور مقصود یہ ہے کہ اس حدیث کا ظاہر یہ کہتا ہے کہ حوض، پل صراط کے بعد ہوگا اور اسی طرح میزان کے بھی بعد ہوگا۔ اور میں ایسے کسی کو نہیں جانتا جس نے یہ قول کیا ہو۔ اس حدیث کے مقتضیٰ کے بارے میں مجبوراً یہی کہنا پڑے گا کہ یہ حوض کا دوسرا مرحلہ ہے جس سے کسی کو دور نہیں کیا جائے گا۔ باقی اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

فصل

پھر جب گذشتہ تمام احادیث کا ظاہر یہ ہے کہ حوض کا واقعہ پل صراط سے پہلے ہے تو اس میں اختلاف ہے کہ فیصلے کے لیے کرسی رکھے جانے سے پہلے ہے یا نہیں؟ دونوں باتوں کا احتمال ہے اور فیصلہ کرنے والی کوئی دلیل مجھے نہیں نظر آتی، ہوگا کیا؟ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

حوض میزان قائم ہونے سے پہلے ہے

علامہ قرطبی نے تذکرہ میں لکھا ہے کہ حوض کے میزان سے پہلے ہونے میں اختلاف ہے۔ ابوالحسن قابسی کہتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ حوض میزان سے پہلے ہے۔ قرطبی کہتے ہیں کہ معنی بھی اسی کا مقتضی ہے اس لیے کہ لوگ قبر سے پیاسے نکلیں گے چنانچہ حوض پل صراط اور میزان پر مقدم ہوگا۔

امام غزالیؒ نے ''علم کشف الاحرار'' نامی کتاب میں لکھا ہے کہ بعض سلف نے بعض اہل تصنیف سے حکایت کیا ہے کہ حوض پر پل صراط کے بعد آئیں گے یہ بات کہنے والے نے غلط کہی ہے۔ قرطبی کہتے ہیں کہ حقیقت بھی وہی ہے جو غزالی نے فرمایا۔ اس کے بعد انہوں نے مرتدین کو حوض سے روکے جانے کی حدیث ذکر کر کے لکھا ہے کہ یہ حدیث اپنی صحت کے ساتھ بڑی دال ہے کہ حوض موقف (کھڑے ہونے کی جگہ میں) پل صراط کے مرحلے سے پہلے ہوگا اس لیے کہ پل صراط سے جو گذر گیا وہ جہنم میں جانے سے بچ گیا۔ میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ یہ وہی توجیہ ہے جو ہم پہلے بیان کر سکے ہیں۔

فصل: نبی کریم ﷺ نے فاصلے بیان کرنے میں مختلف جگہوں کا نام کیوں لیا؟

علامہ قرطبی کہتے ہیں کہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ''آپ ﷺ نے حوض کی حدود بیان کرنے کیلئے کبھی جرباء اور اذرح کا نام لیا۔ کبھی کعبہ سے بیت المقدس تک بیان فرمایا اور کبھی کوئی اور، تو یہ اضطراب متن ہے'' (قرطبی کہتے ہیں کہ) یہ بات اس طرح نہیں ہے اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کو بہت مرتبہ یہ بیان فرمایا اور ہر مرتبہ بیان کرتے ہیں اس جگہ کا نام لیا جسے مخاطب لوگ جانتے تھے۔ اور حدیث صحیح میں اس کی تحدید ایک ماہ کی مسافت کی بھی آئی ہے۔ قرطبی کہتے ہیں کہ اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ اسی زمین میں ہے بلکہ یہ مسافت اس زمین کی ہے کہ جو موجودہ زمین کو بدل کر بچھائی جائے گی اور وہ زمین سفید ہوگی چاندی کی طرح۔ جس میں کوئی خون نہ بہا ہوگا اور نہ اس میں کسی نے کسی پر ظلم کیا ہوگا۔

یہ زمین فیصلہ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے نزول کے لیے پاک کی جائے گی

قرطبی کہتے ہیں کہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ زمین کے چاروں کونوں پر چاروں خلفاء راشدین موجود ہونگے۔ رکن اول پر حضرت ابوبکر، رکن ثانی پر حضرت عمر فاروقؓ، رکن ثالث پر حضرت عثمان اور رکن رابع پر حضرت علیؓ ہوں گے۔ میں کہتا ہوں کہ ہم نے اسے ذکر کیا ہے۔ اس کی اسناد صحیح نہیں کیونکہ اس کے بعض رجال ضعیف ہیں۔

فصل: اللہ تعالیٰ کا فیصلہ کرنے کے لیے تشریف لانا

پہلے حدیث میں جو گذرا جب رسول اکرم ﷺ بندوں کا حساب کتاب شروع کرنے کی شفاعت کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور جائیں گے اور شفاعت کر چکیں گے تو فرشتے آسمان سے اتریں گے۔ اور آسمان دنیا کے لوگ بھی اتریں گے جو اہل زمین کے جن وانس کے برابر تعداد میں ہوں گے۔ ان کے گرد ایک دائرہ بنا دیا جائے گا۔ اس کے بعد دوسرا آسمان پھٹے گا اور فرشتے اتریں گے جو اہل زمین کے برابر ہوں گے ان کے گرد بھی دائرہ کھینچ دیا جائے گا۔ اسی طرح ایک ایک کر کے ساتویں آسمان کھلیں گے اور ہر ایک قوم کے گرد دائرہ کھینچ دیا جائے گا، پھر اور فرشتے اتریں گے اور عرش کے حامل مقرب فرشتے اتریں گے جو تسبیح و تقدیس اور تعظیم کا ورد کر رہے ہوں گے۔ وہ کہیں گے

سبحان ذی العزۃ والجبروت
پاک ہے وہ عزت اور سطوت والی ذات
سبحان ذی الملک والملکوت
پاک ہے وہ ملک اور عالم ملکوت والی ذات
سبحان الحی الذی لایموت
پاک ہے وہ ذات جو زندہ ہے جسے موت نہیں آئے گی
سبحان الذی یمیت الخلائق ولایموت
پاک ہے وہ ذات جو مخلوق کو موت دیتی ہے اور خود اسے موت نہیں آئے گی
سبوح قدوس، سبوح قدوس
پاک ہے مقدس ہے، پاک ہے مقدس ہے
سبحان ربنا الاعلیٰ، رب الملائکۃ والروح
پاک ہے ہمارا بلند رب، جو فرشتوں اور روح الامین کا رب ہے
سبحان ربنا الاعلی
پاک ہے ہمارا بلند و برتر رب
یمیت الخلائق ولا یموت
جو مخلوق کو موت دیتا ہے اور خود اسے موت نہیں آتی

اہوال قیامت میں علامہ ابن ابی الدنیا نے لکھا ہے کہ مجھے ہمزہ بن عباس نے اپنی سند سے حضرت عبداللہ بن عباس سے نقل کر کے بتایا کہ:

''قیامت کے دن زمین کو کھال کی طرح کھینچا جائے گا اور گنجائش پیدا کی جائے گی تمام مخلوق ایک ہی

میدان میں ہوگی جنات بھی انسان بھی۔ جب ایسا ہوگا تو اس دنیا کے آسمان کو کھینچ کر زمین پر پھیلا دیا جائے گا تا کہ اہل زمین اور اہل آسمان کے لیے گنجائش ہو جائے۔ چنانچہ جب لوگ آسمان والوں کو زمین سے اترتا دیکھیں گے تو ان سے التجائیہ انداز میں کہیں گے کہ "کیا تم میں ہمارا رب موجود ہے؟ اور ان کا یہ جواب سن کر آہ وزاری کریں گے کہ ہمارے رب کی ذات پاک ہے وہ ہم میں موجود نہیں اور وہ آنے والا ہے پھر سارے آسمان ایک ایک کر کے کھینچ لیے جائیں گے۔ ہر دوسرے آسمان والے پہلے آسمان والوں سے تعداد میں زیادہ ہوں گے اور زمین والوں سے بھی دگنے ہوں گے (ان کے جن بھی اور انسان بھی) جب بھی کسی آسمان والے وہاں سے گذریں گے لوگ آہ وزاری کرتے ہوئے ان سے رب تعالیٰ کی موجودگی کا سوال کریں گے اور وہ ویسا ہی جواب دیں گے۔ حتیٰ کہ ساتواں آسمان بھی کھینچ لیا جائے گا اور اس کے رہنے والے باقی چھ آسمانوں اور زمین والوں سے دوگنے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان میں آئے گا اور ساری اقوام صفوف بنا کر کھڑی ہوں گی۔

ایک منادی پکارے گا کہ عنقریب تم جان لوگے کہ آج عزت والے کون ہیں؟ چنانچہ وہ لوگ کھڑے ہو جائیں جن کے پہلو اپنے بستروں سے دور رہتے ہیں۔ وہ اپنے رب کو خوف وامید میں پکارتے ہیں اور جو کچھ انہیں ہم نے دیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں (السجدۃ آیت نمبر ۱۶) چنانچہ وہ لوگ کھڑے ہو کر تیزی سے جنت کی طرف چلیں گے۔ پھر پکارے گا تم عنقریب آج کے دن عزت والوں کو جان لوگے۔ کہاں ہیں وہ لوگ "جنہیں تجارۃ اور کوئی بیع اللہ کے ذکر، نماز اور زکوۃ کی ادائیگی سے غافل نہیں کرتی۔ اور جو اس دن سے ڈرتے ہیں جس دن دل اور نگاہیں الٹ پلٹ ہوں گی (النور آیت نمبر ۳۷) چنانچہ وہ لوگ بھی اٹھ کر تیزی سے جنت کی طرف چلے جائیں گے۔

ان کے جانے کے بعد جہنم سے ایک گردن نمودار ہوگی اور لوگوں کے اوپر معلق ہو جائے گی اس کے چہرے پر دو دہکتی آنکھیں اور چیختی زبان ہوگی۔ وہ کہے گی کہ مجھے تین قسم کے لوگوں پر مسلط کیا گیا ہے۔ ایک مجھے معاند ظالم شخص پر مسلط کیا گیا ہے" یہ کہہ کر وہ ان لوگوں کو اس طرح سے اچک لے گی جیسے پرندہ دانہ چگتا ہے اور ان کو جہنم میں لے جائے گی۔

پھر دوبارہ نمودار ہو کر کہے گی کہ مجھے اللہ اور اسکے رسول کو تکلیف دینے والوں پر مسلط کیا گیا ہے۔ یہ کہہ کر انہیں بھی پرندے کی طرح چگ لے گی اور جہنم میں لے جائے گی۔ پھر تیسری بار نموادر ہو کر کہے گی کہ مجھے تصویر والوں پر مسلط کیا گیا ہے۔ یہ کہہ کر ان کو بھی صفوں سے پرندے کے چگنے کی طرح اٹھا لے گی اور جہنم میں لے جائے گی۔

اسکے بعد صحائف کھولے جائیں گے، میزان عدل قائم کئے جائیں گے اور مخلوقات کو حساب کتاب کے لیے بلایا جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ہرگز نہیں! جب زمین ریزہ ریزہ ہو جائے گی اور تیرا رب اور فرشتے صفوف کی صورت میں حاضر ہوں گے اور اس دن جہنم کو لایا جائے گا تو اس دن انسان نصیحت پکڑے گا۔ مگر اب نصیحت پکڑنے کی مہلت کہاں؟ (الفجر آیت نمبر ۲۱ تا ۲۳)۔

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"یہ لوگ انتظار کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور فرشتے ان کے پاس بادلوں کے سائے میں آئیں۔ اور معاملہ چکتا کر دیا جائے۔ اور اللہ ہی کی طرف سارے امور لوٹیں گے۔ البقرۃ آیت نمبر ۲۱۰

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے

''اور زمین اپنے رب کے نور سے منور ہو جائے گی اور کتاب رکھ دی جائے گی اور انبیاء اور شہداء کو لایا جائیگا اور ان سب (لوگوں) کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں ہوگی۔ ہر نفس کو اس کے کیے کا پورا بدلہ دیا جائے گا اور وہ (اللہ) زیادہ جانتا ہے جو کچھ وہ کر رہے تھے''۔(الزمر آیت نمبر ۶۹ تا ۷۰)

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور جس دن آسمان کھل جائے گا بادلوں سے اور فرشتے اتر آئیں گے۔ آج کے دن سچی بادشاہت (اللہ تعالیٰ) رحمٰن کے لیے ہوگی اور یہ دن کافروں کے لیے بہت مشکل ہوگا''۔(الفرقان آیت نمبر ۲۵ تا ۲۶)

حدیث صور میں آتا ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ جس جگہ چاہے اپنی کرسی رکھے گا'' [۱] اس کرسی سے مراد فیصلہ کرنے کی کرسی ہے، یہ وہ کرسی نہیں جس کا ذکر صحیح ابن حبان کی اس روایت میں آیا ہے۔

''ساتوں آسمان، ساتوں زمینیں اور ان میں جو کچھ ہے اور دونوں کے درمیان جو کچھ ہے یہ چٹیل زمین (بیابان) میں زنجیر کی طرح لٹکے ہوئے ہیں اور عرش میں جو کرسی ہے وہ بھی اس بیابان میں اس زنجیر کی طرح لٹکی ہے اور عرش کی قدر (پیائش) اللہ عز وجل کے سوا کوئی نہیں جانتا) [۲]

کبھی کبھار اس کرسی کو عرش کہہ دیا جاتا ہے۔ چنانچہ بعض احادیث میں آیا ہے کہ جیسا کہ صحیحین میں ہے

''سات افراد ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اس دن اپنے عرش کے سائے میں جگہ دے گا جس دن اس کے سائے کے سوا کسی کا سایہ نہ ہوگا۔۔الی آخرہ [۳]

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

''جب قیامت کا دن ہوگا تو لوگ سب بجلی کی کڑک سے بیہوش ہو جائیں گے اور میں پہلا شخص ہوں گا جسے ہوش آئے گا۔ چنانچہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عرش کے پائے پکڑے دیکھوں گا۔ مجھے نہیں پتہ کہ وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آئیں گے یا کوہ طور کی تجلی کے وقت بیہوشی کی وجہ سے انہیں اس بیہوشی سے رخصت دے دی جائے گی''۔ [۴]

اس حدیث میں ''کوہ طور کی تجلی کے وقت بیہوشی سے رخصت ملنے'' کے الفاظ اس پر دلالت کرتے ہیں کہ قیامت میں جو بجلی کی کڑکے سے بیہوشی ہوگی اس کا سبب اللہ تعالیٰ کی تجلی ہوگی جو وہ اپنے بندوں کا حساب کتاب کرنے کے لیے ظاہر فرمائے گا۔ چنانچہ لوگ اس کی عظمت اور جلال کی وجہ سے بیہوش ہو جائیں گے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کوہ طور پر بیہوشی طاری ہوگئی تھی۔ جس وقت انہوں نے رب تعالیٰ سے دیدار کی خواہش کی تھی اور تجلی ظاہر ہونے پر وہ بیہوشی سے ہمکنار ہو گئے تھے۔

لہذا قیامت کے دن کی تجلی میں یا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور کی تجلی کی وجہ سے رخصت دی جائے گی یا پھر بجلی کی یہ کڑک کوہ طور کی کڑک سے ہلکی ہوگی اس لیے وہ سب سے پہلے ہوش میں آ جائیں گے۔

بعض احادیث میں آیا ہے کہ مومنین اللہ تعالیٰ کی زیارت قیامت کے دن کریں گے۔ جیسا کہ بخاری و مسلم میں آیا ہے۔ حضرت جریر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ بدر کی رات نکلے اور فرمایا کہ

---

[۱] بیہقی، البعث والنشور حدیث نمبر ۶۶۹، الدر المنثور صفحہ نمبر ۵/ ۳۳۹ [۲] البدایہ والنہایہ صفحہ نمبر ۱/ ۱۵

[۳] بخاری حدیث نمبر ۶۶۰ [۴] بخاری حدیث نمبر ۶۵۱۷، مسلم حدیث نمبر ۶۱۰۳

''بیشک تم لوگ قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھ لو گے جس طرح تم اس کو دیکھ رہے ہو۔ اور اس کو دیکھنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہوگی''۔[1]

بخاری کی روایت میں ہے کہ تم اپنے رب کو واضح طور پر دیکھ لو گے۔[2]

ایک روایت میں آیا ہے کہ لوگ رب تعالیٰ کو دیکھ کر سجدہ کریں گے۔ جیسا کہ ابن ماجہ میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

''جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مخلوقات کو جمع کرے گا تو امت محمدیہ کو سجدہ کرنے کی اجازت مل جائے گی۔ چنانچہ وہ ایک طویل سجدہ کریں گے۔ پھر کہا جائے گا کہ اپنے سر اٹھاؤ میں نے تمھاری اس مدت کو جہنم سے آزادی کا فدیہ قرار دے دیا ہے''۔[3]

(اس حدیث کے اور بھی شواہد ہیں جیسا کہ آگے آ رہا ہے)

مسند بزار میں حضرت ابوہریرہؓ سے ارشادِ نبویؐ مروی ہے کہ

''حتیٰ کہ تم میں سے کوئی اس طرف دیکھے گا تو وہ اپنی پنڈلی کھول دے گا۔ چنانچہ سب لوگ سجدے میں گر جائیں گے اور منافقین کے کمریں لوٹ آئیں گی اور بڑی سخت ہو کر مڑ نہ سکیں گی۔ گویا کہ وہ گائے کی کمر کی ہڈی ہو۔

حدیث صور میں آتا ہے کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آواز دے گا کہ ''میں نے جب سے تمھیں پیدا کیا ہے آج تک خاموش رہا ہوں۔ تمھارے اعمال دیکھتا رہا تمھاری باتیں سنتا رہا۔ چنانچہ اب تم میرے سامنے چپ رہو۔ یہ تمھارے اعمال اور صحیفے ہیں جو تم پر پڑھے جائیں گے، جو شخص اس میں بھلائی دیکھے تو اللہ کا شکر ادا کرے اور جو کچھ اور دیکھے اسے چاہیئے کہ صرف اپنے نفس کو ملامت کرے''۔[4]

مسند احمد میں عبداللہ بن جابر سے مروی ہے کہ انہوں نے سواری کا جانور خریدا اور اس پر حضرت عبداللہ بن انیس سے مل کر ایک حدیث سننے کے لیے ایک مہینہ کا سفر طے کیا۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ:

''قیامت کے دن لوگوں کو جمع کیا جائے گا (یا بندوں کا لفظ کہہ کر ننگے بدن غیر مختون فرمایا) ان کے پاس ...... کچھ نہ ہوگا۔ پھر انہیں ایک آواز دی جائے گی جسے دور والا بھی سنے گا۔ جیسا کہ قریب والا سنتا ہے۔ آواز آئے گی ''میں ہوں بادشاہ، ہر ایک کو اس کا حق دینے والا۔ کوئی جہنمی بھی اس وقت تک جہنم میں نہ جائے گا کہ اگر اس کا کسی جنتی پر حق ہو تو وہ اسے اس سے وصول نہ کرلے۔ حتیٰ کہ تھپڑ (کا بدلہ بھی دیا جائے گا)۔

صحابہ نے پوچھا ہم اللہ تعالیٰ کے پاس وہ چیزیں کس طرح لائیں گے۔ (حق ادا کرنے کے لیے) فرمایا کہ نیکیوں اور گناہوں سے بدلہ اتارا جائے گا''۔[5]

[1] بخاری حدیث نمبر ۵۵۴، مسلم حدیث نمبر ۱۴۳۲

[2] بخاری کتاب التوحید حدیث نمبر ۷۴۳۵

[3] ابن ماجہ لکتاب الزہد حدیث نمبر ۴۲۹۱

[4] بیہقی البعث والنشور حدیث نمبر ۶۶۹

[5] مسند احمد صفحہ نمبر ۳/۴۹۴

صحیح مسلم میں حضرت ابوذرؓ سے حدیث قدسی مروی ہے جس میں یہ الفاظ بھی ہیں:

''اے میرے بندو! یہ تمھارے اعمال ہیں میں تمھارے سامنے انہیں شمار کرتا ہوں۔ چنانچہ جو اس میں اچھی بات پائے وہ اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرے اور جو کچھ اور پائے وہ صرف اپنے آپ کو ملامت کرے'' ۔[1]

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''بیشک ان سب میں یقیناً نشانی ہے اس شخص کے لیے جو آخرت کے عذاب سے ڈرے۔ یہ وہ دن ہے کہ اس میں اس کیلئے لوگوں کو جمع کیا جائے گا اور یہ حاضری کا دن ہے۔ اور ہم اسے مقررہ وقت سے مؤخر نہیں کریں گے۔ وہ دن جسمیں کوئی شخص اللہ کی اجازت کے بغیر بات نہیں کر سکے گا۔ چنانچہ لوگوں میں بعض بد بخت ہوں گے اور بعض خوش نصیب ہوں گے۔ سورۃ ہود آیت نمبر ۱۰۳ تا ۱۰۴

پھر بد بختوں کے لیے جو عذاب اور خوش نصیبوں کے لیے جو انعام ہے اس کا ذکر فرمایا (سورۃ ہود)

ایک اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''رحمٰن رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے وہ لوگ اس سے بات کرنے کے مالک نہ ہوں گے۔ جس دن روح الامین اور فرشتے صف بنا کر کھڑے ہوں گے، بات نہیں کریں گے مگر وہ جس کو رحمان (اللہ تعالیٰ) اجازت دے دے اور بات سیدھی سچی کرے گا'' ۔(النباء آیت نمبر ۳۷ تا ۳۸)

صحیح حدیث میں آتا ہے کہ اس دن رسولوں کے سوا کوئی بات نہیں کرے گا'' ۔[2]

اور اسی موضوع پر امام بخاری رحمۃ اللہ نے اپنی صحیح میں باب قائم فرمایا ہے۔ جو کہ کتاب التوحید کے ذیل میں ہے ۔۔۔۔۔ واللہ اعلم

---

[1] صحیح مسلم حدیث نمبر ۶۵۱۷ [2] صحیح بخاری حدیث نمبر ۷۴۳۹

اختتام بحمد اللہ وعونہ،

النھایہ فی الفتن والملاحم

قرب قیامت کے فتنے اور جنگیں

النہایۃ للبدایہ معروف بہ تاریخ ابن کثیر

حصہ پانزدھم ۱۵

قیامت کے بعد کے مفصل احوال

پروردگار عز وجل کا قیامت کے دن لوگوں سے کلام فرمانا

قیامت کے دن پروردگار اپنے بندوں سے کلام فرمائیں گے، امام بخاریؒ نے اس موضوع پر ایک مستقل باب قائم فرمایا ہے، چنانچہ باب التوحید کے ذیل میں حضرت انسؓ کی حدیث درج فرمائی ہے:

تم میں سے ہر ایک شخص سے پروردگار عز وجل اس حال میں کلام فرمائے گا کہ اس کے اور پروردگار کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا۔[1]

اس موضوع پر بہت سی آیاتِ قرآنیہ بھی شاہد ہیں، من جملہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

(وہ دن یاد رکھنے کے لائق ہے) جس دن خدا پیغمبروں کو جمع کرے گا پھر ان سے پوچھے گا کہ تمہیں (لوگوں کو دعوت دینے پر) کیا جواب ملا تھا؟ وہ عرض کریں گے کہ ہمیں کچھ معلوم نہیں تو ہی غیب کی باتوں سے واقف ہے۔ (المائدۃ:۱۰۹)

نیز فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

> پس جن لوگوں کی طرف پیغمبر بھیجے گئے، ہم ان سے بھی پرسش کریں گے اور پیغمبروں سے بھی پوچھیں گے۔ پھر اپنے علم سے ان کے حالات بیان کریں گے اور ہم کہیں غائب تو نہیں تھے۔ اور اس روز (اعمال کی) میزان برحق ہے۔ اور جن لوگوں کے (اعمال کے) وزن بھاری ہونگے وہ تو نجات پانے والے ہیں۔ اور جن کے وزن ہلکے ہونگے تو یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے کو خسارے میں ڈالا۔ اس لئے کہ وہ ہماری آیات میں بے انصافی کرتے تھے۔ (الأعراف ۹۲،۹۳)

اور اسی طرح ہم نے تم کو امتِ معتدل بنایا تا کہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور پیغمبر تم پر گواہ بنیں۔ (البقرۃ ۱۴۳)

> اور لوگ تجھ کو مدہوش نظر آئیں گے حالانکہ وہ مدہوش نہ ہونگے۔ بے شک خدا کا عذاب بڑا سخت ہے۔ (الحج ۶)
>
> تو جن لوگوں کی طرف پیغمبر بھیجے گے ہم ان سے بھی پرسش کریں گے اور پیغمبروں سے بھی پوچھیں گے۔ (الاعراف ۶)

---

[1] بخاری (رقم الحدیث ۶۵۳۹)، مسلم (رقم الحدیث ۲۲۳۴۵)

قیامت کے دن امتِ محمدیہ ﷺ کی دوسری امتوں پر شہادت

ابن ابی الدنیاؒ (ابن المبارک، راشد بن سعد، ابن ارقم المغافری، جبلان بن ابی جبلہ) کی سند کے ساتھ فرماتے ہیں: کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جمع فرمائیں گے تو سب سے پہلے حضرت اسرافیلؑ کو بلایا جائے گا۔ پروردگار آپؑ سے پوچھیں گے کیا تم نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی؟ وہ عرض کریں گے: جی پروردگار!۔ پھر ان کو چھوڑ دیا جائے گا۔ پھر حضرت جبرئیلؑ سے استفسار کیا جائے گا کیا تم نے اپنا عہدِ پیامبری پورا کر دیا؟ وہ عرض کریں گے: جی پروردگار! میں نے رسولوں کو اپنی ذمہ داری پوری کر دی تھی۔

پھر پروردگار رسولوں سے دریافت فرمائیں گے: کیا جبرئیل نے میرا پیغام تم تک پہنچا دیا تھا؟ رسول عرض کریں گے: جی پروردگار!۔ پھر حضرت جبرئیلؑ کو بھی بری الذمہ کر دیا جائے گا۔

اس کے بعد رسولوں سے پوچھا جائے گا؛ تم نے میرے عہد کا کیا کیا؟ وہ عرض کریں گے؛ ہم نے اپنی اپنی امتوں کو پہنچا دیا تھا، لیکن کسی نے تصدیق کی اور کسی نے ہم کو جھٹلا دیا۔ اس بات پر ہمارے پاس گواہ ہیں، جو اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے اپنی اپنی امتوں کو آپ کا پیغام پہنچا دیا تھا۔ پروردگار رسولوں سے پوچھیں گے تمہارے گواہ کون ہیں؟ رسول عرض کریں گے؛ امتِ محمد ﷺ۔

پھر امتِ محمدیہ ﷺ کو بلایا جائے گا اور اللہ تبارک وتعالیٰ ان سے فرمائیں گے کیا میرے رسولوں نے میرا پیغام اپنی اپنی امتوں تک پہنچا دیا تھا؟ امتِ محمدیہ ﷺ عرض کرے گی: جی پروردگار! ہم شہادت دیتے ہیں کہ انہوں نے آپ کا پیغام پہنچا دیا تھا۔ اس پر دوسرے رسولوں کی امتیں اعتراض کریں گی، کہ جن لوگوں نے ہم کو دیکھا نہیں وہ ہم پر کس طرح شہادت دینے کی اہل ہیں؟ تب پروردگار امتِ محمدیہ ﷺ سے فرمائیں گے، تم کس برتے ان پر شہادت دے رہے ہو جبکہ تم نے ان کو پایا نہیں؟ امتِ محمدیہ ﷺ عرض کرے گی: پروردگار! آپ نے ہمارے پاس اپنا رسول بھیجا، اپنا عہد اور اپنی کتاب بھیجی۔ اس میں آپ نے خود فرمایا کہ ان رسولوں نے آپ کا پیغام پہنچا دیا تھا، تو ہم نے آپ کے فرمان پر شہادت دی ہے۔ پروردگار فرمائیں گے: امتِ محمدیہ سچ کہتی ہے۔ پس پروردگار کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے:

> اور اسی طرح ہم نے تم کو امتِ معتدل بنایا ہے تا کہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور پیغمبر (آخر الزمان) تم پر گواہ بنیں۔ (سورۃ البقرۃ، الآیۃ: ۱۴۳)

ابن ارقم فرماتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ امتِ احمد ﷺ میں سے ہر شخص شہادت دینے کی سعادت حاصل کرے گا مگر وہ شخص جس کے دل میں کینہ ہو۔

قیامت کے روز اللہ تبارک وتعالیٰ کا آدمؑ سے کلام فرمانا

دیگر امتوں کے مقابلہ میں امتِ محمدیہ ﷺ کی تعداد

مسند احمد میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن سب سے پہلے آدمؑ کو بلایا جائے گا اور (لوگوں سے) پوچھا جائے گا کیا یہ تمہارے والد آدمؑ ہیں؟ (لوگوں کے اقرار کے ساتھ) حضرت آدمؑ بھی عرض کریں گے: بے شک پروردگار!

پھر اللہ تعالیٰ حضرت آدمؑ سے فرمائیں گے: اپنی اولاد میں سے جہنم کا حصہ نکالو! حضرت آدمؑ عرض کریں گے کتنا پروردگار! پروردگار فرمائیں گے: ہر سو میں سے ننانوے۔

اس موقعہ پر صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ اگر ہر سو میں سے ننانوے نکال لئے جائیں گے تو پیچھے ہم میں کیا رہ جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

میری امت دیگر امتوں کے مقابلہ میں ایسے ہے جیسے سیاہ بیل کے جسم پر ایک سفید بال۔[1]

یعنی ایک فی صد سے بھی بہت کم تعداد امتِ محمدیہ کی ہے کہ امت محمدیہ کا ننانوے فی صد بھی تمام انسانیت کے ایک فی صد میں آرام سے آ جائے گا اور پھر بھی امتِ محمدیہ کے جنت میں جانے والوں کے برابر دیگر امتوں کے لوگ جنت میں جائیں گے۔ (مترجم اص غ)

قیامت کے دن سب پہلے پیش ہونے والے شخص

بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے جس کو (میدانِ محشر) میں بلایا جائے گا، وہ حضرت آدمؑ ہونگے۔ آپؑ کو آپ کی تمام اولاد دکھائی جائے گی اور لوگوں کو بتایا جائے گا: یہ تمہارے والد آدمؑ ہیں۔ حضرت آدمؑ (اللہ کی جناب میں) پیش ہونگے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو حکم فرمائیں گے: اپنی اولاد میں سے جہنم کا حصہ نکالو۔[2]

رسول اللہ ﷺ کا خیال کہ میری امت اہلِ جنت میں نصف تعداد میں ہوگی

مسند احمد میں ابوسعدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اے آدم اٹھ کھڑا ہو اور جہنم کا حصہ نکال! آدمؑ عرض کریں گے لبیک یا ربی! ہر خیر کے آپ ہی مالک ہیں۔ اے پروردگار! جہنم کا کتنا حصہ ہے؟ پروردگار فرمائیں گے: ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں: اس موقعہ پر (جوان تو جوان) ہر بچہ (بھی مارے خوف کے) بوڑھا ہو جائے گا۔ اور لوگ تجھ کو مدہوش نظر آئینگے مگر وہ مدہوش نہیں ہونگے بلکہ (عذاب دیکھ کر ان کے رنگ اڑے ہونگے) بیشک خدا کا عذاب بڑا سخت ہے۔ (سورۃ الحج، الآیۃ: ۲)

---

[1] بخاری ۶۵۲۹، مسند احمد ۲/۳۷۸ [2] کمامر

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: وہ ایک (خوش بخت) کس میں سے ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نوسوننانوے یاجوج ماجوج میں سے ہونگے اور ایک تم میں سے ہوگا۔

راوی کہتے ہیں یہ جواب سن کر لوگوں نے (خوشی سے) اللہ اکبر کا نعرہ مارا۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم مجھے امید ہے تم اہلِ جنت میں ایک چوتھائی تعداد میں ہوگے۔ اللہ کی قسم مجھے امید ہے تم اہلِ جنت میں ایک تہائی تعداد میں ہوگے۔ بلکہ اللہ کی قسم مجھے امید ہے تم اہلِ جنت میں نصف تعداد میں ہوگے۔

راوی کہتے ہیں یہ سن کر لوگوں نے (پھر خوشی سے) اللہ اکبر کا نعرہ مارا۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم تمام انسانیت میں ایسے ہو، جیسے سیاہ فام بیل میں ایک سفید بال یا سفید بیل میں سیاہ بال۔

بخاری و مسلم میں کئی طرق سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: ہم مقامِ قبہ میں رسولِ اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی ہو کہ جنت میں تمہاری تعداد ایک چوتھائی ہو؟ ہم نے عرض کیا جی ہاں۔ پھر آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی، جسکے ہاتھ میں میری جان ہے! مجھے امید ہے کہ تم جنت میں نصف تعداد میں ہوگے۔ یہ اس لئے کہ جنت میں مسلمان کے سوا کوئی داخل نہ ہوگا اور تم اہلِ شرک کی نسبت یوں ہو جیسے سیاہ فام بیل میں ایک سفید بال یا سرخ بیل میں سیاہ بال۔[1]

قیامت کے روز اللہ تبارک وتعالیٰ کا نوحؑ سے کلام فرمانا

پس جن لوگوں کی طرف پیغمبر بھیجے گئے ہم ان سے بھی پرسش کریں گے اور پیغمبروں سے بھی پوچھیں گے۔
(سورۃ الاعراف، الآیۃ ۶)

مسند احمد میں ابوسعیدؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز نوحؑ کو بلایا جائے گا اور پوچھا جائے گا کیا تم نے (میرا پیغام اپنی امت کو) پہنچادیا تھا؟ وہ عرض کریں گے جی پروردگار!۔ پھر نوحؑ کی امت کو بلایا جائے گا اور پوچھا جائے گا کیا انہوں نے تم کو (میرا پیغام) پہنچادیا تھا؟ امت (مکر جائے گی اور) کہے گی: ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا آیا اور نہ ہی کوئی اور (پیغمبر) آیا۔ پھر نوحؑ کو کہا جائے گا: آپ کے پاس کوئی گواہ ہے؟ وہ عرض کریں گے: محمد اور اس کی امت۔ یہی مطلب ہے اس فرمانِ باری کا:

اور اسی طرح ہم نے تم کو امتِ معتدل بنایا ہے تا کہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور پیغمبر (آخر الزمان) تم پر گواہ بنیں۔ (سورۃ البقرۃ، الآیۃ:۱۴۳)

آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تم کو بلایا جائے گا اور تم حضرت نوحؑ کے متعلق گواہی دوگے کہ انہوں نے پیغامِ دعوت پہنچادیا تھا اور میں تمہارے متعلق (سچا ہونے کی) گواہی دوں گا۔[2]

بخاری، ترمذی اور امام نسائی نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔

امام احمدؒ نے مذکورہ روایت کو مزید اضافہ کے ساتھ بھی روایت کیا ہے، کہ مسند احمد میں ابوسعیدؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز ایک نبی آئے گا، اس کے ساتھ صرف ایک امتی ہوگا، کوئی نبی آئے گا، اس

[1] اخرجہ البخاری رقم الحدیث ۶۵۲۸ [2] اخرجہ الامام احمد ۳/۳۲

کے ساتھ صرف دو امتی ہونگے اور کسی کے ساتھ اس سے کچھ زیادہ ۔پس ہر ایک قوم کو (اس کے نبی کے ساتھ)بلایا جائے گا۔ان سے کہا جائے گا کیا اس (پیغمبر) نے تم تک (میرا) پیغام پہنچا دیا تھا؟ وہ کہیں گے نہیں۔پھر اس پیغمبر سے پوچھا جائے گا کیا تم نے ان تک دعوت پہنچادی تھی؟ وہ عرض گزار ہونگے: بے شک ۔ پوچھا جائے گا: تمہارا کوئی گواہ؟ وہ عرض کریں گے: محمد اور اس کی امت۔ پھر محمد (ﷺ) کو بلایا جائے گا اور پوچھا جائے گا کیا انہوں نے دعوت پہنچادی تھی؟ آپ بھی عرض کریں گے جی! پروردگار! پھر امتِ محمدیہ ﷺ کو بلایا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا کیا انہوں نے اپنی امت کو دعوت پہنچادی تھی؟ امت محمد عرض کری گی جی پروردگار! پھر ان سے کہا جائے گا یہ بات تم کو کس نے بتائی؟ امت محمد یہ عرض کری گی ہمارے پاس محمد (ﷺ) پیغمبر بن کر آئے، انہوں نے ہم کو خبر دی کہ رسولوں نے دعوت کا فریضہ انجام دیدیا ہے۔پھر فرمایا: یہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

اور اسی طرح ہم نے تم کو امتِ معتدل بنایا ہے تا کہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور پیغمبر (آخر الزمان) تم پر گواہ بنیں۔ (سورۃ البقرۃ، الآیۃ: ۱۴۳)[1]

ابن ماجہ نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔[2]

قیامت کے دن امتِ محمدیہ ﷺ کی دوسری امتوں پر شہادت

(اس امت کیلئے یہ عدالت اور شرافت کا پروانہ ہے)

مصنف ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن امتِ محمدیہ ﷺ کی دوسری امتوں پر شہادت (دینا اور اس کا شرفِ قبولیت پانا) اس امت کیلئے عدالت اور شرافت کا پروانہ ہے۔قیامت کے روز تمام اقوام کے نزدیک اس امت کے افراد عادل اور امانت دار ہونگے ۔اسی وجہ سے تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی امتوں پر اس امت کو گواہ بنائیں گے ۔اگر دیگر امتیں اس امت کی شرافت و برتری کا اعتراف نہ کرتیں تو ان کی گواہی سے ان پر الزام عائد نہ ہوتا۔ چنانچہ بہز بن حکیم اپنے والد حکیم اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

تم ستر امتوں کے برابر ہو، (بلکہ) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں ان سے زیادہ بہتر اور عزت دار ہو۔

یومِ حشر کو ابراہیمؑ کی حاضرین پر فضیلت اور برتری

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

اور ہم نے ان کو دنیا میں بھی خوبی دی تھی اور وہ آخرت میں بھی نیک لوگوں میں ہونگے ۔(سورۃ النحل، الآیۃ: ۱۲۲)

بخاری میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ ہمارے بیچ خطبہ دینے کیلئے کھڑے ہوئے اور فرمایا:

تم ننگے پاؤں، ننگے بدن (میدانِ محشر میں) جمع کئے جاؤ گے۔[3]

پھر آپ ﷺ نے آیت تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ ہے:

جس طرح ہم نے (تم کو اور کائنات کو) پہلے پیدا کیا تھا اسی طرح دوبارہ پیدا کر دینگے۔(سورۃ الانبیاء، الآیۃ: ۱۰۴)

---

[1] مسند الامام احمد ۳/ ۵۸ [2] ابن ماجہ الحدیث ۴۲۸۸، مسند الامام احمد ۵/ ۵ [3] بخاری الحدیث ۶۵۲۷

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: مخلوق میں سب سے پہلے ابراہیمؑ کو لباس پہنایا جائے گا۔ اور میری امت کے کچھ لوگوں کو لایا جائے گا اور ان کو بائیں طرف کر دیا جائے گا (اور حوضِ کوثر سے ان کو پینے نہ دیا جائے گا) میں عرض کروں گا: یا ربی! یہ تو میرے ...... اصحاب ہیں۔ پروردگار فرمائے گا: تو نہیں جانتا کہ انہوں نے تیرے بعد کیا کیا (فتنے کھڑے کیئے)۔ تب میں ایک نیک بندے کی طرح کہوں گا:

اور جب تک میں اُنمیں رہا ان (کے حالات) کی خبر رکھتا رہا جب تو نے مجھے دنیا سے اٹھالیا تو تو ان کا نگران تھا اور تو ہر چیز سے خبردار ہے۔ اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں۔ اور اگر بخش دے تو (تیری مہربانی ہے) بے شک تو غالب (اور) حکمت والا ہے۔ (سورۃ المائدۃ، الآیتان: ۱۱۷، ۱۱۸)

پروردگار فرمائے گا: تو نہیں جانتا کہ انہوں نے تیرے بعد کیا کیا۔ اس کی تشریح میں فرمایا کہ یہ دین سے الٹے پاؤں پھر گئے تھے۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے موسیٰؑ کی عظمت و برتری کا بیان فرمایا اور ان کے متبعین کی کثرت اور ان کے اختلاف و انتشار کا ذکر بھی فرمایا۔

قیامت کے روز اللہ تبارک وتعالیٰ کا عیسیٰؑ سے کلام فرمانا

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اور (اس وقت کو بھی یاد رکھو جب خدا فرمائیگا کہ اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ خدا کے سوا مجھے اور میری والدہ کو معبود بنالو؟ وہ کہیں گے کہ تو پاک ہے، مجھے کب شایاں تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کا مجھے کوئی حق نہیں، اگر میں نے ایسا کہا ہوگا تو تجھ کو معلوم ہوگا (کیونکہ) جو بات میرے دل میں ہے تو اسے جانتا ہے اور جو تیرے ضمیر میں ہے اسے میں نہیں جانتا بے شک تو علاّم الغیوب ہے۔ میں نے ان سے نہیں کہا بجز اس کے جس کا تو نے مجھے حکم دیا ہے، وہ یہ کہ تم خدا کی عبادت کرو، جو میرا اور تمھارا سب کا پروردگار ہے۔ اور جب تک میں ان میں رہا ان (کے حالات) کی خبر رکھتا رہا جب تو نے مجھے دنیا سے اٹھالیا تو تو ان کا نگران تھا او تو ہر چیز سے خبردار ہے۔ اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں۔ اور اگر بخش دے تو (تیری مہربانی ہے) بے شک تو غالب (اور) حکمت والا ہے۔ خدا فرمائے گا کہ آج وہ دن ہے کہ راست بازوں کو ان کی سچائی ہی فائدہ دے گی۔ ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ ابدالآباد ان میں بستے رہیں گے خدا ان سے خوش ہے اور وہ خدا سے خوش ہیں۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔ (سورۃ المائدہ، الآیات: ۱۱۶، ۱۱۹)

اللہ عزوجل کو بخوبی یہ معلوم ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے ہرگز ایسی بات نہیں کہی، لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ آپ سے یہ سوال صرف گمراہ نصاریٰ کو زجر و توبیخ کرنے کیلئے فرمائیں گے اور حضرت عیسیٰؑ مذکورہ جواب دے کر یوں بری ہو جائیں گے، جیسے ملائکہ ان لوگوں سے بری ہوں گے جو ان کے متعلق خدائی کا دعوی کرنے والے تھے، اس کے متعلق فرمانِ باری ہے:

اور جس دن وہ ان سب کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے فرمائے گا۔ کیا یہ لوگ تم کو پوجا کرتے تھے۔ وہ کہیں گے تو پاک ہے تو ہی ہمارا دوست ہے، نہ کہ یہ۔ بلکہ یہ جنات کو پوجا کرتے تھے اور اکثر ان کو مانتے تھے۔ (سورۃ سباء، الآیتان: ۴۰۔۴۱)

نیز اسی طرح فرمانِ باری عز اسمہ ہے:

اور جس دن (خدا) ان کو اور جنھیں یہ خدا کے سوا پوجتے ہیں جمع کرے گا تو فرمائے گا کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا یہ خود گمراہ ہوگئے تھے؟۔ وہ کہیں گے تو پاک ہے ہمیں یہ بات شایاں نہ تھی کہ تیرے سوا اوروں کو دوست بناتے۔ لیکن تو نے ہی ان کو اور انکے باپ دادا کو برتنے کو نعمتیں دیں، یہاں تک کہ وہ تیری یاد کو بھول گئے اور یہ تو تھے ہی تباہ ہونے والی قوم۔ تو (کافرو!) انہوں نے تم کو تمھاری بات میں جھٹلا دیا پس (اب) تم (عذاب کو) پھیر سکتے ہو نہ (کسی سے) مدد لے سکتے ہو۔ اور جو شخص تم میں سے ظلم کریگا ہم اس کو بڑے عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔ (سورۃ الفرقان، الآیتان: ۱۷، ۱۸)

اسی کے مثل اور مشابہ دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

اور جس دن ہم ان کو جمع کرینگے پھر مشرکوں سے کہیں گے کہ تم اور تمھارے شریک اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہو تو ہم انمیں تفرقہ ڈال دینگے اور ان کے شریک (ان سے) کہیں گے کہ تم ہم کو نہیں پوجا کرتے تھے ہمارے اور تمھارے درمیان خدا بطور گواہ کافی ہے۔ ہم تمھاری پرستش سے بالکل بے خبر تھے۔ وہاں ہر شخص (اپنے اعمال کی) جو اس نے آگے بھیجے ہونگے آزمائش کرے گا۔ اور وہ اپنے سچے مالک کی طرف لوٹائے جائینگے اور جو کچھ وہ بہتان باندھا کرتے تھے سب ان سے جاتا رہیگا۔ (سورۃ یونس، الآیات: ۲۸، ۳۰)

قیامت کے روز خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کا مقام

جس تک کسی اول و آخر پیغمبر کی رسائی نہ ہوگی

قیامت کے روز خاتم النبیین حضور ﷺ کا ایسا مقام ہوگا جس تک کسی کی پہنچ نہ ہوگی، بلکہ اس کے قریب تک کوئی نہ آسکے گا۔ اول و آخر تمام مخلوقات آپ کی عظمت و برتری پر رشک کر رہی ہوگی۔ صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلی سائر الانبیاء والمرسلین.

قیامت کے دن سب سے پہلے جس کو خدا کے حضور سربسجود ہونے کا اعزاز حاصل ہوگا وہ آپ ﷺ کی ذاتِ مبارک ہوگی۔ قیامت کے دن سب سے پہلے جس کو شفاعت کرنے کا حق ملے گا اور اس کی شفاعت مقبول بھی ہوگی وہ آپ ﷺ کی ذات ہوگی۔ حضرت ابراہیمؑ کے بعد سب سے پہلے آپ ہی کو لباس پہنایا جائے گا۔ حضرت ابراہیمؑ کو دو سفید کپڑے پہنائے جائیں گے اور آپ ﷺ کو دو سبز کپڑے پہنائے جائیں گے۔ حضرت ابراہیمؑ کو عرشِ خداوندی کے سامنے اور حضور ﷺ کو عرشِ خداوندی کے دائیں طرف بٹھایا جائے گا۔

پھر آپ ﷺ حضرت جبرئیلؑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضورِ خداوندی میں گویا ہونگے یا رب! انہوں نے آپ کی طرف سے مجھے یہ خبر دی تھی کہ آپ نے ان کو میری طرف قاصد بنا کر بھیجا ہے؟ اللہ عزوجل فرمائیں گے: جبرئیل نے سچ کہا تھا۔

مقامِ محمود

کئی طرق سے حضرت مجاہدؒ سے مروی ہے کہ مقامِ محمود کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ ﷺ کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھائیں گے۔ عبداللہ بن سلامؓ سے بھی یونہی مروی ہے۔ ابوبکر مروزیؒ نے اس بارے میں کافی

اقوال جمع کئے ہیں۔ آپ کے علاوہ کئی حضرات اور محدثین ائمہ امام احمدؒ اور اسحاق بن راہویہ جیسے جلیل القدر بزرگوں نے اس کو نقل فرمایا ہے۔

حافظ ابوالحسن الدار قطنیؒ نے (حضور ﷺ کی مدح میں کہے ہوئے) اپنے ایک قصیدہ میں بھی اس بات کو ذکر کیا ہے۔

مفسر ابن جریرؒ فرماتے ہیں اس بات کا انکار یا اثبات مروی نہیں ہے۔

مصنف حضرت امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں: یہ بات حدیث یا وحی کے سوا قبول نہیں کی جاسکتی اور ایسی کوئی حدیث مروی نہیں ہے جس پر اس بات کا مدار ہو سکے۔ امام مجاہدؒ کا قول فقط اس کیلئے دلیل نہیں بن سکتا اگرچہ دوسرے بعض محدثین نے اس کی تائید کی ہو۔

ابوبکر بن ابی الدنیا اپنی سند کے ساتھ علی بن الحسین سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب یوم حشر ہوگا زمین چمڑے کی طرح پھیلا دی جائی گی۔ (بھیڑ کی وجہ سے) کسی انسان کیلئے پاؤں رکھنے سے زیادہ جگہ نہ ہوگی۔ فرمایا: پھر پہلے مجھے بلایا جائے گا، جبرئیلؑ رحمٰن کے حضور میں دائیں طرف ہونگے۔ اللہ کی قسم جبرئیل نے اس سے پہلے رحمٰن عزوجل کو نہ دیکھا ہوگا۔ پھر میں عرض کروں گا: یارب! انہوں نے مجھے خبر دی تھی کہ ان کو آپ نے میرے پاس قاصد بنا کر بھیجا تھا؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اس نے سچ کہا تھا۔ پھر میں شفاعت کروں گا اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کروں گا یارب! تیرے بندے زمین کے اطراف میں پھیلے ہوئے ہیں (اور حساب لئے جانے کے منتظر ہیں)۔[1]

فیصلہ کے وقت اللہ عزوجل کا اہلِ علم سے کلام فرمانا

اور اہلِ علم کا اکرام

طبرانی میں ثعلبۃ بن الحکم سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ جب فیصلہ کیلئے کرسی پر جلوہ افروز ہونگے، علماء سے فرمائیں گے: میں نے اپنا علم و حکم تم کو اس لئے عطا کیا تھا تاکہ میں تمہاری بخشش کردوں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔[2]

اللہ عزوجل کا مؤمنین سے پہلا کلام

ابوداؤد میں معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب کو فرمایا:

اگر تم کہو تو میں تم کو وہ پہلی بات بتاؤں جو اللہ عزوجل مؤمنین سے فرمائیں گے اور جو مؤمنین اللہ عزوجل کی جناب میں عرض کریں گے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا بالکل یارسول اللہ! تب آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ مؤمنین کو فرمائیں گے: کیا تم مجھ سے ملاقات پر راضی ہو؟ مؤمنین عرض کریں گے: جی ہاں پروردگار! پروردگار فرمائیں گے: کس چیز نے تم میں اس کی ہمت پیدا کی؟ وہ عرض کریں گے آپ کے عفو و درگزر اور آپ کی رحمت و خوشنودی نے۔ پروردگار فرمائیں گے: پس آج میں نے تمہارے لئے اپنی رحمت واجب کردی۔[3]

[1] اس روایت کو امام ابن حجرؒ نے المطالب العالیہ رقم الحدیث ۴۶۲۹ پر ذکر فرمایا ہے۔ کنز العمال ۳۹۰۹۴۔

[2] الکبیر للطبرانی الحدیث ۱۳۸۱/۲ [3] ابوداؤد الحدیث ۵۶۴

فصل

جس نے اللہ کی امانت اور عہد میں خیانت کی اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں

فرمانِ باری ہے:

جو لوگ خدا کے عہد و پیمان اور اپنی قسموں (کو بیچ ڈالتے ہیں اور ان) کے عوض تھوڑی سی قیمت حاصل کرتے ہیں ان کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں۔ ان سے خدا نہ کلام کرے گا اور نہ قیامت کے روز ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کو دکھ دینے والا عذاب ہوگا۔ (سورۃ آل عمران، الآیۃ: ۸۸)

اسی طرح دوسری جگہ فرمانِ الٰہی ہے:

جو لوگ (خدا کی) کتاب سے ان (آیتوں اور ہدایتوں) کو جو اس نے نازل فرمائی ہیں چھپاتے اور ان کے بدلے تھوڑی سی قیمت (یعنی دنیاوی منفعت) حاصل کرتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں محض آگ بھرتے ہیں ایسے لوگوں سے خدا قیامت کے دن نہ کلام کریگا اور نہ ان کو (گناہوں سے) پاک کریگا اور ان کے لئے دکھ دینے والا عذاب ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت چھوڑ کر گمراہی اور بخشش چھوڑ کر عذاب خریدا۔ یہ آتشِ (جہنم) کو کیسے برداشت کرنے والے ہیں! یہ اس لئے کہ خدا نے کتاب سچائی کے ساتھ نازل فرمائی۔ اور جن لوگوں نے اس کتاب میں اختلاف کیا وہ ضد میں (آ کر نیکی سے) دور (ہو گئے) ہیں۔ (سورۃ البقرۃ، الآیات: ۱۷۴۔۱۷۶)

یعنی اللہ عزوجل بات کرنے کیلئے ان کی طرف متوجہ ہوگا اور نہ ہی ان پر نظرِ رحمت فرمائے گا بلکہ وہ اس دن پروردگار سے حجاب میں ہونگے۔ بات کرے گا تو بے رخی سے اور حجاب میں کرے گا جیسے فرمانِ باری عزاسمہ ہے:

بیشک یہ لوگ اس روز اپنے پروردگار (کے دیدار) سے اوٹ میں ہونگے۔ (سورۃ المطففین، الآیۃ: ۱۵)

جن و انس سے کلام کے بارے میں فرمانِ باری ہے:

اور جس دن وہ سب (جن و انس) کو جمع کریگا (اور فرمائیگا کہ) اے گروہِ جنات تم نے انسانوں سے بہت (فائدے) حاصل کئے۔ تو جو انسانوں میں ان کے دوست دار ہونگے وہ کہیں گے کہ پروردگار! ہم ایک دوسرے سے فائدہ حاصل کرتے رہے۔ اور (آخر) اس وقت کو پہنچ گئے جو تو نے ہمارے لئے مقرر کیا تھا۔ خدا فرمائے گا (اب) تمہارا ٹھکانا دوزخ ہے ہمیشہ اس میں (جلتے) رہو گے مگر جو خدا چاہے۔ بیشک تمہارا پروردگار دانا اور خبردار ہے (سورۃ الانعام، الآیۃ، ۱۲۸)۔

اور فرمانِ خداوندی ہے:

یہی فیصلہ کا دن ہے (جس میں) ہم نے تم کو اور پہلے لوگوں کو جمع کیا ہے۔ اگر تمہارے پاس کوئی مکر ہے تو تو مجھ سے کھیلو۔ اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے۔ (سورۃ المرسلات، الآیات: ۳۸۔۴۰)

اور فرمانِ خداوندی ہے:

جس دن خدا ان سب کو جلا اٹھائے گا تو جس طرح تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں (اسی طرح) خدا

کے سامنے قسمیں کھائینگے اور خیال کرینگے کہ ایسا کرنے سے کام نکل جائے گا۔ دیکھو! یہ جھوٹے (اور برسرِ غلط) ہیں (سورۃ المجادلۃ، الآیۃ: ۱۸)۔

اور فرمانِ خداوندی ہے:

اور جس روز (خدا) انکو پکاریگا اور کہے گا کہ میرے وہ شریک کہاں ہیں جن کا تمھیں دعوی تھا؟۔ (تو) جن لوگوں پر (عذاب کا) حکم ثابت ہو چکا ہوگا وہ کہیں گے کہ ہمارے پروردگار! یہ وہ لوگ ہیں جن کو ہم نے گمراہ کیا تھا (اب) ہم تیری طرف (متوجہ ہوکر) ان سے بیزار ہوتے ہیں۔ یہ ہمیں نہیں پوجتے تھے اور کہا جائے گا کہ اپنے شریکوں کو بلاؤ تو وہ ان کو پکارینگے اور وہ ان کو جواب نہ دے سکیں گے اور (جب) عذاب کو دیکھ لیں گے (تو تمنا کریں گے کہ) کاش وہ ہدایت یاب ہوتے۔ اور جس روز (خدا) ان کو پکارے گا اور کہے گا کہ تم نے پیغمبروں کو کیا جواب دیا تو وہ اس روز خبروں سے اندھے ہو جائیں گے، اور آپس میں کچھ بھی پوچھ گچھ نہ کر سکیں گے۔ (سورۃ القصص الآیات: ۶۲، ۶۶)

پھر آگے فرمایا:

اور جس دن وہ ان کو پکارے گا اور کہے گا کہ میرے وہ شریک جن کا تمھیں دعوی تھا کہاں ہیں؟ اور ہم ہر ایک امت میں سے گواہ نکال لیں گے پھر کہیں گے کہ اپنی دلیل پیش کرو تو وہ جان لیں گے کہ حق بات خدا کی ہے اور جو کچھ وہ افتراء کیا کرتے تھے ان سے جاتا رہیگا۔ (سورۃ القصص، الآیات: ۷۴۔۷۵)

اس بارے میں کہ اللہ تعالی ہر ایک سے کلام فرمائے گا بہت سی آیات ہیں۔

صحیحین میں عدیؓ بن حاتم سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

تم میں سے ہر ایک سے پروردگار اس حال میں کلام فرمائے گا کہ اس کے اور پروردگار کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا۔ پس پروردگار ایک شخص سے ملاقات فرمائے گا اور (اپنے احسانات شمار کراتے ہوئے) اس کو کہے گا: کیا میں نے تجھ کو عزت نہیں دی؟ کیا تیری شادی نہیں کرائی؟ کیا تیرے لئے گھوڑے اور اونٹ کو مسخر نہیں کیا؟ کیا میں نے تجھے نہیں چھوڑ رکھا تھا کہ تو سردار بنا خوشحالی سے پھرتا رہا؟ وہ عرض کرے گا: بے شک۔ پھر پروردگار فرمائے گا: کیا تجھے میری ملاقات کا یقین تھا؟ وہ کہے گا: نہیں۔ پس پروردگار فرمائے گا: جا آج میں نے بھی تجھے بھلا دیا جیسے تو نے مجھ کو بھلا دیا تھا۔[1]

مذکورہ بالا کلام سے صراحتاً معلوم ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالی اپنے کافر بندے سے بھی کلام فرمائیں گے۔

گناہ گار مسلمان کے ساتھ اللہ کا معاملہ

صحیحین میں ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے روز اللہ تعالیٰ بندے کو اس قدر اپنے قریب کرلیں گے حتی کہ اس پر چھا جائیں گے۔ پھر اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کروائیں گے۔ پروردگار اس کے گناہوں کو یاد دلائیں گے کہ فلاں دن میں تو نے یہ کیا، فلاں دن یہ کیا۔ بندہ اقرار کرے گا اور کہے گا ہاں پروردگار! حتی کہ اس کو یقین ہو جائے گا کہ وہ ہلاک ہو گیا۔ تب

---

[1] بخاری، کتاب الرقاق الحدیث ۶۵۳۹، مسلم کتاب الزکاۃ الحدیث ۲۳۴۵

اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے:

: دیکھ میں نے دنیا میں تیری پردہ پوشی کی، پس جا آج بھی میں نے تجھے بخش دیا۔[1]

فصل

جنت و جہنم کا ظاہر ہونا، میزان عدل کا قائم ہونا اور حساب کتاب کا شروع ہونا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اور جب دوزخ (کی آگ) بھڑکائی جائے گی اور بہشت جب قریب لائی جائے گی تب ہر شخص معلوم کرلے گا کہ وہ کیا لے کر آیا ہے۔ (سورۃ التکویر ۱۲۔۱۴)

دوسری جگہ فرمایا:

اس دن ہم دوزخ سے پوچھیں گے کہ کیا تو بھر گئی؟ وہ کہے گی کہ کچھ اور بھی ہے؟ اور بہشت پرہیزگاروں کے قریب کردی جائیگی (کہ مطلق) دور نہ ہوگی یہی وہ چیز ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا (یعنی) ہر رجوع کرنیوالے حفاظت کرنیوالے سے، جو خدا سے بن دیکھے ڈرتا رہا اور رجوع کرنے والا دل لے کر آیا اس میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ یہ ہمیشہ رہنے کا دن ہے وہاں وہ جو چاہیں گے انکے لئے حاضر ہے اور ہمارے ہاں اور بھی (بہت کچھ) ہے۔ (سورۃ ق، الآیات: ۳۰۔۳۵)

ایک اور جگہ فرمایا:

اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو کھڑی کریں گے تو کسی شخص کی ذرا بھی حق تلفی نہ کی جائے گی۔ اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی (کسی کا عمل) ہوگا تو ہم اس کو لا موجود کرینگے اور ہم حساب کرنے کو کافی ہیں۔ (سورۃ الانبیاء، الآیۃ: ۴۷)

ایک اور جگہ فرمایا:

خدا کسی کی ذرا بھی حق تلفی نہیں کرتا اور اگر نیکی (کی) ہوگی تو اس کو دو چند کردے گا۔ اور اپنے ہاں سے اجر عظیم بخشے گا بھلا اس دن کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے احوال بتانے والے کو بلائینگے اور تم کو ان لوگوں کا (حال بتانے کو) بطور گواہ طلب کرینگے اس روز کافر اور پیغمبر کے نافرمان آرزو کریں گے کہ کاش ان کو زمین میں مدفون کر کے مٹی برابر کردی جاتی۔ اور خدا سے کوئی بات چھپا نہیں سکیں گے۔ (سورۃ النساء، الآیات: ۴۰۔۴۲)

اسی طرح ایک جگہ حضرت لقمانؑ کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا:

(لقمان نے یہ بھی کہا کہ) بیٹا اگر کوئی عمل (بالفرض) رائی کے دانے کے برابر بھی (چھوٹا) ہو اور ہو بھی کسی پتھر کے اندر یا آسمانوں میں (مخفی ہو) یا زمین میں، خدا اس کو قیامت کے دن لا موجود کریگا۔ کچھ شک نہیں کہ خدا باریک بین (اور) خبردار ہے۔ (سورۃ لقمان، الآیۃ: ۱۶)

جزاء سزا کے بارے میں بہت سے آثار ہیں۔ واللہ الموفق للصواب

---

[1] البخاری الحدیث ۲۴۴۱، مسلم الحدیث ۶۹۴۶، ابن ماجہ ۱۸۳

میدانِ محشر میں جہنم کا لایا جانا اور لوگوں پر ظاہر ہونا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اور دوزخ اس دن حاضر کی جائے گی تو انسان اس دن متنبہ ہوگا مگر (اب) انتباہ (سے) اسے (فائدہ) کہاں (مل سکے گا)؟ (سورۃ الفجر، الآیۃ ۲۳)

صحیح مسلم میں عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم کو لایا جائے گا اور اس دن جہنم کی ستر ہزار باگ ڈور ہونگی، ہر باگ کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہونگے جو جہنم کو کھینچ کر لا رہے ہونگے۔[۱]

اس روایت کو امام ترمذیؒ نے مرفوعاً اور امام ابن ماجہ نے موقوفاً روایت کیا ہے۔

جہنم سے ایک گردن کا نکلنا اور اس کا کلام کرنا اور سرکش، مشرکین اور ناحق جان لیوا قاتلین کو جہنم رسید کرنا

مسند احمد میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جہنم سے ایک گردن نکلے گی جو باتیں کرتی ہوگی، وہ کہے گی: مجھ تین آدمیوں پر مقرر کیا گیا ہے سرکش متکبر، اللہ کے ساتھ شریک ٹھیرانے والا اور ناحق کسی کو قتل کرنے والا۔ پس وہ گردن ان لوگوں کی طرف بڑھے گی اور ان کو اٹھا اٹھا کر جہنم کی تاریکیوں میں پھینک دے گی۔[۲]

فرمانِ الٰہی ہے:

جس وقت وہ ان کو دور سے دیکھے گی تو (غضبناک ہو رہی ہوگی اور یہ) اس کے جوشِ (غضب) اور اس کے چیخنے چلانے کو سنیں گے اور جب یہ دوزخ کی کسی تنگ جگہ میں (زنجیروں میں) جکڑ کر ڈالے جائیں گے تو وہاں موت کو پکاریں گے۔ آج ایک ہی موت کو نہ پکارو بہت سی موتوں کو پکارو۔ (سورۃ الفرقان، الآیات: ۱۲-۱۴)

امام شعبیؒ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جس وقت وہ ان کو دور سے دیکھے گی تو غضبناک ہو رہی ہوگی اور یہ اس کے جوشِ غضب اور اس کے چیخنے چلانے کو سنیں گے، اس کا چیخنا چلانا مشرکین کیلئے ہوگا وہ ان پر انتہائی خوفناک طرح سے غضبناک ہو رہی ہوگی۔ العیاذ باللہ۔

حدیث میں ہے

جس شخص نے مجھ پر جھوٹ بولا یا اپنے باپ کے سوا کسی اور کی طرف نسبت کی یا غیر آقاؤں کی طرف نسبت کی، پس وہ جہنم میں دور...... کہیں اپنا ٹھکانہ بنالے۔

کیا جہنم کی آنکھیں ہونگی؟

صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ! کیا جہنم کی آنکھیں بھی ہونگی؟

آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اللہ کا ارشاد نہیں سنا:

جس وقت وہ ان کو دور سے دیکھے گی تو (غضبناک ہو رہی ہوگی اور یہ) اس کے جوشِ (غضب) اور اس

---

[۱] مسلم الحدیث ۷۰۹۳، ترمذی الحدیث ۲۵۷۳ [۲] ترمذی الحدیث ۲۵۷۴، مسند احمد ۳/۴۰

کے چیخنے چلانے کو سنیں گے۔[1]

ابن ابی حاتم نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔

تفسیر ابن جریر میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے، آپؓ نے فرمایا:

ایک شخص کو جہنم کی طرف کھینچا جائے گا تو جہنم اس سے سمٹے گی اور بند ہونے لگے گی۔ رحمٰن عز وجل جہنم سے مخاطب ہو کر فرمائیں گے: تجھے کیا ہو گیا ہے؟ جہنم عرض کرے گی: وہ مجھ سے پناہ مانگ رہا ہے۔ تب پروردگار فرمائیں گے: میرے بندے کو چھوڑ دو۔

اسی طرح ایک شخص کو جہنم کی طرف گھسیٹ کر لایا جارہا ہوگا، وہ کہے گا: یا رب میرا تو تیرے ساتھ ایسا گمان نہ تھا (کہ تو مجھے جہنم میں دھکیل دے گا)۔ پروردگار فرمائیں گے: تیرا کیا گمان تھا؟ وہ عرض کرے گا: میرا تو یہ گمان تھا کہ تیری رحمت مجھ پر حاوی ہو جائے گی۔ پروردگار فرمائیں گے: میرے بندے کو چھوڑ دو۔

اسی طرح ایک شخص کو جہنم کی طرف لایا جارہا ہوگا جہنم اس کی طرف یوں پکارے گی جیسے خچر اونٹنی کو دیکھ کر ہنہناتا ہے (یعنی اس کی طرح تیزی سے چیختی ہوئی لپکے گی) اور جہنم کی آگ یوں سانس لے گی گویا کسی کو اچکے بغیر نہیں چھوڑے گی۔[2] اس روایت کی اسناد صحیح ہے۔

مصنف عبدالرزاق میں عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ جہنم کی آگ خوفناک چنگھاڑ سے بھرپور یوں سانس لے گی کہ کوئی فرشتہ یا نبی بھی ایسا نہ بچے گا جو گر نہ جائے اور اس کا جسم کپکپا رہا ہوگا.......... حتیٰ کہ حضرت ابراہیمؑ (جیسا جلیل القدر پیغمبر) گھٹنوں کے بل اٹھ کر فریاد کرے گا: یا رب! آج کے دن میں تجھ سے اپنی جان کی سلامتی کے سوا کچھ نہیں مانگتا۔

صور پھونکے جانے والی حدیث میں آپ ﷺ کا فرمان ہے:

پھر اللہ تعالیٰ جہنم کو حکم فرمائیں گے تو اس سے ایک انتہائی سیاہ اور دراز گردن ظاہر ہوگی (جو مشرکین، جبارین وغیرہ کی طرف لپکے گی اور) پھر پروردگار فرمائے گا:

اے آدم کی اولاد! ہم نے تم سے کہہ نہیں دیا تھا کہ شیطان کو نہیں پوجنا وہ تمھارا کھلا دشمن ہے اور یہ کہ میری ہی عبادت کرنا یہی سیدھا رستہ ہے اور اس نے تم میں سے بہت سی خلقت کو گمراہ کر دیا تھا تو کیا تم سمجھتے نہیں تھے؟ یہی وہ جہنم ہے جس کی تمھیں خبر دی جاتی تھی۔ (سو) جو تم کرتے رہے ہو اس کے بدلے آج اس میں داخل ہو جاؤ۔ (سورۃ یٰسٓ، الآیات: ۶۰۔۶۴)

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ خلائق پر گزر فرمائیں گے اور تمام امتیں گھٹنوں کے بل گری پڑی ہونگی، یہ مطلب ہے ذیل کے اس فرمانِ باری کا:

اور تم ہر ایک امت کو دیکھو گے کہ گھٹنوں کے بل بیٹھی ہوگی (اور) ہر ایک جماعت اپنی کتابِ (اعمال) کی طرف بلائی جائے گی۔ جو کچھ تم کرتے رہے ہو آج تم کو اس کا بدلہ دیا جائیگا یہ ہماری کتاب تمھارے بارے میں سچ سچ بیان کر دیگی۔ جو کچھ تم کیا کرتے تھے ہم لکھواتے جاتے تھے۔ (سورۃ الجاثیۃ، الآیتان: ۲۸۔۲۹)[3]

---

[1] تفسیر طبری سورۃ الفرقان الآیۃ ۱۲، الحدیث ۱۰/۱۸۷ [2] تفسیر طبری سورۃ الفرقان الآیۃ ۱۲، الحدیث ۱۰/۱۸۷

[3] علامہ بیہقیؒ نے اس حدیث کو البعث والنشور میں تخریج فرمایا ہے، الحدیث ۶۶۹۔

میزانِ عدل کا قائم ہونا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو کھڑی کریں گے تو کسی شخص کی ذرا بھی حق تلفی نہ کی جائے گی۔ اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی (کسی کا عمل) ہوگا تو ہم اس کو لا موجود کرینگے اور ہم حساب کرنے کو کافی ہیں (سورۃ الانبیاء، الآیۃ: ۴۷)

دوسری جگہ فرمایا:

تو جن کے عملوں کے بوجھ بھاری ہونگے وہ فلاح پانے والے ہیں اور جن کے بوجھ ہلکے ہوں گے وہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی ذات کو خسارے میں ڈالا وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ (سورۃ المومنون، الآیتان: ۱۰۲-۱۰۳)

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اور اس روز (اعمال کا) تلنا برحق ہے۔ تو جن لوگوں کے (عملوں کے) وزن بھاری ہونگے وہ تو نجات پانیوالے ہیں اور جن کے وزن ہلکے ہونگے تو یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈالا اس لئے کہ ہماری آیتوں کے بارے میں بے انصافی کرتے تھے، (سورۃ الاعراف، الآیتان: ۸، ۹)

سورۃ القارعۃ میں فرمایا:

تو جس کے (اعمال کے) وزن بھاری نکلیں گے وہ دل پسند عیش میں ہوگا اور جس کے وزن ہلکے نکلیں گے اس کا مرجع ہاویہ ہے اور تم کیا سمجھے کہ ہاویہ کیا چیز ہے؟ (وہ) دہکتی ہوئی آگ ہے (سورۃ القارعۃ، الآیات: ۶-۱۱)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

کہہ دو کہ ہم تمھیں بتائیں جو عملوں کے لحاظ سے بڑے نقصان میں ہیں، وہ لوگ جن کی سعی دنیا کی زندگی میں برباد ہوگئی اور وہ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ اچھے کام کر رہے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں سے اور اسکے سامنے جانے سے انکار کیا۔ پس ان کے اعمال ضائع ہوگئے اور ہم قیامت کے دن ان کے لئے کچھ بھی وزن قائم نہیں کریں گے۔ (سورۃ الکھف، الآیات: ۱۰۳-۱۰۵)

حساب اور فیصلے کے بعد اعمال کا وزن

ابوعبداللہ قرطبیؒ فرماتے ہیں: علماء نے کہا ہے کہ جب حساب کتاب ختم ہو جائے گا اس کے بعد اعمال کا وزن ہوگا کیونکہ وزن بدلہ دینے کیلئے ہوگا لہٰذا مناسب ہے کہ حساب کتاب کے بعد ہو، اس لئے کہ حساب کتاب اعمال کی جنس کیلئے ہوگا آیا نیک عمل ہیں یا بد۔ جب یہ حساب نمٹ جائے گا کہ نیک ہیں یا بد، تب ان کا وزن ہوگا کہ ان کی مقدار کیا ہے؟۔

یہ جو فرمانِ الٰہی ہے کہ ہم قیامت کے دن انصاف کی میزائیں قائم کریں گے[۱] میزان کی جمع استعمال کی گئی ممکن ہے کہ قیامت کے روز کئی میزائیں قائم کی جائیں جن میں اعمال کا وزن کیا جائے۔ یہ احتمال بھی ہوسکتا ہے کہ میزان کی بجائے موزون مراد ہو، یعنی ترازوں کی بجائے تلنے والی اشیاء مراد ہوں۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

---

[۱] الانبیاء الآیۃ ۴۷

میزان کے دو مجسّم پلڑے ہونے کا بیان

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" پر کوئی شیء بھاری نہیں ہو سکتی

مسند احمد میں عبداللہ بن عمرو سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کے سامنے میری امت کے ایک فرد کو بلائیں گے اور اس کے سامنے (اس کے گناہوں کے) ننانوے دفتر پھیلا دیئے جائیں گے ہر دفتر حدِ نگاہ تک پھیلا ہوا ہوگا۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے فرمائیں گے کیا تو ان میں سے کسی چیز کا انکار کرتا ہے کہ میرے نگہبان فرشتوں نے یونہی لکھ دیا ہو؟ وہ عرض کرے گا اللہ: نہیں پروردگار! پروردگار فرمائیں گے: کیا تیرے پاس کوئی عذر یا نیکی ہے؟ بندہ خوفزدہ ہو جائے گا اور کہے گا نہیں اے پروردگار!۔ پروردگار فرمائیں گے: ہمارے پاس تیری ایک نیکی ہے، آج تجھ پہ کچھ ظلم نہیں کیا جائے گا۔ پھر کاغذ کا ایک پرزہ نکالا جائے گا، جس میں مکتوب ہوگا: "اشھدان لاالٰہ الااللہ و اشھدان محمداً عبدہ ورسولہ" پروردگار فرشتوں سے فرمائیں گے اس کو بتا دو۔ وہ بندہ عرض کرے گا: یارب! یہ کاغذ کا ایک پرزہ اتنے سارے گناہوں کے دفاتر کا کیا مقابلہ کرے گا؟ پروردگار فرمائیں گے: آج تجھ پر کچھ ظلم نہ ہوگا۔ پھر وہ دفاتر میزان کے ایک پلّہ میں اور کاغذ کا وہ پرزہ دوسرے پلّہ میں رکھ دیا جائے گا۔ اس کلمہ کے وزن سے دفتروں کا پلّہ ہوا میں اڑنے لگے گا۔ یقیناً "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" پر کوئی شیء بھاری نہیں ہو سکتی۔[1]

ترمذی، ابن ماجہ اور ابن ابی الدنیا نے لیث کی حدیث سے اس کو روایت کیا ہے۔

کیا قیامت کے دن عمل کے ساتھ عامل کا وزن بھی کیا جائے گا؟

مسند احمد میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن میزانیں قائم کی جائیں گی، پھر ایک آدمی کو لایا جائے گا اور ایک پلّہ میں رکھ دیا جائے گا اور اس کے اعمال دوسرے پلّہ میں رکھ دیئے جائیں گے۔ آدمی والا پلّہ جھک جائے گا تو اس کو جہنم کی طرف بھیج دیا جائے گا۔ جب وہ منہ پھیر کر جانے لگے گا تو رحمٰن عزوجلّ کی طرف سے ایک پکارنے والا پکارے گا جلدی مت کرو، اس کا کچھ عمل باقی رہ گیا ہے۔ پھر کاغذ کا ایک پرزہ لایا جائے گا، جس میں مکتوب ہوگا: "لاالٰہ الااللہ" اس کو آدمی کے ساتھ دوسرے پلّہ میں رکھا جائے گا حتیٰ کہ اس پرزہ والا حصہ بھاری ہو جائے گا۔[2]

لیکن اس روایت میں غرابت واجنبیت ہے۔ لیکن ایک فائدہ کا علم ہے کہ آدمی کو بھی اس کے عمل کے ساتھ تولا جائے گا۔

قیامت کے دن "لاالٰہ الااللہ محمداً رسول اللہ" کی شہادۃ میزان میں گناہوں پر بھاری ہو جائے گی

ابن ابی الدنیا میں عبداللہ بن عمرو سے مرفوعاً روایت ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کو میزان کی طرف

---

[1] ترمذی الحدیث ۲۶۳۹۔ ابن ماجہ الحدیث ۴۳۰۰۔ مسند احمد الحدیث ۲/۲۲۱۔

[2] مسند احمد الحدیث ۲/۲۲۱

لایا جائے گا۔اس کے ننانوے رجسٹر نکالے جائیں گے، ہر ایک حدِ نگاہ تک پھیلا ہوگا۔ان میں اس کے گناہ ہونگے۔وہ ایک پلّہ میں رکھ دیئے جائیں گے۔پھر انگلی کے پور جتنا کاغذ کا ایک ٹکڑا نکالا جائے گا جس میں مکتوب ہوگا:"اشھدان لاالٰہ الااللہ وان محمداً عبدہ ورسولہ" وہ دوسرے پلّہ میں رکھ دیا جائے گا۔وہ پرزہ ان سب رجسٹروں پر بھاری ہوجائے گا۔[1]

ابوبکر بن ابی الدنیا سنداً کہتے ہیں: ابن عبداللہ بن سابط سے مروی ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپؓ نے حضرت عمرؓ کی طرف یہ پیغام بھیجا کہ:

قیامت کے دن میزان میں اس کے اعمال بھاری ہونگے، جو دنیا میں حق کی اتباع کے ساتھ اپنے اعمال (کا پلّہ) بھاری کرتا رہے اور وہ اعمال کرنے والے سے بھاری ہوجائیں۔میزان کو لازم ہے کہ جب حق اس میں رکھا جائے تو وہ جھک جائے۔اسی طرح قیامت کو میزان میں اس کے عمل ہلکے ہونگے جو دنیا میں باطل کی اتباع کے ساتھ اپنے اعمال ہلکے کرتا رہا اور وہ باطل کے سامنے ہلکا ہوگیا اور میزان کو لازم ہے کہ جب کل قیامت کے دن باطل اس میں رکھا جائے تو وہ ہلکا ہوجائے۔

قیامت کے دن بندے کے اعمال میں حسنِ اخلاق سب سے بھاری شیٔ ہوگی

مسند احمد میں ابوالدرداءؓ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن بندے کے اعمال میں سب سے بھاری شیٔ حسنِ اخلاق ہوگی۔[2]

اس بارے میں احادیث وارد ہوئی ہیں کہ اعمال کا بذاتہ وزن ہوگا، جیسے صحیح مسلم میں آیا ہے ابو مالک اشعریؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

طہارت نصف ایمان ہے۔الحمدللہ میزان کو بھر دیتا ہے۔سبحان اللہ والحمدللہ آسمان وزمین کے درمیان خلاء کو بھر دیتے ہیں۔نماز نور ہے۔صدقہ برہان ہے۔صبر روشنی ہے اور قرآن تیرے حق میں حجت ہے یا تیرے خلاف حجت ہے۔ہر انسان صبح کرتا ہے اور اپنی جان کو بیچ دیتا ہے یا تو اس کو (جہنم سے) آزاد کرالیتا ہے یا اس کو ہلاک کر دیتا ہے۔[3]

الحمدللہ میزان کو بھر دیتا ہے، سے ثابت ہوتا ہے کہ عمل بذات خود ایک جسمانی حیثیت سے قائم ہوگا۔ورنہ تو عمل کیلئے عامل کا سہارا ضروری ہے۔لہٰذا معلوم ہوا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ عمل کو جسم عطا کر دیں گے جو میزان میں رکھا جائے گا۔ابن ابی الدنیا میں مذکور روایت بھی اس پر دلیل ہے:

کہ ابوالدرداءؓ سے مروی ہے، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

سب سے وزنی شیٔ جو میزان میں رکھی جائے گی وہ عمدہ اخلاق ہیں۔[4]

اسی طرح امام احمد نے الفاظ کی معمولی ترمیم کے ساتھ مزید کئی طرق سے اس کو نقل کیا ہے۔

---

[1] التذکرۃ للقرطبی ۲/۳۷۵
[2] ترمذی الحدیث ۲۰۰۲، ابوداؤد کتاب الادب الحدیث ۴۷۹۹، مسند احمد الحدیث ۶/۴۴۲، والحدیث ۶/۴۴۶
[3] مسلم کتاب الطہارۃ الحدیث ۵۳۳، ترمذی الحدیث ۳۵۱۷، مسند احمد ۵/۳۴۲
[4] مسند احمد الحدیث ۶/۴۴۲۔ابوداؤد الحدیث ۴۷۹۹۔ترمذی الحدیث ۲۰۰۲

مسند احمد میں ہی ابی سلام حضور ﷺ کے کسی آزاد کردہ غلام کے واسطہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

واہ! واہ! میزان میں پانچ چیزیں کس قدر وزنی ہیں!! لاالٰہ الا اللہ. اللہ اکبر. سبحان اللہ. الحمدللہ اور نیک بچہ، جس کی وفات ہو جائے تو اس کا والد خدا سے ثواب کی امید رکھے (اور صبر کرے)۔

اور فرمایا:

پانچ چیزوں کا کیا ہی کہنا!! جو اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ ان پانچ چیزوں پر یقین کامل رکھتا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا، اللہ پر ایمان رکھے۔ یومِ آخرت پر ایمان رکھے۔ جنت پر ایمان رکھے۔ جہنم پر ایمان رکھے اور موت کے بعد اٹھائے جانے اور حساب کتاب پر ایمان رکھے۔[1]

امام احمد اس روایت میں منفرد ہیں۔

اسی طرح دوسری روایت ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ اعمال مجسم ہو جائیں گے:

سورۂ بقرۃ اور آلِ عمران قیامت کے روز سائبان کی طرح آئیں گی ان کے دو پر ہونگے جس سے وہ اپنے پڑھنے والوں کا دفاع کر رہی ہونگی۔[2]

یعنی دونوں سورتوں کی تلاوت کا ثواب قیامت کے روز مجسم شکل ہو جائے گا۔

یہ بھی ممکن ہے کہ مکتوب کاغذ میزان میں رکھا جائے۔ جیسے مذکورہ احادیث سے ثابت ہوا۔ اور یہ بھی آیا ہے کہ عامل کا وزن کیا جائے گا جیسے بخاری میں ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن انتہائی فربہ جسم شخص کو پیش کیا جائے گا لیکن اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی اس کا وزن نہ ہوگا۔

پھر فرمایا: اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ سکتے ہو۔ جس کا ترجمہ درج ذیل ہے:

ترجمۂ آیت: اور ہم قیامت کے دن ان کے لئے کچھ بھی وزن قائم نہیں کرینگے۔ (سورۃ الکھف، الآیۃ: ۱۰۵)۔

بخاری و مسلم میں دوسری روایتوں سے بھی یہ روایت مروی ہے۔[3]

ابن ابی حاتم نے مذکورہ روایت اپنی سند کے ساتھ کچھ مختلف الفاظ میں یوں نقل کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

ایک بہت کھانے پینے والے شخص کو لایا جائے گا اور ایک رائی کے دانے کے ساتھ اس کو ہم وزن کیا جائے گا مگر وہ اس کے برابر نہیں پہنچ سکے گا۔[4]

اس روایت کو بخاری کے الفاظ میں ابن جریر نے بھی مرفوعاً روایت کیا ہے۔

مسندِ البزار میں حضرت بریدہؓ سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسولِ اکرم ﷺ کے پاس حاضر تھے کہ ایک قریشی

---

[1] مسند احمد، الحدیث ۴/ ۲۳۷۔ مجمع الزوئد للہیثمی الحدیث ۱۰/ ۴۹۔ [2] مسلم الحدیث ۱۸۷۱۔ مسند احمد الحدیث ۴/ ۱۸۳، الحدیث ۵/ ۲۴۹۔ مسند الدارمی الحدیث ۲/ ۴۵۰ [3] بخاری الحدیث ۴۷۲۹، مسلم ۶۹۷۶، مسند احمد ۵/ ۱۵۴، ۵/ ۱۷۷ [4] تفسیر الطبری سورۃ الکہف الآیۃ ۱۰۳، الحدیث ۹/ ۳۵

ایک جوڑے میں اکڑتا ہوا آیا۔ جب وہ رسولِ اکرم ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ ﷺ نے مجھے مخاطب ہو کر فرمایا:

اے ابو بریدۃ! یہ شخص ان لوگوں میں سے ہے، جن کے بارے یہ ارشاد ہے:

اور ہم قیامت کے دن ان کے لئے کچھ بھی وزن قائم نہیں کرینگے۔ (سورۃ الکھف، الآیۃ: ۱۰۵)۔[۱]

مسند احمد میں ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ میری ٹانگیں نازک سی تھیں، تیز ہوا چلی تو میں ڈگمگا گیا اس پر حاضرین قوم ہنس دیئے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: تم کیوں ہنسے؟ وہ بولے یارسول اللہ! اس کی کمزور ٹانگوں کی وجہ سے ہم کو ہنسی آ گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

قسم ہے اس ذات کی جس کے دستِ تصرف میں میری جان ہے! میزان میں ان کا وزن بہت زیادہ ہوگا۔[۲]

امام احمد اس کی روایت میں منفرد ہیں لیکن پھر بھی اس کی سند جید اور قوی ہے۔

جامع روایت

اس طرح بہت سی روایات اس بارے میں آئی ہیں۔ مسند احمد کی کاغذ کے پرزے والی روایت میں وارد ہے کہ کاغذ کا عامل کے ساتھ وزن کیا جائے گا۔ اس روایت کے ساتھ سب روایتیں سمجھ میں آ جاتی ہیں۔

مسند احمد میں ہے حسن سے مروی ہے کہ حضرت عائشہؓ نے آپ ﷺ سے سوال کیا: یارسول اللہ! کیا قیامت کے دن آپ اپنے اہل کو یاد رکھیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

(ہر جگہ یاد رکھوں گا) لیکن تین جگہوں میں نہیں کتاب، میزان اور پل صراط۔[۳]

کتاب کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ جب (مجموعی) کتاب الاعمال تمام امتوں کے سامنے رکھی جائے گی۔ دوسرا مطلب یہ بھی ممکن ہے کہ جب لوگوں کے اعمال نامے اڑ اڑ کران کے پاس پہنچیں گے، کوئی نیک بخت اپنا عمل نامہ دائیں ہاتھ میں لے رہا ہوگا اور کوئی سیاہ بخت بائیں ہاتھ میں، وہ وقت مراد ہے۔

بیہقی میں حضرت حسن سے مروی ہے کہ حضرت عائشہؓ رو رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: اے عائشہ! کیوں رو رہی ہو؟ عرض کیا مجھے اہلِ جہنم کا ذکر یاد آیا تو رونا آ گیا، کیا آپ قیامت کے دن اپنے اہلِ خانہ کو یاد رکھیں گے؟ فرمایا: لیکن تین جگہوں میں کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا ایک تو جب میزان رکھی جائے گی اور جب تک یہ پتہ نہ چل جائے گا کہ اس کا عمل بھاری ہے یا ہلکا۔ دوسرا جب وہ کہے گا: آؤ اپنا نامہ (اعمال) پڑھو۔[۴] اس وقت اعمال نامے اڑے پھریں گے اس وقت کوئی بات چیت نہ کرے گا جب تک کہ اسے یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اس کا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں ملتا ہے یا پیٹھ پیچھے بائیں ہاتھ میں ملتا ہے۔ اور تیسرا جب پل صراط کو جہنم پر رکھ دیا جائے گا۔[۵] اس روایت کے راوی یونس کہتے ہیں مجھے شک ہے کہ حضرت حسن نے مزید یہ بھی کہا تھا: جہنم کے آنکڑے اچک رہے ہونگے اور اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ جس کو چاہے روک رہا ہوگا، تو اس موقعہ پر بھی کوئی کسی کو یاد نہ کرے گا حتی کہ وہ جان لے نجات پا گیا ہوں یا نہیں۔

اس کے بعد امام بیہقیؒ ایک اور سند کے ساتھ دوسری روایت ذکر فرماتے ہیں کہ حضرت حسن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کو جہنم کا ذکر یاد آیا تو آپ رو پڑیں۔ آگے وہی حدیث ذکر کی ہے صرف اس فرق کے

---

[۱] مسند البزار ارالحدیث ۲۹۵۶۔ [۲] مسند احمد الحدیث ۱/۱۱۴ وا/۴۲۱ [۳] مسند احمد الحدیث ۶/۱۰۱/۴[۴] (سورۃ الحاقۃ، الآیۃ ۱۹) [۵] ابوداؤد الحدیث ۴۷۵۵۔ مسند احمد الحدیث ۶/۲۱۹

ساتھ کتاب کے وقت بھی کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا جس وقت کہا جائے گا: آ ؤ اپنا نامہ اعمال پڑھو، اس وقت تک کہ یہ پتہ نہ چل جائے کہ اس کا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں ملے گا یا بائیں ہاتھ میں یا پیٹھ پیچھے سے۔ اور پل صراط کے وقت جب جہنم پر اس کو بچھایا جائے گا۔

عائشہ بنت ابی بکر الصدیقؓ سے روایت کا دوسرا طریق

مسند احمد میں دوسرے طریق سے مذکور ہے، قاسم بن محمد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا قیامت کے دن دوست اپنے دوستؐ کو یاد رکھے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

اے عائشہ! لیکن تین موقعوں پر (کوئی کسی کو یاد نہیں رکھے گا)، میزان کے وقت جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اس کا پلّہ بھاری ہے یا ہلکا؟ دوسرا صحیفوں کے اڑنے کے وقت جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے یہ صحیفۂ عمل اس کو دائیں ہاتھ میں ملے گا یا بائیں میں؟۔ تیسرا اس وقت جب جہنم سے گردن نکلے گی، وہ لوگوں پر چھا جائے گی۔ غیظ وغضب کے مارے ان پر چنگھاڑے گی اور کہے گی: مجھے تین آدمیوں پر مامور کیا گیا ہے، ایک وہ جس نے اللہ کے ساتھ شریک ٹھیرایا، دوسرا وہ جو اللہ پر ایمان نہیں لایا اور تیسرا ہر جابر وسرکش۔ پھر وہ ان تین قسم کے افراد کو اچک اچک کر جہنم کے اندھیروں میں پھینک دے گی۔ اس دن جہنم پر بال سے زیادہ باریک تلوار سے زیادہ تیز ایک پل ہوگا اس پر نوک دار کھینچنے والے آنکڑے ہونگے، جس کو اللہ تعالیٰ چاہیں گے، وہ اس کو کھینچ کھینچ کر جہنم کا ایندھن بنا رہے ہونگے۔ کوئی اس پل سے پلک جھپکنے کی مانند گزر جائے گا، کوئی بجلی کی طرح، کوئی ہوا کی طرح، کوئی گھڑسوار کی طرح اور کوئی کسی اور سوار کی طرح اس کو پار کرے گا۔ ملائکہ اس وقت کہہ رہے ہونگے رب سلم رب سلم یا رب سلامتی فرما یا رب سلامتی فرما۔ پس کوئی خیریت کے ساتھ گزر جائے گا کوئی زخمی حالت میں نکلے گا اور کوئی اوندھے منہ جہنم میں گرے گا۔[1]

قیامت کے روز حضور ﷺ کہاں کہاں ہونگے؟

حضرت انسؓ سے مروی ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ میری شفاعت فرمائیں گے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ عرض کیا میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟ فرمایا: پہلے مجھے پل صراط پر تلاش کرنا۔ عرض کیا اگر وہاں میں آپ کو نہ پاسکوں؟ فرمایا: پھر حوض کے پاس۔ عرض کیا اگر وہاں بھی میں آپ کو نہ پاسکوں؟ فرمایا: پھر میزان کے پاس تب میں نے عرض کیا میں قیامت کے دن ان جگہوں پر ضرور تلاش کروں گا۔[2]

شقی یا سعید؟

حافظ ابو بکر بیہقیؒ نے اپنی سند کے ساتھ انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن ابن آدم کو لایا جائے گا اور میزان کے دو پلّوں کے درمیان کھڑا کر دیا جائے گا۔ اگر اس

---

[1] مسند احمد الحدیث ۶/۱۱۰۔ مجمع الزوائد الحدیث ۱۰/۳۵۸۔ کنز العمال الحدیث ۳۹۰۴۰۔ [2] ترمذی الحدیث ۲۴۳۳، مسند احمد الحدیث ۳/۱۷۸

کا عمل نامہ بھاری ہوا تو فرشتہ تیز آواز سے پکارے گا، جس کو تمام مخلوق سنے گی: فلاں شخص کامیاب ہوگیا، اب کبھی وہ ناکام نہیں ہوگا۔ اگر اس کا عمل نامہ ہلکا رہا تو فرشتہ تیز آواز سے پکارے گا، جس کو تمام مخلوق سنے گی: فلاں بد بخت ہوگیا اب کبھی وہ فلاح نہیں پا سکے گا۔[1]

حافظ بیہقی روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں اس روایت کی اسناد ضعیف ہے۔

مسند البزار اور ابن ابی الدنیا میں سند اًمذکور ہے عبید اللہ بن ابی الغرار فرماتے ہیں:

میزان کے پاس ایک فرشتہ ہوگا۔ جب بندہ کا وزن ہوگا تو وہ پکارے گا فلاں بن فلاں کا میزان بھاری ہوگیا لہذا وہ کامیاب ہوگیا، اب کبھی وہ ناکام نہیں ہوگا۔ فلاں بن فلاں کا میزان ہلکا ہوگیا لہذا وہ بد بخت ہوگیا اب کبھی وہ فلاح نہیں پا سکے گا۔

ابن ابی الدنیا میں ہے حضرت حذیفہ فرماتے ہیں:

قیامت کے دن حضرت جبرئیلؑ میزان پر نگہبان ہونگے۔ لوگ ایک دوسرے کے پاس آئیں گے۔ اس دن سونا ہوگا نہ چاندی۔ ظالم کی نیکیاں مظلوم کو دلوائی جائیں گی، اگر ظالم کے پاس نیکی نہ ہونگی تو مظلوم کی برائیاں ظالم کے کھاتے میں ڈال دی جائیں گی۔

ابن ابی الدنیا میں ابوالاخوص فرماتے ہیں: حضرت سلمانؓ کے پاس قریش اپنی بڑائیاں بیان کرنے لگے تو حضرت سلمانؓ نے فرمایا: لیکن میں تو ایک گندے قطرے سے پیدا ہوا ہوں، پھر بدبودار مردے کی حالت میں بدل جاؤں گا پھر میزان قائم ہوگی تب اگر میری میزان بھاری رہی تو میں عزت دار ہوں، لیکن اگر میری میزان ہلکی پڑ گئی تو میں بد بخت ہوں۔

ابن الاخوص فرماتے ہیں: کیا تو جانتا ہے کس چیز میں نجات ہے؟ اگر بندہ کی میزان بھاری ہوگئی تو اس مجمع میں نداء دی جائے گی جہاں اول و آخر تمام مخلوق حاضر ہوگی کہ فلاں بن فلاں کامیاب ہوگیا، اب کبھی وہ ناکام نہیں ہوگا۔ اگر اس کی میزان ہلکی رہی تو پکارا جائے گا فلاں بن فلاں بد بخت ہوگیا اب کبھی وہ فلاح نہیں پا سکے گا۔

بیہقی میں ہے ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ بن الخطاب نے عرض کیا یا محمد (رسول اللہ)! ایمان کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تو اللہ پر ایمان لائے، اس کے ملائکہ پر، اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے۔ جنت، جہنم، میزان اور موت کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لائے۔ جب تو نے یہ کر لیا تو بس تو مؤمن ہے۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا جی ہاں (میں بھی ایمان لایا) یا کہا آپ نے سچ فرمایا۔[2]

حضرت شعبہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود کا ارشاد ہے کہ میزان عمل کے پاس لوگوں کا ازدحام اور رش ہوگا۔

ابن ابی الدنیا میں ہے کہ حضرت سلمان فارسیؓ نے فرمایا: میزان رکھی جائے گی۔ اس کے دو پلے ہونگے اگر ایک پلّہ میں آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی تمام اشیاء رکھ دی جائیں تو وہ سب پلّہ میں سما جائیں گی۔ ملائکہ عرض کریں گے: یا رب! اس میں کس کا عمل تولا جائے گا؟ پروردگار فرمائے گا: اپنی مخلوق میں سے جس کا میں چاہوں

---

[1] مجمع الزوائد الحدیث ۱۰/۳۵۳۔ [2] مسند احمد الحدیث ۴/۱۱۴۔ شعب للبیہقی الحدیث ۱۸۰، ۲۵۶، ۲۷۸۔

گا۔ فرشتے عرض کریں گے پروردگار! ہم نے تیری عبادت کا حق ادا نہیں کیا۔

ابن ابی الدنیا میں حماد بن ابراہیم آیتِ ذیل کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو کھڑی کریں گے۔ (سورۃ الانبیاء الآیۃ: ۴۷) کہ ایک آدمی کا عمل لایا جائے گا اور ترازو کے پلّہ میں رکھ دیا جائے گا پھر بادل کی مثل کوئی شئ لائی جائے گی وہ دوسرے پلّہ میں رکھ دی جائے گی، بادل والا پلّہ جھک جائے گا تو اس سے پوچھا جائے گا جانتا ہے یہ کیا شئ ہے؟ یہ وہ علم ہے جو تو نے پڑھا اور آگے پڑھایا، انہوں نے پڑھ کر تیرے بعد اس پر عمل کیا۔

ابن ابی الدنیا میں سعید بن جبیر سے مروی ہے وہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں:

قیامت کے دن لوگوں کا حساب کتاب کیا جائے گا۔ جس کی نیکیاں بدیوں سے ایک نیکی میں بھی زیادہ ہوئیں وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ جس کی بدیاں نیکیوں سے ایک بدی میں بھی زیادہ ہوئیں وہ جہنم میں داخل ہو جائے گا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

تو جن کے (عملوں کے) بوجھ بھاری ہوں گے وہ فلاح پانے والے ہیں۔ اور جن کے بوجھ ہلکے ہوں گے وہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے تئیں خسارے میں ڈالا ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ (سورۃ المومنون، الآیتان ۱۰۲۔۱۰۳)

پھر آپؓ نے فرمایا: میزانِ عمل رائی کے دانہ کے برابر بھی ظاہر کر دے گی، یا تو اس سے اٹھ جائے گی یا جھک جائے گی۔

ابن ابی الدنیا میں حضرت حسنؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آدم سے تین عذر فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا:

اے آدم! اگر میں جھٹلانے والوں پہ لعنت نہ کرتا اور جھوٹ اور حلف سے بغض نہ رکھتا تو آج مجھے تیری ذریت پر شدتِ عذاب سے رحم آ جاتا۔ (لیکن چونکہ مجھے ان چیزوں سے بغض ہے) اس لئے مجھ پر لازم ہے کہ جس نے میرے رسولوں کو جھٹلایا اور میری نافرمانی کی میں ان سے جہنم کو بھردوں گا۔ اے آدم جان لے! میں تیری اولاد میں سے کسی کو آگ کا عذاب نہیں دوں گا اور نہ کسی کو جہنم میں داخل کروں گا سوائے اس کے جس کے متعلق میرے علم میں یہ بات آ چکی ہے کہ اگر میں اسکو دوبارہ دنیا میں لوٹا دوں تو وہ پہلے سے بھی زیادہ شر کی طرف بڑھے گا۔ اے آدم! آج تو میرے اور اپنی اولاد کے درمیان عدل کرنے والا ہے، پس جا! میزان کے پاس کھڑا ہو جا، دیکھ ان کے اعمال میں کیا چیز وزنی ہے؟ اگر کسی کی بھلائی اس کی بدی سے ایک ذرہ بھی زیادہ ہے تو اس کیلئے جنت ہے، تاکہ اس کو پتہ چل جائے کہ میں ظالم کے سوا کسی کو عذاب نہیں دوں گا۔

ابن ابی الدنیا میں ابوامامہؓ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

جب قیامت کا دن ہوگا، لوگوں کا ایک بڑا انبوہ کھڑا ہوگا جو (کثرتِ تعداد کی وجہ سے) افق کو بھردے گا ان کا نور آفتاب کی طرح ہوگا۔ اس کے ساتھ آواز دی جائے گی یہ نبی اُمی کا ہے۔ یہ سن کر ہر نبی متجسس ہو جائے گا، تب کہا جائے گا یعنی محمد اور اس کی امت کا گروہ ہے۔ پھر دوسرا ایک جتھہ کھڑا ہوگا جو (کثرتِ تعداد کی وجہ سے) افق کو بھردے گا ان کا نور چودہویں کے ماہتاب کی طرح ہوگا۔ اس کے ساتھ آواز دی جائے گی یہ نبی اُمی کا ہے۔ یہ

سن کر ہر نبی متجسس ہو جائے گا، تب کہا جائے گا یعنی محمد اور اس کی امت کا گروہ ہے۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ آئیں گے اور فرمائیں گے: اے محمد! یہ میری طرف سے تیرے لئے (ہدیہ) ہے۔ یہ میری طرف سے تیرے لئے (ہدیہ) ہے۔ پھر میزان رکھی جائے گی اور حساب کتاب شروع ہو جائے گا۔

فصل

میزان کے متعلق علماء کے اقوال

امام قرطبیؒ نے بعض علماء سے نقل کیا ہے کہ میزان کے عظیم پلڑے ہیں۔ اگر کسی ایک پلڑے میں زمین وآسمان رکھ دیئے جائیں تو وہ پلڑا دونوں کو کافی ہو جائے گا۔ نیکیوں کا پلڑا تو نور ہے اور دوسرا ظلمت ہے۔ یہ ترازو اللہ کے عرش کے سامنے نصب ہے۔ عرش کے دائیں طرف جنت ہے۔ نور کا پلڑا اس کی طرف ہے۔ عرش کے بائیں طرف جہنم ہے اور ظلمت کا پلڑا اس کی طرف ہے۔

معتزلہ نے میزان کا انکار کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں اعمال عرض ہیں، جن کا کوئی جسم نہیں تو ان کا وزن کیسے ہو سکتا ہے۔ اس کے جواب میں فرمایا کہ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ اعراض کو اجسام عطا فرمائیں گے اور ان کا وزن کیا جائے گا۔ امام قرطبیؒ فرماتے ہیں صحیح یہ ہے کہ اعمال کے رجسٹروں کا وزن کیا جائے گا۔ لیکن مصنف علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں: پہلے تصریح کے ساتھ گزر چکا کہ اعمال کو جسم مل کر وزن ہو سکتا ہے اسی طرح ان کے رجسٹروں کا وزن ہو سکتا ہے اور بذاتِ خود عامل کا وزن کیا جانا بھی ممکن ہے۔ قرطبیؒ فرماتے ہیں مجاہد، ضحاک اور اعمش سے مروی ہے کہ میزان سے مراد عدل اور فیصلہ ہے۔ اور وزن کا ذکر مثالاً کیا گیا ہے، جیسے کہا جاتا ہے یہ بات اس وزن کی ہے۔ مصنفؒ فرماتے ہیں ممکن ہے کہ ان علماء نے یہ تفسیر ذیل کی آیت کی وجہ سے کی ہو:

اور اسی نے آسمان کو بلند کیا اور ترازو قائم کی کہ ترازو (سے تولنے) میں حد سے تجاوز نہ کرو۔ اور انصاف کے ساتھ ٹھیک تولو۔ اور تول کم مت کرو۔ (سورۃ الرحمٰن، الآیات: ۷۔۹)

ووضع المیزان سے مراد عدل ہے۔ اللہ نے بندوں کو اس کا حکم فرمایا ہے۔ احادیث اور قرآن میں میزان کا ذکر شیءِ محسوس کیلئے آیا، جیسے فرمایا "فمن ثقلت موازینہ ومن خفت موازینہ"

میزان ہر شخص کیلئے قائم نہیں ہوگی

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں: میزان برحق ہے، لیکن ہر ایک کے حق میں نہیں ہے۔ اس پر خدا تعالیٰ کا فرمان دلیل ہے: گنہگار اپنے چہرے ہی سے پہچان لئے جائیں گے تو پیشانی کے بالوں اور پاؤں سے پکڑ لئے جائیں گے۔ (سورۃ الرحمٰن، الآیۃ: ۴۱)

اسی طرح آپ ﷺ کا فرمان ہے: پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اے محمد! اپنی امت میں سے، جس پر حساب کتاب نہیں ہے اس کو جنت میں دائیں دروازے سے داخل کر لے۔ اور وہ باقی امور میں لوگوں کے شریک کار ہونگے۔

مصنفؒ فرماتے ہیں: ستر ہزار اشخاص کے بارے میں احادیث تواتر کے ساتھ ثابت ہیں کہ وہ بغیر حساب

کتاب جنت میں جائیں گے۔لیکن اس سے لازم نہیں آتا کہ ان کے اعمال کا وزن بھی نہ کیا جائے ،اس میں کلام ہے،کیونکہ اعمال نیکو کاروں کے بھی وزن کئے جائیں گے محض اس لئے کہ حاضرین محشر پران کی عظمت ظاہر ہو۔اسی طرح کفار خواہ ان کے پاس کوئی سودمند نیکی نہ ہو تب بھی ان کے اعمال کا وزن ہوگا تاکہ ان کے کفر و بدبختی کا اندازہ کیا جا سکے اور حاضرینِ محشر پران کی شقاوت ظاہر ہو سکے۔

کیا آخرت میں کافر سے عذاب کی تخفیف ہوگی؟

حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی پر ایک نیکی کا ظلم بھی نہیں فرماتے یعنی اگر کسی کافر سے کوئی نیکی سرزد ہو تو اس کو بھی اس کا بدلہ عطا فرمادیتے ہیں اس طرح کہ دنیا میں اس کو عیش وعشرت سے نواز دیتے ہیں حتیٰ کہ وہ اللہ کے پاس حاضر ہوتا ہے تو اس کے پاس کوئی نیکی نہیں رہتی۔

لیکن التذکرۃ میں امام قرطبیؒ نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ کافر کوئی صدقہ کرے یا صلہ رحمی وغیرہ نیکی کا کام کرے تو اس سے عذاب میں تخفیف کی جاتی ہے۔انہوں نے جناب ابی طالب کے قصہ سے اس پر دلیل لی ہے،کہ ان کی نیکی اور حضور ﷺ کی مدد کے صلہ میں ان پر عذاب میں تخفیف کی جائے گی اور آگ کے صرف جوتے پہنائے جائیں گے،جس سے ان کا دماغ کھولے گا۔

حضرت مصنفؒ فرماتے ہیں ممکن ہے یہ خصوصیت صرف حضرت جناب ابی طالب کے ساتھ ہو کیونکہ انہوں نے حضور ﷺ کی بے انتہاء مدد و نصرت فرمائی تھی۔

امام قرطبی اپنی رائے پر اس آیت سے دلیل پکڑتے ہیں:

اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو کھڑی کریں گے تو کسی شخص کی ذرا بھی حق تلفی نہ کی جائے گی اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی (کسی کا عمل) ہوگا تو ہم اس کو لاموجود کرینگے اور ہم حساب کرنے کو کافی ہیں۔(سورۃ الانبیاء،الآیۃ:۴۷)

مصنفؒ فرماتے ہیں یہ آیت عموم پر دلیل ہے،کہ کسی پر ظلم نہیں کیا جائے گا اور کافرین پر بھی ظلم نہیں ہوگا اور ان کو ہم پہلے ہی دنیا میں ان کی نیکی کا بدلہ دے چکے ہونگے لہذا کافروں کو اس آیت کے عموم سے خاص کرلیا جائے گا۔اسی طرح آپ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ عبداللہ بن جدعان مہمان نوازی کرتا تھا،صلہ رحمی سے پیش آتا تھا اور غلاموں کو آزاد کراتا تھا تو کیا یہ باتیں اس کے لئے سودمند ثابت ہونگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا:نہیں! کیونکہ اس نے کبھی زندگی میں لا الہ الا اللہ نہیں کہا۔اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:اور جو انہوں نے عمل کئے ہوں گے ہم ان کی طرف متوجہ ہونگے تو ان کو اڑتی خاک کردیں گے۔(سورۃ الفرقان،الآیۃ:۲۳)

اسی طرح فرمایا:یہاں تک کہ جب اس کے پاس آئے گا تو اسے کچھ بھی نہ پائے گا۔اور خدا ہی کو اپنے پاس دیکھے تو وہ اسے اس کا حساب پورا پورا چکادے اور خدا جلد حساب کرنیوالا ہے۔(سورۃ النور،الآیۃ:۳۹)

اور فرمایا:جن لوگوں نے اپنے پروردگار سے کفر کیا انکے اعمال کی مثال راکھ کی سی ہے کہ آندھی کے دن اس زور کی ہوا چلے (کہ) اسے اڑا لے جائے۔(سورۃ ابراھیم،الآیۃ:۱۸)

اور فرمایا؛اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے اعمال (کی مثال ایسی ہے) جیسے میدان میں ریت کہ پیاسا اسے پانی سمجھے۔یہاں تک کہ جب اس کے پاس آئے تو اسے کچھ بھی نہ پائے۔اور خدا ہی کو اپنے پاس دیکھے تو وہ

اسے اس کا حساب پوا پورا چکا دے اور خدا جلد حساب کرنیوالا ہے۔ (سورۃ النور، الآیۃ: ۳۹)

مترجم اصغر عرض کرتا ہے ناقص رائے میں مصنف ابن کثیرؒ کی بات زیادہ قوی ہے کیونکہ اکثر نصوص اسی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

فصل

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں: جس کی نیکیاں برائیوں سے ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی زیادہ ہوئیں وہ جنت میں داخل ہوجائے گا، جس کی برائیاں اس کی نیکیوں سے ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی زیادہ ہوئیں تو وہ جہنم میں داخل ہوجائے گا، اِلّا یہ کہ اللہ عزّ وجل اس کی بخشش فرمادیں اور جس کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوگئیں وہ اعراف میں داخل ہوگا۔

اس روایت کے مثل حضرت ابن مسعودؓ سے بھی ایک روایت مروی ہے۔ مصنفؒ فرماتے ہیں قرآن کی یہ آیت بھی اس کی شاہد ہے:

خدا کسی کی ذرا بھی حق تلفی نہیں کرتا اور اگر نیکی (کی) ہوگی تو اس کو دو چند کردے گا۔ اور اپنے ہاں سے اجر عظیم بخشے گا۔ (سورۃ النساء، الآیۃ: ۴۰)

لیکن اگر کسی کی نیکی اس کی برائیوں سے ایک نیکی میں زیادہ ہوئیں اور وہ جنت میں داخل ہوگیا تو کیا اس کی تمام نیکیاں اس کے لئے رفعِ درجات کا سبب بنیں گی یا نہیں اور اس کی برائیاں کالعدم ہوجائیں گی یا نہیں اس کا کوئی علم نہیں۔

اللہ تعالیٰ کے سامنے پیشی، صحائفِ اعمال کا اڑنا اور اللہ تعالیٰ کا حساب کتاب لینا

فرمانِ الٰہی ہے:

اور جس دن ہم پہاڑوں کو بلائیں گے اور تم زمین کو صاف میدان دیکھو گے اور ان (لوگوں) کو ہم جمع کرلیں گے تو ان میں سے کسی کو بھی نہیں چھوڑیں گے۔ اور سب تمہارے پروردگار کے سامنے صف باندھ کر لائے جائینگے (تو ہم ان سے کہیں گے کہ) جس طرح ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا (اسی طرح آج) تم ہمارے سامنے آئے لیکن تم نے تو یہ خیال کررکھا تھا ہم نے تمھارے لئے (قیامت کا) کوئی وقت مقرر ہی نہیں کیا۔ اور (عملوں کی) کتاب (کھول کر) رکھی جائے گی تو تم گناہگاروں کو دیکھو گے کہ جو کچھ اس میں (لکھا) ہوگا اس سے ڈر رہے ہونگے اور کہیں گے ہائے شامت یہ کیسی کتاب ہے کہ نہ چھوٹی بات کو چھوڑتی ہے نہ بڑی بات کو (کوئی بات نہیں) مگر اسے لکھ رکھا ہے اور جو عمل کئے ہونگے سب کو حاضر پائیں گے۔ اور تمھارا پروردگار کسی پر ظلم نہیں کریگا۔ (سورۃ الکھف، الآیات: ۴۷۔۴۹)

ایک جگہ فرمایا:

کہہ دو کہ بے شک پہلے اور پچھلے (سب) ایک روز مقرر کئے وقت پر جمع کئے جائیں گے۔ (سورۃ الواقعۃ الآیتان، ۴۹۔۵۰)

اور فرمایا:

اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے چمک جائے گی۔ اور (اعمال کی) کتاب (کھول کر) رکھ دی جائیگی

اور پیغمبر اور گواہ حاضر کئے جائینگے اور انمیں انصاف کیساتھ فیصلہ کیا جائیگا اور بے انصافی نہیں کی جائیگی اور جس شخص نے جو عمل کیا ہوگا اس کو اسکا پورا پورا بدلہ مل جائیگا اور جو کچھ یہ کرتے ہیں اس کو سب کی خبر ہے۔(سورۃ الزمر، الآیتان: ٦٩۔٧٠)

اور فرمانِ الٰہی ہے:

اور جیسے ہم نے تم کو پہلی دفعہ پیدا کیا تھا ایسے ہی تم آج اکیلے اکیلے ہمارے پاس آئے۔اور جو (مال ومتاع) ہم نے تمھیں عطا فرمایا تھا وہ سب اپنی پیٹھ پیچھے چھوڑ آئے اور ہم تمھارے ساتھ تمھارے سفارشیوں کو بھی نہیں دیکھتے جنکی نسبت تم خیال کرتے تھے کہ وہ تمھارے (شفیع اور ہمارے) شریک ہیں (آج) تمھارے آپس کے سب تعلقات منقطع ہوگئے اور جو دعوے تم کیا کرتے تھے سب جاتے رہے۔(سورۃ الانعام، الآیۃ: ٩٤)

اور فرمانِ الٰہی ہے:

:اور جس دن ہم ان سب کو جمع کرینگے پھر مشرکوں سے کہیں گے کہ تم اور تمھارے شریک اپنی اپنی جگہ ٹھیرے رہو۔تو ہم انمیں تفرقہ ڈال دیں گے اور انکے شریک (ان سے) کہیں گے کہ تم ہم کو تو نہیں پوجا کرتے تھے ہمارے اور تمھارے درمیان خدا ہی گواہ کافی ہے۔ہم تمھاری پرستش سے بالکل بے خبر تھے۔وہاں ہر شخص (اپنے اعمال کی) جو اس نے آگے بھیجے ہونگے آزمائش کرلے گا اور وہ اپنے سچے مالک کی طرف لوٹائے جائیں گے اور جو کچھ وہ بہتان باندھا کرتے تھے سب ان سے جاتا رہیگا۔(سورۃ یونس، الآیات: ۲۸۔۳۰)

اور فرمایا:

:اور جس دن وہ سب (جن وانس) کو جمع کریگا (اور فرمائیگا کہ) اے گروہِ جنات! تم نے انسانوں سے بہت (فائدے) حاصل کئے۔تو انسانوں میں جو ان کے دوست دار ہونگے وہ کہیں گے کہ پروردگار! ہم ایک دوسرے سے فائدہ حاصل کرتے رہے۔اور (آخر) اس وقت کو پہنچ گئے جو تو نے ہمارے لئے مقرر کیا تھا۔خدا فرمائے گا (اب) تمھارا ٹھکانا دوزخ ہے۔ہمیشہ اس میں (جلتے) رہو گے مگر جو خدا چاہے۔بیشک تمھارا پروردگار دانا اور خبردار ہے۔اور اسی طرح ہم ظالموں کو ان کے اعمال کے سبب جو وہ کرتے تھے ایک دوسرے پر مسلط کردیتے ہیں اے جنوں اور انسانوں کی جماعت! کیا تمھارے پاس تم ہی میں سے پیغمبر نہیں آتے رہے؟ جو میری آیتیں تم کو پڑھ پڑھ سناتے اور اس دن کے سامنے آموجود ہونے سے ڈراتے تھے۔وہ کہیں گے کہ (پروردگار!) ہمیں اپنے گناہوں کا اقرار ہے۔ان لوگوں کو دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا تھا اور (اب) خود اپنے اوپر گواہی دی کہ کفر کرتے تھے۔(اے محمد) یہ جو پیغمبر آتے رہے اور کتابیں نازل ہوتی رہیں (تو) اس لئے کہ تمھارا پروردگار ایسا نہیں کہ بستیوں کو ظلم سے ہلاک کردے اور وہاں کے رہنے والوں کو (کچھ بھی) خبر نہ ہو۔اور سب لوگوں کے بلحاظِ اعمال درجے (مقرر) ہیں اور جو کام یہ لوگ کرتے ہیں خدا ان سے بے خبر نہیں۔(سورۃ الانعام، الآیات: ۱۲۸۔۱۳۲)

اس بارے میں بہت سی آیات وارد ہیں لہذا ہر موقعہ پر وہاں کی مناسبت سے ہم ان آیات کو ذکر کرتے چلیں گے۔

صحیح بخاری میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

تم اللہ سے اس حال میں ملاقات کرو گے کہ تم ننگے پاؤں، ننگے بدن اور غیر مختون ہوگے، جیسے کہ ہم نے تم

کہ پہلی مرتبہ پیدا کیا اسی طرح دوبارہ لوٹائیں گے۔

حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ وغیرہ سے بھی اس کے مثل مروی ہے۔

ابن ابی الدنیا میں ابوموسیٰ اشعریؓ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: لوگوں کی تین پیشیاں ہونگی۔ دو میں تو بحث وجدال اور عذر معذرت ہوگی اور ایک پیشی میں اعمال نامے اڑیں گے۔ سو جس کا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں ملاوہ حساب کتاب سے آسانی کے ساتھ جلد فارغ ہوجائے گا اور جنت میں داخل ہوگا۔ لیکن جس کا اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں ملاوہ جہنم میں داخل ہوگا۔[1]

مسند احمد میں ابوموسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

لوگوں کی تین پیشیاں ہونگی۔ دو میں تو بحث وجدال اور عذر معذرت ہوگی اور ایک پیشی میں اعمال نامے اڑیں گے۔ سو کوئی دائیں ہاتھ میں لینے والا ہوگا اور کوئی بائیں ہاتھ میں۔

ابن مبارکؒ اس ہولناک مرحلہ کے متعلق چند اشعار فرماتے ہیں: جن کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے:

صحائفِ اعمال اڑتے پھریں گے، جو بھیدوں سے بھرے ہونگے، نگاہیں پھٹی پھٹی ان کو دیکھ رہی ہونگی۔ پس تو کیسے اس کو بھولے ہوئے ہے۔ اس وقت چھوٹی چھوٹی باتوں کا پتہ چل جائے گا اور تجھے نہیں پتا کہ کیا کیا رونما ہوگا؟ کیا جنت میں ٹھکانہ ہوگا جہاں نور ہی نور ہے۔ یا جحیم میں سڑنا ہوگا جہاں خلاصی ہے نہ آزادی۔ افسوس تیرے طور طریقے اسی کے باسیوں کے سے لگتے ہیں؟ تو خوب دیکھ لے گا جب جہنمی جہنم کی عمیق وادیوں سے چھٹکارے کی کوشش کریں گے تو مزید گہرائیوں میں غوطہ زن ہوجائیں گے، ان کا رونا بڑھ جائے گا لیکن وہ رونا دھونا ان کو کچھ سودمند نہ ہوگا پس جان لے! کہ علم موت سے پہلے پہلے ہی اپنے عامل کو کچھ نفع دے سکتا ہے۔ کیونکہ موت کے بعد تو واپسی ممکن نہیں۔

پروردگار اپنے کلام میں فرماتے ہیں:

اے انسان! تو اپنے پروردگار کی طرف (پہنچنے میں) خوب کوشش کر، تو اس سے جا ملے گا۔ پس جس کا نامہ (اعمال) اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا اس سے حساب آسان لیا جائے گا اور وہ اپنے گھر والوں میں خوش خوش آئے گا اور جس کا نامہ اعمال اس کی پیٹھ کے پیچھے سے دیا جائے گا وہ موت کو پکاریگا اور دوزخ میں داخل ہوگا۔ یہ اپنے اہل (وعیال) میں مست رہتا تھا۔ اور خیال کرتا تھا کہ (خدا کی طرف) پھر کر نہ جائے گا۔ ہاں (ہاں) اس کا پروردگار اس کو دیکھ رہا تھا۔ (سورۃ الانشقاق، الآیات: ۶۔۱۵)

جس سے حساب میں جانچ پڑتال کی گئی وہ ہلاک ہوگیا

صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن جس کسی سے بھی حساب کتاب کیا گیا وہ ہلاک ہوجائے گا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں: میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا یہ خدا کا فرمان نہیں ہے؟ (ترجمہ) تو جس کا نامہ (اعمال) اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا اس سے حساب آسان لیا جائے گا۔ (سورۃ الانشقاق، الآیتان: ۶۔۷)

---

[1] بخاری، الحدیث ۶۵۲۷۔ مسلم، الحدیث ۱۲۷۷۔ النسائی، الحدیث ۲۰۸۳۔ مسند احمد الحدیث ۳/۵

آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تو محض پیشی ہے، حساب تو جس سے بھی لیا گیا وہ ہلاکت سے نہیں بچ سکتا۔[1]

یعنی پروردگار بندوں سے حساب میں پوچھ کچھ شروع فرمائیں تو کوئی بھی حساب کتاب پر پورا نہیں اتر سکتا۔ جس سے بھی حساب لیا گیا وہ مبتلائے عذاب ہو کر رہے گا لیکن اس کے باوجود ظلم رتی بھر نہ ہوگا۔ اس وجہ سے پروردگار عفو و درگزر سے کام لیں گے اور جس طرح دنیا میں بندوں کی پردہ پوشی فرماتے رہے اسی طرح آخرت میں بھی بہت سوں کے ساتھ ستاری و غفاری کا کرشمہ فرمائیں گے۔ جیسے ابن عمرؓ کی حدیث میں ہے:

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بندے کو اپنے قریب کریں گے حتی کہ اس پر چھا جائیں گے اور پھر اس سے گناہوں کا اقرار کروائیں گے...... حتی کہ جب اسے اپنی ہلاکت کا یقین ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: (دیکھ!) میں نے دنیا میں بھی تیرا پردہ رکھا، جا آج بھی تیری بخشش کرتا ہوں۔[2]

فصل

(دنیا میں نیک و بد سب ساتھ ہیں لیکن قیامت میں کافر اور مؤمن اچھے و برے سب الگ الگ کر دیئے جائیں گے، مترجم ا،ص، غ) فرمانِ ایزدی ہے:

اور تم لوگ تین قسم میں ہو جاؤ۔ داہنے ہاتھ والے، (سبحان اللہ) داہنے ہاتھ والے کیا (ہی چین میں) ہیں!!؟ اور بائیں ہاتھ والے (افسوس!) بائیں ہاتھ والے کیا (ذلیل وخوار اور گرفتارِ عذاب) ہیں!!۔ اور جو آگے بڑھنے والے (ہیں، ان کا کیا ہی کہنا) وہ آگے ہی بڑھنے والے ہیں!۔ وہی (خدا کے) مقرب ہیں۔ نعمت کی بہشتوں میں۔ (سورۃ الواقعۃ، الآیات: ۷۔۱۲)

جب فیصلہ کیلئے پروردگار کی کرسی رکھ دی جائے گی تو کافر مؤمنوں سے بائیں طرف ہٹا کر کھڑے کر دیئے جائیں گے۔ مؤمنین عرش کی دائیں جانب رہ جائیں گے۔ ان میں سے کچھ پروردگار کے سامنے ہونگے۔

اس سے متعلق فرماناتِ الٰہی ملاحظہ ہوں:

اور گنہگارو! تم آج الگ ہو جاؤ۔ (سورۃ یٰسٓ، الآیۃ: ۵۹)

پھر مشرکوں سے کہینگے کہ تم اور تمھارے شریک اپنی اپنی جگہ ٹھیرے رہو۔ تو ہم انمیں تفرقہ ڈال دینگے سورۃ یونس، الآیۃ: ۲۸)

اور تم ہر ایک فرقے کو دیکھو گے کہ گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوگا (اور) ہر ایک جماعت اپنی کتاب (اعمال) کی طرف بلائی جائے گی۔ جو کچھ تم کرتے رہے ہو آج تم کو اس کا بدلہ دیا جائیگا۔ (سورۃ الجاثیۃ، الآیۃ: ۲۸)

اور (عملوں کی) کتاب (کھول کر) رکھی جائے گی تو تم گناہگاروں کو دیکھو گے کہ جو کچھ اس میں (لکھا) ہوگا وہ اس سے ڈر رہے ہونگے اور کہیں گے ہائے شامت! یہ کیسی کتاب ہے، کہ نہ چھوٹی بات کو چھوڑتی ہے نہ بڑی بات کو (کوئی بات بھی نہیں) مگر اسے لکھ رکھا ہے اور جو عمل کئے ہونگے سب کو حاضر پائیں گے۔ اور تمھارا پروردگار! کسی پر ظلم نہیں کریگا۔ (سورۃ الکہف، الآیۃ: ۴۹)

الغرض ساری خلقِ خدا خدا کے سامنے سرنگوں کھڑی ہوگی۔ ہر شخص اپنے اپنے اعمال کے مطابق پسینہ میں

[1] بخاری، الحدیث ۶۵۳۷۔ مسلم، الحدیث ۷۱۵۶۔ [2] بخاری الحدیث ۴۶۸۵۔ مسلم الحدیث ۶۹۴۶۔ ابن ماجہ الحدیث ۱۸۳:

غرق ہوگا۔ تمام لوگ گردن ڈالے ہونگے ۔ ہر طرف گمبھیر سناٹا چھایا ہوگا۔ مشیّتِ ایزدی کے سوا کوئی کسی سے بات کرنے کی جرات نہیں کر سکے گا۔ انبیاء ہی بات چیت کر رہے ہونگے ۔ ہر نبی کے ارد گرد اس کی پریشان امت جمع ہوگی ۔ اوّلین و آخرین پر مشتمل کتاب الاعمال رکھ دی جائے گی، جو چھوٹی بات کو چھوڑے گی اور نہ بڑی بات کو بلکہ ہر ذرّہ ذرّہ اس میں محفوظ ہوگا۔ خلقِ خدا کے کئے ہوئے اعمال اس میں درج ہونگے نگھبان اور امانت دار فرشتوں نے نئی پرانی ہر بات اس میں لکھ رکھی ہوگی۔

فرمانِ الٰہی ہے: اس دن انسان کو اگلی پچھلی ہر بات بتادی جائیگی۔

اور ہم نے ہر انسان کے اعمال کو (بہ صورتِ کتاب) اس کے گلے میں لٹکا دیا ہے۔ اور قیامت کے روز (وہ) کتاب اسے نکال دکھائیں گے جسے وہ کھلا ہوا دیکھے گا۔ (کہا جائے گا کہ) اپنی کتاب پڑھ لے تو آج اپنا آپ ہی محاسب کافی ہے۔ (سورۃ الاسراء: الآیتان: ۱۳۔۱۴)

حضرت بصریؒ فرماتے ہیں: اے ابن آدم! پروردگار نے خود تجھے تیرا نگھبان بنا کر تیرے ساتھ کس قدر انصاف کیا ہے، پس سوچ لے! اس دن کا عالم کیا ہوگا جب اچھے برے اعمال کے لئے میزان نصب کر دی جائے گی۔ پل صراط جہنم کی پشت پر بچھادی جائے گی۔ ملائکہ جن وانس کو گھیرے ہوئے ہونگے ۔ جہنم ظاہر ہوجائے گی۔ نعمتوں کا جہان مزین ہوکر سامنے آجائے گا۔ بندوں کا فیصلہ کرنے کیلئے پروردگار جلوہ افروز ہونگے ۔ زمین اپنے رب کے نور سے منوّر ہوجائیگی۔ صحائفِ اعمال پڑھے جائیں گے۔ ملائکہ بنی آدم کے اعمال پر گواہی دیں گے۔ زمین اپنی پشت پر کی جانے والی ہر بات کی گواہی دے گی۔ پس کوئی تو حقیقت کا اعتراف کرلے گا اور جو اپنے کئے سے منکر ہوگا اس کے منہ پر مہرِ سکوت ثبت کردی جائے گی۔ اور اس کے اعضاء، جو کچھ انہوں نے کیا ہوگا دن کے اجالے میں یا رات کی اندھیری میں از خود سب کچھ بتادیں گے۔

فرمانِ الٰہی ہے: اس روز وہ اپنے حالات بیان کردے گی۔ کیونکہ تمھارے پروردگار نے اس کو حکم بھیجا (ہوگا) (سورۃ الزلزال، الآیتان: ۴۔۵)

فرمانِ الٰہی ہے: یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچ جائیں گے تو وہ انکے کان اور آنکھیں اور جلدیں (یعنی اعضاء) ان کے اعمال پر پر گواہی دیں گے وہ اپنی جلدوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں شہادت دی؟ وہ کہیں گی کہ جس خدا نے سب چیزوں کو نطق بخشا اسی نے ہم کو بھی گویائی دی۔ اور اسی نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا اور اسی کیطرف تم کو لوٹ کر جانا ہے۔ اور تم اس (بات کے خوف) سے تو پرواہ نہیں کرتے تھے کہ تمھارے کان اور تمھاری آنکھیں اور چمڑے تمھارے خلاف شہادت دینگے بلکہ تم خیال کرتے تھے کہ خدا کو تمھارے بہت سے عملوں کی خبر ہی نہیں ۔ اور اسی گمانِ (بد) نے جو تم اپنے پرورگار کے بارے میں رکھتے تھے تم کو ہلاک کردیا اور تم خسارہ پانے والوں میں ہوگئے ۔ اب اگر یہ صبر کریں گے تو ان کا ٹھکانا دوزخ ہی ہے اور اگر توبہ کریں گے تو ان کی توبہ قبول نہیں کی جائیگی ۔ (سورۃ فصلت، الآیات: ۲۰۔۲۴)

فرمانِ الٰہی ہے: (یعنی قیامت کے روز) جس دن ان کی زبانیں اور ہاتھ اور پاؤں سب ان کے کاموں کی گواہی دیں گے، اس دن خدا ان کو (ان کے اعمال کا) پورا پورا (اور) ٹھیک بدلہ دیگا اور ان کو معلوم ہوجائیگا کہ خدا برحق (اور حق کو) ظاہر کرنیوالا ہے۔ (سورۃ النور، الآیتان: ۲۴۔۲۵)

اور فرمانِ الٰہی ہے: آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور انکے ہاتھ جو کچھ عمل کرتے رہے تھے ہم سے بیان کر دینگے اور انکے پاؤں (انکی) گواہی دینگے۔ اور اگر ہم چاہیں تو ان کی آنکھوں کو مٹا (کر اندھا کر) دیں پھر یہ رستے کو دوڑیں تو کہاں دیکھ سکیں گے۔ اور اگر ہم چاہیں تو ان کی جگہ پر ان کی صورتیں بدل دیں پھر وہاں سے نہ آگے جا سکیں اور نہ پیچھے لوٹ سکیں۔ (سورۃ یٰسٓ، الآیات: ۶۵۔ ۶۷)

اور فرمانِ الٰہی ہے: اور اس زندہ و قائم کے روبرو منہ نیچے ہو جائیں گے۔ اور جس نے ظلم کا بوجھ اٹھایا وہ نامراد رہا۔ اور جو نیک کام کرتا تھا اور وہ مومن بھی ہوگا تو اس کو نہ ظلم کا خوف ہوگا اور نہ نقصان کا۔ (سورۃ طٰہٰ، الآیتان :۱۱۱۔۱۱۲) یعنی اس کی نیکیوں میں سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا اور نہ کسی کا برا عمل اس کے کندھوں پر ڈالا جائے گا۔

فصل

سب سے پہلے، اللہ تعالیٰ انس و جن کے علاوہ بے زبان مخلوق کا فیصلہ فرمائیں گے اور ان کو زندہ کر کے اٹھایا جائے گا ذیل کا فرمانِ خداوندی اس پر شاہد ہے:

اور زمین میں جو چلنے پھرنے والا (حیوان) یا دو پروں سے اڑنے والا جانور ہے ان کی بھی تم لوگوں کی طرح جماعتیں ہیں۔ ہم نے کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں کسی چیز (کے لکھنے) میں کوتاہی کی نہیں پھر سب اپنے پروردگار کی طرف جمع کئے جائینگے۔ (سورۃ الانعام، الآیۃ: ۳۸)

اسی طرح فرمانِ الٰہی ہے: اور جب وحشی جانور جمع کئے جائیں گے۔ (سورۃ التکویر، الآیۃ: ۵)

عبداللہ بن امام احمدؒ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ بن عفان سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن بغیر سینگوں والی بکری سینگوں والی سے اپنا بدلہ لے گی۔[۱]

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے حقوق دلوائے جائیں گے۔ حتی کہ بغیر سینگوں والی بکری کا سینگوں والی بکری سے بدلہ دلوایا جائے گا۔[۲]

اس روایت کی اسناد کے متعلق مصنف امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں یہ سند صحیح مسلم کی شرائط پر پوری اترتی ہے۔ تاہم انہوں نے اس کے ساتھ روایت نہیں فرمائی۔

مسند احمد میں ہی حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

مخلوق میں سے ایک دوسرے سے قصاص لیا جائے گا۔ حتی کہ بغیر سینگوں والی بکری کا سینگوں والی بکری سے قصاص لیا جائے گا۔ اور چیونٹی تک کو قصاص دلایا جائے گا۔

امام احمد اس کی روایت میں منفرد ہیں۔

عبداللہ بن امام احمدؒ سنداً روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ تشریف

---

[۱] مجمع الزوائد، الحدیث: ۳۵۲/۱۰۔ جمع الجوامع للسیوطی، الحدیث ۵۴۲۸۔ کنز العمال، الحدیث: ۳۸۹۸۶۔

[۲] مسلم، الحدیث: ۶۵۲۳، ترمذی، الحدیث: ۲۴۲۰۔ مسند احمد، الحدیث ۲۳۵/۲، والحدیث ۳۰۱/۲۔

[۳] مسند احمد، الحدیث: ۳۶۳/۲۔

فرماتے ہیں، دو بکریاں چارہ کھا رہی تھیں۔ ایک نے دوسری کو سینگ مارا اور اس پر حاوی ہوگئی۔ ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہنس دیئے۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا یارسول اللہ! کس چیز نے آپ کو ہنسایا؟ فرمایا: مجھے اس پر تعجب ہوا، قسم ہے جان کے مالک کی! قیامت کے دن اس کو بھی بدلہ دلایا جائے گا۔[۱]

مسند احمد میں منذر بن یعلی سے سنداً مروی ہے وہ اپنے مشائخ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے (جیسا کہ گزر چکا)۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر! جانتے ہو یہ بکریاں کس وجہ سے لڑ رہی ہیں۔ حضرت ابوذرؓ نے عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: لیکن اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور وہ ان کے درمیان فیصلہ بھی فرمائے گا۔[۲]

قرطبی میں حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو بکریوں کے پاس سے گزرے جو سینگوں سے لڑ رہی تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس بے سینگوں والی کا بدلہ اس سینگوں والی سے دلائیں گے۔[۳]

ابن وہب سنداً ذکر کرتے ہیں کہ ثابت بن ظریف نے حضرت ابوذرؓ سے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ آئے تو دیکھا کہ آپؓ تند و تیز آواز سے فرما رہیں: اللہ کی قسم! اگر قیامت کے دن کا خوف نہ ہوتا تو میں تجھے بتاتا۔ میں نے عرض کیا: کیا بات ہے ابوذر؟ اگر یہ (بکری) دوسری کو مار رہی ہے تو تم پر کوئی پکڑ نہیں۔ آپؓ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، (راوی کو شک ہے کہ یا پھر آپ نے یوں قسم کھائی) قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! بکری سے ضرور سوال کیا جائے گا کہ اس نے کس وجہ سے اپنی ساتھی کو مارا اور پتھر سے ضرور سوال کیا جائے گا کہ اس نے کیوں کسی آدمی کی انگلی توڑی۔[۴]

مسند احمد میں ابوہریرہؓ سے مروی ہے آپؓ فرماتے ہیں ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور خیانت کا ذکر فرمایا اور اس کی شناعت اور برائی کو بیان کیا۔ پھر فرمایا: دیکھو میں تم میں سے کسی کو نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن اپنی گردن پر اونٹ کو لادے آئے اور وہ بلبلا (کر فریاد کر) رہا ہو، پس وہ کہے: یارسول اللہ! میری مدد کو آیئے اور مجھے کہنا پڑے: میں اللہ کی طرف سے تم کو کسی چیز سے چھٹکارا نہیں دلا سکتا، میں تم کو بات پہنچا چکا تھا۔ اور کسی کو نہ پاؤں کہ وہ اپنی گردن پر بکری کو لائے اور وہ منمنا (کر فریاد کر) رہی ہو، پس وہ کہے: یارسول اللہ! میری مدد کو آیئے اور مجھے کہنا پڑے: میں اللہ کی طرف سے تم کو کسی چیز سے چھٹکارا نہیں دلا سکتا، میں تم کو بات پہنچا چکا تھا۔ اسی طرح کسی کو نہ پاؤں کہ وہ اپنی گردن پر کوئی گھوڑے کا بار لے کر آئے، جو ہنہنا رہا ہو، پس وہ کہے: یارسول اللہ! میری مدد کو آیئے اور مجھے کہنا پڑے: میں اللہ کی طرف سے تم کو کسی چیز سے چھٹکارا نہیں دلا سکتا، میں تم کو بات پہنچا چکا تھا۔ اسی طرح کسی کو نہ پاؤں کہ وہ اپنی گردن پر کسی جان کا بار لائے اور وہ چیخ رہی ہو، پس وہ کہے: یارسول اللہ! میری مدد کو آیئے اور مجھے کہنا پڑے: میں اللہ کی طرف سے تم کو کسی چیز سے چھٹکارا نہیں دلا سکتا، میں تم کو بات پہنچا چکا تھا۔ اسی طرح کسی کو نہ پاؤں کہ وہ اپنی گردن پر کسی بے جان شیء کا بار لائے، پس وہ کہے: یارسول اللہ! میری مدد کو آیئے اور مجھے کہنا پڑے: میں اللہ کی طرف سے تم کو کسی چیز سے چھٹکارا نہیں دلا سکتا، میں تم کو بات پہنچا چکا تھا۔[۵]

یہ حدیث خیانت سے متعلق ہے کہ جو شخص کسی چیز میں خیانت کرے گا جاندار ہو یا بے جان، وہ قیامت

---

[۱] مسند احمد، الحدیث: ۱٦۲/۵ [۲] مسند احمد، الحدیث: ۱٦۲/۵۔ [۳] التذکرۃ للقرطبیؒ، الحدیث: ۳۳۲/۱ [۴] التذکرۃ للقرطبیؒ، الحدیث: ۳۳۲/۱ [۵] بخاری، الحدیث: ۳۰۷۳۔ مسلم، الحدیث: ۴۷۱۱

کے دن اس کی گردن پر چڑھی آئے گی اور اپنے سے متعلق خائن شخص کے خلاف فریاد کرے گی اور اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ قیامت کے دن فیصلہ سے متعلق ہر شیء زندہ کردی جائے گی، جاندار ہو یا بے جان (مترجم)۔

صحیحین میں بھی ابوحیان کی روایت سے اس کی تخریج کی گئی ہے:

کہ کوئی اونٹ والا جو اپنے اونٹ کی زکوٰۃ ادا نہ کرتا ہو، اس کو قیامت کے دن ایک جگہ قید کرکے اونٹ کو اس پر چھوڑ دیا جائے گا وہ اس کو بار بار روندتا رہے گا۔[1]

اس کے بعد حدیث میں گائے اور بکری کا ذکر ہے۔

پس یہ احادیث اور سابقہ قرآنی آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ تمام حیوانات کو بھی قیامت کے دن اٹھایا جائے گا۔ حدیث صور میں ہے:

پس اللہ تعالیٰ انس وجن کے سوا مخلوق کے درمیان فیصلہ فرمائیں گے، حیوانات اور بہائم کے درمیان فیصلہ فرمائیں گے۔ حتیٰ کہ بے سینگ والی بکری کو سینگ والی بکری سے بدلہ دلایا جائے گا۔ جب اس سے فراغت ہو جائے گی اور کسی جانور کا کسی پر کوئی حق نہ رہے گا تب اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیں گے: مٹی مٹی ہو جاؤ۔ اس وقت کافر حسرت کے مارے تمنا کرے گا: کاش میں بھی مٹی ہو جاتا۔

ابن ابی الدنیاؒ ہارون بن عبداللہ سے، وہ سیارؒ سے روایت فرماتے ہیں کہ جعفر بن سلیمان نے کہا کہ میں نے ابوعمران جونی سے سنا وہ فرماتے تھے:

قیامت کے دن جب حیوانات بنی آدم کو دو قسموں میں دیکھیں گے کہ کچھ لوگ تو جنت والے ہیں اور کچھ جہنم والے، تو وہ پکاریں گے اے بنی آدم! اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں تمہاری طرح نہیں بنایا، پس ہمیں جنت کی آس ہے اور نہ جہنم کا خوف۔

شرح اسماء الحسنی میں ''المقسط الجامع'' کی شرح میں امام قرطبیؒ ابوقاسم القشیریؒ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: درندے اور حیوانات قیامت کے دن جمع کئے جائیں گے۔ وہ خدا کے سامنے سجدہ ریز ہو جائیں گے۔ ملائکہ کہیں گے: یہ سجدہ کا دن نہیں ہے، یہ تو جزا وسزاء کا دن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ثواب وعقاب کیلئے نہیں اٹھایا بلکہ اس لئے اٹھایا ہے کہ تم بنی آدم کی رسوائیوں پر شہادت دے سکو۔

امام قرطبیؒ نقل فرماتے ہیں کہ حیوانوں سے حساب کتاب کے بعد جب ان کو مٹی کردیا جائے گا تو وہ مٹی بنی آدم کے گناہگاروں کے مونہوں پر اڑا دی جائے گی۔ یہی مطلب ہے اس فرمانِ باری کا: اور کتنے منہ ہوں گے جن پر گرد پڑ رہی ہوگی۔ (سورۃ عبس، الآیۃ: ۴۰)

---

[1] مسلم، الحدیث: ۲۲۸۹۔ ابن ماجہ، الحدیث ۱۷۸۸۔

فصل

قیامت کے دن (بندوں کے اعمال میں) پہلی شیٔ جس کا حساب کیا جائے گا وہ خونِ (ناحق) ہوگا

جب اللہ تعالیٰ بہائم اور چوپایوں کے درمیان فیصلہ سے فارغ ہو جائیں گے تو پھر خون کا فیصلہ فرمائیں گے حدیثِ صور میں ہے، فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلہ فرمائیں گے۔ پس پہلی شیٔ خونِ (ناحق) کا فیصلہ ہوگا۔

فرمانِ الٰہی ہے: اور ہر ایک امت کی طرف پیغمبر بھیجا جائے گا جب ان کا پیغمبر آئے گا تو ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور ان پر کچھ ظلم نہیں کیا جائے گا۔ (سورۃ یونس، الآیۃ: ۴۷)

فیصلہ میں سب سے پہلے امتِ محمدیہ آئے گی۔

قیامت کے روز تمام امتوں میں سب سے پہلے امتِ محمدیہ کا حساب کتاب ہوگا

پھر حضور محمد ﷺ کی عزت و تکریم کیلئے سب سے پہلے آپ کی امت کا فیصلہ کیا جائے گا اور اسی کو سب سے پہلے پل صراط عبور کرایا جائے گا اسی طرح سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والی پہلی امت بھی آپ کی امتِ محمدیہ ہی ہوگی۔ جیسا کہ صحیحین میں ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: ہم (دنیا میں تو) آخر میں آنے والے ہیں، لیکن قیامت کے دن پیش پیش ہونگے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: خلائق میں سب سے پہلے امتِ محمدیہ کا ہی فیصلہ ہوگا۔[1]

ابن ماجہ میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہم امتوں میں سب سے آخر میں ہیں اور حساب کتاب میں سب سے پہلے ہونگے۔ کہا جائے گا: امی امت اور اس کا نبی کہاں ہے؟ پس ہم آخرین و اولین ہیں۔

قیامت کے دن جن چیزوں کا پہلے حساب کیا جائے گا

اور کس سے حساب میں احتساب کیا جائے گا اور کس سے چشم پوشی سے کام لیا جائے گا

حدیث میں ہے: قیامت کے دن حقوق دلوائیں جائیں گے حتی کہ بغیر سینگوں والی بکری کا سینگوں والی بکری سے قصاص لیا جائے گا۔[3]

مصنف امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں: جب غیر مکلف جانوروں کے حقوق کا اس قدر لحاظ کیا جائے گا تو آدمیوں کے حقوق اور انصاف بطریقِ اولیٰ ملحوظ ہونگے۔ پس ان میں سب سے پہلے خون کا حساب کیا جائے گا جیسا کہ صحیحین میں عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: پہلی شیٔ جس کا قیامت کے دن

---

[1] بخاری، الحدیث: ۸۷۶۔ مسلم، الحدیث: ۱۹۷۸۔ مسند احمد الحدیث: ۲۴۹/۲ والحدیث: ۲۷۴/۲۔ [2] ابن ماجہ، الحدیث: ۴۲۹۰۔ مسند احمد، الحدیث: ۴۹/۲ والحدیث: ۲۸۲/۱۔ [3] مسلم، الحدیث: ۶۵۲۳، ترمذی الحدیث: ۲۴۲۰۔ مسند احمد، الحدیث ۲۸۲/۱

فیصلہ کیا جائے گا وہ خون ہوگا۔احدیث صور میں ہے کہ مقتول قیامت کے دن آئے گا اس کی رگیں خون کا جوش مار رہی ہونگی۔بعض احادیث میں ہے کہ اس کا سر اس کے ہاتھ میں ہوگا۔وہ قاتل کے ساتھ چمٹ جائے گا حتی کہ اگر (کافر) مقتول خدا کی راہ میں کسی (مسلمان) کے ہاتھ قتل ہوا تو وہ بھی فریاد کرے گا، کہے گا اے رب اس قاتل سے سوال کر کہ اس نے مجھے کیوں تہ تیغ کیا؟ پروردگار قاتل سے فرمائیں گے :تو نے اس کو کیوں قتل کیا؟ وہ عرض کرے گا: پروردگار میں نے اس کو اس لئے قتل کیا تھا تا کہ تیرا نام بلند ہو۔پروردگار فرمائیں گے :تو نے سچ کہا۔

ظلماً قتل کیا ہوا شخص فریاد کرے گا اور کہے گا اے رب اس قاتل سے سوال کر کہ اس نے مجھے کیوں تہ تیغ کیا؟ پروردگار قاتل سے فرمائیں گے :تو نے اس کو کیوں قتل کیا؟ وہ عرض کرے گا: پروردگار میں نے اس کو اس لئے قتل کیا تھا تا کہ میرے نام کا شہرہ ہو۔ایک روایت میں ہے پروردگار اس سے فرمائیں گے تو نے بہت برا کیا۔پھر اس سے اس کے مظلوم مقتولین کا حساب لیا جائے گا۔پھر آگے خدا کی مشیت ہوگی چاہے اس کو مبتلائے عذاب فرمائیں یا رحمت کا معاملہ فرمائیں۔

یہ اس بات پر دلیل ہے کہ قاتل جہنم کا مستحق ضرور ہوگا جیسا کہ ابن عباسؓ وغیرہ اسلاف سے بھی منقول ہے۔حتی کہ بعض نے نقل کیا ہے کہ قاتل کیلئے توبہ بھی نہیں ہے۔یہ اس وقت ہے جب قتل کا قصاص اور اس کا حق محض آدمیوں کو حاصل ہو۔تب تو توبہ سے اس کا معاف نہ ہونا واضح ہے۔لیکن اگر قتل کو اس حدیث کے تناظر میں دیکھا جائے جس میں ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص نے ننانوے قتل کئے پھر سو پورے کئے پھر بنی اسرائیل کے ایک عالم سے سوال کیا کہ کیا میرے لئے توبہ کا دروازہ کھلا ہے؟ عالم نے کہا تیری توبہ کے درمیان کیا چیز حائل ہوسکتی ہے؟ تو فلاں بستی میں جا!وہ نیکوں کی بستی ہے،وہاں تجھے معافی مل جائے گی۔پس جب وہ وہاں کیلئے نکلا اور ابھی عین درمیان میں تھا کہ موت نے اسے آلیا۔اور ملائکہ رحمت نے اس کو ڈھانپ لیا۔الخ۔

اسی طرح فرمانِ الٰہی ہے:اور وہ جو خدا کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور جس جاندار کو مارڈالنا خدا نے حرام کیا ہے اس کو قتل نہیں کرتے مگر جائز طریق (اور شریعت کے حکم) سے اور بدکاری نہیں کرتے۔اور جو یہ کام کرے گا سخت گناہ میں مبتلا ہوگا۔قیامت کے دن اس کو دگنا عذاب ہوگا اور ذلت وخواری سے ہمیشہ اس میں رہے گا۔ مگر جس نے توبہ کی (سورۃ الفرقان،الآیات:۶۷۔۷۰)

مذکورہ حدیث اور آیتِ بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ قاتل کے حق میں توبہ ممکن ہے۔واللہ اعلم بالصواب۔

اعمش شہر بن عطیہ سے ،وہ شہر بن حوشب سے ،وہ حضرت ابوالدرداءؓ سے نقل کرتے ہیں آپؓ نے فرمایا: قیامت کے دن مقتول آئے گا اور برسرِ راہ بیٹھ جائے گا۔جب قاتل اس کے پاس سے گزرے گا تو مقتول کھڑا ہوگا اور اس کو گریبان سے پکڑ لے گا اور پروردگار سے کہے گا: یارب! اس سے سوال پوچھیں اس نے مجھے کیوں قتل کیا تھا؟ وہ کہے گا مجھے فلاں شخص نے حکم دیا تھا۔پس آمر اور قاتل کو پکڑ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

حدیثِ صور میں ہے: پھر اللہ تعالیٰ مخلوق کے درمیان فیصلہ فرمائیں گے حتی کہ کسی کا کسی پر کوئی ظلم نہ رہے گا حتی کہ دودھ میں پانی کی آمیزش کرنے والے کو مکلف کیا جائے گا کہ وہ دودھ کو پانی سے جدا کرے۔

نیز فرمانِ باری ہے:اور خیانت کرنیوالوں کو قیامت کے دن خیانت کی ہوئی چیز (خدا کے روبرو) لا حاضر

۱البخاری الحدیث:۶۵۳۳ مسلم الحدیث ۴۳۵۷۔

کرنی ہوگی۔ پھر ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور بے انصافی نہیں کی جائیگی۔ (سورۃ ال عمران، الآیۃ: ۱۶۱)

جس نے زمین کا ٹکڑا غصب کیا اسے سات زمینوں تک وہ ٹکڑا گلے میں طوق بنا کر ڈالا جائے گا

صحیحین سعید بن زید وغیرہ نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی پر بالشت بھر زمین کے ٹکڑے کا ظلم کیا، اللہ تعالیٰ سات زمینوں تک وہ ٹکڑا طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈالیں گے۔[1]

قیامت کے روز مصورین اور مجسمہ گروں کو عذاب

صحیحین میں ہے کہ جس نے کوئی صورت بنائی قیامت کے روز اسے مجبور کیا جائے گا کہ اس میں روح پھونکے اور وہ ہرگز روح پھونکنے پر قادر نہ ہوگا۔[2] ایک روایت میں ہے کہ مصورین کو عذاب دیا جائے گا اور کہا جائے گا جو تم نے بنایا تھا اسے زندہ کرو۔

صحیح میں ہے کہ جس نے جھوٹا خواب بیان کیا جو اس نے نہیں دیکھا تھا قیامت کے دن اسے مکلّف کیا جائے گا کہ وہ جو کے دو دانوں میں گرہ ڈالے۔ اور وہ نہیں کر سکے گا۔

اسی طرح خیانت سے متعلق ابو ہریرہؓ سے مروی حدیث کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم میں سے کسی کو نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن اپنی گردن پر اونٹ کو لادے آئے اور وہ بلبلا (کر فریاد کر) رہا ہو، یا کوئی گائے لے کر آئے جو ڈکار رہی ہو یا بکری کو لائے اور وہ منمنا (کر فریاد کر) رہی یا گھوڑے کا بار لے کر آئے، جو ہنہنا رہا ہو، پس وہ کہے: یا رسول اللہ! میری مدد کو آئیے اور مجھے کہنا پڑے: میں اللہ کی طرف سے تم کو کسی چیز سے چھٹکارا نہیں دلا سکتا، میں تم کو بات پہنچا چکا تھا۔ یہ پوری روایت صحیحین میں موجود ہے۔[3]

وہ پانچ باتیں جن کا جواب دیئے بغیر قیامت کے دن بندے کے قدم زمین سے ہل نہ سکیں گے

حافظ ابو یعلیٰؒ نے اپنی سند کے ساتھ ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے، آپؐ فرماتے ہیں قیامت کے دن ابن آدم کے قدم ہل نہ سکیں گے جب تک وہ پانچ باتوں کا جواب نہ دیدے، تو نے اپنی عمر کس چیز میں فنا کی؟ اپنا شباب کس مشغلہ میں گزارا؟ مال کہاں سے کمایا؟ اس کو کہاں خرچ کیا؟ اور اپنے علم پر کیا عمل کیا؟[4]

بیہقی (عبداللہ بن شریک، عن ہلال، عن عبداللہ بن علیم) کے طریق سے نقل کرتے ہیں:

عبداللہ بن علیمؒ فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جب مذکورہ حدیث بیان فرماتے تو کہتے: تم میں سے ہر شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ تنہائی میں بات چیت فرمائیں گے۔ جس طرح تم میں سے ہر شخص چاند کے ساتھ تنہا ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اے بندے! تجھے کس چیز نے مجھ سے دھوکہ میں ڈالا؟ تو نے اپنے علم

---

[1] بخاری، الحدیث: ۲۴۵۳ والمسلم، الحدیث: ۴۱۱۳۔ [2] بخاری، الحدیث: ۲۲۲۵ والحدیث ۵۹۶۳۔ مسلم، الحدیث: ۵۵۰۷ النسائی، ۵۳۷۳۔ [3] بخاری، الحدیث: ۷۰۲۴۔ [4] ترمذی، الحدیث: ۲۴۱۶۔

پر کیا عمل کیا؟ تو نے رسولوں کو کیا جواب دیا۔[۱]

امام بیہقیؒ یانی کتاب میں مذکورہ روایت سے قبل یہ روایت ذکر فرماتے ہیں، کہ عدی بن حاتم سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

تم میں کوئی شخص خدا کے روبرو اس طرح پیش ہوگا کہ پروردگار اور اس کے سامنے کوئی حجاب نہ ہوگا جو درمیان میں حائل ہو سکے۔ نہ کوئی ترجمان ہوگا جو درمیان میں ترجمانی کرے۔ پس پروردگار فرمائیں گے: کیا میں نے تجھے مال نہیں عطا کیا تھا؟ بندہ عرض کرے گا: کیوں نہیں پروردگار! پروردگار فرمائیں گے: کیا میں نے تیرے پاس رسول نہیں بھیجے تھے؟ بندہ عرض کرے گا: کیوں نہیں پروردگار! پھر بندہ اپنی دائیں طرف دیکھے گا، اسے جہنم نظر آئے گی، بائیں طرف دیکھے گا وہاں بھی جہنم کے سوا کچھ نظر نہ آئے گا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: پس ہر شخص کو جہنم سے بچاؤ کی تدبیر کرنی چاہئے خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے بدلہ ہو یا کسی نیک بات کے بدلہ۔[۲]

امام بخاریؒ نے اس روایت کو اپنی صحیح میں نقل فرمایا ہے۔

مسند احمد میں ہے: صفوان بن محرز فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا ہاتھ تھامے جا رہا تھا ایک شخص آیا اور آپ سے کہنے لگا آپ نے حضور ﷺ سے یہ بات کیسے ساعت فرمائی ہے کہ قیامت کے روز (اللہ تعالیٰ بندے سے) سرگوشی فرمائیں گے۔ اس پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے جواب دیا:

اللہ تعالیٰ بندے کو اپنے اس قدر قریب کر لیں گے کہ اس پر اپنا حصہ رکھ دیں گے۔ اور لوگوں سے اس کو چھپا لیں گے۔ پھر اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کروائیں گے اور کہیں گے کیا تو فلاں گناہ جانتا ہے، حتیٰ کہ جب وہ اپنے گناہوں کا اقرار کر لے گا اور اپنے دل میں خیال کرے گا کہ وہ یقیناً ہلاک ہو گیا ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے دیکھ میں نے دنیا میں بھی تیری ستاری کی، پس آج بھی تجھے معاف کرتا ہوں۔ پھر اس کی نیکیوں کی کتاب اس کے دائیں ہاتھ میں دے دی جائے گی۔ لیکن کفار اور چاپلوس منافقین کے متعلق گواہ یہ شہادت دیں گے: یہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ باندھا، پس ظالمین پر اللہ کی لعنت ہو۔[۳]

صحیحین میں اس روایت کی تخریج کی گئی ہے۔

مسند احمد میں ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اے ابن آدم! میں نے تجھے گھوڑے اور اونٹ پر سوار کیا، عورتوں سے تیری شادی کی اور عیش و عشرت کے تجھے مواقع میسر کئے پس تو نے ان چیزوں کا کیا شکر ادا کیا؟[۴]

امام مسلمؒ نے سہل بن ابی صالح عن ابیہ کی حدیث سے روایت کی کہ حضرت ابو ہریرہؓ حضور ﷺ سے ایک طویل روایت نقل کرتے ہیں جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

اللہ اپنے بندہ سے ملاقات فرمائے گا: اے بتا! کیا میں نے تجھے عزت نہیں دی؟ تجھے سردار نہیں بنایا؟ تیری شادی نہیں کی؟ تیرے لئے گھوڑے اور اونٹ کو مسخر نہیں کیا؟ تجھے عیش و عشرت میں نہیں چھوڑا؟ بندہ کہے

---

[۱] مجمع الزوائد للہیثمیؒ، الحدیث: ۱۰/ ۳۴۷۔ [۲] بخاری، الحدیث: ۱۴۱۳۔ [۳] بخاری، الحدیث ۴۶۸۵۔ [۴] مسلم، الحدیث: ۶۹۴۶۔ ابن ماجہ، الحدیث: ۱۸۳۔ [۴] مسند احمد، الحدیث: ۲/ ۴۹۲۔

گا: کیوں نہیں، اے پروردگار! پروردگار فرمائے گا کیا تجھے میری ملاقات کا یقین نہیں تھا؟ بندہ کہے گا نہیں۔ پروردگار فرمائیں گے: پس آج میں بھی تجھے بلاتا ہوں جیسے تو نے مجھے بھلایا۔ پھر اللہ تعالیٰ دوسرے بندہ سے ملاقات فرمائیں گے۔ پروردگار اس سے فرمائیں گے: اے بتا! کیا میں نے تجھے عزت نہیں دی؟ تجھے سردار نہیں بنایا؟ تیری شادی نہیں کی؟ تیرے لئے گھوڑے اور اونٹ کو مسخر نہیں کیا؟ تجھے عیش وعشرت میں نہیں چھوڑا؟ بندہ کہے گا: کیوں نہیں، اے پروردگار! پروردگار فرمائے گا کیا تجھے میری ملاقات کا یقین نہیں تھا؟ بندہ کہے گا نہیں۔ پروردگار فرمائیں گے: پس آج میں بھی تجھے بلاتا ہوں جیسے تو نے مجھے بھلایا۔ پھر اللہ تعالیٰ تیسرے بندہ سے ملاقات فرمائیں گے۔ اور اس سے بھی گزشتہ کی طرح سوال جواب فرمائیں گے، یہ بندہ کہے گا: پروردگار! (مجھے تیری ملاقات کا یقین تھا اس لئے) میں تجھ پر ایمان لایا، تیری کتاب پر اور تیرے رسول پر ایمان لایا۔ (تیرے آگے سر جھکایا اور) نماز پڑھی، (تیرے لئے) بھوکا پیاسا رہا، (تیری راہ میں) مال صدقہ کیا۔ الغرض جو اس سے بن سکی وہ اپنی تعریف کرے گا۔ پروردگار فرمائے گا: ٹھیر! ہم تجھ پر گواہ کو بلاتے ہیں۔ بندہ دل میں خیال کرے گا! یہ مجھ پر کون گواہ ہو سکتا ہے......؟ پھر اس کے منہ پر مہرِ سکوت لگا دی جائے گی اور اس کی ران، گوشت اور ہڈیوں کو حکم دیا جائے گا، پس اس کی ران، گوشت اور اس کی ہڈیاں اس کے کئے دھرے کی گواہی دیں گی۔ تب انکشافِ حال کے بعد یہ عذر خواہی کرے گا۔ یہ شخص منافق ہوگا۔ پروردگار اس پر ناراض ہونگے۔

اس کے بعد منادی نداء دے گا کہ ہر امت اس معبود کے پیچھے چلی آئے، جس کی وہ عبادت کیا کرتی تھی۔[1]

مذکورہ حدیث تفصیل کے ساتھ آگے اپنے مقام پر آئے گی۔

امام مسلمؒ اور امام بیہقیؒ نے ایک ہی سند کے ساتھ انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے، حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں: ہم حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ہنس پڑے۔ پھر فرمایا: پتا ہے مجھے کیوں ہنسی آئی؟ ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن بندہ اپنے رب سے جوبات کرے گا اس سے مجھے ہنسی آگئی۔ بندہ کہے گا: اے رب کیا تو نے مجھے ظلم سے بچایا نہیں (اور منع نہیں کیا)؟ پروردگار فرمائیں گے: کیوں نہیں۔ بندہ کہے گا: پس آج میں اپنے متعلق اپنی جان کے سوا کسی کی گواہی قبول نہیں کرتا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائیں گے: آج تجھ پر تیری ذات کی ہی گواہی کافی ہو جائے گی۔ (اس کے علاوہ) ہم کراماً کاتبین کی گواہی بھی پیش کریں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ اس کے منہ پر مہرِ سکوت ثبت فرمادیں گیا اور اس کے اعضاء کو حکم دیں گے: بولو! پس اس کے اعضاء اس کے اعمال کی گواہی دیں گے۔ پھر اس کے اور اس کے اعضاء کے درمیان بات چیت ہوگی۔ وہ اپنے اعضاء پر برہم ہو کر کہے گا: تم پر پھٹکار پڑے، میں تمہارے لئے تو کوشش کر رہا تھا۔[2]

ابو یعلیٰؒ سنداً حضرت ابو سعیدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن کافر شخص کو اس کے اعمال سے آگاہ کیا جائے گا۔ وہ انکار کرے گا اور جھگڑے گا۔ اسے کہا جائے گا: دیکھ! یہ تیرے پڑوسی تجھ پر گواہی دیتے ہیں، وہ کہے گا یہ جھوٹ بولتے ہیں۔ کہا جائے گا، اچھا یہ تیرے اہل وعیال اور خاندان والے تجھ پر گواہی دیتے ہیں۔ وہ کہے گا یہ جھوٹ بولتے ہیں۔ کہا جائے گا: تم قسم اٹھاؤ۔ وہ قسم

[1] مسلم، الحدیث: ۷۳۶۴۔ ابو داؤد، الحدیث: ۴۷۳۰۔ ترمذی، الحدیث: ۲۴۲۸ [2] مسلم، الحدیث: ۷۳۶۵۔

اٹھالیں گے (وہ تب بھی نہ مانے گا تو) اللہ تعالیٰ ان کو خاموش کردیں گے اور اس کی زبان (اور دیگر اعضاء وجوارح) اس کے خلاف گواہی دیں گے۔ پھر اس کو جہنم میں داخل کردیا جائے گا۔[۱]

مسند احمد اور بیہقی میں حکیم بن معاویہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن تم لوگ گھٹنوں کے بل بیٹھے ہوگے اور تمہارے مونہوں پر کپڑا بندھا ہوگا۔ پہلی چیز جو ابن آدم کی جانب سے بولے گی وہ اس کی ران اور اس کی ہتھیلی ہوگی۔[۲]

ابن ابی الدنیا میں حضرت ابوایوبؓ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت میں پہلا تنازعہ ایک مرد اور اس کی عورت کا پیش ہوگا عورت کی زبان بند ہوگی۔ بلکہ اس کے ہاتھ اور اس کے پاؤں اس پر گواہی دیں گے جو کچھ وہ اپنے شوہر سے متعلق برائی کرتی رہی۔ اسی طرح آدمی کے ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے جو کچھ وہ اپنی بیوی کے ساتھ سلوک کرتا رہا۔ پھر اسی کے موافق آدمی اور اس کے ماتحتوں کو بلایا جائے گا۔ پھر اہلِ اسراف کو بلایا جائے گا ان سے پیسہ پائی کچھ وصول نہ کیا جائے گا بلکہ اس کی نیکیاں اس کے مظلوم کو دی جائیں گی۔ اور اس مظلوم کی برائیاں ظالم پر لاد دی جائیں گی۔ پھر سرکشوں کو لوہے کے لباس میں لایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ ان کو جہنم کے حوالہ کردیا جائے۔ پتہ نہیں پھر وہ جہنم واصل ہوجائیں گے یا وہ معاملہ ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اور تم میں کوئی نہیں مگر اسے اس پر گذرنا ہوگا۔ یہ تمھارے پروردگار پر لازم اور مقرر ہے۔ پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے۔ اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل پڑا ہوا چھوڑ دیں گے۔ (سورۃ مریم، الآیتان، ۷۱۔۷۲)[۳] بیہقی میں حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

(ترجمہ) اس روز وہ (زمین) اپنے حالات بیان کردے گی۔ کیونکہ تمھارے پرودگار نے اس کو حکم بھیجا (ہوگا) (سورۃ الزلزال، الآیتان: ۴۔۵)

فرمایا: کیا تم جانتے ہو اس کی اخبار کیا ہیں؟ عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: اس کی اخبار یہ ہیں کہ وہ شہادت دے گی ہر بندہ اور بندی کے متعلق کہ وہ اس کی پشت پر کیا اعمال کرتے رہے ہیں۔ زمین کہے گی اس نے فلاں وقت مجھ پر یہ کام کیا یہ کام کیا۔ یہ اس کی اخبار ہیں۔[۴]

ترمذی اور نسائی نے اس کو روایت کیا ہے۔

امام بیہقیؒ حسن بصریؒ سے نقل کرتے ہیں کہ ہمیں فرزدق کے چچا صعصعہ نے روایت کی وہ فرماتے ہیں کہ میں رسولِ اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا، آپ ﷺ اس آیت کی تلاوت فرمارہے تھے: تو جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔ (سورۃ الزلزال، الآیتان: ۷۔۸)

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں: واللہ مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ اس کے علاوہ مجھے کچھ نہ سنے گا: حسبی! حسبی!

ابوبکر بن ابی الدنیا میں ہے حضرت سیفؒ فرماتے ہیں میں ایک مرتبہ مدینہ میں داخل ہوا دیکھا کہ ایک

---

[۱] مجمع الزوائد للہیثمی، الحدیث: ۳۵۱/۱۰۔ الدر المنثور للسیوطیؒ الحدیث: ۳۵/۵۔ کنز العمال للہندیؒ، الحدیث: ۳۸۹۷۹

[۲] مسند احمد، الحدیث: ۳/۵۔ الہندی فی کنز، الحدیث: ۳۸۹۹۷۔

[۳] مجمع الزوائد الحدیث: ۳۴۹/۱۰۔ الدر المنثور ۳۲۸/۵۔ کنز العمال، الحدیث: ۳۸۹۹۸۔ الطبرانی فی الکبیر، الحدیث: ۱۷/۲۴

[۴] ترمذی، الحدیث: ۳۳۵۳، مسند احمد الحدیث: ۳۷۴/۲

شخص کے پاس لوگ جمع ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: حضرت ابو ہریرہؓ ہیں۔ میں آپ کے قریب گیا اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ لوگوں سے حدیث بیان فرما رہے تھے۔ میں نے آپ سے عرض کیا: آپ کو حق کا واسطہ آپ مجھے کوئی ایسی حدیث بیان کریں، جو آپ نے رسول ﷺ سے سنی ہو، سمجھی ہو اور اس کو اچھی طرح جان لیا ہو۔ حضرت ابو ہریرہؓ کو جھرجھری آ گئی پھر آپ طویل دیر تک ٹھیرے رہے پھر آپ کو ہوش آیا اور فرمایا: میں تجھے وہ حدیث بیان کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے اسی گھر میں بیان کی ہے، ہم دونوں کے سوا اس وقت کوئی پاس موجود نہ تھا۔ اس کے بعد حضرت ابو ہریرہؓ کو دوبارہ جھرجھری آ گئی۔ اسی حالت میں کچھ دیر گزر گئی۔ پھر آپ نے اپنے منہ پر ہاتھ پھیرا اور کہا سناتا ہوں۔ پھر فرمایا: میں تجھے وہ حدیث بیان کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے اسی گھر میں بیان کی ہے، ہم دونوں کے سوا اس وقت کوئی پاس موجود نہ تھا۔ اس کے بعد حضرت ابو ہریرہؓ کو دوبارہ پہلے سے سخت جھرجھری آ گئی اور آپ چہرے کے بل آن گرے۔ کافی دیر چہرے کے بل پڑے رہے۔ پھر آپ کو افاقہ ہوا تب آپؓ نے فرمایا: رسولِ اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ بندوں کی طرف نزولِ اجلال فرمائیں گے، تا کہ ان کے درمیان فیصلہ فرمائیں۔ ہر امت گھٹنوں کے بل جھکی ہوگی۔ پہلے پہل صاحبِ قرآن کو بلایا جائے گا اور اس شخص کو جو راہِ خدا میں قتل ہوا اور مالدار کو بلایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ قاری کو فرمائیں گے: کیا میں نے تجھے وہ کتاب نہیں سکھائی جو میں نے اپنے رسول پر نازل کی تھی؟ بندہ عرض کرے گا: کیوں نہیں پروردگار! پروردگار فرمائیں: پھر تو نے اپنے علم پر کیا عمل کیا؟ بندہ عرض کرے گا: پروردگار! میں رات اور دن تلاوت کیلئے کھڑا رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تو جھوٹ بولتا ہے، ملائکہ بھی کہیں گے تو جھوٹ بولتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تو اس لئے یہ کرتا تھا تا کہ لوگ کہیں تو قاری ہے، پس وہ تو کہا جا چکا۔ پھر صاحبِ مال کو بلایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: کیا میں نے تجھے مال کی وسعت نہیں دی تھی؟ حتیٰ کہ میں نے تجھے کسی کا محتاج نہیں بننے دیا تھا؟ بندہ عرض کرے گا: کیوں نہیں پروردگار! پروردگار فرمائیں: پھر تو نے میرے دیئے ہوئے میں کیا کام کیا؟ وہ عرض کرے گا: میں مال کے ذریعہ صلہ رحمی کرتا تھا، صدقہ خیرات کرتا تھا۔ پروردگار فرمائیں گے: تو جھوٹ بولتا ہے۔ ملائکہ بھی کہیں! گے تو جھوٹ بولتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تو اس لئے یہ کرتا تھا تا کہ لوگ کہیں کہ فلاں بڑا سخی ہے، پس وہ کہا جا چکا۔ پھر اس شخص کو بلایا جائے گا اور پوچھا جائے گا تو کس لئے قتل کیا گیا تھا؟ وہ عرض کرے گا مجھے تیرے راستے میں جہاد کا حکم ملا، میں نے قتال کیا حتیٰ کہ میں خود قتل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے نہیں، بلکہ تو نے اس لئے قتال کیا تھا تا کہ کہا جائے کہ فلاں شخص بہادر ہے۔ پس وہ تو کہا جا چکا۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں پھر رسولِ اکرم ﷺ نے میرے گھٹنوں پہ ہاتھ مارا اور فرمایا: اے ابو ہریرۃ! قیامت کے روز اللہ کی مخلوق میں یہ پہلے تین اشخاص ہونگے جن پر جہنم بھڑکے گی۔

ابو عثمان الولید کہتے ہیں مجھے عقبہ نے خبر دی کہ حضرت سیفؒ کا حضرت معاویہؓ کے ہاں آنا جانا تھا، وہ ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ کے پاس آئے اور آپؓ کو حضرت ابو ہریرہؓ کی (مذکورہ) حدیث سنائی۔ حضرت معاویہؓ فرمانے لگے ان تین قسم کے لوگوں کا جب یہ حال ہوگا تو باقی انسانیت کا کیا حال ہوگا۔ یہ فرما کر آپ زار و قطار رو پڑے حتیٰ کہ ہمیں ڈر محسوس ہوا کہ کہیں آپ کی روح پرواز نہ کر جائے۔ لیکن پھر آپ کو افاقہ ہو گیا۔ آپ نے اپنے چہرۂ اقدس پہ ہاتھ پھیرا اور فرمایا: بیشک اللہ اور اس کے رسول کا فرمان سچ ہے: جو لوگ دنیا کی زندگی اور اس کی زیب و زینت کے

طالب ہوں، ہم ان کے اعمال کا بدلہ انہیں دنیا ہی میں دے دیتے ہیں اور اس میں ان کی حق تلفی نہیں کی جاتی ۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں آتشِ (جہنم) کے سوا اور کچھ نہیں اور جو عمل انہوں نے دنیا میں کئے سب برباد اور جو کچھ وہ کرتے رہے سب ضائع ہوا۔ (سورۃ ھود، الآیتان: ۱۵۔۱۶)

قیامت کے روز (اعمال میں) پہلے نماز کی پرسش ہوگی

سو اگر وہ درست نکلی تو سب اعمال درست ہونگے اور اگر وہ خراب نکلی تو سب اعمال خراب نکلیں گے

ابن ابی الدنیا میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

آدمی سے پہلے نماز کا حساب کتاب کیا جائے گا سو اگر وہ درست نکلی تو سب اعمال درست ہونگے اور اگر وہ خراب نکلی تو سب اعمال خراب نکلیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: دیکھو! میرے بندے کے پاس کچھ نفلیں ہیں؟ اگر اس کے پاس نفلیں ہوں تو ان سے فرائض کی کمی پوری کردی جائے۔ پھر دوسرے فرائض (مثلِ روزہ، زکوۃ وغیرہ) میں بھی یوں ہی کیا جائے گا۔[۱]

ترمذی ونسائی نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔

مسند احمد میں حضرت حسن سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے اور میرا خیال ہے کہ انہوں نے حضورِ اکرم ﷺ کے حوالہ سے فرمایا:

کہ قیامت کے روز غلام بندہ سے حساب کتاب لیا جائے گا۔ جب اس کی نماز میں کمی کوتاہی نکلے گی تو اس سے پوچھا جائے گا: نماز میں یہ کمی کیوں ہے؟ وہ عرض کرے گا: یارب! تونے مجھ پر ایک مالک کو مسلط کردیا تھا جو مجھے نماز سے مشغول رکھتا تھا پروردگار فرمائے گا میں نے دیکھا تھا تو اس کے مال میں سے اپنے لئے چوری کرتا تھا؟ تو تو اس کے یا اپنے کاموں میں سے اپنی جان کیلئے (نماز پڑھنے کی) چوری کیوں نہیں کرتا تھا؟۔ پس اللہ تعالیٰ اس پر یہ حجت قائم فرمادیں گے۔[۲]

ابن ابی الدنیا میں ہے حضرت حسن حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن عورت سے پہلے پہل اس کی نماز کا سوال ہوگا۔ پھر اس کے شوہر کا کہ اس کے ساتھ اس کا سلوک کیسا رہا؟[۳] یہ حدیث مرسل جید ہے۔

مسند احمد میں حضرت حسنؒ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم مدینہ میں تھے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ رسولِ اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

> قیامت کے دن اعمال آئیں گے۔ نماز آئے گی اور کہے گی: پروردگار! میں نماز ہوں۔ پروردگار فرمائے گا تو خیر پر ہے۔ پھر صدقہ آئے گا اور کہے گا پروردگار! میں صدقہ ہوں، پروردگار فرمائے

---

[۱] ترمذی، الحدیث: ۴۱۳۔ النسائی، الحدیث: ۴۶۴۔ مسند احمد، الحدیث: ۶۵/۴ والحدیث: ۳۷۷/۵

[۲] مسند احمد، الحدیث: ۳۲۸/۲۔ مجمع الزوائد، الحدیث: ۲۹۲/۱۔ الدر المنثور، الحدیث: ۳۰۰/۱۱

[۳] کنز العمال، الحدیث: ۴۵۰۹۴۔

گا تو خیر پر ہے۔ پھر روزہ آئے گا اور کہے گا پروردگار! میں روزہ ہوں۔ پروردگار فرمائے گا تو خیر پر ہے۔ اسی طرح تمام اعمال آئیں گے اور رب تعالیٰ ان کو فرمائیں گے تم خیر پر ہو۔ پھر اسلام آئے گا اور عرض کرے گا یارب تو سلام ہے اور میں اسلام ہوں۔ پروردگار فرمائیں گے: تو خیر پر ہے آج کے دن میں تیری وجہ سے پکڑ کروں گا اور تیری وجہ سے عطا و بخشش کروں گا۔ فرمانِ الٰہی ہے:

اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب ہوگا وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور ایسا شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا۔ (سورۃ آل عمران، الایۃ: ۸۵)[1]

ابن ابی الدنیا میں حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن ظالم حکام کو لایا جائے گا، مجھ سے پہلے گزر گئے ہوں یا میرے بعد آنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیں گے: تم میری زمین کے خزانچی تھے، میرے بندوں کے نگہبان تھے۔ (تمام عمدہ و) مرغوب اشیاء تمہارے پاس تھیں۔ پھر اللہ تعالیٰ مجھ سے پہلے وفات پانے والے حکام سے فرمائیں گے: تونے جو کیا اس پر تجھے کس چیز نے برانگیختہ کیا؟ وہ عرض کرے گا تیری رحمت نے۔ پروردگار فرمائیں گے کیا میرے بندوں پر تو مجھ سے زیادہ رحم کرنے والا ہے؟۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے جو میرے بعد گزرا فرمائیں گے: جو تونے کیا اس پر تجھے کس بات نے برانگیختہ کیا؟ وہ عرض کرے گا میں نے تیرے لئے غصہ کیا تھا۔ پروردگار فرمائے گا: کیا تو مجھ سے زیادہ غضب ناک ہے؟۔ پھر اللہ تعالیٰ حکم فرمائیں گے: ان کو لے جاؤ اور جہنم کا ایک حصہ ان سے بھر دو۔

ابن ابی الدنیا میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ جب میں حبشہ کی ہجرت سے لوٹا تو ایک جوان عورت نے عرض کیا یارسول اللہ! ایک مرتبہ ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ اہلِ حبشہ کی ایک بڑھیا کا ہمارے پاس سے گزر ہوا، اس کے سر پہ پانی کا ایک گھڑا تھا۔ جب وہ انہی کے ایک نوجوان کے پاس سے گزری تو اس جوان نے اس اس بڑھیا کے شانوں پر اپنا ہاتھ مارا، جس سے بڑھیا لڑکھڑا کر گھٹنوں کے بل گری اور اس کا گھڑا بھی ٹوٹ گیا۔ بڑھیا اٹھی اور اس جوان کو دیکھ کر بولی: اے بدمعاش کل کے دن تجھے سب پتہ چل جائے گا، جب اللہ تعالیٰ کرسی رکھیں گے اور اولین وآخرین کو جمع فرمائیں گے۔ اس وقت لوگوں کے ہاتھ پاؤں ان کے کئے دھرے کی گواہی دیں گے۔ تب تیرے کو میرا اور اپنا معاملہ خوب اچھی طرح معلوم ہو جائے گا۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بڑھیا نے سچ کہا کیسے اللہ اس قوم کو پاک کریں گے، جن کے ضعیفوں کا ان کے طاقتوروں سے بدلہ نہیں لیا جاتا۔[2]

عبداللہ بن انیس کی حدیث میں ہے: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ منادی دیں گے:

میں انصاف کرنے والا بادشاہ ہوں۔ کسی جنتی کو جنت میں جانے کی اجازت نہیں۔ کسی جہنمی کو جہنم میں

---

[1] مسند احمد، الحدیث: ۳۶۲/۲۔ مجمع الزوائد، الحدیث: ۳۴۲/۱۰۔ الدر المنثور، الحدیث: ۴۸/۲ [2] ابن ماجہ، الحدیث: ۴۰۱۰

جانے کی اجازت نہیں جب تک کہ اس کے متعلق ذرہ بھر ظلم کا بھی انصاف نہیں ہو جاتا۔ اسی طرح کوئی جنتی اس وقت تک جنت میں نہیں جا سکتا جب تک کہ اس کے متعلق ذرہ بھر ظلم کا بھی انصاف نہیں ہو جاتا خواہ وہ ایک تھپڑ کیوں نہ ہو۔ مسند احمد میں اس کو روایت کیا گیا ہے اور امام بخاریؒ نے اس پر تعلیق قائم کی ہے۔

امام مالکؒ سعید بن ابوسعید المقبری عن ابیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

جس کا کسی بھائی پر ذرہ بھی ظلم ہو وہ اس کو حل کرا لے، اس لئے کہ وہاں دینار ہوگا نہ درہم۔ وہاں ظالم کی نیکیاں لی جائیں گی اگر اس کے پاس نیکیاں ہوئیں تو ٹھیک ورنہ اس کے بھائی کی برائیاں لے کر اس پر ڈال دی جائیں گی۔[1]

بخاری و مسلم نے اس کو روایت کیا ہے۔

ابن ابی الدنیا نے (علاء عن ابیہ کی حدیث) سے روایت کی ہے وہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون شخص ہے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: جس کے پاس درھم و دینار نہ ہوں۔ فرمایا: نہیں، بلکہ مفلس میری امت میں وہ شخص ہے، جو قیامت کے دن آئے گا نماز، روزے اور زکوۃ لے کر، مگر اس کے ساتھ اس کو گالی دی ہے، اس کا مال کھایا ہے، اس کا خون بہایا ہے، اس کو مارا ہے۔ پس یہ بھی اس کی نیکیاں لے جائے گا یہ بھی اس کی نیکیاں لے جائے گا۔ پھر اگر حق داروں کے پورا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں تو ان کی برائیاں لے کر اس پر ڈال دی جائیں گی۔ بالآخر اس کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔[2]

ابن ابی الدنیا میں ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

تم اس حالت میں نہ مرو کہ تم پر کسی کا قرض ہو، کیونکہ وہاں درہم و دینار نہ ہونگے۔ وہاں تو نیکیوں سے ایک دوسرے کا بدلہ دیا جائے گا۔ اور تیرا رب کسی پر ظلم نہ کرے گا۔[3]

ابن عمرؓ سے مزید دوسرے دو طریق سے یہ حدیث مرفوعاً منقول ہے۔

قیامت کے دن ظالمین سے قصاص

ابن ابی الدنیا میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن بندہ اپنی نیکیوں پر خوش خوش آئے گا۔ ایک دوسرا آدمی آئے گا اور کہے گا: یارب! اس نے مجھ پہ ظلم کیا ہے۔ پس اس کی نیکیاں لے کر مظلوم کو دیدی جائیں گی۔ اسی طرح ہوتا رہے گا حتی کہ اس کے پاس کوئی نیکی نہ رہے گی۔ اب جو حق دار آئیں گے، ان کی برائیاں لے کر اس کے سر لاد دی جائیں گی۔ اسی طرح مسلسل ہوگا حتی کہ جہنم میں داخل ہو جائے گا۔

---

[1] بخاری، الحدیث ۶۵۳۴ مسند احمد، الحدیث: ۴۳۵/۲ والحدیث: ۵۰۶/۲

[2] مسلم، الحدیث: ۶۵۲۲، ترمذی، الحدیث: ۲۴۱۸

[3] مجمع الزوائد الحدیث: ۲۱۷/۲۔ کنز العمال، الحدیث: ۱۵۴۹۲۔ حلیۃ الاولیاء، الحدیث: ۳۰۲/۳۔

خدا کے ساتھ شرک معاف نہیں ہوگا

بندوں پر ظلم کا بدلہ ضرور لیا جائے گا

مسند احمد میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ہاں تین عدالتیں ہیں ایک عدالت تو ایسی ہے جس کی خدا کو کوئی پرواہ نہیں۔ دوسری عدالت ایسی ہے جس میں کچھ معاف نہ ہوگا۔ تیسری عدالت ایسی ہے جس میں بخشش کا کوئی سوال نہیں۔ یہ عدالت جس میں بخشش کا کوئی سوال نہیں وہ شرک سے متعلق ہے۔[1] فرمانِ الٰہی ہے: جو شخص خدا کیساتھ شرک کریگا خدا اس پر بہشت کو حرام کر دیگا۔ (سورۃ المائدہ، الآیۃ: ۷۲)

وہ عدالت جس کی خدا کو کوئی پرواہ نہیں، وہ بندہ کا اپنی جان پہ ظلم ہے اور خدا کے حق میں ظلم ہے۔ مثلاً روزہ چھوڑ دیا۔ نماز چھوڑ دی۔ پس اللہ تعالیٰ اس عدالت میں بخشش فرمائیں گے۔ اگر چاہیں گے تو درگزر فرمائیں گے۔ اور وہ عدالت جس میں اللہ تعالیٰ نہیں چھوڑیں گے، وہ بندوں کا ایک دوسرے پہ ظلم ہے۔ وہاں ہر حال میں بدلہ دلایا جائے گا۔

امام بیہقیؒ نے سنداً زیاد النمیر کے طریق سے حضرت انسؓ سے مرفوعاً نقل کیا ہے: کہ ظلم تین ہیں۔ ایک ظلم، جس کو خدا معاف نہیں فرمائے گا اور اس کی بخشش نہ ہوگی۔ وہ خدا کے ساتھ شرک ہے۔ ایک وہ ظلم ہے جو بندوں کا اپنے آپ پر ہے اور خدا کے حق میں ہے۔ اس کو خدا معاف فرمائیں گے۔ ایک وہ ظلم ہے جس کا بدلہ ضرور لیا جائے گا، وہ بندوں کا ایک دوسرے پر ظلم ہے۔[2]

امام بیہقیؒ نے ایک اور طریق یزید الرقاشی عن انس سے اس کو نقل کیا ہے۔ مصنفؒ فرماتے ہیں دونوں طریق ضعیف ہیں۔

خدا کی راہ میں جہاد ہر چیز کو بخش دیتا ہے سوائے امانت کے

ابوبکر بن ابی الدنیا سنداً عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: خدا کی راہ میں جہاد کرنا ہر گناہ کو بخش دیتا ہے سوائے امانت کے۔ فرمایا: صاحبِ امانت کو بلایا جائے گا اور کہا جائے گا امانت ادا کر، وہ کہے گا یارب! میں تو دنیا سے آ گیا ہوں (اب کیسے ممکن ہے؟) حکم ہوگا اس کو ہاویہ (جہنم) کی طرف لے جاؤ۔ پس اس کی طرف لے جایا جائے گا اور اس میں دھکیل دیا جائے گا حتی کہ اس کی گہرائی میں جا گرے گا۔ وہاں دیکھے گا کہ وہ امانت موجود ہے۔ وہ اس کو اٹھائے گا اور کندھے پر رکھ کر اوپر چڑھے گا جب دیکھے گا کہ جہنم سے نکلنے والا ہے، پھر نیچے گہرائی میں جا گرے گا۔ پس یونہی رہتے زمانے تک اس کے ساتھ ہوتا رہے گا۔[3]

پھر فرمایا: امانت نماز میں بھی ہے۔ امانت روزے میں بھی ہے۔ امانت وضوء میں بھی ہے۔ اور امانت بات چیت میں بھی ہے۔ لیکن سب سے بڑھ کر امانت وہ چیز ہے جو کوئی دوسرے کے پاس بطور امانت رکھوائے۔

زاذانؒ اس حدیث کے راوی کہتے ہیں میں حضرت براءؓ سے ملا اور کہا کہ آپ کے بھائی عبداللہ یوں یوں

---

[1] مسند احمد۔ الحدیث: ۶/ ۲۴۰ [2] مجمع الزوائد، الحدیث: ۱۰/ ۳۴۸۔ کنز العمال، الحدیث: ۱۰۳۲۶، ابونعیم فی حلیۃ الاولیاء الحدیث: ۳۰۹۔ المطالب العالیہ لابن حجر ۴۶۵۳۔ [3] مسلم، الحدیث: ۴۸۶۱

حدیث بیان کرتے ہیں۔ حضرت براءؓ نے فرمایا: وہ سچ کہتے ہیں۔ اس روایت کی تائید مسلم کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ ابوسعیدؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ! اگر میں خدا کی راہ میں لڑائی پر صبر کرتے ہوئے، خدا سے ثواب کی امید رکھتے ہوئے اور پشت دیئے بغیر آگے بڑھتے ہوئے قتل ہو جاؤں تو کیا خدا تعالیٰ میرے گناہوں کو بخش دے گا؟ فرمایا: ہاں سوائے قرض کے۔[1]

ابن ابی الدنیا میں ہے عبداللہ بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: (ترجمہ، اے پیغمبر) تم بھی مرجاؤ گے اور یہ بھی مرجائیں گے۔ پھر تم سب قیامت کے دن اپنے پروردگار کے سامنے جھگڑو گے (اور جھگڑے کا فیصلہ کر دیا جائے گا) (سورۃ الزمر، الآیتان: ۳۰۔۳۱) تو حضرت زبیرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا دنیا میں جو گناہ ہو گئے وہ ہم پر دوبارہ پیش کئے جائیں گے؟ فرمایا: ہاں تم پر دوبارہ پیش کئے جائیں گے حتی کہ تم ہر صاحب حق کو اس کا حق دیدو۔ حضرت زبیرؓ نے عرض کیا یہ تو بڑا سخت معاملہ ہے۔[2]

ابن ابی الدنیا میں ہے زاذانؒ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں: اقوام حساب کتاب کیلئے گھٹنوں کے بل گری پڑی ہونگی۔ باپ بیٹے سے، بیٹا باپ سے، بہن بھائی سے، خاوند بیوی سے اور بیوی خاوند سے دنیا کی نسبت زیادہ سخت ہونگے۔ پھر آپؓ نے یہ آیت تلاوت فرمائی، ترجمہ: تو نہ تو ان میں قرابتیں رہیں گی اور نہ ایک دوسرے کے بارے میں پوچھیں گے۔ (سورۃ المومنون، الآیۃ ۱۰۱)

ابوبکر البزار اپنی سند کے ساتھ حضرت عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

غلام اور اس کے مالک کو لایا جائے گا، شوہر اور اس کی بیوی کو لایا جائے گا۔ غلام اور اس کے مالک کا، بیوی اور اس کے شوہر کا تصفیہ کرایا جائے گا۔ (ہر بات فیصلہ میں آئے گی) حتی کہ کہا جائے گا فلانی کو تو نے پیغام دیا اور میں نے اس کے ساتھ تیری شادی کر دی، لیکن تو نے (اس کے خیال میں) سب کو چھوڑ دیا۔

ابن ابی الدنیا کہتے ہیں: عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بندہ کو بلائیں گے اور اس پر اپنے احسانات کو یاد دلائیں گے اور انکا شمار کرائیں گے فرمائیں گے: تو نے مجھے فلاں دن یاد کیا اور دعا کی ...... اور کہا یا اللہ میری فلانی سے شادی کر دے اور وہ ہم نے کر دی۔ اس طرح بہت سی باتیں شمار کرائی جائیں گی۔ (مقصود حدیث یہ ہے کہ کوئی بات نہ چھوٹے گی بلکہ ہر بات کا ذکر ہوگا۔ م)

ابن ابی الدنیا میں ہے کہ حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

بندہ کو عار اور شرمندگی اس طرح گھیر لے گی کہ وہ کہے گا اے اللہ! تیرے مجھے جہنم میں پھینکنے سے زیادہ لوگوں کی رسوائی سے مجھے خوف ہے۔ اور اللہ کی قسم! وہ جانتا ہوگا کہ جہنم کا عذاب کس قدر سخت ہے۔[3]

قیامت کے دن بندے سے نعمتوں کا سوال کیا جانا

فرمانِ الٰہی ہے: پھر اس روز تم سے نعمت کے بارے میں پرسش ہوگی۔ (سورۃ التکاثر، الآیۃ: ۸)

[1] مسلم، الحدیث: ۴۸٦۱۔ [2] المستدرک للحاکم، الحدیث: ۲/۴۳۵۔ الدرالمنثور، الحدیث: ۵/ ۳۲۷، اتحاف السادۃ المتقین، الحدیث ۱۰/ ۴۷۷۔ شرح السنۃ للبغوی، الحدیث: ٦/ ۷۵۔ [3] المستدرک، الحدیث: ۴/ ۵۷۷۔ جمع الجوامع للسیوطی، الحدیث: ۵٦۸۸۔

صحیح میں ہے کہ آپ ﷺ اور آپ کے اصحاب نے ابوالہیثم کے باغ میں بکری کے گوشت، کھجوروں اور پانی سے کھانا تناول فرمایا پھر فرمایا:

یہ وہ نعمتیں ہیں جن کا تم سے سوال کیا جائے گا۔(یعنی پوچھا جائے گا کہ کیا اس نعمت کا شکر ادا کیا اور اس کے مقابلہ میں عمل کیا؟)

اسی طرح حدیث میں ہے: اپنے کھانے میں ذکر اللہ اور درود کا سالن استعمال کرو اور کھانے کے بعد سو مت جاؤ، اس سے تمہارے دل سخت ہو جائیں گے۔[1]

ابن ابی الدنیا میں ہے، حضرت ثابت سے مروی ہے کہ ایک شخص مسجدِ دمشق میں داخل ہوا اور دعا کرنے لگا: اے اللہ میری وحشت کو دور فرما، میری تنہائی پہ رحم فرما اور مجھے کوئی اچھا ہم نشیں عطا فرما۔ حضرت ابوالدرداءؓ نے اس کی دعا سنی اور فرمایا: اگر تو طلب میں سچا ہے تو میں تیری نسبت سعادت مند ہوں (اور تیری ہم نشینی اختیار کرتا ہوں) میں نے رسولِ اکرم ﷺ سے سنا ہے، آپ نے فرمایا:

لوگوں میں سے کچھ تو اپنی جان پہ ظلم کرنے والے ہیں یعنی وہ ظالم جس کو اس کے مقام پر پکڑ لیا جائے گا اور وہ حزن وغم (میں مبتلا رہنے والا) ہے۔ اور کچھ لوگ میانہ رو ہیں یعنی ان سے حساب کتاب آسانی کے ساتھ لیا جائے گا۔ اور کچھ نیکیوں میں سابق ہیں یعنی وہ جنہیں بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا بندہ کی جانب سے مصالحت کروانا

ابو یعلی سنداً روایت کرتے ہیں کہ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے، ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ ہنسنے لگے حتی کہ آپ کے اوپری دانت نظر آنے لگے۔ حضرت عمرؓ نے دریافت کیا: یارسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، کیا چیز آپ کو ہنسا رہی ہے؟ فرمایا: میری امت کے دو فرد اللہ عزوجل تبارک وتعالیٰ کے روبرو جھگڑیں گے۔ ایک کہے گا: یارب! میرے بھائی سے مجھ پر ظلم کرنے کا بدلہ دلایئے۔ اللہ تعالیٰ دوسرے کو فرمائیں گے: اپنے بھائی کا بدلہ دو۔ وہ کہے گا: میرے پاس نیکیوں میں سے تو کچھ بچا نہیں۔ اللہ تعالیٰ طلب گار کو فرمائیں گے: تو اپنے بھائی کے ساتھ کیا کرے گا؟ اس کے پاس تو کوئی نیکی بچی نہیں۔ وہ عرض کرے گا یارب! پھر وہ میرے گناہ اٹھائے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں یہاں آپ ﷺ کی آنکھیں بہہ پڑیں۔ پھر فرمایا: وہ دن بڑا ہی ہولناک ہوگا لوگ اس دن بڑے محتاج ہونگے کہ کوئی ان کے گناہ اٹھالے۔ پس پھر اللہ تعالیٰ اس طلب گار کو فرمائیں گے: اپنی نگاہ اٹھا اور جنت کی طرف دیکھ! وہ دیکھے گا اور کہے گا یارب! میں چاندی کے شہر اور سونے کے محلات دیکھ رہا ہوں جو موتیوں سے جڑے ہوئے ہیں۔ یہ کس نبی کے ہیں؟ کس صدیق کے ہیں؟ کس شہید کے ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: جو بھی ان کی قیمت ادا کردے۔ وہ بندہ کہے گا یارب! اس کی کس میں ہمت ہو سکتی ہے؟ باری تعالیٰ فرمائیں گے تو بھی اس کا مالک ہو سکتا ہے! بندہ کہے گا وہ کیسے پروردگار! اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اپنے بھائی کو معاف

---

[1] النسائی، الحدیث: ۳۶۴۱۔ مسند احمد، الحدیث: ۳۳۸/۳ والحدیث: ۳۵۱/۳۔ مجمع الزوائد الحدیث ۳۱۷/۱۰

[2] المستدرک، الحدیث ۵۷۶/۴۔ الترغیب والترھیب للمنذری"، الحدیث: ۳۰۹/۳۔ اتحاف السادۃ المتقین، الحدیث:

کردے۔ وہ کہے گا یارب! میں نے اس کو بالکل معاف کردیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: جا اپنے اس بھائی کو بھی لے جا اور جنت میں داخل کرلے۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے روز اللہ تعالیٰ مؤمنین کے درمیان مصالحت کرائیں گے۔[1]

یہ روایت سنداً وسیاقاً غریب ہے۔ اگرچہ اچھے کلام پر مشتمل ہے۔ امام بیہقیؒ نے عبداللہ بن ابی بکر کی حدیث سے اس کو نقل کیا ہے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

جس نے لوگوں کا مال اس نیت سے لیا کہ لوٹا دے گا تو اللہ اسے ادا کرے گا اور جس نے اس نیت سے لیا کہ کھا جائے گا تو اللہ بھی اسے ضائع کردے گا۔

ابوداؤد الطیالسی، ابن ماجہ اور بیہقی میں ہے عباس بن مرداس اسلمیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کی رات اپنی امت کیلئے مغفرت کی دعا مانگی اور خوب مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے جواب مرحمت فرمایا کہ میں نے دعا قبول کرلی، مگر جس نے ظلم کیا۔ حضور ﷺ نے دعا کی یا اللہ تو اس پر قادر ہے کہ مظلوم کو ظالم کی طرف سے خیر عطا کرکے خوش کردے اور ظالم کو بخش دے۔ لیکن اس رات کوئی جواب نہ آیا۔ جب مزدلفہ کی صبح ہوئی تو آپ نے پھر دعا کی تو اللہ نے قبول فرمالی کہ میں نے اس کو بھی بخش دیا۔ تب رسول اللہ ﷺ مسکرائے۔ بعض اصحابؓ نے پوچھا یارسول اللہ! آپ ایسی گھڑی میں مسکرائے ہیں، جس میں آپ کے مسکرانے کی عادت نہیں تھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ کے دشمن ابلیس کی وجہ سے مسکرایا ہوں، اسے جب معلوم ہوا کہ اللہ نے میری امت کی بخشش کی دعا قبول کرلی ہے تو وہ ہلاکت ہلاکت پکارنے لگا اور اپنے سر پر خاک ڈالنے لگا۔[1]

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں ممکن ہے کہ یہ مغفرت عذاب پانے کے بعد ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ بعض لوگوں کے ساتھ خاص ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ہر ایک کے ساتھ ہو۔ مترجم اصغر عرض کرتا ہے جب حدیث میں عام ذکر ہے تو خدا کی رحمت کو خاص کیوں کیا جائے، اس کیلئے کیا مشکل ہے کہ وہ سب کو بخش دے۔ لیکن بندوں کو زیب نہیں دیتا کہ ایسے رحیم کی نافرمانی کی جائے۔

ابوداؤد الطیالسی سنداً عبدالرحمٰن بن ابوبکر الصدیقؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مقروض کو بلائیں گے اور فرمائیں گے: اے ابن آدم! تو نے بندوں کے حقوق کس چیز میں ضائع کئے اور ان کے اموال کس چیز میں خرچ کئے؟ وہ عرض کرے گا یارب! میں نے ان کو ضائع نہیں کیا بلکہ صحیح کاموں میں خرچ کیا ہے۔ پروردگار فرمائیں گے: آج تجھ سے زیادہ میں صحیح فیصلہ کرنے والا ہوں۔ پس اس کی نیکیاں اس کی برائیوں سے وزنی ہو جائیں گی اور اس کو جنت جانے کا حکم مل جائے گا۔[2]

صحیح مسلم میں حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بندے کے گناہوں کے متعلق فرمائیں گے پہلے اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ اس پر ظاہر کرو اور بڑے گناہ چھوڑ دو۔ پھر اس کو کہا جائے گا کیا تو ان میں سے کسی چیز کا انکار کرتا ہے؟ وہ بڑے گناہوں کے ڈر سے اقرار کرے گا اور کہے گا نہیں۔ تب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ہم تیرے ہر گناہ کو نیکی سے بدلتے ہیں۔ وہ بندہ کہے گا یارب! میں نے کچھ بڑے بڑے گناہ بھی کئے

[1] مسند احمد الحدیث: ۱۵/۴۔ الدر المنثور، الحدیث: ۲۳۰/۱، التمہید لابن عبدالبر، الحدیث: ۱۲۳/۱ [2] البدایہ والنہایہ ۲۵/۹

تھے، جو یہاں نہیں نظر آ رہے۔ اس موقع پر آپ ﷺ اس قدر ہنسے کہ آپ کی ڈاڑھ مبارک ظاہر ہوگئی۔[1]

عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث میں گزر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کو اس قدر قریب فرمالیں گے کہ اس پر اپنا ایک حصہ رکھ دیں گے اور اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کروائیں گے۔ حتیٰ کہ جب اس کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو جائے گا تب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میں نے دنیا میں بھی تیری پردہ پوشی کی اور آج بھی تیری مغفرت کرتا ہوں۔ پھر اس کی بڑی بڑی نیکیاں اس کے دائیں ہاتھ میں دیدی جائیں گی۔[2]

ابن ابی الدنیا میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو قریب فرمائیں گے اور اس پر اپنا حصہ رکھ دیں گے اور تمام خلائق سے اس کو چھپالیں گے۔ اسی پردہ میں اس کو اس کے اعمال کی کتاب دیں گے اور فرمائیں گے لے ابن آدم! پڑھ اپنی کتاب۔ پس جب وہ کسی نیکی کے پاس سے گزرے گا تو اس کا دل خوش ہوگا۔ پروردگار اس کو فرمائیں گے: اے بندے کیا تو اس کو جانتا ہے وہ کہے گا: جی! جی! پروردگار میں اس کو جانتا ہوں۔ پروردگار فرمائیں گے ہم اس نیکی کو قبول کرتے ہیں۔ بندہ شکریہ میں سجدہ میں گر پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اٹھ سر اٹھا اور اپنی کتاب آگے پڑھ! پھر وہ کسی برائی کے پاس سے گزرے گا تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جائے گا اور دل رنجیدہ ہو جائے گا، جسم کپکپائے گا۔ اس وقت اس کو اپنے رب سے اس قدر حیاء آئے گی کہ اس کیفیت کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے بندے! اس کو جانتا ہے؟ بندہ کہے گا: جی پروردگار! اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ہم نے اس کو بخش دیا ہے۔ پس اسی طرح اس کی نیکی قبول ہوتی رہے گی اور وہ سجدہ کرتا رہے گا اور بدی معاف ہوتی رہے گی اور وہ سجدہ کرتا رہے گا۔ مخلوق صرف اس کے سجدوں کو دیکھے گی...... حتیٰ کہ مخلوق ایک دوسرے کو پکارے گی: واہ! اس بندے کی کیا خوبی ہے کہ اس نے کبھی خدا کی نافرمانی نہیں کی۔ لیکن ان کو بندے اور خدا کے درمیان کے راز کا علم نہ ہوگا۔[3]

ابن ابی الدنیا میں ہے عثمان بن عاتکہ سے مروی ہے کہ جس کو اس کا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں ملا، اس کے اوپر تو نیکیاں لکھی ہونگی، لیکن اس کے اندر برائیاں ہونگی۔ اسے کہا جائے گا اپنا نامہ اعمال پڑھ وہ اندر سے پڑھے گا تو مایوس ہو جائے گا لیکن جب آخر میں پہنچے گا تو اس میں پڑھے گا کہ یہ تیری بداعمالیاں ہیں میں نے دنیا میں بھی ان پر پردہ رکھا اور آج بھی میں تیری بخشش کرتا ہوں۔ اس پر موجود لوگ رشک کرنے لگیں گے۔ یا فرمایا: کہ اہلِ محشر اس کے ظاہری اعمال نامے کو پڑھیں گے اور کہیں گے فلاں تو نیک بخت ہوگیا پھر اللہ تعالیٰ حکم فرمائیں گے کہ اس کو بدل دیا جائے اور اس کے اندر برائیاں نیکیوں سے بدل دی جائیں گی۔ پھر اس کو پڑھنے کا حکم ملے گا وہ دیکھے گا کہ نیکیاں ہی نیکیاں ہیں۔ جب آخر میں پہنچے گا تو پڑھے گا کہ یہ تیری نیکیاں ہیں جنہیں میں قبول کرتا ہوں۔ تب وہ اہلِ محشر کو کہے گا:

لیجئے میرا نامۂ (اعمال) پڑھیئے۔ مجھے یقین تھا کہ مجھ کو میرا حساب (کتاب) ضرور ملے گا۔ (سورۃ الحاقۃ، الآیتان: ۱۹۔۲۰)

---

[1] السنن الکبریٰ للبیہقی، الحدیث: ۱۰/۱۹۰ الاسماء والصفات، لہ، الحدیث: ۵۴

[2] بخاری، الحدیث ۴۶۸۵، مسلم، الحدیث: ۶۹۴۶۔ ابن ماجہ الحدیث: ۱۸۳

[3] بخاری، الحدیث ۴۶۸۵، مسلم، الحدیث: ۶۹۴۶۔ ابن ماجہ الحدیث: ۱۸۳

فرمایا: جس کو اس کا نامۂ اعمال پشت کے پیچھے سے ملے گا وہ اس کو بائیں ہاتھ سے تھامے گا۔ پھر اس کو پڑھنے کا حکم ملے گا اس کے اندر نیکیاں ہونگی اور اوپر برائیاں۔ اہلِ محشر پڑھیں گے تو کہیں گے یہ تو ہلاک ہوگیا۔ جب وہ آخری نیکی پہ پہنچے گا تو کہا جائے گا یہ تیری نیکیاں ہیں جنکو ہم مردود کرتے ہیں۔ پھر اس کو پلٹنے کا حکم ملے گا (کہ دوبارہ پڑھو) پھر وہ دوبارہ پڑھے گا تو وہ نیکیاں برائیوں سے تبدیل ہو چکی ہونگی، حتی کہ آخر تک یہی کچھ ہوگا پھر وہ اہلِ محشر کو کہے گا: اے کاش مجھ کو میرا (اعمال) نامہ نہ دیا جاتا۔ اور مجھے معلوم نہ ہوتا کہ میرا حساب کیا ہے؟ اے کاش موت (ابدالآباد کے لئے میرا کام) تمام کر چکی ہوتی۔ (آج) میرا مال میرے کچھ بھی کام نہ آیا۔ (سورۃ الحاقۃ، الآیات: ۲۵۔۲۸)

ابن ابی الدنیا میں حضرت حسنؒ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ابن آدم کو یوں لایا جائے گا گویا وہ بکری کا بچہ ہے۔ اس کو اس کا رب کہے گا کہاں ہے وہ مال جو میں نے تجھے بخشا تھا؟ جس کا میں نے تجھے مالک بنایا تھا؟ جو میں نے تجھے عطا کیا تھا؟۔ وہ کہے گا یا ربی! میں نے اسے جمع کیا اور اس کو ثمر آور بنایا اور اس میں پہلے سے بڑھوتری کی۔ پروردگار فرمائیں گے: اس میں سے آگے کیا بھیجا تھا؟ وہ دیکھے گا تو کچھ نہ پائے گا جو اس نے آگے بھیجا ہو۔ پس اس کے بعد وہ پروردگار سے بات نہ کر سکے گا۔

حضرت انس بن مالک حضور ﷺ سے مذکورہ روایت کے مثل نقل فرماتے ہیں، جس میں یہ اضافہ بھی ہے:

بندہ رب سے درخواست کرے گا یارب! مجھے واپس لوٹا دے میں وہ سارا مال لے آؤں گا۔ اگر اس کو لوٹایا بھی جائے تب بھی وہ کچھ آگے نہ بھیج سکے گا پس اس کو جہنم میں دھکیل دیا جائے گا۔

فرمانِ الٰہی ہے: اور جیسا ہم نے تم کو پہلی دفعہ پیدا کیا تھا ایسا ہی آج اکیلے اکیلے ہمارے پاس آئے۔ اور جو (مال ومتاع) ہم نے تمہیں عطا فرمایا تھا وہ سب اپنی پیٹھ پیچھے چھوڑ آئے (سورۃ الانعام، الآیۃ ۹۴)

صحیح مسلم میں حضور ﷺ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ابن آدم کہتا ہے: میرا مال! حالانکہ اس کا مال بس وہی ہے جو اس نے کھالیا اور ختم کر دیا یا پہن لیا اور پرانا کر دیا یا صدقہ کر دیا اور آگے بھیج دیا۔ اس کے ماسوا جو کچھ ہے وہ جانے والا ہے اور لوگوں کیلئے ہے۔

فرمانِ الٰہی ہے: کہتا ہے کہ میں نے بہت سا مال برباد کر دیا۔ کیا اسے یہ گمان ہے کہ اس کو کسی نے دیکھا نہیں۔ (سورۃ البلد، الآیتان: ۶۔۷)

ابن ابی الدنیا میں حضرت معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن بندے کے قدم اپنی جگہ سے اس وقت تک نہ ہل سکیں گے جب تک اس سے چار باتوں کا سوال نہ کر لیا جائے۔ عمر کس چیز میں فنا کی؟ جسم کن کاموں میں بوسیدہ کیا؟ علم پر کیا عمل کیا؟ مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟

ابن ابی الدنیا میں حضرت ابن مکحولؒ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

اے مقروض! اے ابوالدرداء! اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب قیامت کے دن تجھ سے کہا جائے گا: تو علم جانتا ہے یا جاہل ہے؟ اگر تو کہے گا جانتا ہوں تو کہا جائے گا کہ جس علم کو جانتا ہے اس پر کیا عمل کیا؟ اور اگر تو کہے گا کہ میں جاہل ہوں تو کہا جائے گا کہ تیرے جاہل رہنے کا کیا عذر ہے؟ علم کیوں نہیں حاصل کیا؟

فصل

امام بخاریؒ نے باب "یدعی الناس بآبائھم" کے ساتھ قائم فرمایا اور اس کے ذیل میں عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث ذکر فرمائی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: قیامت کے دن ہر غدر کرنے والے کیلئے ایک جھنڈا اس کی سرین کے پاس بلند کیا جائے گا اور کہا جائے گا یہ فلاں بن فلاں کا غدر اور دھوکہ ہے۔[1]

ابن ابی الدنیا میں حضرت ابوالدرداءؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن تم کو تمہارے ناموں اور تمہارے باپوں کے ناموں سے پکارا جائے گا۔ پس اپنے نام اچھے رکھا کرو۔[2]

امام البزار فرماتے ہیں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

زمین اپنے جگر پاروں کو باہر پھینک دے گی۔ چور گزرے گا اور کہے گا: (ہائے !) اس مال کی وجہ سے میرا ہاتھ کاٹا گیا۔ قاتل آئے گا اور کہے گا (ہائے!) اس مال کی وجہ سے میں نے خون بہایا۔ رشتہ ناطہ توڑنے والا آئے گا اور کہے گا (افسوس!) اس مال کی وجہ سے میں نے رشتہ داری توڑی۔ پھر وہ اس مال کو پکاریں گے اور کچھ اس میں سے نہ اٹھائیں گے۔

فرمانِ الٰہی ہے: جس دن بہت سے منہ سفید ہونگے اور بہت سے سیاہ۔ تو جن لوگوں کے منہ سیاہ ہونگے (ان سے خدا فرمائے گا) کیا تم ایمان لا کر کافر ہو گئے تھے؟ سو اب اس کفر کے بدلے عذاب (کے مزے) چکھو۔ اور جن لوگوں کے منہ سفید ہونگے وہ خدا کی رحمت (کے باغوں) میں ہونگے اور انمیں ہمیشہ رہیں گے۔ (سورۃ آل عمران، الآیتان: ۱۰۶۔۱۰۷)

اور فرمانِ الٰہی ہے: اس روز بہت سے منہ رونق دار ہوں گے۔ (اور) اپنے پرودگار کے محوِ دیدار ہوں گے اور بہت سے منہ اس دن اداس ہوں گے۔ خیال کریں گے کہ ان پر مصیبت واقع ہونے کو ہے۔ (سورۃ القیمۃ، الآیات: ۲۲۔۲۵)

فرمانِ الٰہی ہے: اور کتنے منہ اس روز چمک رہے ہوں گے۔ خنداں وشاداں (یہ نیکوکار ہیں)۔ اور کتنے منہ ہوں گے جن پر گرد پڑ رہی ہوگی۔ (اور) سیاہی چڑھ رہی ہوگی۔ یہ کفار بدکردار ہیں۔ (سورۃ عبس، الآیات: ۳۸۔۴۱)

اور فرمانِ الٰہی ہے: جن لوگوں نے نیکوکاری کی ان کے لئے بھلائی ہے اور (مزید برآں) اور بھی۔ اور ان کے مونہوں پر نہ تو سیاہی چھائیگی اور نہ رسوائی۔ یہی جنتی ہیں کہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور جنہوں نے برے کام کئے تو برائی کا بدلہ ویسا ہی ہوگا اور انکے مونہوں پر ذلت چھا جائی گی۔ اور کوئی ان کو خدا سے بچانے والا نہ ہوگا۔ انکے

---

[1] بخاری، الحدیث: ۳۱۸۶، والحدیث: ۳۱۸۷۔ مسلم، الحدیث: ۴۵۱۲۔ ابن ماجہ، الحدیث: ۲۸۷۲۔ مسند احمد الحدیث: ۵/ ۴۱۱، والحدیث: ۱/ ۴۱۷، والحدیث: ۲/ ۱۶

[2] ابوداؤد، الحدیث: ۴۹۴۸۔ مسند احمد، الحدیث: ۵/ ۱۹۴۔ الدارمی، الحدیث: ۲/ ۲۹۴

مونہوں (کی سیاہی کا یہ عالم ہوگا کہ ان) پر گویا اندھیری رات کے ٹکڑے اوڑھا دیئے گئے ہیں۔ یہی دوزخی ہیں کہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ (سورۃ یونس، الآیتان: ۲۶۔۲۷)

حافظ ابو بکر البزارؒ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہؓ سے ذیلی آیت کے متعلق حدیث نقل فرماتے ہیں:

فرمانِ الٰہی ہے: جس دن ہم سب لوگوں کو ان کے ان کے پیشواؤں کے ساتھ بلائیں گے۔ تو جن (کے اعمال) کی کتاب ان کے داہنے ہاتھ میں دی جائی گی وہ اپنی کتاب کو (خوش ہو ہو کر) پڑھینگے اور ان پر دھاگے برابر بھی ظلم نہ ہوگا۔ اور جو شخص اس (دنیا) میں اندھا ہو وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا اور (نجات کے) راستے سے بہت دور۔ (سورۃ الاسراء، الآیۃ: ۷۱۔۷۲)

حضور ﷺ نے فرمایا: (مؤمنوں میں سے) ایک کو بلایا جائے گا اور اس کا نامۂ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ اس کے جسم کو بڑا کر دیا جائے گا۔ اس کا چہرہ سفید کر دیا جائے گا اور اس کے سر پر موتیوں کا چمکتا ہوا ایک تاج رکھا جائے گا۔ وہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹے گا۔ وہ دور سے اس کو دیکھیں گے اور کہیں گے: اے اللہ! اس کو ہمارے پاس لا اور اس میں ہم کو برکت عطا فرما۔ پس وہ ان کے پاس آئے گا اور کہے گا تمہیں بشارت ہو! تم میں سے ہر شخص کیلئے ایسا ہی ہے۔ لیکن کافر، اس کا چہرہ سیاہ ہو جائے گا۔ اللہ اس کا جسم بڑھا دیں گے۔ اس کے ساتھی اس کو دیکھیں گے اور کہیں گے اللہ کی پناہ ہو اس سے، اس کے شر سے۔ اے اللہ اس کو ہمارے پاس نہ آنے دیجیو گا۔ لیکن وہ ان کے پاس آئے گا اور وہ کہیں گے: اے اللہ اس کو رسوا کر۔ وہ کہے گا تم پر بھی اللہ کی پھٹکار برسے۔ تم میں سے بھی ہر شخص کیلئے ایسا ہی ہے۔

حافظ ابو بکر البزارؒ اپنی سند کے ساتھ اس کو روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں ہمیں یہ حدیث صرف اسی سند کے ساتھ ملی ہے۔ ابو بکر بن ابی الدنیا نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔

ابن ابی الدنیا نے حضرتِ حسن بصریؒ سے روایت کی ہے، وہ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ بندے کے متعلق حکم فرمائیں گے: اسے پکڑ لو اور طوق پہنا دو۔ (سورۃ الحاقۃ، الآیۃ: ۳۰) تو اس حکم کو سن کر ستر ہزار فرشتے لپکیں گے اور ایک زنجیر سے اس کو باندھیں گے اور اس کو منہ سے ڈال کر دبر سے نکالیں گے اور یوں اس میں پرولیں گے جیسے دھاگے میں موتی۔ پھر اس کو جہنم میں ایک غوطہ دے کر نکالیں گے تو وہ ہڈیوں کا ایک پنجر بن چکا ہوگا۔ پھر دوبارہ جھنم میں غوطہ دے کر نکالیں گے تو وہ صحیح سالم ہو چکا ہوگا۔

بعض علماء فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ یہ فرمائیں گے: اسے پکڑو! تو قبیلۂ ربیعہ و مضر سے زیادہ افراد اس کی طرف لپکیں گے۔ (عرب میں یہ دو قبیلے بہت زیادہ تعداد والے گزرے ہیں اس لئے ان کے ساتھ تمثیل پیش کی گئی۔)

معتمر بن سلیمان اپنے والد سلیمان سے نقل کرتے ہیں کہ ہر شیء اس کو برا بھلا کہے گی وہ کہے گا تم مجھ پر رحم کیوں نہیں کرتے؟ وہ کہیں گی: تجھ پر ارحم الراحمین کو رحم نہیں آیا تو ہم کیسے رحم کریں۔

فصل

حضرت امام ابن ماجہؒ اپنی سنن، کتاب الرقائق میں سنداً فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کی سو رحمتیں ہیں۔ ان میں سے ایک تمام مخلوق میں نازل کی ہے، جس کی وجہ سے آپس میں ایک دوسرے سے رحم و محبت کا معاملہ کیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ چوپائے بھی اسی کی بدولت اپنی اولاد پر رحم کرتے ہیں۔ باقی ننانوے رحمتیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر فرمائیں گے۔[1]

امام مسلم نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔

امام بخاریؒ نے فرمایا ہمیں قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

اللہ تعالیٰ نے جس دن رحمت پیدا فرمائی، اس میں سے ننانوے حصے اپنے پاس روک لئے۔ صرف ایک حصہ اپنی تمام مخلوق میں پھیلا دیا۔ اگر کافر کو علم ہو جائے کہ اللہ کے پاس کس قدر رحمت ہے! تو وہ بھی جنت سے مایوس نہ ہوگا۔ اگر مؤمن کو یہ پتہ چل جائے کہ خدا کے پاس کس قدر عذاب ہے تو وہ جہنم سے اپنے کو مامون نہیں سمجھے گا۔

اس طریق سے امام بخاریؒ منفرد ہیں۔[2]

ابن ماجہ میں ابوسعیدؓ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جس دن اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان پیدا فرمائے، سو حصے رحمت کے بھی پیدا فرمائے۔ جن میں سے صرف ایک حصہ زمین میں رکھا۔ اسی کے طفیل ماں اپنے بچے پر نچھاور ہوتی ہے۔ جانور اور پرندے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ باقی ننانوے حصے قیامت کیلئے اٹھا رکھیں ہیں (پس جب قیامت ہوگی) ان کو پورا فرما دیں گے۔

امام ابن ماجہ اس روایت میں منفرد ہیں۔ اس کے باوجود یہ حدیث صحیحین کی شرط کے مطابق ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے کئی طرق سے مروی ہے کہ:

اللہ تعالیٰ نے جس دن آسمان و زمین پیدا فرمائے اس دن یہ لکھ دیا کہ میری رحمت میرے غصہ پر غالب ہے۔ ایک روایت میں میری رحمتِ میرے غضب پر سبقت رکھتی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ (رحمت) اللہ کے پاس عرش پر رکھی ہے۔[3]

فرمانِ الٰہی ہے: خدا نے اپنی ذات (پاک) پر رحمت کو لازم کر لیا ہے۔ (سورۃ الانعام، الآیۃ: ۵۴)۔

دوسری جگہ فرمایا: اور جو میری رحمت ہے وہ ہر چیز کو شامل ہے۔ میں اس کو ان لوگوں کے لئے لکھ دونگا جو پرہیزگاری کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ (سورۃ الاعراف، الآیۃ: ۱۵۶)

اس کے بعد ابن ماجہؒ ابن ملیکہ کی حدیث حضرت معاذؓ سے روایت کرتے ہیں فرمایا:

تم جانتے ہو کہ اللہ کا اس کے بندوں پر کیا حق ہے؟ یہ کہ وہ اس کی عبادت کریں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرائیں۔ پھر فرمایا: جانتے ہو بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟ یہ کہ جب وہ ایسا کریں تو وہ ان کو عذاب نہ دے۔[4]

یہ حدیث اسود بن ہلال اور انس بن مالک عن معاذ کے طریق سے بخاری میں موجود ہے۔

---

[1] مسلم، الحدیث: ۶۹۰۸۔ ابن ماجہ، الحدیث: ۴۲۹۳۔ مسند احمد، الحدیث: ۲/۵۲۶

[2] بخاری، الحدیث: ۶۴۶۹۔ الدر المنثور، الحدیث: ۴/۱۰۲۔ [3] ابن ماجہ، الحدیث: ۴۲۹۴

[4] بخاری، الحدیث: ۳۷۲۳۔ مسلم، الحدیث: ۱۴۴۔ ابن ماجہ، الحدیث: ۴۲۹۶۔ مسند احمد، الحدیث: ۵/۲۳۴

ابن ماجہ میں ہے کہ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وہی ڈرنے کے لائق اور بخشش کا مالک ہے۔ (سورۃ المدثر، الآیۃ: ۵۶)

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میں اس کا اہل ہوں کہ مجھ سے ڈرا جائے، پس میرے ساتھ کسی کو ساجھی نہ بنایا جائے۔ پس جو میرے ساتھ کسی کو خدا بنانے سے ڈرا تو مجھے بھی لائق ہے کہ میں اس کی بخشش کر دوں۔

پھر ابن ماجہؒ نے سنداً حضرت ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ کسی غزوہ میں ہم حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھے کہ ایک قوم کے پاس آپ کا گزر ہوا۔ آپ نے پوچھا یہ قوم والے کون لوگ ہیں؟۔ وہ کہنے لگے: ہم مسلمان ہیں۔ ایک عورت تنور کو بھڑکا رہی تھی۔ اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا۔ جب تنور کی لپٹ اوپر اٹھتی تو وہ بچہ کو بچانے لگتی۔ حضور ﷺ اس کے پاس تشریف لائے، وہ کہنے لگی کیا آپ اللہ کے رسول ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ عورت بولی: آپ پہ میرے ماں باپ قربان ہوں، کیا اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ رحم کرنے والے نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں۔ عورت نے پھر سوال کیا: کیا اللہ تعالیٰ ماں کے اپنے بچے پر رحم کرنے سے زیادہ رحم کرنے والے نہیں ہیں؟ فرمایا: کیوں نہیں۔ پھر اخروٹ اور مٹھائی کا تھال لایا گیا وہ تقسیم کیا گیا۔ پھر آپ اور وہ لوگ (بطور محبت والفت) ایک دوسرے سے اچکنے لگے۔[1]

یہ پوری حدیث نہایت غریب ہے۔

حوضِ کوثر سے کچھ لوگوں کا دفع کیا جانا

امام بخاریؒ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن میرے پاس میری امت کے کچھ لوگ آئیں گے۔ ان کو حوض کے پاس آنے سے روکا جائے گا۔ میں کہوں گا یا رب! یہ تو میرے اصحاب ہیں! پروردگار فرمائیں گے تم نہیں جانتے کہ انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا (نئے فتنے کھڑے کئے)۔ وہ دین سے الٹے پاؤں پھر گئے تھے۔[2]

ابن ابی الدنیا میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے آپؐ فرماتے ہیں گویا میں تم کو حوضِ کوثر سے آتا دیکھ رہا ہوں۔ آدمی آدمی سے مل رہا ہے، پوچھتا ہے کیا تو نے آبِ کوثر پیا؟ وہ کہتا ہے ہاں۔ کوئی دوسرا ملتا ہے پوچھتا ہے کیا تو نے آبِ کوثر پیا؟ وہ کہتا ہے: نہیں، ہائے پیاس!

اسماءؓ بنت ابی بکر الصدیقؓ کی روایت

امام بخاریؒ فرماتے ہیں: ح سعید بن ابی مریم، عن نافع، عن ابن عمر، ح ابن ابی ملیکہ عن اسماء بنت ابی بکر الصدیقؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میں حوض پر ہوں گا حتیٰ کہ تم میں سے جو آئے گا اس کو دیکھوں گا۔ کچھ لوگوں کو مجھ سے دور ہٹا دیا جائے گا۔ میں کہوں گا یا رب! یہ لوگ مجھ سے تعلق رکھنے والے اور میری امت کے لوگ ہیں۔ مجھے کہا جائے گا: کیا آپ کو معلوم ہے انہوں نے آپ کے بعد کیا کام کیا؟

---

[1] ابن ماجہ، الحدیث: ۴۲۹۷ [2] بخاری، الحدیث: ۶۵۸۵۔ کنز العمال، الحدیث: ۳۹۱۲۴

۱؎ ابن ابی ملیکہ (اس مقام پر) دعا مانگتے تھے یا اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ماں اپنے بچے کو آگ میں نہیں ڈال سکتی۔ یہ فرما کر آپ ﷺ رونے لگے۔ پھر ہماری طرف سرِ اقدس اٹھایا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ عذاب صرف مردود وسرکش کو ہی فرمائیں گے، جو اللہ تعالیٰ پر ہٹ دھرمی کرتا ہے اور لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کرتا ہے۔

اس حدیث کی اسناد ضعیف ہے اور سیاق غریب ہے۔

فرمان عزوجل ہے: اس میں وہی داخل ہوگا جو بڑا بد بخت ہے۔ جس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا (سورۃ اللیل، الآیتان: ۱۵۔۱۶) اور فرمایا: تو اس (عاقبت نااندیش) نے نہ تو (کلام خدا کی) تصدیق کی نہ نماز پڑھی۔ بلکہ جھٹلایا اور منہ پھیر لیا (سورۃ القیامۃ، ا؛ آیتان: ۳۱۔۳۲)

نومولود کو دودھ پلانے والی ماں سے زیادہ اللہ پاک اپنے بندے پر رحم فرماتے ہیں

بخاری میں حضرت عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ قیدیوں کے پاس سے گزرے، دیکھا کہ ایک قیدی عورت کی چھاتی سے دودھ ٹپک رہا ہے اور وہ دوڑے جا رہی ہے۔ جب بھی کسی قیدی بچے کو کو پاتی ہے، اس کو دودھ پلانا شروع ہو جاتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے، یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈال سکتی ہے؟ ہم نے عرض کیا نہیں، یہ ہرگز اپنے بچے کو آگ میں نہیں ڈال سکتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ اپنے بندوں پر اس عورت سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ ۲؎

امام مسلم نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔

ایک روایت میں یوں تاکیداً فرمان ہے: اللہ کی قسم! اللہ پاک اپنے بندوں پر اس عورت سے زیادہ رحم کرنے والا ہے، جو اپنے بچے محبت رکھتی ہے۔

ابن ماجہ سنداً حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: شقی (بد بخت) کے سوا جہنم میں کوئی اور داخل نہ ہوگا۔ پوچھا گیا یارسول اللہ! شقی کون ہے؟ فرمایا: جس نے اللہ کی اطاعت نہیں کی اور اس کی معصیت سے اجتناب نہیں کیا۔ ۳؎

اس روایت کی اسناد میں ضعف ہے۔

صحیح مسلم میں ابی بردہ بن ابی موسیٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ہر مسلمان کو ایک یہودی یا نصرانی دیا جائے گا اور کہا جائے گا یہ جہنم سے تیری آزادی ہے۔ ۴؎

ایک روایت میں ہے کہ کوئی مسلمان وفات نہیں پاتا مگر اللہ تعالیٰ اس کے بدلے ایک یہودی یا نصرانی کو جہنم میں داخل فرما دیتے ہیں۔

۱؎ بخاری، الحدیث: ۶۵۹۳۔ مسلم، الحدیث: ۵۹۲۸۔ مسند احمد، الحدیث: ۱۲۱/۶

۲؎ بخاری، الحدیث: ۵۹۹۹۔ مسلم، الحدیث: ۶۹۱۲

۳؎ ابن ماجہ، الحدیث: ۴۲۹۸۔ مسند احمد، الحدیث: ۳۴۹/۲ ۴؎ مسلم، الحدیث: ۶۹۴۲

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ابو بردہ کو لا الہ الا اللہ کی تین مرتبہ قسم لے کر پوچھا کیا واقعی انکے والد نے حضور ﷺ سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ تو انہوں نے قسم اٹھائی۔[1]

مسلم کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: مسلمان قیامت کے دن پہاڑوں کی طرح گناہ لے کر آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ وہ گناہ ان سے معاف فرما کر یہود و نصاریٰ پر ڈال دیں گے۔[2]

ابن ماجہ میں ابی بردہ بن ابی موسیٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن خلائق کو جمع فرمائیں گے تو امتِ محمدیہ کو بارگاہِ خداوندی میں سربسجود ہونے کی اجازت مرحمت کی جائے گی۔ وہ حضورِ الٰہی میں ایک طویل...... سجدہ بجالائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اپنے سر اٹھاؤ، ہم نے تمہارے دشمنوں کو تمہارے لئے جہنم سے خلاصی کا فدیہ بنا دیا۔[3]

الطبرانی الکبیر میں حضرت ابوحذیفہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے!!! دین میں کمزور اور اپنے آپ میں گم احمق بھی جنت میں داخل ہو کر رہے گا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جس کو اس کے گناہوں کی وجہ سے آگ نے جلا ڈالا ہو گا وہ بھی جنت میں ضرور داخل ہو گا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اللہ تعالیٰ ایسی مغفرت فرمائیں گے کہ شیطان کو بھی امید ہو جائے گی کہ رحمت اس کو بھی شامل ہو گی۔[4]

امتِ محمدیہ میں سے بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہونے والے

بخاری میں حضرت ابن عباسؓ حضور ﷺ سے حدیث نقل فرماتے ہیں:

میرے سامنے تمام امتوں کو پیش کیا گیا میں نے دیکھا کہ ہر نبی کے ساتھ اس کی امت جا رہی ہے۔ کسی نبی کے ساتھ ایک گروہ ہے۔ کسی نبی کے ساتھ کل دس افراد ہیں۔ کسی نبی کے ساتھ صرف پانچ افراد ہیں اور کوئی نبی تنہا جا رہا ہے۔ پھر کیا دیکھتا ہوں کہ انسانوں کا ایک جمِ غفیر ہے۔ کوئی کہنے والا کہتا ہے: یہ تیری امت ہے۔ ان میں سے ستر ہزار جو آگے آگے ہیں، ان پر حساب ہے اور نہ عذاب۔ میں نے پوچھا یہ کیوں؟ کہا گیا: یہ لوگ نہ داغتے تھے۔ نہ لوگوں کی ٹوہ میں رہتے تھے۔ نہ بدفالی لیتے تھے۔ بلکہ اپنے رب پہ بھروسہ رکھتے تھے۔ حاضرین میں سے حضرت عکاشہ بن محصن کھڑے ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! دعا فرمادیجئے کہ اللہ مجھے بھی ان میں سے کردے۔ حضور ﷺ نے دعا فرمادی: یااللہ! اس کو ان میں شامل کردے۔ پھر دوسرا شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا یارسول اللہ! میرے لئے بھی دعا فرمادیجئے کہ اللہ مجھے بھی ان میں سے کردے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: عکاشہ اس میں سبقت لے جا چکے۔[5]

ستر ہزار سے متعلق ایک اور حدیث

مسند احمد میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے پروردگار عزوجل

---

[1] مسلم، الحدیث: ۶۹۴۳۔ مسند احمد، الحدیث: ۴/ ۳۹۱ [2] مسلم، الحدیث: ۶۹۴۵۔ [3] ابن ماجہ، الحدیث: ۴۲۹۱، مجمع الزوائد، الحدیث: ۱۰/ ۷۰ [4] المعجم الکبیر للطبرانی، الحدیث: ۳۰۲۱۔ کنز العمال، الحدیث: ۱۰۳۵۹

[5] بخاری، الحدیث: ۵۷۵۲۔ مسند احمد، الحدیث: ۱/ ۴۰۱۔ والحدیث، ۴۰۲

سے سوال کیا تھا، پس اس نے مجھ سے وعدہ فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار اشخاص کو بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل فرمائے گا، جن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتے ہونگے۔ میں نے اس میں زیادتی طلب کی تو اللہ تعالیٰ نے ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار کا مزید اضافہ فرمادیا۔ میں نے پھر عرض کیا اے رب! اگر میری امت کے مہاجرین اس قدر نہ ہوئے تو؟ فرمایا: تب میں یہ تعداد تیری امت کے اعرابی (دیہاتی) لوگوں کے ساتھ پوری کر دوں گا۔[1]

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہم (دنیا میں) آخر میں آنے والے ہیں، لیکن قیامت کے روز اولین میں سے ہونگے۔ میری امت کا پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا وہ ستر ہزار نفوس پر مشتمل ہوگا، جن سے کوئی حساب کتاب نہیں ہوگا۔ ان میں سے ہر شخص کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتا ہوگا۔ پھر ان کے بعد جو آئیں گے ان کے چہرے آسمان کے تاروں سے زیادہ روشن ہونگے۔ اسی طرح ان کے بعد درجہ بدرجہ۔[2]

بخاری میں سہلؓ بن سعد روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت میں سے ستر ہزار یا (فرمایا:) سات لاکھ افراد بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہونگے۔ وہ ایک دوسرے کو تھامے ہونگے حتی کہ ان میں اول و آخر سب جنت میں داخل ہوجائیں گے۔ ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مانند ہونگے۔[3]

مسند احمد میں حضرت ابو بکر الصدیقؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مجھے ستر ہزار افرد بغیر حساب کتاب جنت میں جانے والے دیئے گئے ہیں۔ ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتے ہونگے۔ ان کے دل (باہم یوں شیر و شکر ہونگے گویا وہ) ایک دل ہیں۔ پس میں نے اپنے رب سے مزید اضافہ مانگا تو پروردگار نے ہر ایک کے ساتھ مزید ستر ہزار عطا کر دیئے۔[4]

مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ ایک رات ہم نے حضور ﷺ کے پاس بہت باتیں کی۔ پھر صبح کو ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

آج کی رات مجھے انبیاء اپنی اپنی امتوں کے ساتھ دکھائے گئے۔ ہر نبی گزر رہا تھا کسی کے ساتھ تین افراد تھے۔ کسی نبی کے ساتھ ایک (عصابہ) جماعت تھی۔ کسی نبی کے ساتھ ایک نفر تھا[5]۔ کسی نبی کے ساتھ کوئی نہ تھا۔ حتی کہ حضرت موسیٰ کا میرے پاس سے گزر ہوا ان کے ساتھ بنی اسرائیل کی ایک بہت بڑی جماعت تھی۔ جس نے مجھے حیرت میں ڈال دیا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا یہ آپ کے بھائی موسیٰ ہیں اور ان کے ساتھ بنی اسرائیل ہیں۔ میں نے پوچھا میری امت کہاں ہے؟ مجھے کہا گیا کہ اپنی داہنی طرف دیکھئے۔ دیکھا تو پہاڑ اور زمین لوگوں سے اٹے پڑے تھے۔ مجھے پھر کہا گیا اب اپنی بائیں طرف نظر ڈالئے۔ دیکھا تو سارا افق لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ مجھ سے پوچھا گیا کیا آپ راضی ہیں؟ میں نے عرض کیا یارب! میں راضی ہوں، یارب! میں راضی ہوں۔ پھر مجھے کہا گا کہ ان کے ساتھ ستر ہزار اور ہیں جو بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہونگے۔ پھر نبی ﷺ نے ہم کو مخاطب ہو کر فرمایا: تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں، اگر ہو سکے تو تم ستر ہزار میں شامل ہو جاؤ۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو داہنی طرف والوں میں

---

[1] مسند احمد، الحدیث: ۳۵۹/۲۔ مجمع الزوائد للہیثمی، الحدیث: ۴۰۴/۱۰ [2] مسند احمد، الحدیث: ۵۰۴/۲ [3] بخاری، الحدیث: ۶۵۵۴۔ مسلم، الحدیث: ۵۲۵۔ مسند احمد، الحدیث: ۲۸۱/۵۔ مجمع الزوائد، الحدیث: ۴۰۷/۱۰۔ [4] مسند احمد، الحدیث: ۶/۱۔ مجمع الزوائد، الحدیث: ۴۱۰/۱۰

[5] عصابہ بڑی جماعت کو اور نفر تین سے لے کر دس تک کی جماعت کو کہا جاتا ہے۔ اصغر

شامل ہو جاؤ، اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو بائیں طرف والوں میں شامل ہو جاؤ۔ کیونکہ میں نے وہاں لوگوں کو بہت پریشانی اور آہ و بکا میں دیکھا ہے۔

اس کے بعد حضرت عکاشہ کا قصہ مذکور ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ہم آپس میں تبصرہ کرنے لگے کہ وہ ستر ہزار افراد کون ہو سکتے ہیں؟ کسی نے کہا ان سے وہ لوگ مراد ہیں جو اسلام میں پیدا ہوئے اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرایا...... حتی کہ وہ اللہ سے جا ملے۔ یہ بات حضور ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو نہ داغتے ہیں[1]۔ نہ لوگوں کی ٹوہ میں رہتے ہیں۔ نہ بدفالی لیتے ہیں۔ بلکہ اپنے رب پہ بھروسہ رکھتے ہیں[2]۔

کتب احادیث میں یہ روایت بہت سے اصحاب اور طرق سے الفاظ کے معمولی رد و بدل کے ساتھ منقول ہے۔ جن کو طوالت کے ڈر سے ترک کیا جاتا ہے۔ صرف ایک روایت اس ذیل میں مزید ذکر کی جاتی ہے، جو احادیث بالا سے بالکل مختلف الفاظ میں منقول ہے۔

طبرانی میں حضرت ابو مالکؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی، جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تم کو جنت کی طرف تاریک رات کی طرح عظیم جماعت بنا کر بھیجے گا۔ جس نے زمین کو گھیر رکھا ہوگا۔ ملائکہ کہیں گے: دوسرے انبیاء سے زیادہ محمد کے اصحاب ہیں۔[3]

میدانِ حساب سے لوگوں کے منتشر ہونے کی کیفیت

ایک فریق جنت میں اور ایک فریق جہنم میں

فرمانِ خداوندی ہے: اور انکو حسرت (وافسوس) کے دن سے ڈرا دو جب بات فیصلہ کر دی جائیگی اور (ہیہات) وہ غفلت میں (پڑے ہوئے) ہیں اور ایمان نہیں لاتے۔ (سورۃ مریم، الآیۃ: ۳۹)

اور جس دن قیامت برپا ہوگی اس روز وہ الگ الگ فرقے ہو جائیں گے تو جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے وہ (بہشت کے) باغ میں خوشحال ہوں گے۔ اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں اور آخرت کے آنے کو جھٹلایا وہ عذاب میں ڈالے جائیں گے۔ (سورۃ الروم، الآیات: ۱۴۔۱۶)

فرمانِ خداوندی ہے: تو اس روز سے پہلے جو خدا کی طرف آ کر رہیگا اور رک نہیں سکے گا دین (کے رستے) پر سیدھا منہ کئے چلے چلو اس روز (سب) لوگ منتشر ہو جائیں گے۔ (سورۃ الروم، الآیۃ: ۴۳)

فرمانِ خداوندی ہے: اور جس روز قیامت برپا ہوگی اس روز اہلِ باطل خسارے میں پڑ جائیں گے۔ اور تم ہر ایک فرقے کو دیکھو گے کہ گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوگا (اور) ہر ایک جماعت اپنی کتاب (اعمال) کی طرف بلائی

---

[1] داغنے سے مراد ہے کہ اپنے یا جانور کے جسم پہ داغ کے ساتھ کوئی علامت نہیں لگواتے اور نہ داغ یعنی جلانے کے ساتھ کوئی علاج کرتے ہیں، ابوطلحہ۔

[2] بخاری، الحدیث: ۶۴۱۰۔ مسلم الحدیث: ۵۲۶۔ ترمذی، الحدیث: ۲۴۴۶۔ مسند احمد ۱/۴۰۷

[3] المعجم الکبیر للطبرانیؒ، الحدیث: ۳/۳۳۷۔ جمع الجوامع، الحدیث: ۴۲۵۱۔ کنز العمال للہندیؒ، الحدیث: ۳۴۵۰۷

جائے گی۔ جو کچھ تم کرتے رہے ہو آج تم کو اس کا بدلہ دیا جائیگا۔ یہ ہماری کتاب تمھارے بارے میں سچ سچ بیان کردیگی۔ جو کچھ تم کیا کرتے تھے، ہم لکھواتے جاتے تھے۔ تو جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان کا پروردگار انہیں اپنی رحمت (کے باغ) میں داخل کریگا۔ یہی صریح کامیابی ہے۔ اور جنہوں نے کفر کیا (ان سے کہا جائے گا کہ) بھلا ہماری آیتیں تم کو پڑھ کرسنائی نہیں جاتی تھیں؟ مگر تم نے تکبر کیا اور تم نافرمان لوگ تھے۔ اور کہا جاتا تھا کہ خدا کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں کچھ شک نہیں تم کہتے تھے ہم نہیں جانتے کہ قیامت کیا ہے؟۔ ہم اس کو محض ظنی خیال کرتے ہیں اور ہمیں یقین نہیں آتا۔ اوران کے اعمال کی برائیاں ان پر ظاہر ہوجائیں گی اور جس (عذاب کی وہ ہنسی اڑاتے تھے وہ ان کو آگھیرے گا۔ اور کہا جائیگا کہ جس طرح تم نے اس دن کے آنے کو بھلا رکھا تھا اسی طرح آج ہم تمھیں بھلادیں گے۔ اور تمھارا ٹھکانا دوزخ ہے اور کوئی تمھارا مددگار نہیں۔ یہ اس لئے کہ تم نے خدا کی آیتوں کو مذاق بنا رکھا تھا اور دنیا کی زندگی نے تم کو دھوکے میں ڈال رکھا تھا۔ سوآج یہ لوگ نہ دوزخ سے نکالے جائینگے اور نہ ان کی توبہ قبول کی جائے گی۔ پس خدا ہی کو ہر طرح کی تعریف (سزاوار) ہے جو آسمانوں کا مالک اور زمین کا مالک اور تمام جہاں کا پروردگار ہے اور آسمانوں اور زمین میں اسی کے لئے بڑائی ہے۔ اور وہ غالب (اور) دانا ہے۔ (سورۃ الجاثیۃ الآیات: ۲۷۔۳۷)

فرمانِ خداوندی ہے: اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے چمک اٹھیگی اور (اعمال کی) کتاب (کھول کر) رکھ دی جائیگی۔ اور پیغمبر (اور) گواہ حاضر کئے جائیں گے اور ان کا انصاف کیساتھ فیصلہ کیا جائیگا اور بے انصافی نہیں کی جائیگی۔ اور جس شخص نے جو عمل کیا ہوگا، اس کو اس کا پورا پورا بدلہ مل جائیگا اور جو کچھ یہ کرتے ہیں اس کو سب کی خبر ہے۔ اور کافروں کو گروہ گروہ بنا کر جہنم کی طرف لے جائیں گے یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچ جائینگے تو اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تو اس کے داروغہ ان سے کہیں گے کہ کیا تمھارے پاس تم ہی میں سے پیغمبر نہیں آئے تھے؟ جو تم کو تمھارے پروردگار کی آیتیں پڑھ پڑھ کرسناتے اور اس دن کے پیش آنے سے ڈراتے تھے؟ کہیں گے کیوں نہیں! لیکن کافروں کے حق میں عذاب کا حکم ثابت ہو چکا تھا۔ کہا جائے گا کہ دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ۔ تم ہمیشہ اس میں رہو گے، یہ تکبر کرنے والوں کا برا ٹھکانا ہے۔ اور جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کو گروہ گروہ بنا کر بہشت کی طرف لئے جائینگے۔ یہانتک کہ جب اس کے پاس پہنچ جائینگے اور اس کے دروازے کھول دیئے جائینگے تو اس کے داروغہ ان سے کہیں گے تمام تعریف اللہ کیلئے ہے جس نے اپنے وعدے کو ہمارے ساتھ سچا کردیا اور ہم کو زمین کا وارث بنادیا۔ ہم بہشت میں جس جگہ چاہیں رہیں، تو (اچھے) عمل کرنیوالوں کا بدلہ بھی کیسا خوب ہے؟۔ تم فرشتوں کو دیکھوگے کہ عرش کے گرد گھیرا باندھے ہوئے ہیں (اور) اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کررہے ہیں اور ان میں انصاف کیساتھ فیصلہ کیا جائیگا اور کہا جائیگا کہ ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو سزاوار ہے، جو سارے جہاں کا مالک ہے (سورۃ الزمر، الآیات: ۶۹۔۷۵)

فرمانِ خداوندی ہے: جس روز وہ آجائے گا تو کوئی متنفس خدا کے حکم کے بغیر بول بھی نہیں سکے گا۔ پھر ان میں سے کچھ بدبخت ہونگے اور کچھ نیک بخت۔ تو جو بدبخت ہوں گے وہ دوزخ میں (ڈال دیئے جائینگے) اس میں ان کو چلانا اور دھاڑنا ہوگا۔ اور جب تک آسمان اور زمین ہیں اسی میں رہیں گے۔ مگر جتنا تمہارا پروردگار چاہے۔ بے شک تمہارا پروردگار جو چاہتا ہے کردیتا ہے۔ اور جو نیک بخت ہونگے وہ بہشت میں (داخل کردیئے جائیں گے

اور) جب تک آسمان اور زمین ہیں ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔ مگر جتنا تمہارا پروردگار چاہے۔ یہ (خدا کی) بخشش ہے، جو کبھی منقطع نہیں ہوگی۔

فرمانِ خداوندی ہے: جس دن وہ تم کو اکٹھا ہونے (یعنی قیامت) کے دن، اکٹھا کرے گا وہ نقصان اٹھانے کا دن ہے۔ اور جو شخص خدا پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے وہ اس سے اس کی برائیاں دور کردے گا۔ اور باغہائے بہشت میں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں داخل کرے گا۔ وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔ اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی اہلِ دوزخ ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے اور وہ بری جگہ ہے۔ (سورۂ تغابن ۹، ۱۰)

فرمانِ خداوندی ہے: جس روز ہم پرہیزگاروں کو خدا کے سامنے (بطور) مہمان جمع کریں گے اور گنہگاروں کو دوزخ کی طرف پیاسے ہانک لے جائیں گے، تو لوگ کسی کی سفارش کا اختیار نہ رکھیں گے مگر جس نے خدا سے اقرار لیا ہو۔ (سورۂ مریم ۸۵ تا ۸۷)

فرمانِ خداوندی ہے: جس دن بہت سے منہ سفید ہونگے اور بہت سے سیاہ۔ تو جن لوگوں کے منہ سیاہ ہونگے (ان سے خدا فرمائے گا) کیا تم ایمان لا کر کافر ہو گئے تھے؟ سو اس کفر کے بدلے عذاب (کے مزے) چکھو اور جن لوگون کے منہ سفید ہونگے وہ خدا کی رحمت (کے باغوں) میں ہونگے اور ان میں ہمیشہ رہیں گے (سورۃ آل عمران آیت ۱۰۶۔۱۰۷)۔

اس موضوع پر بہت سی آیات ہیں اگر سب کو یہاں جمع کیا جائے تو بات بہت طویل ہو جائے گی۔ پس اب ہم اس موضوع کی مناسبت سے احادیث ذکر کرتے ہیں۔ وہ احادیث اس موضوع کے علاوہ اور بھی بہت سے فوائد پر مشتمل ہیں۔

ابن ابی الدنیا میں قاسم بن الولید سے اس آیت (ترجمہ: تو جب بڑی آفت آئے گی، النازعات ۳۴) سے متعلق تفسیر منقول ہے وہ فرماتے ہیں یعنی جب بڑی آفت آئے گی تو اہلِ جنت کو جنت کی طرف اور اہلِ جہنم کو جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔[1]

جنت میں داخل ہونے والا آخری شخص

بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کیا ہم قیامت کے دن اپنے پروردگار کو دیکھ سکیں گے؟ فرمایا: کیا جب سورج کا مطلع بادلوں سے صاف ہو اس وقت تمہیں سورج کو دیکھنے میں کوئی مزاحمت کا سامنا ہوتا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے پھر فرمایا: کیا جب چاند کا مطلع بادلوں سے صاف ہو اس وقت تمہیں چاند کو دیکھنے میں کوئی مزاحمت کا سامنا ہوتا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ!۔ فرمایا پس اسی طرح تم قیامت کے دن پروردگار کو دیکھو گے۔ جب اللہ تعالیٰ انسانوں کو جمع فرمائے گا تو ارشاد ہوگا: جو شخص جس چیز کی پرستش کرتا تھا وہ اس کے پیچھے آئے۔ پس جو سورج کی عبادت کیا کرتا تھا وہ سورج کے پیچھے رہے۔ جو چاند کو پوجتا تھا وہ اس کی اتباع کرے۔ جو سرکش شیاطین کی عبادت کیا کرتا تھا وہ ان کے ساتھ آئے۔ بس

[1] تفسیر طبری سورۂ نازعات الآیۃ ۳۴

یہ امت اور اسکے منافقین رہ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے پاس ایسی صورت میں جلوہ افروز ہونگے جس سے وہ آشنا نہ ہونگے۔ پروردگار فرمائیں گے میں تمہارا رب ہوں! وہ کہیں گے ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں، ہم یہیں ایستادہ ہیں تاوقتیکہ ہمارا رب آ جائے اور ہم اس کو پہچان لیں۔ پھر اللہ تعالی ایسی صورت میں جلوہ افروز ہونگے، جس سے وہ آشنا ہونگے۔ پروردگار فرمائیں گے: میں تمہارا رب ہوں۔ وہ کہیں گے ہاں آپ ہمارے رب ہیں۔ پھر وہ پروردگار کے پیچھے آئیں گے اور جہنم پر پل قائم کردیا جائے گا۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں: پس اس پہ گزرنے والوں میں سے میں پہلا شخص ہوں گا۔ اس دن سب رسولوں کی زبان پر یہ دعا ہوگی: اے اللہ! سلامتی فرما، اے اللہ! سلامتی فرما۔ مقام سعدان کے کانٹوں کے مثل (بڑے بڑے) آنکڑے ہونگے۔ کیا تم نے سعدان کے کانٹے دیکھے ہیں؟ صحابہؓ نے عرض کیا: جی یا رسول اللہ! فرمایا: بس وہ آنکڑے ان کے مثل ہونگے، بس جسامت ان کی اللہ ہی کو معلوم ہے۔ وہ لوگوں کو ان کے اعمال کے مطابق پکڑیں گے۔ کوئی تو اپنے عمل کی پاداش میں ہلاک ہونے والا ہوگا۔ کوئی ذلت وخواری اٹھانے کے بعد نجات پا جائے گا۔ حتی کہ جب اللہ تعالیٰ قصاص سے فارغ ہوجائیں گے اور جہنم سے لا الہ الا اللہ کہنے والوں میں جس جس کو نکالنا چاہیں گے تب فرشتوں کو حکم فرمائیں گے کہ ان کو جہنم سے نکال لیا جائے۔ پھر ان پر آبِ حیات چھڑکا جائے گا۔ اس سے ان کے جسم یوں تر وتازہ اگ آئیں گے جیسے بارش میں گھاس اگ آتی ہے۔

ایک شخص جہنم کی طرف منہ کئے باقی رہ جائے گا وہ منہ پھیرنے پر قادر نہ ہوسکے گا۔ وہ پکارے گا: پروردگار! مجھے جہنم کی (آتشیں) ہوا آ رہی ہے۔ اس کی تپش مجھے جلائے دے رہی ہے۔ میرا چہرہ جہنم سے پھیر دے۔ وہ مسلسل اللہ کو پکارتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اگر تیرا یہ سوال پورا کردیا جائے، کچھ اور سوال تو نہیں کرے گا؟ وہ کہے گا: تیری عزت کی قسم! اور کوئی ......سوال نہ کروں گا۔ پس اس کا چہرہ جہنم سے پھیر دیا جائے گا۔ لیکن پھر وہ سوال کرے گا یارب! مجھے جنت کے دروازے کے اور قریب کردے، بس۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تو نے نہیں کہا تھا کہ اور کوئی سوال نہ کروگے۔ بندہ کہے گا: تیری عزت کی قسم! اب کوئی سوال نہ کروں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے بہت سے عہد وپیمان لیں گے کہ اب وہ دوبارہ کوئی سوال نہ کرے گا اور پھر اس کو باب الجنة کے قریب کردیا جائے گا۔ وہ جنت میں بیش بہا نعمتیں دیکھے گا تو کچھ عرصہ تو خاموش رہے گا پھر بول اٹھے گا: یارب! مجھے جنت میں داخل کردے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تم نے نہیں کہا تھا کہ اور کوئی سوال نہ کروگے۔ اے ابن آدم! افسوس! تو کس قدر دغا باز ہے۔ بندہ کہے گا یارب! مجھے اپنی مخلوق میں سب سے بدبخت نہ فرما! پس وہ مسلسل اللہ کو پکارتا رہے گا۔ حتی کہ اللہ پاک ہنسیں گے۔ جب اللہ عزوجل اس کو دیکھ کر ضحک (ہنسی) فرمائیں گے تو اس کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت مرحمت فرمادیں گے۔ جب وہ داخل ہوجائے گا تو اس سے پوچھا جائے گا، اپنی خواہش کا اظہار کرو۔ وہ اظہار کرے گا۔ اسے پھر کہا جائے گا چاہو تو کچھ اور خواہش بتاؤ۔ وہ پھر اپنی خواہشات بتائے گا۔ حتی کہ اس کی تمنائیں اور خواہشات ختم ہوجائیں گی۔ تب اس کو کہا جائے گا تجھے یہ بھی اور اس جتنا مزید عطا کیا جاتا ہے۔[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ شخص جنت میں داخل ہونے والوں میں سے آخری شخص ہوگا (جس کا یہ اعزاز ہوگا۔)

---

[1] بخاری، الحدیث: ۶۴۳۹۔ مسلم، الحدیث: ۴۵۳۔ ابوداؤد، الحدیث: ۴۷۳۰۔ مسند احمد، الحدیث: ۲/۲۵۷، ۲۹۳

حضرت ابو ہریرہؓ کے یہ حدیث سناتے وقت حضرت ابوسعید خدریؓ شروع سے حدیث ختم تک ساتھ موجود تھے لیکن کہیں بھی انہوں نے انکار نہیں فرمایا۔ صرف یہ فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ سے آخری الفاظ یہ سنے تھے کہ یہ اور اس سے دس گنا زیادہ دیا جاتا ہے۔ جبکہ حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث میں یہ اور اس جتنا اور عطا کیا جاتا ہے، کے الفاظ ہیں۔

امام بخاری نے دونوں صحابی سے دونوں الفاظ نقل کئے ہیں لیکن حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضور ﷺ سے دس گنا زیادہ کے الفاظ یاد کئے ہیں۔ اس صورت میں اس کو قبول کیا جائے گا کیوں کہ یہ مقبول اور ثقہ شخص کی زیادتی ہے (جو تمام محدثین کے ہاں قبول ہے) م۔

بخاری میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم اپنے رب کو دیکھیں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا جب مطلع صاف ہو اس وقت تمہیں سورج کو دیکھنے میں کوئی مزاحمت کا سامنا ہوتا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: اسی طرح بغیر کسی مزاحمت کے تم قیامت کے دن پروردگار کو دیکھو گے۔ پھر ایک منادی نداء دے گا ہر قوم جس چیز کی پرستش کرتی تھی، وہ اس کے پیچھے آئے۔ پس صلیب کے پجاری اپنی صلیب کے ساتھ جائیں گے۔ مورتیوں کے پجاری اپنی مورتیوں کے ساتھ جائیں گے۔ ہر معبود کے عابدین اپنے معبودوں کے ساتھ جائیں گے۔ حتیٰ کہ صرف خدائے وحدہ لاشریک کے عبادت گذار اہلِ کتاب بچ جائیں گے، نیکوکار ہوں یا فاسق و گنہگار۔ پھر جہنم کو لایا جائے گا۔ وہ سراب کی طرح سامنے آئے گی (پیاسے کو وہ پانی کی طرح معلوم ہوگی)۔ یہود سے پوچھا جائے گا تم کس کی عبادت کیا کرتے تھے؟ وہ کہیں گے ہم اللہ کے بیٹے عزیر کی عبادت کیا کرتے تھے۔ کہا جائے گا تم جھوٹ بولتے ہو، اللہ کی نہ بیوی ہے اور نہ کوئی بیٹا۔ اچھا تمہیں کیا چاہیے؟ وہ کہیں گے ہمیں پانی پلا دو۔ انہیں کہا جائے گا لو (جا کر) پی لو۔ وہ جہنم (کو پانی سمجھتے ہوئے اس) میں جا گریں گے۔ اسی طرح نصاریٰ سے پوچھا جائے گا تم کس کی عبادت کیا کرتے تھے؟ وہ کہیں گے ہم اللہ کے بیٹے مسیح ابن مریم کی عبادت کیا کرتے تھے۔ کہا جائے گا تم جھوٹ بولتے ہو، اللہ کی نہ بیوی ہے اور نہ کوئی بیٹا۔ اچھا تمہیں کیا چاہیے؟ وہ کہیں گے ہمیں پانی پلا دو۔ انہیں کہا جائے گا لو (جا کر) پی لو۔ وہ جہنم (کو پانی سمجھتے ہوئے اس) میں جا گریں گے۔ حتیٰ کہ صرف خدائے وحدہ لاشریک کے عبادت گذار بچ جائیں گے، نیکوکار ہوں یا فاسق و گنہگار۔ ان سے کہا جائے گا تمہیں کس چیز نے روک رکھا ہے؟ سارے لوگ چلے گئے ہیں۔ وہ کہیں گے ہم اپنے خدا سے جدا ہو گئے ہیں جبکہ آج ہمیں اس کی سب سے زیادہ اور اشد ضرورت ہے۔ ہم نے کسی منادی کی نداء سنی تھی کہ ہر قوم اپنے معبود کے ساتھ چلی جائے۔ پس ہم اپنے رب تعالیٰ کا انتظار کر رہے ہیں۔ پھر جبار عزّ وجلّ ان کے پاس ایسی صورت میں جلوہ افروز ہونگے جس سے وہ آشنا نہ ہونگے۔ پروردگار فرمائیں گے میں تمہارا رب ہوں! وہ کہیں گے ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں، ہم یہیں ایستادہ ہیں تاوقتیکہ ہمارا رب آ جائے اور ہم اس کو پہچان لیں۔ پھر اللہ تعالیٰ پہلی سے مختلف اور ایسی صورت میں جلوہ افروز ہونگے، جس سے وہ آشنا ہونگے۔ پروردگار فرمائیں گے: میں تمہارا رب ہوں۔ وہ کہیں گے ہاں آپ ہمارے رب ہیں۔ لیکن پروردگار سے (اس وقت) صرف انبیاء ہی کلام کر سکیں گے۔ پھر پوچھا جائے گا کیا اس کے اور تمہارے درمیان کوئی علامت طے ہے، جس کو تم پہچانتے ہو؟ وہ کہیں گے ہاں وہ علامت ''ساق'' ہے۔ تو پروردگار ''ساق'' سے پردہ اٹھا دیں گے۔ جیسے

فرمانِ باری ہے: جس دن (ساق) پنڈلی سے کپڑا اٹھا دیا جائیگا۔ ساق کو دیکھ کر ہر مؤمن سجدہ ریز ہو جائے گا۔ لیکن جو اللہ کیلئے ریاء اور شہرت کا سجدہ کرتا تھا وہ پیچھے رہ جائے گا وہ سجدہ کرنے کی کوشش کرے گا تو اس کی کمر تختہ ہو جائے گی۔ پھر پل لایا جائے گا اور اس کو جہنم پر قائم کر دیا جائے گا۔ پس کوئی تو سلامتی کے ساتھ نجات پا جائے گا، کوئی زخمی حالت میں گزر جائے گا اور کوئی جہنم میں اوندھے منہ جا گرے گا۔ حتی کہ آخری شخص گھسٹتا ہوا نکلے گا۔ حق کا ساتھ دینے میں تم بھی اس سے زیادہ سخت نہیں ہو۔ اس دن تم کو مؤمن کے متعلق علم ہو جائے گا۔ مؤمن لوگ جبار بادشاہ سے سفارش کریں گے، جبکہ وہ جہنم سے نجات پا چکے ہونگے کہ یا اللہ ہمارے کچھ بھائی تھے جو ہمارے ساتھ قتال کرتے تھے، ہمارے ساتھ روزہ رکھتے تھے اور ہمارے ساتھ دیگر اعمال میں شریک رہتے تھے، (انہیں بھی جہنم سے خلاصی مرحمت فرما)۔ پروردگار فرمائیں گے: جاؤ اور جس کے دل میں مثقال کے ذرہ برابر بھی ایمان ہو اسے جہنم سے نکال لاؤ۔ پس وہ اپنے مؤمن بھائیوں کو نکالیں گے۔ اللہ پاک ان پر جہنم کی آگ حرام فرما دیں گے حتی کہ یہ سفارشی بعض تو جہنم میں قدموں تک آگ میں گھس جائیں گے اور جس کو پہچانیں گے نکال لیں گے اور بعض نصف پیڈلی تک آگ میں گھس جائیں گے اور جس کو پہچانیں گے نکال لیں گے۔ پھر وہ لوٹ جائیں گے۔ پروردگار فرمائیں گے: دوبارہ جاؤ اور جس کے دل میں نصف مثقال کے ذرہ برابر بھی ایمان پاؤ اسے بھی نکال لاؤ۔ پس وہ جس کو پہچانیں گے نکال لیں گے۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں اگر تم کو میری بات پر یقین نہیں تو یہ آیت تلاوت کرلو: (ترجمہ) خدا کسی کی (ایک مثقال ذرہ برابر) ذرا بھی حق تلفی نہیں کرتا اور اگر نیکی (کی) ہوگی تو اس کو دو چند کر دے گا اور اپنے ہاں سے اجر عظیم بخشے گا۔[1]

پس انبیاء، ملائکہ اور مؤمنین خدا کے حضور سفارش کریں گے۔ (جب ہر سفارشی اپنے بندوں کو جہنم سے چھڑا لے گا) تو اللہ تعالی فرمائیں گے: میری شفاعت باقی رہ گئی ہے، پھر اللہ تعالیٰ جہنم سے ایک مٹھی بھریں گے اور جواب تک جہنم میں محبوس رہ گئے تھے ان کو باہر نکال دیں گے۔ ان کو جنت کے دروازے کے قریب نہر میں ڈالا جائے گا جسے نہرِ حیات کہا جاتا ہے۔ خلاصی پانے والے لوگ نہر کے بیچ یوں تر و تازہ ہو جائیں گے گویا بارش کے موسم میں تر و تازہ گھاس اگ آئی ہے۔ جیسے کہ تم صخرہ اور درخت کی جانب دیکھتے ہو گے۔ پس جو آفتاب کی زد میں ہوتی ہے وہ زرد ہو جاتی ہے اور جو سائے میں ہوتی ہے وہ سفید ہو جاتی ہے۔ پس وہ خلاصی پانے والے اس نہر سے چمکتے موتیوں کی طرح نکلیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں (بطور علامت) انگوٹھی (کے مثل کوئی شی) حمائل فرما دیں گے۔ اس کو دیکھ کر اہلِ جنت کہیں گے: یہ رحمٰن کے آزاد کردہ ہیں۔ جن کو اللہ تعالی نے بغیر کسی عمل اور خیر کے جو انہوں نے آگے بھیجی ہو، جنت میں داخل فرمایا ہے۔ پھر ان رحمٰن کے آزاد کردہ جنتیوں کو کہا جائے گا کہ جو تم دیکھ رہے ہو یہ اور اس کے مثل مزید عطا کیا جاتا ہے۔[2]

مسلم میں حضرت جابر بن عبداللہؓ سے ''ورود'' کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا:

ہم قیامت کے دن ایسی ایسی حالت میں جمع ہونگے۔ پھر اقوام کو ان کے معبودوں کے ساتھ بلایا جائے گا اول فلا ول۔ پھر ہمارا رب الارباب جلوہ افروز ہوگا۔ وہ فرمائے گا تم کس کے منتظر ہو؟ وہ (مؤمنین) کہیں گے ہم

---

[1] سورۃ النساء آیت ۴۰ [2] بخاری، الحدیث: ۷۴۳۹۔ مسلم، الحدیث: ۴۵۳۔ ابوداؤد ۴۷۳۰۔ مسند احمد، الحدیث: ۲(۲۵۷ و ۲۹۳

اپنے رب کا انتظار کر رہے ہیں۔ پروردگار فرمائے گا میں تمہارا رب ہوں۔ وہ کہیں گے: ہم آپ کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ پروردگار تبسم فرماتے ہوئے تجلی اٹھا دیں گے۔ پس مؤمنین اپنے رب کے ساتھ چلیں گے۔ ان میں سے ہر شخص کو مؤمن ہو یا کافر ایک نور دیا جائے گا، جس کی روشنی میں وہ چلا آئے گا۔ جہنم کے پل پر آنکڑے ہونگے۔ جسے اللہ چاہے، ان لوگوں کو پکڑ پکڑ کر جہنم کا ایندھن بنا رہے ہونگے۔ پھر منافقین کا نور بجھ جائے گا اور مؤمنین نجات پا جائیں گے۔ پہلی جماعت جو نجات پائے گی ان کے چہرے چودہویں رات کے چاند کی مانند چمکتے ہونگے۔ ان کی تعداد ستر ہزار ہوگی۔ ان کے بعد آنے والے ایسے ہونگے گویا آسمان میں سب سے زیادہ چمکنے والے ستارے۔ پھر شفاعت کا باب کھلے گا۔ شفاعت ہوگی اور جہنم سے ہر اس شخص کو نکال لیا جائے گا جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو اور اس کے دل میں جو کے برابر بھی ایمان ہو۔ ان کو جنت کے صحن میں لا کر کھڑا کر دیا جائے گا۔ اہلِ جنت ان پر پانی بہائیں گے۔ وہ یوں تر و تازہ اگیں گے جیسے بارش کے سیلاب میں دانہ اگتا ہے۔ ان کا خوف زائل ہو جائے گا۔ پھر (جنت میں) ان سے سوال کیا جائے گا اور ان کو دنیا اور اس کے مثل مزید دس گنا عطا کر دیا جائے گا۔[1]

مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

اللہ عزوجل لوگوں کو جمع فرمائیں گے۔ مؤمنین کھڑے ہونگے، حتی کہ ان کیلئے جنت آراستہ کر دی جائے گی۔ مؤمنین اپنے باوا آدمؑ کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے: اے ہمارے جدّ امجد! ہمارے لئے جنت کا دروازہ کھول دیجئے۔ حضرت آدمؑ فرمائیں گے: تمہیں جنت سے تمہارے باپ کی خطا ہی نے تو نکلوایا تھا؟ میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ تم ابراہیم خلیل اللہ کے پاس جاؤ۔ حضرت ابراہیمؑ فرمائیں گے: میں اس کا اہل نہیں ہوں میں تو ویسے ہی خلیل تھا۔ تم لوگ موسیٰؑ کے پاس جاؤ۔ موسیٰؑ فرمائیں گے: میں اس کا اہل نہیں ہوں تم لوگ عیسیٰؑ کے پاس جاؤ، وہ اللہ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ فرمائیں گے میں بھی اس کا اہل نہیں ہوں۔ آخر کار سب لوگ حضرت محمد ﷺ کے پاس حاضر ہونگے۔ پس آپ کھڑے ہوں گے اور آپ کو (شفاعت کی) اجازت ملے گی۔ اس کے بعد امانت اور صلہ رحمی چھوڑی جائیں گی۔ وہ دونوں پل صراط پر دائیں اور بائیں کھڑی ہو جائیں گی۔

پس تم میں سے کوئی بجلی کی لپک کی طرح گزر جائے گا راوی کہتے ہیں میں نے پوچھا: آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ برق کس طرح گرتی ہے۔ فرمایا: کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ آنِ واحد میں آتی ہے اور چلی جاتی ہے۔ آگے فرمایا: اور کوئی ہوا کے جھونکے کی طرح گزر جائے گا۔ پھر بارش کی طرح اور سواریوں کی طرح ان کے اعمال ان کو لے جائیں گے۔ تمہارا پیغمبر پل صراط پر کھڑا ہوگا اور رب سلم! رب سلم! پکار رہا ہوگا۔ حتی کہ اعمال (کمزور ہونے کی وجہ سے عبور کرانے سے) عاجز آ جائیں گے۔ ایک شخص آئے گا اور وہ چلنے کی ہمت نہ ہونے کی وجہ سے گرے پڑے گا۔ پل صراط کے دونوں طرف آنکڑے معلق ہونگے۔ جس کے متعلق ان کو حکم ہوگا اس کو پکڑ پکڑ کر جہنم کا ایندھن بنائیں گے۔ کوئی زخمی حالت میں نجات پا جائے گا اور کوئی منہ کے بل جہنم میں جا گرے گا۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں: قسم ہے اس ذات پاک کی، جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہؓ کی جان ہے، جہنم کی گہرائی ستر سال ہے۔[2]

ابن ابی الدنیا میں حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمام

---

[1] مسلم، الحدیث: ۴۶۸۔ [2] مسلم، الحدیث: ۴۸۱

امتوں کو ایک چٹیل میدان میں جمع فرمائیں گے۔ جب مخلوق کے درمیان فیصلہ کا ارادہ فرمائیں گے تو ہر قوم کیلئے اس کے معبود کو ایک مجسم شکل دیدی جائے گی۔ ہر معبود کے پیچھے اس کے پجاری آئیں گے۔ حتی کہ وہ معبودان کو جہنم میں لے جائیں گے۔ پھر ہمارا پروردگار جلوہ افروز ہوگا اور ہم سب ایک بلند جگہ پر منتظر ہونگے۔ رب تعالیٰ پوچھیں گے تم کون ہو؟ ہم عرض کریں گے: ہم مسلمان ہیں۔ پروردگار پوچھیں گے تم کس بات کے منتظر ہو؟ ہم کہیں گے ہم اپنے رب کے منتظر ہیں۔ پروردگار فرمائیں گے: کیا تم اس کو پہچان لوگے اگر اس کو دیکھ لو؟ وہ کہیں گے: جی ہاں! پروردگار فرمائیں گے: جب تم نے اس کو دیکھا نہیں تو پھر کیسے پہچانو گے؟ وہ کہیں گے: اس کی کوئی مثل نہیں ہے۔ (لہذا ہمارا دل گواہی دے گا کہ وہ وہی ہے۔) تب رب الارباب تبسم فرماتے ہوئے جلوہ افروز ہونگے اور فرمائیں گے اے مسلمانو! تم کو بشارت ہو! کیونکہ میں نے تم میں سے ہر ایک کی جگہ ایک ایک یہودی یا نصرانی کو جہنم میں ڈال دیا ہے[1]۔

پل صراط کا ذکر

لوگوں کے میدانِ محشر سے منتشر ہونے کے بعد پل صراط کا مرحلہ ہوگا۔ جہاں ظلمت کی حکمرانی ہوگی۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ جس دن زمین بدل دی جائے گی تو لوگ کہاں ہونگے؟ فرمایا: لوگ پل صراط کے پاس ظلمت میں ہونگے[2]۔

اس مقام پر منافقین مؤمنین سے جدا ہو جائیں گے اور ان سے پیچھے رہ جائیں گے۔ جبکہ مؤمنین آگے نکل جائیں گے۔ مؤمنین اور منافقین کے درمیان ایک دیوار حائل ہو جائے گی جو منافقین کی مؤمنین تک رسائی نہ ہونے دے گی۔ جیسے فرمانِ باری عز اسمہ ہے:

جس دن تم مومن مردوں اور مومن عورتوں کو دیکھو گے کہ ان (کے ایمان) کا نور ان کے آگے آگے اور داہنی طرف چل رہا ہے (تو ان سے کہا جائے گا کہ) تم کو بشارت ہو (کہ آج تمھارے لئے) باغ ہیں جن کے تلے نہریں بہ رہی ہیں، تم ان میں ہمیشہ رہو گے یہی بڑی کامیابی ہے۔ اس دن منافق مرد اور منافق عورتیں مومنوں سے کہیں گے کہ ہماری طرف نظرِ شفقت کرو تاکہ ہم بھی تمھارے نور سے روشنی حاصل کریں! تو ان سے کہا جائے گا کہ پیچھے کو لوٹ جاؤ اور (وہاں) نور تلاش کرو۔ پھر ان کے بیچ میں ایک دیوار کر دی جائیگی، جس میں ایک دروازہ ہوگا، وہ اس (دیوار) کی اندرونی جانب ہے، اس میں تو رحمت ہے اور جو بیرونی جانب ہے اس طرف عذاب (واذیت ہے۔) تو منافق لوگ مومنوں سے کہیں گے کہ کیا ہم (دنیا میں) تمھارے ساتھ نہ تھے وہ کہیں گے کیوں نہیں؟ تھے۔ لیکن تم نے خود اپنے کو ہلاکت میں ڈالا اور (ہمارے حق میں حوادث کے) منتظر رہے اور (اسلام میں) شک کیا اور (لا طائل) آرزوؤں نے تم کو دھوکا دیا یہاں تک کہ خدا کا حکم آپہنچا اور خدا کے بارے میں تم کو (شیطان) دغاباز دھوکا دیتا رہا تو آج تم سے معاوضہ نہیں لیا جائیگا اور نہ (وہ) کافروں ہی سے (قبول کیا جائے گا) تم سب کا ٹھکانا دوزخ ہے (کہ) وہی تمھارے لائق ہے اور وہ بری جگہ ہے۔ (الحدید ۱۲ تا ۱۵)

نیز فرمانِ باری ہے: اس دن خدا پیغمبر کو اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے ہیں رسوا نہیں کرے گا

---

[1] مسلم، الحدیث: ۶۹۴۳۔ مسند احمد، الحدیث: ۳۹۱/۴۔ [2] مسلم، الحدیث: ۷۴۱۔ الطبرانی فی الکبیر ۸۸/۲۔

(بلکہ) ان کا نور (ایمان) ان کے آگے اور داہنی طرف (روشنی کرتا ہوا) چل رہا ہوگا اور وہ خدا سے التجا کریں گے کہ اپنے پروردگار ہمارا نور ہمارے لئے پورا کر اور ہمیں معاف فرما بے شک خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ سورۃ التحریم آیت (۸)

بیہقی میں حضرت مسروقؒ حضرت عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انسانوں کو جمع فرمائیں گے۔ ایک منادی نداء دے گا: اے انسانو! کیا تم اپنے پروردگار کی جانب سے، جس نے تم کو پیدا کیا، رزق دیا اور تمہاری شکلیں بنائیں، اس بات پہ راضی نہیں ہو کہ اب ہر شخص اسی کو اپنا والی بنائے جس کو وہ دنیا میں اپنا والی ومعبود سمجھتا تھا۔ پھر عزیرؑ کو پوجنے والوں کیلئے عزیرؑ کا شیطان مجسم ہو جائے گا۔ حتیٰ کہ درخت، لکڑی اور پتھر وغیرہ اشیاء (جن کی پرستش کی جاتی تھی) مجسم شکل ہو جائیں گی۔ صرف اہلِ اسلام باقی رہ جائیں گے۔ انہیں کہا جائے گا: جس طرح سب لوگ چلے گئے تم کیوں نہیں گئے؟ وہ کہیں گے: ہمارا ایک پروردگار ہے، جس کو ہم نے ابھی تک نہیں دیکھا؟۔ پوچھا جائے گا کیا تم اپنے رب کو پہچان لو گے اگر اس کو دیکھ لو؟ وہ کہیں گے اس کے اور ہمارے درمیان ایک علامت طے ہے، اگر ہم اس کو دیکھ لیں تو پہچان لیں گے۔ پوچھا جائے گا: وہ کیا ہے؟ اہلِ اسلام کہیں گے ''ساق کا کھلنا'' فرمایا: اس وقت ساق سے پردہ اٹھا دیا جائے گا۔ پس جو اس کی عبادت کیا کرتا تھا وہ سجدہ ریز ہو جائے گا اور ایک قوم کی کمر گائے کے سینگوں کی طرح سخت ہو جائے گی۔ وہ سجدہ کرنا چاہیں گے، مگر کرنے پر قادر نہ ہو سکیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کو سجدہ سے سر اٹھانے کا حکم فرمائیں گے۔ پھر ان کو ان کے اعمال کے مطابق نور دیا جائے گا۔ کسی کو اس کا نور کھجور کے عظیم الشان درخت کی طرح داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ کسی کو اس سے کم نور اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ حتیٰ کہ سب سے آخری شخص کو صرف اس کے پاؤں کے انگوٹھے کے برابر نور دیا جائے گا۔ وہ کبھی روشن ہوگا کبھی بجھے گا (پس یونہی ٹمٹماتا رہے گا)۔ جب روشن ہوگا، وہ قدم بڑھائے گا۔ جب بجھے گا قدم روک لے گا۔ پھر لوگ پل صراط پر سے گزریں گے۔ پل صراط تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہوگی۔ جس پر پھسلان گرائے دے رہی ہوگی۔ انہیں کہا جائے گا کہ اپنے اپنے نور کے ساتھ چلتے جاؤ۔ کوئی ستارے کے ٹوٹنے کی مانند گزرے گا، کوئی ہوا کے کے جھونکے کی طرح گزر جائے گا، کوئی پلک جھپکنے کی طرح گزر جائے گا اور کوئی اونٹ کی سواری کی طرح ڈولتا ہوا گزرے گا۔ یوں لوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق گزریں گے۔ جس کا نور انگوٹھے کے پور کے برابر ہوگا وہ ایک ہاتھ گرے گا اور ایک ہاتھ چلے گا۔ ایک پاؤں گرے گا اور ایک پاؤں چلے گا۔ اس کے اطراف کو آگ جھلسا رہی ہوگی۔ آخر لوگ عبور کر جائیں گے اور پل صراط سے کہیں گے: تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں، جس نے ہم کو تجھے دیکھنے کے بعد تجھ سے نجات بخشی۔ یہ اللہ کی وہ عطا ہے جو دوسروں (گرنے والوں) کو میسر نہ ہو سکی۔

حضرت مسروقؒ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہؓ جب بھی اس مقام تک پہنچتے تو ہنس پڑتے۔ آپ کو ایک شخص نے عرض کیا: اے ابوعبدالرحمٰن! کیا بات ہے؟ آپ نے کئی مرتبہ یہ حدیث بیان کی اور جب بھی آپ اس مقام پر پہنچے، آپ ہنسنے لگے؟ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا: میں نے رسولِ اکرم ﷺ کو کئی مرتبہ یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا آپ ﷺ جب بھی اس مقام پر پہنچتے، ہنس دیتے تھے، حتیٰ کہ آپ کے حلق کا کوا اور آخری ڈاڑھ مبارک نظر آنے لگتی تھی۔

اس کے بعد حدیث کا باقی حصہ بیان فرماتے ہیں۔ انسان اللہ تبارک وتعالیٰ سے عرض کرے گا: اے رب

العالمین! کیا آپ مجھ سے مزاق فرماتے ہیں جبکہ آپ رب العالمین ہیں؟ پروردگار فرمائیں گے: نہیں، لیکن میں اسی پر ہوں۔اس کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہنس پڑتے ہیں۔[1]

بیہقی میں حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے حضور اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

پل صرط بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔ملائکہ مؤمنین اور مؤمنات کا بچاؤ کر رہے ہونگے۔ جبرئیلؑ میری حفاظت کر رہے ہونگے اور میری زبان پہ یہ ورد جاری ہوگا: اے رب! سلامتی فرما، سلامتی فرما۔اس دن پھسلنے والے مرد و عورت بہت زیادہ ہونگے۔[2]

امام ثوریؒ حصین، مجاہد کے توسط سے حضرت جنادہؓ بن ابی امیۃ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں:

اللہ کے ہاں تم اپنے ناموں، علامتوں، جگہوں، رازوں اور اپنی مجالس کے ساتھ لکھے ہوئے ہو۔ جب قیامت کا دن ہوگا کہا جائے گا اے فلاں! یہ تیرا نور ہے۔اے فلاں تیرا کوئی نور نہیں ہے۔ پھر آپؓ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ان کا نورِ (ایمان) انکے آگے اور داہنی طرف (روشنی کرتا ہوا) چل رہا ہوگا (سورۃ التحریم آیت ۸)

حضرت ضحاکؒ فرماتے ہیں: قیامت میں ہر شخص کو نور دیا جائے گا۔لیکن جب وہ پل صراط پر پہنچیں گے (جہاں تاریکی کی راجدھانی ہوگی) تو منافقین کا نور بجھا دیا جائے گا۔مؤمنین یہ معاملہ دیکھ کر سراسیمہ ہو جائیں گے کہ کہیں ان کا نور بھی نہ بجھا دیا جائے جیسے منافقین کا نور بجھا دیا گیا ہے۔اس لئے وہ دعا کریں گے: اے پروردگار ہمارا نور ہمارے لئے پورا فرما!

اسحاق بن بشیر سنداً حضرت عباسؓ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انسانوں کو ان کے نام سے بلائیں گے اور بندوں سے اس پر پردہ رکھیں گے۔ پل صراط پر ہر مؤمن اور منافق کو اس کا نور عطا فرمائیں گے، لیکن جب سب پل صراط پر پہنچیں گے تو اللہ تعالیٰ منافق مردوں اور عورتوں کے نور کو سلب فرمالیں گے۔ منافق مرد اور عورتیں مؤمنین سے کہیں گے: ہماری طرف نظر (شفقت) کیجئے کہ ہم بھی تمھارے نور سے روشنی حاصل کریں (الحدید آیۃ ۱۳) لیکن مؤمنین ان کو جواب دیں گے: جس کو خدا روشنی نہ دے اس کو (کہیں بھی) روشنی نہیں (مل سکتی) (سورۃ النور آیۃ ۴۰)۔اس وقت کوئی کسی کو یاد نہ رکھے گا۔[3]

ابن ابی حاتمؒ سنداً فرماتے ہیں حضرت ابوذرؓ اور حضرت ابوالدرداءؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: میں پہلا شخص ہوں گا جس کو قیامت کے دن سجدہ ریز ہونے کی اجازت ملے گی۔اور پھر مجھے ہی سب سے پہلے سر اٹھانے کا حکم ملے گا۔میں اپنے آگے، پیچھے، دائیں اور بائیں دیکھوں گا تو تمام اقوام میں سے اپنی امت کو پہچان لوں گا۔ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! ساری امتوں کے درمیان اور حضرت نوح سے اب تک آنے والوں کے

---

[1] المستدرک للحاکم، الحدیث: ۲/۳۷۷۔ کنز العمال، الحدیث: ۳۸۹۶۹۔

[2] المطالب العالیۃ لابن حجرؒ، الحدیث: ۴۶۱۷۔ کشف الخفاء للعجلونیؒ ۲/۳۱۲۔ الترغیب والترھیب للمنذریؒ الحدیث: ۴/۴۲۸۔ اتحاف السادۃ المتقین، الحدیث: ۱/۴۸۴، والحدیث: ۲/۲۲۰۔ [3] مجمع الزوائد، الحدیث: ۱۰/۳۵۹

درمیان آپ اپنی قوم کو کیسے پہچانیں گے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: وضوء کی وجہ سے میری امت کے چہرے روشن ہونگے اور یہ خصوصیت کسی اور قوم کو میسر نہیں ہوگی، جس کی وجہ سے میں اپنی قوم کو پہچان لوں گا۔ اسی طرح ان کے نامۂ اعمال ان کے دائیں ہاتھوں میں ہونگے۔ نیز ان کے سجدہ کی نشانی اور چہروں اور ان کے نور کی وجہ سے میں ان کو پہچانوں گا۔ ان کا نور ان کے آگے آگے دوڑ رہا ہوگا۔[1]

ابن ابی حاتم سنداً حضرت سلیم بن عامرؒ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں: دمشق میں ہم ایک جنازے میں نکلے۔ ہمارے ساتھ حضرت ابوامامہ باہلیؓ بھی تھے۔ جب جنازے پر نماز ادا کر لی گئی اور لوگ اس کی تدفین میں مشغول ہو گئے تو آپؓ فرمانے لگے:

اے لوگو! تم ایک ایسے گھر میں صبح و شام بسر کر رہے ہو جہاں تم نیکی بھی کما سکتے ہو اور برائی بھی۔ عن قریب تم اس گھر کی طرف آنے والے ہو، یہ تنہائی کا گھر ہے۔ ظلمت کا گھر ہے۔ کیڑوں کا گھر ہے۔ تنگی و مصیبت کا گھر ہے۔ لیکن جس کیلئے خدا چاہتا ہے اس کو کشادہ و فراخ فرما دیتا ہے۔ پھر تم یہاں سے قیامت قائم ہونے کی جگہ منتقل ہو گے۔ وہاں ایک موقع پر تم پر غشی چھا جائے گی۔ پھر اٹھو گے تو کسی کا منہ سفید اور کسی کا سیاہ ہوگا۔ پھر ایک اور موقع پر منتقل ہو گے وہاں تم پر اندھیرے کی غشی چھا جائے گی۔ پھر نور تقسیم کیا جائے گا۔ مؤمن کو نور عطا کیا جائے گا اور کافر و منافق کو اندھیرے میں چھوڑ دیا جائے گا۔ انہیں کچھ عطا نہ ہوگا۔ ان کی مثال قرآن میں یوں بیان فرمائی گئی ہے:

جس کو خدا روشنی نہ دے اس کو (کہیں بھی) روشنی نہیں (مل سکتی) (سورۃ النور آیۃ ۴۰)

کافر اور منافق مؤمن کے نور سے مستفید نہ ہو سکیں گے جیسے اندھا بینا کے نور سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ لیکن منافق مؤمنوں سے کہیں گے: کہ ہماری طرف نظر (شفقت) کیجئے کہ ہم بھی تمھارے نور سے روشنی حاصل کریں تو ان سے کہا جائے گا کہ پیچھے کو لوٹ جاؤ اور (وہاں) نور تلاش کرو (الحدید آیۃ ۱۳)۔ یہ اللہ کی طرف سے ان سے دھوکہ کیا جائے گا جیسا کہ وہ اللہ سے دھوکہ کیا کرتے تھے۔ فرمانِ الٰہی ہے: خدا کو دھوکا دیتے ہیں (یہ اس کو کیا دھوکا دینگے) وہ انہیں کو دھوکے میں ڈالنے والا ہے۔ (النساء آیۃ ۱۴۲) لہذا یہ واپس جائیں گے جہاں نور تقسیم کیا گیا تھا۔ لیکن وہاں کچھ بھی نہ ہوگا لہذا پھر مایوسی کے ساتھ مؤمنین کی طرف لوٹیں گے۔ (لیکن پھر) ان کے بیچ میں ایک دیوار کھڑی کر دی جائیگی جس میں ایک دروازہ ہوگا، جس کی اندرونی جانب میں تو رحمت ہے اور جو جانب بیرونی ہے اس طرف عذاب (واذیت ہے) الحدید آیۃ: ۱۳۔

فرماتے ہیں: یہ دیوار جنت اور جہنم کے درمیان واقع ہوگی۔ جیسے فرمانِ الٰہی ہے: اور ان دونوں کے درمیان ایک دیوار ہے۔ (اعراف ۴۶)

یہ بات زیادہ صحیح ہے۔ اس کے برعکس جو عبداللہ بن عمرو اور کعب احبار فرماتے ہیں کہ (قرآن میں مذکورہ دیوار) وہ بیت المقدس کی دیوار ہے، یہ ضعیف ہے۔ اور اسرائیلی کتابوں سے منقول ہے۔ لیکن ممکن ہے کہ ان حضرات کی مراد اس دیوار سے محض تشبیہ ہو۔ واللہ اعلم۔

ابن ابی الدنیا میں احمد سے مروی ہے حضرت ابوالدرداءؓ نے حضرت سلمانؓ کو لکھا کہ اے بھائی! دنیا سے

---

[1] مسند احمد، الحدیث: ۱۹۹/۵۔ مجمع الزوائد، الحدیث: ۲۲۵/۱

اتنا جمع نہ کر جس کا تو شکر ادا نہ کر سکے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ:

قیامت کے دن صاحبِ دنیا کو لایا جائے گا جس نے اس دنیا میں خدا کی اطاعت کی ہوگی۔ اس کا مال اس کے آگے آگے ہوگا۔ جب بھی پل صراط پر اس کو رکاوٹ پیش آئے گی اس کا مال اس کو کہے گا چل چل تو نے میرے متعلق اللہ کا حق ادا کیا ہے۔ پھر اس دنیادار کو لایا جائے گا جس نے مال میں اللہ کی اطاعت نہ کی ہوگی۔ اس کا مال اس کے شانوں پر دھرا ہوگا۔ جب بھی پل صراط پر اسے کوئی رکاوٹ پیش آئے گی اس کا مال اسے کہے گا خبردار! تو نے اللہ کا حق ادا نہیں کیا ہے، ذرا سنبھل کر۔ اسی طرح اس کے ساتھ ہوتا رہے گا حتی کہ وہ خود اپنی ہلاکت اور تباہی کو پکارے گا۔[۱]

حضرت عبید بن عمیرؒ فرمایا کرتے تھے: وہ ایک پل ہے، اس کی بالائی سطح انتہائی پھسل دار ہے۔ ملائکہ اس کے اطراف وجوانب میں: رب سلم! رب سلم! کہہ رہے ہونگے۔ وہ پل صراط جہنم کے اوپر تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہے۔ اس پر بڑے بڑے کانٹے لوگوں کو اچک رہے ہونگے۔ اللہ کی قسم! ایک کانٹے کے ساتھ ربیعۃ اور مضر سے زیادہ لوگ اچک لئے جائیں گے۔ (یہ دونوں قبیلے لاکھوں کی تعداد میں تھے۔)

سعید بن ہلالؒ سے مروی ہے کہ ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ قیامت کے دن جہنم پر پل صراط بعض لوگوں کیلئے بال سے زیادہ باریک ثابت ہوگا جبکہ بعض لوگوں کیلئے کشادہ زمین کی طرح ہوگا۔ (رواہ ابن ابی الدنیا)[۲]

ابو واعظ زاہدؒ فرماتے ہیں: مجھے خبر ملی ہے کہ پل صراط تین ہزار سال کا راستہ ہے۔ ایک ہزار سال چڑھائی ہے۔ ایک ہزار سال برابر سطح ہے اور ایک ہزار سال اترائی ہے۔

حضرت سالم بن ابی الجعدؒ نے فرمایا: پل صراط تین پل ہیں۔ ایک پر امانت، دوسرے پر صلۂ رحمی اور تیسرے پر خود اللہ تعالیٰ ہونگے۔ یہی مرصاد ہے جس کا ذکر قرآن میں آیا ہے۔ جو شخص پہلی دو جگہ سے بچ گیا تیسرے سے تو نجات بہت ہی مشکل ہے۔: بے شک تمھارا پروردگار تاک میں ہے۔ (سورۃ الفجر آیت ۱۴)

حضرت عبید اللہ بن الفراءؒ فرماتے ہیں قیامت کے دن پل صراط کو امانت اور صلۂ رحمی کے درمیان پھیلا دیا جائے گا۔ ایک منادی نداء دے گا: اے لوگو! جس نے امانت ادا کی اور صلۂ رحمی کی وہ بغیر کسی خوف کے امن وسکون کے ساتھ پار ہو جائے۔ (رواہ ابن ابی الدنیا)

ابن ابی الدنیا میں عبدالرحمٰن روایت کرتے ہیں کہ کندہ کے ایک شخص نے مجھے بتایا کہ میں حضرت عائشہؓ کے پاس آیا۔ میرے اور آپ کے درمیان پردہ حائل تھا۔ میں نے عرض کیا میرے دل میں ایک خلش ہے، لیکن کسی نے مجھے اس سے مطمئن نہیں کیا۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا کس قبیلہ سے ہو؟ میں نے عرض کیا کندہ سے۔ پھر پوچھا کس لشکر سے ہو؟ میں نے عرض کیا: اہلِ حمص سے۔ پوچھا کیا ضرورت ہے؟ میں نے عرض کیا کہ کیا آپ کو رسول اللہ ﷺ نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ آپ پر بھی ایک ایسا وقت آئے گا کہ آپ کسی کی شفاعت کرنے کے مالک نہیں ہونگے؟۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: ہاں میں نے آپ ﷺ سے یہ سوال کیا تھا جبکہ میں اور آپ ایک ہی بستر پر تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں (بعض وقت میں بھی شفاعت نہیں کرسکوں گا ایک تو) جس وقت پل صراط رکھا جائے گا میں کسی چیز کا مالک نہیں ہونگا...... جب تک مجھے پتہ نہ چل جائے کہ مجھے کہاں

---

[۱] مصنف عبدالرزاق، الحدیث: ۲۰۰۲۹۔ اتحاف السادۃ المتقین للزبیدی، الحدیث: ۱۴۶/۸۔ حلیۃ الاولیاء، الحدیث: ۲۱۴/۱

[۲] اتحاف السادۃ المتقین للزبیدی، الحدیث: ۴۸۴/۱۰

لے جایا جائے گا۔اسی طرح جب کچھ چہرے سفید اور کچھ سیاہ ہونگے (جب بھی مجھے کسی چیز کا اختیار نہ ہوگا) جب تک کہ میں دیکھ نہ لوں کہ میرے ساتھ کیا معاملہ کیا جاتا ہے۔اسی طرح پل صراط پر جب وہ تیز اور گرم کیا جائے گا۔میں نے پوچھا یارسول اللہ! تیز اور گرم کیا جانے کا کیا مطلب ہے؟فرمایا پل صراط کو اس قدر تیز کیا جائے گا کہ وہ تلوار کی دھار کی طرح باریک رہ جائے گا اور اس قدر گرم کیا جائے گا کہ انگارے کی طرح دہکے گا۔لیکن مؤمن اس سے امن کے ساتھ گزر جائے گا اسے کوئی نقصان نہ پہنچے گا لیکن منافق درمیان میں پہنچے گا تو لٹک جائے گا اور اس کو قدموں میں تپش محسوس ہوگی۔وہ اپنے ہاتھ قدموں تک لے جائے گا۔پھر حضرت عائشہؓ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا: کیا اس شخص کو دیکھا ہے جس کو قدموں میں کانٹا چبھ جائے تو وہ فوراً پاؤں کی طرف لپکتا ہے۔اسی طرح وہ منافق اپنا ہاتھ اور سر قدموں کی طرف لے جائے گا۔اسی اثناء میں زبانیہ (جہنم کے فرشتوں کی ایک جماعت) اس کو پیشانی (کے بالوں) اور قدموں سے کھینچ لے گی اور جہنم میں پھینک دے گی۔وہ جہنم میں پچاس سال تک گرتا ہی رہے گا۔میں نے پوچھا کہ اس آدمی کا جثہ کتنا ہوگا فرمایا: دس گابھن اونٹنیوں کی طرح عظیم۔پس اس دن مجرم اپنی نشانیوں سے پہچان لئے جائیں گے لہذا ان کو پیشانی اور قدموں سے پکڑ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

فصل

فرمانِ الٰہی ہے: تمہارے پروردگار کی قسم! ہم ان کو جمع کریں گے اور شیطانوں کو بھی پھر ان سب کو جہنم کے گرد حاضر کریں گے (اور وہ) گھٹنوں پر گرے ہوئے (ہوں گے) پھر ہر جماعت میں سے ہم ایسے لوگوں کو کھینچ نکالیں گے جو خدا سے سخت سرکشی کرتے تھے اور ہم ان لوگوں سے خوب واقف ہیں جو ان میں داخل ہونے کے زیادہ لائق ہیں اور تم میں کوئی (شخص) نہیں مگر اسے اس پر گذرنا ہوگا یہ تمہارے پروردگار پر لازم اور مقرر ہے۔پھر ہم پرہیز گاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل پڑا ہوا چھوڑ دیں گے۔(مریم آیۃ ۶۸ تا ۷۲)

اللہ تعالیٰ اپنی کریم ذات کی قسم اٹھا رہے ہیں کہ وہ بنی آدم کو جمع فرمائیں گے پھر شیطان کے پجاریوں کو جہنم میں اوندھے منہ ڈال دیں گے۔جیسے فرمایا: اور تم ہر ایک فرقے کو دیکھو گے کہ گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوگا (اور) ہر ایک جماعت اپنی کتاب (اعمال) کی طرف بلائی جائیگی۔(الجاثیۃ آیۃ ۲۸)

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں جہنمی کھڑے ہوئے جہنم کی ہولناکی اور اس کے کریہہ مناظر کو دیکھ رہے ہونگے۔اور انہیں اس میں داخلہ کا یقین ہوگا۔جیسے فرمان ہے:

جس وقت وہ ان کو دور سے دیکھے گی تو (غضبناک ہو رہی ہوگی اور یہ) اس کے جوش (غضب) اور چیخنے چلانے کو سنیں گے اور جب یہ دوزخ کی کسی تنگ جگہ میں (زنجیروں میں) جکڑ کر ڈالے جائیں گے تو وہاں موت کو پکاریں گے! آج ایک ہی موت کو نہ پکارو! بہت سی موتوں کو پکارو۔پوچھو کہ یہ بہتر ہے یا بہشت جاودانی جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ ہے یہ ان (کے عملوں کا بدلہ اور رہنے کا ٹھکانہ ہوگا، وہاں جو چاہیں گے ان کے لئے (میسر) ہوگا۔ہمیشہ اس میں رہیں گے۔یہ وعدہ خدا کو (پورا کرنا) لازم ہے اور اس لائق ہے کہ مانگ لیا جائے (الفرقان آیۃ ۱۲ تا ۱۶)

نیز فرمانِ الٰہی ہے: تم ضرور دوزخ کو دیکھو گے پھر اس کو ایسا دیکھو گے (کہ) عین الیقین (آ جائے گا) پھر اس روز تم سے (شکرِ) نعمت کے بارے میں پرسش ہوگی؟ (التکاثر آیۃ ۶ تا ۸)

جہنم پر سے ہر شخص کو، مؤمن ہو یا کافر، گزرنا ہوگا

پھر اللہ تعالیٰ قسم اٹھا کر فرماتے ہیں کہ ہر شخص اس جہنم کو ضرور دیکھے گا۔

فرمانِ الٰہی ہے: اور تم میں کوئی (شخص) نہیں مگر اسے اس پر گذرنا ہوگا یہ تمھارے پروردگار پر لازم ہے اور مقرر ہے۔ (مریم آیۃ ۷۱)

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں: یہ قسم خدا کی واجب ہے۔

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس شخص کے تین بچے وفات پا گئے، اس کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔ اور وہ صرف قسم پوری کرنے کیلئے جہنم پر سے گزرے گا۔[1]

مسند احمد میں معاذ بن انسؓ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے مسلمانوں کی (عدم موجودگی میں ان کے گھروں اور اموال کی) اللہ کی رضاء کیلئے نگہبانی کی۔ اور سلطان کی اجرت وغیرہ کو پیشِ نظر نہ رکھا تو وہ جہنم کی آگ کو نہ دیکھے گا مگر قسم پوری کرنے کیلئے۔[2]

فرمانِ الٰہی ہے: اور تم میں کوئی (شخص) نہیں مگر اسے اس پر سے گذرنا ہوگا (مریم آیۃ ۷۲)

ہر ایک کو اس پر گزرنا ہوگا یہ ترجمہ ہے وان منکم الاواردھا کا۔ مفسرین واردھا کی تفسیر میں مختلف آراء رکھتے ہیں کہ ورود سے کیا مراد ہے۔ مصنفؒ فرماتے ہیں: ہم اپنی تفسیر (ابن کثیر) میں اس کی تفسیر المرور علی الصراط کر آئے ہیں، یعنی پل صراط پر گزرنا۔ آگے فرمانِ الٰہی کا ترجمہ ہے: پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل پڑا ہوا چھوڑیں گے۔ (مریم آیۃ ۷۲)۔

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں: حُمّٰی یعنی بخار ہر مؤمن کا حصہ ہے۔ یعنی ہر مؤمن کو جہنم سے گزرتے وقت کم از کم بخار کی کیفیت ضرور لاحق ہوگی۔ ورود کا یہ مطلب ہے۔

مفسر ابن جریرؒ فرماتے ہیں اس کے مثل ہم سے بیان کیا گیا ہے۔ لہٰذا وہ سنداً فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ اپنے اصحاب میں سے کسی کی عیادت کو نکلے، جس کو بخار تھا۔ میں بھی آپ ﷺ کے ہمراہ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ (بخار) میری آگ ہے، جس کو میں اپنے مؤمن بندے پر بھی مسلط کرتا ہوں تا کہ آخرت میں جہنم کی طرف سے اس کا بدل وحصہ ہو جائے۔[3]

اس روایت کی اسناد حسن صحیح ہے۔

---

[1] البخاری، الحدیث: ۶۶۵۶۔ مسلم، الحدیث: ۶۶۳۹۔ ترمذی، الحدیث: ۱۰۶۰۔ النسائی، الحدیث ۱۸۷۴

[2] مسند احمد، الحدیث: ۴۳۷/۳۔ مجمع الزوائد للہیثمی، الحدیث: ۲۸۷/۵

[3] بیہقی فی السنن الکبریٰ، الحدیث: ۳۸۲/۳۔ مسند ابن ابی شیبۃ، الحدیث: ۲۲۹/۳۔ السادۃ المتقین، الحدیث: ۵۲۹/۹

مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے وان منکم الا وار دھا کی تفسیر میں منقول ہے حضور ﷺ نے فرمایا:
اس پر تمام لوگ وارد ہونگے۔ پھر (تمام لوگ اپنے) اپنے اعمال کے مطابق وہاں سے اتریں گے۔[1]

امام ترمذیؒ نے سدیؒ سے مرفوعاً وموقوفاً دونوں طرح اس کو نقل کیا ہے۔ امام ترمذی کے علاوہ بہت سے شیوخ نے سدی کے توسط سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا ہے، آپؓ فرماتے ہیں:

تمام لوگ صراط پر آئیں گے اور آ کر جہنم کے اردگرد کھڑے ہوجائیں گے۔ پھر اپنے اپنے اعمال کے مطابق صراط سے اتریں گے۔ کوئی تو برق کی طرح گزر جائے گا اور کچھ لوگ تیز رفتار گھوڑے کی طرح عبور کر جائیں گے۔ کچھ لوگ تیز رفتار اونٹ کی طرح اور کچھ آدمی کے دوڑنے کی رفتار کے مطابق پل صراط کو عبور کر جائیں گے۔ حتیٰ کہ سب سے آخر میں جو شخص گزرے گا اس کے ساتھ صرف اس کے پاؤں کے انگوٹھے کے برابر نور ہوگا۔ وہ پل صراط پر ڈگمگائے گا۔ جبکہ پل صراط پر پھسلن بھی بے انتہاء ہوگی۔ مزید برآں اس پر کانٹے قتاد (کے درخت) کی طرح ہونگے۔ پل صراط پر دونوں اطراف میں ملائکہ ہونگے ان کے ساتھ جہنم کے آنکڑے ہونگے۔ جن کے ساتھ وہ لوگوں کو کھینچ رہے ہونگے۔[2]

سفیان ثوریؒ سلمہ بن کہیل عن ابی الزہراء کے طریق کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے نقل کرتے ہیں آپؓ فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ پل صراط کا حکم فرمائیں گے اور اس کو جہنم پہ بچھا دیا جائے گا۔ لوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق (رفتار کے ساتھ) اس پر سے گزریں گے۔ ان میں پہلا شخص بجلی کی کوند کی طرح گزر جائے گا۔ پھر ہوا کی طرح۔ پھر تیز رفتار جانور کی رفتار کی طرح۔ حتیٰ کہ کوئی شخص دوڑتا ہوا گزرے گا۔ کوئی شخص پیدل چلتا ہوا۔ پھر سب سے آخر والا اپنے پیٹ کے بل گھسٹتا ہوا گزرے گا۔ وہ کہے گا اے رب! مجھے تو نے اس قدر سست رفتار کیوں کر دیا؟ پروردگار فرمائیں گے تجھے سست رفتار میں نے نہیں، بلکہ تیرے اعمال نے کیا ہے۔[3]

حافظ ابونصر الوائلی کی کتاب ''الابانۃ'' میں سنداً حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:
لوگوں کو میری سنت سکھاتے رہو خواہ ان کو ناگوار گزرے۔ اگر تو یہ پسند کرتا ہے کہ پل صراط سے پلک جھپکنے کی طرح گزر جائے اور جنت میں داخل ہوجائے تو اللہ کے دین میں اپنی رائے سے کوئی بات بیان نہ کر۔

یہ غریب الاسناد ہے۔ اس کا متن حسن ہے۔ امام قرطبیؒ نے اس کو ذکر فرمایا ہے۔

خالد بن معدانؒ سے منقول ہے کہ اہل جنت جنت میں داخل ہونے کے بعد کہیں گے: کیا ہمارے رب نے ہم سے جہنم پر گزرنے کا وعدہ نہیں کیا؟ کہا جائے گا: تم اس پر گزرے تھے، لیکن وہ بجھی ہوئی تھی۔[4]

بعض لوگوں کی رائے ہے کہ ورود سے مراد دخول ہے۔ اس کے قائل ابن عباسؓ، عبداللہؓ بن رواحۃ اور ابومیسرۃ وغیرہ ہیں۔

مسند احمد میں ابوسمیۃ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہمارا ورود کے بارے میں اختلاف ہوگیا۔ بعض

---

[1] ترمذی، الحدیث: ۳۱۵۹۔ مسند احمد، الحدیث: ۴۳۵/۱۔ الدارمی، الحدیث ۳۲۹/۲

[2] ترمذی، الحدیث: ۳۱۵۹۔ مسند احمد، الحدیث: ۴۳۵/۱۔ الدارمی، الحدیث ۳۲۹/۲

[3] تاریخ بغداد للخطیب البغدادی، الحدیث: ۳۸۰/۴، الضعیفۃ للالبانی، الحدیث ۲۶۵

[4] مسند احمد، الحدیث: ۳۲۸/۳

نے کہا مؤمن اس میں داخل نہیں ہوگا۔ بعض کہنے لگے کہ ہر شخص اس میں داخل ہوگا لیکن پھر اللہ تعالیٰ مؤمنین کو نجات عطا فرمادیں گے۔ آخر ہم اپنے اختلاف کو لے کر حضرت جابرؓ بن عبداللہ کے پاس حاضر ہوئے اور ان سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا: سب لوگ پل صراط میں داخل ہونگے۔[1]

حضرت سلمانؓ فرماتے ہیں سب اس میں داخل ہونگے اور پھر اپنے کانوں کی طرف انگلی کا شارہ کرتے ہوئے فرمایا: یہ بہرے ہوجائیں اگر میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہو:

نیکو کار ہو یا گناہ گار ہر شخص اس (پل صراط) میں داخل ہوگا لیکن مؤمن کیلئے وہ امن وسلامتی بن جائے گا جیسے ابراہیمؑ کے ساتھ ہوا۔ حتیٰ کہ لوگوں کی اس پر چلنے سے چیخ وپکار بلند ہونگی۔ پھر آپ ﷺ نے اللہ کا یہ فرمان تلاوت فرمایا: پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل پڑا ہوا چھوڑیں گے۔) (سورۃ مریم آیت ۷۱)۔

محدثین نے اس کو کتابوں میں تخریج نہیں فرمایا لیکن روایت حسن کے درجہ پر ہے۔

ابوبکر احمد بن سلیمان نجار سنداً فرماتے ہیں کہ یعلی بن منبہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ:

قیامت کے روز جہنم مؤمن کو کہے گی: اے مؤمن! جلدی پار ہوجا تیرا نور میری آگ کو ماند کررہا ہے۔[2]

یہ حدیث نہایت غریب ہے۔

ابن مبارکؒ سفیان سے وہ کسی اور راوی سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن معدان فرماتے ہیں:

کہ (مؤمن) لوگ کہیں گے کہ کیا پروردگار نے وعدہ نہیں فرمایا تھا کہ ہر شخص جہنم پر سے گزرے گا؟ کہا جائے گا تم اس پر سے گزر آئے ہو لیکن وہ بجھی ہوئی تھی۔[3]

ایک روایت میں خالد بن معدانؒ سے منقول ہے کہ جب اہلِ جنت جنت میں داخل ہوجائیں گے تو کہیں گے کیا ہمارے رب نے نہیں کہا تھا کہ ہم جہنم پر سے گزریں گے؟ کہا جائے گا: تم اس پر سے گزرے تھے لیکن وہ خاکستر ہوچکی تھی۔[4]

ابن جریر میں غنیم بن قیس سے مروی ہے: لوگوں میں جہنم کا تذکرہ ہوا تو وہ فرمانے لگے: آگ لوگوں کو چھوئے گی اور ان کے گرد ہالہ کی صورت میں پھرے گی حتیٰ کہ لوگوں کے پاؤں جھلسیں گے، نیک ہوں یا بد۔ لیکن پھر ایک منادی نداء دے گا: (اے آگ) اپنے اصحاب کو روک لے لیکن میرے اصحاب کو چھوڑ دے۔ پس جہنم اپنے ہر دوست کو اچک لے گی اور مؤمنین کو ہاتھوں سے باہر نکال دے گی۔[5]

حضرت کعب احبار سے بھی یہ روایت منقول ہے۔

مسند احمد میں زید بن حارثہؓ کی بیوی ام میسرہؓ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ حضرت حفصہؓ کے گھر میں تھے، آپ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] مسند احمد، الحدیث: ۳۲۹/۳

[2] حلیۃ الاولیاء لابی نعیم، الحدیث: ۳۲۹/۹۔ تاریخ بغداد، الحدیث ۱۹۴/۵۔ کنز العمال، الحدیث: ۳۹۰۲۹

[3] مجمع الزوائد، الحدیث: ۳۶۰/۱۰۔ الزہد فی الزیادات لابن المبارکؒ الحدیث: ۴۰۷

[4] مجمع الزوائد، الحدیث: ۳۶۰/۱۰۔ [5] تفسیر الطبریؒ، س: مریم، الآیۃ ۷۱ والحدیث: ۱۱۲/۹

بدر و حدیبیہ میں شہید ہونے والوں میں سے کوئی شخص جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔ حضرت حفصہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا: اور تم میں کوئی (شخص) نہیں مگر اسے اس پر گذرنا ہوگا۔؟

حضور ﷺ نے جواب میں اسی آیت کا اگلا حصہ تلاوت فرمایا: پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل پڑا ہوا چھوڑیں گے (مریم آیت ۷۱، ۷۲)۔[1]

حضرت عبداللہؓ بن سلام فرماتے ہیں: محمد ﷺ کو سب سے پہلے (پل صراط پر گزرنے کی) اجازت ہوگی۔ پھر حضرت عیسیٰ پھر موسیٰ پھر ابراہیمؑ۔ حتی کہ انبیاء میں سب سے آخر میں حضرت نوحؑ ہونگے۔ جب تمام مؤمنین پل صراط سے خلاصی پا جائیں گے تو (جنت کے داروغے) خزنۃ ان سے ملیں گے وہ ان کو جنت میں لے جائیں گے۔

صحیح میں ہے کہ جس نے اپنے مال میں سے کسی چیز کی دو جوڑیاں اللہ کی راہ میں خرچ کیں اسے جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا۔ جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ جو اہلِ صلاۃ میں سے ہونگے ان کو باب الصلاۃ سے بلا جائے گا۔ جو اہل الزکوٰۃ ہونگے ان کو باب الزکوٰۃ سے بلایا جائے گا۔ جو اہل الصوم (روزے دار) ہونگے وہ باب الریان سے بلائے جائیں گے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ایسا کوئی شخص نہ ہوگا کہ وہ جس دروازے سے چاہے اسے اسی سے بلایا جائے؟ کیا کسی کو سب دروازوں بلایا جائے گا؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اور مجھے امید ہے کہ تم وہ شخص ہوگے یا ابا بکر![2]

جب وہ جنت میں داخل ہونگے تو انکی اپنے گھروں کی طرف رہنمائی کی جائے گی۔ وہ دنیا کے گھروں سے زیادہ اپنے گھروں میں واقف اور مانوس ہو جائیں گے۔

امام طبرانیؒ سنداً حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جنت میں بغیر اجازت نامہ کے کوئی داخل نہیں ہوگا: (اجازت نامہ یوں ہوگا) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ اللہ کا پروانہ ہے فلاں شخص کیلئے۔ اس کو عالی شان جنت میں داخل کردو جس کے خوشے قریب ہیں۔[3]

امام ترمذیؒ نے اپنی جامع میں حضرت مغیرۃ بن شعبۃؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

پل صراط پر مؤمن کی زبان پر یہ الفاظ جاری رہیں گے: رب سلم! رب سلم![4]

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں یہ روایت غریب ہے۔ اور صحیح مسلم میں ہے:

تمہارا نبی کہہ رہا ہوگا: رب سلم! رب سلم![5]

نیز یہ بھی آیا ہے کہ تمام انبیاء اور ملائکہ علیہم الصلاۃ والسلام یہی الفاظ کہہ رہے ہونگے۔

صحیح بخاریؒ میں حضرت ابو سعید خدریؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب مؤمن پل صراط سے نجات پا جائیں گے تو جنت و جہنم کے درمیان ایک پل پر روک لئے جائیں گے،

---

[1] مسند احمد، الحدیث: ۶/ ۳۶۲۔ والحدیث: ۲/ ۲۸۵

[2] بخاری، الحدیث: ۱۸۹۷۔ مسلم، الحدیث: ۲۳۶۹۔ ترمذی، الحدیث: ۳۶۷۴۔ مسند احمد، الحدیث: ۲/ ۲۶۸ والحدیث: ۲/ ۳۶۶

[3] الخطیب البغدادی فی تاریخ بغداد، الحدیث: ۵/ ۵، الحدیث: ۷/ ۹۵۔ العلل المتناہیۃ لابن الجوزی، الحدیث: ۲/ ۴۴۶

[4] ترمذی، الحدیث: ۲۴۳۲۔ [5] مسلم، الحدیث: ۴۸۱

پھر ان کے درمیان دنیا میں ہونے والے مظالم کا قصاص لیا جائے گا حتی کہ جب وہ صاف ستھرے ہو جائیں گے تب ان کو جنت میں داخلہ کی اجازت ملے گی۔ اوران میں سے ہر ایک کیلئے جنت میں (جنتی محلات کے علاوہ) دنیاوی گھر بھی ہوگا۔[1]

امام قرطبیؒ التذکرۃ میں اس حدیث پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ممکن ہے یہ دوسرا پل مؤمنین کیلئے خاص ہوگا۔ اوراس سے کوئی گر کر جہنم میں بھی نہ جائے گا۔

مصنفؒ فرماتے ہیں کہ یہ پل جہنم عبور کرنے کے بعد ہوگا اور کسی گڑھے پر قائم ہوگا جس کو ہم نہیں جانتے وہ صرف خدائے بزرگ کے علم میں ہے۔

ابن ابی الدنیا میں حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے: جہنم کو میرے عفوودرگذر کے ساتھ عبور کرو اور جنت میں میری رحمت کے ساتھ داخل ہو جاؤ اور اپنے فضائل اعمال کے ساتھ وہاں درجات تقسیم کرلو۔

یہ حدیث غریب ہے۔

امام قرطبیؒ نے التذکرۃ میں بعض واعظین کے یہ الفاظ نقل فرمائے ہیں:

اے میرے بھائی کچھ خیال کر کہ تیرا کیا حال ہوگا جب تو پل صراط عبور کرے گا اور تو جہنم کی طرف دیکھے گا کہ اس کے نیچے سیاہ لپٹیں اٹھ رہی ہونگی۔ اس کے شعلے بھڑک رہے ہونگے۔ اس کے انگارے اڑ رہے ہونگے۔ تو اس پر چلتے ہوئے کبھی سیدھا ہوگا تو کبھی ڈگمگائے گا۔ شعر،

اپنے نفس کو نیکی کمانے میں مشغول کرلے کیونکہ جب بندگان خدائے بزرگ کے روبرو پیش ہونگے اس وقت تیرا کیا حیلہ کام آئے گا۔ لوگ اپنی قبروں سے ننگے بدن گناہوں کے پہاڑ لئے اٹھیں گے۔ ان کیلئے پل صراط نصب کردی جائے گی تاکہ اس کو (اپنے اعمال کے مطابق) عبور کریں، افسوس! کہ بہت سے لوگ مونہوں کے بل اوندھے گر جائیں گے۔ لیکن کچھ نیک بخت نعمتوں کے محلات کو سدھاریں گے، جنتی دوشیزائیں اپنے حسن و جمال کے ساتھ ان کا استقبال کریں گی۔ نگہبان پروردگار ان کو فرمائیں گے اے میرے دوست! میں نے تیرے سب گناہ معاف کردیئے۔ اب تو کچھ پرواہ نہ کر۔

فصل

فرمانِ الٰہی ہے: جس روز ہم پرہیزگاروں کو خدا کے سامنے (بطور) مہمان جمع کریں گے۔ اور گناہگاروں کو دوزخ کی طرف پیاسے ہانک لے جائیں گے، (تو لوگ) کسی کی سفارش کا اختیار نہ رکھیں گے مگر جس نے خدا سے اقرار لیا ہو۔ (مریم الآیاۃ ۸۵ تا ۸۷)

حدیث میں وارد ہے: کہ جنت سے عمدہ سواریاں لائی جائیں گی، جن پر وہ سوار ہونگے۔[2]

ایک اور حدیث میں ہے جب وہ اپنی قبروں سے اٹھائے جائیں گے اسی وقت ان کیلئے سواریاں

---

[1] بخاری، الحدیث: ۲۴۴۰۔ مسند احمد، الحدیث: ۹۴/۳ [2] بیہقی، الحدیث: ۶۶۹

حاضر کردی جائیں گی۔

لیکن اس حدیث میں نظر ہے کیونکہ پہلے حدیث میں گزر چکا ہے:

سب لوگ (میدان محشر کی طرف) پیادہ پا جمع کئے جائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار ہونگے۔ حضرت بلال آپ کے سامنے اذان دے رہے ہونگے۔ جب وہ "اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمدا رسول اللہ" کہیں گے تو اولین و آخرین سب ان کی تصدیق کریں گے۔[1]

لہٰذا اگر قبر کے بعد یہ سواری صرف رسول اللہ ﷺ کیلئے خاص ہو تو پہلی حدیث کا مطلب ہوگا کہ پل صراط عبور کرنے کے بعد ان کیلئے سواریاں لائی جائیں گی۔ یہی زیادہ مناسب ہے۔ واللہ اعلم۔

حدیث صور میں آیا ہے کہ جب مؤمنین پل صراط عبور کرلیں گے ان کیلئے حوض کا انتظام کیا جائے گا۔ پھر جب جنت کے دروازے پہ پہنچیں گے تو حضرت آدمؑ سے (جنت کھلوانے کی) سفارش کریں گے۔ پھر نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ علیہم السلام سے بالترتیب سفارش کریں گے اور سب سے آخر میں سرکار دو جہاں فخر کون ومکان حضور ﷺ کے پاس آ حاضر ہونگے۔ پس آنحضرت ﷺ سب کیلئے شفاعت فرمائیں گے۔

صحیح مسلم میں حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: میں جنت کے دروازے پر آؤں گا اور اس کو کھلواؤں گا۔ جنت کا داروغہ کہے گا: آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا: میں محمد (ﷺ) ہوں۔ داروغہ کہے گا آپ ہی کا مجھے حکم ملا ہے کہ آپ سے پہلے کسی کیلئے دروازہ نہ کھولوں۔[2]

صحیح مسلم میں حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: میں قیامت کے روز انبیاء میں سب سے زیادہ کثیر المتبعین ہونگا اور سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔

صحیح مسلم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تمام لوگوں کو جمع فرمائیں گے۔ مؤمنین کھڑے ہونگے اور ان کیلئے جنت آراستہ و پیراستہ کردی جائے گی۔ لوگ حضرت آدم کے پاس آئیں گے اور کہیں گے: اے ہمارے والد بزرگوار! ہمارے لئے شفاعت فرمائیے۔ وہ فرمائیں گے: تم کو جنت سے نکالنے والی میری خطاء ہی تو تھی۔ لہٰذا میں اس کا اہل نہیں ہوں۔[3]

یہ روایت اس بات کی قوی شاہد ہے کہ مؤمنین انبیاء کے پاس دو مرتبہ شفاعت کیلئے حاضر ہونگے۔ دوسری مرتبہ آنا جنت میں داخلہ کی شفاعت کیلئے ہوگا۔ پہلی مرتبہ حساب کتاب لئے جانے کی شفاعت کیلئے ہوگا اور دونوں مرتبہ حضرت محمد ﷺ ہی شفاعت فرمائیں گے۔

عبداللہ بن امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ ہمیں سوید بن سعید نے بیان کیا کہ ہم لوگ حضرت علیؓ کے پاس حاضر تھے کہ آپؓ نے ایک آیت تلاوت فرمائی، جس کا ترجمہ درج ذیل ہے:

جس روز ہم پرہیزگاروں کو خدا کے سامنے (بطور مہمان) جمع کریں گے اور گناہگاروں کو دوزخ کی طرف پیاسے ہانک لے جائیں گے (مریم آیۃ ۸۵ تا ۸۶)

اس کے بعد حضرت علیؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم! (مؤمنین) لوگ پیادہ پا نہیں جمع کئے جائیں گے۔ اور نہ ہی یہ وفد (متقین) پیادہ پا جمع کیا جائے گا۔ بلکہ ایک ایسی اونٹنی ہوگی، کہ مخلوق نے اس کے مثل کوئی نہ دیکھی ہوگی۔ اس

---

[1] البیہقی، الحدیث: ۶۶۹ [2] مسلم، الحدیث: ۴۸۵ [3] مسلم، الحدیث: ۴۸۱

پر سونے کے پالان پڑے ہونگے جن پر وہ سوار ہونگے حتی کہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔[1]

ابن ابی حاتم اور مفسر ابن جریرؒ نے اس کو عبدالرحمٰن بن اسحاق کی حدیث سے نقل کیا ہے۔اس کے بعد یہ اضافہ بھی فرمایا ہے: اس پر سونے کے کجاوے ہونگے اور زبرجد کے پتھر اس پر جڑے ہونگے۔

ابن ابی حاتمؒ اپنے والد ابوحاتم کی سند کے ساتھ فرماتے ہیں کہ ابو معاذ بصریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ ایک مرتبہ حضور ﷺ کے پاس موجود تھے۔حضرت علیؓ نے ایک آیت تلاوت فرمائی:

يوم نحشر المتقين الى الرحمٰن وفداً

جس روز ہم پرہیزگاروں کو خدا کے سامنے (بطور مہمان) جمع کریں گے۔(مریم الآیۃ ۸۵)

اس کے بعد عرض کیا یارسول اللہ! میں سمجھتا ہوں کہ (متقین کا) وفد سوار ہوگا؟ حضور ﷺ نے فرمایا:

قسم ہے اس ذات کی، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جب وہ اپنی قبروں سے اٹھائے جائیں گے تو ان کا استقبال ہوگا اور ایک دودھیا رنگ اونٹنی لائی جائے گی، جس کے پر بھی ہونگے، اس پر سونے کے کجاوے بندھے ہونگے۔ان لوگوں کے جوتوں کے تسمے نور کے ہونگے جو چمکتے ہونگے۔وہ اونٹنی ہر قدم حدِ نگاہ تک بھرے گی۔پھر وہ ایک درخت کے پاس پہنچیں گے۔اس کی جڑ سے دو چشمے پھوٹتے ہونگے۔وہ لوگ ایک چشمے سے پانی پئیں گے۔اس سے ان کے شکموں کی تمام نجاسات زائل ہو جائیں گی۔پھر دوسرے سے وہ غسل کریں گے۔جس کی وجہ سے ان کی جلدیں گندی ہونے سے ہمیشہ کیلئے محفوظ ہو جائیں گی۔نعمتوں کی تروتازگی ان کے بشرے سے ظاہر ہوگی۔وہ جنت کے دروازے تک پہنچیں گے۔وہاں (جنت کے دروازے پر) سونے کے کواڑوں پر سرخ یاقوت کے حلقے (کنڈے) پڑے ہونگے۔وہ کنڈے سے کواڑوں کو دستک دیں گے تو ایک انتہائی سریلی اور بلند آواز پیدا ہوگی۔وہ آواز ہر حور تک پہنچ جائے گی اور انہیں پتہ چل جائے گا کہ ان کے شوہر آ گئے ہیں۔وہ جنت کے داروغہ کو بھیجیں گی۔وہ آ کر دروازہ کھولے گا۔جنتی شخص داروغہ (کی شان و شوکت سے مرعوب ہو کر اسے خدا سمجھ بیٹھے گا اور اس) کے آگے سجدہ ریز ہو جائے گا۔داروغہ کہے گا: اپنا سر اٹھا میں تو تیرا نگہبان ہوں تیری خدمت مجھے سونپی گئی ہے۔پھر وہ جنتی اس کے پیچھے چلا آئے گا۔جنتی حور اس کے دیدار کے مشتاق میں ہلکی ہو رہی ہوگی۔وہ موتی اور یاقوت کے خیمہ سے نکل آئے گی اور اس کے ساتھ چمٹ جائے گی پھر کہے گی: تو ہی میری محبت ہے۔میں ہمیشہ (یونہی تروتازہ) رہونگی۔مجھے کبھی فنا نہیں۔میں ہمیشہ تروتازہ رہونگی، میرا حسن کبھی ماند نہیں پڑے گا۔میں تجھ سے ہمیشہ راضی رہونگی کبھی ناراض نہیں ہونگی۔میں ہمیشہ تیرے پاس رہونگی تجھے چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤنگی۔

پھر وہ اپنے محل میں داخل ہوگا جس کی بنیاد سے چھت تک سو گز اونچائی ہوگی۔لولو کی چٹان پر اس کی بنیاد قائم ہوگی۔اس کے ستون سرخ، سبز اور زرد رنگ کے ہونگے۔کوئی ستون دوسرے سے مشابہت نہ رکھتا ہوگا۔ایک کمرے میں ستر تخت ہونگے۔ہر تخت پر ستر بستر ہونگے اور ہر بستر پر ستر حوریں ہونگی۔ہر حور کے جسم پر ستر جوڑے ہونگے۔اس کے باوجود ان ستر جوڑوں کے پار اس کی پنڈلی کا گودا نظر آئے گا۔تمہاری ان راتوں کے حساب سے ایک رات میں ایک حور سے جماع پورا ہوگا۔ان کے نیچے نہریں بہہ رہی ہونگی۔کچھ نہریں خالص پانی کی ہونگی، کچھ نہریں دودھ کی ہونگی جس کا مزہ کبھی نہ خراب ہو، وہ دودھ کسی جانور کے تھنوں سے نہ دوہا گیا ہوگا۔کچھ نہریں شراب کی

---

[1] مسند احمد، الحدیث: ۱/۱۵۵

ہونگی جو پینے والوں کیلئے خوب سرور انگیز ہوگی۔ جس کو لوگوں نے اپنے پاؤں سے نہ نچوڑا ہوگا۔ اور کچھ نہریں خالص شہد کی ہونگی۔ وہ شہد مکھی سے نہ نکلا ہوگا۔ ہر طرف پھل دار درختوں کی فراوانی ہوگی۔ چاہے کھڑا ہوکر کر کھائے یا تکیہ لگا کر کھائے۔ پھر آپ ﷺ نے ایک آیت تلاوت فرمائی، جس کا ترجمہ ہے: ان سے (ثمر دار شاخیں اور) ان کے سائے قریب ہوں گے اور میووں کے گچھے جھکے ہوئے ہونگے۔ (سورۃ الانسان آیت ۱۴)

بندے کو کھانے کی اشتہاء ہوگی تو اس کے پاس ایک سفید پرندہ آجائے گا یا فرمایا: سبز پرندہ آئے گا۔ پرندہ اپنے پر اٹھائے گا تو جنتی اس کے پہلو سے رنگارنگ مزیدار گوشت کھائے گا۔ پھر وہ اڑ جائے گا۔ پھر ایک فرشتہ داخل ہوگا اور سلام کرے گا اور کہے گا: یہ جنت جس کے تم مالک کر دیئے گئے تمھارے اعمال کا صلہ ہے۔ (سورۃ الزخرف آیت ۷۲)

اگر جنتی حور کے بالوں میں سے ایک بال زمین پر گر جائے تو سورج کی روشنی کے باوجود اندھیرا چھا جائے۔[۱]

اس روایت کا حضرت علیؓ پر موقوف ہونا زیادہ قرینِ صحت ہے۔ ابوالقاسم البغویؒ کی سند سے عاصمؒ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں حضرت علیؓ نے جہنم کا ذکر کیا اور بہت وضاحت کے ساتھ کیا جس کو میں پورا یاد نہ کر سکا لیکن آپ نے ایک تلاوت فرمائی (جس کا ترجمہ ہے): اور جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کو گروہ گروہ بنا کر بہشت کی طرف لے جائیں گے۔ (سورۃ الزمر آیت ۷۳)[۲]

پھر فرمایا: جب جنتی لوگ جنت تک پہنچیں گے اس کے پاس ایک درخت پائیں گے اس کے نیچے سے دو چشمے پھوٹ رہے ہونگے۔ جنتی ایک چشمے کی طرف یوں بڑھیں گے گویا ان کو اس کا حکم ملا ہے۔ اس سے پانی پئیں گے، جس کی وجہ سے ان کے پیٹوں کی ساری گندگی، تکلیف اور مصیبت نکل جائے گی۔ پھر وہ دوسرے چشمے کا رخ کریں گے اور اس میں غسل کریں گے، جس سے ان کے جسم پر نعمتوں والی تروتازگی ابھر آئے گی۔ اس کے بعد ان کے بال خراب ہونگے اور نہ کبھی ان کے سر پراگندہ ہونگے۔ ان کے سر گویا ان پر تیل لگا دیا گیا ہے۔ پھر جب وہ جنت میں پہنچیں گے تو جنت کا داروغہ ان سے کہے گا: تم پر سلامتی ہو، تم خوش و خرم رہو اور جنت میں ہمیشہ کیلئے داخل ہو جاؤ۔

پھر خوبصورت بچے ان کو گھیر لیں گے جیسے دنیا میں بچے اپنے عزیزوں کو گھیر لیتے ہیں۔ وہ بچے ان کو کہیں گے: بشارت ہو اللہ نے تمہارے لئے یہ یہ تیار کر رکھا ہے۔ پھر ان بچوں میں سے ایک بچہ اس جنتی کی حوروں میں سے ایک حورعین کے پاس آئے گا اور اس جنتی کا دنیاوی نام لے کر کہے گا فلاں شخص آیا ہے۔ حورعین کہے گی: کیا تو نے اس کو دیکھا ہے؟ وہ کہے گا ہاں میں نے اس کو دیکھا ہے لیکن اس نے مجھے نہیں دیکھا۔ ان سب حوروں پر شادیٔ مرگ کی خوشی طاری ہو جائے گی حتیٰ کہ وہ جنت کی چوکھٹ پر آجائیں گی۔ جنتی جب اپنے محل میں پہنچے گا تو اس کی نظر محل کی بنیاد پر پڑے گی، وہاں لولو موتی کی چٹان نظر آئے گی۔ اس کے اوپر سرخ پتھر اس پر سبز، سبز پر زرد غرض ہر رنگ کا پتھر ہوگا۔ اس طرح قیمتی موتی کے پتھروں کے ساتھ چنائی ہوگی۔ پھر نظر اٹھا کر چھت کی طرف دیکھے گا، وہاں بجلی کی چمک ہوگی۔ اگر اللہ نے نہ لکھ رکھا ہوتا تو اس کی بینائی ہی چلی جاتی۔ پھر نظریں پھرائے گا تو اس کی بیویاں، مزین برتن، قطار در قطار گاؤ تکیے اور اعلیٰ مسندیں بچھی ہوئی پائے گا۔ پھر وہ ٹیک لگا لے گا اور کہے گا: خدا کا شکر ہے جس نے

---

[۱] مسند احمد، الحدیث: ۱/۱۵۵ [۲] المستدرک للحاکم، الحدیث: ۲/۵۳۵

ہم کو یہاں کا راستہ دکھایا اور اگر خدا ہم کو رستہ نہ دکھاتا تو ہم رستہ نہ پا سکتے۔

بے شک ہمارے رب کے رسول حق بات لے کر آئے تھے اور (اس روز) منادی کر دی جائے گی کہ تم ان اعمال کے صلہ میں جو (دنیا میں) کرتے تھے، اس بہشت کے مالک بنا دیئے گئے ہو۔ (اعراف ۴۳)

پھر ایک منادی نداء دے گا: تم ہمیشہ زندہ رہو گے، کبھی نہ مرو گے۔ یہیں مقیم رہو گے، یہاں سے کبھی کوچ نہ کرو گے۔ ہمیشہ تندرست اور صحتمند رہو گے، کبھی مرض نہ آئے گا۔

یہ ساری تروتازگی جنت میں دخول سے قبل دونہروں سے حاصل ہوگی۔ اور یہ خیال کہ مؤمنین کو قبروں سے نکلتے وقت ہی یہ حالت میسر ہو جائے گی، بعید بات ہے۔ کیونکہ اکثر احادیث اس کے معارض ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سلیمان بن مغیرة کے توسط سے حضرت حمید بن ہلالؒ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ آدمی جب جنت میں داخل ہو جائے گا، اسے اہلِ جنت کی صورت مل جائے گی، ان کا لباس زیب تن ہو جائے گا، ان کی زینتوں سے مزین ہو جائے گا اور اس کو اس کی بیویاں اور اس کے خدمت گار دکھا دیئے جائیں گے تو اس کو اس قدر خوشی اور سرور حاصل ہوگا کہ اگر مرنا ممکن ہوتا تو وہ شدتِ خوشی سے مر جاتا۔ پھر اسے کہا جائے گا: تجھے اپنی اس خوشی کا اندازہ ہے؟ پس یہ خوشی اور مسرت کی کیفیت تجھے ہمیشہ طاری رہے گی۔[۱]

ابن المبارکؒ دوسری روایت کے ساتھ ایک بزرگ کا قول نقل فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے جنتی جب جنت میں داخل ہوگا تو موتیوں کے مثل ستر ہزار خادم اس کا استقبال کریں گے۔

ابن المبارکؒ سنداً حضرت عبدالرحمٰن المعافریؒ سے روایت کرتے ہیں کہ: جنتی شخص کیلئے خادموں کی دورویہ صفیں استقبال کیلئے کھڑی ہو جائیں گی۔ جن کا آخری سرا نظر نہیں آئے گا۔ جنتی جب گزرے گا تو وہ اس کے پیچھے پیچھے چل پڑیں گے۔[۲]

ابونعیم مسلمہ سے اور وہ حضرت ضحاک بن مزاحمؒ سے نقل فرماتے ہیں کہ: مؤمن شخص جب جنت میں داخل ہوگا تو اس کے آگے ایک فرشتہ ہوگا، وہ جنتی کو جنت کی گلیوں میں پھرائے گا۔ فرشتہ کہے گا کیا نظر آ رہا ہے؟ وہ کہے گا: سونے چاندی کے یہ محلات دیکھ رہا ہوں۔ فرشتہ کہے گا: یہ تیرے لئے ہیں۔ جب جنت والیوں کو اس کا پتہ چلے گا وہ ہر ہر دروازے سے اس کا استقبال کرنے آئیں گی۔ کہیں گی: ہم تیرے لئے ہیں، ہم تیرے لئے ہیں۔ فرشتہ پھر کہے گا کیا نظر آ رہا ہے؟ وہ کہے گا: خیمے ہیں بہت سے۔ جن میں بہت سے مونس دل بہلانے والے نظر آ رہے ہیں۔ فرشتہ کہے گا: میں ان کو تیرے لئے جمع کرتا ہوں۔ جب اندر والوں کو جنتی کی آمد کا علم ہوگا تو وہ یہ کہتے ہوئے استقبال کو نکلیں گے: ہم تیرے لئے ہیں، ہم تیرے لئے ہیں۔[۳]

احمد بن ابی الحواری، ابوسلیمان الدارانی سے: اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: اور بہشت میں (جہاں) آنکھ اٹھاؤ گے کثرت سے نعمت اور عظیم (الشان) سلطنت دیکھو گے (سورة الانسان آیت ۲۰) کے متعلق نقل کرتے ہیں کہ فرشتہ اللہ عزوجل کے دوست کے پاس تحفہ لے کر حاضر ہوگا۔ اس کے پاس اجازت کے بغیر نہیں آئے گا۔ پھر جنتی کے

۱۔ الزھد لابن المبارکؒ الحدیث ۴۲۹، ص: ۱۲۹ ۲۔ الزھد لابن المبارکؒ الحدیث ۴۲۷، ص: ۱۲۸ ۳۔ الزھد لابن المبارکؒ الحدیث ۴۱۵، ص: ۱۲۶

دربان سے کہے گا: اللہ کے دوست کے پاس جانے کیلئے مجھے اجازت لے دو۔ وہ دربان اگلے دربان کو بتائے گا۔ وہ اپنے سے اگلے کو بتائے گا۔ جنتی اس گھر سے سلامتی کے گھر (جائے گا)۔ جنت میں ایک دروازہ ایسا ہوگا، جس سے وہ بغیر اجازت ہر وقت اپنے رب سے ملاقات کر سکے گا۔ پروردگار کا قاصد بغیر اجازت اس کے پاس نہیں آئے گا۔

ابن ابی الدنیا میں بشر بن سعافؒ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں، ہم حضرت عبداللہ بن سلامؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپؓ فرمانے لگے:

اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) کے ہاں اس کی مخلوق میں سب سے زیادہ باعزت ذات حضرت ابوالقاسم ﷺ کی ہے۔ جنت آسمان میں ہے اور جہنم زمین میں۔ جب قیامت کا دن ہوگا، اللہ تعالیٰ مخلوق کو امت امت کر کے ان کے نبیوں کے ساتھ بلائیں گے۔ پھر جہنم پر پل بچھا دیا جائے گا۔ پھر ایک منادی نداء دے گا: احمد اور اس کی امت کہاں ہے؟ آپ ﷺ کھڑے ہونگے۔ آپ کے پیچھے آپ کی امت ہوگی، خواہ نیکوکار ہوں یا فاسق وفاجر۔ وہ پل پر چلنا شروع کریں گے۔ اللہ پاک اپنے دشمنوں کی آنکھوں کو اندھا فرما دیں گے۔ وہ پل صراط پر دائیں اور بائیں سے گریں گے۔ نبی ﷺ اپنے نیک امتیوں کے ساتھ نجات پا جائیں گے۔ سامنے ملائکہ ان کے استقبال کیلئے موجود ہونگے۔ دائیں بائیں ان کے جنتی محلات آراستہ ہونگے۔ وہ گزرتے ہوئے اللہ رب العزت تک پہنچ جائیں گے۔ پھر آپ کیلئے دوسری طرف کرسی ڈالی جائے گی۔ انبیاء اور دیگر امتیں آپ کے بعد آئیں گی۔ حتی کہ سب سے آخر میں حضرت نوح علیہ السلام تشریف لائیں گے۔

یہ روایت حضرت عبداللہؓ بن سلام پر موقوف ہے۔

ابن ابی الدنیا میں حضرت سلمان فارسیؓ سے منقول ہے کہ قیامت کے دن پل صراط رکھا جائے گا۔ اس کی دھار استرے کی مانند تیز ہوگی۔ ملائکہ کہیں گے: یارب! اس پر کون چل سکے گا؟ فرمایا: مخلوق میں جس کو میں چاہوں گا وہ اس پر چل سکے گا۔ تب فرشتے کہیں گے: اے رب! یقیناً ہم تیری کما حقہ عبادت نہیں کر سکے[1]۔

فصل

اہلِ جنت کی بعض صفات اور بعض نعمتوں کا ذکر

مسند احمد میں حضرت ابوہریرۃؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا ان کی صورتیں چودھویں کے چاند کی مانند ہونگی۔ وہ تھوکیں گے اور نہ رینٹ کریں گے اور نہ ان کو پاخانہ کی حاجت ہوگی۔ ان کی کنگھیاں سونے، چاندی کی ہونگی۔ ان کی انگیٹھیاں عود کی ہونگی۔ ان کی خوشبو مشک ہوگی۔ ہر جنتی کیلئے دو بیویاں (ضرور) ہونگی۔ حسن کی وجہ سے ان کی پنڈلیوں کا گودا گوشت سے پار نظر آئے گا۔ ان کے درمیان کوئی اختلاف نہ ہوگا۔ کوئی بغض وعناد نہ ہوگا۔ ان سب کے دل ایک دل کی مانند ہونگے۔ وہ صبح وشام اللہ کا ذکر کریں گے[2]۔

---

[1] الترغیب والترھیب للمنذری [2] مسلم، الحدیث: ۷۰۸۰۔ ترمذی، الحدیث: ۲۵۳۷۔ مسند احمد، الحدیث: ۲/۲۵۳، والحدیث: ۲/۳۱۶

بخاریؒ اور مسلمؒ نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔

ابو یعلیٰؒ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا ان کی صورتیں چودھویں کے چاند کی مانند ہونگی۔ ان کے بعد آنے والے گویا آسمان میں سب سے زیادہ چمک دار ستارے۔ وہ پیشاب یا خانہ نہ کریں گے۔ نہ تھوک اور رینٹ (ناک) کریں گے۔ ان کی کنگھیاں سونے کی ہونگی۔ ان کی انگیٹھیاں عود کی ہونگی۔ ان کی خوشبو مشک ہوگی۔ ان کی بیویاں حورِ عین ہونگی۔ ان کے اخلاق ایک شخص (محمد ﷺ) کے اخلاق ہونگے۔ سب اپنے باپ کی صورت پر ہونگے۔ ان کے قد ساٹھ ذراع ہونگے۔[1]

امام مسلمؒ نے ابو خیثمہ سے اس کو روایت کیا ہے اور جریر کی حدیث سے دونوں نے اس پر اتفاق کیا ہے۔

اہلِ جنت کی عمر کے بارے میں احادیث

مسند احمد اور طبرانی میں حضرت ابو ہریرۃؓ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

اہلِ جنت جنت میں زائد بالوں سے صاف، نوجوان، سفید رنگت، بال والے اور سرمہ لگائے ہونگے۔ حضرت آدمؑ کی تخلیق کے مطابق تینتیس سال کی عمر میں ہونگے۔ ساٹھ ہاتھ لمبے اور سات ہاتھ چوڑے ہونگے۔[2]

طبرانی میں حضرت معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

اہلِ جنت جنت میں داخل ہونگے تو جسم پر (زائد) بال نہ ہونگے، نوجوان ہونگے، ان کی آنکھیں سرگیں رہیں گی۔ تینتیس کے پیٹے میں رہیں گے۔[3]

امام ترمذیؒ نے اس کو روایت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ روایت حسن غریب ہے۔

ابن ابی الدنیا میں حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اہلِ جنت جنت میں حضرت آدمؑ کی لمبائی کے مطابق داخل ہونگے۔ فرشتے کے ہاتھ کے مطابق ساٹھ ہاتھ ان کا قد ہوگا۔ یوسفؑ کا حسن ہوگا۔ عیسیٰؑ کی عمر یعنی تینتیس سال عمر ہوگی۔ محمد (ﷺ) کی زبان ہوگی (یعنی بول چال میں حضور ﷺ کا سا اخلاق ہوگا) بالوں سے صاف جسم ہوگا، جوان مرد ہونگے۔ سرگیں آنکھیں ہونگی۔[4]

ابو بکر بن ابی داؤد فرماتے ہیں حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

اہلِ جنت حضرت آدمؑ کی صورت پر اٹھائے جائیں گے۔ تینتیس سال ان کی عمر ہوگی۔ جسم پر (زائد) بال نہ ہونگے، نوجوان ہونگے، ان کی آنکھیں سرگیں رہیں گی۔ پھر ان کو ایک درخت کے پاس لے جایا جائے گا اس سے لباس پہنیں گے۔ ان کا لباس کبھی خراب نہیں ہوگا اور ان کا شباب کبھی زوال پذیر نہ ہوگا۔

ابو بکر بن ابی داؤد فرماتے ہیں حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

اہلِ جنت میں سے جو شخص وفات پائے خواہ چھوٹا ہو یا بڑا جنت میں اس کو تینتیس سال کی عمر میں

۱۔ بخاری، الحدیث: ۳۳۲۷۔ مسلم، الحدیث: ۷۰۷۸، والحدیث: ۷۰۷۹۔ ابن ماجہ، الحدیث: ۴۳۳۳

۲۔ ترمذی، الحدیث: ۲۵۴۵۔ مسند احمد، الحدیث: ۲/۲۹۵۔ والحدیث: ۵/۲۴۳۔

۳۔ ترمذی، الحدیث: ۲۵۴۵۔ مسند احمد، الحدیث: ۲/۲۹۵۔ والحدیث: ۵/۲۴۳۔

۴۔ کنز العمال، الحدیث: ۳۹۳۸۳

لوٹا دیا جائے گا۔ اس سے زیادہ ان کی عمر کبھی نہیں بڑھے گی۔ اسی طرح اہلِ جہنم ۔[1]

جہنم کی صفات

فرمان الٰہی ہے: لیکن اگر (ایسا) نہ کرسکو اور ہرگز نہیں کرسکو گے تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہونگے (اور جو) کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ (سورۃ البقرۃ آیت ۲۴)

فرمان الٰہی ہے: ایسوں پر خدا کی اور فرشتوں کی اور لوگوں کی سب کی لعنت ہے (سورۃ البقرۃ آیت (۱۶۱)

فرمان الٰہی ہے: یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت چھوڑ کر گمراہی اور بخشش چھوڑ کر عذاب کو خریدا یہ آتشِ (جہنم) کو کیسے برداشت کرنے والے ہیں (سورۃ البقرۃ آیت ۱۷۵)

فرمان الٰہی ہے: جو لوگ کافر ہوئے اور کفر ہی کی حالت میں مر گئے وہ اگر (نجات حاصل کرنا چاہیں اور) بدلے میں زمین بھر کر سونا دیں تو ہرگز قبول نہیں کیا جائیگا۔ ان لوگوں کے لئے دکھ دینے والا عذاب ہوگا اور ان کی کوئی مدد نہیں کریگا (سورۃ آل عمران آیت ۹۱)

فرمان الٰہی ہے: جن لوگوں نے ہماری آیتوں سے کفر کیا ان کو ہم عنقریب آگ میں داخل کریں گے جب ان کی کھال گل (اور جل) جائیں گی تو ہم اور کھالیں بدل دیں گے تاکہ (ہمیشہ) عذاب (کا مزہ) چکھتے رہیں بیشک خدا غالب حکمت والا ہے (سورۃ النساء آیت ۵۶)

فرمان الٰہی ہے: جو لوگ کافر ہوئے اور ظلم کرتے رہے خدا ان کو بخشنے والا نہیں اور نہ ہی رستہ دکھائے گا۔ ہاں دوزخ کا رستہ جس میں وہ ہمیشہ (جلتے) رہیں گے اور یہ (بات) خدا کو آسان ہے (سورۃ النساء آیات ۱۶۸، ۱۶۹)

فرمان الٰہی ہے: جو لوگ کافر ہیں اگر ان کے پاس روئے زمین (کے تمام خزانے اور اس) کا سب مال ومتاع ہو اور اس کے ساتھ اسی قدر اور بھی ہو تا کہ قیامت کے روز عذاب (سے رستگاری حاصل کرنے) کا بدلہ دیں تو ان سے قبول نہیں کیا جائیگا۔ اور ان کو درد دینے والا عذاب ہوگا (ہرچند) چاہیں گے کہ آگ سے نکل جائیں مگر اس سے نہیں نکل سکیں گے اور ان کے لئے ہمیشہ کا عذاب ہے۔ (سورۃ المائدہ آیات ۳۶، ۳۷)

فرمان الٰہی ہے: جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے سرتابی کی ان کے لئے نہ آسمان کے دروازے کھولے جائیں گے اور نہ وہ بہشت میں داخل ہونگے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں سے نکل جائے اور گنہگاروں کو ہم ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کیلئے (نیچے) بچھونا بھی (آتش) جہنم کا ہوگا اور اوپر سے اوڑھنا بھی (اسی کا) اور ظالموں کو ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں (سورۃ الاعراف آیت ۴۰، ۴۱)

فرمان الٰہی ہے: اور (اوروں سے بھی) کہنے لگے کہ گرمی میں مت نکلنا (ان سے) کہہ دو کہ دوزخ کی آگ اس سے کہیں زیادہ گرم ہے کاش یہ (اس بات کو) سمجھتے۔ یہ (دنیا میں) تھوڑا سا ہنس لیں اور (آخرت میں) ان کو ان اعمال کے بدلے جو کرتے رہے ہیں بہت سا رونا ہوگا (سورۃ التوبۃ آیتان ۸۱، ۸۲)

---

[1] ترمذی، الحدیث: ۲۵۶۲. الزھد لابن المبارک، الحدیث: ۲/ ۱۲۸. شرح السنۃ للبغویؒ الحدیث: ۴/ ۱۹. کنز العمال، الحدیث: ۳۹۳۴۴

فرمان الٰہی ہے: اس وقت ہم ان کو عذاب شدید (کے مزے) چکھائیں گے کیونکہ کفر (کی باتیں) کیا کرتے تھے (سورۃ یونس آیت ۷۰)

فرمان الٰہی ہے: اس میں ان کو چلانا اور دھاڑنا ہوگا۔ (اور) جب تک آسمان اور زمین ہیں اسی میں رہیں گے مگر جتنا تمھارا پروردگار چاہے۔ بیشک تمھارا پروردگار جو چاہتا ہے کر دیتا ہے (سورۃ ھود آیتان ۱۰۶، ۱۰۷)

فرمان الٰہی ہے: اور ہم ان کو قیامت کے دن اوندھے منہ اندھے گونگے اور بہرے اٹھائیں گے اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے جب (اس کی آگ) بجھنے کو ہوگی تو ہم نار کو اور بھڑکا دیں گے۔ (سورۃ الاسراء آیت ۹۷)

فرمان الٰہی ہے: یہ دو (فریق) ایک دوسرے کے دشمن اپنے پروردگار (کے بارے) میں جھگڑتے ہیں، جو کافر ہیں ان کے لئے آگ کے کپڑے قطع کئے جائیں گے (اور) ان کے سروں پر جلتا ہوا پانی ڈالا جائیگا۔ اس سے ان کے پیٹ کے اندر کی چیزیں اور کھالیں گل جائیں گی۔ اور ان (کے مارنے ٹھوکنے) کے لئے لوہے کے ہتھوڑے ہونگے۔ جب وہ چاہیں گے کہ اس رنج (وتکلیف کی وجہ) سے دوزخ سے نکل جائیں تو پھر اسی میں لوٹا دیئے جائیں گے اور (کہا جائیگا کہ) جلنے کے عذاب کا مزا چکھتے رہو۔ (سورۃ الحج آیات ۱۹ تا ۲۲)

فرمان الٰہی ہے: تو جن کے (عملوں کے) بوجھ بھاری ہونگے وہ فلاح پانے والے ہیں اور جن کے بوجھ ہلکے ہونگے وہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے تئیں خسارے میں ڈالا ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے آگ ان کے مونہوں کو جھلس دے گی اور وہ اس میں تیوری چڑھائے ہوں گے۔ کیا تم کو میری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی تھیں؟ تم ان کو (سنتے تھے اور) جھٹلاتے تھے۔ اے پروردگار ہم پر ہماری کمبختی غالب ہوگئی اور ہم رستے سے بھٹک گئے۔ اے پرردگار ہم کو اس میں سے نکال دے اگر ہم پھر (ایسے کام) کریں تو ظالم ہونگے۔ (خدا) فرمائیگا کہ اسی ذلت کے ساتھ پڑے رہو اور مجھ سے بات نہ کرو۔ میرے بندوں میں ایک گروہ تھا جو دعا کیا کرتا تھا کہ اے ہمارے پروردگار! ہم ایمان لائے تو تو ہم کو بخش دے۔ (سورۃ المؤمنون آیات ۱۰۲ تا ۱۰۹)

فرمان الٰہی ہے: بلکہ یہ تو قیامت ہی کو جھٹلاتے ہیں اور ہم نے قیامت کے جھٹلانے والوں کیلئے دوزخ تیار کر رکھی ہے، جس وقت وہ ان کو دور سے دیکھے گی تو (غضبناک ہو رہی ہوگی اور یہ) اس کے جوشِ (غضب) اور چیخنے چلانے کو سنیں گے۔ اور جب یہ دوزخ کی کسی تنگ جگہ میں (زنجیروں میں) جکڑ کر ڈالے جائیں گے تو وہاں موت کو پکاریں گے۔ آج ایک ہی موت کو نہ پکارو بہت سی موتوں کو پکارو۔ (سورۃ الفرقان آیات ۱۱ تا ۱۴)

فرمان الٰہی ہے: تو وہ اور گمراہ (یعنی بت اور بت پرست) اوندھے منہ دوزخ میں ڈالدیئے جائیں گے۔ اور شیطان کے لشکر سب کے سب (داخلِ جہنم ہوں گے)۔ وہاں وہ آپس میں جھگڑیں گے اور کہیں گے، کہ خدا کی قسم ہم تو صریح گمراہی میں تھے۔ جب کہ تمہیں (خدائے) رب العالمین کے برابر ٹھیراتے تھے۔ اور ہم کو ان گنہگاروں ہی نے گمراہ کیا تھا۔ تو (آج) نہ کوئی ہماری سفارش کرنے والا ہے۔ اور نہ گرم جوش دوست۔ کاش ہمیں (دنیا میں) پھر جانا ہو تو ہم مومنوں میں ہو جائیں۔ بے شک اس میں نشانی ہے اور ان میں اکثر ایمان لانے والے نہیں۔ اور تمھارا پروردگار تو غالب (اور) مہربان ہے۔ (سورۃ الشعراء آیات ۹۴ تا ۱۰۴)

فرمان الٰہی ہے: یہ لوگ ہیں جن کے لئے بڑا عذاب ہے اور وہ آخرت میں بھی بہت نقصان اٹھانے والے ہیں۔ سورۃ النمل آیت (۵)

فرمان الٰہی ہے: ہم ان کو تھوڑا سا فائدہ پہنچائیں گے پھر عذاب شدید کی طرف مجبور کر کے لے جائیں گے (سورۃ لقمان آیت ۲۴)

فرمان الٰہی ہے: اور جنہوں نے نافرمانی کی ان کے (رہنے کے) لئے دوزخ ہے جب چاہیں گے کہ اس میں سے نکل جائیں تو اس میں لوٹا دیئے جائیں گے۔ اور ان سے کہا جائیگا کہ جس دوزخ کے عذاب کو تم جھوٹ سمجھتے تھے اس کے مزے چکھو۔ اور ہم ان کو (قیامت کے) بڑے عذاب کے سوا عذاب دنیا بھی چکھائیں گے شاید (ہماری طرف) لوٹ آئیں (سورۃ السجدہ آیتان ۲۰،۲۱)

فرمان الٰہی ہے: بے شک خدا نے کافروں پر لعنت کی ہے اور ان کے لئے (جہنم کی) آگ تیار کر رکھی ہے اس میں ابدالآباد رہیں گے نہ کسی کو دوست پائیں گے اور نہ مددگار۔ جس دن ان کے منہ آگ میں الٹائے جائیں گے تو کہیں گے اے کاش! ہم خدا کی فرمانبرداری کرتے اور رسولِ (خدا) کا حکم مانتے۔ اور کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنے سرداروں اور بڑے لوگوں کا کہا مانا تو انہوں نے ہم کو راستے سے گمراہ کر دیا۔ اے ہمارے پروردگار! ان کو دگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔ (سورۃ الاحزاب آیات ۶۴ تا ۶۸)

فرمان الٰہی ہے: اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کیلئے دوزخ کی آگ ہے، نہ انہیں موت آئیگی کہ مر جائیں اور نہ اس کا عذاب ہی ان سے ہلکا کیا جائیگا۔ ہم ہر ایک ناشکرے کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ وہ اس میں چلائیں گے کہ اے پروردگار! ہم کو نکال لے (اب) ہم نیک عمل کیا کریں گے نہ وہ جو (پہلے) کرتے تھے۔ کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہیں دی تھی کہ اس میں جو سوچنا چاہتا سوچ لیتا اور تمھارے پاس ڈرانے والا بھی آیا۔ تو اب مزے چکھو ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ (سورۃ فاطر آیتان ۳۶،۳۷)

فرمان الٰہی ہے: یہی وہ جہنم ہے جس کی تمہیں خبر دی جاتی تھی (سو) جو تم کفر کرتے رہے ہو اس کے بدلے آج اس میں داخل ہو جاؤ۔ آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور جو کچھ یہ کرتے رہے تھے ان کے ہاتھ ہم سے بیان کر دیں گے اور ان کے پاؤں (اس کی) گواہی دیں گے۔ اور اگر ہم چاہیں تو ان کی آنکھوں کو مٹا (کر اندھا کر) دیں پھر یہ رستے کو دوڑیں تو کہاں دیکھ سکیں گے۔ اور اگر ہم چاہیں تو ان کی جگہ پر ان کی صورتیں بدل دیں پھر وہاں سے نہ آگے جا سکیں اور نہ (پیچھے) لوٹ سکیں (سورۃ یٰس آیات ۶۳ تا ۶۷)

فرمان الٰہی ہے: جو لوگ ظلم کرتے تھے ان کو اور ان کے ہم جنسوں کو اور جن کو وہ پوجا کرتے تھے (سب کو) جمع کر لو۔ (یعنی جن کو) خدا کے سوا (پوجا کرتے تھے) پھر ان کو جہنم کے راستے پر چلا دو۔ اور ان کو ٹھیرائے رکھو کہ ان سے (کچھ) پوچھنا ہے۔ تم کو کیا ہوا کہ ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے؟ بلکہ آج تو وہ فرمانبردار ہیں (سورۃ الصافات آیات ۲۲ تا ۲۶)

فرمان الٰہی ہے:

یہ (نعمتیں تو فرمانبرداروں کیلئے ہیں) اور سرکشوں کیلئے برا ٹھکانا ہے۔ (یعنی) دوزخ جس میں وہ داخل ہونگے اور وہ بری آرام گاہ ہے۔ یہ کھولتا ہوا گرم پانی اور پیپ (ہے) اب اس کے مزے چکھیں۔ اور اسی طرح کے اور بہت سے (عذاب ہونگے)۔ یہ ایک فوج ہے جو تمھارے ساتھ داخل ہوگی ان کو خوشی نہ ہو، یہ دوزخ میں جانے والے ہیں۔ کہیں گے بلکہ تم ہی کو خوشی نہ ہو۔ تم ہی تو یہ (وبال) ہمارے سامنے لائے ہو سو (یہ) برا ٹھکانا ہے۔ وہ کہیں

گے اے پروردگار! جو اس کو ہمارے سامنے لایا ہے اس کو دوزخ میں دوگنا عذاب دے۔ اور کہیں گے کیا سبب ہے کہ (یہاں) ہم ان شخصوں کو نہیں دیکھتے جو کو بروں میں شمار کرتے تھے؟ کیا ہم نے ان سے ٹھٹھا کیا ہے یا (ہماری) آنکھیں ان (کی طرف) سے پھر گئی ہیں؟ بے شک یہ اہل دوزخ کا جھگڑا برحق ہے۔ (سورۃ ص آیات (۵۵تا۶۴)

فرمان الٰہی ہے: اور کافروں کو گروہ بنا کر جہنم کی طرف لے جائیں گے یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے تو اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تو اس کے دروغہ ان سے کہیں گے کہ کیا تمھارے پاس تم ہی سے پیغمبر نہیں آئے تھے؟ جو تم کو تمھارے پروردگار کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور اس دن کے پیش آنے سے ڈراتے تھے۔ کہیں گے کیوں نہیں لیکن کافروں کے حق میں عذاب کا حکم تحقیق ہو چکا تھا۔ کہا جائے گا کہ دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ ہمیشہ اس میں رہو گے تکبر کرنے والوں کا برا ٹھکانا ہے۔ (سورۃ الزمر آیتان ۷۱، ۷۲)

فرمان الٰہی ہے: جن لوگوں نے کفر کیا ان سے پکار کر کہہ دیا جائیگا کہ جب تم (دنیا میں) ایمان کی طرف بلائے جاتے تھے اور مانتے نہیں تھے تو خدا اس سے کہیں زیادہ بیزار ہوتا تھا جس قدر تم اپنے آپ سے بیزار ہو رہے ہو وہ کہیں گے: اے ہمارے پروردگار! تو نے ہم کو دو دفعہ بے جان کیا او دو دفعہ جان بخشی۔ ہم کو اپنے گناہوں کا اقرار ہے تو کیا نکلنے کی کوئی سبیل ہے؟ یہ اس لئے کہ جب تنہا خدا کو پکارا جاتا تھا تو تم انکار کر دیتے تھے۔ اور اگر اس کے ساتھ شریک مقرر کیا جاتا تھا تو تسلیم کر لیتے تھے۔ تو حکم تو خدا ہی کا ہے جو (سب سے) اوپر (اور سب سے) بڑا ہے۔ سورۃ غافر آیات (۱۰تا۱۲)

فرمان الٰہی ہے: غرض خدا نے (موسیٰ کو) ان لوگوں کی تدبیروں کی برائیوں سے محفوظ رکھا اور فرعون والوں کو برے عذاب نے آگھیرا (یعنی) آتشِ (جہنم) کہ صبح وشام اس کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اور جس روز قیامت برپا ہوگی (حکم ہوگا کہ) فرعون والوں کو سخت عذاب میں داخل کرو۔ اور جب وہ دوزخ میں جھگڑیں گے تو ادنیٰ درجے کے لوگ بڑے آدمیوں سے کہیں گے کہ ہم تو تمھارے تابع تھے تو کیا تم دوزخ (کے عذاب) کا کچھ حصہ ہم سے دور کر سکتے ہو؟ بڑے آدمی کہیں گے کہ تم (بھی اور) ہم (بھی) سب دوزخ میں ہیں خدا بندوں میں فیصلہ کر چکا ہے۔ اور جو لوگ آگ میں (جل رہے) ہونگے وہ دوزخ کے داروغوں سے کہیں گے کہ اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ ایک روز تو ہم سے عذاب ہلکا کر دے۔ وہ کہیں گے کہ کیا تمھارے پاس تمھارے پیغمبر نشانیاں لیکر نہیں آئے تھے۔ وہ کہیں گے کیوں نہیں۔ وہ کہیں گے کہ تمہی دعا کرو۔ اور کافروں کی دعا (اس روز) بے کار ہوگی۔ ہم اپنے پیغمبروں کی اور جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کی دنیا کی زندگی میں بھی مدد کرتے ہیں اور جس دن گواہ کھڑے ہونگے (یعنی قیامت کو بھی)۔ جس دن ظالموں کو ان کی معذرت کچھ فائدہ نہ دے گی اور ان کے لئے لعنت اور برا گھر ہے (سورۃ غافر آیات ۴۵تا۵۲)

فرمان الٰہی ہے: جن لوگوں نے کتاب (خدا) کو اور جو کچھ ہم نے اپنے پیغمبروں کو دے کر بھیجا اس کو جھٹلایا وہ عنقریب معلوم کر لیں گے۔ جب کہ ان کی گردنوں میں طوق اور زنجیریں ہوں گی۔ گھسیٹے جائیں گے۔ (یعنی) کھولتے ہوئے پانی میں پھر آگ میں جھونک دیئے جائیں گے۔ پھر ان سے کہا جائیگا کہ وہ کہاں ہیں جن کو تم (خدا کے) شریک بناتے تھے۔ (یعنی) غیرِ خدا، کہیں گے وہ تو ہم سے جاتے رہے بلکہ ہم تو پہلے کسی چیز کو پکارتے ہی نہیں تھے۔ اس طرح خدا کافروں کو گمراہ کرتا ہے۔ یہ اس کا بدلہ ہے کہ تم زمین میں حق کے بغیر (یعنی اس کے خلاف)

خوش ہوا کرتے تھے اور اس کی (سزا ہے) کہ اترایا کرتے تھے۔ (اب) جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ ہمیشہ اسی میں رہو گے۔ متکبروں کا کیا برا ٹھکانا ہے؟ (سورۃ غافر آیات ۷۰ تا ۷۶)

فرمان الٰہی ہے: اور اسی خیال نے جو تم اپنے پروردگار کے بارے میں رکھتے تھے تم کو ہلاک کر دیا اور تم خسارہ پانے والوں میں سے ہو گئے۔ اب اگر یہ صبر کریں گے تو ان کا ٹھکانہ دوزخ ہی ہے اور اگر توبہ کریں گے تو ان کی توبہ قبول نہیں کی جائیگی۔ اور ہم نے (شیطانوں کو) ان کو ہمنشیں مقرر کر دیا تھا تو انہوں نے ان کے اگلے اور پچھلے اعمال ان کو عمدہ کر دکھائے تھے اور جنات اور انسانوں کی جماعتیں جو ان سے پہلے گذر چکیں ان پر بھی خدا (کے عذاب) کا وعدہ پورا ہو گیا بیشک یہ نقصان اٹھانے والے ہیں۔ اور کافر کہنے لگے کہ اس قرآن کو سنا ہی نہ کرو اور (جب پڑھنے لگیں تو) شور مچا دیا کرو تا کہ تم غالب رہو۔ سو ہم بھی کافروں کو سخت عذاب کے مزے چکھائیں گے اور ان کے برے عملوں کی جو وہ کرتے تھے سزا دیں گے۔ یہ خدا کے دشمنوں کا بدلہ ہے (یعنی) دوزخ ان کے لئے اسی میں ہمیشہ کا گھر ہے یہ اس کی سزا ہے کہ ہماری آیتوں سے انکار کرتے تھے۔ اور کافر کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! جنوں اور انسانوں میں سے جن لوگوں نے ہم کو گمراہ کیا تھا ان کو ہمیں دکھا کہ ہم ان کو اپنے پاؤں کے تلے (روند) ڈالیں تا کہ وہ نہایت ذلیل ہوں۔ (سورۃ فصلت آیات ۲۳ تا ۲۹)

فرمان الٰہی ہے: (اور کفار) گنہگار ہمیشہ دوزخ کے عذاب میں رہیں گے۔ جو ان سے ہلکا نہ کیا جائیگا اور وہ اس میں ناامید ہو کر پڑے رہیں گے۔ اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہی (اپنے آپ پر) ظلم کرتے تھے۔ اور پکاریں گے کہ اے مالک! تمھارا پروردگار ہمیں موت دیدے، وہ کہے گا کہ تم ہمیشہ (اسی حالت میں) رہو گے۔ ہم تمھارے پاس حق لیکر پہنچے تھے لیکن تم میں سے اکثر اس سے ناخوش ہوتے رہے۔ (سورۃ الزخرف آیات ۷۴ تا ۷۸)

فرمان الٰہی ہے: بلاشبہ تھوہر کا درخت، گنہگاروں کا کھانا ہے۔ جیسے پگھلا ہوا تانبا پیٹوں میں (اس طرح) کھولے گا۔ جس طرح گرم پانی کھولتا ہے۔ (حکم دیا جائیگا کہ) اس کو پکڑلو اور کھینچتے ہوئے دوزخ کے بیچوں بیچ لے جاؤ۔ پھر اس کے سر پر کھولتا ہوا پانی انڈیل دو (کہ عذاب پر) عذاب (ہو)۔ (اب) مزہ چکھو، وہ بڑی عزت والا (اور) سردار ہے۔ یہ وہی (دوزخ) ہے جس میں تم لوگ شک کیا کرتے تھے۔ (سورۃ الدخان آیات ۴۳ تا ۵۰)

فرمان الٰہی ہے: جنت جس کا پرہیزگار سے وعدہ کیا جاتا ہے اس کی صفت یہ ہے کہ اس میں پانی کی نہریں ہیں وہ پانی بو نہیں کریگا اور دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ نہیں بدلے گا اور شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لئے (سراسر) لذت ہے اور شہد مصفا کی نہریں ہیں (جو حلاوت ہی حلاوت ہے) اور (وہاں) ان کے لئے ہر قسم کے میوے ہیں اور ان کے پروردگار کی طرف سے مغفرت ہے (کیا یہ پرہیزگار) ان کی طرح (ہو سکتے) ہیں جو ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ اور جن کو کھولتا ہوا پانی پلایا جائیگا تو ان کی انتڑیوں کو کاٹ ڈالے گا (سورۃ محمد آیت ۱۵)

فرمان الٰہی ہے: اس دن ہم دوزخ سے پوچھیں گے کہ کیا تو بھر گئی؟ وہ کہے گی کہ کچھ اور بھی ہے؟ (سورۃ قٓ آیت ۳۰)

فرمان الٰہی ہے: جس دن ان کو آتشِ جہنم کی طرف دھکیل دھکیل کر لئے جائیں گے۔ یہی وہ جہنم ہے، جس کو تم جھوٹ سمجھتے تھے۔ تو کیا یہ جادو ہے یا تم کو نظر ہی نہیں آتا؟ اس میں داخل ہو جاؤ اور صبر کرو یا نہ کرو تمھارے لئے یکساں ہے جو کام تم کیا کرتے تھے۔ (یہ) ان ہی پر تم کو بدلہ مل رہا ہے۔ (سورۃ الطور آیات ۱۳ تا ۱۶)

فرمان الٰہی ہے: ان کے وعدے کا وقت تو قیامت ہے اور قیامت بڑی سخت اور بہت تلخ ہے۔ بے شک گنہگار لوگ گمراہی اور دیوانگی میں (مبتلا) ہیں۔ اس روز منہ کے بل دوزخ میں گھسیٹے جائیں گے اب آگ کا مزہ چکھو ہم نے ہر چیز اندازہ مقرر کے ساتھ پیدا کی ہے۔ اور ہمارا حکم تو آنکھ کے جھپکنے کی طرح ایک بات ہوتی ہے۔ (سورۃ القمر آیات ۴۶ تا ۵۰)

فرمان الٰہی ہے: گنہگار اپنے چہرے ہی سے پہچان لئے جائیں گے تو پیشانی کے بالوں اور پاؤں سے پکڑ لئے جائیں گے۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ یہی وہ جہنم ہے جسے گنہگار لوگ جھٹلاتے تھے وہ دوزخ اور کھولتے ہوئے گرم پانی کے درمیان گھومتے پھرینگے۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (سورۃ الرحمٰن آیات ۴۱ تا ۴۵)

فرمان الٰہی ہے: اور بائیں ہاتھ والے (افسوس) بائیں ہاتھ والے کیا (ہی عذاب میں) ہیں۔ (یعنی دوزخ کی) لپٹ اور کھولتے ہوئے پانی میں اور سیاہ دھوئیں کے سائے میں (جو) نہ ٹھنڈا ہے نہ خوشنما۔ یہ لوگ اس سے پہلے عیش نعیم میں پڑے ہوئے تھے، اور گناہ عظیم پر اڑے ہوئے تھے اور کہا کرتے تھے کہ بھلا جب ہم مرگئے اور مٹی ہوگئے اور ہڈیاں (ہی ہڈیاں رہ گئے) تو کیا ہمیں پھر اٹھنا ہوگا؟ اور کیا ہمارے باپ دادا کو بھی؟ (سورۃ الواقعہ آیات ۴۱ تا ۴۸)

فرمان الٰہی ہے: تو آج تم سے معاوضہ نہیں لیا جائیگا اور نہ (وہ) کافروں ہی سے (قبول کیا جائیگا) تم سب کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ وہی تمھارے لائق ہے اور وہ بری جگہ ہے (سورۃ الحدید آیت ۱۵)

فرمان الٰہی ہے: مؤمنو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آتشِ (جہنم) سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور جس پر تندخو اور سخت مزاج فرشتے (مقرر) ہیں جو ارشاد خدا ان کو فرماتا ہے اسکی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم ان کو ملتا ہے اسے بجالاتے ہیں (سورۃ التحریم آیت ۶)

فرمان الٰہی ہے: اور جن لوگوں نے اپنے پروردگار سے انکار کیا ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔ جب وہ اس میں ڈالے جائیں گے تو اس کا چیخنا اور چلانا سنیں گے اور وہ جوش مار رہی ہوگی۔ گویا مارے جوش کے پھٹ پڑیگی جب اس میں ان کی کوئی جماعت ڈالی جائیگی تو دوزخ کے داروغہ ان سے پوچھیں گے تمھارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟ وہ کہیں گے کیوں نہیں ضرور ڈرانے والا آیا تھا لیکن ہم نے اس کو جھٹلا دیا اور کہا کہ خدا نے تو کوئی چیز نازل ہی نہیں کی تم تو بڑی غلطی میں (پڑے ہوئے) ہو۔ اور کہیں گے اگر ہم سنتے یا سمجھتے ہوتے تو دوزخیوں میں نہ ہوتے۔ پس وہ اپنے گناہوں کا اقرار کرلیں گے۔ سو دوزخیوں کے لئے (رحمت خدا سے) دوری ہے (سورۃ الملک آیات ۶ تا ۱۱)

فرمان الٰہی ہے: (دیکھو) عذاب یوں ہوتا ہے۔ اور آخرت کا عذاب اس سے کہیں بڑھکر ہے کاش! یہ لوگ جانتے ہوتے۔ (سورۃ القلم آیت ۳۳)

فرمان الٰہی ہے: اور جس کا نامۂ (اعمال) اسکے بائیں ہاتھ میں دیا جائیگا وہ کہے گا اے کاش مجھ کو میرا (اعمال) نامہ نہ دیا جاتا۔ اور مجھے معلوم نہ ہوتا کہ میرا حساب کیا ہے۔ اے کاش موت (ابدالآباد کے لئے میرا کام) تمام کرچکی ہوتی۔ میرا مال میرے کچھ بھی کام نہ آیا۔ میری سلطنت خاک میں مل گئی۔ (حکم ہوگا کہ) اسے پکڑلو

اور طوق پہنا دو۔ پھر دوزخ کی آگ میں جھونک دو۔ پھر زنجیر سے جس کی ناپ ستر گز ہے جکڑ دو۔ یہ نہ تو خدائے جل شانہ پر ایمان لاتا تھا۔ اور نہ فقیر کے کھانے کھلانے پر آمادہ کرتے تھا۔ سو آج اس کا بھی یہاں کوئی دوستدار نہیں۔ اور نہ پیپ کے سوا (اس کے لئے) کھانا ہے، جس کو گنہگاروں کے سوا کوئی نہیں کھائیگا (سورۃ الحاقہ آیات ۲۵ تا ۳۷)

فرمان الٰہی ہے: (اس روز) گنہگار خواہش کریگا کہ کسی طرح اس دن کے عذاب کے بدلہ میں سب کچھ دیدے (یعنی) اپنے بیٹے اور اپنی بیوی اور اپنے بھائی اور اپنا خاندان جس میں وہ رہتا تھا اور جتنے آدمی زمین پر ہیں (غرض) سب (کچھ) دیدے اور اپنے آپ کو عذاب سے چھڑا لے۔ (لیکن) ایسا ہرگز نہیں ہوگا وہ بھڑکتی ہوئی آگ ہے، کھال ادھیڑ ڈالنے والی۔ ان لوگوں کو اپنی طرف بلائیگی جنہوں نے (دین حق سے) اعراض کیا اور منہ پھیر لیا اور (مال) جمع کیا اور بند کر رکھا (سورۃ المعارج آیات ۱۱ تا ۱۸)

فرمان الٰہی ہے: ہم عنقریب اس کو سقر میں داخل کریں گے اور تم کیا سمجھے کہ سقر کیا ہے؟ (وہ آگ ہے کہ) نہ باقی رکھے گی اور نہ چھوڑے گی۔ اور بدن کو جھلس کر سیاہ کر دیگی۔ اس پر انیس داروغہ ہیں۔ اور ہم نے دوزخ کے داروغہ فرشتے بنائے ہیں۔ اور ان کا شمار کافروں کی آزمائش کیلئے مقرر کیا ہے۔ اس لئے کہ اہلِ کتاب یقین کریں اور مومنوں کا ایمان اور زیادہ ہو اور اہلِ کتاب اور مومن شک نہ لائیں اور اس لئے کہ جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق کا) مرض ہے اور (جو) کافر (ہیں) کہیں کہ اس مثال (کے بیان کرنے) سے خدا کا مقصد کیا ہے؟ اسی طرح خدا جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور تمھارے پروردگار کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور یہ تو بنی آدم کے لئے نصیحت ہے (سورۃ المدثر آیات ۲۶ تا ۳۱)

فرمان الٰہی ہے: ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے گروی ہے۔ مگر داہنی طرف والے (نیک لوگ کہ) وہ باغہائے بہشت میں (ہونگے اور) پوچھتے ہونگے (یعنی آگ میں جلنے والے) گنہگاروں سے کہ تم دوزخ میں کیوں پڑے؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔ اور نہ فقیروں کو کھانا کھلاتے تھے۔ اور اہل باطل کے ساتھ مل کر (حق سے) انکار کرتے تھے اور روزِ جزا کو جھٹلاتے تھے۔ یہاں تک کہ ہمیں موت آگئی۔ تو (اس حال میں) سفارش کرنے والوں کی سفارش ان کے حق میں کچھ فائدہ نہ دیگی۔ ان کو کیا ہوا ہے کہ نصیحت سے روگرداں ہو رہے ہیں (سورۃ المدثر آیات ۳۸ تا ۴۹)

فرمان الٰہی ہے: ہم نے کافروں کے لئے زنجیریں اور طوق اور دہکتی آگ تیار کر رکھی ہے (سورۃ الدھر آیت ۴)

فرمان الٰہی ہے: جس چیز کو تم جھٹلایا کرتے تھے (اب اس کی طرف چلو یعنی) اس سائے کی طرف چلو جس کی تین شاخیں ہیں، نہ ٹھنڈی چھاؤں اور نہ لپٹ سے بچاؤ اس سے آگ کی (اتنی اتنی بڑی) چنگاریاں اڑتی ہیں جیسے محل، گویا زرد رنگ کے اونٹ ہیں۔ اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے (سورۃ المرسلات آیات ۲۹ تا ۳۴)

فرمان الٰہی ہے: بے شک دوزخ گھات میں ہے۔ (یعنی) سرکشوں کا وہی ٹھکانا ہے۔ اس میں وہ مدتوں پڑے رہیں گے۔ وہاں نہ ٹھنڈک کا مزہ چکھیں گے نہ (کچھ) پینا (نصیب ہوگا) مگر گرم پانی اور بہتی پیپ۔ (یہ) بدلہ ہے پورا پورا۔ یہ لوگ حسابِ (آخرت) کی امید ہی نہیں رکھتے تھے اور ہماری آیتوں کو جھوٹ سمجھ کر جھٹلاتے رہتے تھے اور ہم نے ہر چیز کو لکھ کر ضبط کر رکھا ہے۔ سو (اب) مزہ چکھو ہم تم پر عذاب ہی بڑھاتے چلے جائیں گے۔

بے شک پرہیز گاروں کے لئے کامیابی ہے۔ (یعنی) باغ اور انگور اور ہم عمر نو جوان عورتیں (سورۃ النباء آیات ۲۱ تا ۳۳)

فرمان الٰہی ہے: سن رکھو کہ بدکاروں کے اعمال سجین میں ہیں اور تم کیا جانتے ہو کہ سجین کیا چیز ہے؟ ایک دفتر ہے لکھا ہوا۔ اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے۔ (سورۃ المطففین آیات ۷ تا ۱۰)

فرمان الٰہی ہے: سو میں نے تم کو بھڑکتی آگ سے متنبہ کر دیا۔ اس میں وہی داخل ہو گا جو بڑا بد بخت ہے جس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا۔ (سورۃ اللیل آیات ۱۴ تا ۱۶)

فرمان الٰہی ہے: جو شخص اپنے پروردگار کے پاس گنہگار ہو کر آئیگا تو اس کیلئے جہنم ہے جس میں نہ مرے گا نہ جئے گا (سورۃ طٰہٰ آیت ۷۴)

فرمان الٰہی ہے: اس دن بہت سے منہ (والے) ذلیل ہونگے۔ سخت محنت کرنے والے، تھکے ماندے۔ دہکتی آگ میں داخل ہونگے۔ ایک کھولتے ہوئے چشمے کا ان کو پانی پلایا جائیگا اور خار دار جھاڑ کے سوا ان کیلئے کوئی کھانا نہیں (ہوگا) جو نہ فربہی لائے نہ بھوک میں کچھ کام آئے (سورۃ الغاشیہ آیات ۲ تا ۷)

فرمان الٰہی ہے: تو جب زمین کی بلندی کوٹ کوٹ کر پست کر دی جائیگی اور تمہارا پروردگار (جلوہ فرما ہوگا) اور فرشتے قطار باندھ باندھ کر آموجود ہونگے اور دوزخ اس دن حاضر کی جائیگی تو انسان اس دن متنبہ ہو گا مگر (اب) انتباہ (سے) اسے (فائدہ) کہاں (مل سکے گا)؟ کہے گا کاش! میں نے اپنی زندگی (جاودانی) کے لئے کچھ آگے بھیجا ہوتا۔ تو اس دن نہ کوئی خدا کے عذاب کی طرح (کسی کو) عذاب دیگا اور نہ کوئی ویسا جکڑنا جکڑے گا (سورۃ الفجر آیات ۲۱ تا ۲۶)

فرمان الٰہی ہے: اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو نہ مانا وہ بد بخت ہیں۔ یہ لوگ آگ میں بند کر دیئے جائیں گے (سورۃ البلد آیتان ۱۹، ۲۰)

فرمان الٰہی ہے: ہر طعن آمیز اشارے کرنے والے چغل خور کی خرابی ہے، جو مال جمع کرتا ہے اور اس کو گن گن کر رکھتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ اس کا مال اس کی ہمیشہ کی زندگی کا موجب ہو گا ہرگز نہیں وہ ضرور حطمہ میں ڈالا جائیگا اور تم کیا سمجھے کہ حطمہ کیا ہے۔ وہ خدا کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے، جو دلوں میں جا لپٹے گی (اور) وہ اس میں بند کر دیئے جائیں گے۔ یعنی (آگ کے) لمبے لمبے ستونوں میں (سورۃ الھمزہ)

ابن المبارکؒ فرماتے ہیں خالد بن ابی عمران سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

آگ اپنے اہل کو کھائے گی۔ جب ان کے دلوں تک پہنچے گی تو رک جائے گی اور پھر دوبارہ شروع ہوگی اور دل تک جا پہنچے گی۔ پس اسی طرح ہمیشہ ہوتا رہے گا۔[1] یہ مطلب ہے فرمان باری کا: وہ خدا کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے، جو دلوں میں جا لپٹے گی۔

جہنم کی صفات سے متعلق بطور نمونہ یہ آیات ذکر کر دی گئیں ہیں۔ طوالت کے خوف سے مزید آیات کا ذکر نہیں کرتے ورنہ اس موضوع پر بہت زیادہ آیات ہیں۔

ابن لمبارکؒ سے منقول ہے وہ روایت کرتے ہیں کہ جب جہنم پیدا کی گئی، ملائکہ گھبرا اٹھے۔ ان کے دل

۱۔ الزھد لابن المبارک، الحدیث: ۸۷/۲۔ تفسیر القرطبی، الحدیث ۱۸۵/۲۰

لرز گئے۔ لیکن جب آدمؑ کی تخلیق ہوئی تو فرشتوں کو سکون ہوگیا اور متوقع خطرہ ٹل گیا۔[1]

ایک انصاری کا واقعہ جسے جہنم کے خوف نے ہلاک کرڈالا

ابن المبارکؒ فرماتے ہیں محمد بن مطرف نے ایک ثقہ شخص سے روایت کی ہے کہ ایک انصاری شخص کے دل میں جہنم کا خوف جاگزیں ہوگیا۔ جہنم کا ذکر چھڑتا تو آنسوؤں کی لڑی بندھ جاتی۔ حتیٰ کہ اسی خوف نے اس کو گھر میں محبوس کر دیا۔ اس کا یہ حال دربارِ نبی ﷺ میں ذکر کیا گیا۔ آپ ﷺ اس کے گھر تشریف لائے۔ آپ ﷺ جیسے ہی گھر میں داخل ہوئے وہ نوجوان آپ کے ساتھ لپٹ گیا اور جان بحق ہو کر نیچے گر پڑا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اپنے ساتھی کے کفن دفن کا انتظام کرو، جہنم کے خوف نے اس کا دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔[2]

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں روایت ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کا چار ہزار عورتوں کے پاس سے گزر ہوا، ان کے رنگ اڑے ہوئے تھے۔ (مفلوک الحالی سے) ان کے جسموں پہ اون اور بالوں کی چادریں پڑی ہوئی تھیں۔ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا: اے عورتوں کی جماعت! کس چیز نے تمہارا رنگ اڑا رکھا ہے؟ عورتوں نے جواب دیا: اے ابن مریم! جہنم کے ذکر نے ہماری رنگت اڑا رکھی ہے۔ یقیناً جو شخص جہنم میں داخل ہوا اسے ٹھنڈی چیز ملے گی اور نہ پینے کیلئے کچھ اور۔

خرائطیؒ نے اس کو کتاب التنور میں ذکر کیا ہے۔

حضرت سلمان فارسیؓ کا جہنم سے خوف

حضرت سلمان فارسیؓ نے یہ آیت سنی "وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ"

اور ان سب کے وعدے کی جگہ جہنم ہے (سورۃ الحجر آیت ۴۳)

یہ آیت سنی تو اس قدر خوف طاری ہوا کہ تین دن تک ہوش وحواس اڑے رہے اور بھاگتے رہے۔ پھر ان کو نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا۔ حضرت سلمانؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا یہ آیت نازل ہوئی ہے:

"وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ"

قسم ہے اس ذات کی، جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! اس آیت نے میرا دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِىْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ

بیشک پرہیزگار سایوں اور چشموں میں ہونگے (سورۃ المرسلات آیت ۴۱)

امام ثعالبیؒ نے اس کو ذکر فرمایا ہے۔

۱۔ الزهد لابن المبارک، الحدیث: ۲/ ۸۷، ۸۸

۲۔ المستدرک للحاکم سورۃ التحریم، الحدیث: ۲/ ۴۹۴. المنذری فی الترغیب والترهیب الحدیث: ۴/ ۲۶۲. کنز العمال، الحدیث: ۵۹۰۰. المغنی عن حمل الاسفار، الحدیث: ۴/ ۱۸۲

جہنم کا ذکر اور شدتِ تپش

فرمانِ الٰہی ہے: اور (اوروں سے بھی) کہنے لگے کہ گرمی میں مت نکلنا (ان سے) کہہ دو کہ دوزخ کی آگ اس سے کہیں زیادہ گرم ہے کاش یہ (اس بات کو) سمجھتے (سورۃ التوبہ آیت ۸۱)

فرمانِ الٰہی ہے: اور جس کے وزن ہلکے نکلیں گے اس کا مرجع ہاویہ ہے۔ اور تم کیا سمجھے کہ ہاویہ کیا چیز ہے؟ (وہ) دہکتی ہوئی آگ ہے۔ (سورۃ القارعہ آیات ۸ تا ۱۱)

فرمانِ الٰہی ہے: ایک کھولتے ہوئے چشمے کا ان کو پانی پلایا جائیگا۔ اور خاردار جھاڑ کے سوا ان کے لئے کوئی کھانا نہیں (ہوگا) جو نہ فربہی لائے نہ بھوک میں کچھ کام آئے (سورۃ الغاشیہ آیات ۵ تا ۷)

وہ دوزخ اور کھولتے ہوئے گرم پانی کے درمیان گھومتے پھریں گے (۴۴) (سورۃ الرحمٰن آیت ۴۴)
یعنی آگ اس قدر گرم ہوگی کہ اپنی انتہائی حد کو چھو لے گی۔

جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے ستر گنا تیز ہوگی

امام مالکؒ مؤطا میں ابی الزناد، عن الاعرج کی سند سے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ (فداہ ابی و امی) نے فرمایا:

بنی آدم کی آگ، جو تم جلاتے ہو جہنم کی آگ کا سترواں حصہ ہے۔
صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! تب تو وہ بہت زیادہ تیز ہوگی؟ فرمایا:
جہنم کی آگ کو اس آگ پر انہتر گنا برتری ہے۔[1]
امام بخاری اور امام مسلمؒ نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔
مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:
تمہاری یہ آگ جہنم کی آگ کا سترواں حصہ ہے۔ اس کو سمندر میں دو مرتبہ غوطہ دیا گیا ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو دنیا میں (شدت کی وجہ سے) سودمند نہ رہتی۔[2]
یہ روایت صحیحین کی شرط کے مطابق ہے۔

مسند البزار میں معمر بن میمون حضرت عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: سچا خواب اچھی بشارت ہے۔ یہ نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔ اور تمہاری یہ آگ جہنم کی زہریلی آگ کا سترواں حصہ ہے۔ بندہ جب تک نماز کیلئے انتظار میں رہتا ہے نماز میں ہی شمار ہوتا ہے جب تک بات چیت نہ کرے۔

طبرانی میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
کیا جانتے ہو کہ تمہاری اس آگ کی مثال جہنم کی آگ کے مقابلہ میں کیسی ہے؟ جہنم کی آگ کا دھواں بھی اس آگ کے دھویں سے ستر گنا تیز ہے۔

۱۔ مسند احمد الحدیث: ۲/ ۴۶۷۔ مؤطا الامام مالکؒ، الحدیث: ۱۹۲۴

۲۔ ابن ماجہ، الحدیث: ۴۳۱۸۔ مسند احمد، الحدیث: ۲/ ۲۴۴۔ الدارمی الحدیث: ۲/ ۲۴۰۔ ۳۔ الاوسط للطبرانیؒ الحدیث ۴۸۹

جہنم کی آگ تین ہزار سال جلائی گئی حتی کہ سیاہ تاریک ہوگئی

ترمذی اور ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جہنم کی آگ کو ایک ہزار سال تک بھڑکایا گیا حتی کہ وہ سرخ ہوگئی۔ پھر ایک ہزار سال تک بھڑکایا گیا حتی کہ وہ سفید ہوگئی۔ پھر ایک ہزار سال اور مزید بھڑکایا گیا حتی کہ وہ سیاہ ہوگئی۔ اب وہ انتہائی سیاہ اور تاریک ہے۔[1]

جہنم کی آگ کی تپش کبھی کم نہ ہوگی اور نہ اس کے شعلے بھڑکنا بند ہونگے

بیہقی میں حضرت سلمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم کی آگ کی تپش کبھی ختم نہیں ہوگی۔ نہ اس کے انگارے ٹھنڈے ہونگے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: اور (قیامت کے روز فرشتے) کہیں گے کہ عذاب (آتشِ) سوزاں کے مزے چکھتے رہو (سورۃ آل عمران آیت ۱۸۱)[2]

ابن مردویہ اپنی سند کے ساتھ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک آیت تلاوت فرمائی، جس کا ترجمہ ہے: مؤمنو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آتشِ (جہنم) سے بچاؤ، جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور جس پر تند خو اور سخت مزاج فرشتے (مقرر) ہیں جو ارشادِ خدا ان کو فرماتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم ان کو ملتا ہے اسے بجالاتے ہیں (سورۃ التحریم آیت ۶)۔ پھر فرمایا: جہنم کی آگ کو ایک ہزار سال تک بھڑکایا گیا حتی کہ وہ سرخ ہوگئی۔ پھر ایک ہزار سال تک بھڑکایا گیا حتی کہ وہ سفید ہوگئی۔ پھر ایک ہزار سال اور مزید بھڑکایا گیا حتی کہ وہ سیاہ ہوگئی۔ اب وہ انتہائی سیاہ ہے اور اس کے شعلے روشن نہیں ہیں۔[3]

ابن مردویہ اپنی سند کے ساتھ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا: کہ ایک مرتبہ حضرت جبرئیلؑ حضور اکرم ﷺ کے پاس ایسے وقت حاضر ہوئے جس میں عام طور سے وہ نہیں آیا کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے جبرئیل! کیا بات ہے میں تجھے اڑی ہوئی رنگت میں دیکھ رہا ہوں؟ فرمایا: میں آپ کے پاس نہیں آیا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم کھولنے کا حکم فرمادیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے جبرئیل! مجھے جہنم کی صفات بتاؤ۔ حضرت جبرئیلؑ نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ نے جہنم کے متعلق حکم فرمایا پس اس کو ایک ہزار سال تک بھڑکایا گیا حتی کہ وہ سرخ ہوگئی۔ پھر ایک ہزار سال تک بھڑکایا گیا حتی کہ وہ سفید ہوگئی۔ پھر ایک ہزار سال اور مزید بھڑکایا گیا حتی کہ وہ سیاہ ہوگئی اب وہ انتہائی سیاہ اور تاریک ہے اور اس کے شعلے روشن نہیں ہیں۔ اور اس کے انگارے کبھی نہیں بجھتے۔

نیز حضرت جبرئیل نے آنحضرت ﷺ سے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، جہنم کی وہ زنجیر جس کی اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں صفت بیان فرمائی ہے، اگر اس کے حلقوں میں سے ایک حلقہ بھی دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دیا جائے تو ان سب کو پگھلا دے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے جبریل! بس کافی ہے، کہیں میرے دل کے ٹکڑے نہ ہوجائیں۔ حضور ﷺ نے دیکھا تو جبریلؑ بھی رو رہے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے جبریل! آپ رو رہے ہیں جبکہ اللہ کے ہاں آپ کا جو مقام ہے وہ بس آپ ہی کا ہے۔ حضرت جبرئیلؑ

۱۔ ترمذی، الحدیث: ۲۵۹۱۔ ابن ماجہ، الحدیث: ۴۳۲۰۔ ۲۔ بیہقی، کتاب: البعث والنشور ۳۔ ترمذی، الحدیث: ۲۵۹۱۔ ابن ماجہ، الحدیث: ۴۳۲۰

نے عرض کیا: مجھے رونے سے کیا مانع ہے جبکہ مجھے علم نہیں ہے، کہیں اللہ کے علم میں میرا یہ حال نہ ہو۔ ابلیس بھی تو ملائکہ کے ساتھ تھا۔ ہاروت ماروت بھی تو ملائکہ میں شامل تھے۔ چنانچہ حضرت جبرئیلؑ اور حضور ﷺ دونوں روتے رہے ......حتی کہ نداء دی گئی: اے محمد! اے جبرئیل! اللہ تم دونوں کو امن دیتا ہے کہ وہ تم پر غضب نہ فرمائے گا۔ پھر حضرت جبرئیلؑ اٹھ گئے اور حضور ﷺ بھی وہاں سے نکل آئے۔ حضور ﷺ کا اپنی ایک قوم کے پاس سے گزر ہوا جو ہنسی مذاق کر رہی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم ہنسی مذاق کر رہے ہو جبکہ جہنم تمہارے پیچھے ہے۔ اگر تم وہ جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ اور اللہ کو روتے اور پکارتے ہوئے جنگلوں کی طرف نکل جاتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی: اے محمد! میں نے تجھے بشارت دینے والا بنا کر بھیجا ہے۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا: لو بشارت لو، سیدھی راہ پر رہو اور قریب قریب رہو۔[۱]

اہلِ جہنم میں سب سے کم عذاب والے حضرت ابو طالب ہونگے

بخاری میں حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ کے پاس آپ کے چچا حضرت جناب ابو طالب کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

شاید قیامت کے روز میری شفاعت ان کے لئے سودمند ثابت ہو جائے اور ان کو صرف (جہنم کے) ایک گڑھے میں رکھا جائے جو ان کے ٹخنے تک پہنچتا ہو، اس سے ان کا دماغ کھولے گا۔[۲]

مسلم میں حضرت ابو سعیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اہلِ جہنم میں سب سے کم عذاب والا وہ شخص ہوگا جس کو جہنم کی آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے۔ ان جوتوں کی شدتِ تپش سے اس شخص کا دماغ کھول اٹھے گا۔[۳]

بخاری میں حضرت نعمانؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

قیامت کے دن سے سب سے ہلکے عذاب میں مبتلا شخص وہ ہوگا جس کے قدموں تلے آگ کے انگارے رکھے جائیں گے جس سے اس کا دماغ کھولے گا۔[۴]

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں اس کا دماغ یوں کھولے گا جیسے ہانڈی اور دیگچی پکتی ہے۔

جہنم کی ہولناکی

مسند احمد میں حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی، جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے اگر تم وہ دیکھ لو جو میں نے دیکھا ہے تو تم رونا زیادہ کردو اور ہنسنا کم کردو۔ صحابہ کرامؓ نے استفسار کیا یا رسول اللہ! آپ نے کیا دیکھا ہے؟ فرمایا: میں نے جنت اور جہنم کو دیکھا ہے۔[۵]

مسند احمد میں حضرت ثابت بنانیؒ فرماتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالکؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

۱۔ الترغیب والترهیب للمنذریؒ، الحدیث: ۴/۴۵۷. الدر المنثور للسیوطیؒ، الحدیث: ۱/۱۰۲. کنز العمال، الحدیث: ۴۲۳۹۸/۸۴. ۲۔ بخاری، الحدیث ۳۸۸۳. مسلم، الحدیث: ۵۰۹. والحدیث: ۵۱۲

۳۔ مسلم، الحدیث: ۵۱۳. ۴۔ بخاری، الحدیث: ۱۱۵۶۱. ۵۔ مسند احمد، الحدیث: ۳/۲۱۷

نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرئیلؑ سے دریافت فرمایا: کیا بات ہے کہ میں نے میکائیل کو کبھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا؟ حضرت جبرئیلؑ نے عرض کیا جب سے جہنم تخلیق کی گئی ہے، وہ ہنسے نہیں ہیں۔[1]

جہنم کی شکایت

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جہنم نے اپنے رب کو شکایت کی کہ اے پروردگار! (شدتِ حبس کی وجہ سے) میرے حصے ایک دوسرے کو کھا گئے ہیں۔ مجھے ہر سال دو سانس لینے کی اجازت مرحمت فرما۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جو سخت سردی تم محسوس کرتے ہو وہ جہنم کا ٹھنڈا سانس ہے۔ اور جو سخت گرمی محسوس کرتے ہو وہ جہنم کا گرم سانس ہے۔[2]

بخاری و مسلم نے امام زہریؒ کی حدیث سے اس کو روایت کیا ہے۔

گرمی کی شدت جہنم کے سانس کی لپٹ سے ہے

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جہنم نے اپنے رب کو شکایت کی کہ اے پروردگار! (شدتِ حبس کی وجہ سے) میرے حصے ایک دوسرے کو کھا گئے ہیں۔ پس اس کو دو سانس لینے کی اجازت دی گئی۔ ایک سانس سردی میں ایک سانس گرمی میں۔ سخت گرمی جہنم کی لپٹ سے ہوتی ہے۔[3]

فرمانِ الٰہی ہے:

جس چیز کو تم جھٹلایا کرتے تھے (اب) اس کی طرف چلو۔ (یعنی) اس سائے کی طرف چلو جس کی تین شاخیں ہیں۔ نہ ٹھنڈی چھاؤں اور نہ لپٹ سے بچاؤ۔ اس سے آگ کی (اتنی بڑی بڑی) چنگاریاں اڑتی ہیں جیسے محل گویا زرد رنگ کے اونٹ ہیں۔ اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے۔ (سورۃ المرسلات آیات ۲۹ تا ۳۴)

طبرانی میں حضرت ابن مسعودؓ سے منقول ہے وہ فرمانِ الٰہی ''اس سے آگ کی (بڑی بڑی) چنگاریاں اڑتی ہیں'' کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ چنگاریاں درخت اور پہاڑ کی طرح نہ ہونگی بلکہ بڑے شہروں اور قلعوں کی مانند ہونگی۔[4]

طبرانی میں حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: (جہنم کا) ایک شعلہ اگر مشرق میں ہو تو اس کی تپش مغرب میں محسوس ہوگی۔[5]

۱۔ مسند احمد، الحدیث: ۲۲۴/۳۔ ۲۔ مسلم الحدیث: ۱۴۰۰۔ ترمذی، الحدیث: ۲۵۹۲۔ مسند احمد، الحدیث: ۲۳۸/۲ والحدیث: ۲۷۷۔ ۳۔ مسلم الحدیث: ۱۴۰۰۔ ترمذی، الحدیث: ۲۵۹۲۔ مسند احمد، الحدیث: ۲۳۸/۲ والحدیث: ۲۷۷۔ ۴۔ الترغیب و الترهیب المنذریؒ، الحدیث: ۴۶۵/۴۔ ۵۔ الترغیب و الترهیب للمنذریؒ، الحدیث: ۴۶۲/۴۔ اتحاف السادة المتقین الحدیث: ۵۱۹/۱۰۔ کنز العمال، الحدیث: ۳۹۴۸۷ والحدیث: ۳۹۵۰۱

دنیا میں سب سے زیادہ عیش و عشرت والا جہنم میں جاتے ہی سب نعمتیں بھول جائے گا

دنیا میں سب سے زیادہ مصائب میں گھرا شخص جنت میں جاتے ہی سب تکالیف بھول جائے گا

مسند احمد میں حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن جہنمیوں میں سے دنیا میں سب سے زیادہ نعمتوں میں پلنے والے شخص کو لایا جائے گا۔ اس کو جہنم میں ایک غوطہ دیا جائے گا، پھر اس سے پوچھا جائے گا: کیا تو نے کبھی بھلائی دیکھی ہے؟ کیا کبھی کسی نعمت کو پایا ہے؟ وہ کہے گا: اللہ کی قسم اے پروردگار! کبھی نہیں۔ پھر جنتیوں میں سے دنیا میں سب سے زیادہ مصائب اٹھانے والے شخص کو لایا جائے گا اور اس کو جنت کا ایک، پھیرا دلایا جائے گا پھر پوچھا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے کبھی کوئی تکلیف دیکھی ہے؟ کیا تجھ پہ کبھی کوئی سختی آئی ہے؟ وہ کہے گا: اللہ کی قسم اے پروردگار! کبھی نہیں۔ مجھے کبھی کوئی مصیبت ہو کر بھی نہیں گزری اور نہ میں نے کبھی کوئی سختی دیکھی ہے۔[۱]

اگر کافر کے پاس زمین بھر سونا ہو اور وہ اپنی جان کے عوض اس کو فدیہ کرے تو وہ قبول نہ کیا جائے گا

مسند احمد میں حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز کافر کو روبرو کیا جائے گا اور اس کو کہا جائے گا کیا خیال ہے اگر تیرے پاس زمین بھر سونا ہو تو اس کو اپنی جان کے بدلہ دیدے گا؟ وہ کہے گا ہاں! کہا جائے گا تو نے اس سے اچھا موقع گنوادیا ہے۔ یہی مطلب ہے فرمانِ باری کا: جو لوگ کافر ہوئے اور کفر ہی کی حالت میں مرگئے وہ اگر (نجات حاصل کرنا چاہیں اور) بدلے میں زمین بھر سونا دیں تو ہرگز قبول نہیں کیا جائیگا (سورۃ آل عمران آیت ۹۱) واللہ اعلم[۲]

دوسرا طریق...... مسند احمد میں حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اہلِ جہنم میں سے ایک شخص کو کہا جائے گا اگر تیرے پاس زمین کے تمام خزانے ہوں کیا تو اپنی جان کے بدلہ ان کا فدیہ دیدے گا؟ وہ کہے گا بالکل! اللہ تعالیٰ اس کو فرمائیں گے: میں نے اس سے آسان چیز تجھ سے طلب کی تھی، میں نے تجھ سے آدم کی پشت میں ہی عہد لیا تھا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرائیو۔ لیکن تو نہ مانا اور میرے ساتھ شریک ٹھیرانے پر مصر رہا[۳]۔

قیامت کے روز مؤمن کی تمنا کہ دنیا کو لوٹے اور راہِ خدا میں جہاد کرے اور شہید ہو

مسند احمد میں حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

اہلِ جنت میں سے ایک شخص کو لایا جائے گا اور کہا جائے گا اے ابن آدم! اپنا گھر تجھے کیسا لگا؟ اب

۱۔ مسند احمد، الحدیث: ۳/ ۲۰۲۔ ۲۔ مسند احمد، الحدیث: ۳/ ۲۱۸

۳۔ مسند احمد، الحدیث: ۳/ ۲۱۸

مزید سوال کرا اور اپنی خواہش کا اظہار کر! بندہ کہے گا: میں کوئی اور سوال یا خواہش کا اظہار نہیں کرتا اِلاّ یہ کہ مجھے دنیا میں واپس کر دیا جائے اور میں راہِ خدا میں دس بار شہید ہوں۔ شہادت کی فضیلت کی وجہ سے اس کو یہ تمنا پیدا ہوگی۔

پھر اہلِ جہنم میں سے ایک شخص کو لایا جائے گا اور اس کو کہا جائے گا: اے ابن آدم! تجھے اپنا گھر کیسا لگا؟ وہ کہے گا: اے پروردگار! وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔ پروردگار اس سے فرمائیں گے: کیا تو اس سے چھٹکارا پانے کیلئے زمین بھر کر سونا دے سکتا ہے؟ وہ کہے گا: ہاں پروردگار! بالکل۔ پروردگار فرمائیں گے: تو جھوٹ بولتا ہے، میں نے تجھ سے اس سے کہیں زیادہ کم اور آسان چیز کا سوال کیا تھا، لیکن تو نے پورا نہیں کیا۔ پھر اس کو جہنم کی طرف لوٹا دیا جائے گا۔[1]

مسند البزار میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جہنم کے مثل کوئی (خوفناک) شی نہیں، لیکن اس سے بھاگنے والا سویا ہوا ہے۔ جنت کے مثل کوئی شیء نہیں لیکن اس کا طلب گار سویا ہوا ہے۔[2]

ابویعلیؒ وغیرہ محدثین نے محمد بن شبیب، جعفر بن ابی وحشیۃ، سعید بن جبیرؒ کے طریق سے حضرت ابوہریرۃؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

اگر کسی مسجد میں ایک لاکھ یا اس سے بھی زیادہ افراد ہوں اور ان میں ایک شخص اہل جہنم سے چھوڑ دیا جائے اور وہ ان میں بیٹھ کر سانس لے تو اس کا سانس سب کو پہنچ جائے گا اور وہ مسجد اور اس میں حاضرین تمام افراد کو جلا کر خاکستر کر دے گا۔[3]

یہ روایت نہایت غریب ہے۔

جہنم کی صفات، وسعت اور اس کے اہل کی جسامت (اللہ محفوظ فرمائے)

فرمانِ ایزدی ہے: کچھ شک نہیں کہ منافق لوگ دوزخ کے سب سے نچلے درجے میں ہونگے اور تم کسی کو ان کا مددگار نہیں پاؤ گے۔ (سورۃ النساء آیت ۱۴۵)

فرمانِ ایزدی ہے: اور جس کے وزن ہلکے نکلیں گے، اس کا مرجع ہاویہ ہے۔ اور تم کیا سمجھے کہ ہاویہ کیا چیز ہے۔ (وہ) دہکتی ہوئی آگ ہے۔ (سورۃ القارعہ آیات ۸ تا ۱۱)

فرمانِ ایزدی ہے: ایسے لوگوں کیلئے (نیچے) بچھونا بھی (آتش) جہنم کا ہوگا اور اوپر سے اوڑھنا بھی (اسی کا) اور ظالموں کو ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور عملِ نیک کرتے رہے (اور) ہم (عملوں کیلئے) کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف دیتے ہی نہیں (سورۃ الاعراف ۴۱، ۴۲)

---

[1] مسند احمد، الحدیث: ۲۰۷/۳ والحدیث: ۲۰۸/۳۔ [2] المعجم الکبیر للطبرانیؒ ۲۲۰/۱۹۔ الترغیب والترھیب للمنذری، الحدیث: ۴۵۳/۴۔ [3] کنز العمال، الحدیث: ۳۹۵۴۰۔ المطالب العالیۃ لابن حجرؒ، الحدیث: ۴۶۶۷۔ حلیۃ الاولیاء، الحدیث: ۳۰۷/۴۔ العلل المتناھیۃ، الحدیث: ۴۵۵/۲

فرمانِ ایزدی ہے: جس دن ان کو آتش جہنم کی طرف دھکیل دھکیل کر لئے جائیں گے۔ یہی وہ جہنم ہے جس کو تم جھوٹ سمجھتے تھے (سورۃ الطور آیات ۱۳، ۱۴)

فرمانِ ایزدی ہے: (حکم ہوگا کہ) ہر سرکش ناشکرے کو دوزخ میں ڈال دو (سورۃ ق آیت ۲۴)

فرمانِ ایزدی ہے: اس دن ہم دوزخ سے پوچھیں گے کہ کیا تو بھر گئی؟ وہ کہے گی کہ کچھ اور بھی ہے؟ (سورۃ ق آیت نمبر ۳۰)

بغیر سوچے سمجھے کہے جانے والی بری بات کا قائل جہنم میں مشرق و مغرب جتنی گہرائی میں پھینک دیا جاتا ہے

صحیحین میں کئی طریق سے منقول ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

جہنم میں دوزخیوں کو ڈالا جاتا رہے گا اور وہ هل مزید اهل مزید ! اور لاؤ اور لاؤ، کہتی رہے گی۔ حتی کہ رب العزت اس میں اپنا قدم رکھ دے گا جس سے جہنم کے حصے ایک دوسرے میں گھسیں گے اور جہنم چیخ پڑے گی: بس ! بس ! پروردگار تیری عزت کی قسم۔[1]

مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بندہ بلا سوچے سمجھے بات کہتا رہتا ہے، جس کی وجہ سے جہنم میں مشرق و مغرب جتنی دور پھینک دیا جاتا ہے۔[2]

عبداللہ بن مبارکؒ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

آدمی بات کرتا رہتا ہے، اپنے ساتھیوں کو ہنساتا رہتا ہے لیکن اس کی وجہ سے ثریا ستارے سے بھی دور (جہنم میں) پھینک دیا جاتا ہے۔

مصنفؒ فرماتے ہیں یہ روایت غریب ہے۔ اور اس کی سند میں ایک راوی زبیر ضعیف ہے۔[3]

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے، ہم نے اوپر سے کسی چیز کے گرنے کی آواز سنی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جانتے ہو یہ کیا ہے؟ ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: یہ پتھر کی آواز تھی جو ستر سال پہلے جہنم میں پھینکا گیا تھا اب جا کر وہ گہرائی میں پہنچا ہے۔[4]

حافظ ابونعیم اصبہانی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے ایک آواز سنی، جس نے آپ کو ہیبت زدہ کر دیا۔ پھر حضرت جبرئیلؑ آپ کے پاس تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: یہ کیسی آواز تھی؟ جبرئیل ! عرض کیا: یہ پتھر جہنم کے کنارے سے ستر سال پہلے گرایا گیا تھا۔ یہ ابھی جہنم کے گڑھے میں گرا ہے۔ اللہ نے چاہا کہ آپ کو اس کی آواز سنوا دیں۔[5]

صحیح مسلم میں عتبہ بن غزوان سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

۱۔ البخاری، الحدیث: ۱۱۶۱۔ مسلم، الحدیث: ۷۰۶۱۔ الترمذی: ۳۲۷۲۔ مسند احمد: ۳/ ۱۳۴، ۳/ ۱۴۱۔ ۲۔ البخاری: ۶۴۷۷۔ المسلم: ۷۴۰۷۔ الترمذی: ۲۳۱۴۔ ۳۔ مسند احمد: ۲/ ۴۰۲، ۴۰۲

۴۔ المسلم: ۷۰۹۶۔ مسند احمد ۲/ ۳۷۱۔ ۵۔ مجمع الزوائد: ۱۰/ ۳۸۹

پتھر جہنم کے کنارے سے گرایا جاتا ہے اور ستر سال تک گرتا رہتا ہے اور کنارے کو نہیں پاتا۔ بس اللہ ہی اس کو بھرے گا کیا تم کو اس پر تعجب ہوتا ہے؟۔

عتبہ فرماتے ہیں ہمیں ذکر کیا گیا ہے کہ جنت کے دروازے کی چوکھٹ کی چوڑائی چالیس سال کی مسافت ہے۔ ایک دن اس پر ایسا آئے گا کہ رش کی وجہ سے اس میں شور بپا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے ہمیں اس میں جگہ مرحمت فرمائے

جہنم کی گہرائی

ترمذی، نسائی، بیہقی اور حافظ ابو نعیم الاصبہانی نے عبداللہ بن مبارک کی حدیث سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے پوچھا جانتے ہو جہنم کی وسعت کس قدر ہے؟ ہم نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا: ہاں اللہ کی قسم تم نہیں جانتے مجھے حضرت عائشہؓ نے بتایا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: اور قیامت کے دن تمام زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوں گے۔ (سورۃ الزمر آیت ۶۷) کے متعلق سوال کیا کہ لوگ اس دن کہاں ہونگے؟ فرمایا: جہنم کے پل پر۔[۲]

صحیح مسلم میں ابن مسعودؓ سے مرفوعاً منقول ہے کہ جہنم کو قیامت کے دن لایا جائے گا اور ستر ہزار لگاموں کے ساتھ اس کو کھینچا جائے گا۔ ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے تھامے کھینچ رہے ہونگے۔[۳]

علی بن موسیٰ الرضاءؒ نے اپنے آباء سے انہوں نے حضرت علی بن ابی طالبؓ سے مرفوعاً نقل کیا ہے، آپؐ نے فرمایا: کیا اس آیت جس کا ترجمہ ہے:

”تو جب زمین کی بلندی کوٹ کوٹ کر پست کر دی جائیگی اور تمھارا پروردگار (جلوہ فرما ہوگا) اور فرشتے قطار باندھ کر آموجود ہونگے اور دوزخ اس دن حاضر کی جائیگی تو انسان اس دن متنبہ ہوگا مگر (اب) انتباہ (سے) اسے (فائدہ) کہاں (مل سکے گا) (سورۃ الفجر (۲۱ تا ۲۳)

کی تفسیر جانتے ہو؟ پھر فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا جہنم کو لایا جائے گا اور ستر ہزار لگاموں کے ساتھ اس کو کھینچا جائے گا۔ ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے تھامے کھینچ رہے ہونگے۔ اگر جہنم کا ایک شعلہ دنیا میں چھوڑ دیا جائے تو وہ آسمان و زمین کو خاکستر کر دے۔[۴]

مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک پیالے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: اگر (جہنم کا) اتنا سیسہ آسمان سے زمین کی طرف چھوڑ دیا جائے، جو کہ پانچ سو سال کی مسافت ہے، تو وہ زمین تک اپنی تیزی کی وجہ سے رات سے پہلے پہنچ جائے گا۔ لیکن اگر اس کو جہنم کی زنجیر کے بالائی سرے سے گرایا جائے تو مسلسل دن رات چلتا رہے تو اس کی جڑ تک چالیس سال میں پہنچے گا۔[۵]

امام ترمذی نے اس کو روایت کیا ہے۔

۱۔ المسلم: ۷۳۶۱۔ الترمذی: ۳۵۸۵۔ ابن ماجہ ۱۴۵۶۔ ۲۔ الترمذی: ۳۲۴۱۔ مسند احمد: ۲۵۱/۱۔ ۳۲۴۔ ۳۔ المسلم: ۷۰۹۳۔ الترمذی: ۲۵۷۳۔ مجمع الزوائد: ۳۸۸/۱۰
۴۔ اتحاف السادۃ المتقین ۵۱۸/۱۰۔ ۵۔ الترمذی: ۲۵۸۸۔ مسند احمد: ۱۹۷/۲

مسند احمد میں حضرت معقل سے مروی ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: گرمی جہنم (کا حصہ) ہے۔[۱]

جہنمیوں کے لمبے چوڑے جسموں کا بیان (اللہ ہمیں پناہ میں رکھے)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: جن لوگوں نے ہماری آیتوں سے کفر کیا ان کو ہم عنقریب آگ میں داخل کریں گے، جب ان کی کھالیں گل (اور جل) جائیں گی تو ہم اور کھالیں بدل دیں گے تا کہ (ہمیشہ) عذاب (کا مزہ) چکھتے رہیں۔ بیشک خدا غالب حکمت والا ہے (سورۃ النساء آیت ۵۶)

مسند احمد میں ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم میں اہلِ جہنم کا جسم بڑھا دیا جائے گا...... حتی کہ جہنمی کے کان کی لو سے کندھے تک کا فاصلہ سات سو سال کی مسافت کا ہوگا۔ اس کی ڈاڑھ جبلِ احد کی مانند ہوگی۔[۲]

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن جہنمی کی ڈاڑھ جبلِ احد کی مانند ہوگی۔ کھال کی چوڑائی ستر ہاتھ ہوگی۔ اس کی ران ورقان (مدینہ کی ایک پہاڑی کا نام ہے) کی مثل ہوگی اور اسکی مقعد (سرین، بیٹھنے کا حصہ) یہاں سے مقام ربذہ تک ہوگا۔[۳]

امام بیہقی کے طریق میں یہ اضافہ ہے: اور اس کا بازو (بڑی) دیگ کی مانند (فربہ) ہوگا۔[۴]

مسند احمد اور دیگر کتبِ حدیث میں دوسرے طرق سے بھی یہ روایت منقول ہے۔ ایک روایت میں یہ اضافہ ہے: اس کی جلد کی موٹائی بیالیس ہاتھ ہوگی۔[۵]

ایک روایت میں ہے کہ جہنمی کے دوشانوں کے درمیان کا فاصلہ تیز رفتار شخص کے حساب سے پانچ ایام کی مسافت ہے۔[۶]

مسند احمد میں عمرو بن شعیب (عن ابیہ عن جدہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن متکبرین انسان کی صورت میں چیونٹیوں کی مانند کردیئے جائیں گے۔ چھوٹی سے چھوٹی چیز ان سے بلند نظر آئے گی۔ حتی کہ جہنم کا قید خانہ جس کو بولس کہا جاتا ہے وہ ان کو گھیر لے گا اور آگ ان پر چھا جائے گی اور وہ جہنمیوں کے لہو پیپ کا ملغوبہ طینۃ الخبال پئیں گے۔[۷]

توجیہ و تطبیق

میدان محشر میں متکبروں کی تذلیل کیلئے ان کے اجسام چیونٹیوں کی مانند کردیئے جائیں گے۔ لیکن جہنم میں تعذیب کیلئے ان کے ابدان پہاڑوں سے بھی لمبے چوڑے کردیئے جائیں گے۔ تا کہ وہ عذاب کا مزہ چکھیں۔

۱۔ مسند احمد: ۲۲۳/۴۔ ۲۔ مسند احمد: ۲۶/۲۔ الترغیب: ۴۸۵/۴۔ کنز العمال: ۳۹۵۳۸
۳۔ المسلم ۷۱۱۴۔ الترمذی: ۲۵۷۸۔ مسند احمد: ۳۲۸/۲۔ ۴۔ البیہقی: ۲۸۶/۱۔
۵۔ مسند احمد: ۳۳۴/۲۔ ۶۔ البخاری: ۶۵۵۱۔ المسلم: ۷۱۱۵۔ ۷۔ مسند احمد: ۱۷۸/۲

سمندر کے جہنم بن جانے کا ذکر

مسند احمد میں یعلی بن امیہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سمندر (بھی) جہنم ہے۔[1]

حضرت یعلیؓ نے اس کے بعد فرمایا: کیا تم یہ فرمانِ الٰہی نہیں پڑھتے ہو: (دوزخ کی) آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناتیں ان کو گھیر رہی ہونگی (سورۃ کہف آیت ۲۹) پھر اپنے متعلق فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں سمندر میں کبھی داخل نہ ہوں گا حتی کہ اللہ کے سامنے پیش کیا جاؤں اور کبھی مجھے سمندر کا ایک قطرہ بھی نہ لگے گا حتی کہ میں اللہ عزوجل سے ملاقات کرلوں۔

مسند ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سمندر میں حاجی، معتمر یا راہِ خدا کے مجاہد کے سوا کوئی سفر نہ کرے کیونکہ سمندر کے نیچے جہنم ہے اور پھر جہنم کے نیچے سمندر ہے۔[2]

جہنم کے دروازوں، اس کی صفات اور اس کے داروغوں کا ذکر

فرمانِ الٰہی ہے: اور کافروں کو گروہ گروہ بنا کر جہنم کی طرف لے جائیں گے یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے تو اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تو اس کے داروغہ ان سے کہیں گے کہ کیا تمھارے پاس تم ہی میں سے پیغمبر نہیں آئے تھے جو تم کو تمھارے پروردگار کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور اس دن کے پیش آنے سے ڈراتے تھے؟ کہیں گے کیوں نہیں، لیکن کافروں کے حق میں عذاب کا حکم تحقیق ہو چکا تھا۔ کہا جائیگا دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ، ہمیشہ اس میں رہو گے۔ تکبر کرنے والوں کا برا ٹھکانا ہے۔ (سورۃ الزمر آیت ۷۱،۷۲)

فرمانِ الٰہی ہے: اس کے سات دروازے ہیں ہر ایک دروازے کے لئے ان میں سے جماعتیں تقسیم کردی گئی ہیں (سورۃ الحجر ۴۴)

پل صراط کی صفت اور اسے پار کرنے میں لوگوں کی تفاوتِ رفتار

السنن الکبریٰ للبیہقی میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

پل صراط جہنم کی پشت پر لغزش اور پھسلن کی جگہ ہے۔ (اس کے عبور کے وقت) انبیاء **اللھم سلم اللھم سلم** کہہ رہے ہونگے۔ کچھ لوگ بجلی کی طرح گزر جائیں گے، کچھ پلک جھپکنے کی طرح، کچھ تیز رفتار گھوڑوں خچروں اور اونٹوں کی طرح اپنے پیروں پر گزر جائیں گے۔ کوئی مسلمان نجات پا جائے گا اور کوئی زخمی حالت میں پار ہو جائے گا اور بہت سے اس میں گر جائیں گے۔ جہنم کے سات دروازے ہیں، ہر دروازے میں جانے والا الگ گروہ ہے۔[3]

---

[1] مسند احمد: ۴/ ۲۲۳. مجمع الزوائد: ۱۰/ ۳۸۶. [2] ابوداؤد: ۲۴۸۹. مجمع الزوائد: ۵/ ۲۸۲.
[3] البیهقی: ۵۰۵. کنز العمال: ۳۹۰۳۴. الدر المنثور: ۴/ ۱۰۰

جہنم کے دروازوں کے نام...... بیہقی میں خلیل بن مرۃ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس وقت تک نہ سوتے تھے جب تک کہ " تبارک الذی اور حم السجدۃ " کی تلاوت نہ فرما لیتے۔ خلیل بن مرۃ فرماتے ہیں: حوامیم (یعنی قرآن پاک میں حٰمٓ سے شروع ہونے والی سورتیں) سات ہیں اور جہنم کے دروازے بھی سات ہیں، جہنم، حطمۃ، لظی، سعیر، سقر، ہاویۃ اور جحیم۔ فرمایا: اور ہر حٰمٓ قیامت کے دن آئے گی اور جہنم کے ان دروازوں پر کھڑی ہو جائے گی۔ پھر وہ دعا کرے گی: اے اللہ! کوئی ایسا شخص ان دروازوں میں سے داخل نہ ہو جو مجھ پر ایمان رکھتا ہو اور میری تلاوت کرتا ہو۔[1]

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں یہ روایت منقطع ہے اور خلیل بن مرۃ میں بھی کلام ہے۔

ابوبکر بن ابی الدنیا فرماتے ہیں خلف بن ہشام نے ابوشہاب خیاط سے نقل کیا وہ اپنی سند کے ساتھ حضرت علیؓ سے روایت فرماتے ہیں، فرمایا: جہنم کے دروازے ایک دوسرے کے اوپر ہیں۔ (پھر آگے راوی ابوشہاب نے انگلیوں کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ) پہلے یہ بھرے گا پھر یہ بھرے گا پھر یہ۔

ابن جریج فرمانِ الٰہی (اس کے سات دروازے ہیں) کے متعلق فرماتے ہیں ان میں پہلا جہنم ہے، پھر لظی، پھر حطمۃ، پھر سعیر، پھر سقر، پھر جحیم اسی میں ابوجہل ہوگا اور پھر ہاویۃ ہے۔[2]

ترمذی میں مالک بن مغول کے حوالہ سے حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم کے سات دروازے ہیں۔ ان میں سے ایک دروازہ اس شخص کیلئے ہے جو میری امت پر تلوار سونتے۔[3]

اس کے بعد امام ترمذیؒ فرماتے ہیں یہ روایت غریب ہے اور اس کو ہم صرف مالک بن مغول کے حوالہ سے جانتے ہیں۔

ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں جہنم کے سات دروازے ہیں۔ ان میں سے ایک دروازہ حروریۃ (اوائلِ اسلام کے ایک فرقے) کیلئے ہوگا۔

حضرت وہب بن منبہؒ فرماتے ہیں: جہنم کے ہر دو دروازوں کے درمیان ستر سال کا فاصلہ ہے۔ ہر دروازہ (عذاب میں) اپنے سے اوپر والے سے ستر گنا زیادہ ہے۔

جہنم کے فرشتوں کی تعداد...... مؤمنو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آتشِ (جہنم) سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور جس پر تندخو اور سخت مزاج فرشتے (مقرر) ہیں جو ارشاد خدا ان کو فرماتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم ان کو ملتا ہے اسے بجالاتے ہیں۔ (سورۃ التحریم آیت ۶)

یعنی جس چیز کا حکم ملتا ہے اسے عزم واستحکام اور بھرپور قوت وطاقت کے ساتھ فوراً پورا کرتے ہیں۔

نیز فرمانِ الٰہی ہے: اس پر انیس داروغہ ہیں۔ اور ہم نے دوزخ کے داروغہ فرشتے بنائے ہیں (سورۃ المدثر آیت ۳۰، ۳۱) آگے فرمایا: اور ان کا شمار کافروں کی آزمائش کے لئے مقرر کیا ہے (سورۃ المدثر آیت ۳۱) یعنی ان کی تعداد لوگوں کیلئے بطور آزمائش رکھی گئی ہے کہ وہ اس پر ایمان لاتے ہیں یا نہیں اور انیس کی تعداد بڑے فرشتوں کی

۱۔ البیہقی: ۵۰۸۔ الدر المنثور ۴/ ۹۹۔ کنز العمال: ۲۶۲۱۔ ۲۔ البیہقی: ۵۰۸۔ الدر المنثور ۴/ ۹۹
کنز العمال: ۲۶۲۱۔ ۳۔ الترمذی: ۳۱۲۳۔ مسند احمد: ۲/ ۹۴

ہے، جو جہنم کے داروغہ ہیں۔ پھر ہر ایک کے ساتھ ماتحت مددگار فرشتے بہت ہیں۔ جس کی دلیل یہ ہے کہ فرمانِ الٰہی ''اسے پکڑ لو اور طوق پہنا دو'' کی تفسیر میں آیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ یہ حکم فرمائیں گے تو ستر ہزار فرشتے اس کی طرف لپکیں گے۔

فرمانِ الٰہی ہے: تو اس دن نہ کوئی خدا کے عذاب کی طرح (کسی کو) عذاب دیگا۔ اور نہ کوئی ویسا جکڑنا جکڑے گا۔ (سورۃ الفجر آیتان ۲۵، ۲۶)

حضرت حسن بصریؒ حضرت انس بن مالکؓ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں فرمایا: قسم ہے اس ذات کی، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جہنم کی تخلیق سے ایک ہزار سال قبل جہنم کے فرشتے پیدا کیے گئے تھے اور مسلسل وہ بڑھتے جا رہے ہیں حتیٰ کہ وہ وقت آ جائے جب وہ لوگوں کو سر اور پاؤں سے پکڑ پکڑ کر جہنم واصل کریں۔[1]

جہنم کی حدود

نارًا احاط بھم سرادقھا (کہف ۲۹) سرادقھا کے قرآنی الفاظ سے مراد وہ دیوار ہے جو جہنم کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اس میں جہنم کے آلات گرز، زنجیریں اور دیگر عذاب دینے کے ہتھیار ہیں۔

فرمانِ الٰہی ہے: ہم نے ظالموں کے لئے (دوزخ کی) آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناتیں ان کو گھیر رہی ہونگی اور اگر فریاد کرینگے تو ایسے کھولتے ہوئے پانی سے انکی دادرسی کی جائیگی جو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح (گرم ہوگا اور) مونہوں کو بھون ڈالیگا (انکے پینے کا) پانی بھی برا اور آرامگاہ بھی بری۔ (سورۃ کہف ۲۹)

فرمانِ الٰہی ہے: (اور) وہ اس میں بند کردیئے جائیں گے۔ یعنی (آگ کے) لمبے لمبے ستونوں میں (سورۃ الھمزۃ ۸، ۹)

کچھ شک نہیں کہ ہمارے پاس بیڑیاں ہیں اور بھڑکتی آگ ہے۔ اور گلوگیر کھانا ہے اور درد دینے والا عذاب ہے (سورۃ المزمل آیتان ۱۲، ۱۳)

جبکہ ان کی گردنوں میں طوق اور زنجیریں ہونگی (اور) گھسیٹے جائیں گے۔ (یعنی) کھولتے ہوئے پانی میں پھر آگ میں جھونک دیئے جائیں گے (سورۃ غافر آیتان ۷۱، ۷۲)

اس روز منہ کے بل دوزخ میں گھسیٹے جائیں گے۔ اب آگ کا مزہ چکھو۔ ہم نے ہر چیز اندازۂ مقرر کے ساتھ پیدا کی ہے اور ہمارا حکم تو آنکھ کے جھپکنے کی طرح ایک بات ہوتی ہے۔ (سورۃ القمر آیات ۴۸ تا ۵۰)

ان کے اوپر تو آگ کے سائبان ہوں گے اور نیچے (اس کے) فرش ہونگے یہ وہ (عذاب) ہے جس سے خدا اپنے بندوں کو ڈراتا ہے تو اے میرے بندے مجھ سے ڈرتے رہو (زمر: ۱۶)

ایسے لوگوں (کے لئے) بچھونا بھی (آتشِ) جہنم کا ہوگا اور اوپر سے اوڑھنا بھی (اسی کا) اور ظالموں کو ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں (سورۃ الاعراف آیت ۴۱)

یہ دو (فریق) ایک دوسرے کے دشمن اپنے پروردگار (کے بارے) میں جھگڑتے ہیں تو جو کافر ہیں ان کے لئے آگ کے کپڑے قطع کیے جائیں گے (اور) ان کے سروں پر جلتا ہوا پانی ڈالا جائیگا۔ اس سے ان کے پیٹ

---

[1] الدر المنثور: ۶/۱۴۵

کے اندر کی چیزیں اور کھالیں گل جائیں گی (۲۰) اور ان (کے مارنے ٹھوکنے) کیلئے لوہے کے ہتھوڑے ہونگے (سورۃ الحج آیات ۱۹ تا ۲۱)

حافظ ابویعلیٰ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوسعیدؓ سے نقل کیا ہے وہ حضور ﷺ سے روایت فرماتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: اہلِ جہنم کی حدود چار دیواریں ہیں اور ہر دیوار کا حصہ چالیس سال کی مسافت کے بقدر ہے۔[1]

مسند احمد میں حضرت ابوسعیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر جہنم کے گرزوں میں سے کوئی گرز زمین پر رکھ دیا جائے اور جن وانس مل کر اس کو اٹھانا چاہیں تو نہیں اٹھا پائیں گے۔[2]

ابن وھبؒ فرماتے ہیں اگر جہنم کے گرز کی ایک ضرب کسی پہاڑ پر ماری جائے تو اس کو ریزہ ریزہ کر کے غبار بنا دے گی۔[3]

جہنم کے عذابوں کی چند انواع واقسام

حافظ ابوبکر بن مردویہ اپنی تفسیر میں حضرت یعلی بن منبہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اہلِ جہنم کیلئے ایک بادل پیدا فرمائیں گے۔ وہ ان پر چھا جائے گا۔ اس میں سے ایک آواز آئے گی: اے اہلِ جہنم! بولو تم کس چیز کے طلب گار ہو اور تمہارا کیا سوال کیا ہے؟ جہنمیوں کو بادل دیکھ کر دنیا کے بادل اور وہ پانی جو ان پر برستا تھا یاد آ جائے گا۔ لہٰذا وہ سوال کریں گے: اے رب ہمیں پینے کیلئے پانی چاہئے۔ لہٰذا ان پر طوق برسیں گے جو ان کے پہلے طوقوں میں اضافہ ہو جائیں گے، ان پر زنجیریں برسیں گی جو ان کی زنجیروں میں اضافہ کا سبب بنیں گی۔ اور آگ کے شعلے برسیں گے جو جہنم کی آگ کو دوچند کر دیں گے۔[4]

ابوبکر بن ابی الدنیاؒ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوالاحوص سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے لوگوں سے پوچھا بتاؤ جہنم میں سب سے زیادہ عذاب کس کو ہوگا؟ ایک شخص نے عرض کیا: منافقین کو۔ فرمایا: درست۔ دریافت کیا ان کو کیسے عذاب دیا جائے گا؟ فرمایا: ان کو لوہے کے تابوتوں میں بند کر کے جہنم کے سب سے نچلے درجہ میں شطرنج کے مہرے سے بھی چھوٹے آگ کے تنور میں رکھ دیا جائے گا، جس کو 'جب الحزن' یعنی غم کا کنواں کہا جاتا ہے۔ اسی طرح دوسری اقوام کو بھی ان کے اعمال کے ساتھ ہمیشہ کیلئے بند کر دیا جائیگا۔

ابن ابی الدنیا میں حضرت وھب بن منبہ سے مروی ہے فرمایا: اہلِ جہنم جو جہنم کے مستحق ہیں وہ نکلنے کا رستہ نہ پائیں گے۔ سو نہ سکیں گے اور نہ مر سکیں گے۔ آگ پر چلیں گے، آگ پر بیٹھیں گے۔ ان کا اوڑھنا آگ ہوگا اور ان کا بچھونا بھی آگ کا ہوگا۔ ان کی قمیصیں آگ اور تارکول کی ہونگی۔ ان کے مونہوں پر آگ کی لپٹیں مسلط رہیں گی۔ تمام جہنمی زنجیروں میں بندھے ہونگے جن کے سرے فرشتوں کے ہاتھ میں ہونگے۔ جو ان کو آگے پیچھے کھینچتے پھریں گے۔ ان کے لہو پیپ جہنم کے گڑھے میں جمع ہوتے رہیں گے۔ یہی ان کے پینے کا سامان ہوگا۔

۱۔ الترمذی: ۲۵۸۴۔ مسند احمد: ۲۹/۳ ۲۔ مسند احمد: ۲۹/۳ جمع الزوائد: ۳۸۸/۱۰۔ ۳۔ مسند احمد: ۸۳/۳۔ مجمع الزوائد ۳۸۸/۱۰۔ ۴۔ الترغیب: ۴۷۳/۴۔ الدر المنثور: ۳۵۷/۵۔ الکامل فی الضعفاء لابن عدی: ۲۳۰/۶۔

اس کے بعد حضرت وھب بن منبہؒ رونے لگے حتی کہ بے ہوش ہوکر گر پڑے۔اس روایت کے راویوں میں سے حضرت بکر بن خنیس روایت کرنے کے بعد اس قدر روئے کہ بات کرنے کی ہمت نہ رہی اور دوسرے راوی محمد ابن جعفر بھی بہت زیادہ روئے۔اللہ ہمیں جہنم کے عذاب سے محفوظ فرمائے۔

یہ حضرت وھب بن منبہؒ کا کلام تھا جو پہلی کتابوں میں ملتا ہے اور اہلِ کتاب سے منقول ہے۔قرآن وحدیث سے بھی اس کے شواہد ملتے ہیں۔فرمانِ الٰہی ہے:اور کفار گنہگار ہمیشہ دوزاخ کے عذاب میں رہیں گے۔جو ان سے ہلکا نہ کیا جائیگا اور وہ اس میں ناامید ہوکر پڑے رہیں گے۔اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہی (اپنے آپ پر) ظلم کرتے تھے۔اور پکاریں گے اے مالک! تمھارا پروردگار ہمیں موت دیدے (سورۃ الزخرف آیات ۷۴ تا ۷۷)

فرمانِ الٰہی ہے:اے کاش! کافر اس وقت کو جانیں جب وہ اپنے مونہوں پر سے (دوزخ کی) آگ کو روک نہ سکیں گے اور نہ اپنی پیٹھوں پر سے اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔بلکہ قیامت ان پر ناگہاں آواقع ہوگی اور ان کے ہوش کھودیگی پھر نہ تو وہ اس کو ہٹا سکیں گے اور نہ ان کو مہلت دی جائیگی (سورۃ الانبیاء ۳۹،۴۰)

فرمانِ الٰہی ہے:اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لئے دوزخ کی آگ ہے نہ انہیں موت آئیگی کہ مرجائیں اور نہ اس کا عذاب ہی ان سے ہلکا کیا جائیگا ہم ہر ایک ناشکرے کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔وہ اس میں چلائیں گے کہ اے پروردگار! ہم کو نکال لے (اب) ہم نیک عمل کیا کرینگے،نہ وہ جو (پہلے) کرتے تھے۔کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہیں دی تھی کہ اس میں جو سوچنا چاہتا سوچ لیتا؟اور تمھارے پاس ڈرانے والا بھی آیا۔تو اب مزے چکھو! ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔(سورۃ فاطر آیت ۳۶،۳۷)

فرمانِ الٰہی ہے:اور جو لوگ آگ میں (جل رہے) ہوں گے وہ دوزخ کے داروغوں سے کہیں گے کہ اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ وہ ایک روز تو ہم سے عذاب ہلکا کردے۔وہ کہیں گے کہ کیا تمھارے پاس تمھارے پیغمبر نشانیاں لیکر نہیں آئے تھے۔وہ کہیں گے کیوں نہیں!۔تو وہ کہیں گے کہ تم ہی دعا کرو۔اور کافروں کی دعا (اس روز) بیکار ہوگی۔(سورۃ غافر آیتان ۴۹،۵۰)

فرمانِ الٰہی ہے:اور (بےخوف) بدبخت پہلوتہی کرے گا۔جو (قیامت کو) بڑی آگ میں داخل ہوگا۔پھر وہاں نہ مرے گا نہ جئے گا (سورۃ الاعلیٰ آیات ۱۱ تا ۱۳)

صحیح میں ہے کہ اہلِ جہنم اس میں جئیں گے نہ مریں گے اور آگے آنے والی حدیث میں ہے کہ اس دن جنت اور جہنم کے درمیان موت کو مینڈھے کی شکل میں لاکر ذبح کردیا جائے گا اور کہہ دیا جائے گا اے اہلِ جنت! دوام ہی دوام ہے۔موت کا خطرہ ہمیشہ کیلئے ٹل گیا۔اے اہلِ جہنم ہمیشہ ہمیشہ یونہی سڑتے رہو موت کبھی نہ آئے گی۔[۱]

ایسے شخص کو نیند کبھی آسکتی ہے جو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے عذاب میں ہو؟ ایک لحظہ اور ایک لمحہ کیلئے بھی چھٹکارا نصیب نہ،ہو بلکہ فرمانِ الٰہی ہے:جب (اس کی آگ) بجھنے کو ہوگی تو ہم ان کو (عذاب دینے کے لئے) اور بھڑکا دینگے (سورۃ الاسراء آیت ۹۷)

اور فرمانِ الٰہی ہے:جب وہ چاہیں گے کہ اس رنج (وتکلیف کی وجہ) سے دوزخ سے نکل جائیں تو پھر اس میں لوٹا دیئے جائیں گے اور (کہا جائیگا کہ) جلنے کے عذاب کا مزا چکھتے رہو۔(سورۃ الحج آیت ۲۲)

۱۔البخاری: ۴۷۳۰.الترمذی: کتاب صفة الجنة باب ماجاء فی خلود اهل الجنة واهل النار

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہلِ جہنم کے متعلق فرمایا:
جہنم کا کھولتا ہوا پانی کسی جہنمی کے سر پر ڈالا جائے گا تو وہ اس کی کھوپڑی سے نکل کر پیٹ میں پہنچے گا اور اس کی آنتیں وغیرہ نکالتا ہوا اس کے قدموں سے نکل جائے گا۔[1]

ترمذی اور طبرانی میں حضرت ابو الدرداءؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہلِ جہنم پر بھوک کا عذاب مسلط کیا جائے گا وہ ان کے پیٹوں کے اندر سب کچھ برابر کردے گا۔ پھر وہ کھانے کی فریاد کریں گے۔ ان کیلئے گلے میں اٹک جانے والا کھانا لایا جائے گا۔ پھر ان کو دنیا میں پانی مانگنے اور پینے کی یاد آئے گی تو ان کے پاس جہنم کے کوزوں میں جہنم کا کھولتا ہوا پانی لایا جائے گا۔ وہ پانی ان کے مونہوں کے قریب کیا جائے گا تو ان کے مونہوں کی کھال اتر جائے گی۔ پھر جب وہ پانی پیٹ میں اترے گا تو ان کے پیٹ کی آنتوں کو کاٹ کاٹ دے گا۔ وہ فریاد کریں گے تو ان کو کہا جائے گا: کیا تمھارے پاس تمھارے پیغمبر نشانیاں لیکر نہیں آئے تھے وہ کہیں گے: کیوں نہیں! پھر کہا جائے گا: کہ تم ہی دعا کرو اور کافروں کی دعا (اس روز) بیکار ہوگی (غافر آیت ۵۰) جہنمی کہیں گے ہمارے پاس مالک (داروغۂ جہنم) کو بلادو۔ پھر اس سے فریاد کریں گے: اے مالک! تمھارا پروردگار ہمیں موت ہی دیدے! وہ کہے گا کہ تم ہمیشہ (اسی حالت میں) رہو گے (سورۃ الزخرف ۷۷) وہ کہیں گے: اے ہمارے پروردگار! ہم پر ہماری کمبختی غالب ہوگئی اور ہم رستے سے بھٹک گئے (سورۃ المؤمنون ۱۰۶) لیکن (خدا فرمائیگا کہ اسی میں ذلت کیساتھ پڑے رہو اور مجھ سے بات نہ کرو (سورۃ المومنون آیت ۱۰۸)۔

امام ترمذیؒ نے اس کو الدارمی سے روایت کیا ہے۔ اور ان سے منقول ہے فرمایا کہ یہ روایت عام لوگوں کے علم میں نہیں ہے جبکہ حضرت ابو الدرداءؓ سے یہ منقول ہے۔

اہلِ جہنم کا کھانا پینا

فرمانِ الٰہی ہے: (ضریع یعنی) خاردار جھاڑ کے سوا ان کے لئے کوئی کھانا نہیں (ہوگا) جو نہ فربہی لائے نہ بھوک میں کچھ کام آئے (سورۃ الغاشیہ آیت ۶،۷)

ضریع ارضِ حجاز کا کانٹا ہے، جس کو شبرق کہا جاتا ہے۔ ضحاکؒ کی حدیث حضرت ابن عباسؓ سے مرفوعاً منقول ہے فرمایا: ضریع جہنم میں ایسی کوئی چیز ہے جو کانٹے کے مشابہ ہے۔ ایلوے سے زیادہ کڑوی، مردار سے زیادہ بدبودار اور آگ سے زیادہ گرم ہے۔ جہنمی جب اس کو کھائے گا تو وہ اس کے حلق سے نیچے نہیں اترے گی اور نہ ہی واپس اس کے منہ کی طرف آئے گی، بس درمیان میں اٹک جائے گی۔ نہ وہ فربہی دے گی اور نہ بھوک مٹائے گی۔[2]

یہ روایت نہایت غریب ہے۔

فرمانِ الٰہی ہے: کچھ شک نہیں کہ ہمارے پاس بیڑیاں ہیں اور بھڑکتی آگ ہے اور گلوگیر کھانا ہے اور درد دینے والا عذاب ہے (سورۃ المزمل آیات ۱۲،۱۳)

فرمانِ الٰہی ہے: اور پیغمبروں نے (خدا سے اپنی) فتح چاہی تو ہر سرکش ضدی نامراد رہ گیا اس کے پیچھے دوزخ ہے اور اسے پیپ کا پانی پلایا جائیگا وہ اس کو گھونٹ گھونٹ پئے گا اور گلے سے نہیں اتار سکے گا اور ہر طرف سے

۱۔ الترمذی: ۲۵۸۲۔ مسند احمد: ۲/۳۷۴۔ ۲۔ تفسیر القرطبی: ۲۰/۳۰

اسے موت آرہی ہوگی مگر وہ مرنے میں نہیں آیگا اور اس کے پیچھے سخت عذاب ہوگا (سورۃ ابراھیم آیات ۱۵ تا ۱۷)

فرمانِ الٰہی ہے: پھر تم اسے جھٹلانے والے گمراہ ہو۔ تھوہر کے درخت کھاؤ گے اور اسی سے پیٹ بھرو گے اور اُس پر کھولتا ہوا پانی پیو گے۔ اور پیو گے بھی اس طرح جیسے پیاسے اونٹ پیتے ہیں۔ جزا کے دن یہ انکی ضیافت ہوگی (سورۃ الواقعہ آیات ۵۱ تا ۵۶)

فرمانِ الٰہی ہے: بھلا یہ مہمانی اچھی ہے یا تھوہر کا درخت؟۔ ہم نے اس کو ظالموں کے لئے عذاب بنا رکھا ہے۔ وہ ایک درخت ہے کہ جہنم کے اسفل (سب سے نچلے حصہ) میں اگے گا۔ اس کے خوشے ایسے ہوں گے جیسے شیطانوں کے سر۔ سو وہ اسی میں سے کھائیں گے اور اسی سے پیٹ بھریں گے۔ پھر اس (کھانے) کے ساتھ ان کو گرم پانی ملا کر دیا جائیگا۔ پھر ان کو دوزخ کی طرف لوٹایا جائیگا (سورۃ الصافات آیات ۶۲ تا ۶۸)

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں ....حضرت ابی امامہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول "اور اسے پیپ کا پانی پلایا جائیگا وہ اس کو گھونٹ گھونٹ پیئے گا" [۱] کے متعلق فرمایا: یہ اس کے قریب کردیا جائے گا وہ اس سے کراہت کرے گا جب اس کے منہ کے قریب کیا جائے گا تو اس کے منہ کو جلا دے گا اور اس کے سر کی کھال اس میں جا گرے گی۔ جب اس کو پیئے گا تو وہ اس کی آنتوں کو کاٹ ڈالے گا اور اس کے پائخانے کے مقام سے (آنتوں کے ساتھ) نکل جائے گا۔[۲]

فرمانِ الٰہی ہے: اور جن کو کھولتا ہوا پانی پلایا جائیگا تو انکی انتڑیوں کو کاٹ ڈالیگا (سورۃ محمد آیت ۱۵)

فرمانِ الٰہی ہے: اور اگر فریاد کرینگے تو ایسے کھولتے ہوئے پانی سے ان کی دادرسی کی جائیگی جو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح (گرم ہوگا اور جو) مونہوں کو بھون ڈالیگا (ان کے پینے کا) پانی بھی برا (سورۃ کہف آیت ۲۹)

ترمذی میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

اتقوا اللّٰہ حق تقاتہ و لاتموتن الا و انتم مسلمون.

اللہ سے ڈرو، جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور نہ مرو مگر مسلمان ہونے کی حالت میں۔

پھر فرمایا: اگر زقوم درخت (جو جہنمیوں کا کھانا ہوگا اس) کا ایک قطرہ بھی دنیا کے سمندروں میں ڈال دیا جائے تو وہ اہلِ دنیا کا جینا دوبھر کردے گا۔ تو اس شخص کا کیا حال ہوگا جس کا یہ کھانا ہوگا!!۔[۳]

ابو یعلیٰ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو سعیدؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اگر جہنمیوں کے غساق (پانی) کا ایک ڈول دنیا میں انڈیل دیا جائے تو ساری دنیا بدبودار ہو جائے۔[۴]

حضرت کعب احبارؒ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے بندہ کو غضب کی حالت میں دیکھیں گے اور فرمائیں گے اسے پکڑو! تو ایک لاکھ یا اس سے زیادہ فرشتے اس کو پکڑیں گے۔ وہ پیشانی اور قدموں کے درمیان سے اس کو پکڑلیں گے۔ اللہ کے غضب کی وجہ سے وہ بھی اس پر غضبناک ہونگے اور اس کو چہرے کے بل جہنم کی طرف گھسیٹیں گے۔ اور آگ ان سے ستر گنا زیادہ اس پر غضبناک ہوگی۔ جہنمی پانی کی فریاد کرے گا تو اس کو ایسا پانی پلایا جائے گا جس سے اس کا گوشت اور اس کے پٹھے گر جائیں گے اور جہنم میں اوندھے منہ اس کو ڈال دیا جائے گا۔ سو اس کیلئے آگ کی ہلاکت ہے۔

---

[۱] (سورۃ ابراھیم آیات ۱۶، ۱۷) [۲] الترمذی: ۲۵۸۳۔ [۳] الترمذی: ۲۵۸۵۔ ابن ماجہ: ۴۳۲۵۔ [۴] الترمذی: ۲۵۸۴۔ مسند احمد

آپ ہی سے مروی ہے، آپ نے دریافت فرمایا: جانتے ہو غساق کیا چیز ہے؟ حاضرین نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا: یہ جہنم میں ایک چشمہ ہے، جس میں تمام سانپ، بچھوؤں اور دوسری چیزوں کا زہریلا مواد اور پسینہ بہہ بہہ کر گرتا ہے۔ آدمی کو لایا جائے گا اور اس میں ایک غوطہ دیا جائے گا۔ جب وہ نکلے گا تو اس کی ہڈیوں سے سارا گوشت گل کر گر جائیگا اور اس کی کھال اور گوشت اس کے ٹخنوں میں جا گرے گا۔ وہ اپنے گوشت کو یوں کھینچتا پھرے گا جیسے کوئی اپنے کپڑے کو کھینچتا ہے۔

جہنم کے ناموں سے متعلق روایات اور ان کی وضاحت

<u>الھاویة:</u> ابن جریج فرماتے ہیں: یہ جہنم کا بالکل نچلا طبقہ ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے: اور جس کے وزن ہلکے نکلیں گے، اس کا مرجع ہاویہ ہے۔ (سورۃ القارعہ آیت ۹،۸)

ایک قول یہ ہے کہ ہاویہ کا مطلب یہ ہے کہ اس کو سر کے بل نیچے گرا دیا جائے گا کیونکہ ھوی یھوی کا معنی ہے نیچے گرنا لہٰذا اوپر سے جہنم میں گرایا جانا ہی فقط اس کا مطلب ہے۔ حدیث میں ہے آدمی اللہ کی ناراضگی کی کوئی بات کر دیتا ہے لیکن اسکی وجہ سے (<u>یھوی</u> بھا فی النار) جہنم میں ستر سال کی گہرائی تک گرا دیا جاتا ہے۔ یہاں بھی یہوی اسی معنی میں مستعمل ہوا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ "فامہ ھاویة" کا مطلب جہنم کا سب سے نچلا درجہ ہے۔ یا یہ خود آگ کی صفت ہے۔ اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے:

ابوبکر بن ابی الدنیا نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مؤمن مرجاتا ہے تو (پہلے سے مرے ہوئے مردوں کی روحیں) اس نئے آنے والے مؤمن سے سوال جواب کرتی ہیں کہ فلاں کا کیا بنا فلانی کا کیا بنا؟ لیکن اگر کوئی مرجائے اور ان کے پاس نہ آئے تو وہ کہتے ہیں اس کو امہ الھاویة ہاویہ جہنم میں لے گئے ہیں۔ وہ تو بہت برا ٹھکانہ ہے۔ بہت بری پرورش گاہ ہے۔ اسی طرح جب کوئی (نیک روح والا ان کے پاس) آتا ہے تو وہ اس سے پوچھتے ہیں فلاں کا کیا ہوا کیا اس نے شادی کر لی؟ فلانی کا کیا ہوا کیا اس نے شادی کر لی؟ پھر آپس میں کہتے ہیں چھوڑو اس کو آرام کرنے دو۔ یہ سفر سے آیا ہے۔

ابن جریر میں ہے حضرت اشعث بن عبداللہ الاعمٰیؒ فرماتے ہیں کہ جب کوئی مؤمن مرجاتا ہے تو اس کی روح مؤمنین کی ارواح کے پاس لے جائی جاتی ہے۔ وہ کہتے ہیں اپنے بھائی کی شادی کر دو یہ دنیا کے غم میں تھا پھر پوچھتے ہیں فلاں کا کیا ہوا وہ کہتا ہے اس کا تو انتقال ہو گیا ہے کیا وہ تمہارے پاس نہیں آیا؟ وہ کہتے ہیں اس کو <u>امہ الھاویة</u> یعنی جہنم لے گئے ہونگے۔[1]

حافظ ضیاء المقدسیؒ نے اپنی کتاب میں عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا گناہوں کو مٹا دیتا ہے یا فرمایا ہر گناہ کو مٹا دیتا ہے۔ سوائے امانت کے۔ لہٰذا اصحاب امانت کو لایا جائے گا اور کہا جائے گا امانت ادا کر! وہ کہے گا: یارب! دنیا تو چلی گئی۔ یہ بات تین مرتبہ ہوگی۔ پھر حکم سنا دیا جائے گا کہ اس کو ہاویہ لے جاؤ۔ لہٰذا اس کو لے جایا جائے گا اور اس میں دھکیل دیا جائے گا وہ اس میں گرے

---

[1] اتحاف السادۃ المتقین: ۱۰/۳۹۵

گا حتی کہ اس کی گہرائی تک جا پہنچے گا۔ وہاں اس امانت کو بعینہ پہلی شکل میں پائے گا۔ چنانچہ اس کو اٹھائے گا اور اپنے کندھے پر رکھے گا پھر اس کو لے کر جہنم کی آگ میں چڑھے گا۔ حتی کہ جب نکلنے کے قریب ہوگا پھسل جائے گا اور ہمیشہ کیلئے دوبارہ گہرائی میں پہنچ جائے گا۔ نیز فرمایا: امانت نماز میں بھی ہے (کہ اس کو ادا کرے اور صحیح ادا کرے)۔ امانت روزے میں بھی ہے۔ امانت وضوء میں بھی ہے۔ امانت بات چیت میں بھی ہے (کہ کسی کا راز یا آپس کا عہد افشاء نہ کرے)۔ لیکن ان سب امانتوں میں سخت امانت کسی کی امانتاً رکھوائی ہوئی شیء ہے۔

حدیث کے عالی راوی زاذانؒ فرماتے ہیں میں نے حضرت براءؓ سے کہا: کہ آپ کے بھائی عبداللہ بن مسعودؓ یہ روایت بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: وہ سچ کہتے ہیں۔

یہ روایت مسندات میں سے نہیں ہے۔ اور نہ صحاح ستہ میں سے کسی کتاب میں ہے۔

جب الحزن یعنی غم کی وادی

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

جب الحزن سے اللہ کی پناہ مانگا کرو۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! جب الحزن کیا شیء ہے؟ فرمایا جہنم میں ایک وادی ہے، جس سے خود جہنم بھی دن میں چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔ وہ ریاء کار قاریوں کیلئے بنائی گئی ہے۔ اللہ کے نزدیک سب سے مبغوض اور ناپسندیدہ وہ لوگ ہیں جو امراء اور ظالم حکام کے دکھاوے کیلئے اعمال کرتے ہیں۔[1]

جہنم کی نہر کا ذکر جس میں جہنمیوں کے میل کچیل اور لہو پیپ وغیرہ جمع ہونگے

جنت میں شراب کا عادی، رشتہ ناطہ قطع کرنے والا اور جادوگر کی تصدیق کرنے والا داخل نہیں ہوسکتے

مسند احمد میں ابوموسیٰ کی حدیث سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین اشخاص جنت میں داخل نہیں ہونگے۔ شراب کا عادی، اللہ تعالیٰ اس کو غوطہ کی نہر سے پلائیں گے۔ پوچھا گیا نہر الغوطہ کیا ہے؟ فرمایا: وہ نہر جو فاحشاؤں کی شرمگاہوں سے نکلنے والی غلاظت سے جاری ہوتی ہے۔ نیز اہلِ جہنم کو ان فاحشات کی شرمگاہوں کی بدبو سے بھی ایذاء دی جائے گی۔[2]

وادیٔ لملم کا ذکر

ابو ہریرہؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم میں ایک وادی ہے، جس کا نام لملم ہے۔ جہنم کی دوسری وادیاں بھی اس کی گرمی سے اللہ کی پناہ مانگتی ہیں[3]۔ یہ روایت غریب ہے۔

---

[1] الترمذی: ۲۳۸۳. ابن ماجہ: ۲۵۶. [2] مسند احمد: ۳۹۹/۴. [3] کنز العمال ۳۹۴۹۹. اتحاف السادۃ المتقین: ۵۱۲/۱۰

ایک وادی اور کنویں کا ذکر

ابوبکر بن ابی الدنیا فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بردۃ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم میں ایک وادی ہے جس کا نام ''ھب ھب'' ہے۔ اللہ پر لازم ہے کہ اس میں ہر جابر شخص کو سکونت دے۔ اے فلاں! خیال رکھنا کہیں تو ان میں سے نہ ہو جائے۔[1]

ویل اور صعود کا ذکر

ویل یومئذ للمکذبین

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اس دن جھٹلانے والوں کے لئے خرابی ہے۔ (سورۃ المرسلات ۱۵)

سارھقه صعودًا

نیز فرمانِ الٰہی ہے: ہم اسے صعود پر چڑھائیں گے۔ (سورۃ المدثر آیت ۱۷)

مسند احمد میں حضرت ابو سعیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ویل جہنم میں ایک وادی کا نام ہے۔ کفار اس میں چالیس سال تک گرتے ہی رہیں گے۔ پھر کہیں جا کر اس کی گہرائی تک پہنچیں گے۔ صعود جہنم میں ایک پہاڑ کا نام ہے۔ جہنمی اس پر ستر سال تک چڑھتا رہے گا پھر اتنا ہی عرصہ اترنے میں صرف ہوگا۔ یہی حال ہمیشہ رہے گا۔[2]

یہ روایت امام ترمذی اور امام ابن جریر نے بھی روایت کی ہے لیکن ضعیف ہے بلکہ اس سے مزید نیچے منکر کے درجہ میں ہے۔ زیادہ مناسب ویل کی تفسیر نجات اور سلامتی کی ضد ہے۔ جیسے عرب میں عام کہا جاتا ہے ویل له اس کو ویل ہے۔

صعود کے معنیٰ

امام البزارؒ، ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ اور ابن مردویہ نے ایک ہی سند کے ساتھ حضرت ابو سعیدؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے اس فرمان ''سارھقه صعودًا'' کے متعلق فرمایا: صعود جہنم میں ایک پہاڑ کا نام ہے۔ کافر کو مجبور کیا جائے گا کہ اس پر چڑھے۔ لہذا جب وہ اس پر اپنا ہاتھ رکھے گا تو اس کا ہاتھ (پہاڑ کی شدتِ تپش کی وجہ سے) پگھل جائے گا۔ جب واپس اٹھائے گا تو دوبارہ صحیح ہو جائے گا۔ اسی طرح جب اپنا پاؤں رکھے گا تو پگھل جائے گا۔ جب واپس اٹھائے گا تو دوبارہ صحیح ہو جائے گا۔[3]

حضرت قتادۃؒ حضرت ابن عباسؓ سے نقل فرماتے ہیں کہ صعود جہنم میں ایک چٹان کا نام ہے۔ جس پر کافر کو منہ کے بل گھسیٹا جائے گا۔

حضرت سدیؒ فرماتے ہیں صعود جہنم میں ایک پھسلان والی چٹان کا نام ہے۔ کافر کو اس پر چڑھنے کیلئے

۱۔ مسند الدارمی: ۲/۳۳۱۔ المستدرک للحاکم: ۴/۵۹۷۔ ۲ الترمذی: ۳۱۶۴۔ ۳ زاد المسیر لابن الجوزیؒ: ۸/۴۰۶

مجبور کیا جائیگا۔

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں: ہم اسے صعود پر چڑھائیں گے کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس کو مشقت والا عذاب دیں گے۔ حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں اس کا مطلب عام ہے یعنی ایسا عذاب دیں گے جس میں راحت نہ ہوگی۔ اسی کو امام ابن جریرؒ نے اختیار فرمایا ہے۔

جہنم کے سانپ بچھوؤں کا ذکر، اللہ اپنی پناہ میں رکھے

ارشادِ خداوندی ہے: جو لوگ مال میں جو خدا نے اپنے فضل سے ان کو عطا فرمایا ہے بخل کرتے ہیں وہ اس بخل کو اپنے حق میں اچھا نہ سمجھیں، بلکہ وہ ان کے لئے برا ہے، وہ جس مال میں بخل کرتے ہیں قیامت کے دن اس مال کا طوق بنا کر ان کی گردنوں میں ڈالا جائیگا (سورۃ آل عمران آیت ۱۸۰)

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرۃؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو صاحبِ خزانہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہ کرتا ہو وہ مال اس کیلئے قیامت کے دن گنجے سانپ کی شکل میں بن جائے گا۔ اس کی دو آنکھیں ہونگی۔ وہ اپنے جبڑوں سے اس شخص کو پکڑے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں۔[1]

دوسری روایت میں ہے وہ شخص اس سانپ کو دیکھ کر بھاگے گا سانپ اس کے پیچھے دوڑے گا اور اس کو پالے گا اور اس کا ہاتھ چبائے گا اور اس کے گلے کا طوق بن جائے گا۔

پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: جو لوگ مال میں جو خدا نے اپنے فضل سے ان کو عطا فرمایا ہے بخل کرتے ہیں وہ اس بخل کو اپنے حق میں اچھا نہ سمجھیں، بلکہ وہ ان کے لئے برا ہے، وہ جس مال میں بخل کرتے ہیں قیامت کے دن اس کا طوق بنا کر ان کی گردنوں میں ڈالا جائیگا (سورۃ آل عمران آیت ۱۸۰)

اعمش، عبداللہ بن مرۃ، مسروق کے سلسلۂ سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے، اس فرمانِ الٰہی ''جن لوگوں نے کفر کیا اور (لوگوں کو) خدا کے راستے سے روکا ہم ان کو عذاب پر عذاب دیں گے اس لئے کہ وہ شرارت کیا کرتے تھے (سورۃ النحل آیت ۸۸) کے متعلق مروی ہے، آپؓ فرماتے ہیں (عذاب پر عذاب دیں گے) کا مطلب یہ ہے کہ ان پر بڑے بچھو جن کی دمیں ہونگی، شہد کی مکھیوں کی طرح چھوڑے جائیں گے۔

بیہقی میں عبداللہ بن الحارث بن جزء الزبیدی حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

جہنم میں ایسے سانپ ہیں، جن کی موٹائی بختی اونٹوں کی گردنوں کی طرح ہوگی۔ وہ کسی کو ایک مرتبہ ڈس لیں تو چالیس سال اس کی تکلیف ختم نہ ہوگی۔[2]

ابن ابی الدنیا میں ہے حضور ﷺ کے قدیم صحابی نصرؓ بن نجیب فرماتے ہیں: جہنم میں ستر ہزار وادیاں ہیں۔ ہر وادی میں ستر ہزار گھاٹی ہیں۔ ہر گھاٹی میں ستر ہزار گھر ہیں۔ ہر گھر میں ستر ہزار شگاف ہیں۔ ہر شگاف میں ستر ہزار اژدھے ہیں اور ہر اژدھے کے حصہ میں ستر ہزار بچھو ہیں۔ کافر ختم نہ ہونگے بلکہ ان کے برابر ہو جائیں گے۔

یہ روایت موقوف ہے اور منکر ہے۔ اس میں ایک راوی سعید بالکل مجہول ہے۔ اور بھی کئی ضعف ہیں۔

بعض مفسرین نے جہنم کی وادیوں میں ''غی اور اثام'' کا بھی ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان سے حفاظت فرمائے۔

۱۔ مسند احمد: ۲/ ۷۵ ۲۔ مسند احمد: ۴/ ۱۹۱۔ کنز العمال: ۳۹۵۰۳

فرمانِ الٰہی ہے: اور ہم نے ان کے درمیان ہلاکت کی جگہ بنا رکھی ہے۔ (کہف ۵۲) بعض مفسرینؒ فرماتے ہیں اس سے مراد جہنمیوں کے لہو اور پیپ وغیرہ کی نہر ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ اور حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں اس سے مراد جہنم کی وادیوں میں سے ایک وادی ہے۔ عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں قیامت کے دن اہلِ ہدایت اور اہلِ ضلالت کے درمیان امتیاز قائم کر دیا جائے گا

بیہقی میں عبدالجبار الخولانیؒ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں دمشق میں ہمارے پاس حضور ﷺ کے اصحاب میں سے ایک صاحب تشریف لائے۔ انہوں نے لوگوں کا دنیا میں انہماک ملاحظہ فرمایا تو کہنے لگے ان کو کس چیز نے غفلت میں ڈال رکھا ہے!؟ کیا ان کے پیچھے غلق نہیں ہے؟ لوگوں نے سوال کیا وہ کیا شیء ہے؟ فرمایا: جہنم میں ایک کنواں ہے۔ جب اس کا منہ کھولا جائے گا تو اہلِ جہنم بھی اس سے بھاگ جائیں گے۔[۱]

عبرت انگیز خطبہ

امام بیہقیؒ (حاکم، اصم، ابراہیم بن مرزوق، سعید بن عامر) کی سند سے حضرت شعبہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت شعبہ فرماتے ہیں: (خلیفہ) منصور کے پاس خط لکھا گیا، جو میں نے ان کو پڑھ کر سنایا: کہ حضرت مجاھدؒ سے مروی ہے کہ یزید بن شجرۃ ایک انتہائی پارسا شخص تھے حضرت معاویہؓ ان کو مختلف لشکروں پر امیر بنا کر بھیجا کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے ہم کو خطبہ دیا اور اللہ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا:

اے انسانو! اپنے اوپر خدا کے احسانات کو یاد کرو۔ کاش تم وہ کچھ دیکھتے جو میں دیکھ رہا ہوں!۔ یہاں سرخ زرد اور ہر رنگ کے لوگ ہیں۔ دیکھو! جب نماز کھڑی ہوتی ہے تو آسمانوں کے اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ حوریں بن سنور جاتی ہیں۔ جب تم میں سے کوئی اللہ کی راہ میں جہاد کیلئے آگے بڑھتا ہے حورعین اس کے لئے مزین ہوتی ہے۔ اور سب حوریں دعا کرتی ہیں: اے اللہ! اس کو ثابت قدم رکھ! جب وہ پیٹھ دیتا ہے تو اس کے خلاف حجت کرتی ہیں۔ اور کہتی ہیں اے اللہ! اس کی پکڑ فرما! پس اے لوگو! تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں خون میں نہا جاؤ۔ کیونکہ پہلا قطرہ جب زمین پر گرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ جیسے شاخ سے پتہ گر جاتا ہے۔ اور دو حورعین اس (شہید) کی طرف بڑھتی ہیں اور اس کے چہرے سے مٹی صاف کرتی ہیں۔ ساتھ ساتھ کہتی ہیں: ہم تجھ پر نچھاور ہیں۔ وہ بھی کہتا ہے: میں تم پر قربان ہوں۔ پھر اس کو سو جوڑے پہنائے جاتے ہیں۔ آگے فرمایا اگر وہ جوڑے میری ان دو انگلیوں کے درمیان رکھے جائیں تو یہ جگہ ان سب جوڑوں کیلئے کافی ہوگی۔ وہ کپڑے بنی آدم کے ہاتھوں کے بنے ہوئے نہ ہونگے۔ بلکہ وہ جنتی لباس ہونگے۔ یاد رکھو! تم اللہ کے ہاں اپنے ناموں، علامتوں، باتوں، حلال وحرام اور اپنی مجالس کی شناخت کے ساتھ لکھے ہوئے ہو۔ پس جب قیامت کا روز ہوگا تو کہا جائے گا: اے فلاں! یہ تیرا نور ہے۔ یہ تیرا نور ہے۔ اے فلاں! تیرے لئے کوئی نور نہیں۔ اور جہنم کا بھی ایک ساحل ہے جیسے سمندر کا ساحل ہوتا ہے۔ اس پر بڑے بختی اونٹوں کی مانند جوئیں اور سانپ ہونگے۔ جب اہلِ جہنم عذاب میں تخفیف چاہیں گے تو ان کو کہا جائے گا اچھا ساحل کی طرف نکل جاؤ۔ وہ ساحل پر پہنچیں گے تو یہ زہریلے سانپ اور جوئیں اور دیگر بلائیں ان سے چمٹ جائیں گی اور ان کے مونہوں اور پہلوؤں کو کاٹیں گی۔ آخر وہ

۱۔ البیہقی: ۵۲۹

لوٹ کر آگ کے مرکز میں پہنچ جائیں گے۔ اس کے علاوہ ان پر خارش مسلط کردی جائے گی۔ وہ کھجائیں گے اور کھجاتے چلے جائیں گے حتی کہ ہڈیاں ظاہر ہو جائیں گی۔ ان کو کہا جائے گا اے فلاں کیا تجھے اس سے تکلیف ہو رہی ہے؟ وہ کہے گا: ہاں۔ چنانچہ اس کو کہا جائے گا یہ اس وجہ سے ہے کہ تو مؤمنین کو تکلیف پہنچاتا تھا۔[1]

امام ترمذیؒ اپنی سند کے ساتھ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوسعیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس نے اللہ سے تین مرتبہ جنت کا سوال کیا جنت اس کے متعلق کہتی ہے: اے اللہ! اس کو جنت میں داخل فرمادے۔ اور جس نے جہنم سے تین مرتبہ پناہ مانگی تو جہنم کہتی ہے: اے اللہ! اس کو جہنم سے پناہ دیدے۔

جس نے خلوصِ دل کے ساتھ جہنم کی گرمی وسردی سے خدا کی پناہ مانگی خدا کی رحمت اس کے قریب ہے۔

بیہقی میں حضرت ابوسعید اور حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب گرمی کا دن ہوتا ہے اللہ تعالیٰ آسمان وزمین والوں کی طرف اپنے کان اور نگاہیں لگادیتے ہیں۔ چنانچہ جب کوئی بندہ کہتا ہے: لا الہ الا اللہ ہائے کیسی سخت گرمی ہے۔ اے اللہ! مجھے جہنم کی گرمی سے اپنی پناہ میں رکھیو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جہنم کو فرماتے ہیں: میرے ایک بندے نے تجھ سے میری پناہ مانگی ہے لہذا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اس کو تجھ سے اپنی پناہ میں لے لیا۔ اسی طرح جب سخت سردی کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان وزمین والوں کی طرف اپنے کان اور نگاہیں لگادیتے ہیں۔ چنانچہ جب کوئی بندہ کہتا ہے: لا الہ الا اللہ! ہائے کیسی سخت (زمہریر) سردی ہے۔ اے اللہ! مجھے جہنم کی سردی سے اپنی پناہ میں رکھیو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جہنم کو فرماتے ہیں: میرے ایک بندے نے تیری سردی سے میری پناہ مانگی ہے لہذا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اس کو تجھ سے اپنی پناہ میں لے لیا۔[2]

لوگوں نے استفسار کیا: یہ زمہریر کیا شیء ہے؟ فرمایا: زمہریر وہ جگہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اس میں کسی کافر کو ڈالیں گے تو سردی کی شدت سے اس کے اعضاء ایک دوسرے سے کٹ کٹ جائیں گے۔

فصل

جہنم کے درجات اللہ اپنی پناہ میں رکھے

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ علماء کا قول ہے سب سے بالائی درجہ جہنم ہے جو امتِ محمدیہ ﷺ کے گنہگاروں کیلئے مخصوص ہوگا۔ اس کو گنہگاروں کیلئے خالی چھوڑ دیا جائے گا (اور جہنم کی) ہوائیں اس کے دروازوں کو بجائیں گی۔ پھر لظیٰ، حطمۃ، سعیر، سقر، جحیم اور سب سے آخر میں ہاویۃ ہے۔[3]

سب سے بالائی طبقہ میں امتِ محمدیہ کے عاصی ہونگے۔ اس کے نیچے دوسرے حصہ میں نصاریٰ، تیسرے میں یہود، چوتھے میں ستارہ پرست، پانچویں میں آگ پرست، چھٹے میں مشرکینِ عرب اور سب سے نچلے ساتویں

۱۔ الحاکم فی المستدرک: ۴۹۵/۲۔ ۲۔ الترمذی: ۲۵۷۲۔ النسائی: ۵۵۳۶۔ ابن ماجہ: ۴۳۴۰
۳۔ القرطبی سورۃ النساء الآیۃ: ۱۴۵، الحدیث: ۴۲۲/۵

میں منافقین ہونگے۔

مصنف فرماتے ہیں یہ تخصیص اور درجہ بندی کیلئے کسی مضبوط سند کی ضرورت ہے، جو یہاں نہیں پائی جاتی۔ اور وہ ہے وحی یا حدیثِ صحیح۔ کیونکہ حدیث بھی وحی کا درجہ رکھتی ہے۔ اس لئے کہ فرمانِ ایزدی ہے: اور (آپ ﷺ) خواہش نفس سے منہ سے بات نہیں نکالتے۔ یہ تو حکمِ خدا ہے جو (ان کی طرف) بھیجا جاتا ہے۔ ان کو نہایت قوت والے نے سکھایا ہے (سورۃ النجم آیات ۳ تا ۵)

لہٰذا ان کی درجہ بندی صحیح طور پر خدا ہی کو معلوم ہے۔ ہاں آخری درجہ منافقین کیلئے ہونا قرآن سے ثابت ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کیا جا سکتا۔ نیز ان سب کا جہنم میں جانا بھی یقینی ہے۔

امام قرطبیؒ فرماتے جہنم کے متعلق گزشتہ نام جہنم کے مکمل نام نہیں ہیں۔ بلکہ یہ کچھ نام ہیں۔ لیکن جہنم کے دروازے سات ہی ہیں۔ مصنف بھی امام قرطبیؒ کی تائید فرماتے ہیں۔ (م: ابوطلحہ)

جہنم کے افعیٰ نامی اژدھوں کا ذکر (اللہ اپنی پناہ میں رکھے)

عبداللہ بن الحارث حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جہنم میں سانپ ہیں، جو بختی اونٹوں کی گردنوں کی طرح ہیں۔ اگر وہ کسی کو ایک مرتبہ ڈس لیں تو وہ شخص چالیس سال تک اس کی شدید تکلیف میں مبتلا رہے گا۔[۱]

طبرانی میں براء بن عازبؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان "ہم ان کو عذاب پر عذاب دیں گے (سورۃ النحل آیت ۸۸)" کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

جہنم میں بڑی مکھیوں (کے غولوں) کی طرح کے بچھوان پر چمٹ جائیں گے اور ان کو کاٹیں گے۔

حضرت کعب احبارؒ فرماتے ہیں جہنم کے سانپ اور اژدھے وادیوں کی طرح (بڑے بڑے) ہونگے۔ جہنم کے بچھو (بڑے بڑے) قلعوں کی طرح ہونگے۔ ان کی دمیں تیز نیزوں کی طرح ہونگی۔ ان میں سے کوئی کسی کافر کو ڈسے گا تو (شدتِ زہر کی وجہ سے) اس کا گوشت اس کے قدموں پر گر جائے گا۔

اہلِ جہنم کا رونا دھونا اور چیخ و پکار

ابو یعلیٰ الموصلی اپنی سند کے ساتھ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

اے لوگو! روؤ، اگر رونا نہ آئے تو بتکلف روؤ۔ کیونکہ اہلِ جہنم جہنم میں روئیں گے۔ حتیٰ کہ ان کے آنسوان کے چہروں پر نالہ کی صورت اختیار کر لیں گے۔ آنسو ختم ہو جائیں گے۔ آنکھوں میں گڑھے بن جائیں گے۔ اگر ان آنسوؤں میں کشتی چلائی جائے تو چل پڑے گی۔[۲]

ابن ابی الدنیا میں سنداً زید بن رفیع سے مرفوعاً منقول ہے، فرمایا: اہلِ جہنم جب جہنم میں داخل ہونگے تو ایک زمانہ تک آنسوؤں کے ساتھ روئیں گے۔ پھر ایک زمانہ تک خون کے آنسو روئیں گے۔ اہلِ داروغہ کہیں گے: اے بدبخت گروہ! گزشتہ گھر میں تم روئے نہیں۔ آج کوئی مددگار ہے تمہارا؟ وہ لوگ بلند آواز سے پکاریں گے: اے

۱۔ المستدرک للحاکم: ۴/۵۹۳۔ مشکوٰۃ المصابیح: ۵۶۹۱۔ ۲۔ ابن ماجہ: ۴۱۹۶

اہلِ جنت! اے باپو! ماؤں! اور اولاد! ہم قبروں سے پیاسے اٹھے تھے۔ میدانِ حشر میں بھی طویل عرصہ پیاسے رہے افسوس! آج بھی ہم شدتِ پیاس میں ہیں۔ ہمارے اوپر کچھ پانی انڈیل دو یا اور کچھ جو خدا نے تم کو دیا ہے۔ فرمایا: ان کی پکار پر چالیس سال تک کوئی دھیان نہیں دیا جائے گا۔ پھر کہا جائے گا: تم چپ کر کے پڑے رہو۔ تب وہ کلی طور پر مایوس ہو جائیں گے۔

فرمانِ الٰہی ہے: آگ ان کے مونہوں کو جھلس دے گی اور وہ اس میں تیوری چڑھائے ہوں گے (سورۃ المومنون آیت ۱۰۴)

مسند احمد میں حضرت ابو سعیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَهُمْ فِيهَا كَالِحُوْنَ.

اور وہ اس میں تیوری چڑھائے پڑے ہونگے۔ (سورۃ المومنون آیت ۱۰۴)

پھر فرمایا: آگ ان کے چہروں کو بھون ڈالے گی۔ ان کا بالائی ہونٹ وسطِ سر سے مل جائے گا اور نچلا ہونٹ ناف تک لٹک جائے گا۔ ابن مردویہ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو الدرداءؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اللہ کے اس فرمان "آگ ان کے مونہوں کو جھلس دیگی (سورۃ المومنون آیت ۱۰۴) کے متعلق فرمایا:

آگ ان کو یوں جھلسائے دے گی کہ ایک ہی لپٹ سے ان کا گوشت ان کی ایڑیوں پر گر جائے گا۔

جہنم کی صفت سے متعلق مختلف احادیث

ابو القاسم الطبرانیؒ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اہلِ جہنم جب جہنم میں جمع ہونگے اور ان کے ساتھ اہلِ قبلہ[1] (مسلمانوں کے گنہگار) بھی ہونگے، جن کو خدا چاہے۔ تو کفار مسلمانوں سے کہیں گے: کیا تم مسلمان نہیں تھے؟ وہ کہیں گے کیوں نہیں! کفار کہیں گے: پھر تمہارے اسلام نے تم کو کیا فائدہ دیا؟ تم بھی ہمارے ساتھ جہنم میں پڑے ہو۔ مسلمان کہیں گے: ہمارے سر پر کچھ گناہ تھے، جن کی وجہ سے ہم پکڑے گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی یہ باتیں سنیں گے تو حکم فرمائیں گے کہ جو اہلِ قبلہ جہنم میں ہیں، سب کو نکال لو۔ آخر سب مسلمانوں کو نکال لیا جائے گا۔ باقی رہ جانے والے کفار دیکھیں تو کہیں گے: اے کاش! کہ ہم مسلمان ہوتے تو ہم بھی نکال لئے جاتے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ الٓرٰ تِلْكَ اٰيَاتُ الْكِتَابِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ.
رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ

الٓرٰ۔ یہ (خدا کی) کتاب اور روشن قرآن کی آیتیں ہیں۔ کسی وقت کافر لوگ آرزو کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے (سورۃ الحجر آیت ۲،۱)

امام طبرانیؒ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت صالح بن طریف سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابو سعید خدریؓ سے پوچھا: کیا آپ نے حضور ﷺ سے اس فرمانِ الٰہی: "کسی وقت کافر لوگ آرزو کریں گے

---

[1] المستدرک: ۲/ ۲۴۲. مجمع الزوائد: ۷/ ۴۵. کنز العمال: ۲۹۵۵۵

کہ کاش وہ مسلمان ہوتے (سوۃ الحجر آیت ۲) کے متعلق کچھ سنا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ہاں۔ آپ فرمارہے تھے: اللہ تعالیٰ جہنم سے کچھ لوگوں کو نکالیں گے اور ان سے اپنا عذاب ہٹالیں گے۔[۱]

نیز فرمایا: جب اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں کو مشرکین کے ساتھ جہنم میں داخل فرمائیں گے تو مشرکین ان سے کہیں گے: دنیا میں تم تو سمجھتے تھے کہ ہم اللہ کے اولیاء ہیں۔ اب ہمارے ساتھ جہنم میں کیوں ہو؟ اللہ تعالیٰ ان کی یہ بات سنیں گے تو ان مسلمانوں کیلئے شفاعت کی اجازت مرحمت فرمائیں گے۔ لہذا ملائکہ، انبیاء اور مؤمنین ان کیلئے شفاعت فرمائیں گے۔ حتی کہ اللہ کے حکم سے ان کو نکال لیں گے۔ چنانچہ مشرکین جب یہ معاملہ دیکھیں گے تو کہیں گے: اے کاش کہ ہم بھی ان جیسے (مسلمان) ہوتے تو آج ہمیں بھی شفاعت نصیب ہوجاتی اور ہم بھی جہنم سے نکل جاتے۔ فرمایا: یہی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ

ایک وقت کافر لوگ آرزو کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے (سورۃ الحجر آیت ۱،۲)

پھر وہ جنت میں جہنمیوں ہی کے نام سے پہچانے جائیں گے۔ کیونکہ ان کے چہروں پر سیاہی باقی ہوگی۔ وہ عرض کریں گے: اے رب! یہ نام ہم سے ختم فرمادے۔ اللہ تعالیٰ حکم فرمائیں گے۔ لہذا ان کو جنت کی نہر میں غسل دیا جائے گا جس سے ان کے چہروں سے وہ علامت ختم ہوجائے گی۔

ابو اسامۃ نے اس روایت کی توثیق فرمائی ہے۔

طبرانی میں حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لاالٰـہ الااللہ کہنے والے بہت سے لوگ اپنے گناہوں کی وجہ سے جہنم میں داخل ہونگے۔ لات وعزیٰ کے بندے کہیں گے: تم کو لاالٰـــہ الااللہ نے کیا فائدہ دیا؟ تم بھی ہمارے ساتھ جہنم میں پڑے ہو۔ ان کی بات پر اللہ کو غصہ آئے گا اور مسلمانوں کو جہنم سے نکال لے گا اور نہرِ حیات میں ان کو ڈال دے گا۔ پھر جیسے چاند گرہن سے نکلتا ہے اس طرح وہ اپنی جلن سے تر و تازہ نکلیں گے اور جنت میں داخل ہوجائیں گے۔ جنت میں ان کو جہنمیوں کے نام سے پکارا جائے گا۔[۲]

ایک شخص نے حضرت انسؓ سے تاکیداً عرض کیا: اے انس! جانتے ہو نبی ﷺ کا فرمان ہے: جس نے قصداً مجھ پر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔ تو کیا آپ نے واقعی رسول ﷺ سے یہ بات سنی ہے؟ حضرت انسؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات خوب اچھی طرح سنی ہے۔

ایک غریب روایت

ابن ابی الدنیا میں حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں:

قیامت کے روز جہنم کو ستر ہزار زماموں کے ساتھ باندھ کر لایا جائے گا۔ ہر زمام کو ستر ہزار فرشتے تھامے ہوئے ہونگے۔ اس کے باوجود جہنم ان کی طرف جھک رہی ہوگی۔ حتی کہ اس کو لاکر عرش کے دائیں طرف

۱۔ الاوسط للطبرانی: ۷۲۸۹۔ ۲۔ الاوسط للطبرانی: ۷۲۸۹۔ مجمع الزوائد: ۱۰/۳۷۹۔ الدر المنثور: ۹۳/۴۔ کنز العمال: ۳۹۴۳۷

کھڑا کر دیا جائے گا۔اس دن اللہ تعالیٰ اس پر ذلت کے بادل مسلط فرمادے گا۔پھر پروردگار اس سے دریافت فرمائیں گے:(اے جہنم!) یہ ذلت کیسی ہے؟وہ کہے گی:پروردگار! مجھے خوف ہے،کہیں میری وجہ سے آپ کی ذات پر حرف نہ آئے۔پروردگار فرمائیں گے۔تو سراسر عیب اور برائی کا مجسمہ ہے،لیکن تیری وجہ سے مجھ پر کوئی قدغن عائد نہ ہوگی۔پھر اللہ تعالیٰ اس کی طرف وحی فرمائیں گے اور وہ اس قدر رگڑ رگڑائے گی کہ کسی آنکھ میں آنسو نہ بچیں گے بلکہ خوف اور ہیبت سے آنکھیں رورو کر خشک ہو جائیں گی۔پھر جہنم دوسری بار اور سخت کڑ کے گی،جس کی وجہ سے کوئی فرشتہ بچے گا نہ نبیِ مرسل،بلکہ ہر ایک بے ہوش ہو جائے گا صرف تمہارا پیغمبر (ﷺ) نبیِ رحمت رہ جائے گا جو کہہ رہا ہوگا:یارب! امتی،امتی [1]

غریب روایات میں سے ایک روایت

حافظ ابونعیم اصبہانیؒ اپنی سند کے ساتھ حضرت کعب احبارؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب قیامت کا دن ہوگا اللہ پاک اولین وآخرین کو ایک ہی میدان میں جمع فرمائیں گے۔ملائکہ اتریں گے اور ایک صف ہو جائیں گے۔کہا جائے گا اے جبریل! جہنم کو میرے پاس لاؤ۔حضرت جبریلؑ جہنم کو لائیں گے،جس کو ستر ہزار زماموں کے ساتھ ہانک کر لایا جائے گا۔پھر مخلوق کو اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے گا حتیٰ کہ جب سو سال کا عرصہ بیت جائے گا تو جہنم بلبلائے گی،جس سے مخلوق کے دل ہوا ہو جائیں گے۔پھر جہنم دوسری بار اور سخت گرجے گی،جس کی وجہ سے کوئی فرشتہ بچے گا نہ نبیِ مرسل،بلکہ ہر ایک گھٹنوں کے بل گر جائے گا۔پھر تیسری بار جہنم گرجے گی جس کی وجہ سے دل اچھل کر حلقوں میں آجائیں گے اور ہوش وحواس جاتے رہیں گے۔ہر شخص اپنے اعمال کی وجہ سے گھبرا اٹھے گا حتیٰ کہ حضرت ابراہیمؑ بھی فرمائیں گے:آج میں خدا کے ساتھ اپنی دوستی کے طفیل صرف اپنی ذات ہی کا سوال کرتا ہوں۔حضرت عیسیٰؑ فرمائیں گے:اے خدا! اس عزت کے صدقہ،جو تو نے مجھے بخشی،آج میں اپنی ذات ہی کا تجھ سے سوال کرتا ہوں۔مریم،جس نے مجھے جنم دیا تھا اس کے متعلق بھی آپ سے کچھ عرض نہیں کرتا۔لیکن محمد ﷺ یوں عرض کریں گے:آج میں اپنی ذات کا سوال نہیں کرتا بلکہ اپنی امت کیلئے سوال کرتا ہوں۔پروردگار آپ ﷺ کو جواب مرحمت فرمائیں گے:(اے محمد!) تیری امت میں جو میرے دوست ہیں،آج انہیں کوئی خوف ہے نہ رنج۔میری عزت کی قسم! میرے جلال کی قسم! آج میں تیری امت سے تیری آنکھیں ٹھنڈی کر دوں گا۔پھر ملائکہ اللہ عزوجل کے سامنے (ہاتھ باندھے مؤدب) کھڑے ہو جائیں گے کہ ارشادِ خداوندی ہو (اور ہم فوراً تعمیل کریں)۔عالی وذی مرتبت پروردگار عزوجل حکم فرمائیں گے:اے زبانیہ (جہنم کے فرشتوں) کی جماعت! امتِ محمدیہ میں سے گناہوں پر ڈٹے رہنے والے لوگوں کو (جہنم) لے جاؤ۔ان پر میرا شدید غضب ہے۔دنیا میں انہوں نے میرے کام میں سستی دکھائی۔میرے حق کی ناقدری کی۔میری حرمت کو پامال کیا۔لوگوں سے ڈرتے رہے لیکن مجھ سے جنگ کرتے رہے۔حالانکہ میں نے انہیں عزت بخشی تھی۔ان کو دوسری اقوام وامم پر فضیلت کا درجہ دیا تھا۔لیکن ان سب کے باوجود انہوں نے میری عظمت وفضیلت کا پاس نہیں کیا۔میری عظیم نعمتوں کا شکر ادا نہیں کیا۔پس اس وقت زبانیہ فرشتے ان کے مردوں کو داڑھیوں سے اور عورتوں کو مینڈھیوں سے پکڑ لیں گے

---

[1] المستدرک: ۵۹۵/۴

اور جہنم کی طرف لے چلیں گے۔

اس امت کے علاوہ دیگر امم کے افراد سیاہ چہروں کے ساتھ لے جایا جائے گا وہ بھی اس حال میں کہ (زنجیروں وغیرہ کا) عذاب ان کے قدموں میں ہوگا اور گردنوں میں طوق پڑے ہونگے۔ لیکن اس امت کے افراد (کے ساتھ جہنم لے جانے میں بھی رعایت کی جائے گی۔ اوران) کو ان کے اپنے سابقہ رنگوں کے ساتھ لے جایا جائے گا۔ جب وہ جہنم کے داروغہ مالک کے پاس پہنچیں گے تو مالک ان کو کہے گا: اے بدبخت گروہ! تم کون سی امت ہو؟ تم سے اچھے چہرے والے میرے پاس اور کوئی نہیں آئے؟ وہ کہیں گے: اے مالک! ہم قرآن والی امت ہیں۔ مالک کہے گا: اے بدبخت گروہ! کیا محمد ﷺ پر قرآن نازل نہیں ہوا تھا؟ تب وہ امتِ محمدیہ کے گنہگار گریہ وزاری اور چیخ وپکار کریں گے: واہ محمداہ! واہ محمداہ! (خدا کی طرف سے حکم ہوگا): اے محمد! تیری امت میں سے جن کیلئے جہنم کا حکم ہوا ہے ان کیلئے شفاعت کرو۔ پھر مالک کو نداء دی جائے گی: اے مالک! تجھے کس نے حکم دیا ہے ان بدبختوں کے ساتھ عتاب کرنے کا، ان سے مکالمہ کرنے کا اوران کو جہنم میں داخلہ سے روکے رکھنے کا؟ اچھا اے مالک! ان کے چہرے سیاہ نہ کرنا، کیونکہ یہ دنیا میں اللہ رب العالمین کو سجدہ کرتے تھے۔ اے مالک! ان کو زنجیروں کے ساتھ نہ باندھنا، کیونکہ یہ جنابت سے غسل کرتے تھے۔ اے مالک! ان کو بیڑیاں نہ پہنانا، کیونکہ یہ میرے حرمت والے گھر کا طواف کرتے تھے۔ اے مالک! ان کو تارکول کے لباس نہ پہنائیو گا، کیونکہ احرام کیلئے انہوں نے اپنے لباس اتار دیئے تھے۔ اے مالک! جہنم کو کہہ دے کہ بس ان کو ان کے اعمال کے مطابق ہی سزا دینا۔ پس جہنم ان کو اوران کے عذاب کی مقدار کو خوب اچھی طرح جان لے گی، جتنا کہ ایک ماں بھی اپنے بچے کو نہیں جانتی۔

لہذا جہنم کسی کو صرف اس کے ٹخنوں تک پکڑے گی، کسی کو گھٹنوں تک، کسی کو ناف تک اور کسی کو اس کے سینے تک جکڑے گی۔ پس جب اللہ تعالیٰ ان کو ان کے کبیرہ گناہوں، اوران کے گناہوں پر ڈٹے رہنے کی سزا دے لیں گے تو ان کے اور مشرکین کے درمیان دروازہ کھول دیں گے جو کہ جہنم کے نچلے طبقہ میں ہونگے۔ اہلِ امتِ محمد نے اب تک کوئی ٹھنڈی شیء چکھی ہوگی نہ پی ہوگی۔ وہ خوب روئیں گے اور کہیں گے: یامحمداہ!! اپنی امت کے بدبختوں پر رحم فرما۔ ان کی شفاعت فرما۔ (جہنم کی بے رحم) آگ ان کے گوشت، ہڈیاں اور خون تک کھا چکی ہے۔ پھر وہ پروردگار کو پکاریں گے: یاربا ہ! یاسیداہ! اپنے ان بندوں پر رحم فرما، جنہوں نے تیرے ساتھ کبھی شرک نہیں کیا، اگرچہ انہوں نے برے کام کئے، خطائیں کیں اور ظلم کیا۔ اس وقت مشرکین کہیں گے: تمہیں اللہ اور محمد پر ایمان لانے نے کیا نفع دیا؟ یہ بات سن کر پروردگار رب العالمین غضبناک ہوجائیں گے اور جبریلؑ کو حکم فرمائیں گے: اے جبریل! جا جہنم سے امت محمدیہ کے تمام افراد کو نکال لا۔ حضرت جبریلؑ ان کو جتھوں کے جتھے نکالیں گے جو جل کر کوئلہ ہوچکے ہونگے۔ پھر ان کو جنت کے دروازے پر نہر الحیاۃ میں ڈال دیں گے۔ وہ اس میں رہیں گے حتی کہ پہلے سے زیادہ تروتازہ ہوجائیں گے۔ پھر حضرت جبریلؑ ملائکہ کو حکم دیں گے کہ رحمٰن کے آزاد کردہ بندوں کو جنت میں داخل کریں۔ وہ اہل جنت میں اس علامت کے ساتھ ہی پہچانے جائیں گے (کہ یہ جہنم سے خلاصی پانے والے ہیں)۔ پھر یہ دعا کریں گے کہ ان سے یہ علامت مٹادی جائے۔ اللہ تعالیٰ ان سے یہ علامت ختم فرمادیں گے اوراس کے بعد اہل جنت میں اس علامت کے ساتھ ان کی پہچان ختم ہوجائے گی۔[1]

دوسری روایات سے اس حدیث کے مختلف حصے مؤید ہیں۔

---

[1] تاریخ اصبهان لابی نعیم: ۱/ ۲۵۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب

قیامت میں رسول خدا ﷺ

کی شفاعت اور اس کی انواع وتعداد کا بیان

شفاعتِ عظمٰی کا بیان...... حضور ﷺ کی شفاعتوں میں پہلی قسم شفاعتِ اولیٰ ہے۔ اسی کو شفاعتِ عظمٰی کہتے ہیں۔ انبیاء ومرسلین اور مؤمنین میں یہ شفاعت صرف حضور ﷺ کو ہی حاصل ہوگی۔ اس شفاعت کو پانے کیلئے تمام مخلوق محتاج ہوگی، حتی کہ ابراہیمؑ اور موسیٰؑ بھی۔ تمام لوگ حضرت آدمؑ کے پاس حاضر ہونگے کہ ہمارے لئے شفاعت فرمائیں اسی طرح یکے بعد دیگرے دوسرے انبیاء کے پاس آئیں گے۔ لیکن ہر ایک انکار کرے گا اور کہے گا میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ بالآخر یہ سلسلہ سید الاولین والآخرین حضرت محمد ﷺ پر جا کر منتہی ہوگا۔ آپ ﷺ فرمائیں گے: ہاں ہاں، میں اس کا اہل ہوں[1]۔ لہذا آپ ﷺ تشریف لائیں گے اور بارگاہِ خداوندی میں شفاعت کریں گے کہ پروردگاران کا حساب کتاب شروع فرما۔ ان کو اس مقام سے نجات دے۔ مؤمن اور کافر کے درمیان امتیاز فرما۔ مؤمن کو جنت سے نواز اور کافر کو جہنم واصل فرما۔

اس مقام کی تفصیل تفسیر ابن کثیر میں سورۂ اسراء کی ذیل کی آیت کے تحت بیان ہوئی ہے۔

اور کچھ حصہ شب میں بیدار ہوا کرو (اور تہجد کی نماز پڑھا کرو یہ شب خیزی) تمھارے لئے سبب زیادت ہے۔ قریب ہے کہ خدا تم کو مقامِ محمود میں داخل کرے۔ (سوۃ الاسراء آیت ۷۹)

دیگر انبیاء ومرسلین کے مقابلہ میں حضور ﷺ کی خصوصیات

صحیحین میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے پانچ ایسی خصوصیات سے نوازا گیا ہے، جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو حاصل نہیں ہوئیں۔ ایک ماہ کی مسافت کی دوری سے میرا رعب (دشمن پر مسلط) کر کے میری مدد کی گئی۔ میرے لئے ساری روئے زمین جائے سجود اور پاک قرار دی گئی۔ اموال غنیمت میرے لئے حلال کر دیئے گئے، جو مجھ سے قبل کسی کیلئے حلال نہیں ہوئے۔ مجھے شفاعت کرنے کا اہل بنایا گیا۔ اور یہ کہ ہر نبی کسی ایک قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا جبکہ مجھے تمام انسانیت کیلئے مبعوث کیا گیا ہے[2]۔

فرمایا: مجھے شفاعت کرنے کا اہل بنایا گیا۔ اس سے شفاعتِ عظمٰی مراد ہے۔ حضور ﷺ بارگاہِ خداوندی

۱۔ البخاری: ۷۵۱۰۔ المسلم: ۴۷۸۔ ۲۔ البخاری: ۳۳۵۔ المسلم: ۱۱۶۳۔ النسائی: ۴۳۰۔ مسند احمد: ۳/ ۳۰۴

میں یہ شفاعت فرمائیں گے۔ یہ شفاعت حساب کتاب شروع ہونے سے متعلق ہوگی۔ تمام مخلوق اس شفاعت کی محتاج ہوگی کیونکہ ہر ذی روح میدانِ حشر میں کھڑا کھڑا تنگ ہو چکا ہوگا۔ حتیٰ کہ ابراہیم خلیلؑ، موسیٰ کلیمؑ اور دیگر تمام انبیاء و مرسلین اس شفاعت کی رغبت رکھیں گے اور اولین و آخرین سب اس کے معترف ہونگے۔ یہ شفاعت صرف حضور ﷺ کو حاصل ہوگی اور کسی پیغمبر کو نصیب نہ ہوگی۔

اس کے علاوہ گنہگاروں کے متعلق شفاعت دیگر انبیاء و ملائکہ کو بھی حاصل ہوگی۔

حضرت امام اوزاعیؒ ابو عمار، عبداللہ بن فروخ کے توسط سے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میں پہلا شخص ہوں جس کیلئے زمین شق ہوگی اور سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔[1]

میں پہلا شخص ہوں جس کیلئے زمین شق ہوگی، کا مطلب ہے میں سب سے پہلے قبر سے اٹھایا جاؤں گا۔

اسی طرح امام بیہقیؒ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن سلامؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میں اولادِ آدم کا سردار ہوں اور اس پر کوئی فخر نہیں۔ اور میں پہلا شخص ہوں جس کیلئے زمین شق ہوگی اور سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔ میرے ہاتھ میں لواء الحمد یعنی حمدِ باری تعالیٰ کا جھنڈا ہوگا حتیٰ کہ آدمؑ اس کے نیچے ہونگے۔[2]

صحیح مسلم میں حضرت ابی بن کعبؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میرے رب نے مجھے فرمایا: کہ میں ایک حرف پر قرآن پڑھوں۔ میں نے عرض کیا پروردگار میری امت پر آسانی فرما۔ تو پروردگار نے جواب دیا ایک حرف پر پڑھو۔ میں نے پھر عرض کیا پروردگار میری امت پر آسانی فرما۔ تو پروردگار نے تیسری مرتبہ جواب دیا اچھا سات حروف پر پڑھو۔ پھر فرمایا تم نے جتنی بار مجھ سے سوال کیا ہر سوال کے بدلہ میں جو چاہو مانگو۔ میں نے عرض کیا: اے پروردگار ایک تو میری امت کی مغفرت فرمادے اور باقی سوال میں آخرت کے دن کیلئے اٹھا رکھتا ہوں جس دن ساری مخلوق میری طرف رغبت رکھے گی حتیٰ کہ حضرت ابراہیمؑ بھی۔[3]

تشریح: مذکورہ بالا حدیث میں قرآن کو سات حروف پر پڑھنے کی اجازت دی گئی، اس سے مراد عرب کی مختلف زبانوں کے مطابق پڑھنے کی اجازت ہے۔ یہی سات قرآت کہلاتی ہیں۔ یہ ساتوں قرآتیں قراء اور علماء کے ہاں محفوظ ہیں۔ ان کے علاوہ کسی اور طریق سے قرآن پڑھنا ممنوع ہے۔ ہمارے دیارِ مشرق میں قرآتِ حفص پڑھی جاتی ہے۔ (م: ابوطلحہ)

شفاعت کی دوسری اور تیسری قسم، عام مسلمان لوگوں کیلئے حضور ﷺ کی شفاعت ہے، جن کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں گی تا کہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں اور ان لوگوں کے واسطے جن کیلئے دخولِ جہنم کا حکم ہو چکا ہوگا تا کہ وہ

۱۔ الترمذی: ۳۱۳۸۔ ابن ماجہ: ۴۳۰۸۔ ۲۔ تخریجہ کماسبق الثنٰ۔ ۳۔ المسلم: ۱۹۰۱

دخولِ جہنم سے بچ جائیں۔

حافظ ابوبکر بن ابی الدنیا اپنی کتاب الاھوال میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن انبیاء کیلئے نور کے منبر نصب کئے جائیں گے، جس پر وہ جلوہ افروز ہونگے۔ میرا منبر رہ جائے گا میں اس پر نہ بیٹھوں گا بلکہ اللہ عزوجل کے سامنے کھڑا رہونگا۔ اپنی امت کی فکر میں کہ کہیں مجھے جنت بھیج دیا جائے اور میرے بعد میری امت رہ جائے۔ سو میں عرض کروں گا: یارب! میری امت۔ پروردگار فرمائیں گے: اے محمد! تو کیا چاہتا ہے کہ میں تیری امت کے ساتھ ویسا کروں۔ میں عرض کروں گا: یارب ان کا حساب جلد لے لیجئے۔ پس ان کو بلایا جائے گا اور حساب کتاب لیا جائے گا۔ کوئی تو اللہ کی رحمت کے ساتھ جنت میں داخل ہو جائے گا اور کوئی میری سفارش کے ساتھ جنت میں داخل ہو جائے گا اور میں مسلسل شفاعت کرتا رہوں گا حتی کہ مجھے ان لوگوں کیلئے دستاویز لکھ دی جائے گی جن کو جہنم بھیج دیا گیا ہوگا جس کی وجہ سے جہنم کا داروغہ مالک کہے گا: اے محمد! تو نے اپنی امت پر اپنے رب کے غضب کیلئے کوئی سزا نہیں چھوڑی ہے۔[۱]

(منہال بن عمرو عن عبداللہ بن الحارث) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لوگوں کو ننگے جسم میدانِ حشر میں جمع کیا جائے گا۔ وہ اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھائے جمع ہونگے اور فیصلہ کئے جانے کے انتظار میں چالیس سال تک کھڑے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے عرش سے کرسی کی طرف نزولِ اجلال فرمائیں گے۔ سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ کو بلایا جائے گا اور ان کو دو جنتی ریشم کے جوڑے پہنائے جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میرے پاس نبیٔ امی محمد کو لاؤ۔ فرمایا: پس میں کھڑا ہونگا اور جنت کا لباس پہنوں گا اور میرے لئے حوض کو کھول دیا جائے گا، جس کی چوڑائی ایلۃ سے کعبہ تک ہے۔ میں اس سے پیوں گا اور غسل کروں گا جبکہ شدتِ پیاس کی وجہ سے مخلوق کی گردنیں کٹ رہی ہونگی۔ پھر میں کرسی کی دائیں جانب کھڑا ہوں گا۔ اس مقام پر میرے سوا کسی کو کھڑے ہونے کی اجازت نہ ہوگی۔ پھر مجھے کہا جائے گا: سوال کر تجھے عطا کیا جائے گا۔ شفاعت کر تیری شفاعت قبول کی جائے گی۔

اس موقعہ پر ایک شخص نے آپ ﷺ سے سوال کیا: یارسول اللہ کیا ہم آپ کے والدین کیلئے کسی بھلائی کی توقع رکھ سکتے ہیں۔ آپ ﷺ نے جواب دیا میں ان کیلئے شفاعت کروں گا یا تو قبول کر لی جائے گی یا منع کر دیا جائے گا اور مجھے ان کیلئے کوئی امید نہیں ہے۔[۲]

آگے منہال بن عمرو فرماتے ہیں کہ اس کے علاوہ مجھے عبداللہ بن الحارث نے حضور اکرم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا:

اپنی امت میں سے ایک قوم پر میرا گزر ہوگا جس کو جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہوگا۔ وہ کہیں گے: اے محمد! ہماری شفاعت کر دیجئے۔ میں ملائکہ کو حکم دوں گا: کہ ان کو روکے رکھیں۔ میں پروردگار کے حضور میں جاؤں گا اور اجازت طلب کروں گا مجھے اجازت دی جائے گی۔ میں خدا کے حضور سربسجود ہو کر عرض کروں گا: پروردگار میری

---

[۱] المغنی عن حمل الاسفار للعراقی: ۴/۵۱۰۔ [۲] المستدرک للحاکم: ۲/۳۴۸۔ مسند احمد: ۱/۲۲۳

امت میں سے ایک قوم کے متعلق آپ نے جہنم کا حکم فرمایا ہے۔ پروردگار فرمائیں گے: جا، جس کو میں چاہوں نکال لے۔ پھر باقی لوگ بھی پکار اٹھیں گے: اے محمد! ہمارے لئے بھی شفاعت فرمادیجئے۔ پس میں پروردگار کے پاس دوبارہ حاضر ہوں گا اور اجازت چاہوں گا۔ مجھے اجازت ملے گی اور میں سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ پروردگار فرمائیں گے: اپنا سر اٹھاؤ اور سوال کرو تمہیں عطا کیا جائے گا، شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کیجائے گی۔ پس میں کھڑا ہونگا اور خدائے ذوالجلال کی وہ حمد وثناء کروں گا کہ کسی نے نہ کی ہوگی۔ پھر عرض کروں گا میری امت میں سے ایک قوم کے متعلق جہنم کا حکم ہو چکا ہے۔ پروردگار فرمائیں گے: جا اور جس نے لا الــــہ الا اللہ کہا ہوا سے جہنم سے نکال لے۔ میں عرض کروں گا اور جس کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان ہو؟ پروردگار فرمائیں گے: اے محمد! یہ تیرے لئے نہیں ہے، یہ میرے لئے ہے۔ پس میں جاؤں گا اور جس کو مشیت ایزدی ہوگی جہنم سے نکال لوں گا۔ صرف ایک قوم رہ جائے گی جو جہنم میں داخل ہوگی۔ دوسرے اہلِ جہنم ان کو عار دلائیں گے اور کہیں گے: تم تو اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے، اس کے ساتھ کسی کو شریک بھی نہیں ٹھیراتے تھے، اس کے باوجود اس نے تم کو جہنم میں داخل کردیا ہے۔ فرمایا: یہ بات سن کر وہ لوگ انتہائی رنجیدہ ہو جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو بھیجیں گے جو اپنا ایک چلو پانی کا جہنم میں پھینک دے گا۔ پس کوئی لا الــہ الا اللہ والا نہ بچے گا بلکہ ہر ایک کے چہرے پر اس پانی کا ایک ایک قطرہ ضرور گرے گا۔ جس کی وجہ سے وہ دوسروں سے پہچان لئے جائیں گے۔ پھر دوسرے اہلِ جہنم ان پر رشک کریں گے۔ لہذا ان کو نکالا جائے گا اور جنت میں داخل کیا جائے گا۔ پھر اہلِ جنت ان کی ضیافت اور مہمان نوازی کریں گے۔ اگر وہ سب بھی کسی ایک جنتی کے پاس ٹھیر جائیں تو اس کے پاس سب کیلئے بہت گنجائش ہوگی۔ ان کو مجردین کہا جائے گا۔

صرف ایک قوم رہ جائے گی جو جہنم میں داخل ہوگی اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے جو نکالنے کے الفاظ استعمال ہوئے ان کا مطلب بچانا ہے یعنی میں ان کو جہنم جانے سے بچالوں گا۔ نیز اس روایت سے متعدد شفاعت کا پتہ چلتا ہے۔

شفاعت کی چوتھی قسم

حضور ﷺ کی چوتھی شفاعت اہلِ جنت کیلئے ہوگی تاکہ ان کے درجات میں مزید ترقی ہوسکے اور ان کو اپنے اعمال سے زیادہ درجات مل سکیں۔ معتزلہ صرف اسی شفاعت کے قائل ہیں، اس کے علاوہ دیگر شفاعتوں کے منکر ہیں۔ حالانکہ ان کے متعلق احادیث تواتر کے ساتھ وارد ہیں۔

اس چوتھی قسم پر دلیل صحیحین کی حدیث ہے کہ غزوۂ اوطاس[1] میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے ماموں ابوعامر کو کاری زخم پہنچا۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے حضور ﷺ کو اس کی اطلاع دی تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ بلند کئے اور دعا کی: اے اللہ! اپنے بندے ابوعامر کی مغفرت فرما اور قیامت کے دن ان کو کثیر مخلوق پر فوقیت دے۔[2]

---

[1] اوطاس دیارِ ہوازن میں ایک وادی کا نام ہے۔ قبیلہ ہوازن اور نبی ﷺ کے درمیان ایک معرکہ پیش آیا تھا جو جنگِ حنین کہلاتا ہے۔ اس معرکہ میں جب لڑائی کا بازار خوب گرم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اب وطیس کو حمایت جاگ اٹھی ہے۔

[2] البخاری: ۲۸۸۴۔ المسلم: ۶۳۵۶

قیامت کے دن ان کو کثیر مخلوق پر فوقیت دے۔ یہ درجات میں ترقی کیلئے شفاعت ہے۔ نیز معلوم ہوا کہ شفاعت صرف آخرت کے ساتھ خاص نہیں ہے۔

اسی طرح ام سلمہؓ کی حدیث ہے کہ جب ان کے شوہر ابوسلمہؓ کی وفات ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کیلئے دعا فرمائی: اے اللہ! ابوسلمہ کی مغفرت فرما۔ ہدایت پانے والوں میں ان کے درجات بلند فرما۔ پیچھے رہ جانے والوں میں ان کو اچھا نام دے۔ اس کی اور ہماری مغفرت فرما اے رب العالمین! اور اس کی قبر کو کشادہ و منور فرما۔[1] یہ روایت صحیح مسلم میں بھی مروی ہے۔

جنت میں بغیر حساب داخل کرنے والی اور گنہگار کے عذاب میں تخفیف کرنے والی شفاعت کا بیان

شفاعت کی پانچویں قسم

قاضی عیاض وغیرہ نے ایک اور پانچویں قسم متعارف کروائی ہے۔ جنت میں بغیر حساب و کتاب داخل کروانے والی شفاعت۔ مصنفؒ فرماتے ہیں: میرے علم میں اس کی کوئی نظیر نہیں ہے۔ نیز قاضی عیاضؒ نے بھی اس کی کوئی مستند دلیل پیش نہیں کی ہے۔ لیکن اس کی تائید میں حضرت عکاشہؓ کی حدیث پیش کی جا سکتی ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کیلئے دعا فرمائی تھی کہ اللہ ان کو ان ستر ہزار افراد میں داخل فرما دے جو بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہونگے۔

یہ حدیث صحیحین میں مروی ہے اور اس مقام کے مناسب ہے۔

شفاعت کی چھٹی قسم

ابوعبداللہ القرطبیؒ نے شفاعت کی ایک اور چھٹی قسم بیان فرمائی ہے۔ وہ ہے حضور ﷺ کی شفاعت اپنے چچا ابوطالب کیلئے کہ اللہ ان کے عذاب میں تخفیف فرما دے۔ صحیح مسلم میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حضرت ابوطالب کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن شاید میری شفاعت ان کے کام آسکے اور ان کو صرف آگ کے ایک گڑھے میں داخل کر دیا جائے، وہ آگ صرف ان کے ٹخنوں تک پہنچے گی۔ (لیکن) اسی سے ان کا دماغ کھولے گا۔[2]

لیکن اگر اس پر اعتراض کیا جائے کہ فرمانِ الٰہی اس کے معارض ہے: تو (اس حال میں) سفارش کرنے والوں کی سفارش ان کے حق میں کچھ فائدہ نہ دیگی (سوۃ المدثر ۴۸) تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شفاعت جہنم سے تو نہ نکلوا سکے گی لیکن تخفیفِ عذاب کا فائدہ دے گی جیسے گنہگار مؤمنین کو جہنم سے نکلوا بھی دے گی۔

شفاعت کی ساتویں قسم

حضور ﷺ کی یہ شفاعت تمام مؤمنین کیلئے ہوگی اور جنت میں داخلہ کی اجازت کیلئے ہوگی۔ صحیح مسلم میں

---

[1] المسلم: ۲۱۲۷. ابوداؤد ۳۱۱۸. ابن ماجہ: ۱۴۵۴ ۔ [2] البخاری: ۳۸۸۵.۶. المسلم: ۵۱.۲

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جنت میں میں پہلا شفیع ہونگا۔[1]

حدیث صور میں ہے: جب اہلِ جنت جنت کے دروازے پر پہنچیں گے تو آپس میں کہیں گے پروردگار کے پاس اب کون سفارش لے کر جائے کہ ہم جنت میں داخل ہو جائیں۔ لوگ کہیں گے اپنے جدِ امجد حضرت آدمؑ کے علاوہ اور کون زیادہ مناسب ہوگا؟ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا تھا ان میں اپنی روح پھونکی تھی اور یہ کہ ان کو سامنے کھڑا کر کے ہمکلام ہوئے تھے۔ لہذا سب لوگ حضرت آدمؑ کے پاس آئیں گے اور یہ مطالبہ کریں گے حضرت آدمؑ اپنی خطاء یاد کر کے فرمائیں گے: میں تو اس کا اہل نہیں ہوں۔ ہاں تم محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر سب لوگ میرے پاس آئیں گے اور پروردگار عزوجل کے ہاں میری تین سفارشیں (باقی) ہونگی، جن کا اللہ نے مجھ سے وعدہ فرما رکھا ہوگا۔ پس میں جنت کے دروازے پر آؤں گا اور دروازے کا حلقہ پکڑوں گا اور دروازہ کھلواؤں گا۔ پس میرے لئے دروازہ کھول دیا جائے گا۔ مجھ پر سلام پیش کیا جائے گا اور مرحبا کہا جائے گا۔ میں داخل ہو کر رب ذوالجلال کو دیکھوں گا تو سجدہ میں گر پڑوں گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے ایسی حمد و تقدیس القاء فرمائیں گے جو مجھ سے پہلے کسی کو القاء نہیں کی گئی ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ مجھے فرمائیں گے: اے محمد! اپنا سر اٹھایئے، اور شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی اور سوال کیجئے آپ کو عطا کیا جائے گا۔ جب میں اپنا سر اٹھاؤں گا تو اللہ جل شانہ (باوجود سب کچھ جاننے کے) فرمائیں گے تم کیا چاہتے ہو؟ میں عرض کروں گا یا رب! آپ نے مجھ سے شفاعت کا وعدہ فرمایا تھا لہذا اہلِ جنت کیلئے میری شفاعت قبول کر لیجئے تاکہ وہ جنت میں داخل ہو سکیں۔ اللہ عزوجل فرمائیں گے: میں نے تمہاری شفاعت قبول کی۔ اور ان کو جنت میں داخلہ کی اجازت دیدی۔

رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے تم دنیا میں اپنے اہلِ خانہ کو اور اپنے ٹھکانوں کو اس سے زیادہ نہیں جانتے ہوگے جتنا کہ اہلِ جنت اپنے اہلِ خانہ کو اور اپنے ٹھکانوں کو جانتے ہونگے۔

جنت میں ہر جنتی کو بہتر حوریں اور دو دنیا کی عورتیں ملیں گی۔ ان دو عورتوں کو باقی عورتوں پر فضیلت حاصل ہوگی، کیونکہ انہوں نے دنیا میں خدائے عزوجل کی عبادت کی ہوگی۔

شفاعت کی آٹھویں قسم

حضور ﷺ کی یہ شفاعت اپنی امت کے اہلِ کبائر کیلئے ہوگی، جس کی وجہ سے وہ جہنم سے نکال لئے جائیں گے۔ اس شفاعت کے متعلق بتواتر احادیث وارد ہیں۔ عجیب بات ہے کہ احادیث کے تواتر کے باوجود خوارج اور معتزلہ (مطلق) شفاعت کے منکر ہو گئے۔ یا تو صحیح احادیث سے ان کی جہالت مانع ہوئی ہے یا پھر علم کے باوجود عناد کی وجہ سے اس پر ڈٹے رہے ہیں۔ یہ شفاعت ملائکہ، انبیاء اور مؤمنین کو بھی حاصل ہوگی۔ حضور ﷺ کی طرف سے اس کا بار بار صدور ہوگا صلوات اللہ وسلامہ علیہ۔

مختلف شفاعتوں سے متعلق مختلف احادیث

ابی بن کعب کی روایت

ابن ابی الدنیا میں حضرت ابی بن کعبؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میں

---

[1] المسلم: ۴۸۴

انبیاء کا خطیب ہوں گا، ان کا امام اور ان کا شفیع ہونگا۔

انس بن مالکؓ کی روایت

ابن ابی الدنیا میں حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میں سب سے پہلے (اپنی قبر سے) نکلوں گا۔ جب لوگ وفد بنا کر آئیں گے تو میں ان کا قائد ہونگا۔ جب سب خاموش ہو جائیں گے تو میں ان کا خطیب ہوں گا۔ جب سب رک جائیں گے تو میں ان کا شفیع ہوں گا۔ جب سب مایوسی کا شکار ہو جائیں گے تو میں ان کو خوشخبری سنانے والا ہوں گا۔ عزت اور چابیاں اس دن میرے ہاتھ میں ہونگی۔ حمد کا جھنڈا بھی اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا۔ اللہ عزوجل کے ہاں اولادِ آدم میں سب سے زیادہ باعزت ہونگا ایک ہزار حشم وخدم میرے گرد وپیش ہونگے جو چھپے ہوئے انڈوں یا بکھرے موتیوں کی مانند ہونگے [1]۔

مسند احمد میں حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میری شفاعت میری امت کے اہلِ کبائر کیلئے ہوگی [2]۔

یہ روایت بہت سی کتبِ حدیث میں مروی ہے۔

مسند احمد میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نبی نے ایک ایک سوال کیا تھا یا فرمایا ہر نبی نے ایک ایک دعا کی تھی جو قبول کی گئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے میری دعا بھی قبول فرمائی اور قیامت کے دن میری امت کیلئے میری شفاعت قبول فرمائی [3]۔

قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ کی شفاعت ان لوگوں کیلئے جنہوں نے اپنی جان ہلاکت میں ڈالی

بیہقی میں محمد سے مروی ہے وہ حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میری شفاعت میری امت کے اہلِ کبائر کیلئے ہوگی [4]۔

محمد کہتے ہیں میں نے حضرت جابرؓ سے کہا یہ کیا بات ہے اے جابر! حضرت جابرؓ نے فرمایا: ہاں محمد! کیونکہ جن کی نیکیاں برائیوں پر غالب آ گئیں وہ تو جنت میں بغیر حساب کتاب داخل ہو جائیں گے اور جس کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوئیں اس سے معمولی اور آسان حساب ہوگا اور بالآخر وہ بھی جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ آنحضرت ﷺ کی شفاعت تو ان لوگوں کیلئے ہوگی جنہوں نے اپنی جان کو بندھوا دیا اور اپنے آپ کو لٹکا لیا۔

امام بیہقی نے دوسرے طریق کے ساتھ یہی روایت یوں نقل کی ہے محمد سے مروی ہے وہ حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمانِ الٰہی تلاوت کیا جس کا ترجمہ ہے: اور وہ (اس کے پاس کسی کی) سفارش نہیں کر سکتے مگر اس شخص کی جس سے خدا خوش ہوا اور وہ اس کی ہیبت سے ڈرتے رہتے ہیں (سورۃ الانبیاء آیت ۲۸) اس کے بعد فرمایا: میری شفاعت میری امت کے اہلِ کبائر کیلئے ہوگی [5]۔

امام حاکم فرماتے ہیں یہ روایت صحیح ہے۔

---

[1] الدارمی: ۱/۲۶۔ [2] ابوداؤد: ۴۷۳۶. الترمذی: ۲۴۳۵. مسند احمد: ۳/۲۱۳۔ [3] مسند احمد: ۳/۲۱۹۔ [4] السنن الکبریٰ للبیہقی: ۸/۱۷. الکامل: ۳/۱۰۷۷. ابن ماجہ: ۴۳۱۰۔ [5] ابوداؤد ۴۷۳۹. الترمذی: ۲۴۳۵. مسند احمد: ۳/۲۱۳

تشریح: امام بیہقیؒ اس کی تشریح میں فرماتے ہیں: جس کی شفاعت کی جائے اس کا صاحب ایمان ہونا ضروری ہے۔(وہ اس کے پاس کسی کی سفارش نہیں کر سکتے مگر اس شخص کی جس سے خدا خوش ہوا) سے یہی مراد ہے۔لہٰذا کفار و مشرکین جن پر خدا غضبناک ہوگا ان کی سفارش نہیں کی جاسکتی۔نیز ان روایت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اہل کبائر کیلئے شفاعت فرمائیں گے اور اہلِ صغائر کیلئے اور جنتیوں کے رفعِ درجات کیلئے ملائکہ شفاعت کریں گے۔واللہ اعلم بالصواب۔

دیگر انبیاء کی شفاعت

مسند احمد میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب اہلِ جنت اا ور اہلِ جہنم کو الگ الگ کر دیا جائے گا اور اہلِ جنت جنت میں داخل ہو جائیں گے اور اہلِ جہنم جہنم میں داخل ہو جائیں گے تو (انبیاء و) رسل کھڑے ہونگے اور شفاعت کریں گے۔ان کو کہا جائے گا: جاؤ اور جس جس کو تم جانتے ہو(کہ وہ صاحبِ ایمان ہے) اسے نکال لو۔لہٰذا وہ ان کو نکالیں گے اور وہ جل کر کوئلہ ہو چکے ہونگے۔پھر ان کو ایک نہر میں ڈال دیا جائے گا جس کو نہر الحیات کہتے ہیں۔فرمایا: ان کا جلا ہوا حصہ نہر کے کناروں پر گر جائے گا اور وہ شیشے کی مانند سفید ہو کر نکلیں گے۔اس کے بعد پھر شفاعت کریں گے اور ان کو کہا جائے گا جاؤ اور جس جس کو تم جانتے ہو کہ اس کے دل میں ایک قیراط برابر بھی ایمان ہے اسے نکال لو۔پس وہ نکالیں گے اور لوگ جلدی جلدی نکلیں گے اور شفاعت کریں گے۔ان کو کہا جائے گا جاؤ اور جس جس کو تم جانتے ہو کہ اس کے دل میں ایک رائی برابر بھی ایمان ہے اسے نکال لو۔پس وہ نکالیں گے۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اب میں اپنے علم اور اپنی رحمت کے ساتھ نکالوں گا۔پھر اللہ تعالیٰ پہلے گئے لوگوں سے کئی گنا زیادہ افراد کو نکالیں گے۔ان کی گردنوں میں لکھ (کر لٹکا) دیا جائے گا "اللہ کے آزاد کردہ"۔پھر وہ جنت میں داخل ہونگے اور وہاں ان کو جہنمیوں کے نام سے پکارا جائے گا۔[۱] امام احمد اس روایت میں منفرد ہیں۔

عبادۃ بن الصامتؓ کی حدیث

مسند احمد میں عبادۃ بن الصامتؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ صحابہ کرامؓ نے کسی جگہ پڑاؤ ڈالا تو آپ ﷺ کو قافلہ کے درمیان میں جگہ دی تھی۔لیکن صحابہ کرامؓ نے دیکھا کہ آپ غائب ہیں۔صحابہ کرامؓ گھبرا اٹھے اور خیال کرنے لگے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کیلئے ہم سے بہتر اور ساتھی اختیار فرمالئے ہیں۔صحابہ کرام اسی خیال میں غلطاں تھے کہ آپ کو دیکھ کر صدائے اللہ اکبر بلند کی۔عرض کیا: یارسول اللہ! ہم تو ڈر گئے تھے کہ کہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کیلئے ہمارے سوا دوسرے اصحاب نہ پسند کر لئے ہوں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں، بلکہ تم ہی دنیا و آخرت میں میرے اصحاب ہو۔دراصل اللہ تعالیٰ نے مجھے بیدار کیا تھا اور فرمایا: اے محمد! میں نے کوئی نبی یا رسول نہیں بھیجا لیکن اس کی کوئی خواہش اور سوال ضرور پورا کیا ہے۔چنانچہ تو بھی اے محمد! کوئی سوال کر۔میں نے عرض کیا: میرا سوال یہ ہے کہ قیامت کے دن مجھے میری امت کی شفاعت مل جائے۔حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! شفاعت کیا ہے؟ فرمایا: میں عرض کروں گا یارب! میں نے اپنی امت کیلئے تیرے پاس شفاعت رکھوائی تھی۔تو اللہ تبارک

۱۔ مسند احمد: ۳/۳۲۵

وتعالیٰ فرمائیں گے: ہاں۔ پھر اللہ تعالیٰ جہنم سے میری بقیہ امت کو نکال دیں گے اور جنت میں ڈال دیں گے۔[1]

حضرت جابرؓ کا شفاعت کے منکر کو جواب

ابن ابی الدنیا میں طلق بن حبیب کہتے ہیں میں لوگوں میں شفاعت کا انکار کرنے والوں میں سب سے شدت پسند تھا۔ حتی کہ ایک مرتبہ حضرت جابرؓ سے میری ملاقات ہوگئی۔ اور مجھ سے قرآن کی جتنی آیات ممکن ہوسکیں سناڈالیں جن میں اہلِ جہنم کا جہنم میں ہمیشہ رہنے کا ذکر تھا۔ لہذا اگر شفاعت کا ثبوت مان لیا جائے تو ان آیات سے تعارض لازم آتا ہے۔ لیکن حضرت جابرؓ نے اس کا جواب مرحمت فرمایا: اے طلق! کیا تم اپنے آپ کو مجھ سے زیادہ قرآن وسنت کا جاننے والا سمجھتے ہو؟ تم نے جو آیات پڑھ کر سنائیں ہیں وہ مشرکین سے متعلق ہیں۔ لیکن یہ (مسلمان) قوم ہیں، ان سے گناہ سرزد ہوئے ہیں اور ان کی سزا ان کو ملے گی پھر یہ جہنم سے نکال لئے جائیں گے۔ پھر آپؓ نے اپنے کانوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: یہ بہرے ہوجائیں اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے (شفاعت والی احادیث) نہ سنی ہوں۔ جبکہ ہم قرآن کی یہ آیات بھی تلاوت کررہے تھے۔

شفاعت سے متعلق ایک طویل روایت

مسند احمد میں (عفان، حماد بن سلمة،) علی بن زید بن ابی نضرۃ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بصرہ کے منبر پر ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا رسولِ اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

مجھ سے پہلے کوئی نبی نہیں گزرا مگر اس کی ایسی کوئی دعا ضرور تھی جسے اللہ نے دنیا میں پورا کیا۔ لیکن میں نے اپنی دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کیلئے اٹھار کھا ہے۔ قیامت کے دن میں اولادِ آدمؑ کا سردار ہوں گا اور اس پر مجھے کوئی فخر نہیں ہے۔ میں پہلا شخص ہوں جس سے زمین شق ہوگی اور اس پر مجھے کوئی فخر نہیں ہے۔ میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور اس پر مجھے کوئی فخر نہیں ہے۔ آدمؑ بھی اور ان کے بعد آنے والے سب اس کے نیچے ہونگے اور اس پر مجھے کوئی فخر نہیں ہے۔ قیامت کے دن لوگ طویل عرصہ تک کھڑے رہیں گے پھر آپس میں مشورہ کریں گے ہمیں آدمؑ کے پاس چلنا چاہئے، تاکہ وہ پروردگار کے ہاں ہماری شفاعت کریں کہ ہمارا حساب کتاب لیا جائے۔ لہذا وہ سب حضرت آدمؑ کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے......: اے آدمؑ! آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا۔ اپنی جنت میں آپ کو ٹھکانہ دیا۔ اپنے ملائکہ سے آپ کو سجدہ کرایا۔ لہذا آپ پروردگار کے پاس ہماری شفاعت کریں کہ وہ ہمارا جلد فیصلہ کردے۔ حضرت آدمؑ فرمائیں گے: میں اس مقام کا اہل نہیں ہوں۔ اپنی خطاء کی وجہ سے میں جنت سے نکالا گیا ہوں۔ آج مجھے سب سے بڑا مسئلہ اپنی جان کا درپیش ہے۔ تم ابراہیم خلیل کے پاس جاؤ۔ پس وہ حضرت ابراہیمؑ کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے اے ابراہیمؑ! پروردگار کے ہاں ہماری شفاعت کیجئے کہ وہ جلد ہمارا حساب لے لے۔ حضرت ابراہیمؑ فرمائیں گے: میں اس منصب کا اہل نہیں ہوں۔ میں نے اسلام میں تین جھوٹ بولے تھے ----- اللہ کی قسم! ان سے بھی ان کا مقصود صرف اسلام کا دفاع تھا ------ ایک تو ان کا یہ فرمانا کہ میں بیمار ہوں۔ دوسرا ان کا یہ فرمانا کہ ان کے بڑے نے کیا ہوگا اسی سے

[1] مسند احمد: ۵/۳۲۶

دریافت کرو۔ تیسرے آپ کا اپنی بیوی کے متعلق بادشاہ کو کہنا کہ یہ میری بیوی ہے۔ (الغرض حضرت ابراہیمؑ اپنی ان باتوں کو یاد کر کے فرمائیں گے) آج تو میرے لئے سب سے اہم معاملہ اپنی جان کا ہے۔ ہاں تم موسیٰؑ کے پاس جاؤ، اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی رسالت کیلئے اور اپنے ساتھ ہم کلامی کیلئے منتخب فرمایا تھا۔ پس لوگ حضرت موسیٰؑ کے پاس آ حاضر ہونگے اور عرض کریں گے اے موسیٰؑ! پروردگار کے پاس ہماری شفاعت کریں کہ وہ ہمارا جلد فیصلہ کر دے۔ حضرت موسیٰؑ فرمائیں گے: میں اس مقام کا اہل نہیں ہوں۔ مجھ سے ناحق ایک قتل سرزد ہو گیا تھا۔ آج میرے لئے سب سے اہم مسئلہ اپنی جان کا درپیش ہے۔ تم عیسیٰؑ کے پاس جاؤ، وہ اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں۔ پھر وہ حضرت عیسیٰؑ کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے اے عیسیٰؑ! پروردگار کے ہاں ہماری شفاعت کیجئے کہ وہ جلد ہمارا حساب لے لے۔ حضرت عیسیٰؑ فرمائیں گے: میں اس منصب کا اہل نہیں ہوں۔ مجھے خدا کے مقابلہ میں معبود بنالیا گیا تھا۔ آج تو میرے لئے سب سے اہم معاملہ اپنی جان کا ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ کسی برتن کے منہ پر مہر لگی ہوئی ہو تو کیا اس مہر کے ختم کئے بغیر برتن کے اندر کی شیء کو نکالا جا سکتا ہے؟ لوگ عرض کریں گے: نہیں۔ آپؑ فرمائیں گے: پس اسی طرح محمد خاتم النبیین ہیں (نبیوں کے منہ پر ان کی مہر لگی ہوئی ہے۔) لہٰذا آج کا دن (بڑا دن) درپیش ہے۔ اور محمد (ﷺ) کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہو چکے ہیں۔ (تم انہی کے پاس جاؤ۔)

حضور ﷺ نے فرمایا: پھر لوگ میرے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے اے محمد! اپنے رب کے پاس ہماری سفارش کرو کہ وہ ہمارا فیصلہ فرما دیں۔ میں کہوں گا: ہاں میں اس کا اہل ہوں۔ (اور حضور ﷺ کی شفاعت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ حساب کتاب شروع فرمائیں گے) اور جسے چاہیں گے اجازت مرحمت فرمائیں گے۔ پس جب اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمانے کا ارادہ کریں گے تو ایک منادی نداء دے گا: احمد اور ان کی امت کہاں ہے؟...... پس ہم آخرین بھی ہیں اور اولین بھی۔ دنیا میں سب سے آخری امت ہیں اور حساب کتاب میں سب سے پہلی امت ہیں۔ پس نداء سن کر تمام اقوام ہمارے لئے راستہ چھوڑ دیں گی۔ ہم وضوء کے سبب روشن چہروں اور چمکتے ہاتھ پاؤں کے ساتھ درمیان سے گزریں گے۔ لوگ کہیں گے: یہ ساری امت نبیوں کی ہے۔ پھر میں جنت کے دروازے پر آؤں گا اور دروازے کا حلقہ تھاموں گا اور بجاؤں گا تو آواز آئے گی تم کون ہو؟ میں کہوں گا میں محمد ہوں۔ پس دروازہ کھول دیا جائے گا۔ میں پروردگار عز وجل کو دیکھوں گا کہ اپنی کرسی پر جلوہ افروز ہیں۔ میں ذوالجلال کو دیکھتے ہی سجدہ میں گر پڑوں گا اور بارگاہِ ایزدی میں وہ حمد وثناء کروں گا کہ مجھ سے پہلے کسی نے نہ کی ہوگی۔ کہا جائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور سوال کرو تمہیں عطا کیا جائے گا۔ بات کرو تمہاری بات سنی جائے گی۔ سفارش کرو قبول کی جائے گی۔ فرمایا: میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا: اے رب! میری امت! میری امت!۔ پروردگار فرمائیں گے: جس کے دل میں اتنا اتنا مثقال بھی ایمان ہو اسے جہنم سے نکال لو۔ (یہاں راوی کو بھول ہوگئی ہے۔) پھر میں دوبارہ سجدہ ریز ہو جاؤں گا اور (حمد وثناء) عرض کروں گا۔ کہا جائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور بات کرو تمہاری بات سنی جائے گی۔ سوال کرو تمہیں عطا کیا جائے گا۔ سفارش کرو قبول کی جائے گی۔ فرمایا: میں عرض کروں گا: اے رب! میری امت! میری امت!۔ پروردگار فرمائیں گے: جس کے دل میں اتنا اتنا مثقال بھی ایمان ہو اسے جہنم سے نکال لو (پہلے سے کم مقدار کے ساتھ)۔ میں پھر سجدہ ریز ہو جاؤں گا اور پہلے کے مثل (حمد وثناء) عرض کروں گا۔ کہا جائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور بات کرو، سنی جائے گی۔ سفارش کرو قبول کی جائے گی۔ فرمایا: میں عرض کروں گا: اے رب! میری

امت ! میری امت !۔ پروردگار فرمائیں گے :جس کے دل میں اتنا تنا مثقال بھی ایمان ہو اسے جہنم سے نکال لو (مزید پہلے سے کم مقدار کے ساتھ)۔

شفاعت اور نصف امت کے جنت میں داخلہ کے درمیان حضور ﷺ کا اختیار

مسند احمد میں عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مجھے شفاعت اور اپنی نصف امت کے جنت میں داخلہ کے درمیان اختیار دیا گیا تو میں نے شفاعت کو اختیار کرلیا ہے۔ کیونکہ یہ زیادہ اعم اور زیادہ مفید ہے ۔ کیونکہ تم متقین کو دیکھتے ہو؟ نہیں بلکہ خطا کار توبہ کرنے والوں کو دیکھتے ہو گے[۲]

اے محمد ہم تجھے خوش کر دیں گے

صحیح مسلم میں عبداللہؓ بن عمروؓ بن العاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذیل کی آیات تلاوت فرمائیں (حضرت ابراہیمؑ بارگاہِ خداوندی میں عرض کرتے ہیں):

اے پروردگار انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے۔ سو جس شخص نے میرا کہا مانا وہ میرا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو تو بخشنے والا مہربان ہے۔ (سوۃ ابراہیم آیت ۳۶)

(حضرت عیسیٰؑ بارگاہِ خداوندی میں عرض کرتے ہیں):

اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں ۔ اور اگر بخش دے تو (تیری مہربانی ہے) بے شک تو غالب (اور) حکمت والا ہے (سورۃ المائدہ آیت ۱۱۸)

(حضرت نوحؑ بارگاہِ خداوندی میں عرض کرتے ہیں):

پروردگار کسی کافر کو روئے زمین پر بستا نہ رہنے دے (نوح آیت ۲۶)

آپ ﷺ نے انبیاء کی یہ دعائیں پڑھیں تو اپنے ہاتھ دعا کیلئے اٹھائے اور عرض کیا:

اے اللہ میری امت ! اے اللہ میری امت !

اس کے بعد آپ ﷺ بے اختیار رو دیئے ۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریلؑ کو فرمایا: محمد کے پاس جاؤ--- جبکہ خدا سب کچھ جانتا ہے اس کے باوجود پوچھا---- کیا چیز تمہیں رلا رہی ہے؟ حضرت جبریل آپ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور دریافت کیا آپ ﷺ نے (اپنی امت کے غم کی کیفیت کا) جواب مرحمت فرمایا۔ حضرت جبریلؑ نے پروردگار عزوجل کو خبر دی-- باوجود اس کے کہ خدا سب کچھ جانتا ہے -----اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبریل! محمد کے پاس جاؤ اور کہو تیری امت کے بارے میں ہم تجھ کو راضی کر دیں گے اور تجھے کچھ تکلیف نہ ہونے دیں گے۔

ایک وفد کا قصہ

بیہقی میں حضرت عبدالرحمٰن بن عقیل سے مروی ہے کہ میں ایک وفد کے ہمراہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہم لوگوں نے اپنی سواریاں دروازے پر بٹھا دیں ۔ اس وقت جس کے پاس ہم جا رہے تھے اس سے

---

۱ ابن ماجہ: ۱۱ ۴۳

مبغوض اور ناپسندیدہ شخص ہمارے نزدیک کوئی نہیں تھا۔لیکن جب ہم نکلے اس وقت اس سے زیادہ محبوب شخصیت ہمارے نزدیک اور کوئی نہیں تھی۔(یہ کفر کی حالت میں آئے تھے اور اسلام سے مشرف ہو کر نکلے، سبحان اللہ)۔ہم میں سے ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے اپنے رب سے حضرت سلیمانؑ جیسی بادشاہت کا سوال نہیں کیا؟ حضور ﷺ یہ سوال سن کر ہنس پڑے اور فرمایا: اللہ کے ہاں تمہاری حاجات کا پورا ہونا سلیمان کی بادشاہت سے افضل ہے۔اللہ نے کسی نبی کو نہیں بھیجا مگر اس کو اس کی کوئی ایک مراد ضرور عطا کی ہے۔پس کسی نے دنیا کو اختیار فرمایا اور وہ ان کو مل گئی۔کسی نے اپنی قوم پر بددعا کی ان کی نافرمانی کی وجہ سے اور وہ قوم ہلاک کر دی گئی۔لیکن اللہ نے مجھے میری مراد دی تو میں نے اس کو قیامت کے دن کیلئے اللہ کے پاس اٹھا رکھا تا کہ قیامت میں اپنی امت کی شفاعت کر سکوں۔

مصنفؒ فرماتے ہیں یہ غریب الاسناد اور غریب الحدیث روایت ہے۔

شفاعت کے اہل انبیاء پھر علماء اور پھر شہداء ہونگے

حافظ ابو یعلی اپنی سند کے ساتھ حضرت عثمان بن عفانؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن تین اشخاص شفاعت کریں گے، انبیاء پھر علماء پھر شہداء۔[1]

حضرت علیؓ کی روایت

ابوبکر البزارؒ (محمد بن زید المداری، عمرو بن عاصم) کے واسطہ سے حرب بن الشریح البزارؒ فرماتے ہیں میں نے ابوجعفر محمد بن علی سے کہا: یہ کون سی شفاعت ہے جس کا اہلِ عراق ذکر کرتے ہیں؟ کیا یہ برحق ہے؟ میں نے پوچھا کونسی شفاعت؟ کہا: حضور ﷺ کی شفاعت۔فرمایا: اللہ کی قسم یہ برحق ہے۔واللہ! مجھے میرے چچا محمد بن علی بن الحنفیۃ نے حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

میں اپنی امت کی شفاعت کرتا رہوں گا حتیٰ کہ پروردگار عزوجل فرمائیں گے: اے محمد! کیا تم راضی ہو؟ میں عرض کروں گا پروردگار میں راضی ہوں۔[2]

مصنفؒ فرماتے ہیں: یہ روایت صرف اسی سند کے ساتھ آئی ہے۔

حضرت عوف بن مالکؓ کی روایت

ابن ابی الدنیا میں حضرت عوف بن مالک الاشجعی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

رات کو میرے پاس پروردگار کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور اس نے مجھے اختیار دیا کہ میری نصف امت جنت میں داخل ہو جائے یا مجھے شفاعت کا حق مل جائے۔چنانچہ میں نے شفاعت کو پسند کر لیا ہے۔صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: ہم آپ کو اللہ کا اور اپنی رفاقت کا واسطہ دیتے ہیں کہ آپ ہمیں اپنے اہلِ شفاعت میں کر لیجئے آپ

۱۔ ابن ماجہ: ۴۳۱۳ . کنز العمال: ۳۹۰۷۲ . ۲۔ مجمع الزوائد: ۳۷۷/۱۰ . کنز العمال: ۳۹۷۵۸

ﷺ نے فرمایا: میں حاضرین کو گواہ بناتا ہوں کہ میری شفاعت میری امت کے ہر اس شخص کیلئے ہے جو اس حال میں مرے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھراتا ہو۔[1]

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی روایت

مسند احمد میں حضرت حذیفہؓ حضرت ابوبکر الصدیقؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ صبح کو بیدار ہوئے اور فجر کی نماز ادا فرمائی اور تشریف فرما ہو گئے۔ جب سورج چڑھا تو آپ ہنسنے لگے۔ پھر بھی بیٹھے رہے حتی کہ ظہر کی نماز ادا کی پھر عصر اور مغرب کی نماز ادا کی۔ کسی نماز کے درمیان آپ نے بات چیت نہیں فرمائی۔ حتی کہ آخری ظہر کی نماز ادا فرمائی۔ پھر اپنے اہل خانہ کی طرف چل پڑے۔ لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے عرض کیا: آپ رسول اللہ ﷺ سے کیوں نہیں پوچھتے کہ آپ کا کیا حال ہے؟ آج آپ نے وہ کام کیا جو پہلے کبھی نہیں فرمایا۔ حضرت ابوبکر الصدیقؓ نے آپ کی خدمت میں عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

ہاں آج مجھ پر وہ سب کچھ پیش کیا گیا جو دنیا میں آئندہ ہونے والا ہے۔ اور وہ جو آخرت میں پیش آئے گا۔ اللہ تعالیٰ (آخرت میں) اولین و آخرین سب کو ایک ہی میدان میں جمع فرمائیں گے۔ لوگوں کے تمام گروہ اسی طرح (ایک میدان میں) ہونگے۔ حتی کہ لوگ (انتظار کرتے کرتے جب تھک جائیں گے تو) حضرت آدمؑ کے پاس آئیں گے۔ پسینہ نے سب کو لگام ڈال رکھی ہوگی۔ لوگ کہیں گے: اے آدمؑ! آپ ابوالبشر ہیں۔ اللہ نے آپکو منتخب فرمایا ہے۔ لہذا اپنے پروردگار کے ہاں ہماری شفاعت کر دیجئے۔ حضرت آدمؑ فرمائیں گے جو تمہارا حال ہے وہی کچھ میرے ساتھ بھی پیش آرہا ہے۔ لہذا تم اپنے دوسرے باپ حضرت نوحؑ کے پاس جاؤ۔ فرمانِ الٰہی ہے:

خدا نے آدم اور نوح اور خاندان ابراہیم اور خاندانِ عمران کو تمام جہان کے لوگوں میں منتخب فرمایا تھا (سوۃ آل عمران آیت ۳۳)

فرمایا: پس سب لوگ حضرت نوحؑ کے پاس آحاضر ہونگے اور کہیں گے: اپنے پروردگار کے ہاں ہماری شفاعت کر دیجئے۔ کیونکہ اللہ نے آپکو منتخب فرمایا ہے۔ آپ کی دعا قبول فرمائی ہے۔ اور کسی نبی نے آپ کی مثل دعا نہیں مانگی۔ وہ فرمائیں گے: یہ کام میرے بس کا نہیں ہے۔ تم لوگ حضرت ابراہیمؑ کے پاس جاؤ۔ کیونکہ اللہ نے اُن کو اپنا دوست بنایا ہے۔ پھر لوگ حضرت ابراہیمؑ کے پاس آئیں گے (اور اپنا مدعا عرض کریں گے) حضرت ابراہیمؑ فرمائیں گے: یہ منصب میرے پاس نہیں ہے۔ تم لوگ موسیٰؑ کے پاس جاؤ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہم کلامی کا شرف بخشا ہے۔ موسیٰؑ بھی فرمائیں گے میں اس منصب کا اہل نہیں ہوں۔ تم لوگ اولادِ آدم کے سردار کے پاس جاؤ۔ کیونکہ اس دن انہی سے زمین سب سے پہلے شق ہوئی ہے۔ (یعنی سب سے پہلے قبر سے اٹھے ہیں۔ لہذا) تم محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ۔ وہ اللہ کے ہاں تمہاری شفاعت کر سکتے ہیں۔ پس لوگ اس کے بعد میری طرف آئیں گے اور میں اپنے پروردگار سے اجازت چاہوں گا اور مجھے اجازت ملے گی تو خدا کے حضور حاضر ہوں گا اور جناب الٰہی کو دیکھتے ہی سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ جب تک اللہ چاہیں گے مجھے اسی حال میں رہنے دیں گے۔ پھر پروردگار فرمائیں

---

[1] المستدرک: ۶۷/۱. البیهقی: ۱۴/۵

گے: اپنا سر اٹھاؤ اور کہو، تمہاری بات سنی جائے گی۔ شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ فرمایا: پھر میں اپنا سر اٹھاؤں گا جب پروردگار میری دیکھیں گے تو پھر دوبارہ سجدہ ریز ہو جاؤں گا اور بقدر ایک ہفتہ کے سجدہ میں پڑا رہوں گا۔ پھر پروردگار فرمائیں گے: اپنا سر اٹھاؤ اور کہو، تمہاری بات سنی جائے گی۔ شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ فرمایا: پھر میں اپنا سر اٹھاؤں گا جب پروردگار میری طرف دیکھیں گے تو پھر دوبارہ سجدہ ریز ہو جاؤں گا اور بقدر ایک ہفتہ کے سجدہ میں پڑا رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اپنا سر اٹھاؤ اور کہو، تمہاری بات سنی جائے گی۔ شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ فرمایا: اس دفعہ میں پھر سجدہ میں گرنے لگوں گا تو جبریلؑ میرا بازو تھام لیں گے اور مجھے ایسی دعا بتائیں گے جو اس سے پہلے کسی بشر کو نہیں بتائی گئی ہوگی۔ پس میں عرض کروں گا: اے پروردگار! تو نے مجھے اولادِ آدم کا سردار بنا کر پیدا فرمایا اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں ہے۔ اس قیامت کے روز مجھی سے زمین پہلے شق ہوئی۔ مجھے کوئی فخر نہیں ہے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں اس کے بعد میرے حوض پر صنعاء اور ایلۃ کے درمیان سے زیادہ لوگ میری امت کے آئیں گے۔ پھر کہا جائے گا: انبیاء علیہم السلام کو بلایا جائے گا۔ ہر نبی آئے گا کسی کے ساتھ ایک جماعت ہوگی اور کوئی نبی آئیگا اس کے ساتھ پانچ افراد ہونگے اور کوئی نبی آئے گا اس کے ساتھ چھ افراد ہونگے اور کوئی نبی ایسا بھی آئے گا کہ اس کے ساتھ کوئی امتی نہ ہوگا۔ پھر شہداء کو بلایا جائیگا اور سب جس کی چاہیں گے شفاعت کریں گے۔ جب شہداء بھی شفاعت سے فارغ ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں اللہ ہوں میں ارحم الراحمین ہوں میری جنت میں ہر اس شخص کو داخل کر دو جس نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرایا ہو۔ پس وہ لوگ جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جہنم میں دیکھو کیا ایسا کوئی شخص ہے جس نے کبھی بھی کوئی نیک عمل کیا ہو؟ پس وہ جہنم میں ایک ایسے شخص کو پائیں گے اور استفسار کریں گے کیا تو نے کبھی کوئی نیک عمل کیا ہے؟ وہ کہے گا نہیں میں نے اس کے سوا کوئی نیک کام نہیں کیا کہ میں لوگوں کو خرید و فروخت میں مہلت دے دیا کرتا تھا۔ پروردگار فرمائیں گے: میرے بندے کے ساتھ بھی تم مہلت اور چشم پوشی کا معاملہ کرو جیسے یہ میرے بندوں کے ساتھ کیا کرتا تھا۔ پھر اسی طرح ایک اور شخص کو اور جہنم سے نکالیں گے اور پوچھیں گے کیا تو نے کبھی کوئی نیک عمل کیا ہے؟ وہ کہے گا نہیں، لیکن میں نے مرتے وقت اپنی اولاد کو حکم کیا تھا کہ وہ میرے مرنے کے بعد میری نعش کو جلا دیں پھر میرے باقیات کو اچھی طرح پیس کر سرمہ کی طرح باریک کر دیں اور پھر اس خاک کو سمندر میں بہا دیں اور ہواؤں میں اڑا دیں، اللہ کی قسم پھر پروردگار مجھ پر کبھی قادر نہ ہو سکے گا۔ پروردگار فرمائیں گے تجھے اس بات پر کس چیز نے مجبور کیا تھا؟ وہ کہے گا: پروردگار! تیرے خوف نے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اب دیکھ بادشاہوں کے بادشاہ کو۔ جا تیرے لئے جنت اور اس کے مثل دس جنتیں ہیں۔ وہ کہے گا پروردگار! آپ بادشاہ ہو کر مجھ سے مذاق فرما رہے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا اس بات کی وجہ سے میں صبح کے وقت ہنسا تھا۔[1]

اس حدیث پر مسند الصدیق میں طویل کلام ہو چکا ہے۔ از مصنف۔

---

[1] مسند احمد: ۱/۴

حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت

مسند احمد میں حضرت ابوسعیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم کی پشت پر پل صراط رکھا جائے گا اس پر کانٹے ہونگے سعدان جنگل جیسے۔ لوگ اس پر سے گزریں گے۔ کوئی سلامتی کے ساتھ پار ہو جائے گا۔ کوئی زخمی حالت میں نجات پائے گا اور کوئی پھنس کر الٹے منہ گرے گا۔ جب اللہ تعالیٰ بندوں کے فیصلہ سے فارغ ہو جائیں گے تو مؤمنین اپنے کچھ ساتھیوں کو گم پائیں گے جو دنیا میں ان کے ساتھ ہوتے تھے۔ ان کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ ان کے ساتھ روزے رکھتے تھے۔ ان کی طرح زکوٰۃ ادا کرتے تھے۔ ان کی طرح حج کرتے تھے اور انہی کی طرح غزوات میں شریک ہوا کرتے تھے۔ آج ہم ان کو نہیں دیکھ رہے یہ کیا بات ہے؟ ارشاد ہوگا: جہنم کی طرف جاؤ۔ ان میں سے جس کو پاؤ نکال لو۔ پس وہ اپنے ساتھیوں کو جہنم میں اپنے اعمال کے مطابق سزائیں گھرا دیکھیں گے۔ کسی کو آگ نے قدموں تک، کسی کو نصف پنڈلی تک، کسی کو گھٹنوں تک، کسی کو ناف تک، کسی کو سینے تک اور کسی کو گردن تک پکڑ رکھا ہوگا۔ لیکن منہ آگ سے صحیح وسالم ہونگے۔ پس یہ لوگ ان کو نکالیں گے اور ماء الحیاۃ میں ڈال دیں گے پوچھا گیا یا رسول اللہ! یہ ماء الحیاۃ کیا ہے؟ فرمایا: اہل جنت کے غسل کا پانی۔ وہ اس میں کھیتی کی طرح اگیں گے۔ پھر انبیاء صدقِ دل سے **لا الٰہ الا اللہ** کہنے والوں کیلئے شفاعت کریں گے اور ان کو جہنم سے نکلوائیں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ ان پر تجلی فرمائیں گے۔ پس کوئی ایسا بندہ نہ رہے گا جس کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان ہو، مگر اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے نکال لیں گے۔[1]

جہنم میں مؤمنین کے ساتھ عظیم رعایت

مسند احمد میں حضرت ابوسعیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اہل جہنم جو جہنم کے (دائمی باسی اور) اہل ہونگے، وہ کبھی مریں گے اور نہ جئیں گے۔ لیکن جن پر خدا رحمت کرنا چاہے گا، ان کو جہنم میں (عارضی) موت دیدے گا۔ پھر جماعت در جماعت ان کو جہنم میں ڈالے گا اور نکالنے کے بعد ان کو نہر حیاۃ میں ڈال دے گا۔ نہر میں ان کے جسم یوں تر و تازہ اگیں گے جیسے سیلاب میں گھاس اگ آتی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے دریافت کرتے ہوئے فرمایا: کیا تم درخت کو نہیں دیکھتے وہ پہلے سبز ہوتا ہے پھر زرد ہو جاتا ہے لیکن پھر سبز ہو جاتا ہے۔ ایک صحابی فرماتے ہیں آپ ﷺ کا انداز ایسا تھا گویا آپ گاؤں کے باشندے ہیں۔[2]

مسند احمد میں حضرت ابوسعیدؓ سے مروی ہے آپؐ نے فرمایا:

لوگوں کو جہنم کے پل پر لایا جائے گا، اس پر کانٹے اور آنکڑے ہونگے، جو لوگوں کو اچک اچک رہے ہونگے۔ کچھ لوگ تو بجلی کی طرح تیز رفتاری کے ساتھ گزر جائیں گے، کچھ ہوا کی طرح، کچھ تیز رفتار گھوڑے کی طرح اور بہت سے گھبرا کر اندر گر جائیں گے۔ اہل جہنم (کافر و مشرک) تو مریں گے نہ جئیں گے۔ لیکن (مسلمان) گنہگار ان کو ان کے کئے کی سزا ملے گی لہٰذا وہ جل کر کوئلہ ہو جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کیلئے شفاعت کی اجازت مرحمت

---

[1] مسند احمد: ۳/ ۱۱ ۔ [2] مسند احمد: ۳/ ۵

فرمادیں گے۔ چنانچہ ان کو جماعت در جماعت نکالا جائے گا اور ایک نہر میں ڈال دیا جائے گا۔ وہ اس نہر میں یوں اگیں گے جیسے بارش میں دانہ اگتا ہے۔ حضرت ابوسعید خدریؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

پھر جہنم سے ایک ادنیٰ (مسلمان) کو نکالا جائے گا اور جہنم کے کنارے پر پڑا ہوگا وہ کہے گا: پروردگار! میرا چہرہ جہنم سے پھیر دے۔ پروردگار فرمائیں گے تو اپنا عہد اور ذمہ دے کہ اس کے علاوہ کوئی سوال نہ کرے گا۔ بندہ کہے گا: پروردگار! میں اپنا عہد اور ذمہ دیتا ہوں کہ آپ سے اور کچھ سوال نہیں کروں گا۔ چنانچہ اس کا چہرہ جہنم سے پھیر دیا جائے گا۔ وہ ایک درخت کو دیکھے گا تو پکار اٹھے گا: یارب مجھے صرف اس درخت کے قریب فرمادے، تاکہ میں اس کے سائے میں آ جاؤں اور اس کا پھل کھاسکوں۔ پروردگار فرمائیں گے تو اپنا عہد اور ذمہ دے کہ اس کے علاوہ کوئی سوال نہ کرے گا۔ بندہ کہے گا: پروردگار! میں اپنا عہد اور ذمہ دیتا ہوں کہ آپ سے اور کچھ سوال نہیں کروں گا۔ لہٰذا اس کو درخت کے قریب کردیا جائے گا۔ وہ وہاں پہنچ کر ایک اور اس سے عمدہ درخت دیکھے گا تو پھر بول اٹھے گا: مجھے اس دوسرے درخت کی طرف منتقل فرمادے میں اس کے سائے میں آنا چاہتا ہوں اور اس کا پھل کھانا چاہتا ہوں۔ پروردگار فرمائیں گے تو اپنا عہد اور ذمہ دے کہ اس کے علاوہ مزید کوئی سوال نہ کرے گا۔ بندہ کہے گا: پروردگار! میں اپنا عہد اور ذمہ دیتا ہوں کہ آپ سے اور کچھ سوال نہیں کروں گا۔ لہٰذا اس کو اس دوسرے درخت کے قریب کردیا جائے گا۔ وہاں پہنچ کر وہ ایک تیسرے درخت کو دیکھے گا تو (پھر مچل اٹھے گا اور) کہے گا: یارب مجھے صرف اس درخت کے قریب فرمادے، تاکہ میں اس کے سائے میں آ جاؤں اور اس کا پھل کھاسکوں۔ پروردگار فرمائیں گے تو اپنا عہد اور ذمہ دے کہ اس کے علاوہ کوئی سوال نہ کرے گا۔ بندہ کہے گا: پروردگار! میں اپنا عہد اور ذمہ دیتا ہوں کہ آپ سے اور کچھ سوال نہیں کروں گا۔ لہٰذا اس کو اس تیسرے درخت کے قریب کردیا جائے گا۔ وہاں وہ لوگوں کی جماعت دیکھے گا ان کی آوازیں سنے گا اور پھر پکارے گا پروردگار! مجھے بس جنت میں داخل فرمادے۔[1]

مصنفؒ فرماتے ہیں حضرت ابوسعیدؓ اور ایک دوسرے صحابی کا اختلاف ہوا حضرت ابوسعیدؓ نے فرمایا اس کو جنت میں داخل کر کے دنیا جتنی جنت اور اس کے مثل ایک اور جنت دیدی جائے گی لیکن دوسرے صحابیؓ فرماتے ہیں اس کو جنت میں داخل کر کے دنیا کے مثل جنت اور مزید اس کے دس مثل اور جنتیں عطا کردی جائیں گی۔

وہ دوسرے صحابی حضرت ابوہریرۃؓ ہیں۔ (مترجم: ابوطلحہ)

حضرت ابوہریرۃؓ کی روایت

مسند احمد میں حضرت ابوہریرۃؓ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا: قیامت کے دن آپ کی شفاعت کا سب سے زیادہ مستحق کون ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

اے ابوہریرۃ! میرا پہلے ہی خیال تھا کہ اس حدیث کے متعلق پوچھنے والا تم سے زیادہ آگے اور کوئی نہیں ہوگا کیونکہ میں حدیث میں تمہاری حرص اور تمہارے شوق کو دیکھ چکا تھا۔ تو (جان لو کہ) قیامت کے دن میری شفاعت کا سب سے زیادہ مستحق وہ شخص ہوگا جس نے اخلاص کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہا ہو۔[2]

۱۔ مسند احمد: ۳/۲۵ ۲۔ مسند احمد: ۲/۳۷۳

یہ روایت صحیح الاسناد ہے اور شیخین کی شرائط پر پوری اترتی ہے۔

صحیح میں حضرت عطاء بن یسار کے طریق سے منقول ہے وہ حضرت ابوسعیدؓ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں فرمایا: مؤمنین جب پل صراط سے پار ہو جائیں گے اور ان کو اطمینان ہو جائے گا کہ وہ نجات پا گئے ہیں تو اس وقت حق پر قائم رہنے میں وہ تم سے زیادہ سخت ہونگے۔ کیونکہ ان پر ظاہر ہو چکا ہوگا کہ (وہ خود نجات پا گئے ہیں اور) ان کے بھائی جہنم میں ہیں۔ وہ کہیں گے: یارب! ہمارے بھائی جو ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے، ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے، ہمارے ساتھ حج کرتے تھے اور ہمارے ساتھ قرآن پڑھتے تھے؟ (ان کو جہنم سے نکال دیں)۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: جاؤ اور جس کے دل میں ذرہ بھر ایمان پاؤ، اس کو جہنم سے نکال لو۔

حضرت ابوسعیدؓ فرماتے ہیں: اگر تم چاہو یہ آیت پڑھ سکتے ہو: ترجمہ: خدا کسی کی ذرا بھی حق تلفی نہیں کرتا اور اگر نیکی (کی) ہوگی تو اس کو دو چند کر دے گا اور اپنے ہاں سے اجر عظیم بخشے گا (سوۃ النساء آیت ۴۰)

پھر آگے حضور ﷺ کی روایت نقل کرتے ہوئے فرمایا:

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: ملائکہ شفاعت کر چکے، انبیاء شفاعت کر چکے اور مؤمنین شفاعت کر چکے۔ اب ارحم الراحمین کے سواء کوئی نہیں بچا۔ پس اللہ تعالیٰ ایک مٹھی بھر کر جہنم سے نکالیں گے اور ایسی قوم کو نجات دیں گے جنہوں نے کبھی کوئی نیک عمل نہ کیا ہوگا۔ وہ کوئلہ ہو چکے ہونگے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت کے منہ پر بنی نہروں میں سے ایک نہر میں ڈال دیں گے۔ جس کا نام نہر الحیاۃ ہے۔ وہ اس میں یوں تر و تازہ اگیں گے جیسے بارش کے سیلاب میں گھاس اگ آتی ہے اور اس میں سے موتیوں کی طرح چمک دار ہو کر نکلیں گے۔ ان کی گردنوں میں ہار ہونگے جس کی وجہ سے اہل جنت ان کو پہچان لیں گے اور ان کو ''عتقاء اللہ'' کہیں گے یعنی اللہ کے آزاد کردہ۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بغیر کسی عمل کے جو انہوں نے کیا ہو اور بغیر کسی خیر کے جو انہوں نے آگے بھیجی ہو، جنت میں داخل فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو فرمائیں گے جنت میں داخل ہو جاؤ جو تم دیکھو وہ تمہارے لئے ہے۔ وہ کہیں گے پروردگار! اس سے افضل اور کیا شیء ہو سکتی ہے؟ تو نے ہم کو وہ کچھ عطا کیا ہے جو جہان والوں میں سے کسی کو عطا نہیں کیا۔ ان کو کہا جائے گا: میرے پاس اس سے کہیں زیادہ افضل ہے۔ وہ عرض کریں گے: پروردگار! اس سے افضل وہ کیا چیز ہے؟ پروردگار فرمائیں گے: میری رضاء۔ آج کے بعد میں تم سے کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔

قیامت کے دن مؤمنین شفاعت کریں گے سوائے لعنت کرنے والوں کے

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر میں عرض کروں گا: یارب میری امت میں سے جو افراد جہنم میں پڑے ہیں ان کے بارے میں میری شفاعت قبول کیجئے۔ پروردگار فرمائیں گے: ہاں جہنم سے ہر اس شخص کو نکال لو جس کے دل میں دو تہائی دینار ایمان ہو، یا نصف دینار یا ایک تہائی دینار یا چوتھائی دینار حتیٰ کہ جس کے دل میں دو قیراط بھی ایمان ہو اس کو بھی۔ نکال لو۔ بلکہ جس نے کبھی بھی کوئی نیکی کی ہو اس کو بھی نکال لو۔ پھر شفاعت کی اجازت دی جائے گی، کوئی شخص ایسا نہ بچے گا جو شفاعت نہ کر سکے۔ سوائے لعنت کرنے والے کے، وہ شفاعت نہیں کر سکے گا۔ (اس دن خدا کی رحمت اس قدر بے بہا ہوگی کہ) جہنم میں شیطان بھی آس لگا لے گا کہ شاید میری شفاعت بھی ہو جائے۔ حتیٰ کہ جب کوئی بھی (مسلمان) شفاعت کرنے سے باقی نہ رہے

گا تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میں ارحم الراحمین بچ گیا ہوں۔ پس جہنم سے اس قدر افراد نکالے جائیں گے کہ ان کا شمار خدا کے سوا کسی سے ممکن نہ ہوگا۔ وہ سوختہ لکڑی کی مانند ہو چکے ہونگے۔ ان کو جنت کے دروازے پر ایک نہر میں ڈال دیا جائے گا۔ جس کو نہر الحیاۃ کہا جاتا ہے۔ وہ اس میں ایسے پرورش پائیں گے جیسے سیلاب کے پانی میں ہری بھری گھاس اگتی ہے۔[1]

ابن ابی الدنیا نے اس کو روایت کیا ہے۔

حافظ ابو یعلیٰ اپنی سند کے ساتھ حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جہنمیوں کی صفیں بنادی جائیں گی۔ مؤمنین کا ان پر سے گزر ہوگا۔ کوئی جہنمی کسی مؤمن کو دیکھ کر پہچانے گا تو اس سے کہے گا اے فلاں! وہ دن یاد کر جب تو نے مجھ سے فلاں حاجت میں مدد مانگی تھی؟ اور کیا تجھے وہ دن یاد نہیں ہے جب میں نے تجھے یہ کچھ دیا تھا؟ فرمایا اس طرح وہ اپنے احسانات گنوائے گا۔ مؤمن کو یاد آئے گا اور اس کو پہچان لے گا اور پروردگار کے پاس اسکی شفاعت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی شفاعت قبول فرمالیں گے۔[2]

مصنفؒ فرماتے ہیں اس کی روایت میں ضعف ہے۔

ابن ماجہ میں حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن لوگ صف در صف کھڑے ہو جائیں گے۔ (حدیث کے ایک راوی ابن نمیر کہتے ہیں یہ مؤمنین ہونگے۔) پھر کوئی جہنمی کسی جنتی پر سے گزرے گا تو کہے گا: اے فلاں کیا تجھے یاد نہیں ہے تو نے مجھ سے پانی مانگا تھا اور میں نے تجھے پانی پلایا تھا۔ پس وہ جنتی اس کے لئے شفاعت کرے گا۔ اسی طرح ایک آدمی دوسرے کے پاس سے گزرے گا اور اس کو کہے گا کیا تجھے وہ دن یاد نہیں ہے میں نے تجھے وضوء کیلئے پانی دیا تھا۔ پس وہ بھی اس کیلئے شفاعت کرے گا۔ کوئی دوسرے کے پاس سے گزرے گا اور اس کو کہے گا: تو نے مجھے فلاں کام کیلئے بھیجا تھا اور میں چلا گیا تھا پس وہ بھی اس کیلئے شفاعت کرے گا۔[3]

مؤمنین کی اپنے اہل وعیال کیلئے شفاعت

بعض علماء نے نقل کیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے صحیفۂ زبور میں لکھا ہے:

میں اپنے زاہد بندگان کو قیامت کے دن کہوں گا: اے میرے بندو! میں نے دنیا کو تم سے دور اس لئے نہیں رکھا تھا کہ تم میرے نزدیک بے وقعت تھے۔ بلکہ میرا ارادہ تھا کہ آج تم اپنا پورا پورا حق وصول کرلو۔ لہذا صفوں میں گھس جاؤ اور جس سے تم دنیا میں محبت کرتے تھے، یا کسی نے تمہاری کوئی حاجت روائی کی، یا کسی نے تمہاری غیبت کا دفاع کیا، یا کسی نے میری رضاء کیلئے تم کو کھانے کا ایک لقمہ کھلایا تھا پس ہر ایسے شخص کا ہاتھ پکڑ واور اسے جنت میں داخل کرلو۔ ترمذی اور بیہقی میں حضرت ابو سعیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میری امت کے بہت سے ایسے لوگ ہیں کہ ان میں سے ایک شخص پوری پوری جماعت کی شفاعت کرے گا۔ یوں وہ پوری جماعت اس کی شفاعت کی بدولت جنت میں جائے گی۔ کوئی آدمی قبیلہ کیلئے شفاعت کرے

---

[1] البخاری: ۷۴۳۷۔ المسلم: ۴۵۰۔ مسند احمد: ۵/۳ [2] مسند ابی یعلیٰ الموصلی ۷/ ۴۰۰۶

[3] ابن ماجہ: ۳۶۸۵

گا اور وہ سب اس کی شفاعت کے سہارے جنت میں جائیں گے۔ کوئی شخص اپنے کسی آدمی اور اہل وعیال کیلئے شفاعت کرے گا اور وہ جنت میں جائیں گے۔[1]

مسند البزار میں مرفوعاً نقل کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ایک آدمی بتیس لوگوں کیلئے شفاعت کرے گا۔[2]

ایک روایت میں حضرت ابن عمرؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

آدمی کو کہا جائے گا: اے فلاں! اٹھ کھڑا ہو اور شفاعت کر۔ پس آدمی کھڑا ہوگا اور قبیلہ کیلئے شفاعت کرے گا۔ اہل خانہ کیلئے، ایک آدمی کیلئے اور دو آدمیوں کیلئے الغرض اپنے عمل کے مطابق (کم یا زیادہ کیلئے) شفاعت کرے گا۔[3]

حضرت ابوثمامہؓ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ فرمارہے تھے:

میرے ایک امتی کی شفاعت سے مضر قبیلہ سے زیادہ افراد جنت میں جائیں گے۔ آدمی اپنے گھر والوں کیلئے شفاعت کرے گا اور اپنے عمل کے مطابق شفاعت کرے گا۔[4]

حضرت ابوامامہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت میں ایک شخص جو حسین یا حسن جیسا (افضل) نہیں ہوگا، مگر اس کی شفاعت سے ربیعہ اور مضر جتنے بڑے قبائل جنت میں داخل ہونگے۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! ربیعہ مضر کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتا ہے؟ فرمایا: جو میں کہہ رہا ہوں کہہ رہا ہوں (تم مقصود یعنی کثرت کی طرف دھیان دو)۔[5]

دوسری جگہ حضرت ابوامامہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت ایک شخص کی شفاعت سے ربیعہ اور مضر میں سے ایک قبیلہ جتنے افراد جنت میں داخل ہونگے۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! ربیعہ ومضر (اتنے بڑے قبیلے)؟ فرمایا: جو میں کہہ رہا ہوں کہہ رہا ہوں۔[6]

ربیعہ ومضر تعداد افراد میں عرب کے سب سے بڑے قبیلے تھے۔ حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا خیال تھا کہ یہ شخص حضرت عثمان بن عفانؓ ہیں، جن کی شفاعت سے اس قدر لوگ جنت میں داخل ہونگے۔

دوسری روایت میں ابن ابی الجدعاء سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک شخص کی شفاعت سے بنی تمیم سے زیادہ افراد جنت میں داخل ہونگے۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ وہ شخص آپ کے علاوہ کوئی اور ہوگا؟ فرمایا: ہاں میرے علاوہ کوئی اور ہوگا۔[7]

پانی کے بدلہ شفاعت کا قصہ

بیہقی میں حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] الترمذی: ۲۴۴۰ مسند احمد: ۲۰/۳ و: ۶۳/۳. [2] البزار: ۳۴۷۳. [3] اتحاف السادة المتقین: ۴۹۵/۱۰ [4] البیہقی: ۳۷۸/۶. اتحاف: ۱۲۴/۸. [5] مجمع الزوائد ۳۸۱/۱۰. [6] کنز العمال: ۳۷۸۳۲. [7] ابن ماجہ ۴۳۱۶. مسند احمد: ۴۶۹/۳ ۲۶۱/۵.

دو شخص ایک جنگل میں چلے جارہے تھے۔ایک عابد تھا دوسرا گنہگار۔گنہگار کے ہمراہ پانی کا برتن تھا۔عابد کے پاس پانی نہیں تھا۔عابد کو پیاس لگی۔اس نے دوسرے گنہگار کو کہا: اے فلاں! مجھے پانی پلا دے میں مر رہا ہوں۔گنہگار بولا: میرے پاس ایک ہی برتن ہے اور ہم جنگل میں ہیں۔اگر میں تجھ کو پانی پلا دوں تو میں مر جاؤں گا۔آخر دونوں چل پڑے۔عابد کو پیاس اور شدید ہوگئی اور پھر بولا: اے فلاں! مجھے پانی پلا دے ورنہ میں مر جاؤں گا۔اس نے پھر وہی جواب دہرایا: میرے پاس ایک ہی برتن ہے اور ہم جنگل میں ہیں۔اگر میں تجھ کو پانی پلا دوں تو میں مر جاؤں گا۔آخر چل پڑے۔عابد راستے میں گر گیا اور بولا: اے فلاں! مجھے پانی پلا دے میں مر رہا ہوں۔تب گنہگار کو خیال آیا کہ اللہ کی قسم! یہ نیکوکار بندہ ہے۔بے کار موت کے منہ میں جا رہا ہے۔اگر یہ مر گیا تو اللہ پاک مجھے کبھی معاف نہیں فرمائیں گے۔آخر کار اس نے اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے اور اس کو پانی پلا دیا۔ اور پھر دونوں جنگل کی طرف چل پڑے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن دونوں کو حساب کتاب کیلئے کھڑا کیا جائے گا۔عابد کو جنت اور گنہگار کو جہنم کا حکم سنا دیا جائے گا۔گنہگار عابد کو پہچان لے گا لیکن عابد گنہگار کو نہ پہچان پائے گا۔گنہگار عابد کو پکارے گا: اے فلاں! یاد کر میں نے اس دن جنگل میں اپنی ذات پر تجھ کو ترجیح دی تھی؟ اب مجھ کو جہنم کا حکم سنایا جا چکا ہے۔تو اپنے رب کے پاس میری شفاعت کر دے۔عابد بارگاہِ الٰہی میں عرض کرے گا: اے رب! اس نے واقعی اپنی ذات پر مجھ کو فوقیت دی تھی۔اے رب! آج یہ شخص مجھے ہدیہ کر دے۔پس وہ گنہگار اس کو ہدیہ کر دیا جائے گا۔عابد اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو جنت میں لے جائے گا۔[1]

اعمال کی شفاعت صاحبِ اعمال کیلئے: الحدیث

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سنداً حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت کرتے ہیں آپؐ فرماتے ہیں:

روزہ اور قرآن بندہ کیلئے شفاعت کریں گے۔روزہ کہے گا: یارب! میں نے اس کو کھانے پینے سے اور دن میں خواہشات کی تکمیل سے روکے رکھا۔لہٰذا اس کے حق میں مجھے شفاعت کا موقعہ دیجئے۔قرآن کہے گا: پروردگار! میں نے اس کو رات میں سونے سے باز رکھا: پس اس کیلئے میری شفاعت قبول فرمالیجئے۔[2]

ایک واقعہ

نعیم بن حماد ابو قلابہ سے سنداً ایک قصہ نقل فرماتے ہیں۔وہ کہتے ہیں:

میرا بھتیجا شراب کا بہت عادی تھا۔وہ بیمار پڑ گیا اور اس نے مجھے کہلوایا کہ مجھ سے مل لو۔میں اس کے پاس چلا آیا۔وہاں پہنچ کر کیا دیکھتا ہوں کہ دو سیاہ فام شخص اس پر چھائے ہوئے ہیں۔میں نے کہا: انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میرا بھتیجا تو ہلاک ہوگیا۔پھر قریب ہی ایک کھڑکی سے دو سفید پوش شخص ظاہر ہوئے اور ایک نے دوسرے سے کہا: اس کے پاس جاؤ۔جب وہ اس کے پاس آیا تو پہلے دونوں سیاہ فام لوگ ہٹ گئے۔سفید فام

۱۔ مجمع الزوائد: ۱۳۲/۳۔ ۳۸۲/۱۰۔ مطالب العلیا لابن حجر: ۴۶۵۸۔ کنز العمال: ۱۷۰۴۵۔ ۲۔ الزہد لابن المبارک: ۱۱۴

بزرگ نے اس کے منہ کو سونگھا اور کہا اس سے ذکر کی خوشبو نہیں آ رہی۔ پھر اس کے پیٹ کو سونگھا اور کہا اس میں روزہ کے آثار بھی نظر نہیں آ رہے۔ پھر اس کے قدموں کو سونگھا اور کہا ان میں نماز کے آثار بھی نظر نہیں آ رہے ہیں۔ یہ سن کر اس کے ساتھی نے کہا: انا للہ وانا الیہ راجعون. یہ تو محمد (ﷺ) کا امتی ہے، اس میں کہیں بھی کوئی خیر کی خبر نہیں ہے؟ تف ہو تجھ پر! دیکھ، دوبارہ دیکھ۔ لہٰذا پہلے سفید پوش بزرگ نے دوبارہ اس کو دیکھا اور کچھ نہ پایا۔ آخرکار دوسرا شخص اس کے پاس آیا اور اس کو سونگھا لیکن پہلی مرتبہ اس کو بھی کوئی خیر کی شیء نہ ملی۔ لیکن جب دوبارہ دیکھا تو اس کی زبان کے کنارے میں ایک تکبیر پائی جو اس نے اللہ کی رضاء کیلئے انطا کیہ میں اس کی راہ میں لگائی تھی۔ آخر انہوں نے اس کی روح قبض کر لی۔ لوگوں نے گھر میں مشک کی خوشبو محسوس کی اور اس کے جنازے میں حاضر ہوئے۔

یہ روایت نہایت غریب ہے۔ لیکن اعمال کے شفاعت کرنے پر دلیل ہے۔

علامہ قرطبیؒ نے التذکرۃ میں کتاب الدیباج کے سنداً حوالہ سے نقل کیا ہے، حضرت ابن عباسؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے فیصلہ سے فارغ ہو جائیں گے تو عرش کے نیچے سے ایک کتاب نکالیں گے۔ (جس پر لکھا ہوگا) میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے اور میں ارحم الراحمین ہوں۔ فرمایا: پھر اہل جہنم سے اہل جنت کے مثل (کثیر) افراد نکالے جائیں گے۔ یا فرمایا: دو مثل افراد نکالے جائیں گے۔ راوی کہتے ہیں میرا غالب رجحان یہ ہے کہ ایک مثل فرمایا تھا۔ ان کی پیشانی پر لکھا ہوگا "عتقاء اللہ" اللہ کے آزاد کردہ۔[1]

ترمذی میں حضرت انس بن مالکؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جہنم سے ہر اس شخص کو نکال لو جس نے مجھے کسی دن یاد کیا ہو یا کسی مقام پر مجھ سے ڈرا ہو۔

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں یہ روایت حسن غریب ہے۔

ترمذی ہی میں حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جہنم میں جانے والوں میں سے دو شخص انتہائی تیز چیخیں گے۔ پروردگار عالی شان فرمائیں گے: ان کو نکالو۔ ان کو نکال لیا جائے گا تو پروردگار ان سے دریافت فرمائیں گے: کس وجہ سے اتنی تیز چیخ رہے ہو؟ وہ کہیں گے یہ حرکت ہم نے اس لئے کی ہے تاکہ آپ کو ہم پر رحم آ جائے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میری رحمت تمہارے لئے یہی ہے کہ تم دونوں (واپس وہیں) چلے جاؤ۔ پس وہ دونوں اپنے آپ کو پھر جہنم کے پاس پائیں گے۔ ایک تو جہنم میں چھلانگ لگا دے گا، لیکن دوسرا کھڑا رہ جائیگا۔ پروردگار اس سے دریافت فرمائیں گے: تو نے کیوں اپنے آپ کو جہنم میں نہیں ڈالا جیسے تیرے ساتھی نے اپنے آپ کو جہنم میں ڈال دیا۔ وہ عرض کرے گا: پروردگار مجھے تیری رحمت سے بعید لگتا ہے کہ تو مجھے ایک مرتبہ جہنم سے نکالنے کے بعد دوبارہ اس میں ڈال دے گا۔ پروردگار فرمائیں گے: جا تجھے تیری اچھی امید مبارک ہو۔ (اور دوسرے کو اس کی تابعداری مبارک ہو) پھر دونوں کو اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔[2]

اس روایت کی سند میں رشدین بن سعد ابن ابی النعم سے روایت کرتے ہیں۔ یہ دونوں ضعیف راوی ہیں۔

---

[1] ذکرہ المصنف فی تفسیرہ: ۲۵۷/۳. الدر المنثور: ۲۰۶/۳ [2] الترمذی: ۲۵۹۹

لیکن ترغیبِ ثواب وامید میں مفید ہیں۔

عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں رشدین بن سعد، ابوہانی الخولانی، عمرو بن مالک الخشنی کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ فضالۃ بن عبود اور عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا:

جب قیامت کا دن ہوگا اور اللہ تبارک وتعالیٰ مخلوق کے فیصلہ سے فارغ ہو جائیں گے تو صرف دو آدمی رہ جائیں گے۔ ان دونوں کو جہنم کا حکم سنا دیا جائے گا۔ ایک مڑ مڑ کر اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف دیکھے گا۔ جبار عزوجل فرمائیں گے اس کو واپس لایا جائے۔ فرشتے اس کو بارگاہِ خداوندی میں واپس لائیں گے تو پروردگار اس سے دریافت فرمائیں گے: تو کیوں مڑ مڑ کر دیکھ رہا تھا؟ بندہ عرض کرے گا: پروردگار! میرا خیال تھا کہ آپ مجھے جنت میں داخل فرمادیں گے۔ پس اس کو جنت کا حکم دیدیا جائے گا۔ بندہ (جنت میں نعمتوں کی بارش دیکھ کر) کہے گا: پروردگار نے مجھے اس قدر عطا کر دیا ہے کہ اگر میں سارے جنتیوں کی دعوت کروں تو خدا کے دیئے ہوئے میں کچھ کمی نہ آئے۔

حضور ﷺ جب بھی اس حدیث کا ذکر فرماتے، مسرت آپ کے چہرۂ اقدس سے پھوٹ پڑتی۔[1]

فصل

اصحابِ اعراف کا بیان

فرمانِ الٰہی ہے: ان دونوں (یعنی بہشت اور دوزخ) کے درمیان (اعراف نام کی) ایک دیوار ہوگی اور اعراف پر کچھ آدمی ہونگے جو سب (اہل جہنم اور اہل جنت) کو ان کی صورتوں سے پہچان لیں گے تو وہ اہل بہشت کو پکار کر کہیں گے کہ تم پر سلامتی ہو۔ یہ لوگ (ابھی) بہشت میں داخل تو نہیں ہوئے ہونگے، مگر امید رکھتے ہونگے اور جب ان کی نگاہیں پلٹ کر اہل دوزخ کی طرف جائیں گی تو عرض کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہم کو ظالم لوگوں کے ساتھ (شامل) نہ کی جیو (سورۃ الاعراف ۴۶، ۴۷)۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں: اعراف جنت اور جہنم کے درمیان ایک دیوار کا نام ہے۔

حضرت شعبیؒ صلۃ بن زفرؒ سے وہ حضرت حذیفہؓ سے روایت کرتے ہیں آپؓ نے فرمایا: اصحاب الاعراف کو جہنم میں جانے سے ان کی نیکیاں آڑے آ گئیں اور ان کی بدیوں نے ان کیلئے جنت کا راستہ کاٹ دیا۔

فرمانِ الٰہی ہے: اور جب ان کی نگاہیں پلٹ کر اہل دوزخ کی طرف جائیں گی تو عرض کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہم کو ظالم لوگوں کے ساتھ (شامل) نہ کی جیو (سورۃ الاعراف آیت ۴۷)

پس یہ لوگ ایک عرصہ تک اسی امید وبیم کی حالت میں ہونگے کہ پروردگار ان پر جلوہ افروز ہوگا اور ان کو فرمائے گا کھڑے ہو جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ، میں نے تم کو بخش دیا ہے۔

امام بیہقیؒ نے سنداً حضرت عبداللہؓ بن الحارث بن نوفل سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اصحاب الاعراف وہ لوگ ہیں جن کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوگئیں۔ ان کو ایک نہر پر لے جایا جائے گا، جس کو نہر الحیاۃ کہتے

---

[1] مسند احمد: ۵/ ۲۳۰. و ۶/ ۲۱. کنز العمال: ۳۹۴۳۴. مجمع الزوائد: ۱۰/ ۳۸۴. اتحاف: ۹/ ۱۷۲

ہیں۔ اس نہر کی مٹی ورس اور زعفران کی ہوگی۔ اس کے کنارے لوہے کے سرکنڈوں کے ہونگے۔ جن پر موتی جڑے ہونگے۔ وہ اس میں غسل کریں گے۔ جس سے ان کے سینوں پر ہلکی سفیدی ظاہر ہوگی۔ وہ دوبارہ غسل کریں گے اور ان کی سفیدی بڑھ جائے گی۔ پھر ان کو کہا جائے گا: تم جو چاہو اپنی خواہشات کا اظہار کرو۔ وہ اپنی خواہشات بتائیں گے۔ ان کو کہا جائے گا جو تم نے بتایا یہ اور اس سے ستر گنا زیادہ تم کو دیا جاتا ہے۔ یہ لوگ مساکین الجنت ہونگے۔[1]

مصنف ابوالفداء علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں اصحاب الاعراف کے متعلق کئی احادیث وارد ہوئی ہیں لیکن ان میں ضعف ہے۔ جس کی وجہ سے ہم نے ان کو ترک کر دیا ہے۔

سب سے پہلے جو شخص جہنم سے نکل کر جنت میں داخل ہوگا

صحیح مسلم میں زہری عن عطاء بن یزید اللیثی کی روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا: لوگوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہم قیامت کے دن اپنے پروردگار کو دیکھ سکیں گے ؟ فرمایا: کیا چودھویں کے چاند کو دیکھنے میں تمہیں کوئی مزاحمت کا سامنا ہوتا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا نہیں یارسول اللہ! پھر فرمایا: کیا جب سورج کا مطلع بادلوں سے صاف ہو اس وقت تمہیں سورج کو دیکھنے میں کوئی مزاحمت کا سامنا ہوتا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا نہیں یارسول اللہ!

فرمایا پس اسی طرح تم قیامت کے دن پروردگار کو دیکھو گے۔ جب اللہ تعالیٰ انسانوں کو جمع فرمائے گا تو ارشاد ہوگا: جو شخص جس چیز کی پرستش کرتا تھا وہ اس کے پیچھے آئے۔ پس جو سورج کی عبادت کیا کرتا تھا وہ سورج کے پیچھے رہے۔ جو چاند کو پوجتا تھا وہ اس کی اتباع کرے۔ جو سرکش شیاطین کی عبادت کیا کرتا تھا وہ ان کے ساتھ آئے۔ بس یہ امت اور اسکے منافقین رہ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے پاس ایسی صورت میں جلوہ افروز ہونگے جس سے وہ آشنا نہ ہونگے۔ پروردگار فرمائیں گے میں تمہارا رب ہوں! وہ کہیں گے ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں، ہم یہیں ایستادہ ہیں تاوقتیکہ ہمارا رب آجائے اور ہم اس کو پہچان لیں۔ پھر اللہ تعالیٰ ایسی صورت میں جلوہ افروز ہونگے، جس سے وہ آشنا ہونگے۔ پروردگار فرمائیں گے: میں تمہارا رب ہوں۔ وہ کہیں گے ہاں آپ ہمارے رب ہیں۔ پھر وہ پروردگار کے پیچھے آئیں گے اور جہنم پر پل قائم کر دیا جائے گا۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں: پس اس پہ گزرنے والوں میں سے میں پہلا شخص ہوں گا۔ اس دن رسولوں کے سوا کوئی بات نہ کر سکے گا اور اس دن سب رسولوں کی زبان پر یہ دعا ہوگی: اے اللہ! سلامتی فرما، اے اللہ! سلامتی فرما۔ مقام سعدان کے کانٹوں کے مثل (بڑے بڑے) آنکڑے ہونگے۔ کیا تم نے سعدان کے کانٹے دیکھے ہیں؟ صحابہؓ نے عرض کیا جی یارسول اللہ! فرمایا: بس وہ آنکڑے ان کے مثل ہونگے، بس جسامت ان کی اللہ ہی کو معلوم ہے۔ وہ لوگوں کو ان کے اعمال کے مطابق پکڑیں گے۔ کوئی تو اپنے عمل کی پاداش میں ہلاک ہونے والا ہوگا۔ کوئی ذلت وخواری اٹھانے کے بعد نجات پا جائے گا۔ حتی کہ جب اللہ تعالیٰ قصاص سے فارغ ہو جائیں گے اور جہنم سے لا الہ الا اللہ کہنے والوں میں جس جس کو نکالنا چاہیں گے تب فرشتوں کو حکم فرمائیں گے کہ ان کو جہنم سے نکال لیا جائے۔

---

[1] البیهقی: ۱۲۰

فرشتے ان کو سجدہ کے نشانات سے پہچان لیں گے کیونکہ آگ ان نشانات کو جلانے پر قادر نہ ہوگی۔ وہ جہنم سے کوئلہ ہو کر نکلیں گے پھر ان پر آبِ حیات چھڑکا جائے گا۔ اس سے ان کے جسم یوں تروتازہ اگ آئیں گے جیسے بارش میں گھاس اگ آتی ہے۔

جب اللہ تعالیٰ فیصلہ سے فارغ ہو جائیں گے اور ایک شخص جہنم کی طرف منہ کئے باقی رہ جائے گا وہ منہ پھیرنے پر قادر نہ ہو سکے گا۔ وہ پکارے گا: پروردگار! مجھے جہنم کی (آتشیں) ہوا آرہی ہے۔ اس کی تپش مجھے جلائے دے رہی ہے۔ میرا چہرہ جہنم سے پھیر دے۔ وہ مسلسل اللہ کو پکارتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اگر تیرا یہ سوال پورا کر دیا جائے، کچھ اور سوال تو نہیں کرے گا؟ وہ کہے گا: تیری عزت کی قسم! اور کوئی...... سوال نہ کروں گا۔ پس اس کا چہرہ جہنم سے پھیر دیا جائے گا۔ لیکن پھر وہ سوال کرے گا یا رب! مجھے جنت کے دروازے کے اور قریب کر دے، بس۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تم نے نہیں کہا تھا کہ اور کوئی سوال نہ کرو گے۔ بندہ کہے گا: تیری عزت کی قسم! اب کوئی سوال نہ کروں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے بہت سے عہد و پیمان لیں گے کہ اب وہ دوبارہ کوئی سوال نہ کرے گا اور پھر اس کو باب الجنۃ کے قریب کر دیا جائے گا۔ وہ جنت میں بیش بہا نعمتیں دیکھے گا تو کچھ عرصہ تو خاموش رہے گا پھر بول اٹھے گا: یا رب! مجھے جنت میں داخل کر دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تم نے نہیں کہا تھا کہ اور کوئی سوال نہ کرو گے۔ اے ابن آدم! افسوس! تو کس قدر دغاباز ہے۔ بندہ کہے گا یا رب! مجھے اپنی مخلوق میں سب سے بدبخت نہ فرما! پس وہ مسلسل اللہ کو پکارتا رہے گا۔ حتیٰ کہ اللہ پاک ہنسیں گے۔ جب اللہ عزوجل اس کو دیکھ کر ضحک (ہنسی) فرمائیں گے تو اس کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت مرحمت فرما دیں گے۔ جب وہ داخل ہو جائے گا تو اس سے پوچھا جائے گا، اپنی خواہش کا اظہار کرو۔ وہ اظہار کرے گا۔ اسے پھر کہا جائے گا چاہو تو کچھ اور خواہش بتاؤ۔ وہ پھر اپنی خوہشات بتائے گا۔ حتیٰ کہ اس کی تمنائیں اور خواہشات ختم ہو جائیں گی۔ تب اس کو کہا جائے گا تجھے یہ بھی اور اس جتنا مزید عطا کیا جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کے یہ حدیث سناتے وقت حضرت ابو سعید خدریؓ شروع سے حدیث ختم تک ساتھ موجود تھے لیکن کہیں بھی انہوں نے انکار نہیں فرمایا۔ صرف یہ فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ سے آخری الفاظ یہ سنے تھے کہ یہ اور اس سے دس گنا زیادہ دیا جاتا ہے۔ جبکہ حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث میں یہ اور اس جتنا اور عطا کیا جاتا ہے، کے الفاظ ہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں یہ شخص جنت میں داخل ہونے والوں میں سے آخری ترین شخص ہوگا (جس کا یہ اعزاز ہوگا۔)

بعض روایات میں آیا ہے جیسا کہ ماقبل میں گزر چکا اس شخص کا جہنم سے نکلنے کے بعد جنت میں داخلہ تین مراحل میں ہوگا۔ ہر مرحلہ میں وہ ایک درخت کے پاس فروکش ہوگا اور ہر درخت پہلے والے سے اچھا ہوگا۔

اسی طرح امام مسلمؒ نے بھی روایت کیا ہے۔[۱]

سب سے آخر میں جہنم سے نکلنے والا شخص

عثمان بن ابی شیبۃ، جریر، منصور، ابراہیم، عبیدۃ کے سلسلۂ سند کے ساتھ حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ

۱۔ البخاری: ۷۴۳۷۔ ۶۵۷۳۔ المسلم: ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۳۔ ۴۔ ۴۵۵

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سب سے آخر میں جہنم سے نکلنے والے شخص کو میں جانتا ہوں، وہی سب سے آخر میں جنت میں داخل ہونے والا ہوگا۔ وہ شخص جہنم سے گھٹنوں کے بل نکلے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو فرمائیں گے! جا جنت میں داخل ہو جا۔ وہ جنت کے پاس آ کر خیال کرے گا کہ جنت تو اب تک بھر چکی ہوگی لہذا وہ لوٹ کر پروردگار کے پاس آئے گا اور عرض کرے گا: پروردگار! جنت کو تو میں بھرا ہوا پاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کو فرمائیں گے: جا جنت میں داخل ہو جا۔ تیرے لئے دنیا اور اس کے دس مثل جنت عطا کی جاتی ہے۔ وہ حیرت میں عرض کرے گا: یا رب! آپ بادشاہ ہو کر مجھ سے مذاق فرما رہے ہیں۔

راوی حضرت عبداللہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اس قدر ہنسے کہ آپ کی ڈاڑھ مبارک ظاہر ہو گئیں۔

یہ شخص جنت میں سب سے کم مرتبہ والا ہوگا۔[۱]

فصل

امام الدارقطنیؒ نے اپنی کتاب ''الرواۃ عن مالک'' اور خطیب بغدادیؒ نے ایک غریب طریق کے ساتھ عبدالملک بن الحکم سے روایت کی ہے وہ مالک، عن نافع کی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت میں سب سے آخر میں داخل ہونے والا شخص جہینہ کا ایک فرد ہوگا۔ اس کو جہینہ ہی کہا جائے گا۔ اہل جنت کہیں گے: جہینہ کے پاس یقینی خبر ہے، اس سے سوال کرو کہ کیا کوئی مخلوق میں سے باقی ہے؟

مصنفؒ فرماتے ہیں امام مالکؒ کی طرف اس روایت کی نسبت کرنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے راوی مجہول ہیں۔ اگر آپؒ سے یہ روایت ثابت ہوتی تو کتب مشہورہ جیسا کہ خود آپ کی کتاب مؤطا امام مالک میں ضرور ہوتی۔ امام قرطبی پر حیرت ہوتی ہے کہ انہوں نے اس روایت کو التذکرہ میں بیان کر کے اس پر یقین کر لیا اور فرمایا کہ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت میں سب سے آخر میں داخل ہونے والا شخص جہینہ کا ایک فرد ہوگا۔ اس کو جہینہ ہی کہا جائے گا۔ اہل جنت کہیں گے: جہینہ کے پاس یقینی خبر ہے۔

محدث سہیلیؒ نے بھی اس کو نقل کیا ہے اور اس کی تضعیف نہیں فرمائی۔ فالعجب!

صحیح مسلم میں حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اہل جنت میں سب سے آخر میں جنت میں داخل ہونے والے شخص کو میں جانتا ہوں۔ وہی سب سے آخر میں جہنم سے نکلنے والا ہوگا۔ ایک شخص کو قیامت کے دن لایا جائے گا۔ اس کو اس کے گناہ یاد دلائے جائیں گے۔ تو نے اس دن یہ کیا یہ کیا۔ فلاں دن یہ کیا یہ کیا۔ اس کو تسلیم کئے بغیر چارہ نہ ہوگا لہذا وہ ہاں ہاں کہتا جائے گا۔ ساتھ ساتھ اسے خوف لاحق ہوگا کہیں اس کے بڑے بڑے گناہ نہ پیش کر دیئے جائیں۔

۱۔ البخاری: ۶۵۷۱، ۷۵۱۱

پھر اسے کہا جائے گا: تجھے ہر بدی کے عوض نیکی دی جاتی ہے۔ تب وہ کہے گا: پروردگار! میں نے اور بھی بہت سے برے کام کئے ہیں، ان کو میں یہاں نہیں دیکھ رہا؟۔

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا آپ اس قدر ہنسے کہ آپ کی ڈاڑھ مبارک نظر آنے لگیں۔[۱]

المعجم الکبیر للطبرانی میں سنداً حضرت ابوامامۃؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت میں سب سے آخر میں جو شخص داخل ہوگا وہ پل صراط پر پیٹ کے بل ایسے گرے پڑے گا، جیسے وہ بچہ جسے اس کا باپ مار پیٹ رہا ہو اور وہ اس کی مار سے بچنے کیلئے بھاگ رہا ہو۔ اس کا عمل اس سے عاجز ہوگا کہ اس کو دوڑا سکے۔ وہ خدا سے کہے گا پروردگار! مجھے جنت میں پہنچا دے اور جہنم سے نجات دیدے۔ اللہ تعالیٰ اس کو وحی بھیجیں گے: میرے بندے! اگر میں تجھے جہنم سے نجات دیدوں اور جنت میں داخل کردوں تو کیا تو اپنے سب گناہوں اور خطاؤں کا اقرار کرلے گا؟ وہ کہے گا: پروردگار! تیری عزی عزت کی قسم! اگر تو مجھے جہنم سے نجات دیدے تو میں اپنے سب گناہوں کا اقرار کرلوں گا۔ پس وہ پل عبور کر جائے گا۔ پھر بندہ دل میں خیال کرے گا اگر میں اپنے گناہوں اور اپنی خطاؤں کا اقرار کرلوں تو ممکن ہے اللہ پاک مجھے واپس جہنم میں ڈال دے۔ اللہ تعالیٰ اس کو وحی فرمائیں گے میرے بندے! اب اپنے گناہوں کا اعتراف کر، میں تیری مغفرت کردوں گا اور تجھے جنت میں داخل کردوں گا۔ وہ کہے گا: پروردگار! تیری عزت اور تیرے جلال کی قسم! میں نے کبھی کوئی گناہ کیا ہی نہیں اور نہ کوئی مجھ سے خطا سرزد ہوئی ہے۔ پروردگار فرمائے گا: بندے! میرے پاس تیرا گواہ موجود ہے۔ وہ اپنے دائیں بائیں دیکھے گا اور کسی کو نہ پا کر کہے گا: پروردگار! اپنے گواہ حاضر دکھایئے۔ پس اللہ تعالیٰ اس کی کھال کو بلوائیں گے وہ اس کے چھوٹے چھوٹے گناہوں کو بتائے گی۔ بندہ جب یہ ماجرا دیکھے گا تو پکار اٹھے گا: یارب! تیری عزت کی قسم! میرے تو اس سے بھی بڑے بڑے گناہ ہیں۔ اللہ پاک وحی فرمائیں گے: بندے! میں ان کو تجھ سے زیادہ اچھی طرح جانتا ہوں۔ تو ان کا اعتراف کرلے، میں ان کو بخش دوں گا۔ پس بندہ گناہوں کا اعتراف کرلے گا اور اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمادیں گے۔

یہ حدیث ارشاد فرما کر آپ ﷺ اس قدر ہنسے کہ آپ کی ڈاڑھ مبارک ظاہر ہوگئیں اور فرمایا: یہ تو سب سے کم مرتبہ والے جنتی کا حال ہے۔ اس سے اوپر والے کا کیا حال ہوگا (اور کیا شان وشوکت ہوگی)۔[۲]

مسند احمد میں حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جہنم میں ایک بندہ ایک ہزار سال تک خدا کو "**یاحنّان یامنّان**" کہہ کر پکارتا رہے گا۔

حنان کا مطلب شفقت فرمانے والا، منان کا مطلب احسان کرنے والا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت جبریل کو حکم فرمائیں گے: جاؤ میرے اس بندے کو لے کر آؤ۔ حضرت جبریلؑ آئیں گے اور اہل جہنم کو گھٹنوں کے بل پڑے ہوئے اور روتے ہوئے پائیں گے۔ (حضرت جبریل نہ پہچاننے کی وجہ سے) دوبارہ واپس جائیں گے اور بارگاہِ الٰہی میں خبر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اس کو لاؤ وہ فلاں فلاں جگہ میں ملے گا۔ پس حضرت جبریلؑ اس کو لے آئیں گے اور پروردگار کیسامنے اس کو کھڑا کردیں گے۔ پروردگار

۱۔ المسلم: ۴۶۶۔ ۲۔ المعجم الکبیر للطبرانی: ۱۰۱/۱۰

فرمائیں گے: اے میرے بندے! اپنے ٹھکانے اور جائے آرام کو کیسا پایا؟ وہ عرض کرے گا: پروردگار! وہ انتہائی برا ٹھکانہ ہے اور بری آرام گاہ ہے۔ پروردگار فرمائیں گے: اس کو دوبارہ اس کے ٹھکانے پر پہنچا دو۔ بندہ عرض کرے گا: پروردگار مجھے تو آپ سے یہ امید نہیں تھی کہ آپ مجھے ایک مرتبہ نکال کر دوبارہ اس میں جھونک دیں گے۔ پروردگار فرمائیں گے: اس کو چھوڑ دو۔[1]

امام احمد اس کی روایت میں منفرد ہیں۔

مسلمانوں کے نکلنے کے بعد کافرین کے ساتھ پیش آنے والے احوال

جب اہل عصیان جہنم سے نکال لئے جائیں گے اور صرف کافرین اس میں رہ جائیں گے تو وہ اس میں مزے نہ چکھیں گے۔ جیسے فرمانِ الٰہی ہے: سو آج یہ لوگ نہ دوزخ سے نکالے جائیں گے (سوۃ الجاثیہ آیت ٣٥)

ان کیلئے کوئی جائے پناہ نہ ہوگی بلکہ اسی آگ کے ٹھکانے میں ہمیشہ پڑے رہیں گے۔ یہ وہ لوگ ہونگے جن کو قرآن نے محبوس کر رکھا ہوگا اوران پر ہمیشہ کیلئے جہنم کا حکم رعائد کیا ہوگا، جیسے فرمانِ الٰہی ہے: اور جو شخص خدا اور اس کے پیغمبر کی نافرمانی کرے گا تو ایسوں کیلئے جہنم کی آگ ہے ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ یہاں تک کہ جب یہ لوگ وہ (دن) دیکھ لیں گے جن کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے تب ان کو معلوم ہو جائیگا کہ مددگار کس کے کمزور اور شمار کن کا تھوڑا ہے (سورۃ الجن آیتان ٢٣، ٢٤)

نیز فرمانِ الٰہی ہے: بے شک خدا نے کافروں پر لعنت کی ہے اوران کے لئے (جہنم کی) آگ تیار کر رکھی ہے اس میں ابد الآباد رہیں گے نہ کسی کو دوست پائیں گے اور نہ مددگار۔ (سورۃ الاحزاب ٦٤، ٦٥)

فرمانِ الٰہی ہے: جو لوگ کافر ہوئے اور ظلم کرتے رہے خدا ان کو بخشنے والا نہیں اور نہ انہیں رستہ دکھائے گا ہاں دوزخ کا رستہ جس میں وہ ہمیشہ (جلتے) رہیں گے اور یہ (بات) خدا کو آسان ہے۔ (النساء: ١٦٨۔١٦٩)

یہ تین آیات ان کافروں کیلئے جہنم میں ابد الآباد رہنے کا حکم ظاہر کرتی ہیں۔ یہ تین آیات ان کیلئے سخت ترین ہیں۔ اس کے علاوہ مشیت کے ساتھ جو دوام کے حکم ہیں ان پر کلام ہوا ہے ان کی الگ تفصیل ہے۔ جیسے فرمانِ الٰہی ہے: فرمایا جہنم تمہارا ٹھکانہ ہے ہمیشہ اس میں رہو گے مگر جتنا اللہ چاہے ۔ بے شک تیرا رب حکمت والا علم والا ہے۔ (سوۃ الانعام آیت ١٢٩) نیز فرمایا: تو جو بد بخت ہونگے وہ دوزخ میں (ڈالے جائیں گے) اس میں ان کو چلانا اور دھاڑنا ہوگا (اور) جب تک آسمان اور زمین ہیں اسی میں رہیں گے مگر جتنا تمھارا پروردگار چاہے۔ بیشک تمھارا پروردگار جو چاہتا ہے کر دیتا ہے (سوۃ ھود آیتان ١٠٦، ١٠٧)

مسند احمد میں ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اہل جنت جنت میں اور اہل جہنم جہنم میں پہنچ جائیں گے تو موت کو (مینڈھے کی شکل میں) لایا جائے گا اور جنت و جہنم کے درمیان کھڑا کر دیا جائے گا پھر ایک منادی نداء دے گا: اے اہل جنت! اب دوام ہی دوام ہے۔ موت کبھی نہیں آئے گی۔ اے اہل جہنم! دوام ہی دوام ہے۔ موت کبھی نہیں آئے گی۔ یہ اعلان سن کر اہل جنت کی خوشیاں دوبالا ہو جائیں گی اور اہل جہنم کے رنج وغم کا کوئی ٹھکانہ نہ رہے گا۔[2]

١۔ مسند احمد: ٣/ ٢٣٠ ٢۔ مسند احمد: ٢/ ١١٨

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن موت کو لایا جائے گا اور پل صراط پر کھڑا کر دیا جائے گا اور پھر اعلان ہوگا: اے اہل جنت! اہل جنت خوفزدہ ہو کر دیکھیں گے کہ کہیں ان کو ان کے ٹھکانے سے تو نہیں نکالا جا رہا ہے۔ پھر کہا جائے گا: کیا تم اس کو جانتے ہو؟ وہ کہیں گے جی پروردگار! یہ موت ہے۔ پھر اعلان ہوگا: اے اہل جہنم! اہلِ جہنم خوش ہو کر دیکھیں گے کہ شاید ان کو یہاں سے نکالا جائے گا۔ پھر کہا جائے گا: کیا تم اس کو جانتے ہو؟ وہ کہیں گے جی پروردگار! یہ موت ہے۔ پس اس کیلئے حکم جاری کر دیا جائے گا اور موت کو پل صراط پر ذبح کر دیا جائے گا اور دونوں فریقین کو کہا جائے گا: جو جہاں ہے وہیں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اور موت کبھی نہیں آئے گی۔[1]

مصنفؒ فرماتے ہیں اس روایت کی سند قوی اور جید ہے۔ نیز صحیح کی شرط کے مطابق ہے۔ لیکن اس طریق کے ساتھ صحیحین میں سے کسی نے تخریج نہیں فرمائی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اہل جنت کی صفات اور نعمتوں کا بیان

جنت کے دروازوں کا بیان

فرمانِ الٰہی ہے: اور جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کو گروہ گروہ بنا کر بہشت کی طرف لے جائیں گے یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچ جائیں گے اور اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تو اس کے داروغہ ان سے کہیں گے کہ تم پر سلام! تم بہت اچھے رہے! اب اس میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ۔ وہ کہیں گے کہ خدا کا شکر ہے جس نے اپنے وعدے کو ہم سے سچا کر دیا اور ہم کو اس زمین کا وارث بنا دیا۔ ہم بہشت میں جس مکان میں چاہیں رہیں تو (اچھے) عمل کرنے والوں کا بدلہ بھی کیسا خوب ہے (سورۃ الزمر آیتان ۷۳،۷۴)

فرمانِ الٰہی ہے: ہمیشہ رہنے کے باغ جن کے دروازے ان کے لئے کھلے ہونگے (سورۃ ص آیت ۵۰)۔

فرمانِ الٰہی ہے: اور فرشتے (بہشت کے) ہر ایک دروازے سے ان کے پاس آئیں گے (اور کہیں گے) تم پر رحمت ہو (یہ) تمھاری ثابت قدمی کا بدلہ ہے اور عاقبت کا گھر خوب (گھر) ہے (سورۃ الرعد آیتان ۲۳،۲۴)

پہلے احادیث میں گزر چکا ہے کہ مؤمنین جب جنت کے دروازے پر پہنچیں گے تو اس کو بند پائیں گے پس وہ شفیع کو تلاش کریں گے جو اللہ عزوجل کے ہاں شفاعت کر کے ان کیلئے دروازہ کھلوا سکے۔ پہلے وہ حضرت آدمؑ کے پاس آئیں گے۔ پھر نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ علیہم السلام کے پاس یکے بعد دیگرے آئیں گے۔ لیکن ہر ایک انکار کر دے گا پھر حضور ﷺ کے پاس حاضر ہونگے۔ پس آپ علیہ السلام باب الجنت کے حلقہ کو کھٹکھٹائیں گے۔ داروغۂ جنت عرض کرے گا کون؟ آپ ﷺ فرمائیں گے: محمد۔ وہ عرض کرے گا: مجھے آپ ہی کا حکم ملا ہے کہ آپ سے پہلے کسی کیلئے دروازہ نہ کھولوں۔ لہٰذا آپ ﷺ داخل ہونگے اور بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہو کر دوسرے تمام مؤمنین کے داخلہ کیلئے شفاعت فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی شفاعت کو شرفِ قبولیت بخشیں گے۔ چنانچہ انبیاء میں آپ

۱۔ مسند احمد: ۲/ ۲۶۱ ۔ ۲/ ۳۷۷

ﷺ اور امتوں میں آپ ﷺ کی امت سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگی۔

صحیح میں آپ ﷺ کا فرمان ہے: جنت میں سب سے پہلے شفاعت بھی میں کروں گا اور سب سے پہلے جنت کے دروازے پر دستک بھی میں دوں گا۔

امام احمد، امام مسلم اور اہل سنن رحمہم اللہ نے عقبہ بن عامر وغیرہ کی روایت کے ساتھ حضرت عمر بن الخطابؓ سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

جس نے وضوء کیا اور اچھی طرح کیا پھر آسمان کی طرف اپنی نگاہ اٹھائی اور یہ پڑھا:

اشھدان لاالٰہ الااللّٰہ وحدہ لاشریک لہ و اشھد ان محمداعبدہ ورسولہ

اس کیلئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ جس سے چاہے داخل ہو۔[۱]

مسند احمد میں (عفان، بشر بن المفضل، عبدالرحمٰن بن اسحٰق، ابی حازم کی سند کے ساتھ) حضرت سہل بن سعدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت کا ایک دروازہ باب الریّان کہلاتا ہے۔ قیامت کے دن روزہ داروں کو اس سے بلایا جائے گا۔ پوچھا جائے گا کہاں ہیں روزے دار؟ پس جب وہ داخل ہوجائیں گے تو دروازے کو بند کر دیا جائے گا اور ان کے علاوہ کوئی اور داخل نہ ہو سکے گا۔[۲]

مسند احمد میں ہے کہ جس نے اپنے مال میں سے کسی چیز کی دو جوڑیاں اللہ کی راہ میں خرچ کیں اسے جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا۔ جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ جو اہلِ صلاۃ میں سے ہونگے ان کو باب الصلاۃ سے بلایا جائے گا۔ جو اہل الزکوٰۃ ہونگے ان کو باب الزکوٰۃ سے بلایا جائے گا۔ جو اہل الصوم (روزے دار) ہونگے وہ باب الریان سے بلائے جائیں گے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ایسا کوئی شخص نہ ہوگا کہ وہ جس دروازے سے چاہے اسے اسی سے بلایا جائے؟ کیا کسی کو سب دروازوں سے بلایا جائے گا؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اور مجھے امید ہے کہ تم وہ شخص ہوگے یا ابا بکر![۳]

عتبہ بن عبداللہ بن السلمیؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

جس مسلمان کے تین بچے بلوغت کو پہنچنے سے قبل وفات پاجائیں تو وہ بچے اس کو جنت کے آٹھوں دروازوں پر ملیں گے۔ وہ جس سے چاہے داخل ہوجائے۔

ابن ماجہ نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔[۴]

بیہقی میں عتبہ بن عبداللہ بن السلمیؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا:

جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ تلوار گناہوں کو مٹانے والی ہے۔ لیکن نفاق کو نہیں مٹا سکتی۔[۵]

شفاعت سے متعلق ابوزرعۃ کی حضرت ابوہریرۃؓ سے متفق علیہ روایت ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

۱۔ المسلم: ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ مسند احمد: ۱/ ۹۱ ۲۔ مسند احمد: ۵/ ۳۳۳۔ ۳۔ بخاری، الحدیث: ۱۸۹۷۔ مسلم، الحدیث: ۲۳۶۸۔ ترمذی، الحدیث: ۳۶۷۴۔ مسند احمد، الحدیث: ۲/ ۲۶۸ والحدیث: ۲/ ۳۶۶ والحدیث: ۴/ ۳۸۶۔ ۴۔ ابن ماجہ: ۱۶۰۴ ۵۔ البیہقی فی البعث والنشور: ۲۵۷ وفی السنن: ۹/ ۱۶۴

اے محمد! اپنی امت میں سے ہر اس شخص کو جنت کے دائیں دروازے سے داخل کرلے، جس پر حساب کتاب نہیں ہے۔ باقی دوسرے دروازوں میں سب شریک ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! جنت کی چوکھٹ کے درمیان کا فاصلہ مکہ اور ہجر یا مکہ اور بصری کے درمیان جتنا ہے۔[1]

صحیح مسلم میں خالد بن عمیر العدوی سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہمیں عتبہ بن غزوان نے خطبہ دیا اور حمد وثناء کے بعد فرمایا:

امابعد! لوگو! دنیا عن قریب فنا ہونے کا اعلان کرچکی ہے اور پیٹھ پھیر کر چل پڑی ہے۔ برتن کے بچے کھچے پانی کی طرح دنیا کا معمولی حصہ رہ گیا ہے۔ ابن آدم اس بچے کھچے پانی کو بھی اپنے اوپر انڈیل رہا ہے۔ یقیناً تم سب اس دنیا سے اس گھر کی طرف منتقل ہوگے جس کو کوئی فنا نہیں ہے۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ جنت کے دو کواڑوں کے درمیان چالیس سال کی مسافت ہے۔ اس پر ایک دن ایسا آئے گا کہ اس پر انسانوں کا ازدحام ہوگا۔[2]

مسند میں معاویہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تم ستر امتوں کے برابر ہو۔ ان میں سب سے آخر میں ہو اور اللہ کے ہاں سب سے زیادہ باعزت ہو۔ اور جنت کے کواڑوں میں سے دو کواڑوں کے درمیان چالیس سال کی مسافت ہے۔ اس پر ایک دن ایسا آئے گا کہ اس پر انسانوں کا ازدحام ہوگا۔[3]

امام بیہقی نے اس کو دوسرے طریق سے نقل کیا ہے اور اس میں ستر سال کی مسافت کا ذکر ہے۔

لیکن امام بیہقی نے ماقبل کی چالیس سال والی روایت کو زیادہ صحیح قرار دیا ہے۔

ایک دوسری روایت میں سالم بن عبداللہ اپنے والدؓ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت کا دروازہ جس سے میری امت کے لوگ جنت میں داخل ہونگے اس کی چوڑائی تیز رفتار سواری کیلئے تین دن کی ہے۔ اس کے باوجود وہ اس میں اس قدر رش کے ساتھ داخل ہونگے کہ ان کے مونڈھے چھل رہے ہونگے۔[4]

امام ترمذیؒ نے اس کو روایت کیا ہے۔ لیکن وہ خود فرماتے ہیں میں نے امام بخاریؒ سے اس حدیث کے بارے میں استفسار کیا تو آپ نے لاعلمی کا اظہار فرمایا۔

مسند عبد بن حمید میں ایک سند کے ساتھ جس میں ابن لہیعہ بھی ایک راوی ہیں روایت کی ہے کہ حضرت ابوسعید خدریؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جہنم کے سات دروازے ہیں اور ہر دروازے کے درمیان کا فاصلہ ستر سال کی مسافت کا ہے۔

امام قرطبیؒ نے دعوی بلا دلیل کیا ہے کہ جنت کے تیرہ دروازے ہیں۔ اور اس کے سوا کوئی دلیل پیش نہیں[5] فرمائی کہ جنت کے آٹھ سے زیادہ دروازے ہیں جیسا کہ حدیث عمرؓ ہے: جس نے وضوء کیا پھر کہا: **اشهد ان لا اله الا الله** ....تو اس کیلئے جنت کے دروازوں میں سے آٹھ دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ جس سے چاہے

۱۔ البخاری: ۴۷۱۲، المسلم: ۴۷۹۔ ۲۔ المسلم: ۷۳۶۱۔ ۳۔ مسند احمد: ۵/۳۔ ۴۔ الترمذی: ۲۵۴۸۔ البیہقی فی البعث والنشور: ۲۵۹۔ ۵۔ تفسیر القرطبی: سورۃ الزمر الآیۃ: ۸۳۔ الحدیث: ۱۵/۲۷۴

داخل ہو جائے۔

اس روایت کو امام ترمذی وغیرہ نے تخریج فرمایا ہے۔

آجریؒ نے کتاب النصیحۃ میں حضرت ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے:

جنت میں ایک دروازہ ہے جس کو باب الضحیٰ کہا جاتا ہے۔ایک منادی نداء دے گا: کہاں ہیں وہ لوگ جو چاشت کی نماز پر مداومت کرتے تھے۔یہ تمہارا دروازہ ہے اس میں داخل ہو جاؤ۔[۱]

جنت کے دروازوں کے نام

حلیمیؒ فرماتے ہیں جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ بابِ محمد کے نام سے بھی ہے یہی باب التوبہ بھی کہلاتا ہے۔اس کے علاوہ باب الصلوٰۃ، باب الصوم، باب الزکوٰۃ، باب الصدقۃ، باب الحج، باب العمرۃ، باب الجہاد اور باب الصلۃ نام کے دروازے ہیں۔

حلیمیؒ کے علاوہ دوسرے شیوخ نے کچھ اور نام بھی گنوائے ہیں: باب الکاظمین، باب الراضین اور باب الایمن، جس سے وہ لوگ داخل ہونگے جن پر کوئی حساب کتاب نہ ہوگا۔امام قرطبیؒ نے اس آخری دروازے کے دو کواڑوں کے درمیان کی چوڑائی تیز رفتار سواری کے حساب سے تین دن کی مسافت بتائی ہے۔واللہ اعلم۔

جنت کی چابی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت ہے

اعمالِ صالحہ اس چابی کے دندانے ہیں

حضرت معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا:

جنت کی چابی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت ہے۔[۲]

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت وھب بن منبہ سے پوچھا گیا: کیا لا الہ الا اللہ جنت کی چابی نہیں ہے؟ فرمایا کیوں نہیں؟ لیکن چابی جب ہی کھولے گی جب اس کے دندانے بھی ہوں ورنہ نہیں کھولے گی۔یعنی توحید کے ساتھ اعمالِ صالحہ ہونا بھی ضروری ہیں اور طاعات کا بجالانا اور منہیات سے اجتناب کرنا لازمی شیء ہے۔[۳]

---

[۱] البخاری: ۱۸۹۶. المعجم الکبیر للطبرانیؒ: ۱۸۸/۲. کنز العمال: ۳۵۷۹ و: ۲۱۴۹۰

[۲] الدر المنثور: ۶۲/۲. الترغیب والترہیب ۲۱۴/۲. تفسیر ابن کثیر: ۱۱۲/۷. [۳] البخاری

جنت کے محلات، ان کی بلندی اور فراخی وکشادگی کا بیان

فرمانِ الٰہی ہے: اور جو شخص اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا اس کے لئے دو باغ ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ان دونوں میں بہت سی شاخیں (یعنی قسم قسم کے میووں کے درخت ہیں) تو تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ان میں دو چشمے بہہ رہے ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (اہل جنت) ایسے بچھونوں پر جن کے استر اطلس کے ہیں تکیہ لگائے ہوئے ہونگے۔ اور دونوں باغوں کے میوے قریب (جھک رہے) ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ان میں نیچی نگاہ والی عورتیں ہیں جن کو اہل جنت سے پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا اور نہ کسی جن نے۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ گویا وہ یاقوت اور مرجان ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا کچھ نہیں ہے؟ تو تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ اور ان باغوں کے علاوہ دو باغ اور ہیں تو تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ دونوں خوب گہرے سبز تو تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ان میں دو چشمے ابل رہے ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ان میں میوے اور کھجوریں اور انار ہیں تو تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ان میں نیک سیرت (اور) خوبصورت عورتیں ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (وہ) حوریں خیموں میں مستور (ہیں)۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ان کو (اہل جنت سے) پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا اور نہ کسی جن نے۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ سبز قالینوں اور نفیس مسندوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (اے محمد ﷺ) تمھارا پروردگار جو صاحبِ جلال وعظمت ہے اس کا نام بڑا بابرکت ہے۔ (سورۃ الرحمٰن آیات ۴۶ تا ۷۸)

صحیح بخاری میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

دو جنتیں سونے کی ہیں۔ ان میں برتن اور جو کچھ بھی ہے وہ سب سونے کا ہے۔ دو جنتیں چاندی کی ہیں۔ ان میں برتن اور جو کچھ بھی ہے وہ سب چاندی کا ہے۔ جنتِ عدن میں ان لوگوں اور خدائے عزوجل کے درمیان صرف ایک بڑائی کی چادر ہوگی جو خدائے عزوجل کے چہرے پر ہوگی۔[۱]

امام بیہقیؒ نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سابقین کیلئے سونے کی دو جنتیں ہیں اور اصحاب الیمین کیلئے دو جنتیں چاندی کی ہیں۔[۲]

امام بخاریؒ اپنی سند کے ساتھ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کرتے ہیں، آپؓ فرماتے ہیں یوم بدر کو حضرت حارثہؓ شہید ہو گئے۔ ان کو انجان تیر آ لگا تھا (جس کی وجہ سے وہ جامِ شہادت نوش فرما گئے۔) ان کی اہلیہ نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ! آپ جانتے ہیں حارثہ کی میرے دل میں کیا وقعت تھی۔ لہٰذا اگر تو وہ جنت میں ہیں تو میں ان پر نوحہ زاری نہیں کرتی۔ ورنہ ابھی آپ دیکھ لیں گے میں

۱۔ البخاری رقم الحدیث: ۴۸۷۸ والحدیث: ۴۸۸۰. المسلم: ۴۴۷ ۔ ۲ البیهقی فی البعث والنشور: ۲۴۲

کیا (رونا دھونا) کرتی ہوں۔ آپ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اس کیلئے کیا ایک ہی جنت ہے!!؟ بلکہ بہت سی جنتیں ہیں اور وہ تو فردوسِ اعلیٰ میں ہے۔

فی سبیل اللہ قلیل العمل اور جنت کی کمترین شیء دونوں دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں

فرمانِ رسول ﷺ ہے:

راہِ خدا میں ایک صبح یا ایک شام دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ اور تمہاری (اہلِ جہاد کی) کمان کی مقدار اور کوڑے کی جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ اور جنت کی عورتوں میں سے کوئی ایک آسمان و زمین والوں پر جلوہ گر ہو جائے تو آسمان و زمین کے درمیان کو روشن و تابناک کر دے اور سارا جہاں خوشبو سے مہک اٹھے۔ جنتی عورت کی اوڑھنی دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔[1]

حضرت قتادہ سے مروی ہے فرمایا: فردوس جنت میں سب سے بالائی، وسطی اور افضل ترین جگہ ہے۔[2]

فرمانِ الٰہی ہے: یعنی اونچے (اونچے محلوں کے) باغ میں (سورۃ الحاقہ آیت ۲۲)

فرمانِ الٰہی ہے: تو ایسے لوگوں کے لئے اونچے اونچے درجے ہیں (سورۃ طٰہٰ آیت ۷۵)

فرمانِ الٰہی ہے: اور اپنے پروردگار کی بخشش اور بہشت کی طرف لپکو جس کا عرض آسمان اور زمین کے برابر ہے اور جو (خدا سے) ڈرنے والوں کے لئے تیار کی گئی ہے (سورۃ آل عمران آیت ۱۳۳)

فرمانِ الٰہی ہے: (بندو) اپنے پروردگار کی بخشش کی طرف اور جنت کی (طرف) جس کا عرض آسمان اور زمین کے عرض کا سا ہے اور جو ان لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے جو خدا پر اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے ہیں، لپکو! یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے اور خدا بڑے فضل کا مالک ہے (الحدید: ۲۱)

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا، نماز قائم کی اور رمضان کے روزے رکھے تو اللہ پر لازم ہے کہ اس کو جنت میں داخل کر دے۔ فی سبیل اللہ ہجرت کی ہو یا اپنی جائے پیدائش میں بیٹھا رہا ہو۔

لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم لوگوں کو خبر دیدیں؟ فرمایا: جنت میں سو درجات ہیں۔ اللہ نے وہ اپنے راستے کے مجاہدین کیلئے تیار کئے ہیں۔ ہر دو درجوں کے درمیان زمین و آسمان کے درمیان جتنا فاصلہ ہے۔ اور جب بھی تم اللہ سے سوال کرو جنت الفردوس کا سوال کرو، کیونکہ وہ جنت کا بیچوں بیچ اور جنت کا سب سے بالائی درجہ ہے۔ اس کے اوپر عرشِ رحمٰن ہے۔ اسی سے جنت کی تمام نہریں پھوٹتی ہیں۔

امام بخاریؒ نے بھی اس کے ہم معنی حدیث روایت فرمائی ہے۔[3]

فردوس جنت کا سب سے اعلیٰ اور بلند درجہ ہے۔ نماز اور روزہ اللہ کی مغفرت کا سبب ہیں

ابو القاسم الطبرانیؒ اپنی سند کے ساتھ حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے

۱۔ البخاری: ۲۵۶۷: ۲۵۶۸ ۔ ۲ المعجم الکبیر: ۲۵۸/۷ ۔ ۳ البخاری: ۷۴۲۳. مسند احمد: الحدیث: ۳۳۵/۲ والحدیث: ۳۳۹/۲ والحدیث: ۳۱۶/۵

نبی کریم ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا:

جس شخص نے یہ پانچ نمازیں قائم کیں، رمضان کے روزے رکھے، (حضرت معاذؓ فرماتے ہیں) میں بھول گیا کہ آپ نے زکوٰۃ کا ذکر کیا یا نہیں تو اللہ پر لازم ہے کہ اس کی مغفرت فرمادے۔ ہجرت کرے یا وہیں بیٹھا رہے جہاں اس کی ماں نے اس کو جنم دیا تھا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا میں نکل کر لوگوں کو نہ بتادوں؟ فرمایا: چھوڑو انہیں عمل کرنے دو۔ بے شک جنت میں سو درجات ہیں۔ ہر دو درجوں کے درمیان زمین وآسمان کے درمیان جتنا فاصلہ ہے۔ ان میں سب سے اعلیٰ درجہ فردوس ہے۔ اسی پر عرشِ خداوندی ہے۔ یہ جنت کا بالکل درمیانی حصہ ہے۔ اسی سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں۔ پس جب تم اللہ سے سوال کرو تو فردوس کا سوال کرو۔

اسی طرح امام ترمذی نے اپنی سند کے ساتھ روایت کی ہے۔ اور امام ابن ماجہ نے بھی اس کو مختصراً روایت کیا ہے۔[۱]

جنت کی نہریں فردوس سے پھوٹتی ہیں

مسند احمد میں عبادۃ بن الصامتؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت کے سو درجے ہیں۔ ہر دو درجوں کے درمیان سو سال کی مسافت ہے۔[۲]

ابن عفان فرماتے ہیں: آسمان وزمین کے درمیان جتنی مسافت کے بقدر جنت کے دو درجوں کا درمیانی فاصلہ ہے۔ فردوس ان میں سب سے اعلیٰ درجہ ہے۔ اسی سے چاروں نہریں نکلتی ہیں۔ عرش اس کے اوپر ہے۔ پس جب تم اللہ سے سوال کرو تو فردوس کا سوال کرو۔

مصنفؒ فرماتے ہیں میرا خیال ہے کہ فردوس کی مذکورہ صفت گنبد نما عمارت میں ہی ممکن ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اس کا وسط اور بالائی حصہ گنبد کی چوٹی پر منتہی ہوتا ہے۔

جنت کے درجات متفاوت ہیں لیکن ان کے تفاوت کی مقدار کا اللہ ہی کو علم ہے

ابوبکر بن ابی داؤد اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت کے سو درجات ہیں۔ ہر دو درجوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔[۳]

امام ترمذی نے بھی اس کو روایت کیا ہے لیکن اس میں ہر دو درجوں کے درمیان سو سال کی مسافت کا ذکر ہے۔[۴] اور اس کے متعلق امام ترمذی نے حسن صحیح کا حکم عائد فرمایا ہے۔ لہٰذا سو سال کی روایت زیادہ اصح ہے۔

حافظ ابو یعلیٰ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت کے سو درجات ہیں۔ اگر سارے جہاں والے ایک ہی درجہ میں آجائیں تو وہ ان کیلئے کافی اور وسیع ہو جائے گا۔[۵] امام ترمذی اور امام احمد نے بھی اس کو روایت فرمایا ہے۔

۱۔ الترمذی: ۲۵۳۰۔ ابن ماجہ: ۴۳۳۱ ۔ ۲۔ مسند احمد: ۵/۳۲۱، ۵/۲۹۲، ۵/۳۱۶

۳۔ المستدرک للحاکم: ۱/۸۰۔ کنز العمال: ۳۹۲۲۱، ۳۹۲۳۰۔ الدر المنثور: ۲/۲۰۵۔

۴/۲۵۵۔ ۴۔ الترمذی: ۲۵۲۹ ۔ ۵۔ الترمذی: ۲۵۳۲۔ مسند احمد: ۵/۳۱۶، ۵/۳۲۱،

۲/۲۹۲

اہل جنت میں سے ادنی اور اعلیٰ جنتی کیلئے نعمتوں کا بیان

فرمانِ الٰہی ہے: اور بہشت میں (جہاں) آنکھ اٹھاؤ گے کثرت سے نعمت اور عظیم (الشان) سلطنت دیکھو گے (سورۃ الدھر ۲۰)۔

پہلے متفق علیہ حدیث میں گزر چکا ہے کہ جنت میں سب سے آخر میں داخل ہونے والے شخص کو کہا جائے گا: کیا تو اس پر راضی ہے کہ تیرے لئے دنیا جتنی جنت اور اس کے بھی دس مثل مزید دیدی جائے۔[۱]

مسند احمد میں حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے آپ حضور ﷺ کی طرف نسبت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اہل جنت میں سب سے کم درجہ والا جنتی وہ ہوگا جو اپنے باغات، نعمت و آسائش، حشم و خدم اور تخت و سریر کو ہزار سال کی مسافت سے ہی دیکھ لے گا۔ اور اللہ کے ہاں سب سے زیادہ عزت و کرامت والا شخص وہ ہوگا جو صبح و شام اللہ کے دیدار کا مستحق ہوگا۔[۲] پھر آپ نے ایک آیت تلاوت فرمائی، جس کا ترجمہ ہے: اس روز بہت سے منہ رونق دار ہونگے (اور) اپنے پروردگار کے محوِ دیدار ہونگے (القیامۃ ۲۲-۲۳)

مسند احمد میں ہی حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل جنت میں سب سے کم مرتبہ والا بھی وہ شخص ہوگا جو اپنی سلطنت کو دو ہزار سال کی مسافت سے بھی یوں دیکھے گا جیسے قریب سے دیکھ رہا ہے۔ وہ اپنی ازواج اور حشم و خدم کو بخوبی دیکھے گا۔ اور اہل جنت میں سب سے زیادہ مرتبہ والا وہ شخص ہوگا جو ہر روز دو مرتبہ اللہ کا دیدار کرے گا۔[۳]

مسلم اور طبرانی میں سفیان بن عیینہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: یارب! مجھے اہل جنت میں سب سے کم مرتبے والا شخص بتایئے۔ فرمان ہوا: ہاں میرا وہ بندہ جو تمام لوگوں کے (جنت میں) اپنے اپنے ٹھکانوں پر منتقل ہو جانے اور اپنی اپنی مصروفیات میں محو ہونے کے بعد آئے گا۔ اسے کہا جائے گا: جنت میں داخل ہو جا۔ وہ عرض کرے گا: پروردگار! میں کیسے اس میں داخل ہوں جبکہ لوگ اپنے اپنے ٹھکانوں پر منتقل ہو گئے ہیں اور اپنی اپنی مصروفیات میں محو ہو گئے ہیں۔ پروردگار اس کو فرمائیں گے: کیا تو اس پر راضی ہے کہ تیرے لئے دنیا کے بادشاہوں جیسا (ٹھاٹھ باٹھ) ہو جائے۔ وہ عرض کرے گا یارب میں راضی ہوں۔ پروردگار فرمائیں گے: لے تیرے لئے اتنا اور اتنا ہوا۔ اس موقع پر حضرت سفیانؒ نے اپنی پانچوں انگلیوں کو ملا کر (غالباً دس کا) اشارہ کیا۔ بندہ کہے گا: یارب! میں راضی ہوں۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: پروردگار! اب مجھے اہل جنت میں سب سے اعلیٰ درجہ والے شخص کا بتایئے۔ فرمایا: ہاں، وہی لوگ میرے خیال میں ہیں ان کا میں بتاتا ہوں۔ اپنے ہاتھ کے ساتھ میں نے ان کی عزت کا پودا لگایا ہے۔ انہی پر میں نے کرامت کو ختم کر دیا ہے۔ (ان کیلئے میں نے وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں) جو کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سنیں بلکہ کسی بشر کے دل پر ان کا خیال تک بھی نہیں گزرا۔[۴]

۱۔ البخاری: ۶۵۷۱ المسلم: ۳۶۰ ۔ ۲ مسند احمد: ۲/۱۳ . ۲/۶۴ ۔ ۳ الترمذی: ۲۵۵۳ مسند احمد: ۲/۱۳ . ۲/۶۴ ۔ ۴ المسلم : ۴۶۴ . الطبرانی فی الکبیر: ۶/۵۸۲۷ . ۶/۶۰۰۲ . ۶/۶۰۰۳

اللہ تعالیٰ کی کتاب میں بھی اس روایت کا مصداق ہے، فرمانِ الٰہی ہے: کوئی متنفس نہیں جانتا کہ ان کے لئے کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے یہ ان اعمال کا صلہ ہے جو وہ کرتے تھے (۱۷) (سورۃ السجدہ آیت ۱۷)

صحیحین میں ہے اور مسلم کے الفاظ ہیں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: میں نے اپنے نیک بندوں کیلئے وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں جو کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سنیں بلکہ کسی بشر کے دل پر ان کا خیال تک بھی نہیں گزرا۔[۱] اللہ تعالیٰ کی کتاب میں بھی اس کا مصداق ہے، فرمانِ الٰہی ہے: کوئی متنفس نہیں جانتا کہ ان کے لئے کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے یہ ان اعمال کا صلہ ہے جو وہ کرتے تھے (سورۃ السجدہ آیت ۱۷)

مسند احمد میں ہے حضرت سہل بن سعد فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوا، جس میں جنت کی صفات بیان کی جارہی تھیں۔ حتیٰ کہ آخر میں آپ ﷺ نے فرمایا:

اس میں وہ چیزیں ہیں جو کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سنیں بلکہ کسی بشر کے دل پر ان کا خیال تک بھی نہیں گزرا۔[۲] پھر آپ ﷺ نے فرمانِ الٰہی کی تلاوت فرمائی: ان کے پہلو بچھونوں سے الگ رہتے ہیں (اور) وہ اپنے پروردگار کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں اور جو (مال) ہم نے ان کو دیا ہے اسمیں سے خرچ کرتے ہیں۔ کوئی متنفس نہیں جانتا کہ ان کے لئے کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے یہ ان اعمال کا صلہ ہے جو وہ کرتے تھے (سورۃ السجدۃ آیتان ۱۶، ۱۷)

امام مسلم نے ہارون بن معروف سے اس کو روایت فرمایا ہے۔

جنت کے بالاخانوں، ان کی بلندی، کشادگی اور فراخی کا ذکر

اللہ پاک ہمیں ان کی سکونت بخشے

فرمانِ الٰہی ہے: لیکن جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کے لئے اونچے اونچے محل ہیں جن کے اوپر بالاخانے بنے ہوئے ہیں (اور) ان کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں (یہ) خدا کا وعدہ ہے، خدا وعدے کے خلاف نہیں کرتا (سوۃ الزمر آیت ۲۰)

فرمانِ الٰہی ہے: ایسے ہی لوگوں کو ان کے اعمال کے سبب دگنا بدلہ ملے گا اور وہ دلجمعی سے بالاخانوں میں بیٹھے ہوں گے (سورۃ السباء آیت ۳۷)

صحیحین میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اہل جنت اپنے اوپر سے کمروں کے اندر (دوسرے جنتیوں کو) یوں دیکھیں گے جیسے تم مشرق ومغرب سے اپنے اوپر ستاروں کو دیکھتے ہو یہ تفاوت اہل جنت کے درجات کے تفاوت سے ہوگا۔ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ کیا یہ (اونچی) منازل انبیاء کیلئے ہونگی، جن میں کوئی اور نہیں پہنچ سکے گا۔ فرمایا: نہیں! قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ انبیاء کی منازل ہونگی اور (ان کے علاوہ) ان لوگوں کی بھی منازل ہونگی، جو اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی۔[۳]

۱۔ البخاری: ۴۴۹۸۔ المسلم: ۲۸۲۴۔ ۲ مسند احمد: ۳۳۴/۵۔ ۳ البخاری: ۳۲۵۶۔ المسلم: ۷۰۴۳

صحیح میں سہلؓ بن سعید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اہلِ جنت آپس میں ایک دوسرے کو یوں دیکھیں گے جیسے تم آسمان کے افق میں دور، گہرے اور چمکتے ہوئے ستارے کو دیکھتے ہو۔[۱]

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرۃؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اہلِ جنت آپس میں ایک دوسرے کو یوں دیکھیں گے جیسے تم آسمان کے افق میں گہرے اور چمکتے ہوئے ستارے کو دیکھتے ہو۔ یہ ان کے درمیان درجات کے تفاوت کی وجہ سے ہوگا لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ کیا ان (اونچی) منازل میں انبیاء ہونگے؟ فرمایا: نہیں! قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اور بہت سی قومیں ہونگی، جو اللہ پر ایمان لائی اور رسولوں کی تصدیق کی۔

یہ روایت امام بخاری کی شرط پر پوری ہے۔[۲]

اللہ کیلئے آپس میں محبت رکھنے والوں کے محلات

مسند احمد میں حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ کیلئے آپس میں محبت رکھنے والوں کے جنت میں بالا خانے یوں دکھیں گے جیسے مشرق یا مغرب میں طلوع ہونے والا ستارہ۔ پوچھا جائے گا: یہ کون لوگ ہیں؟ کہا جائے گا: یہ اللہ کیلئے آپس میں محبت رکھتے تھے۔[۳]

ابو عطیہ حضرت ابو سعیدؓ سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں کہ اہلِ علیین کو دوسرے جنتی یوں دیکھیں گے جیسے آسمان کے افق میں ستارہ دیکھا جاتا ہے۔ اور ابو بکر اور عمر انہی میں سے ہیں۔ رضی اللہ عنہما وارضاھما۔

جنت میں سب سے اعلیٰ ترین مرتبہ ''وسیلہ'' جس میں حضور ﷺ کھڑے ہونگے

صحیح البخاری میں حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے وہ آپ ﷺ سے نقل کرتے ہیں: جس نے اذان سن کر یہ کہا:

اللّٰھُمَّ ربَّ ھٰذِہِ الدعوۃِ التَّامۃِ، و الصَّلاۃِ القَائمۃِ، آتِ محمداً الْوَسِیلۃَ،
وَ الْفضِیلۃَ، و ابْعَثْہُ مقاماً محموداً الذِی وَعدْتَّہُ

تو قیامت کے دن اس کیلئے میری شفاعت حلال ہو جائے گی۔[۴]

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ بن العاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جب تم مؤذن کی آواز سنو تو جو وہ کہہ رہا ہے وہی تم بھی کہو۔ پھر مجھ پر درود پڑھو، کیونکہ جس نے مجھ پر درود پڑھا اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسیلہ کا سوال کرو، کیونکہ جس نے میرے لئے وسیلہ کا سوال کیا اس کیلئے میری شفاعت حلال ہوگئی۔[۵]

وسیلہ جنت کا اعلیٰ ترین درجہ ہے جس کو محمد رسول اللہ کے سوا کوئی نہیں پا سکتا ﷺ

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرۃؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

۱۔ البخاری: ۶۵۵۵۔ المسلم: ۷۰۷۳۔ ۲۔ البخاری: ۶۵۵۵۔ مسند احمد: ۳۳۹/۲
۳۔ مسند احمد: ۸۷/۳۔ ۴۔ البخاری: ۶۱۴۔ ۵۔ المسلم: ۸۴۷

جب تم مجھ پر درود پڑھو تو اللہ سے میرے لئے وسیلہ کا سوال کرو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وسیلہ کیا شیء ہے؟ جنت کا اعلیٰ ترین درجہ، جس کو ایک ہی شخص پائے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ شخص میں ہی ہوں۔[۱]

مسند احمد میں حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ کے ہاں وسیلہ ایسا درجہ ہے، جس کے اوپر کوئی درجہ نہیں۔ پس اللہ سے سوال کرو کہ مجھے وسیلہ عطا فرمائے۔[۲]

طبرانی میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ سے میرے لئے وسیلہ کا سوال کرو، کیونکہ دنیا میں جس بندے نے بھی میرے لئے اس کا سوال کیا قیامت کے دن میں اس کیلئے شفاعت کروں گا۔[۳]

جنت کی بنیادوں کا ذکر کہ کس چیز سے ان کی تعمیر ہوئی؟

مسند احمد میں ہے ام المؤمنین حضرت عائشہ کے آزاد کردہ غلام ابو مدلہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابو ہریرہؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہم نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! جب ہم آپ کو دیکھتے ہیں تو ہمارے دلوں پر رقت طاری ہو جاتی ہے اور ہم اہل آخرت میں سے ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب آپ سے جدا ہوتے ہیں تو دنیا میں لگ جاتے ہیں اور بیوی بچوں میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تمہارا ہر وقت وہی حال رہنے لگے جو مجھ سے ملاقات کے وقت رہتا ہے تو ملائکہ تم سے مصافحہ کرنے لگیں اور وہ تمہارے گھروں میں آ آ کر تمہاری زیارت کرنے لگیں۔ لیکن اگر تم سے گناہ سرزد نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ تمہارے بدلہ دوسری قوم کو لے آئیں جو گناہ کریں (اور اللہ سے مغفرت مانگیں) اور اللہ ان کی مغفرت فرماتا رہے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمیں جنت کا بتایئے کہ کسی چیز سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے؟ فرمایا: ایک اینٹ سونے کی ہے اور ایک اینٹ چاندی کی۔ اس کا گندھاؤ مشک سے ہے۔ اس کے پتھر لولو اور یاقوت ہیں اور اس کی مٹی زعفران ہے۔ جو اس میں داخل ہو گیا تر و تازہ رہتا ہے کبھی بوسیدہ نہیں ہوتا۔ ہمیشہ رہتا ہے، کبھی نہیں مرتا۔ اور اس کا لباس پرانا ہوتا ہے اور نہ اس کا شباب زائل ہوتا ہے۔

ابن ابی الدنیا میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے جنتِ عدن کو اپنے دستِ قدرت سے پیدا فرمایا: ایک اینٹ سفید موتی سے، ایک اینٹ سرخ یاقوت سے اور ایک اینٹ سبز زبرجد سے۔ اس کی ملاوٹ مشک کی رکھی۔ اس کے کنکر لولو ہیں اور اس کا گھاس زعفران ہے۔ اس کے بعد پروردگار نے اس کو فرمایا: بول۔ لہٰذا جنت گویا ہوئی: **قد افلح المؤمنون.** بے شک مؤمنین فلاح پا گئے۔[۴] اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میری عزت کی قسم! میرے جلال کی قسم! کوئی بخیل میرا پڑوسی نہیں بنے گا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ فرمانِ الٰہی تلاوت فرمایا:

اور جو شخص طبیعت کے بخل سے بچ گیا تو ایسے ہی لوگ راہ پانے والے ہیں (سورۃ التغابن ۱۶)

۱۔ مسند احمد ۲/ ۲۶۵ ۔ ۲۔ مسند احمد: ۳/ ۸۳ ۔ ۳۔ الاوسط للطبرانی: ۷/ ۶۳ ۔ مجمع الزوائد ۱/ ۳۳۳ ۔ ۴۔ سورۃ المؤمنون آیت ۱

ابن ابی الدنیا میں حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے جنت کے بارے میں سوال کیا گیا آپ ﷺ نے فرمایا:

جو جنت میں داخل ہو گیا وہ ہمیشہ زندہ جاوید رہے گا کبھی نہ مرے گا۔ تر و تازہ رہے گا کبھی بوسیدہ نہ ہوگا۔ اس کا لباس پرانا ہوگا اور نہ اس کا شباب زائل ہوگا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ جنت کی تعمیر کس چیز سے کی گئی ہے؟ فرمایا: ایک اینٹ سونے کی ہے اور ایک اینٹ چاندی کی۔ اس کا گندھاؤ مشک سے ہے۔ اس کے پتھر لولو اور یاقوت ہیں اور اس کی مٹی زعفران ہے۔[1]

گندھاؤ سے مراد گارا ہے، جس سے اینٹیں ایک دوسرے کے ساتھ جوڑی جاتی ہیں۔

مسند البزار میں حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا فرمایا ایک اینٹ سونے اور ایک اینٹ چاندی سے۔ اس کا گارا مشک ہے۔ جنت کو پیدا فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کو فرمایا: بول! تو جنت گویا ہوئی: قد افلح المؤمنون. بے شک مؤمنین فلاح پا گئے۔[2] ملائکہ نے جنت کو کہا: خوشخبری ہو تجھے تو (آخرت کے) بادشاہوں کا ٹھکانہ ہے۔

امام بیہقی نے بھی اس کو روایت کیا ہے لیکن اس میں: خوشخبری ہو تجھے تو (آخرت کے) بادشاہوں کا ٹھکانہ ہے، اللہ کا فرمان ہے۔

داؤد بن ابی ھند نے حضرت انسؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے؛ فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے فردوس کو اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا اور ہر مشرک اور شراب کے عادی پر اس کو ممنوع قرار دیدیا۔[3]

طبرانی میں (احمد بن خلید، ابوالیمان الحکم بن نافع، صفوان بن عمر، مہاجر بن میمون کی سند کے ساتھ) حضرت فاطمہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے والد فداہ ابی و امی حضور ﷺ سے عرض کیا: (بابا جان!) ہماری ماں خدیجہ کہاں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: موتی کے اس گھر میں جہاں کوئی شور ہے نہ شغب۔ مریم اور خاتونِ فرعون آسیہ علیہما السلام کے درمیان۔[4]

حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا: کیا یہی موتی؟ فرمایا نہیں، بلکہ وہ چمکدار موتی جو یاقوت اور لولو اور دوسرے موتیوں کے ساتھ پرویا گیا ہو۔

امام طبرانیؒ فرماتے ہیں: حضرت فاطمہؓ سے صرف اسی سند سے روایت ہوئی ہے۔

صفوان بن عمرو اس میں متفرد ہیں۔ مصنفؒ فرماتے ہیں یہ حدیث غریب ہے۔ لیکن صحیح بخاری میں اس کا شاہد موجود ہے۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ میں خدیجہ کو جنت میں ایسے گھر کی خوشخبری دوں، جو چمکدار موتی کا بنا ہوا ہے، اس میں شور ہوگا نہ شغب۔[5]

حدیث میں ''فی بیت من قصب'' کے الفاظ آئے ہیں قصب کے بہت سے معنیٰ ہیں۔ اس مقام کے لحاظ سے چمکدار موتی معنی لیا گیا ہے۔ قصب کا ایک اور معنیٰ وہ نشان ہے جو دوڑ کے مقابلے میں انتہاء پر گاڑ دیا جاتا ہے،

۱۔ مجمع الزوائد: ۱۰/۳۹۷. کنز العمال: ۳۹۳۸۹ ۔۲ سورۃ المؤمنون آیت ۱ ۔۳ کنز العمال: ۱۳۱۸۵. الدر المنثور ۲/۳۲۳ ۔۴ مجمع الزوائد: ۹/۲۲۳ ۔۵ تفسیر ابن کثیر الحدیث: ۴/۴۵۷

تا کہ سب سے سبقت لے جانے والا اس کو حاصل کر لے۔ علماء کرام نے فرمایا ہے کہ حضرت خدیجہ کیلئے قصب اللولو اس لئے فرمایا گیا ہے کیونکہ حضرت خدیجہؓ رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کرنے میں سب سے سبقت لے گئیں تھیں۔ جیسا کہ اوّل بعثت والی حدیث اس پر دلالت کرتی ہے۔ کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ کو وحی آنے کی خبر دی اور ہیبت زدگی کی وجہ سے فرمایا: مجھے اپنے ہوش وحواس جاتے رہنے کا ڈر ہو چلا ہے۔ تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو ایسے الفاظ سے تسلی دی، جو رہتی دنیا تک سنہری حروف میں لکھے جانے کے قابل ہیں۔ حضرت خدیجہؓ نے عرض کیا: ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! اللہ آپ کو کبھی رسوا نہ کرے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ سچ کا ساتھ دیتے ہیں۔ یتیم کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ بے کس کو سہارا دیتے ہیں۔ مصائبِ زمانہ پر (لوگوں کی) مدد کرتے ہیں۔

مذکورہ حدیث میں حضرت خدیجہؓ کا ذکر مریم اور آسیہ علیہا السلام کے درمیان کیا گیا ہے۔ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ آخرت میں یہ دونوں عظیم خواتین حضور ﷺ کی زوجیت میں آئیں گی۔ بعض علماء نے اس کو ذیل کی سورۃ سے استنباط فرمایا ہے۔

یاایھا النبی لم تحرم [۲] اس میں آگے چل کر فرمایا: ثیبات و ابکارًا یعنی کنواریاں اور شادی شدہ عورتوں سے اللہ تعالیٰ آپ کی شادی فرمادیں گے۔ کنواری تو حضرت مریم علیہا السلام ہیں اور شادی شدہ فرعون کی بیوی حضرت آسیہ علیہا السلام ہیں۔

حضرت براءؓ وغیرہ سے اس کے مثل منقول ہے۔

قیام اللیل، کھانا کھلانا اور کثرتِ صیام کی فضیلت

ابن ابی الدنیا میں حضرت علیؓ بن ابی طالب سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت میں ایسے بالا خانے ہیں جن کے اندر سے باہر کے مناظر دیکھے جاسکتے ہیں اور باہر سے اندر کے مناظر۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ! کس کیلئے ہونگے یہ بالا خانے؟ فرمایا: اس کیلئے جس نے اچھا کلام کیا، (بھوکے کو) کھانا کھلایا، پابندی و دوام کے ساتھ روزے رکھے اور رات کے اس پہر میں نماز (تہجد) پڑھی جب لوگ سو رہے ہوتے ہیں۔ [۳]

امام ترمذیؒ نے اس کو علی بن حجر عن علی بن مسہر عن عبدالرحمٰن بن اسحٰق کے طریق سے روایت کیا ہے۔ اور فرمایا: یہ روایت غریب ہے اور ہم اس کو صرف اسی (راوی) کی حدیث سے پہچانتے ہیں۔

طبرانی میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ حضرت ابومالک اشعریؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایسے بالا خانے ہیں جن کے اندر سے باہر کے مناظر دیکھے جاسکتے ہیں اور باہر سے اندر کے مناظر۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس شخص کیلئے تیار کیا ہے جس نے (بھوکے کو) کھانا کھلایا، پابندی و دوام کے ساتھ روزے رکھے اور رات کے اس پہر میں نماز (تہجد) پڑھی جب لوگ سو رہے ہوتے۔ [۴]

دوسری روایت میں ہے کہ جنت کی چھتیں نور کی ہیں۔ چمکتی بجلی کی مانند چمکتی ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے یہ بات نہ لکھ دی ہوتی کہ جنتیوں کی نگاہیں صحیح سالم رہیں گی تو ان کی بصارت اچٹ جاتی۔

---

[۱] م: ابوطلحہ محمد اصغر [۲] تحریم: الآیۃ ۱ [۳] الترمذی: ۲۵۲۷ [۴] کنز العمال: ۴۴۳۰۶

بیہقی میں جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کیا میں تم کو جنت کے بالا خانوں کا نہ بتاؤں؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: کیوں نہیں یا رسول اللہ! ہمارے ماں باپ آپ پہ قربان ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جنت میں تمام قیمتی جوہروں سے بنے ہوئے بالا خانے ہیں۔ ان کے اندر سے باہر کا نظارہ ہوتا ہے اور باہر سے اندر کا منظر نظر آتا ہے۔ ان میں وہ نعمتیں، لذتیں اور مرغوب غذائیں ہیں، جو کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سنیں۔ راوی کہتے ہیں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ بالا خانے کس کیلئے ہونگے؟ فرمایا: جس نے سلام کو رواج دیا، (بھوکے کو) کھانا کھلایا، روزوں پر دوام کیا اور رات کے اس پہر میں نماز پڑھی جب لوگ سو رہے ہوں۔[1]

راوی کہتے ہیں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کس میں ان سب چیزوں کی ہمت ہو سکتی ہے؟ فرمایا: میری امت اس کی طاقت رکھتی ہے اور میں تم کو بتاتا ہوں کہ جس نے اپنے بھائی سے ملاقات کے وقت سلام کیا اور اس نے جواب دیا تو بس اس نے سلام کو رواج دے دیا۔ اور جس نے اپنے اہل وعیال کو کھانا کھلایا اور ان کو سیر کرا دیا تو بس اس نے کھانا کھلا دیا۔ اور جس نے ماہ رمضان کے روزے رکھے اور ہر مہینے میں سے تین دن کے مزید روزے رکھے پس اس نے روزوں پر مداومت کر لی۔ اور جس نے عشاء اور فجر کی نماز باجماعت پڑھی گویا اس نے اس وقت نماز پڑھ لی جس وقت یہود، نصاریٰ اور مجوسی لوگ سو رہے ہوتے ہیں۔

بیہقی میں حسن بن فرقد حضرت حسن بصریؒ سے اور وہ حضرت عمران بن حصین اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے متعلق پوچھا گیا: ''وَمَسٰکِنَ طَیِّبَۃً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ'' ''اور بہشت ہائے جاودانی میں نفیس مکانات کا (وعدہ کیا ہے) (سورۃ التوبہ آیت ۷۲) تو آپ ﷺ نے فرمایا: (بہت بڑے) موتی کا ایک محل ہے۔ اس محل میں یاقوت کے ستر گھر ہیں۔ ہر گھر میں سبز زمرد کے ستر کمرے ہیں۔ ہر کمرے میں ایک تخت ہے۔ ہر تخت پر ہر رنگ کے ستر بستر ہیں۔ اور ہر بستر پر ایک حور عین ہے۔ اور ہر کمرے میں ستر دستر خوان ہیں۔ ہر دستر خوان پر ستر رنگ کے کھانے ہیں۔ ہر کمرے میں ستر خادم ہیں۔ اور مؤمن کو ان چیزوں کے تمام لوازمات بھی دیئے جائیں گے۔[2]

امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں یہ روایت نہایت غریب ہے کیونکہ اس میں انقطاع ہے۔

حضرت عبداللہ بن وھب، عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے والد زید بن اسلم سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ایک شخص کو ایک موتی کا بنا ہوا محل دیا جائے گا، اس محل میں ستر کمرے ہیں۔ ہر کمرے میں ایک حور عین ہے۔ ہر کمرے کے ستر دروازے ہیں۔ جنتی پر ہر دروازے سے جنت کی خوشبو آئے گی اور ہر دروازے کی خوشبو دوسرے دروزاے سے یکسر مختلف ہو گی۔

پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: کوئی متنفس نہیں جانتا کہ ان کے لئے کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے۔ یہ ان اعمال کا صلہ ہے جو وہ کرتے تھے (سورۃ سجدہ آیت ۱۷)

امام قرطبیؒ نے حضرت انس بن مالکؓ سے مرفوعاً نقل فرمایا ہے:

[1] اتحاف السادۃ المتقین، الحدیث: ۱۰/۵۲۹۔ المغنی للعراقی، الحدیث: ۴/۵۱۰ [2] تفسیر القرطبی: ۱۸/۸۸، تفسیر الطبری: ۱۰/۱۲۴

جنت میں ایسے بالا خانے ہیں جن میں کوئی چیز لٹکی ہوئی ہے اور نہ کوئی ستون ہیں۔عرض کیا گیا یا رسول اللہ! ان میں اہل جنت کیسے داخل ہونگے ؟ فرمایا: پرندوں کی مانند۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! یہ بالا خانے کن لوگوں کیلئے ہونگے ؟ فرمایا: مصیبت زدوں، بھوکوں اور بے کسوں کیلئے، (جو مصیبتوں پر صبر کرتے ہیں اور رب کی رضاء میں راضی رہتے ہیں۔)[1]

جنت کے خیموں کا ذکر

فرمانِ الٰہی ہے: (وہ) حوریں (ہیں جو) خیموں میں مستور (ہیں) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے (سورۃ الرحمٰن آیتان ۷۲،۷۳)

صحیحین میں ابوموسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مؤمن کیلئے جنت میں ایک کھوکھلے موتی کے اندر بنا ہوا خیمہ ہوگا۔ اس خیمہ کی لمبائی ساٹھ میل ہوگی۔ اس میں مؤمن کے اہل خانہ بسیں گے۔ مؤمن ہر ایک کے پاس آئے گا لیکن کوئی ایک دوسرے کو نہ دیکھ پائے گا۔

مذکورہ روایت میں مسلم کے الفاظ ہیں لیکن بخاری کی روایت میں خیمہ کی لمبائی تیس میل آئی ہے لیکن صحیح ساٹھ میل ہیں۔

ابن ابی الدنیا میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے آپؓ فرماتے ہیں:

کھوکھلے موتی میں ایک خیمہ ہوگا اس کی لمبائی ایک فرسخ (یعنی تین میل) ہوگی۔ اس میں سونے کے ایک ہزار دروازے ہونگے۔ اس کے گردو پیش بھی پچاس فرسخ تک شامیانے ہونگے۔ جنتی کے پاس ہر دروازے سے اللہ کی طرف سے تحفہ آئے گا۔ اور یہی مطلب ہے اس فرمانِ باری کا: اور فرشتے (بہشت کے) ہر ایک دروازے سے ان کے پاس آئیں گے (سورۃ الرعد آیت ۲۳)۔[2]

ابن المبارکؒ فرماتے ہیں ہمیں ہمام نے عکرمہ کے حوالہ سے حضرت ابن عباسؓ سے نقل فرمایا ہے کہ خیمہ ایک ایسا موتی ہوگا جو اندر سے خالی ہوگا اور ایک مربع فرسخ اس کی پیمائش ہوگی۔ چار ہزار سونے کے کواڑ ہونگے۔

حضرت قتادہؒ خالد العصری کے توسط سے حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت کرتے ہیں، آپؓ فرماتے ہیں:

خیمہ ایک ہی موتی کا بنا ہوا ہوگا۔ ستر اس کے دروازے ہونگے اور سب کے سب موتی کے ہونگے۔

جنت کی مٹی کا ذکر

صحیحین میں حدیثِ معراج میں حضرت ابوالدرداءؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مجھے جنت میں لے جایا گیا دیکھا تو وہاں موتی کی چٹانیں ہیں اور وہاں کی مٹی مشک کی ہے۔[3]

مسند احمد میں حضرت ابوسعیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابن صائد سے جنت کی مٹی کے بارے میں پوچھا: ابن صائد نے عرض کیا: وہ انتہائی ملائم، نرم اور خالص سفید مشک ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سچ کہا۔

۱۔ تفسیر القرطبی: ۸۸/۱۸ ۔۲البخاری: ۳۲۴۳ .المسلم: ۷۰۸۹ .الترمذی: ۲۵۲۸ . مسند احمد: ۴۰۰/۴، ۴۱۱/۴ ۔۳: مسند احمد: ۱۴۴/۵

مسند احمد میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہود سے متعلق فرمایا: میں جنت کی مٹی کے بارے میں یہود سے پوچھتا ہوں اور (اتنا بتادوں کہ) وہ مٹی نرم وملائم اور سفید ہے۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے عرض کیا: یا ابا القاسم وہ روٹی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: موتی کی روٹی ہے۔

گزشتہ اوراق میں جنت کی تعمیر کے بارے میں گزر چکا ہے کہ اس کا گارا مشک کا ہے۔ اس کے پتھر موتیوں کے ہیں اور اس کی مٹی زعفران کی ہے۔

بعض روایتوں میں مشک کی مٹی آئی ہے لہذا ممکن ہے کہ کہیں مشک مٹی استعمال ہو اور کہیں زعفران کی مٹی استعمال کی گئی ہو۔

یہ وسعت اور کشادگی اس قدر قیمتی ہوگی کہ صحیح میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تم میں سے کسی کی کمان کی جگہ یا اس کے پاؤں کی جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔[1]

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تم میں سے کسی جنتی کے کوڑے کی رسی آسمان و زمین سے بہتر ہے۔[2]

یہ روایت شیخین کی شرط پر ہے۔

ابن وہبؒ فرماتے ہیں ہمیں عمرو بن الحارث نے سلیمان بن جنید کے حوالہ سے خبر دی کہ عامر بن سعدؓ بن ابی وقاص نے فرمایا، جنید راوی کہتے ہیں میں بھول گیا کہ عامر نے اپنے والد سعدؓ بن ابی وقاص کی نسبت بیان کیا یا اپنی طرف نسبت کر کے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

اگر جنت کا کم سے کم نور دنیا میں ظاہر ہو جائے تو آسمان و زمین کے درمیان کو روشن کر دے۔

جنت کی نہروں اور درختوں کا بیان

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں (سورۃ بقرہ آیت ۲۵)

ان کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی (سورۃ الاعراف آیت ۴۳)

جنت، جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا جاتا ہے اس کی صفت یہ ہے کہ اس میں ایسے پانی کی نہریں ہیں جو بو نہیں کریگا اور دودھ کی نہریں ہیں، جس کا مزہ نہیں بدلے گا اور شراب کی نہریں ہیں، جو پینے والوں کے لئے (سراسر) لذت ہے اور شہد مصفیٰ کی نہریں ہیں (جس میں حلاوت ہی حلاوت ہے)۔

اور ان کیلئے ہر قسم کے میوے ہیں اور ان کے پروردگار کی طرف سے مغفرت ہے (سورۃ محمد آیت ۱۵)۔

جس باغ کا متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے اس کے اوصاف یہ ہیں کہ اس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں اس کے پھل ہمیشہ (قائم رہنے والے) ہیں اور اس کے سائے بھی۔ یہ ان لوگوں کا انجام ہے جو متقی ہیں اور کافروں کا انجام دوزخ ہے (سورۃ الرعد آیت ۳۵)۔

مسند احمد میں حکیم بن معاویہ سے مروی ہے وہ اپنے والد معاویہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] اتحاف السادۃ المتقین: ۷/ ۷۵ [2] مسند احمد ۲/ ۳۱۵

جنت میں دودھ کا سمندر ہے۔ پانی کا سمندر ہے۔ شہد کا سمندر ہے۔ شراب کا سمندر ہے۔ اور سب نہریں انہی سے پھوٹتی ہیں۔[1]

ترمذی میں ابوبکر بن قیس سے مروی ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تمہارا خیال ہے کہ جنت کی نہروں کی زمین میں حدود ہونگی۔ نہیں اللہ کی قسم! وہ تو زمین کی سطح پر تیرتی ہیں۔ اوران کے کنارے موتیوں کے ہیں۔ ان کے بند موتیوں کے ہیں اوران کی مٹی خالص مشک ہے۔[2]

عرض کیا گیا یارسول اللہ! یہ اذفر کیا شیء ہے؟ فرمایا جس میں کوئی ملاوٹ نہ ہو۔

بیہقی میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس کو یہ بات اچھی لگے کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ اس کو شراب پلائیں تو اس کو چاہئے کہ وہ دنیا میں اس کو چھوڑ دے۔ اور جس شخص کو یہ پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو آخرت میں ریشم پہنائیں تو اس کو چاہئے کہ دنیا میں اس کو ترک کردے۔ جنت کی نہریں مشک کے پہاڑ کے نیچے سے پھوٹ رہی ہیں۔ اگر کسی ادنی جنتی کے لباس کا دنیا کے تمام لباسوں کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو ادنی جنتی کا لباس سب سے بہتر ہوگا۔[3]

جنت کی مشہور ترین نہر کوثر کا ذکر

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے سیراب فرمائیں

فرمان الٰہی ہے: (اے محمدؐ) ہم نے تم کو کوثر عطا فرمائی ہے، تو اپنے پروردگار کے لئے نماز پڑھا کرو اور قربانی کیا کرو، کچھ شک نہیں کہ تمہارا دشمن ہی بے اولاد رہے گا۔ (سورۃ الکوثر آیات ا تا ۳)

صحیح مسلم میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر سورتِ بالا نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ کوثر کیا ہے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ایک نہر ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔ اس پر بہت ہی خیر ہے۔[4]

صحیحین میں حضرت انسؓ سے حدیثِ معراج منقول ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میں ایک نہر پر آیا اس کے کنارے کھوکھلے موتیوں کے گنبد تھے۔ میں نے کہا یا جبریل! یہ کیا ہے؟ عرض کیا: (یہ نہر) کوثر ہے جو اللہ عزوجلّ نے آپ کو عطا فرمائی ہے۔[5]

ایک روایت میں مزید اضافہ ہے کہ پھر میں نے اس نہر میں ہاتھ مارا تو (اس کی مٹی) خالص مشک پائی۔

مسند احمد میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے کوثر عطا کی گئی ہے۔ میں نے اس کو دیکھا تو وہ ایک نہر تھی جو زمین کی سطح پر بہہ رہی تھی۔ اس کے کنارے موتیوں کے گنبد ہیں۔ نہر پر کوئی (سائبان یا) چھت نہیں ہے، لہٰذا میں نے اس کی مٹی میں ہاتھ مارا تو خالص مشک پائی اور اس کے کنکر موتی تھے۔[6]

مسند احمد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کوثر کے بارے میں

ا۔ مسند احمد: ۴/ ۴۱۱ ۔ ۲ الترمذی: ۳۳۶۰ ۔ ۳ کنز العمال: ۱۳۲۲۰، اتحاف السادۃ: ۲ ۵۳، موارد الظمآن: ۲۶۲۲ ۔ ۴ تخریجہ کماسبق الثن. ۵۔ المسلم: ۸۹۲ ابوداؤد: ۷۸۴. مسند احمد ۳/ ۱۰۲ ۔ ۶ مسند احمد: ۳/ ۱۵۲. ۳/ ۲

پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

وہ جنت میں ایک نہر ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہے۔اس کی مٹی مشک ہے۔اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔اس نہر پر ایسے پرندے آتے ہیں جن کی گردنیں اونٹوں کی گردنوں کی طرح (لمبی لمبی) ہیں۔[1]

حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا وہ تر و تازہ ہونگے؟

فرمایا: ان کا کھانا لذیذ اور تر و تازہ ہوگا۔

امام حاکم کی روایت میں حضرت حذیفہؓ سے یہی روایت مروی ہے اس میں یہ اضافہ ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر کو یہ بھی فرمایا: اے ابوبکر تو بھی ان پرندوں کے کھانے والوں میں سے ہے۔[2]

مسند احمد میں یہی روایت دوسرے طریق سے مروی ہے اس میں مذکورہ بالا سوال حضرت عمرؓ نے کیا اور آنحضرت ﷺ نے ان کو وہی جواب عنایت فرمایا: کہ ان کا کھانا لذیذ اور تر و تازہ ہوگا۔

مسند احمد میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوثر جنت میں ایک نہر کا نام ہے، اس کے کنارے سونے کے ہیں۔اس کا پانی موتیوں پر بہتا ہے۔اور وہ پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے، شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔[3]

ایک روایت میں برف سے زیادہ سفید ہونے کے الفاظ آئے ہیں۔[4]

ابن عباسؓ کی روایت اور کوثر کی ایک اور تفسیر

امام بخاری اپنی سند کے ساتھ کوثر کی تفسیر میں حضرت سعیدؒ بن جبیر سے مروی حضرت ابن عباسؓ کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ:

کوثر ایک خیر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا فرمائی ہے۔

ابن بشر کہتے ہیں میں نے حضرت سعید بن جبیرؒ سے پوچھا کہ عام طور پر تو یہ مشہور ہے کہ کوثر جنت میں ایک نہر کا نام ہے؟ حضرت سعید بن جبیرؒ نے فرمایا: جنت کی کوثر نامی وہ نہر بھی اسی خیر کا ایک حصہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے۔

ابن جریر میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی آپؓ فرماتے ہیں:

کوثر جنت میں ایک نہر کا نام ہے، اس کے کنارے سونے اور چاندی کے ہیں۔اس کا پانی یاقوت اور موتیوں پر بہتا ہے اور وہ پانی برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔[5]

۱۔ مسند احمد: ۳/۲۲۱، ۳/۲۳۶۔ ۲۔ اتحاف السادۃ المتقین: ۱۰/۵۴۱

۳۔ مسند احمد: ۳/۲۳۶ ۴۔ الترمذی: ۳۳۶۱، ابن ماجہ: ۴۳۳۴ مسند احمد: ۳/۲۳۶

۵۔ الترمذی: ۳۳۶۱، ابن ماجہ: ۴۳۳۴ مسند احمد: ۳/۲۳۶

حضرت عائشہؓ کی روایت

بخاری میں ابوعبیدہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عائشہؓ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا:

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ

ہم نے آپ کوکوثر عطا کیا۔(سورۂ کوثر آیت ۱)

حضرت عائشہؓ نے فرمایا: کوثر ایک نہر ہے جوتمہارے نبی کوعطا کی گئی ہے۔اس کے کنارے (گنبدنما) موتیوں کے ہیں۔اس کے (پینے کے) برتن آسمان کے تاروں کی طرح (لاتعداد اور چمکتے ہوئے) ہیں۔[1]

نہر کوثر کی آواز

حضرت عائشہؓ نے مزید فرمایا: جنت میں جوداخل ہوگا اس کی آواز نہیں سنے گا اِلاّ یہ کہ اس قدر، جب آدمی اپنے کان بند کرتا ہے تو سائیں سائیں کی مدھم سی آواز سنائی دیتی ہے۔[2]

جنت میں نہر بیدخ کا ذکر

ایک صحابیہؓ کے سچے خواب کا ذکر

مسند احمد میں سنداً حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو سچے خواب پسند تھے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ آپ فرماتے:

کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ لہٰذا کسی نے خواب دیکھا ہوتا تو وہ اس کے بارے میں آپ ﷺ سے دریافت کر لیتا۔اگر اس میں کوئی بری بات نہ ہوتی تو آپ اس کو پسند فرماتے۔چنانچہ ایک مرتبہ ایک عورت خدمتِ رسالت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں (خواب میں کیا) دیکھتی ہوں گویا میں جنت میں داخل ہوگئی۔میں نے ایک تیز آواز سنی جس کو سن کر اہلِ جنت رونے لگ گئے۔میں نے دیکھا تو فلاں بن فلاں اور فلاں بن فلاں کولایا گیا حتی کہ میں نے بارہ آدمی گن لئے۔راوی کہتے ہیں: جبکہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پہلے ایک جنگی دستہ بھیج چکے تھے۔عورت نے آگے ذکر کیا پھر ان بارہ آدمیوں کولایا گیا ان کے جسموں پر پھٹے پرانے کپڑے تھے اور ان کی رگوں سے خون پھوٹ رہا تھا۔پھر کہا گیا ان کو بیدخ یا نہر بیدخ کہا گیا، میں لے جاؤ۔وہ اس میں غوطہ زن ہو گئے۔پھر جب نکلے تو ان کے چہرے چودھویں چاند کے مانند ہو گئے۔پھر کرسیاں لائی گئیں اور وہ ان پر بیٹھ گئے۔پھر ایک بڑا یا چھوٹا پیالہ لایا گیا۔اس میں تازہ پھل تھے۔انہوں نے ان کو کھایا۔وہ جب بھی لقمہ لیتے اور کسی نئے ذائقہ کا خیال کرتے تو وہی ذائقہ اس میں پاتے۔میں نے بھی اس میں سے کھایا۔راوی کہتے ہیں: اس کے بعد اس جنگی دستہ کا خبر رساں شخص آ گیا اور خبر دی: یارسول اللہ! یوں یوں ہوا اور فلاں فلاں شہید ہو گئے حتی کہ اس نے وہی بارہ اشخاص گنوائے جن کو اس سے پہلے عورت گنوا چکی تھی۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس عورت کو میرے پاس

۱،۲۔ البخاری: ۴۹۶۶

لاؤ۔ وہ بلائی گئی۔ آپ ﷺ نے عورت کو فرمایا: اس شخص کو بھی اپنا خواب سناؤ۔ عورت نے مخبر کو خواب گوش گزار کیا تو وہ شخص بولا: یارسول اللہ بالکل ایسا ہی ہوا جیسا یہ کہہ رہی ہے۔[۱]

جنت کے دروازے پر جاری نہر بارق کا ذکر

اور جنت کی نہروں کے نام

مسند احمد میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

شہداء جنت کے دروازے پر (جاری) نہر بارق کے پاس سبز گنبد میں ہونگے۔ صبح وشام جنت سے ان کا رزق آئے گا۔[۲]

حدیث الاسراء میں سدرۃ المنتہیٰ کے ذکر میں آپ ﷺ نے فرمایا:

اس (سدرۃ المنتہیٰ) کی جڑ سے دونہریں باطنی اور دونہریں ظاہری پھوٹ رہی ہیں۔ دو باطنی نہریں تو جنت میں ہیں اور دو ظاہری نہریں (زمین میں) نیل اور فرات ہیں۔

مسند احمد اور صحیح مسلم میں (بالفاظ مسلم) حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سیحان، جیحان، فرات اور نیل ہر ایک جنت کی نہریں ہیں۔[۳]

حافظ ضیاء نے اپنے طریق کے ساتھ جس میں مسلمۃ بن علی الخشنی راوی بھی ہیں، حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے جنت سے پانچ نہریں نازل فرمائی ہیں۔ سیحون، یہ ہند کی نہر ہے۔ جیحون، یہ بلخ (افغانستان) کی نہر ہے۔ دجلہ اور فرات، یہ عراق کی نہریں ہیں۔ نیل، یہ مصر کی نہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کو جنت کے چشموں میں سے ایک ہی چشمے سے جاری فرمایا ہے۔ یہ چشمہ جنت کے درجات میں سب سے نچلے درجہ میں جبریلؑ کے پروں پر واقع ہے۔ اللہ نے اس کو پہاڑوں کے پاس امانت رکھوایا اور زمین میں اس کو جاری فرمایا اور لوگوں کیلئے اس میں انکی معیشت کے فوائد رکھے ہیں۔ یہی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اور ہم ہی نے آسمان سے ایک اندازے کے ساتھ پانی نازل کیا پھر اس کو زمین میں ٹھہرایا۔[۴]

بہت سی چیزوں کے آسمان پر اٹھائے جانے کا ذکر

تسلسل کے ساتھ آگے فرمایا: پس جب یاجوج اور ماجوج کا خروج ہوگا اللہ تعالیٰ جبریل کو بھیجیں گے اور زمین سے قرآن اٹھالیا جائے گا، سارا علم اٹھالیا جائے گا، حجرِ اسود اٹھالیا جائے گا، رکن البیت کے پاس سے مقام ابراہیمؑ اٹھالیا جائے گا، موسیٰؑ کا تابوت اپنے مشمولات کے ساتھ اٹھالیا جائے گا اور یہ پانچوں نہریں اٹھالی جائیں گی۔ یہ سب چیزیں آسمان کی طرف اٹھالی جائیں گی۔ یہ مطلب ہے اس فرمانِ الٰہی کا:

اور ہم اس کے اٹھالے جانے پر بھی قادر ہیں (سورۃ المومنون آیت ۱۸)۔

۱۔ مسند احمد: ۳/۱۳۵ ۔ ۲۔ مسند احمد: ۱/۲۶۶ ۔ ۳۔ المسلم: ۷۰۹۰، مسند احمد: ۲/۲۸۹

۴۔ (سورۃ المومنون آیت ۱۸)

پس جب یہ سب چیزیں اٹھالی جائیں گی تو اہل زمین پر دنیا و آخرت کی خیر کی تمام راہیں مسدود ہو جائیں گی۔[۱]
مصنفؒ فرماتے ہیں یہ روایت نہایت ضعیف ہے بلکہ من گھڑت ہے۔اس میں مسلمۃ بن علی راوی ائمہ کے ہاں حدیث میں ضعیف ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جنت کی نہروں کی تعریف فرمائی ہے کہ وہ کثرت کے ساتھ بہتی ہونگی۔اہل جنت جہاں چاہیں گے ان کو ہانک کرلے جائیں گے۔یہ نہریں مختلف جگہوں سے ان کیلئے پھوٹ رہی ہونگی۔حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں: جنت میں کوئی ایسا چشمہ نہیں جو جبل مسکہ کے نیچے سے نہ پھوٹ رہا ہو۔[۲]

جبل مسکہ سے مراد مشک خوشبو کا پہاڑ ہے،م۔

مذکورہ روایت مرفوعاً بھی منقول ہے۔امام حاکمؒ نے اپنی مستدرک میں اس کو اپنی سند کے ساتھ مرفوعاً حضرت ابو ہریرۃ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس کو یہ خواہش ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو آخرت میں شراب پلائیں اس کو چاہئے کہ دنیا میں اس کو ترک کردے۔اور جس کی یہ خواہش ہو کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کو ریشم پہنائیں تو اس کو چاہئے کہ دنیا میں اس کو پہننا ترک کردے۔(یادرکھو!) جنت کی نہریں مشک کے پہاڑ یا ٹیلہ کے نیچے سے بہہ رہی ہیں۔اگر کسی ادنی جنتی کے لباس کو دنیا کے تمام لباسوں کے ساتھ موازنہ کرایا جائے تو ادنی جنتی کا لباس جو اللہ تعالیٰ اس کو آخرت میں پہنائیں گے دنیا کے تمام لباسوں کو مات کردے گا۔[۳]

جنت کے درختوں کا بیان

فرمانِ الٰہی ہے: اور جو ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے ان کو ہم بہشتوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔وہاں ان کے لئے پاک بیویاں ہیں اور ان کو ہم گھنے سائے میں داخل کریں گے (سورۃ النساء آیت ۵۷)

فرمانِ الٰہی ہے: ان دونوں میں بہت سی شاخیں (یعنی قسم قسم کے میووں کے درخت ہیں) تو تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے (سورۃ الرحمن آیتان ۴۸، ۴۹)

فرمانِ الٰہی ہے: دونوں خوب گہرے سبز (سورۃ الرحمن آیت ۶۴)

فرمانِ الٰہی ہے: (اہل جنت) ایسے بچھونوں پر جن کے استر اطلس کے ہیں تکیہ لگائے ہوئے ہونگے اور دونوں باغوں کے میوے قریب (جھک رہے) ہیں (سورۃ الرحمن آیت ۵۴)

فرمانِ الٰہی ہے: جن کے میوے جھکے ہوئے ہونگے (سورۃ الحاقہ آیت ۲۳)

فرمانِ الٰہی ہے: اور میووں کے گچھے جھکے ہوئے لٹک رہے ہوں گے (سورۃ الدھر آیت ۱۴)

فرمانِ الٰہی ہے: اور داہنے ہاتھ والے (سبحان اللہ!) داہنے ہاتھ والے کیا (ہی عیش میں) ہیں (یعنی) بے خار کی بیریوں اور تہ بتہ کیلوں اور لمبے لمبے سایوں اور پانی کے جھرنوں اور میوہائے کثیرہ (کے باغوں) میں، جو نہ

۱۔ تفسیر القرطبی: ۱۲/۱۳ ۱ الدر المنثور: ۸/۵ ۔ ۲ موارد الظمآن: ۲۶۲۲ ۔ ۳ کنز العمال: ۱۳۲۲۰، اتحاف السادۃ: ۱۰/۵۳۲

کبھی ختم ہوں اور نہ ان سے کوئی رو کے۔ اور اونچے اونچے فرشوں میں (سورۃ الواقعہ آیات ۲۷ تا ۳۴)

فرمانِ الٰہی ہے: ان میں میوے اور کھجوریں اور انار ہیں (سورۃ الرحمٰن آیت ۶۸)

ان میں سب میوے دو دو قسم کے ہیں (سورۃ الرحمٰن آیت ۵۲)

ابوبکر بن ابی داؤد اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت میں کوئی درخت ایسا نہیں جس کی شاخ سونے کی نہ ہوں۔[1]

امام ترمذی نے بھی اس کو روایت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ابن ابی الدنیا میں ابن عباسؓ سے مروی ہے آپؐ نے فرمایا:

جنت کے درختوں کی بڑی شاخیں سبز زمرد کی ہیں۔ ٹہنیاں سرخ سونے کی ہیں۔ ان کا رواں اہل جنت کیلئے لباس ہے۔ ان کے چھوٹے کپڑے اور جوڑے انہی سے بنتے ہیں۔ ان درختوں کے پھل گھڑوں اور ڈولوں کی مانند بڑے ہیں۔ وہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھے ہیں۔ ان میں گٹھلیاں نہیں ہیں۔[2]

ابن ابی الدنیا میں ابن عباسؓ سے مروی ہے فرمایا:

قرآن میں جس درخت کو گھنے سائے فرمایا گیا اس کا سایہ اس قدر طویل ہوگا کہ تیز رفتار گھوڑا اس کے سائے میں سو سال تک بھاگتا رہے گا۔ اہل جنت اس کے سائے تلے آ کر محفلیں جمایا کریں گے۔ اور جب وہ دنیا کی کسی عیش اور نعمت کا ذکر کریں گے تو اللہ تعالیٰ ایسی ہوا بھیجیں گے جو آ کر اس درخت کو ہلائے گی، جس کی وجہ سے اس درخت سے وہ سامانِ عیش گرے گا۔

جنت کے ایسے درخت کا ذکر جس کے سائے تلے سو سال تک تیز رفتار گھوڑا بھاگتا رہے

صحیحین میں حضرت سہل بن سعدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت میں ایسا درخت ہے کہ سوار اس کے سائے میں سو سال تک بھاگتا رہے تب بھی اس کے سائے کو ختم نہیں کر سکے گا۔[3]

ابو حازم کہتے ہیں میں نے یہ حدیث النعمان بن ابی العباس الرزقی کو سنائی تو انہوں نے فرمایا: مجھے حضرت ابوسعید خدریؓ نے بھی اس کے مثل سنایا اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

جنت میں ایسا درخت ہے کہ انتہائی تیز رفتار سوار اس کے سائے میں سو سال تک بھاگتا رہے تب بھی اس کے سائے کو قطع نہیں کر سکے گا۔[4]

صحیح بخاری میں حضرت انسؓ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ''اور لمبے لمبے سایوں (میں ہونگے) (سورۃ الواقعہ آیت ۳۰)'' کے متعلق مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت میں ایسا درخت ہے کہ سوار اس کے سائے میں سو سال تک بھاگتا رہے تب بھی اس کے سائے کو ختم

۱۔ الترمذی: ۲۵۲۵ ۔ ۲ کنز العمال: ۳۹۷۲۲ ۔ ۳ البخاری: ۳.۶۵۵۲. المسلم: ۷۰۶۹

۔ ۴ البخاری: ۳.۶۵۵۲. المسلم: ۷۰۶۹

نہیں کر سکے گا[۱]۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

جنت میں ایک کمان یا کوڑے کی مقدار جگہ ہر اس شیء سے بہتر ہے، جس پر سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے۔ امام بخاریؒ نے اس کو روایت کیا ہے۔

شجرۂ طوبیٰ

مسند احمد میں عتبہ بن عبید اللہ السلمی سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں:

کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے جنت اور حوض کے بارے میں سوال کیا اور عرض کیا: یارسول اللہ اور کیا اس میں پھل ہونگے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، اور اس میں ایک درخت ہے جس کو طوبیٰ کہا جاتا ہے۔ راوی کہتے ہیں آپ ﷺ نے اس کے علاوہ بھی کچھ فرمایا، پتہ نہیں وہ کیا تھا۔ اعرابی نے پوچھا یارسول اللہ! کیا وہ درخت ہماری زمین کے درختوں جیسا ہے؟ فرمایا: تیری زمین کے درختوں جیسی کوئی مشابہت ان میں نہیں ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کیا تو کبھی ارضِ شام گیا ہے؟ اعرابی نے عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: شام میں ایک درخت ہے جس کو ''جوزہ'' کہا جاتا ہے، اس کے ساتھ فقط اتنی مماثلت ہے کہ وہ ایک ہی تنے پر سیدھا جاتا ہے اور اوپر جا کر اس کی ٹہنیاں پھیلتی ہیں۔ (جوزہ اردو میں اخروٹ کا درخت کہلاتا ہے۔)

اعرابی نے عرض کیا: اس درخت کی جڑ کیسی موٹی ہے؟ فرمایا: اگر تو اونٹنی کے بچے کو لے کر جائے اور اس درخت کی جڑ میں اترنا چاہے تو اس بچہ کے ٹخنے ٹوٹ جائیں گے لیکن اس کی جڑ کو نہیں پہنچ پائے گا۔ عرض کیا: اس میں انگور (لگے ہوئے) ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کیا: انگوروں کا گچھا کتنا بڑا ہے؟ فرمایا: کالے سفید کوّے کی ایک مہینے کی مسافت کے بعد بھی وہ ختم نہ ہو۔ عرض کیا: پھر اس کا دانہ کتنا بڑا ہوگا کیا ہم اس (کے رس) سے ایک ڈول بھر سکتے ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کیا: کیا وہ جنت میرے اور میرے اہل خانہ کیلئے کافی ہو سکتی ہے؟ فرمایا: بلکہ تیرے سارے قبیلے کیلئے وہ کافی ہے۔[۲]

حرملۃ بن وھب اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو سعیدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! جس نے آپ کو دیکھا اور آپ پر ایمان لایا اس کیلئے کیا ہی خوشی کا مقام ہے؟ فرمایا: ہاں اس کیلئے خوشخبری ہے (ایک مرتبہ فرمایا) جس نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا۔ اور اس کیلئے خوشخبری ہے پھر خوشخبری ہے، جو مجھ پر ایمان لایا باوجودیکہ اس نے مجھے دیکھا نہیں۔[۳] یہاں طوبیٰ کا معنی خوشخبری کیا گیا ہے۔

لہٰذا ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ طوبیٰ کیا شیء ہے؟ فرمایا: جنت میں ایک درخت ہے جس (کے سائے) کی مسافت سو سال ہے۔ اہل جنت کے لباس اسی کے شگوفہ سے نکلتے ہیں۔

سدرۃ المنتہیٰ

فرمانِ الٰہی ہے: اور انہوں نے اس کو ایک اور بار بھی دیکھا ہے، پرلی حد کی بیری کے پاس۔ اسی کے پاس

۱۔ البخاری: ۶۵۵۲۔ مسند احمد: ۲/ ۲۵۷۔ ۲۔ مسند احمد: ۴/ ۱۸۳۔ ۳۔ مسند احمد ۳/ ۷۱ ۵/ ۲۴۸۔

رہنے کی بہشت ہے۔ جبکہ اس بیری پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا۔ ان کی آنکھ نہ تو اور طرف مائل ہوئی اور نہ (حد سے) آگے بڑھی۔ انہوں نے اپنے پروردگار (کی قدرت) کی کتنی ہی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں (سورۃ النجم آیات ۱۳ تا ۱۸)

سدرۃ المنتہیٰ ایک بیری کا درخت ہے۔ جس کو پروردگار کا نور ڈھانپے ہوئے ہے۔ ملائکہ اس پر چھائے رہتے ہیں۔ بعض پرندے اس کو گھیرے رکھتے ہیں۔ سونا اور متعدد رنگ اس پر رونق افروز رہتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

اس پر بہت سے رنگ چھائے رہتے ہیں، میں نہیں جانتا کہ وہ کیا ہیں؟ کوئی ان کی صفات بیان نہیں کر سکتا

صحیحین میں آپ ﷺ کا فرمان ہے، جو حدیثِ معراج کے ذیل میں آیا ہے کہ:

پھر مجھے ساتویں آسمان میں سدرۃ المنتہیٰ کی طرف اوپر لے جایا گیا۔ دیکھا تو اس کے پھل ہجر کے (بڑے بڑے) گھڑوں کی مانند ہیں۔ اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح ہیں۔ دیکھا تو اسی کے تنے سے دو ظاہری نہریں اور دو باطنی نہریں پھوٹ رہی تھیں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں میں نے کہا اے جبریل یہ کیا ہے؟ بولے: دو باطنی نہریں تو جنت میں ہیں اور دو ظاہری نہریں (زمین میں) نیل اور فرات ہیں [1]

حافظ ابو یعلیٰ اپنی سند کے ساتھ اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو سدرۃ المنتہیٰ کے بارے میں یہ فرماتے ہوئے سنا:

اس کے سائے میں سوار سو سال تک چلتا رہے یا فرمایا سو سوار اس کے سائے میں آ سکتے ہیں۔ اس میں سونے کے بچھونے ہیں اس کے پھل گویا گھڑے ہیں [2]

ابن ابی الدنیا میں سلیم بن عامرؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ ہمیں اعراب (دیہاتیوں) کے سوال کرنے سے بہت نفع پہنچاتے ہیں۔ سلیم بن عامرؓ فرماتے ہیں اسی طرح ایک اعرابی نے آ کر عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے جنت میں ایک ایسے درخت (یعنی بیری) کا ذکر کیا ہے جس کے کانٹوں سے ایذاء پہنچتی ہے؟۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا:

فِیْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ

(یعنی) بے خار کی بیریوں میں (سورۃ الواقعہ آیت ۲۸)

اللہ تعالیٰ اس کے کانٹوں کو ختم فرما کر ہر کانٹے کی جگہ پھل پیدا فرما دیں گے۔ چنانچہ اس درخت سے ایسے پھل پھوٹیں گے، جن میں بہتر بہتر ذائقے ہونگے۔ ہر ذائقہ دوسرے سے جدا ہوگا [3]

امام ترمذیؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس رات مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی، اس رات حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ میری ملاقات ہوئی۔ انہوں نے مجھے فرمایا: اے محمد! میری طرف سے اپنی امت کو سلام دیجئے گا اور ان کو بتا دینا کہ جنت کی مٹی بہت اچھی ہے

[1] البخاری: ۳۲۰۷. المسلم: ۴۱۵ . [2] ابو یعلیٰ فی مسندہ: ۲۹۹۱/۵ .. ۳۰۳۸.۱۰/۵۸۵۳
[3] تاریخ اصبھان لابی نعیم: ۳۵۱/۲ . الترغیب والترہیب ۵۲۸/۴

اوراس کا پانی بہت میٹھا ہے۔لیکن وہ جنت چٹیل میدان ہے اوراس کے درخت'' سبحان اللہ،الحمدللہ ، لاالٰہ الااللہ واللہ اکبر '' ہیں ۔[1]

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں یہ روایت حسن غریب ہے۔

ترمذی کے اسی باب میں اورابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں ایک پوداگار رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا میرے پاس سے گزر ہوا آپ ﷺ نے مجھے فرمایا:

کیا میں تجھے اس سے بہتر پوداگانے کا نہ بتاؤں؟'' سبحان اللہ،الحمدللہ ، لاالٰہ الااللہ واللہ اکبر '' ہرایک کے عوض جنت میں تیرے لئے ایک درخت لگادیا جائے گا۔[2]

امام ترمذی نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس نے'' سبحان اللہ العظیم وبحمدہ'' کہا اس کیلئے جنت میں ایک درخت لگادیا جاتا ہے۔[3]

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں یہ روایت حسن صحیح غریب ہے۔

جنت کے پھلوں کا ذکر

اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ ہمیں بھی ان سے کھلائے

فرمانِ الٰہی ہے:ان میں میوے اور کھجوریں اورانار ہیں(سورۃ الرحمٰن آیت ۶۸)

فرمانِ الٰہی ہے:ان میں سب میوے دودوقسم کے ہیں(سورۃ الرحمٰن آیت ۵۲)

فرمانِ الٰہی ہے:(اہل جنت)ایسے بچھونوں پر جن کے استر اطلس کے ہیں تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے اور دونوں باغوں کے میوے قریب(جھک رہے)ہیں(سورۃ الرحمٰن آیت ۵۴)

یعنی ان کو لیٹے لیٹے بھی کھاسکیں گے۔جیسے دوسری جگہ فرمایا:اورمیووں کے گچھے جھکے ہوئے لٹک رہے ہوں گے(سورۃ الدھر آیت ۱۴)

فرمانِ الٰہی ہے:اورداہنے ہاتھ والے(سبحان اللہ)داہنے ہاتھ والے کیا(ہی عیش میں)ہیں(یعنی)بے خار کی بیریوں اورتہ بتہ کیلوں اور لمبے لمبے سایوں اور پانی کے جھرنوں اورمیوہائے کثیرہ(کے باغوں)میں جو نہ کبھی ختم ہوں اورنہ ان سے کوئی روکے اوراونچے اونچے فرشوں میں۔(سورۃ الواقعہ آیات ۲۷ تا ۳۴)

فرمانِ الٰہی ہے:اس کے پھل ہمیشہ(قائم رہنے والے)ہیں اواس کے سائے بھی۔یہ ان لوگوں کا انجام ہے جومتقی ہیں(سرۃ الرعد آیت ۳۵)

یعنی دنیا کے پھلوں کی طرح موسم کے ساتھ مقیدنہ ہونگے بلکہ ہر وقت اور ہر زمانے میں لدے پھندے رہیں گے۔اسی طرح ہمیشہ ہرے بھرے رہیں گے ان پر کبھی خزاں نہ آئے گی۔اورنہ ان سے کوئی روکنے والا ہوگا۔بلکہ جو بھی ارادہ کرے گا اس کیلئے ان کا حصول انتہائی سہل ہوگا حتی کہ لیٹے لیٹے بھی اشاروں سے ان کی ٹہنیاں آموجود ہونگی۔اوراگر جنتی درخت کے بالائی حصہ سے کھانا چاہے گا وہ حصہ ازخود قریب آکر جھک جائے گا۔

ابواسحاق حضرت براءؓ سے نقل کرتے ہیں کہ:

۱۔ الترمذی: ۳۴۶۲. ۲۔ ابن ماجہ: ۳۸۰۷. ۳۔ الترمذی: ۳۴۶۴.

وذللت قطوفھا تذلیلا

اور میووں کے گچھے جھکے ہوئے لٹک رہے ہوں گے (سورۃ الدھر آیت ١٤)

کا مطلب ہے کہ پھل اس قدر قریب آ جائیں گے کہ جنتی لیٹے لیٹے بھی ان کو تناول کر سکیں گے۔

فرمانِ الٰہی ہے: اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کو خوشخبری سنا دو کہ ان کیلئے (نعمت کے) باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں جب انہیں ان میں سے کسی قسم کا میوہ کھانے کو دیا جائیگا تو کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہم کو پہلے دیا گیا تھا اور ان کو ایک دوسرے کے ہم شکل میوے دیئے جائیں گے اور وہاں ان کیلئے پاک بیویاں ہونگی اور وہ بہشتوں میں ہمیشہ رہیں گے (سورۃ البقرہ آیت ٢٥)۔

فرمانِ الٰہی ہے: بے شک پرہیز گار سایوں اور چشموں میں ہونگے اور میووں میں جو ان کو مرغوب ہوں۔ جو عمل تم کرتے رہے تھے ان کے بدلے میں مزے سے کھاؤ اور پیو۔ ہم نیکو کاروں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں (سورۃ المرسلات آیات ٤١ تا ٤٤)

فرمانِ الٰہی ہے: اور میوے جس طرح کے ان کو پسند ہوں اور پرندوں کا گوشت جس قسم کا ان کا جی چاہے اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں جیسے (حفاظت سے) تہ کئے ہوئے (آب دار) موتی۔ یہ ان کے اعمال کا بدلہ ہے جو وہ کرتے تھے (سورۃ الواقعہ آیات ٢٠ تا ٢٤)

پہلے گزر چکا کہ جنت کی مٹی مشک اور زعفران ہے۔ اور جنت میں ایسا کوئی درخت نہیں جس کا تنا سونے کا نہ ہو۔ اور ان درختوں کی جڑوں کا ذکر بھی ہوا تو ایسے درختوں سے کس قدر عمدہ اور لذیذ شیء پیدا ہوگی اس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ دنیا میں ان پھلوں کا صرف نام ہے ورنہ ان جنتی پھلوں کی دنیا میں کوئی مثل نہیں ہے۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں:

جنت میں دنیا کی کوئی شے نہیں ہے سوائے نام کے۔

دنیا میں بیری کا درخت انتہائی معمولی پھل اور وہ بھی ایک سادہ ذائقہ کے ساتھ پیدا کرتا ہے جبکہ اس کے ساتھ کانٹے بھی کثیر ہوتے ہیں۔ جبکہ جنت میں بیری کا ایک پھل اپنے اندر ستر ستر ذائقے سموئے ہوگا۔ ہر ذائقہ دوسرے سے قطعی مختلف ہوگا۔ اسی پر دوسرے سب پھلوں کو قیاس کیا جا سکتا ہے۔ ان کے علاوہ بھی جنت میں ایسی اشیاء ہونگی جن کو کسی کان نے سنا اور نہ کسی آنکھ نے دیکھا۔ اور نہ ہی کسی دل پر ان کا خیال تک گزرا۔

صحیحین میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صلاۃ الکسوف کے بعد فرمایا جبکہ لوگوں نے یہ سوال کیا: یارسول اللہ! ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے یہاں سے کوئی شیء لی اور تناول فرمائی (جبکہ یہاں ایسی کوئی شیٔ نہیں ہے۔ اور) اس کے بعد آپ پیچھے ہٹنے لگے۔ تو آپ ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا:

میں نے جنت کو دیکھا تھا پھر میں نے اس سے پھلوں کا ایک گچھا لے لیا اگر میں اس سے لے لیتا (اور تم کو دیتا) تو تم رہتی دنیا تک اس سے کھاتے رہتے۔[1]

یہی روایت مسند احمد میں حضرت جابرؓ سے یوں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مجھ پر جنت اپنی تمام تر رعنائیوں اور زیب و زینت کے ساتھ پیش کی گئی۔ میں نے اس میں سے انگور کا

---

[1] البخاری: ١٠٥٢. المسلم: ١٧. مسند احمد: ١/٣٥٨

ایک خوشہ لیا، تاکہ تمہارے پاس لاؤں۔لیکن کوئی شیء اس کے اور میرے درمیان آڑے آ گئی۔اگر میں اس کو لے آ تا تو آسمان وزمین کے درمیان کے تمام لوگ کھاتے اور اس میں سے کچھ کم نہ ہوتا۔[1]

المعجم الکبیر للطبرانی میں حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنتی جب جنت کا کوئی پھل توڑے گا تو اس کی جگہ دوسرا پھل لگ جائے گا۔[2]

لیکن حافظ نے یہ بھی کہا ہے کہ اس روایت کے ایک راوی عباد کے متعلق کلام کیا گیا ہے۔

امام طبرانیؒ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب حضرت آدم جنت سے اتارے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ہر چیز کی صنعت سکھادی تھی۔اور جنت کے پھلوں کا توشہ بھی ساتھ کر دیا تھا۔یوں یہ تمہارے پھل جنت کے پھلوں (کی نسل) سے ہیں۔لیکن یہ خراب ہو جاتے ہیں اور وہ خراب نہیں ہوتے۔[3]

فصل

فرمانِ الٰہی ہے:اور میوے جس طرح کے ان کو پسند ہوں اور پرندوں کا گوشت جس قسم کا ان کا جی چاہے(سورۃ الواقعہ ۲۰،۲۱)

حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تو (جنت میں) کسی پرندے کو دیکھے گا اور خواہش کرے گا، وہ آ کر تیرے سامنے بھنا ہوا گر جائے گا۔[4]

ترمذی میں حضرت انسؓ سے ایک روایت منقول ہے جس کو امام ترمذی نے حسن قرار دیا ہے، رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے فرمایا:

ایک نہر ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہے۔اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے اس میں ایسے پرندے ہیں جن کی گردنیں اونٹوں کی گردنوں کی طرح ہیں۔[5]

تفسیر ثعالبی میں حضرت ابوالدرداءؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ:

جنت میں ایسے پرندے ہیں جن کی گردنیں بختی اونٹوں کی مانند ہیں۔وہ اللہ کے ولی کے ہاتھ پر آ کر بیٹھ جائے گا۔اور کہے گا اے اللہ کے ولی!میں نے عرش کے نیچے چراگاہوں میں چرا ہے اور تسنیم چشموں کا پانی پیا ہے لہذا مجھے کھا۔یوں پرندہ مسلسل اپنی تعریف کر کے جنتی کو اپنے کھانے کی طرف رغبت دلائے گا حتی کہ جنتی کا دل اسکے کھانے کی طرف جیسے ہی مائل ہوگا وہ پرندہ مختلف ذائقوں کے ساتھ اس کے سامنے آ کر گر جائے گا۔پس وہ اس جو چاہے گا کھائے گا حتی کہ جنتی جب سیر ہو جائے گا تو اس پرندے کی ہڈیاں جڑ جائیں گی اور وہ جنت میں چرنے کیلئے جہاں چاہے گا اڑ جائے گا۔

یہ روایت غریب ہے۔

۱۔مسند احمد: ۳۵۸/۱ ۔۲ المعجم الکبیر للطبرانی ۱۴۴۹/۲ ۔۳ کنز العمال: ۶۳۴۴ ۳۵۳۲۳. تذکرۃ الموضوعات للفتنی: ۱۶۱ ۔۴ مجمع الزوائد: ۴۱۴/۱۰ الدر المنثور: ۱۵۵/۶ . اتحاف السادۃ: ۵۴۱/۱۰ ۔۵ الترمذی: ۲۵۴۲

اہل جنت کے کھانے پانی کا ذکر

فرمانِ الٰہی ہے: جو (عمل) تم ایام گذشتہ میں آگے بھیج چکے ہو اس کے صلے میں مزے سے کھاؤ اور پیو (سورۃ الحاقۃ ۲۴)

فرمانِ الٰہی ہے: وہاں نہ بے ہودہ بات سنیں گے اور نہ گالی گلوچ۔ ہاں انکا کلام سلام سلام ہوگا (سورۃ الواقعہ ۲۵، ۲۶)

فرمانِ الٰہی ہے: اور ان کیلئے صبح و شام کھانا تیار ہوگا (سورۃ مریم آیت ۶۲)

فرمانِ الٰہی ہے: اور میوے جس طرح کے ان کو پسند ہوں اور پرندوں کا گوشت جس قسم کا ان کا جی چاہے (سورۃ الواقعہ آیت ۲۰، ۲۱)

فرمانِ الٰہی ہے: ان پر سونے کی پرچوں اور پیالیوں کا دور چلے گا اور وہاں جو جی چاہے اور جو آنکھوں کو اچھا لگے (موجود ہوگا) اور (اے اہل جنت) تم اس میں ہمیشہ رہو گے (سورۃ الزخرف آیت ۷۱)

فرمانِ الٰہی ہے: جو نیکو کار ہیں وہ ایسی شراب نوشِ جان کریں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی۔ یہ ایک چشمہ ہے جس میں سے خدا کے بندے پئیں گے اور اس میں سے (چھوٹی چھوٹی) نہریں نکال لیں گے (سورۃ الدھر ۵، ۶)

فرمانِ الٰہی ہے: (خدام) چاندی کے برتن لئے ہوئے ان کے اردگرد پھرینگے اور شیشے کے (نہایت شفاف) گلاس اور شیشے بھی چاندی کے، جو ٹھیک اندازے کے مطابق بنائے گئے ہیں (سورۃ الدھر آیتان (۱۵، ۱۶)

یعنی وہ گلاس ہونگے چاندی کے لیکن صفائی ستھرائی میں شیشہ کو مات دیں گے۔ دنیا میں اس کی کوئی نظیر نہیں ہے۔ اور یہ شفافیت اور چمک ایسی نہ ہوگی جو اللہ کے ولی کی آنکھوں کو خیرہ کرے۔ بلکہ ایک ٹھیک اندازے کے مطابق ہوگی، کم نہ زیادہ۔ یہ جنتی کے اکرام و اعزاز کی دلیل ہے۔

نیز فرمانِ الٰہی ہے: اور وہاں ان کو ایسی شراب (بھی) پلائی جائیگی جس میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی یہ بہشت میں ایک چشمہ ہے جس کا نام سلسبیل ہے (سورۃ الدھر آیتان ۱۷، ۱۸)

فرمانِ الٰہی ہے: جب انہیں ان میں سے کسی قسم کا میوہ کھانے کو دیا جائیگا تو کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہم کو پہلے دیا گیا تھا اور ان کو ایک دوسرے کے ہم شکل میوے دیئے جائیں گے (سورۃ البقرہ آیت ۲۵)

یعنی حشم و خدم جب ان کے پاس کوئی پھل وغیرہ لے کر حاضر ہونگے تو ان کی ظاہری شکل یکساں ہونے کی بناء پر جنتیوں کو خیال گزرے گا کہ یہ تو وہی ہے جو ابھی تھوڑی دیر پہلے آیا تھا۔ لیکن حقیقت اس کے بالکل برعکس ہوگی کیونکہ ہر پھل بلکہ ہر لقمہ کا بھی الگ ذائقہ ہوگا جو کھانے کے بعد معلوم ہوگا۔

مسند احمد میں حضرت ابوہریرۃؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت میں سب سے کم مرتبہ والے جنتی کو سات منزلیں، تین سو خادم ملیں گے جو صبح و شام اس کی خدمت میں تین سو سونے کی پلیٹوں میں کھانا لائیں گے۔ (ہر ایک کھانا تو الگ ہوگا ہی بلکہ) ہر سونے کی پلیٹ کا رنگ بھی دوسری پلیٹوں سے جدا ہوگا۔ اور وہ جس قدر ذائقہ پہلی طشتری میں محسوس کرے گا اسی طرح آخری میں بھی محسوس

کرے گا (یعنی دنیا کی طرح جلد اس کا جی نہ بھر جائے گا)۔ اسی طرح مشروبات کے بھی تین سو برتن اس پر پیش کئے جائیں گے۔ ہر برتن میں ایسا رنگ اور مزہ ہوگا جو دوسرے میں نہ ہوگا۔ اور جس طرح پہلے برتن میں شدید لذت پائے گا اسی طرح آخری برتن میں بھی شدید لذت محسوس کرے گا۔ وہ (سب سے کم مرتبہ والا جنتی بارگاہِ خداوندی میں) عرض کرے گا: یارب! اگر آپ مجھے اجازت مرحمت فرمائیں تو میں اہل جنت کو کھلاؤں اور پلاؤں۔ اس سے میری نعمتوں میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ نیز اس کیلئے بہتر جنتی حورِعین ہونگی اور دنیاوی بیویاں الگ ہونگی۔ ان میں ہر ایک کیلئے بیٹھنے کی جگہ (شان وشوکت کی وجہ سے) ایک میل تک ہوگی۔ ۱

امام احمد اس روایت میں متفرد ہیں اور اس میں انقطاع کی وجہ سے یہ غریب ہے۔

مسند احمد میں حضرت زید بن ارقمؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک یہودی شخص کو پیش کیا گیا۔ اس نے آپ ﷺ سے سوال کیا: اے ابوالقاسم! کیا آپ کا یہ خیال نہیں ہے کہ اہل جنت جنت میں کھائیں گے اور پئیں گے؟ راوی کہتے ہیں اس نے اپنے ساتھیوں کو کہا تھا کہ اگر آپ (ﷺ) اس کا اقرار کریں گے تو میں آپ کو پھنسالوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں! قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، ہر جنتی کو کھانے، پینے، شہوت اور جماع کرنے میں سو آدمیوں کے برابر طاقت دی جائے گی۔ یہودی نے سوال کیا: جو کھاتا اور پیتا ہے اس کو قضائے حاجت بھی پیش آتی ہے، پھر؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جنتیوں کی قضائے حاجت یہ ہوگی کہ ان کے بدن مشک کی خوشبو لئے ہوئے پسینہ پھوٹے گا اسی سے ان کے پیٹ ہلکے ہو جائیں گے۔ ۲

مذکورہ حدیث کی مؤید ایک دوسری روایت

مسند احمد میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اہل جنت جنت میں کھائیں گے اور پئیں گے۔ لیکن وہ پائخانہ کریں گے اور نہ پیشاب۔ نہ ناک کریں گے اور نہ تھوک۔ ان کے کھانے کا ہضم ڈکار اور مشک کی خوشبو کا پسینہ ہوگا۔ ۳

امام مسلم نے بھی اسکو روایت فرمایا ہے اس میں یہ اضافہ ہے: ان کو تسبیح وتحمید الہام کر دی جائے گی۔ جس طرح وہ سانس لیتے ہیں اس طرح تسبیح وتحمید الہام کریں گے۔ ۴

بعض جنتیوں کی خواہش کہ وہ کھیتی باڑی کریں، ایک دیہاتی کا واقعہ

مسند احمد میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ حدیث بیان فرما رہے تھے اور ایک دیہاتی بھی حاضر مجلس تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

ایک جنتی پروردگار عزوجل سے کھیتی باڑی کی اجازت مانگے گا۔ پروردگار فرمائیں گے: کیا تیری ہر چاہت پوری نہیں ہو رہی؟ وہ عرض کرے گا بالکل پروردگار! لیکن دل کر رہا ہے کہ میں کھیتی باڑی کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بس وہ بیج ڈالے گا اور نگاہ اٹھائے گا تو دیکھے گا کہ دانے اگے اور دیکھتے ہی دیکھتے بلند ہو گئے اور خود بخود کٹ کر ان کے

۱۔ مسند احمد: ۲/۴۵۰، ۲/۵۳۷۔ ۲ مسند احمد: ۴/۳۶۷۔ ۳ مسند احمد: ۳/۲۶۴

۴۔ المسلم: ۷۰۸۱

ڈھیر پہاڑوں کی مانند ہو گئے۔تب پروردگارعزوجل اس سے فرمائیں گے :لے ابن آدم! تیرا پیٹ تو کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔اعرابی نے کہا: ہمارا خیال ہے کہ یہ شخص قریشی یا انصاری ہوگا کیونکہ یہی لوگ کاشتکار ہیں ہم تو کھیتی باڑی والے نہیں ہیں۔راوی کہتے :اس پر آپ ﷺ ہنس دیئے۔[1]

امام بخاری نے بھی اس کو روایت فرمایا ہے۔

جنتیوں کے سب سے پہلے کھانے کا ذکر

مسند احمد میں اسماعیل بن علقمہ عن حمید سے

صحیح بخاری میں انس بن عبداللہ بن سلام سے مروی ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو لوگوں نے آپ سے مختلف سولات کئے،ان میں سے ایک یہ بھی تھا:

وہ سب سے پہلی شیء کیا ہے جو جنتی کھائیں گے؟ آپ ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا: مچھلی کے جگر کی جھلی

ایک یہودی کا آپ ﷺ سے مکالمہ

صحیح مسلم میں حضرت ثوبانؓ سے حضرت اسماء کی روایت ہے کہ ایک یہودی نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ جنتی جب جنت میں داخل ہونگے تو ان کو تحفہ میں کیا پیش کیا جائے گا؟ فرمایا:

مچھلی کے جگر کی جھلی۔

یہودی نے پھر سوال کیا: اس کے بعد جنتیوں کی کیا غذاء ہوگی؟ فرمایا:

جنت کا بیل ان کیلئے گرے گا،اس کے اطراف سے اہل جنت کھائیں گے۔

یہودی نے پھر سوال کیا: اس کے اوپر جنتیوں کو کیا پلایا جائے گا؟ فرمایا:

اس چشمہ سے جس کو سلسبیل کہا جاتا ہے۔

تب یہودی نے کہا آپ نے بالکل سچ فرمایا۔[2]

صحیحین میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے عطاءؒ بن یسار کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے روز ساری زمین ایک روٹی ہو جائے گی۔جس کو جبار اپنے ہاتھ میں لئے ہونگے۔جیسے تم میں سے کوئی سفر میں روٹی اپنے ساتھ لے لیتا ہے۔یہی روٹی اہل جنت کیلئے مہمان نوازی ہوگی۔(اتنے میں) یہود کا ایک آدمی پیش کیا گیا۔اس نے عرض کیا: یا ابا القاسم! اللہ آپ کو برکت دے، کیا قیامت کے دن اہل جنت کیلئے کوئی مہمان نوازی ہوگی؟ فرمایا: کیوں نہیں! بتاؤں! قیامت کے دن اہل جنت کیلئے کیا مہمان نوازی ہوگی؟ عرض کیا ضرور بتایئے! فرمایا: قیامت کے روز ساری زمین ایک روٹی ہو جائے گی۔پھر فرمایا: اور کیا تم کو اس کا سالن نہ بتاؤں؟ عرض کیا: ضرور! فرمایا: "بالام ونون" عرض کیا: یہ کیا شیء ہیں؟ فرمایا: بیل اور مچھلی۔ان میں ایک (یعنی مچھلی) کے جگر کی جھلی سے ستر ہزار آدمی کھانا کھائیں گے۔[3]

۱۔البخاری: ۷۵۱۹۔مسند احمد: ۲/۲،۲،۱،۵۱۱ ۔ ۲۔المسلم: ۷۱۴ ۔ ۳۔البخاری: ۶۵۲۰۔ المسلم: ۶۹۸۸

امام اعمشؒ عبداللہ بن مرۃ عن مسروق کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے نقل فرماتے ہیں کہ فرمانِ الٰہی

یسقون من رحیق مختوم ختامه مسك

''ان کو شرابِ خالص سربمہر پلائی جائیگی، جس کی مہر مشک کی ہوگی'' (سورۃ التطفیف آیتان ۲۵، ۲۶)

کے متعلق نقل فرماتے ہیں کہ رحیق سے مراد شراب اور مختوم سے مراد شراب کے آخر میں مشک کی خوشبو پانا۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ فرمان الٰہی:

ومزاجه من تسنيم

اور اس میں تسنیم (شراب) کی آمیزش ہوگی (سورۃ التطفیف آیت ۲۷)

تسنیم اہل جنت کی سب سے اعلیٰ درجہ کی شراب ہے۔ جو خاصانِ خدا ہونگے ان کو یہ شراب خالص ملے گی۔ اور ان کے علاوہ جنتیوں کی شراب میں اس کی معمولی مقدار ملادی جائے گی۔[۱]

مصنفؒ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جنت کی شراب کی وہ صفات جمیلہ بیان فرمائی ہیں جو اہل دنیا کی شراب میں ہو ہی نہیں سکتیں۔ مثلاً فرمایا کہ وہ شراب جاری نہر کی صورت میں ہوگی:

فيها عين جارية

اس میں چشمے بہ رہے ہوں گے (سورۃ الغاشیہ آیت ۱۲)

اسی طرح دوسری جگہ فرمایا:

اس کی صفت یہ ہے کہ اس میں پانی کی نہریں ہیں جو بو نہیں کریگا اور دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ نہیں بدلے گا اور شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لئے (سراسر) لذت ہے اور شہد مصفا کی نہریں ہیں (جس میں حلاوت ہی حلاوت ہے) (سورۃ محمد آیت ۱۵)

اس طرح یہ شراب جاری نہروں کی صورت میں بے بہا ہوگی۔ بڑے سمندر سے اور بڑے چشموں سے یہ نہریں نکلیں گی اور وہ چشمے اور سمندر مشک کے پہاڑوں اور ٹیلوں کے نیچے سے نکلیں گے۔ دنیا کی شراب کی طرح بری بری جگہوں میں نہیں بنائی جائے گی۔ نیز جنت کی شراب پینے والوں کیلئے بے انتہاء سرور بخش اور لذت افروز ہوگی جس سے سر درد ہوگا اور نہ مدہوشی پیدا ہوگی۔ جبکہ دنیا کی شراب کا ذائقہ کریہہ، عقل میں فتور پیدا کرنے والی، پیٹ کو خراب کرنے والی اور سر کیلئے باعثِ درد ہوتی ہے اور جنت کی شراب ان سب برائیوں سے پاک صاف ہوگی جیسے فرمانِ الٰہی ہے: شراب لطیف کے جام کا ان میں دور چل رہا ہوگا وہ جام رنگ کا سفید ہوگا (سورۃ الصفات آیت ۴۵، ۴۶) پینے والوں کیلئے (سراسر) لذت ہوگی نہ اس میں دردسر ہو اور نہ وہ اس سے مدہوش ہوں (سورۃ الصّٰفّٰت آیت ۲۶، ۲۷

شراب سے مقصود سرشاری کی وہ کیفیت ہے جس سے انتہائی سرور اور لذت حاصل ہو۔ یہ کیفیت جنت کی شراب میں بدرجۂ اتم پائی جاتی ہے۔ جبکہ شراب سے عقل کا زائل ہونا اس طرح کہ شراب پینے والا حیوان یا پتھر کی

۱۔ تفسیر الطبری: ۱۵/ ۱۰۹

طرح بے حس ہو جائے یہ خوبی نہیں بلکہ نقص اور عیب ہے۔ جو کہ دنیا کی شراب سے پیدا ہوتی ہے۔ (جس کی وجہ سے شراب حرام قرار دی گئی ہے۔) جبکہ جنت کی شراب یہ چیز قطعاً پیدا نہیں کرتی۔ بلکہ اس سے اصل شیء سرور وانبساط اور سرشاری ملتی ہے۔ اسی وجہ سے اس کے متعلق خدا نے فرمایا:

پینے والوں کیلئے (سراسر) لذت ہوگی نہ اس میں دردِ سر ہو اور نہ وہ اس سے مدہوش ہوں (سورۃ الصّٰفّٰت آیت ۴۶، ۴۷

یعنی اس کے پینے کے سبب ان کی عقلیں زائل نہ ہونگی۔ سورۃ الواقعہ میں اس کے متعلق فرمایا:

نو جوان خدمت گذار جو ہمیشہ (ایک ہی حالت میں) رہیں گے ان کے آس پاس پھریں گے (یعنی) آبخورے اور آفتابے اور صاف شراب کے گلاس لے لے کر اس سے نہ سر میں درد ہوگا اور نہ ان کی عقلیں زائل ہونگی (سورۃ الواقعہ آیات ۱۷ تا ۱۹)

یعنی اس سے نہ سر درد ہوگا اور نہ ہی ان کی عقلیں زائل ہونگی۔

دوسری جگہ فرمایا: اور اس میں تسنیم (کے پانی) کی آمیزش ہوگی وہ ایک چشمہ ہے جس میں سے (خدا کے) مقرب پئیں گے (سورۃ التطفیف آیتان ۲۷، ۲۸)

عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے آپؓ فرماتے ہیں:

اہل جنت کی ایک جماعت شراب کی محفل پر جمع ہوگی، جیسے اہل دنیا محفلیں جماتے ہیں۔ ان پر ایک بادل گزرے گا۔ وہ کسی بھی شیء کا سوال کریں گے تو وہ بادل سے ان پر برسے گی۔ حتیٰ کہ ان میں سے کوئی کہے گا: ہم پر ہماری ہم عمر ابھرے سینوں والی لڑکیاں برسیں تو وہ بھی ان پر برسیں گی۔[1]

پہلے گزر چکا ہے کہ جنتی شجر طوبیٰ کے پاس جمع ہونگے اور دنیا کے کھیل اور لہو ولعب کو یاد کر کے ان کا ذکر کریں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان پر ایسی ہوا بھیجیں گے جو شجر طوبیٰ کو ہلا دے گی جس سے ان کی دنیا کی ہر لہو ولعب کی چیزیں گریں گی جن سے وہ دنیا میں کھیلتے تھے۔

بعض آثار میں ہے کہ اہل جنت کی جماعت جنت کی عمدہ سواریوں پر سوار ہو کر غول کی صورت میں کسی جانب گزرے گی تو راستے کے درخت دائیں بائیں سمٹ جائیں گے تاکہ جنتیوں کے درمیان عارضی جدائی بھی نہ ڈالیں۔ یہ اور اس کے علاوہ بہت کچھ اکرام وانعام سب اللہ کے فضل سے ہوگا، پس اسی کیلئے تمام تعریفیں اور منتیں ہیں

فرمانِ الٰہی ہے: اور شراب کے چھلکتے ہوئے جام (سورۃ النباء آیت ۳۴)

فرمانِ الٰہی ہے: وہاں نہ بے ہودہ بات سنیں گے نہ جھوٹ (اور خرافات) (سورۃ النباء آیت ۳۵)

فرمانِ الٰہی ہے: وہ اس میں سلام کے سوا کوئی بے ہودہ کلام نہ سنیں گے (سورۃ مریم آیت ۶۲)

فرمانِ الٰہی ہے: جس (کے پینے) سے نہ ہذیان سرائی ہوگی نہ کوئی گناہ کی بات (سورۃ الطور آیت ۲۳)

فرمانِ الٰہی ہے: وہاں وہ کسی طرح کی بکواس نہیں سنیں گے (سورۃ الغاشیہ آیت ۱۱)

فرمانِ الٰہی ہے: وہاں نہ بے ہودہ بات سنیں گے اور نہ ہی گالی گلوچ۔ ہاں انکا کلام سلام سلام (ہوگا) (سورۃ الواقعہ آیت ۲۵، ۲۶)

---

[1] تفسیر الطبری: ۱۵/۱۰۸، ۱۰۹

صحیحین میں حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

سونے اور چاندی کے برتنوں میں نہ پیو اور نہ ان کی بنی ہوئی پلیٹوں میں کھاؤ۔ کیونکہ یہ دنیا میں ان (کافروں) کیلئے ہیں۔ اور تمہارے لئے آخرت میں ہیں۔[1]

اہل جنت کے لباس، زیورات اور حسن و جمال کا ذکر

فرمانِ الٰہی ہے: ان (کے بدنوں) پر دیبائے سبز اور اطلس کے کپڑے ہوں گے اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور ان کا پروردگار ان کو نہایت پاکیزہ شراب پلائے گا (سورۃ الدھر آیت ۲۱)

فرمانِ الٰہی ہے: ان لوگوں کیلئے) بہشت جاودانی (ہیں) جن میں وہ داخل ہونگے۔ وہاں ان کو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور انکی پوشاک ریشمی ہوگی (سورۃ فاطر آیت ۳۳)

فرمانِ الٰہی ہے: (اور) جو ایمان لائے اور کام بھی نیک کرتے رہے تو ہم نیک کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے ایسے لوگوں کیلئے ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں، جن میں ان کے (محلوں کے) نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔ ان کو وہاں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور وہ باریک دیبا اور اطلس کے سبز کپڑے پہنا کریں گے (اور) تختوں پر تکیے لگا کر بیٹھا کریں گے (کیا) خوب بدلہ اور (کیا خوب) آرامگاہ ہے۔ (سورۃ الکہف آیتان ۳۰، ۳۱)

صحیحین میں رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے، فرمایا:

مؤمن کا زیور وہاں وہاں پہنچے گا جہاں جہاں اس کے وضوء کا پانی پہنچتا ہے۔[2]

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں: جنت میں زیور و جواہرات مردوں پر عورتوں سے سجیں گے۔

ابن وھبؒ سنداً فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اہل جنت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

جنتی سونے چاندی کے کنگن پہنے ہونگے۔ جو موتیوں کے ساتھ جڑاؤ ہونگے۔ نایاب گوہر اور یاقوت سے مرصع پٹکے ان کی زینت ہونگے۔ ان کے سروں پر بادشاہوں کی مثل تاج ہونگے۔ نوجوان، (ڈاڑھی وغیرہ کے) بالوں سے بے نیاز اور سرگیں آنکھوں والے ہونگے۔

ابن ابی الدنیا میں حضرت سعدؓ بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اگر کوئی جنتی اپنے کنگن کو دنیا میں ظاہر کردے تو وہ سورج کی روشنی کو بے نور کردے۔ جس طرح سورج ستاروں کی روشنی کو بے نور کر دیتا ہے۔[3]

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو جنت میں داخل ہو گیا تروتازہ رہے گا کبھی ناتواں نہ ہوگا۔ اس کے کپڑے پرانے ہونگے اور نہ اس کا شباب فناء پذیر ہوگا۔ جنت میں وہ وہ کچھ ہے جو کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی بشر کے دل پر ان کا خیال تک گذرا ہے۔[4]

مسند احمد میں حضرت ابو رافعؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

۱۔ البخاری: ۵۴۲۶، ۵۶۳۲، ۵۶۳۳۔ المسلم: ۵۳۶۱۔ الترمذی: ۱۸۷۸۔ ۲۔ المسلم: ۵۸۵،
۳۔ مسند احمد: ۱/۱۶۹، ۱/۱۷۱۔ ۴۔ مسند احمد: ۲/۳۶۹، ۲/۴۰۷، ۲/۴۱۶

مؤمن کی دو بیویاں ہونگی، جن کی پنڈلیوں کا گودا ان کے کپڑوں کے باہر سے نظر آئے گا۔[۱]

المعجم الکبیر میں حضرت عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مانند دمکتے ہونگے۔ دوسرے گروہ کے چہرے آسمان میں سب سے زیادہ چمکنے والے ستارے کی مانند ہونگے۔ ان میں سے ہر ایک کیلئے دو دو حورِ عین ہونگی۔ ہر حور پر ستر جوڑے ہونگے۔ ان کی پنڈلیوں کا گودا ان کے گوشت اور حُلّوں کے باہر سے نظر آئے گا، جس طرح سرخ شراب سفید شیشی سے باہر نظر آتی ہے۔[۲]

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنت میں تم میں سے کسی کے کوڑے کی جگہ دنیا اور اس کے مثل سے بہتر ہے۔ اگر اہل جنت کی عورتوں میں سے کوئی ایک اپنا سراپا زمین کی طرف دکھادے تو آسمان و زمین کا درمیان خوشبو سے بھر جائے اور پوری فضاء خوشی سے مہک اٹھے۔ جنتی عورت کی اوڑھنی دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے۔[۳]

حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنتی آدمی بغیر حرکت کئے ستر سال تک تکیہ لگائے استراحت میں رہے گا۔ پھر اس کی بیوی اس کے پاس آئے گی اور اس کے شانوں پر ہاتھ مارے گی۔ جنتی اس کے آئینہ سے زیادہ صاف چہرے میں اپنا چہرہ دیکھے گا۔ اس کے جسم پر ایک ادنیٰ سا موتی مشرق و مغرب کے درمیان سارے جہان کو روشن کردے گا۔ وہ اس کو سلام عرض کرے گی۔ جنتی اس کے سلام کا جواب دے گا اور اس سے سوال کرے گا: تو کون ہے؟ وہ کہے گی: ''انا المزید'' میں مزید ہوں۔ (یعنی اللہ کی طرف سے بطور مزید انعام کے تجھے دی گئی ہوں)۔ اس پر شجرِ طوبیٰ سے بنے ہوئے انتہائی سرخ ستر کپڑے ہونگے۔ جنتی کی نظر ان سب کے پار سے اس کی پنڈلیوں کا گودا دیکھے گی۔ اس حور مزید پر (بیش بہا) تاج ہونگے۔ اس کے جسم پر ایک ادنیٰ سا موتی مشرق و مغرب کے درمیان سارے جہان کو روشن کردے گا۔[۴]

ابن وھبؒ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو سعیدؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آیت تلاوت فرمائی؛ ترجمہ: ان لوگوں کیلئے) بہشت جاودانی (ہیں) جن میں وہ داخل ہونگے۔ وہاں ان کو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور انکی پوشاک ریشمی ہوگی (سورۃ فاطر آیت ۳۳) پھر فرمایا:

ان جنتیوں کے سروں پر (بیش بہا) تاج ہونگے۔ اور ان میں سے ایک ادنیٰ سا موتی مشرق و مغرب کے درمیان سارے جہان کو روشن کردے گا۔[۵]

مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ! جنت کے کپڑے کیا پیدا کئے جائیں گے یا بنے جائیں گے؟ اس سوال پر بعض حاضرین ہنس پڑے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو فرمایا: تم کیوں ہنسے؟ ایک بے چارے جاہل پر جو جاننے والے سے سوال کر رہا ہے! پھر آپ آگے کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کہاں ہے سائل؟ سائل نے عرض کیا: میں یہاں ہوں یارسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا:

۱۔ مسند احمد: ۲/۳۸۵. ۲۔ المعجم الکبیر ۱۰/۱۰۳۲۱. المسلم: ۷۰۷۶. ۳۔ مسند احمد ۲/۴۸۳. ۴۔ مسند احمد ۳/۷۵. الترمذی: ۲۵۶۲. ۵۔ مسند احمد ۳/۷۵. الترمذی: ۲۵۶۲

نہیں، بلکہ جنت کے پھلوں سے نکلیں گے۔[1]

آپ ﷺ نے یہ بات تین بار ارشاد فرمائی۔

اسی کے مثل مسند احمد میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! طوبیٰ کیا ہے؟ فرمایا: جنت کا ایک درخت ہے جس کی مسافت سو سال ہے۔ اہل جنت کے کپڑے اسی کے شگوفوں سے نکلتے ہیں۔[2]

ابن ابی الدنیا میں حضرت ابوامامہؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

تم میں سے ہر ایک جو جنت میں داخل ہوگا اسے طوبیٰ کے پاس لے جایا جائے گا۔ پھر اس کیلئے طوبیٰ درخت کے شگوفے کھول دیئے جائیں گے۔ وہ جیسا رنگ چاہے اپنے لئے پسند کر لے سفید، سرخ، زرد اور سیاہ جو بھی چاہے۔ ہر رنگ انتہائی گہرا رونق افروز اور خوبصورت ہوگا۔[3]

یہ روایت غریب حسن ہے۔

ابن ابی الدنیا میں سماکؒ فرماتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے عرض کیا: اہل جنت کے جوڑے کس چیز کے بنے ہوئے ہونگے؟ فرمایا:

جنت میں ایسے درخت ہیں جن پر انار کی مثل پھل لگے ہوئے ہونگے۔ جب اللہ کا ولی کوئی نیا لباس زیب تن کرنا چاہے گا تو شجرِ طوبیٰ کی ٹہنی جدا ہو کر اس کے پاس آئے گی اور اس سے ستر جوڑے نکل آئیں گے۔ ہر ایک دوسرے سے جدا رنگ میں ہوگا۔ اس کے بعد درخت پہلی حالت پر آجائے گا۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے فرمایا:

جنت کے درختوں کی شاخیں سبز زمرد کی ہونگی اور آگے ان کی ٹہنیاں سرخ سونے کی ہونگی۔ اس سے آگے کے انتہائی نرم پتوں اور باریک ٹہنیوں سے جنتیوں کے لباس بنائے جائیں گے۔ اسی سے ان کے استعمال کے چھوٹے کپڑے اور جوڑے بنیں گے۔[4]

اہل جنت کے بچھونوں کا ذکر

فرمانِ الٰہی ہے: وہ (لوگ) بہشت کے بچھونوں پر جن کے استر اطلس کے ہیں تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے اور دونوں باغوں کے میوے قریب (جھک رہے) ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے (سورۃ الرحمٰن آیتان ۵۴، ۵۵)

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں: جن بچھونوں کے استر اطلس کے ہوں ان کے غلافوں کا کیا حال ہوگا!۔

نیز فرمانِ الٰہی ہے: اور اونچے اونچے فرشوں میں (ہونگے)۔ (سورۃ الواقعہ آیت ۳۴)

مسند احمد اور سنن ترمذی میں حضرت ابوسعیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

۱۔ مسند احمد: ۱/۲۰۱۔ ۲۔ مسند احمد: ۳/۷۱۔ ۳۔ مصنفؒ نے اس کو اپنی تفسیر ابن کثیر میں ذکر فرمایا ہے: ۴/۳۷۸۔ الدر المنثور: ۴/۵۹۔ ۴۔ کنز العمال: ۳۹۲۷۲ تفسیر الطبری: البقرۃ: الآیة ۶۸۔ الحدیث: ۱۳/۱۵۵

وَفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ

اور اونچے اونچے فرشوں میں (ہونگے)۔ (سورۃ الواقعہ آیت ۳۴)

پھر فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ان فرشوں کی اونچائی آسمان وزمین کے درمیان جتنی ہوگی۔ اور آسمان وزمین کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔[1]

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں یہ روایت غریب ہے کیونکہ ہم اس کو صرف عمرو بن الحارث عن دراج کے طریق ہی سے جانتے ہیں۔

مصنفؒ فرماتے ہیں لیکن حرملہ عن ابن وھب سے بھی یہ منقول ہے۔

امام ترمذیؒ مذکورہ روایت کو نقل فرمانے کے بعد فرماتے ہیں اس کی تفسیر میں بعض اہل علم نے فرمایا ہے: اس کا معنی ہے فرش (یعنی بچھونے) جنتی درجات میں بچھے ہونگے اور وہ درجات آسمان وزمین جتنی بلندی پر ہونگے۔[2]

مصنفؒ فرماتے ہیں اس بات کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے، جس کو حضرت ابو سعید خدریؓ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ

اور اونچے اونچے فرشوں میں (ہونگے)۔ (سورۃ الواقعہ آیت ۳۴)

اس کے بعد فرمایا: دو بستروں کے درمیان زمین وآسمان جیسا فاصلہ ہوگا۔

مصنفؒ فرماتے ہیں یہ زیادہ محفوظ روایت ہے۔

کعب احبارؒ سے مذکورہ فرمانِ الٰہی ہے کے متعلق مروی ہے کہ اونچے اونچے فرشوں سے مراد چالیس سال کی اونچائی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ ہر محل اور ہر آرام کی جگہ میں یہ فرش یعنی بستر موجود ہونگے کیونکہ جنتی جہاں چاہے آرام کر سکے۔ (اور ہر بستر دوسرے سے چالیس سال کی اونچائی پر ہوگا تاکہ ایک حور دوسری کو نہ دیکھ سکے)۔

فرمانِ الٰہی ہے: اس میں چشمے بہ رہے ہوں گے۔ وہاں تخت ہوں گے اونچے بچھے ہوئے اور آبخورے (قرینے سے) رکھے ہوئے اور گاؤ تکیے قطار کی قطار لگے ہوئے اور نفیس مسندیں بچھی ہوئی (سورۃ الغاشیہ آیات ۱۲ تا ۱۶) یعنی جگہ جگہ گدے بچھے ہونگے، جیسے دوسری جگہ فرمایا: سبز قالینوں اور نفیس مسندوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے (سورۃ الرحمٰن آیت ۷۶)

نفیس مسند عبقری کا ترجمہ کیا گیا ہے جو عرب میں سب سے نفیس مسند کہلاتی تھی اس سے مقصود یہ ذہن نشین کرانا ہے کہ تمام چیزوں میں سب سے اعلیٰ معیار زینت رکھا جائے گا۔

حورِ عین کی تعداد اور ان کے زیورات اور بناتِ آدم کی ان پر فضیلت

فرمانِ الٰہی ہے: (اہل جنت) ایسے بچھونوں پر جن کے استر اطلس کے ہیں تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے اور

[1] الترمذی: ۲۵۴۰۔ مسند احمد ۳/۷۵۔ [2] الترمذی: ۲۵۴۰

دونوں باغوں کے میوے قریب (قریب جھک رہے) ہیں۔تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ان میں نیچی نگاہ والی عورتیں ہیں جن کو اہل جنت سے پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا اور نہ کسی جن نے۔تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔گویا وہ یاقوت اور مرجان ہیں۔تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔نیکی کا بدلہ نیکی کے سوائے کچھ نہیں ہے۔تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے (سورة الرحمٰن آیات ۵۴ تا ۶۱)

فرمانِ الٰہی ہے: ان میں نیک سیرت (اور) خوبصورت عورتیں ہیں۔تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔(وہ) حوریں (ایسی ہیں جو) خیموں میں مستور (ہیں)۔تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ان کو (اہل جنت سے) پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا اور نہ کسی جن نے۔تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔سبز قالینوں اور نفیس مسندوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔(اے محمد!) تمھارا پروردگار جو صاحب جلال وعظمت ہے اس کا نام بڑا بابرکت ہے۔(سورة الرحمٰن آیات ۷۰ تا ۷۸)

حوروں کی تخلیق کس چیز سے ہوئی؟

فرمانِ الٰہی ہے: وہاں ان کے لئے پاک بیویاں ہونگی۔(سورة البقرة آیت ۲۵)

یعنی حیض، نفاس، بول و براز اور رینٹ اور تھوک سے بالکل پاک صاف ہونگی۔اور وہ حوریں خیموں میں مستور ہیں۔اس فرمانِ الٰہی کے متعلق ابوالاحوص فرماتے ہیں: ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ عرش کے نیچے سے بادل برسے تھے، یہ حوریں اس بارش کے قطروں سے پیدا ہوئی تھیں۔پھر نہر کے کنارے ہر ایک پر خیمہ تان کر اسے مستور کر دیا گیا۔ہر ایک خیمہ کی وسعت اور گنجائش چالیس میل ہے۔اور کسی خیمہ کا کوئی دروازہ نہیں ہے حتی کہ جب جنتی اس خیمہ میں اترے گا تبھی اس میں دروازہ پیدا ہوگا۔تاکہ اللہ کے دوست کو اطمینانِ قلب نصیب ہو کہ مخلوق خواہ ملائکہ اور حشم وخدم کیوں نہ ہوں کسی کی نظر اس کے حرم تک نہیں پہنچی۔پس یہ مطلب ہے مستور ہونے کا۔[۱]

فرمانِ الٰہی ہے: اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں، جیسے (حفاظت کے ساتھ) تہ کئے ہوئے (آب دار) موتی (سورة الواقعہ)

دوسری جگہ فرمایا: گویا وہ محفوظ انڈے ہیں (سورة الصافات آیت ۴۹)

ایک قول ہے کہ یہاں شتر مرغ کے ریت میں چھپے ہوئے انڈوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ان کی سفیدی عرب کے نزدیک سفید اشیاء میں سب سے خوبصورت ہوتی ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ (آب دار) موتی سے تشبیہ مراد ہے، جو ابھی صدف سے نہ نکلے ہوں۔

فرمانِ الٰہی ہے: ہم نے ان (حوروں) کو پیدا کیا تو ان کو کنواریاں بنایا۔(اور شوہروں کی) پیاریاں اور ہم عمر (بنایا، یعنی) داہنے ہاتھ والوں کیلئے۔(سورة الوقعہ آیات ۳۵ تا ۳۸)

یعنی دنیا میں بڑھاپے، ضعف اور کمزوری کے بعد ہم ان کو جنت میں نوعمر نوجوان لڑکیاں بنا دیں گے۔جو

۱۔ تفسیر القرطبی: سورة الرحمن الآیة: ۷۰ الحدیث: ۷/ ۱۸۲

جنتیوں کے لئے بالکل ہم عمر اور محبوب ہونگی۔

ام سلمہؓ کے سوالات اور آنحضرت ﷺ کے جوابات

المعجم الکبیر للطبرانیؒ میں حضرت ام المؤمنین ام سلمہؓ سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں میں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے فرمان الٰہی: اور حورِعین ہونگی کے متعلق کچھ بیان فرمائیے!

آنحضرت ﷺ: وہ حورِعین بڑی بڑی آنکھوں اور گھنیری پلکوں والی مثل سرخاب کے پر والی حور ہونگی۔

ام سلمہؓ: مجھے اللہ کے فرمان: ''جیسے (حفاظت سے) تہ کئے ہوئے (آب دار) موتی '' کے متعلق بتائیے:

آنحضرت ﷺ: یعنی صفائی میں ایسی صاف ستھری ہونگی جیسے وہ موتی جو ابھی صدف سے نہ نکلا ہو اور ہاتھوں نے اسے چھوا تک نہ ہو۔

ام سلمہؓ: یارسول اللہ فرمانِ الٰہی ''ان میں نیک سیرت (اور) خوبصورت عورتیں ہیں'' کے متعلق بتائیے:

آنحضرت ﷺ: وہ اخلاق میں اعلیٰ ترین اور انتہائی خوبصورت چہروں والی ہونگی۔

ام سلمہؓ: یارسول اللہ فرمانِ الٰہی ہے: ''گویا وہ محفوظ انڈے ہیں'' کے متعلق فرمائیے۔

آنحضرت ﷺ: ان کی جلد کی نرمی وملائمت انڈے کے اندر کی سفیدی کے ساتھ ملی ہوئی آخری جھلی کی مانند ہوگی۔

ام سلمہؓ: یارسول اللہ! مجھے ''عرباً اترابا یعنی پیاریاں اور ہم عمر بنایا'' کے متعلق بتائیے۔

آنحضرت ﷺ: اس سے مراد وہ عورتیں ہیں جو دنیاوی زندگی میں بوڑھی، بہتی آنکھوں اور سفید بالوں والی ہوگئی تھیں۔ وہ جنت میں فریفتہ کن، محبوبہ اور ہم عمر ہو جائیں گی۔

ام سلمہؓ: یارسول اللہ! مجھے یہ بتائیے کہ دنیا کی عورتیں افضل ہونگی یا حورِعین؟

آنحضرت ﷺ: دنیا کی عورتوں کو جنتی حوروں پر وہ فضیلت حاصل ہوگی جو غلاف کو استر پر ہوتی ہے۔

ام سلمہؓ: یارسول اللہ! اس کی کیا وجہ ہے؟

آنحضرت ﷺ: ان کی نماز، روزوں اور اللہ کی عبادت کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کے چہروں پر خاص نور طاری فرمادیں گے۔ ان کے جسموں پر ریشم پہنادیں گے۔ ان کی جلدیں سفید رنگت والی ہونگی۔ ان کے کپڑے سبز رنگ ہونگے۔ ان کے زیور زرد ہونگے۔ ان کی انگیٹھیاں موتیوں کی ہونگی۔ ان کی کنگھیاں سونے کی ہونگی۔ وہ کہیں گی: ہم ہمیشہ رہنے والی ہیں، کبھی نہ مریں گی۔ ہمیشہ تروتازہ رہنے والی ہیں کبھی بوسیدہ نہ ہونگی۔ ہمیشہ یہاں رہنے والی ہیں، یہاں سے کبھی کوچ نہ کریں گی۔ آگاہ رہو! ہم ہمیشہ راضی رہنے والی ہیں کبھی ناراض نہ ہونگی۔ خوشخبری ہو اس کو جو ہمارے لئے ہے اور ہم اس کیلئے۔

ام سلمہؓ: یارسول اللہ! ہم میں سے بعض عورتیں (یکے بعد دیگرے) دو، تین اور چار شادیاں کرلیتی ہیں۔ پھر وہ مرجاتی ہیں اور جنت میں داخل ہوجاتی ہیں اور وہ سب شوہر بھی جنت میں داخل ہوجاتے ہیں۔ اب وہ کس شوہر کے ساتھ رہیں گی؟

آنحضرت ﷺ: ایسی عورت کو اختیار دیا جائے گا۔ لہٰذا وہ اخلاق میں سب سے اچھے کو پسند کرلے گی۔ وہ

عرض کرے گی: یارب! یہ شوہر دنیا میں میرے ساتھ ان سب شوہروں سے زیادہ اچھا سلوک کرتا تھا لہٰذا اسی کے ساتھ میری شادی فرما دیجئے۔

اے ام سلمہ! حسن اخلاق دنیا و آخرت کی بھلائی کو لے اڑے۔[۱]

مصنّف ابن ابی شیبہ میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس انصار کی ایک بڑھیا آئی۔ آ کر عرض کیا: یارسول اللہ! دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل فرمائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جنت میں کوئی بڑھیا داخل نہیں ہوگی۔ پھر آپ ﷺ تو نماز پڑھنے کیلئے چلے گئے۔ نماز پڑھ کر حضرت عائشہؓ کے پاس لوٹے تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا: میں نے آپ سے آج ہی یہ شدت اور سختی کی بات سنی ہے!۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

بات اسی طرح درست ہے، اللہ تعالیٰ جب ان (بڑھیوں) کو جنت میں داخل فرمائیں گے تو پہلے ان کو کنواری نوعمر بنا دیں گے۔[۲]

مؤمنین کے جنت میں داخل ہونے سے متعلق روایت میں آیا ہے کہ:

ایک جنتی اللہ کی نئی پیدا کی ہوئی بہتر حوروں اور دو دنیاوی عورتوں کے پاس داخل ہوگا۔ اللہ کے فضل سے یہ دو عورتیں، ان بہتر پر فضیلت و برتری رکھیں گی کیونکہ دنیا میں انہوں نے اللہ کی عبادت کی ہوگی۔ جنتی شخص دنیاوی پہلی عورت کے پاس یاقوت کے بالا خانے میں داخل ہوگا۔ سونے کی چارپائی جو موتیوں سے جڑاؤ ہوگی اس پر جلوہ آرا ہوگا۔ سندس اور استبرق (خالص ریشمی کپڑوں کی اقسام) کے ستر صندوق ہونگے۔ جنتی اپنی اس بیوی کے کندھے پر ہاتھ رکھے گا پھر سامنے کی طرف سے اس کے سینے کپڑوں، گوشت اور جلد کے پار سے اپنے ہاتھ کو بخوبی دیکھے گا۔ نیز جنتی اس کی پنڈلی کا گودا یوں صاف دیکھے گا جیسے کوئی چاندی کی لڑی کو یاقوت میں سے صاف دیکھ لیتا ہے۔ ابھی وہ اسی منظر میں ہوگا کہ نداء آئے گی ہم نے جان لیا کہ تو (اس سے) اکتائے گا اور نہ اس کو اکتاہٹ میں ڈالے گا۔ لے مزید سن تیری اس کے علاوہ بھی بیویاں ہیں۔ پس وہ ان کی طرف نکلے گا اور وہ ایک ایک کر کے اس کے پاس حاضر ہونگی۔ ہر ایک جب آئے گی تو عرض کرے گی: اللہ کی قسم! جنت میں تجھ سے زیادہ کوئی شیء حسین نہیں ہے اور میرے نزدیک جنت کی کوئی شیء تجھ سے زیادہ محبوب نہیں ہے۔[۳]

ترمذی میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سب سے کم مرتبہ والے جنتی کو اسی ہزار خادم اور بہتر بیویاں ملیں گی۔ نیز اس کیلئے موتیوں، زبرجد اور یاقوت سے ایک قبہ بنایا جائے گا۔ جو جابیہ سے صنعاء تک وسیع ہوگا۔[۴]

مسند احمد، ابن ماجہ اور ترمذی نے مقدام بن معدی کرب سے روایت کی ہے جس کو امام ترمذی نے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ کے ہاں شہید کے تین اعزاز ہونگے۔ اول یہ کہ اس کے خون کے پہلے قطرہ کے ساتھ اسکی مغفرت کر دی جائے گی۔ جنت میں اس کا ٹھکانہ اس کو دکھا دیا جائے گا۔ خلعت ایمان اس کو پہنائی جائے گی۔ عذاب قبر سے اس کو امن دیدیا جائے گا۔ فزع اکبر (صور پھونکے جانے کے دن کی گھبراہٹ اور پریشانی) سے مامون ہو جائے

۱۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۲۳/ ۸۷۰۔ ۲۔ ابن ابی شیبۃ: ۲/ ۴۷۵ ۳۔ البعث والنشور للبیھقی: ۶۶۹۔ ۴۔ الترمذی: ۲۵۶۲

گا۔اسکے سر پر عظمت و وقار کا تاج رکھ دیا جائے گا۔اس تاج کا ایک یاقوت دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔بہتر حور عینوں سے اس کی شادی کر دی جائے گی۔اور اس کے اعزاء و اقارب میں سے ستر آدمیوں کے حق میں اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔[1]

امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے:

ایوب بن محمد نے حضرت ابو ہریرہؓ سے پوچھا جنت میں مرد زیادہ ہونگے یا عورتیں؟

فرمایا: کیا ابوالقاسم ﷺ نے نہیں فرمایا: بے شک پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہوگی وہ چودھویں رات کے چاند کی مانند چہروں والی ہوگی۔اس کے بعد داخل ہونے والی جماعت کے چہرے آسمان میں سب سے زیادہ چمکنے والے ستارے کی طرح چمکتے ہونگے۔ان میں سے ہر ایک کیلئے (دنیا کی) دو عورتیں ہونگی، (حسن کی وجہ سے) جن کی پنڈلیوں کا گودا ان کے گوشت پوست سے باہر نظر آئے گا۔اور جنت میں کوئی بغیر شادی کے نہیں ہوگا۔[2]

یعنی جب دنیا دنیا کی دو دو عورتیں ہونگی اور جنتی ستر ستر عورتیں ہونگی تو اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ جنت میں کس صنف کی تعداد زیادہ ہوگی۔لیکن یہ روایت صحیحین کی اس روایت کے معارض و مخالف نہیں ہے جس میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میں نے جہنم میں دیکھا تو وہاں زیادہ تعداد عورتوں کی پائی۔کیونکہ جنت اور جہنم دونوں میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہو یہ ممکن ہے۔نیز یہ بھی ممکن ہے کہ پہلے جہنم میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہو۔پھر شفاعت کی وجہ سے وہ جہنم سے جنت میں آ کر وہاں بھی اپنی صنف کی تعداد بڑھالیں۔

حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جنتی آدمی بغیر حرکت کیے ستر سال تک تکیہ لگائے استراحت میں رہے گا۔پھر اس کی بیوی اس کے پاس آئے گی اور اس کے شانوں پر ہاتھ مارے گی۔جنتی اس کے آئینہ سے زیادہ صاف چہرے میں اپنا چہرہ دیکھے گا۔اس کے جسم پر ایک ادنیٰ سا موتی مشرق و مغرب کے درمیان سارے جہان کو روشن کر دے گا۔وہ اس کو سلام عرض کرے گی۔جنتی اس کے سلام کا جواب دے گا اور اس سے سوال کرے گا: تو کون ہے؟ وہ کہے گی: "انا المزید" میں مزید ہوں۔(یعنی اللہ کی طرف سے بطور مزید انعام کے تجھے دی گئی ہوں)۔اس پر شجرِ طوبیٰ سے بنے ہوئے انتہائی سرخ ستر کپڑے ہونگے۔جنتی کی نظران سب کے پار سے اس کی پنڈلیوں کا گودا دیکھے گی۔اس حور مزید پر (بیش بہا) تاج ہونگے۔اس کے جسم پر ایک ادنیٰ سا موتی مشرق و مغرب کے درمیان سارے جہان کو روشن کر دے گا۔[3]

امام احمد نے اس کو اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔

مسند احمد میں ہی حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ کی راہ میں ایک صبح یا ایک شام لگانا دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے۔جنت میں تم میں سے کسی کے کوڑے کی جگہ دنیا اور اس کے مثل سے بہتر ہے۔اگر اہل جنت کی عورتوں میں سے کوئی ایک اپنا سراپا زمین کی طرف دکھا دے تو آسمان و زمین کا درمیان خوشبو سے بھر جائے اور پوری فضاء خوشی سے گنگنا اٹھے۔جنتی عورت کی اوڑھنی دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے۔[4]

---

[1] الترمذی: ١٦٦٣. ابن ماجہ: ٢٧٩٩. مسند احمد ۴/١٣١ [2] البخاری: ٣٣٢٧. المسلم: ٧٠٧٦. [3] مسند احمد: ٣/٧٥. [4] البخاری کتاب الرقاق: ١١/٢٣٢. مسند احمد ٢/۴٨٣

ابن ابی الدنیا میں حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اگر کوئی جنتی حور آسمان وزمین کے درمیان صرف اپنی ہتھیلی کا حصہ ظاہر کردے تو ساری مخلوق کو اپنے حسن کی وجہ سے فتنہ میں مبتلا کردے۔ اور اگر وہ حور اپنا دوپٹہ ظاہر کردے تو سورج کی روشنی یوں ماند ہو جائے جیسے چراغ سورج کے سامنے اور سورج اپنی روشنی کھو بیٹھے۔ اور اگر وہ حور عین اپنا چہرہ دنیا میں ظاہر کردے تو زمین وآسمان کا درمیان روشن ہو جائے۔

ابن وھب محمد بن کعب القرظی سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا:

اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اگر ایک حورِعین اپنا کنگن عرش کے نیچے سے ظاہر کردے تو اس کی روشنی آفتاب وماہتاب کی روشنی کو بجھا دے۔ تو خود اس حور کی صورت کیسی ہوگی؟ اور اللہ نے پہننے والوں کیلئے جو بھی لباس اور زیورات پیدا کئے ہیں ان سب میں سب سے اچھے اس کے جسم پر ہونگے۔[۱]

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں جنت میں ایک حور ہے جس کو ''العیناء'' کہا جاتا ہے۔ جب وہ چلتی ہے تو اس کے اردگرد ستر ہزار خادم ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ وہ کہتی ہے: کہاں ہے امر بالمعروف کرنے والے؟ نہی عن المنکر کرنے والے؟ (تفسیر القرطبی)

امام قرطبی نے اپنی سند کے ساتھ مجاہد بن ابی اسامہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

حورِعین زعفران سے پیدا کی گئی ہے۔[۲]

یہ حدیث غریب ہے۔

حضرت عکرمہ کے مراسیل میں ہے کہ: حورِعین دنیا میں اپنے زندہ شوہروں کیلئے کہتی ہیں: اے اللہ اس کی اپنے دین پر مدد فرما۔ اس کے دل کو اپنی اطاعت کی طرف موڑ دے۔ اور اس کو عزت کے ساتھ ہمارے پاس پہنچا دے۔ یا ارحم الراحمین۔

مسند امام احمدؒ میں کثیر بن مرہ کی حضرت معاذ سے مرفوعاً حدیث مروی ہے فرمایا:

کوئی عورت دنیا میں اپنے شوہر کو ایذا نہیں پہنچاتی مگر اس کی جنتی بیوی حورعین کہتی ہے: تجھ پر اللہ کی پھٹکار ہو! یہ تیرے پاس کچھ عرصہ کیلئے ہے، قریب ہے کہ یہ تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس آجائے۔[۳]

جنت میں حوروں کے گانے کا بیان

امام ترمذیؒ وغیرہ نے عبدالرحمٰن بن اسحاق عن نعمان بن سعد کی سند کے ساتھ حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جنت میں حورعینوں کیلئے ایک محفل گاہ ہے۔ وہ وہاں جمع ہو کر ایسی سریلی آواز سے گاتی ہیں جو کسی مخلوق نے نہ سنی ہوگی۔ وہ کہتی ہیں: ہم ہمیشہ رہنے والی ہیں کبھی ہلاک نہ ہونگی۔ ہم ہمیشہ تروتازہ رہنے والی ہیں کبھی بوسیدہ نہ ہونگی۔ ہم خوش رہنے والی ہیں کبھی ناراض نہ ہونگی۔ خوشخبری ہے اس کیلئے جو ہمارا ہے اور ہم اس کی ہیں۔[۵]

۱۔ تفسیر القرطبی: ۲۶۸/۱۸ ۔ ۲۔ مجمع الزوائد: ۴۱۹/۱۰. المعجم الکبیر للطبرانیؒ: ۷۸۱۳. ۔ ۴۔ مسند احمد: ۳۰۶/۵. ۔ ۵۔ الترمذی: ۲۵۶۴.

ابن ذویب نے سنداً حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اہل جنت کی بیویاں اپنے شوہروں کو ایسی حسین سریلی آواز سے گا کر سنائیں گی جو کبھی کسی نے نہ سنی ہو۔ ان کے طربیہ گیتوں کے چند الفاظ یہ ہیں: ہم ہمیشہ رہنے والی ہیں ہمیں کبھی موت نہ آئے گی۔ ہم امن میں ہیں کسی کا خوف نہیں۔ ہم یہاں ہمیشہ رہیں گی یہاں سے کہیں نہ جائیں گی۔[1]

لیث بن سعد یزید بن ابی حبیب عن ولید بن عبدۃ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو فرمایا:

مجھے حور عین کے پاس لے چلو۔ حضرت جبرئیلؑ آپ کو حوروں کے پاس لے گئے۔ آپ ﷺ نے ان سے دریافت کیا: تم کون ہو؟ وہ بولیں: ہم ایسی قوم کی باندیاں ہیں جو آ کر کبھی واپس نہ جائیں گے۔ جوانی کے بعد ان پر کبھی بڑھاپا نہ آئے گا۔ خدا کی پرہیزگاری کے بعد کبھی ان سے گناہ سرزد نہ ہوگا۔

امام قرطبیؒ نے حورعینوں کے گانے کے بعد دنیا کی جنتی عورتوں کے گیت بھی نقل فرمائے ہیں۔ وہ حوروں کے جواب میں کہیں گی: ہم نماز پڑھنے والی ہیں اور تم نے کبھی نماز نہیں پڑھی۔ ہم روزے رکھنے والی ہیں اور تم نے کبھی روزے نہیں رکھے۔ ہم وضوء کرنے والی ہیں اور تم نے کبھی وضوء نہیں کیا۔ ہم صدقہ خیرات کرنے والی ہیں اور تم نے کبھی صدقہ خیرات نہیں کیا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اسطرح وہ جنتی حوروں پر غالب آ جائیں گی۔ واللہ اعلم[2]

امام قرطبی نے اسی طرح التذکرہ میں ذکر کیا ہے لیکن اس کو کسی کتاب کی طرف منسوب نہیں کیا۔ واللہ اعلم۔

اہل جنت کے ہم بستر ہونے کا بیان

فرمانِ الٰہی ہے: اہل جنت اس روز عیش ونشاط کے مشغلے میں ہوں گے۔ وہ بھی اور ان کی بیویاں بھی سایوں میں تختوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے۔ وہاں انکے لئے میوے اور جو وہ چاہیں گے (موجود ہوگا)۔ پروردگار مہربان کی طرف سے سلام (کہا جائیگا) (سورۃ یٰس آیات ۵۵ تا ۵۸)

فرمانِ الٰہی ہے: ''اہل جنت اس روز عیش ونشاط کے مشغلے میں ہوں گے'' کے متعلق حضرت عبداللہؓ بن مسعودؓ، ابن عباسؓ اور کئی مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ عیش ونشاط کے مشغلہ سے مراد کنواریوں کا پردۂ بکارت زائل کرنا ہے

نیز فرمانِ الٰہی ہے: بے شک پرہیزگار لوگ امن کے مقام میں ہوں گے۔ (یعنی) باغوں اور چشموں میں حریر کا باریک اور دبیز لباس پہن کر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ (وہاں) اس طرح (کا حال ہوگا) اور ہم بڑی بڑی آنکھوں والی سفید رنگ کی عورتوں سے ان کے جوڑے لگائیں گے۔ وہاں خاطر جمع سے ہر قسم کے میوے منگائیں گے (اور کھائیں گے) (اور) پہلی دفعہ کے مرنے کے سوا (کہ مر چکے تھے) دوبارہ موت کا مزہ نہیں چکھیں گے اور خدا ان کو دوزخ کے عذاب سے بچالے گا۔ یہ تمھارے پروردگار کا فضل ہے۔ یہی تو بڑی کامیابی ہے۔ (سورۃ الدخان آیات ۵۱ تا ۵۷)

---

[1] مجمع الزوائد: ۱۰/۴۱۹۔ کنز العمال: ۳۹۴۹۲ [2] تفسیر القرطبی: سورۃ الرحمن الآیۃ: ۷۰ الحدیث: ۱۷/۱۸۱

حضرت ابوداؤد الطیالسیؒ سنداً حضرت انسؓ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جنت میں مؤمن کو اتنے اتنے مردوں کی طاقت دی جائے گی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کتنے مردوں کی طاقت دی جائے گی؟ فرمایا: سو آدمیوں کی طاقت دی جائے گی۔[۱]

امام ترمذیؒ نے ابوداؤدؒ کی حدیث سے اس کو روایت کیا ہے اور صحیح غریب کا حکم لگایا ہے۔
امام طبرانیؒ نے المعجم الکبیر میں سنداً حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ کسی نے سوال کیا:
یا رسول اللہ! کیا آدمی جنت میں جماع کرے گا؟ یا یہ سوال کیا: کیا ہم جنت میں اپنی عورتوں سے صحبت کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جنتی ایک وقت میں سو کنواریوں سے جماع کرلے گا۔[۲]

حافظ ضیاءؒ فرماتے ہیں یہ روایت میرے نزدیک صحیح کی شرط پر ہے۔
مسند البزار میں حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ سے سوال کیا گیا کہ آدمی جنت میں عورتوں کو چھوئے گا؟ فرمایا:
ہاں؛ ایسے عضو کے ساتھ، جو نہ تھکے اور ایسی شہوت کے ساتھ جو ختم نہ ہو۔[۳]

امام بزارؒ فرماتے ہیں اس روایت کا ایک راوی عبدالرحمٰن بن زیاد ہے۔ جو تھا تو حسن العقل، لیکن شیوخِ مجاہیل سے روایت کرتا ہے۔ جس کی بناء پر اس سے من گھڑت روایات مروی ہیں۔ یہ حدیث بھی اس کی ضعیف احادیث میں شامل ہے۔

حرملہؒ اپنی ابن وھب والی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا: کیا ہم جنت میں وطی کریں گے؟ فرمایا: ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے زور زور کیساتھ۔ اور جب آدمی عورت کے پاس سے کھڑا ہوگا تو وہ دوبارہ کنواری ہوجائے گی۔[۴]

امام طبرانی نے سنداً حضرت ابوامامہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کیا جنتی لوگ جماع کریں گے؟ فرمایا:
زور زور سے۔ لیکن اس جماع سے منی خارج ہوگی اور نہ (اس کیلئے آدمی کو پریشان کن) خواہش ہوگی۔[۵]
- کیونکہ منی کے خروج سے جماع کی لذت ختم ہوجاتی ہے اور منیہ یعنی شدید خواہش سے زندگی کی لذت بے کیف ہوجاتی ہے۔

امام طبرانی نے سنداً حضرت ابوامامہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کیا جنتی لوگ جماع کریں گے؟ فرمایا:
ہاں؛ ایسے عضو کے ساتھ، جو نہ تھکے اور ایسی شہوت کے ساتھ جو ختم نہ ہو۔[۶]

۱۔ الترمذی: ۲۵۳۶ ۔ ۲۔ مسند ابی داؤد: ۲۰۱۲۔ الطبرانیؒ فی المعجم الکبیر: ۵/ ۵۰۰۶
۳۔ مجمع الزوائد: ۱۰/ ۴۱۷۔ مسند البزار: ۳۵۲۴ ۔ ۴۔ مسند البزار: ۳۵۲۷
۵۔ الطبرانی فی المعجم الکبیر: ۸/ ۷۴۷۹ ۔ ۶۔ الطبرانی فی المعجم الکبیر: ۸/ ۷۶۷۴

اہل جنت کیلئے بچوں کا ہونا نہ ہونا

جب کوئی جنتی خواہش کرے گا کہ اس کو دنیا کی طرح اولاد پیدا ہو تو اس کو اولاد بھی پیدا ہو گی۔ لہذا مسند احمد میں حضرت ابوسعیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب مؤمن بندہ جنت میں بچے کی خواہش کرے گا تو اس بچہ کا حمل اور وضع حمل اسی وقت ہو جائے گا جب وہ خواہش کرے گا اور اسی وقت بچہ بڑا بھی ہو جائے گا۔[۱]

امام ترمذی اور امام ابن ماجہ نے اس کو محمد بن بیار سے روایت کیا ہے۔ نیز امام ترمذی نے اس کو حسن غریب بتایا ہے۔ سفیان ثوریؒ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوسعیدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ! کیا اہلِ جنت کو اولاد پیدا ہو گی کیونکہ اولاد کے ساتھ ہی خوشی کامل ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس میں صرف اتنی دیر لگے گی جتنی خواہش کرنے میں اسی وقت حمل ٹھہرے گا اور بچہ پیدا ہو گا اور دودھ کا زمانہ پورا ہو کر بچہ عنفوانِ شباب کو پہنچ جائے گا۔ یہ سب آنِ واحد میں ہو جائے گا۔[۲]

لیکن یہ روایت امام بخاری اور امام ترمذی کی اس روایت کے مخالف ہے جو انہوں نے حضرت اسحاق بن راہویہ سے نقل کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں اولاد ہونا نہ ہونا خواہش پر محمول ہو گا۔ اگر جنتی چاہے گا تو اولاد ضرور ہو گی۔ لیکن جنتی چاہے گا ہی نہیں۔ مصنفؒ فرماتے ہیں یہی درست ہے کیونکہ جنت میں دنیا کی طرح جماع سے تو اولاد نہیں ہو گی کیونکہ دنیا تو افزائشِ نسل کا گھر ہے۔ تاکہ دنیا آباد رہے۔ جبکہ آخرت دار السلطنت ہے۔ وہاں کسی نے مرنا نہیں ہے۔ جو زندہ ہوں گے انہیں ہی ہمیشہ عیش و عشرت کرنی ہے۔ اسی وجہ سے اہل جنت کے جماع میں منی نہیں ہو گی۔ لیکن اگر کوئی خواہش کرے گا تو اس کو اولاد ضرور پیدا ہو گی کیونکہ فرمان الٰہی ہے: وہ جو چاہیں گے ان کیلئے ان کے پروردگار کے پاس (موجود) ہے۔ نیکوکاروں کا یہی بدلہ ہے (سورۃ الزمر آیت ۳۶) لیکن عام طور سے جنتی اولاد کی خواہش نہیں کرے گا۔ تابعین کی ایک جماعت جن میں امام طاؤسؒ، مجاہدؒ، ابراہیم نخعیؒ وغیرہ جیسے حضرات شامل ہیں نے یہ روایت نقل کی ہے کہ:

جنت میں اولاد نہیں ہو گی۔[۳]

جنت میں صغریٰ موت آئے گی اور نہ کبریٰ موت

نیند چھوٹی موت اور عام موت بڑی موت کہلاتی ہے۔

فرمان الٰہی ہے: (اور) پہلی دفعہ کے مرنے کے سوا (کہ مر چکے تھے، دوبارہ) موت کا مزہ نہیں چکھیں گے۔ اور خدا ان کو دوزخ کے عذاب سے بچا لیگا (سورۃ الدخان آیت ۵۶)

جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کئے۔ ان کیلئے بہشت کے باغات کی مہمانی ہوں گے۔ ہمیشہ ان میں

۱۔ الترمذی: ۲۵۶۳۔ ابن ماجہ: ۴۳۳۸۔ مسند احمد: ۹/۳۔ ۲۔ تقدم تخریجہ فی السابق
۳۔ تقدم تخریجہ فی السابق

رہیں گے اور وہاں سے مکان بدلنا نہ چاہیں گے (سورۃ کہف آیتان ۱۰۷، ۱۰۸)

یعنی وہی ایسی عمدہ ترین رہائش ہوگی کہ وہ اس کو چھوڑ کر کہیں نہیں جانا چاہیں گے۔ کیونکہ وہ اس میں کبھی تھکیں گے اور نہ اس سے اکتائیں گے۔ جبکہ اہل دنیا خواہ اچھی جگہ ہو لیکن بسا اوقات اکتا جاتے ہیں۔ جیسے کسی فصیح وادیب شاعر کا شعر ہے۔ ترجمہ:

میں تو وہاں سے چلا آیا کیونکہ وہاں میرا دل سیاہ ہو چکا تھا اور نہ میں بغاوت کرنے والا نہیں ہوں۔ اور نہ کسی حال سے پلٹنے والا ہوں۔

اور پہلے موت کو ذبح کئے جانے والی روایت گزر چکی ہے جس میں ہے کہ ایک منادی نداء دے گا:

اے اہل جنت! اب ہمیشہ ہمیشہ یہیں رہنا ہے۔ موت کبھی نہیں آئے گی۔ اور اے اہل جہنم! اب تم کو بھی ہمیشہ ہمیشہ کیلئے یہیں رہنا ہے موت کبھی نہیں آئے گی۔ جو جہاں ہے وہی ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔[1]

مسند احمد میں یحیٰ بن آدم، حمزہ، ابواسحاق، الاغر ابومسلم کے سلسلۂ سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابوسعیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اس کے ساتھ نداء دی جائے گی۔ تم پر لازم ہے کہ تم ہمیشہ زندہ رہو، کبھی نہ مرو۔ تمہارے لئے صحت وسلامتی رکھدی گئی ہے اب تم کبھی بیمار نہ ہوگے۔ تم ہمیشہ نوجوان رہو گے کبھی بڑھاپا نہ آئے گا۔ تم ہمیشہ نعمتوں میں رہو گے کبھی کوئی سختی نہ آئے گی۔ راوی کہتے ہیں: ان چار چیزوں کے ساتھ اس کو خطاب کیا جائے گا۔[2]

امام احمد فرماتے ہیں ہمیں عبدالرزاقؒ نے فرمایا کہ حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں ہمیں ابواسحاق نے الاغر کے حوالہ سے حضرت ابوسعیدؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن ایک منادی پکارے گا: تمہارے لئے لکھ دیا گیا ہے کہ تم ہمیشہ زندہ رہو گے، کبھی نہ مرو گے۔ تمہارے لئے صحت وسلامتی رکھدی گئی ہے اب تم کبھی بیمار نہ ہوگے۔ تم ہمیشہ نوجوان رہو گے کبھی بڑھاپا نہ آئے گا۔ تم ہمیشہ نعمتوں میں رہو گے کبھی کوئی سختی نہ آئے گی۔ راوی کہتے ہیں: ان چار چیزوں کے ساتھ اس کو خطاب کیا جائے گا۔[3] پھر کہا: کہ یہی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

(اس روز) منادی کردی جائیگی تم ان اعمال کے صلے میں جو (دنیا میں) کرتے تھے اس بہشت کے مالک بنادیئے گئے ہو (سورۃ الاعراف آیت ۴۳)۔

امام مسلم نے اس کو اسحاق بن راہویہ اور عبدبن حمید سے روایت کیا ہے اور ان دونوں بزگوں نے عبدالرزاق سے روایت کیا ہے۔

۱۔ الترمذی فی کتاب صفة الجنة باب ماجاء فی خلود اهل الجنة و اهل النار، الحدیث: ۲۵۵۷.

۲۔ المسلم فی کتاب الجنة ونعیمها، باب فی فی دوام نعیم اهل الجنة وقوله قوله تعالیٰ (ونودوان تلکم الجنة اورثتموها بما کنتم تعملون) الحدیث: ۵۷۸۶. مسنداحمد: ۹۵/۳

۳۔ تقدم تخریجه فی السابق

اہل جنت کو کبھی نیند نہ آئے گی

حافظ ابوبکر بن مردویہ فرماتے ہیں ہمیں احمد بن القاسم بن صدقہ المصری نے مقدام بن داود، عبداللہ بن المغیرہ سفیان الثوری، محمد بن المنکدر کے حوالہ سے فرمایا کہ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

نیند موت کی بہن ہے۔ لہٰذا اہلِ جنت کبھی نہ سوئیں گے۔[1]

امام طبرانی نے اس کو مصعب بن ابراہیم، عن عمران بن الربیع الکوفی عن یحیی بن سعید الانصاری عن محمد بن المنکدر کے طریق سے یوں روایت کیا ہے کہ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا:

کیا اہل جنت کو نیند آئے گی؟ فرمایا:

نیند موت کی بہن ہے۔ لہٰذا اہلِ جنت کو کبھی نیند نہ آئے گی۔[2]

امام بیہقیؒ نے بھی اس کو حضرت جابرؓ سے روایت کیا ہے۔ اس کے بعد امام بیہقیؒ نے عبداللہ بن ابی اوفیؓ سے روایت کی کہ ایک شخص نے حضور ﷺ سے (نیند کے متعلق) سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

موت نیند کی شریک ہے۔ اور جنت میں کوئی موت نہیں۔

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر جنتیوں کو سکون اور راحت کیسے نصیب ہوگی؟ فرمایا:

وہاں تھکاوٹ کا نام نہیں۔ وہاں ہر کام میں راحت ہی راحت ہے۔[3] اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ فرمان نازل فرمایا:

(جنتی کہیں گے:) یہاں نہ تو ہم کو رنج پہنچے گا اور نہ ہمیں تکان ہی ہوگی۔ (سورۃ فاطر آیت ۳۵)

یہ روایت ضعیف الاسناد ہے۔

جنتیوں کو اللہ تعالیٰ کی رضاء نصیب ہونے سے متعلق فرمانِ الٰہی

فرمانِ الٰہی ہے: جنت جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا جاتا ہے اس کی صفت یہ ہے کہ اس میں پانی کی نہریں ہیں جو بو نہیں کریگا اور دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ نہیں بدلے گا اور شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کیلئے (سراسر) لذت ہے اور شہد مصفا کی نہریں ہیں (جس میں حلاوت ہی حلاوت ہے) اور (وہاں) ان کیلئے ہر قسم کے میوے ہیں اور انکے پروردگار کی طرف سے مغفرت ہے۔ (سورۃ محمد ۱۵)

فرمانِ الٰہی ہے: خدا نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے بہشتوں کا وعدہ کیا ہے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں (وہ) ان میں ہمیشہ رہیں گے اور بہشت ہائے جاودانی میں نفیس مکانات کا (وعدہ کیا ہے) اور خدا کی رضا مندی تو سب سے بڑھ کر نعمت ہے یہی بڑی کامیابی ہے (سورۃ توبہ آیت ۷۲)۔

۱۔ الطبرانی فی المعجم الاوسط ۹۲۳ ۔ مسند البزار: ۳۵۱۷ ۔ البعث والنشور للبیہقی: ۴۸۹

۲۔ الطبرانی فی المعجم الاوسط ۹۲۳ ۔ مسند البزار: ۳۵۱۷ ۔ البعث والنشور للبیہقی: ۴۸۹

۳۔ البعث والنشور للبیہقی: ۴۸۹

اللہ تعالیٰ کے اہل جنت سے ہمیشہ کیلئے راضی ہونے سے متعلق فرمان نبوی

زید بن اسلم، عطاء بن یسار کے سلسلہ سند کے ساتھ ابوسعیدؓ سے روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اللہ تعالی اہل جنت سے فرمائیں گے اے اہل جنت وہ کہیں گے ہم حاضر ہیں اے ہمارے رب، حق تعالیٰ شانہ فرمائیں گے کیا تم راضی ہو؟

وہ عرض کریں گے ہم کیوں راضی نہ ہوں حالانکہ آپ نے ہمیں وہ کچھ دیا ہے جو اپنی مخلوق میں آپ نے کسی اور کو نہیں دیا، حق تعالیٰ شانہ فرمائیں گے اس سے بھی اچھی چیز؟ عرض کریں گے اس سے اچھا کیا ہوسکتا ہے؟ فرمائیں گے آپ پر اپنی رضا اتاروں گا (اپنی رضا کا اعلان کرتا ہوں) اس کے بعد کبھی آپ سے ناراض نہیں ہوں گا۔[1]

اسی سند سے مالک کی حدیث کو صحیحین میں بھی ذکر کیا گیا ہے۔

ابوبکر بزار نے فرمایا: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جب جنتی جنت میں جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا میں آپ کو اس سے اچھا عطا نہ کردوں، وہ عرض کریں گے۔ اے ہمارے رب اس سے اچھا کیا ہوسکتا ہے؟ فرمائیں گے میری رضا سب سے بڑی ہے۔[2]

یہ حدیث بخاری کی شرط پر ہے اور اس طریق سے ان کے علاوہ دیگر اصحاب کتب نے بیان نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ کا اہل جنت کو اور اہل جنت کا اللہ تعالیٰ کو دیکھنا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''جس روز وہ ان سے ملیں گے ان کا تحفہ (ان کی طرف سے) سلام ہوگا اور اس نے ان کے لئے بڑا ثواب تیار کررکھا ہے'' (سورۃ الاحزاب ۴۴)

''پروردگار مہربان کی طرف سے سلام کہا جائیگا'' (سورۃ یٰس آیت ۵۸)

سنن ابن ماجہ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا،

''اہل جنت نعمتوں کے مزے لوٹ رہے ہوں گے کہ اچانک ایک نور ظاہر ہوگا، وہ اوپر کو دیکھیں گے تو رب تعالیٰ اپنی مہربانی سے اوپر کی جانب سے ان کو دیکھیں گے اور فرمائیں گے ''السلام علیکم یا اھل الجنۃ'' فرمایا'' اور اسی کو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے ''سلام قولا من رب رحیم '' فرمایا پس اللہ تعالیٰ اہل جنت کو اور اہل جنت اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے اور کسی دوسری جانب التفات نہیں کریں گے جب تک اللہ تعالیٰ ان کو اپنا دیدار کراتے رہیں گے۔ پھر حق تعالیٰ حجاب فرمائیں گے لیکن ان کا نور اور برکت ان کے اوپر ان کے گھروں میں بھی باقی رہے گی۔[3]

بیہقی نے اسی حدیث کو اسی طریق سے طویل بیان کیا ہے فرماتے ہیں۔

اہل جنت اپنی مجلس میں تشریف رکھتے ہوں گے کہ اچانک جنت کے دروازے پر ایک نور ظاہر ہوگا۔ وہ سر اٹھائیں گے تو دیکھیں گے کہ حق تعالیٰ شانہ جلوہ فرما ہیں۔ فرمائیں گے! اے اہل جنت مانگو مجھ سے۔ عرض کریں گے! ہم آپ سے آپ کی رضا چاہتے ہیں۔ فرمائیں گے میری رضا کی وجہ سے آپ کو جنت ملی ہے اور میری رضا نے آپ

(۱) بخاری ۶۵۴۹، مسلم ۷۰۷۰ (۲) بخاری ۶۵۴۹، مجمع الزوائد ۴۲۰/۱۰ (۳) ابن ماجہ ۱۸۴

کو میری مہمان نوازی تک پہنچایا ہے۔ یہ میری داد و دہش کا وقت ہے لہذا مانگو۔ عرض کریں گے ہم مزید چاہتے ہیں تو ان کے سامنے سرخ یاقوت کے خوبصورت اونٹ لائے جائیں گے جن کے زمام سبز زمرد اور سرخ یاقوت کے ہوں گے۔ پس اہل جنت ان پر سواری کریں گے۔ وہ اپنا قدم وہاں رکھیں گے جہاں تک ان کی نظر پہنچتی ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ حکم فرمائیں گے تو حور عین میں سے جوان لڑکیاں یہ کہتے ہوئے آئیں گی!

''ہم نرم ہیں ہم میں سختی نہیں آئے گی۔ ہمیں ہمیشہ زندہ رہنا ہے کبھی مرنا نہیں ہم ایسے لوگوں کی بیویاں ہیں جو مسلمان ہیں شریف ہیں۔

پھر ایک ہوا چلے گی جس کو منشرہ کہتے ہیں وہ ان کو جنت عدن لے چلے گی فرشتے کہیں گے اے ہمارے رب وہ لوگ آ گئے سچوں کو خوش آمدید، ماننے والوں کو خوش آمدید، فرمایا پھر پردہ ہٹایا جائے گا پس وہ حق تعالیٰ شانہ کو دیکھیں گے اور رحمان کے نور کے مزے لیں گے یہاں تک کہ ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ملائکہ سے فرمائیں گے ان کو تحفوں سمیت ان کے محلات کی طرف لوٹاؤ پھر وہ اس حال میں لوٹیں گے کہ ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسی کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے ''نزلا من غفور رحیم'' یعنی بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہے۔

اسی حدیث کو بیان کرنے کے بعد بیہقی نے فرمایا ''اس کتاب (کتاب الرؤیۃ) میں ایسی روایات گذری ہیں جو اس حدیث میں بیان شدہ مضمون کی تائید کرتی ہیں۔[1]

ابو المعالی جوینی نے الرد علی السحمر ی میں لکھا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ جب پردہ ہٹائیں گے اور اہل جنت کے لئے جلوہ افروز ہوں گے تو نہریں چل پڑیں گی، اور درختوں کے پتے بجنے لگیں گے اور تخت و محلات چر چرانے لگیں گے، اور پھوٹتے چشموں سے بہتے پانی کی آواز آئے گی۔ ہوا خوب چلنے لگے گی۔ گھر اور محلات خالص مشک اور کافور سے مہکنے لگیں گے۔ پرندے چہچہانے لگیں گے اور حور عین نظارہ کریں گی۔

اس بات کا بیان کہ اہل جنت جمعہ کے دنوں میں حق تعالیٰ کا دیدار ایسی جگہوں میں کریں گے جو خالص اس مقصد کے لئے تیار کی گئی ہوں گی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

''اس دن بہت سے چہرے چمکتے ہوں گے اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے (سورۃ القیامۃ ۲۲۔۲۳)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

نیک لوگ نعمتوں میں ہوں گے، تختوں پر بیٹھے ہوئے نظارے کریں گے، تم انکے چہرے پر نعمتوں کی تازگی دیکھ لو گے (سورۃ المطففین ۲۲۔۲۴)

---

(۱) بیہقی ۴۹۳

حضرت ابوموسیٰ اشعری کی حدیث میں گذرا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ”دو جنتیں ایسی ہیں کہ اس کا سب کچھ چاندی کا ہے۔ لوگوں اور دیدار رب میں جنت عدن میں کبریائی کی چادر حائل ہے (جس کی وجہ سے وہ دیدار نہیں کر سکتے) ایک اور حدیث میں ابن عمر سے مروی ہے کہ جنتیوں میں اونچے درجے کا وہ ہے جو دن میں دو مرتبہ اللہ کا دیدار کرے (۱) صحیحین میں اس مضمون کا شاہد بھی ہے۔ قیامت کے دن مومنین کے دیدار الٰہی عزوجل کے بیان میں جریر سے مرفوعاً روایت ہے۔ ”جیسے وہ سورج اور چاند کو دیکھتے ہیں۔ پھر اس کے بعد فرمایا،

پھر اس آیت کو تلاوت فرمایا ”وسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل الغروب “ اور اپنے رب کی پاکی بیان کیجئے سورج کے طلوع ہونے سے پہلے اور سورج کے غروب ہونے سے پہلے“ اور صحیح بخاری میں ہے کہ تم اپنے رب کو کھلم کھلا دیکھو گے۔ (۲)

اس سیاق نے بتا دیا کہ دیدار عبادت کے اوقات میں ہوگا تو گویا اچھے لوگ صبح و شام رب کا دیدار کرتے ہیں۔ اور یہ بہت اونچا مرتبہ ہے۔ وہ اپنے تختوں اور صوفوں پر بیٹھے حق تعالیٰ کا ایسا دیدار کرتے ہیں جیسا کہ ایسی حالت میں چاند کو دیکھا جاتا ہے۔ عام مجمعوں میں بھی وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے جیسا کہ جمعہ کے دن۔ کہ اس دن میں اہل جنت ایک کھلے میدان میں جمع ہو جاتے ہیں جو کہ سفید مشک کی ہوتی ہے۔ پھر وہ اپنے گھروں کے حساب سے بیٹھتے ہیں (جیسے گھر ملے ہیں جنت میں اس حساب سے اس وادی میں بھی منبر ملیں گے) بعض نور کے منبروں پر ہوں گے اور بعض سونے کے منبروں پر وغیر ذلک۔ پھر ان کے اوپر انعامات کی بارش ہوگی۔ ان کے سامنے خوان رکھے جائیں گے جن میں مختلف قسم کی اشیاء ہوں گی کھانے اور پینے کے لئے۔ جن کو نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل پر اس کا خیال گذرا۔ پھر اس طرح مختلف قسم کے عطر استعمال کریں گے اور مختلف قسم کا اکرام ہوگا کہ جس کا انہوں نے سوچا تک نہ تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ تجلی فرمائیں گے اور ان میں سے ایک ایک سے گفتگو فرمائیں گے۔ جیسا کہ احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔ جیسا کہ عنقریب ان احادیث کو ذکر کیا جائے گا۔

بعض علماء نے عورتوں کے بارے میں اختلاف نقل کیا ہے۔ کیا وہ بھی اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گی جیسا کہ مرد کریں گے۔ کہا گیا کہ وہ دیدار نہیں کریں گی کیونکہ وہ خیموں میں محصور رہتی ہیں۔ اور کہا گیا وہ دیدار کریں گی کیونکہ خیموں میں دیدار سے کوئی مانع نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ”نیک لوگ بہشت میں ہوں گے تختوں پر بیٹھے دیدار کریں گے“ اور فرمایا ”وہ اور ان کی بیویاں سایوں میں تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے“ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”بلاشبہ تم اپنے پروردگار عزوجل کو ایسا دیکھو گے جیسا کہ اس چاند کو دیکھتے ہو۔ دیدار میں کچھ شک نہیں کرتے ہو اگر تم سے ہو سکے تو طلوع وغروب سے قبل نماز پر مواظبت کیا کرو“ اور یہ مردوں اور عورتوں سب کو شامل ہے۔ (۳)

بعض علماء نے تیسری بات بھی فرمائی ہے وہ یہ کہ عورتیں عید کے دنوں میں دیدار کریں گی۔ کیونکہ ان دنوں میں اللہ تعالیٰ تجلی عام فرمائیں گے تو وہ اس حال میں دیدار کریں گی دیگر احوال میں نہیں اس تیسرے مذہب کو ثابت کرنے کے لئے دلیل کی ضرورت ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

”جن لوگوں نے نیکوکاری کی ان کے لئے بھلائی ہے اور مزید براں بھی“ (سورۃ یونس ۲۶) ایک جماعت

---

(۱) بخاری ۴۰۔۶۵۳۹، مسلم ۲۳۴۵۔ (۲) بخاری ۷۴۳۵، ۷۴۳۶۔ (۳) بخاری ۵۵۴، مسلم ۱۴۳۲، ابوداؤد ۴۷۲۹

نے زیادت کی تفسیر دیدار الٰہی سے کی ہے۔ان کے اسماء گرامی حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ابی بن کعب۔کعب بن عجرۃ حذیفہ بن یمان۔ابوموسیٰ اشعری،عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔سعید بن مسیّب،مجاھد،عکرمہ،عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ،عبدالرحمان بن سابط حسن،قتادہ،ضحاک،سدی۔محمد بن اسحاق رحمہم اللہ تعالیٰ۔ان کے علاوہ بھی سلف و خلف سے یہی تفسیر مروی ہے۔اللہ تعالیٰ سب کو بہتر ٹھکانا عطا فرمائیں۔

آخرت میں مؤمنین اپنے رب کا دیدار کریں گے اس کے بارے میں حدیث گذر چکی ہے۔اس کو صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔ان میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ان کی لمبی حدیث گذر چکی ہے۔اوران میں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔ان کی حدیث یعقوب بن سفیان روایت کرتے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اہل جنت ہر جمعہ کو رب کا دیدار کریں گے اور پھر پوری حدیث ذکر کی جس میں یہ ہے کہ جب بھی (حق تعالیٰ شانہ) پردہ ہٹائیں گے تو گویا اس سے پہلے ان کو نہ دیکھا گیا ہوگا (۱)

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔''ہمارے ہاں اور بھی بہت کچھ ہے''(سورۃ ق ۳۵) اور اسی کو روایت کرنے والے صحابہ میں ابی بن کعب،انس بن مالک،بریدہ بن حصیب،جابر بن عبداللہ،حذیفہ،زید بن ثابت،سلمان فارسی،ابوسعید،سعد بن مالک بن سنان خدری،ابوامامہ باہلی،صہیب رومی،عبادۃ بن الصامت،عبداللہ بن عباس،ابن عمر،عبداللہ عمرو،ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس،عبداللہ بن مسعود،عدی بن حاتم،عمار بن یاسر،عمارۃ بن رویبہ،ابورزین عقیلی،ابوہریرۃ اور حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

بہت سی احادیث ان میں گذر چکی ہیں،اور حسب مقام کچھ کا ذکر ان شاء اللہ آئے گا۔اللہ ہی پر اعتماد اور توکل ہے۔

جمعہ کا دن یوم المزید ہے

امام احمد نے فرمایا (عفان،حماد بن مسلمہ،ثابت بنانی،عبدالرحمان بن ابی سلمہ) حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی''للذین احسنوا الحسنیٰ وزیادۃ''یعنی نیکوکاروں کے لئے بھلائی ہے اور مزید بر آں بھی (سورۃ یونس ۲۶) اور فرمایا جب اہل جنت کو جنت اور اھل دوزخ کو دوزخ میں داخل کیا جائے گا تو ایک پکارنے والا پکارے گا اے اھل جنت اللہ تعالیٰ کا آپ کے ساتھ ایک وعدہ ہے جس کو وہ پورا کرنا چاہتے ہیں۔وہ کہیں گے وہ کیا ہے؟ کیا ہمارے ترازوں کو وزن دار نہیں کیا گیا؟ کیا ہمارے چہروں کو چمکدار نہیں بنایا گیا؟ کیا ہمیں جنت میں داخل نہیں کیا گیا؟ کیا ہمیں دوزخ سے دور نہیں کیا گیا (یہ سب کچھ تو ہوگیا اب مزید کیا باقی ہے؟) فرمایا کہ پھر پردہ ہٹادیا جائے گا پس وہ اللہ کا دیدار کریں گے۔پس اللہ کی قسم جنتیوں کے لئے اس سے پیاری کوئی نعمت نہیں ہوگی اور ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں (۱)

اور مسلم نے حماد بن سلمہ کے طریق سے اس طرح روایت کیا ہے۔عبداللہ بن مبارک نے فرمایا (ابوبکر الثانی،ابوتمیمہ الہجیمی) بصرہ کے منبر پر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا۔اللہ تعالیٰ

(۱) مسلم ۴۹۔۴۴۸،ترمذی ۲۵۵۲،ابن ماجہ ۱۸۷

قیامت کے دن اہل جنت کی طرف ایک فرشتہ بھیجیں گے وہ کہے گا اے اہل جنت کیا اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کیا؟ ؟ تو اہل جنت اپنا جائزہ لیں گے تو دیکھیں گے کہ کپڑے ہیں، سامان آرائش، ہے بیویاں اور نہریں ہیں تو وہ کہیں گے کہ ہاں۔ فرشتہ کہے گا نہیں ابھی کچھ باقی ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ "نیکوکاروں کے لئے بھلائی ہے اور مزید برآں بھی" (سورۃ یونس ۲۶) سنو! بھلائی تو جنت ہے اور جس کو مزید فرمایا گیا ہے وہ ہے اللہ کا دیدار (۲) یہ روایت موقوف ہے۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اسی طریق سے یوں روایت کیا ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایک منادی (فرشتہ) کو بھیجے گا جو یہ آواز دے گا اسکی ایسی آواز ہوگی جس کو تمام جنت والے سنیں گے وہ کہے گا اے اہل جنت اللہ تعالیٰ نے آپ سے حسنیٰ (بھلائی) اور زیادہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ حسنیٰ تو جنت ہے اور زیادہ دیدار الٰہی ہے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان "للذین احسنوا الحسنیٰ وزیادۃ) کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ حسنیٰ جنت ہے اور زیادۃ دیدار الٰہی ہے۔ (۳)

ابن جریر روایت کرتے ہیں (ابن حمید، ابراہیم بن مختار، ابن جریر، عطاء) حضرت کعب بن ثمرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے "للذین احسنوا الحسنیٰ وزیادۃ" کے بارے میں فرمایا کہ جن لوگوں نے اچھا عمل کیا ان کے لئے حسنیٰ ہے اور وہ جنت ہے اور زیادۃ (جس کا ذکر آیت میں ہے) اللہ کا دیدار ہے (طبری)

حضرت امام شافعی اپنی مسند میں فرماتے ہیں (ابراہیم بن محمد، موسیٰ بن عبیدۃ، ابواز ہر معاویہ بن اسحاق بن طلحہ، عبید، عمیر)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل ایک سفید آئینہ لے کر آئے جس میں ایک نقطہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ فرمایا جمعہ، اس کے ذریعے آپکو اور آپکی امت کو فضیلت دی گئی ہے اور دیگر لوگ اس میں آپکے تابع ہیں۔ اس میں آپکے لئے خیر ہے۔ اس دن میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ اس میں جو بھی آدمی اللہ سے خیر مانگے گا اللہ اس کو قبول فرمائیں گے اور وہ ہمارے ہاں یوم المزید کہلاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جبرئیل بتاؤ یہ یوم المزید کیا ہے؟ فرمایا کہ تیرے رب نے جنت الفردوس میں ایک بڑا میدان پیدا فرمایا ہے جسمیں مشک کے ٹیلے ہیں۔ جب جمعہ کا دن آتا ہے تو اللہ تعالیٰ نزول فرماتے ہیں۔ اور ملائیکہ کو نازل فرماتے ہیں۔ منبر کے نور ہوتے ہیں جس پر انبیاء کے بیٹھنے کیلئے جگہیں ہوتی ہیں۔ ان منبروں کو سونے کی کرسیوں سے گھیرا گیا ہے۔ جس پر یاقوت اور زبرجد جڑے ہوئے ہوتے ہیں ان پر شہداء اور صدیقین بیٹھیں گے۔ وہ انبیاء کے پیچھے ان ٹیلوں پر تشریف فرما ہوں گے۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں تمہارا رب ہوں میں تمہارا رب ہوں۔ میں نے آپ سے کیا گیا وعدہ سچا کر دکھایا۔ مانگو میں دوں گا۔ عرض کریں گے اے ہمارے پروردگار ہم آپکی رضا کے طلبگار ہیں۔ فرمائیں گے۔ میں تم سے راضی۔ اور یہ مردوں اور عورتوں سب کو شامل ہے۔

آپ کے لئے وہ کچھ جو آپ چاہو اور مزید بھی۔ اسی وجہ سے اہل جنت جمعہ کے دن کو پسند کرتے ہیں

(۱) مسلم ۴۴۸ مسند امام احمد ۴/۳۳۳ (۲) طبری ۷/۱۰۵ تفسیر سورہ یونس۔ (۳) طبری

کیونکہ اس دن میں ان کو خیر دیا جاتا ہے۔اور یہ وہی دن ہے جسمیں اللہ تعالیٰ (اپنی شان کے مطابق) عرش پر جلوہ افروز ہوئے اور اسی میں آدم کو پیدا کیا اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔(۱)

بزار روایت کرتے ہیں (جہضم بن عبداللہ، ابوطیبہ، عثمان بن عمیر) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

میرے پاس جبرئیل آئے ان کے ہاتھ میں ایک سفید آئینہ تھا جس میں ایک کالا نکتہ تھا۔میں نے پوچھا اے جبرئیل! یہ کیا ہے؟ جواب دیا یہ جمعہ ہے آپ کے رب کی آپکو پیشکش۔یہ آپکے لئے اور آپ کے بعد آپکی امت کے لئے عید ہے۔آپ پہلے اور یہود ونصاریٰ آپ کے بعد۔آپ نے پوچھا اس میں ہمارے لئے کیا ہے؟ جواب دیا کہ ایک ایسی گھڑی کہ جسمیں جوبھی مومن خیر کی دعا کرے گا رب تعالیٰ عطا فرمائیں گے اور اگر قسمت میں نہ لکھا ہو تو اس سے بہتر اس کے لئے قیامت میں ذخیرہ کر دیا جائے گا۔

اور اگر اس نے کسی بلا سے پناہ مانگی ہے اور وہ اس کے لئے لکھی جا چکی ہے تو اسے قیامت کے دن اس سے بڑی بلا سے پناہ میں رکھا جائے گا۔آپ ﷺ فرماتے ہیں میں نے پوچھا یہ کالا نقطہ کیا ہے؟ جبرئیل نے کہا یہ قیامت ہے جو جمعہ کے دن قائم ہوگی۔اور جمعہ کا دن ہمارے (ملائکہ کے) ہاں تمام دنوں کا سردار ہے اور آخرت میں ہم اس کو یوم المزید کہیں گے۔پوچھا، یوم المزید کیا ہے؟ کہا اللہ تعالیٰ نے سفید مشک سے ایک وسیع وادی بنائی ہے۔جمعہ کے دن حق تعالیٰ علیین سے نزول فرمائیں گے اور اپنی کرسی پر جلوہ فرما ہوں گے۔کرسی کے اردگرد نور کے منبر ہوں گے جس پر انبیاء تشریف فرما ہوں گے۔منبروں کے گرد سونے کی کرسیاں ہوں گی جس پر صدیقین اور شہداء تشریف رکھیں گے پھر عام اہل جنت (مشک کے) ٹیلوں پر بیٹھیں گے۔پھر رب تعالیٰ جلوہ افروز ہو کر دیدار کرائیں گے اور فرمائیں گے میں وہ ہوں کہ جس نے اپنی بات سچی کر دکھائی اور میں نے اپنی نعمتیں تم پر تمام فرمائیں۔یہ میری کرامت کی جگہ ہے پس مجھ سے مانگو پھر وہ اتنا مانگیں گے کہ مزید ان کی رغبت ختم ہو جائیگی۔پھر اس وقت وہ کچھ عطا فرمائیں گے جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی کے دل میں اس کا خیال گذرا۔یہ دیدار اتنی دیر رہیگا جتنی دیر میں لوگ جمعہ سے واپس آتے ہیں۔پھر حق تعالیٰ اپنی کرسی پر تشریف لے جاتے ہیں اور صدیقین اور شہداء بھی (اپنی اپنی جگہوں پر چلے جاتے ہیں) راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے ایسا ہی فرمایا۔اور محلات والے اپنے محلات میں چلے جاتے ہیں جو سفید موتی کے بنے ہوئے ہوتے ہیں یا سرخ یاقوت سے یا سبز زبرجد سے۔اس میں اس کے کمرے اور دروازے بھی ہوتے ہیں جس پر کشیدہ کاری کی گئی ہوتی ہے۔اس میں پھلوں سے بوجھل درخت ہوتے ہیں۔ان محلات میں ان کی بیویاں اور خادم ہوتے ہیں۔اور وہ تمام نعمتوں سے زیادہ جمعہ کے محتاج ہوتے ہیں۔تاکہ ان کی عزت میں اضافہ ہو اور دیدار سے فیض یاب ہوں اور اسی وجہ سے جمعہ کے دن کو یوم المزید کہا جاتا ہے۔(۱) پھر بزار نے فرمایا ہمیں کوئی ایسا شخص معلوم نہیں کہ جس نے اس حدیث کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس طریق مذکور پر نقل کیا ہو۔ایسا ہی فرمایا۔اور ہم نے اس حدیث کو زیاد بن خیثمہ کے طریق سے روایت کیا ہے۔پھر اسی سیاق سے حدیث کو مع طوالت ذکر کیا۔

اور حضرت امام شافعی کی روایت جو انہوں نے عبداللہ بن عبید سے کی ہے پہلے گذر چکی ہے اسمیں راویوں کا

(۱) مسند امام شافعی ۳۱۰

اس (عثمان) کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض راوی تدلیس سے کام لیتے تھے تاکہ حقیقت حال کا پتہ نہ چلے اور یہ اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ وہ ضعیف ہیں۔ واللہ اعلم اور مسند ابویعلی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔(۲) اور حضرت انس سے روایت کے یہ اچھے طریق ہیں جو شاہد ہیں عثمان بن عمیر کی روایت کے لئے۔

حافظ ابوحسن اور دار قطنی نے کئی طریق سے بڑے اہتمام کے ساتھ اس حدیث کو بیان کیا ہے

حافظ ضیاء فرماتے ہیں کہ ایک اچھے طریق سے بھی اس کو روایت کیا گیا ہے انس بن مالک سے، اور طبرانی نے احمد بن زہیر کے طریق سے اس کو روایت کیا ہے۔(۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے علاوہ صحابہ سے بھی روایت کیا گیا ہے بزار کہتے ہیں (ابراہیم بن مبارک، قاسم بن مطیب، اعمش۔ ابووائل)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جبرئیل میرے پاس آئے اور یوم المزید کا ذکر کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ حاملین عرش (فرشتوں) کو حکم فرمائیں گے کہ پردے ہٹاؤ۔ تو اھل جنت حق تعالیٰ کا پہلا کلام یہ سنیں گے

''میرے وہ بندے کہاں ہیں جنہوں نے میری فرمانبرداری کی حالانکہ انہوں نے مجھے دیکھا نہ تھا میرے رسولوں کی بات مانی اور میرے حکم کی تصدیق کی مجھ سے مانگو کیونکہ یہ یوم المزید ہے۔''

تو اھل جنت اس بات پر متفق ہو جائیں گے کہ ہم آپ سے راضی ہیں آپ بھی ہم سے راضی ہو جائیے۔

اللہ تعالیٰ جواباً فرمائیں گے جنت والو! اگر میں آپ سے راضی نہ ہوتا تو آپکو اپنی جنت میں نہ ٹھہراتا۔ یہ یوم المزید ہے پس مجھ سے مانگو۔ پس وہ ایک بات متفقہ طور پر کہیں گے اور وہ یہ کہ اے ہمارے رب ہمیں اپنا دیدار کرائیے پس اللہ تعالیٰ پردہ ہٹائیں گے اور اپنے بعض نور کے ساتھ تجلّی فرمائیں گے وہ نور ایسا ہوگا کہ اگر اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ نہ ہوتا کہ ہمیشہ زندگی ہے موت نہیں تو یہ نور ان کو جلا (کر ختم کر) دیتا۔ پھر ارشاد ہوگا اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ۔ پس وہ اپنے اپنے گھروں کو لوٹیں گے۔ اور ہر سات دنوں میں ان کے لئے ایک دن (انعام واکرام کا) ہوگا اور وہ جمعہ کا دن ہے(۴)

جنت کے بازار کا ذکر

(حافظ ابوبکر بن ابی عاصم، ھشام بن عمار عبدالحمید بن حبیب، اوزاعی، حسان بن عطیہ، سعید بن میسّب)

سعید بن میسّب فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے ملا تو آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری ملاقات جنت کے بازار میں کرائے (ہم جنت کے بازار میں جمع ہوں) میں نے پوچھا کیا جنت میں بازار ہے؟ فرمایا ہاں مجھے رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ جب اہل جنت اپنے اعمال کی بدولت جنت میں جائیں گے تو ان کو اجازت دی جائے گی جمعہ کے دن کے بقدر پس وہ جنت کے باغات میں سے ایک باغ میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کریں گے۔ ان کے لئے مختلف قسم کے منبر رکھے جائیں گے نور کے بعض لؤلؤ کے بعض زبرجد کے بعض

(۱) مسند بزار ۱۹۔ ۳۵۱۸ (۲) مسند ابویعلی ۷/ ۴۲۲۸ (۳) طبرانی ۳۵ (۴) مسند بزار ۱۹۔ ۳۵۱۸

یاقوت کے، بعض سونے کے اور بعض چاندی کے ہوں گے، اور ادنیٰ جنتی مشک اور کافور کے ٹیلوں پر تشریف فرما ہوں گے۔ ان کو یہ خیال نہیں آئے گا کہ ان کی بیٹھک دیگر کی بیٹھک سے کم درجہ ہے۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سوال کیا کہ ہم اپنے رب کو دیکھیں گے؟ فرمایا کیا تم سورج اور چودھویں رات کے چاند کے دیکھنے میں شک کرتے ہو؟ ہم نے کہا نہیں۔ فرمایا ایسے ہی دیدار رب میں کوئی شک نہیں کرو گے اللہ تعالیٰ ہر کسی کے ساتھ کلام فرمائیں گے فرمائیں گے اے فلاں بن فلاں کیا تمہیں یاد ہے تم نے دنیا میں فلاں دن فلاں فلاں کام کئے تھے وہ کہے گا ہاں، کیا آپ نے میری مغفرت نہیں فرمائی؟ فرمائیں گے کیوں نہیں میری مغفرت ہی کی وجہ سے تو تو اس درجہ کو پہنچا ہے۔ فرمایا اسی اثناء میں اوپر سے ایک بدلی ان کو ڈھانپ لے گی اور ان کے اوپر ایسا عطر برسائے گی کہ اس کی سی خوشبو انہوں نے کبھی نہ سونگھی ہوگی۔ فرمایا پھر ہمارے رب تعالیٰ شانہ فرمائیں گے۔ جو کرامت (عزت) میں نے آپ کے لئے تیار کر رکھی ہے اس کی طرف جاؤ اور جو پسند ہو لے لو پھر وہ ایسے بازار پالیں گے جن کے گرد ملائکہ ہوں گے اور بازار میں ایسی چیزیں ہوں گی جن کو نہ کانوں نے سنا نہ آنکھوں نے دیکھا اور نہ دلوں پر ان کا خیال گذرا۔ فرمایا پھر ہم جو چاہیں گے لایا جائے گا اور اس بازار میں خرید وفروخت نہیں۔ اس بازار میں اھل جنت ایک دوسرے سے ملیں گے۔ اونچے درجوں والے نچلے درجے والوں سے ملیں گے۔ تو ان کو ان کا لباس اور ان کی ہیئت پسند آئیگی (پس وہ آپس میں گفتگو شروع کریں گے) پس ان کی بات (جس کو انہوں نے شروع کیا تھا) ختم ہونے کو نہیں آئے گی کہ اس (کم درجہ والے) کی ہیئت اسے بھی اچھی ہو جائے گی اور اس سے اونچے درجے والے کو غم نہ ہوگا کیونکہ وہاں کسی کو غمگین ہونا نہیں۔ فرمایا پھر ہم بیویاں ملیں گی تو کہیں گی ہمارے محبوب کو خوش آمدید۔ آپ ایسی حالت میں تشریف لائے ہیں کہ آپ کا حسن و جمال اور خوشبو اس حالت سے بہتر ہے جس میں آپ ہمیں چھوڑ کر گئے تھے۔ ہم کہیں گے کہ ہم نے اپنے رب عز وجل کا دیدار کیا ان کی مجلس میں شریک ہوئے ہمیں ایسا ہی ہونا چاہئے۔ (۱) اس حدیث کو ابن ماجہ نے ذکر کیا اور ترمذی نے بھی (۲)

امام مسلم فرماتے ہیں (ابوعثمان سعید بن عبدالجبار، حماد بن سلمہ ثابت) حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں ایک بازار ہے ہر جمعہ کو اھل جنت وہاں جاتے ہیں پس شمال کی ہوا چلتی ہے اور ان کے چہروں اور کپڑوں کو لگتی ہے ان کے حسن و جمال میں اضافہ ہوتا ہے وہ اپنے بیویوں کی طرف لوٹتے ہیں وہ کہتی ہیں خدا کی قسم تمہارے حسن و جمال میں اضافہ ہوا ہے۔ وہ کہیں گے واللہ آپ کے حسن و جمال میں بھی اضافہ ہوا ہے (۳)

احمد نے بھی اس کو روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ جنت میں ایک بازار ہے جس میں مشک کے ٹیلے ہیں اھل جنت جب وہاں نکلتے ہیں تو ہوا چلتی ہے۔ پھر پوری حدیث ذکر کی ہے (۴)

جنت کی زمین اور جنت کی خوشبو کی مہک

(ابوبکر بن شیبہ، عمرو، عطاء بن وراد، سالم، ابوالعنس)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت کی زمین سفید ہے اس کا صحن کافور کی چٹانوں کا بنا ہوا ہے۔ جس پر مشک نے احاطہ کیا ہے جیسا کہ ریت کے ٹیلے ہوتے ہیں۔ اس میں نہریں بہتی

(۱) السنۃ ۴۷۵ (۲) ابن ماجہ ۴۳۳۶، ترمذی ۲۵۴۹ (۳) مسلم ۷۰۷۵ (۴) مسند احمد ۳/۲۸۵

ہیں۔اھل جنت وہاں جمع ہوتے ہیں۔ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔پس اللہ تعالیٰ رحمت کی ہوا بھیجتے ہیں۔یہ ہوا مشک کی خوشبو کو پھیلا دیتی ہے۔پس آدمی اپنی گھر والی کی طرف لوٹے گا اور اسکا حسن اور خوشبو بڑھ چکی ہوگی۔بیوی کہے گی۔میاں! آپ یہاں سے نکلے تو میں آپ کو چاہتی تھی اب تو میں آپ کو زیادہ چاہتی ہوں۔(۱)

ترمذی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں ایک بازار ہے جس میں خرید وفروخت نہیں۔ہاں اس میں مردوں اور عورتوں کی صورتیں ہوتی ہیں۔جو جس صورت کو چاہے گا اس میں داخل ہو جائے گا۔(۲)

یہ حدیث غریب ہے جیسا کہ امام ترمذی نے بیان کیا ہے۔اس کے معنی یہ ہوں گے کہ آدمی آدمیوں کی صورت وشکل اور عورت عورتوں کی شکل وصورت میں داخل ہونا پسند کرے گی۔اور اس حدیث کی تشریح گذشتہ حدیث سے کی جائے گی جیسا کہ ''جنت کا بازار'' کے تحت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس کے معنی شکل ہیئت اور لباس بیان کئے گئے ہیں۔حدیث یہ ہے

ایک بڑھیا لباس والا آئے گا اور اپنے سے کم درجہ والے سے ملاقات کرے گا۔وہ کم درجے والا جب اس کے لباس وہیئت کو دیکھے گا تو اسے اچھا لگے گا اب وہ بات کو ختم نہ کر چکے ہوں گے کہ اس پر اس سے بھی اچھی ہیئت آجائیگی اور یہ اس لئے ہوگا کہ جنت میں کوئی (کسی دوسرے کے رتبے اور بڑائی کی وجہ سے) غمگین نہیں ہوگا۔(۳)

اگر اس حدیث کے الفاظ محفوظ ہوں۔حالانکہ ظاہر یہ لگتا ہے کہ الفاظ محفوظ نہیں۔تو اس کے صرف عبد الرحمان بن اسحاق نے روایت کیا ہے اپنے والد مامون نعمان بن سعد اور شعبی سے اور ایک جماعت سے جن میں حفص بن غیاث عبداللہ بن ادریس اور ھشام ہیں۔

امام احمد اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ منکر ہے اور نعمان بن سعد کی روایت میں اس کی تکذیب کی۔نیز یحییٰ بن معین محمد بن سعد، یعقوب بن سفیان، بخاری، ابوداود، ابوحاتم، ابوزرعہ، نسائی، ابوخزیمہ اور ابن عدی وغیرہ نے ان کو ضعیف قرار دیا ہے۔تکمیل میں میں نے اس پر تفصیلی کلام کیا ہے

اس جیسے آدمی کی روایت نا قابل قبول ہے جس کو صرف یہ روایت کرے خاص طور پر مذکورہ روایت، کیونکہ یہ بہت ہی منکر ہے۔اس آدمی کی طرح تو سب سے بہترین حالت یہ ہے۔کہ کچھ سنے اور سمجھ نہ سکے پوری طرح پھر اس مطلب کی تعبیر ایک ناقص عبارت سے کردے اور اصل حدیث وہی ہے جس کو ہم نے ''جنت کا بازار'' کے تحت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ذکر کیا ہے۔

اس کو ایک اور غریب طریق سے روایت کیا گیا ہے (محمد بن عبداللہ حضرمی، احمد بن محمد، محمد بن کثیر، جابر جعفی، ابوجعفر، علی بن حسین) حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ہم ایک جگہ جمع تھے جناب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا۔اے مسلمانوں کی جماعت! جنت میں بازار ہے جس میں نہ خرید ہے نہ فروخت ہاں کچھ صورتیں ہیں۔جس کو جو بھی صورت مرد یا عورت کی پسند آجائیگی اس میں داخل ہو جائے گا۔(۴)

جنت کی ہوا، اس کی خوشبو، اس کا پھیلنا، یہاں تک کہ وہ خوشبو کئی سال کی

(۱) اتحاف ۱۰/۵۳۱، درمنثور ۱/۱۳۸ ترغیب ترہیب ۴/۵۱۸ (۲) ترمذی ۲۵۵۰ (۳) ترمذی ۲۵۴۹ (۴) ترمذی ۲۵۵۰

مسافت تک سونگھی جا سکے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے تو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو ضائع نہیں کرے گا ان کو سیدھا راستہ دکھائے گا اور ان کی حالت درست کرے گا اور ان کو داخل کرے گا ایسی جنت میں جس کو ان کے لئے خوشبوؤں سے مہکایا گیا ہے۔ (سورۃ محمد آیات ۴۔۶)

بعض مفسرین نے "عـرّفهـا لهـم" کو "عرف" یعنی خوشبو سے لیا ہے اور یوں تفسیر کی ہے "طيّبهـا لهـم" یعنی ان کیلئے جنت کو خوشبوؤں سے مہکایا گیا ہے۔

(ابوداود طیالسی، شعبہ، حکم، مجاھد) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنے باپ کے غیر کی طرف نسبت بیان کی وہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھے گا حالانکہ پچاس برس کی مسافت سے اس کی خوشبو سونگھی جاتی ہے (۱) اور مسند امام احمد میں ستر سال کا ذکر ہے (۲)

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنے باپ کے علاوہ دوسرے کا اپنے آپ کو ظاہر کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھے گا حالانکہ جنت کی خوشبو ستر سال کی مسافت سے محسوس ہوتی ہے۔ اور فرمایا جو مجھ پر قصداً جھوٹ باندھے اس کو چاہئے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔

امام بخاری فرماتے ہیں (قیس بن جعفر، عبدالواحد بن زیاد، حسن بن عمر، مجاھد) حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ذمی کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھے گا حالانکہ چالیس سال کی مسافت کے بقدر جنت کی خوشبو پائی جاتی ہے۔ (۳) اور اس طرح ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ (۴)

امام احمد فرماتے ہیں (اسماعیل بن محمد، ابراہیم المعقب، مروان بن معاویہ، حسن بن عمرو، مجاھد، جنادۃ بن ابی امیہ) حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جس نے اھل ذمہ میں سے کسی کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا حالانکہ جنت کی خوشبو سال بھر کی مسافت کی مقدار پھیلتی ہے۔ (۵)

طبرانی حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جس نے بغیر حق کے کسی معاہد کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو نہ پائے گا اور جنت کی خوشبو ایک سال کی مسافت کی بقدر پائی جاتی ہے (۶) اور ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ستر سال کی روایت بھی نقل کی ہے۔ (۷)

عبدالرزاق فرماتے ہیں (معمر، قتادہ، حسن) حضرت ابوبکر (آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جنت کی خوشبو سو سال کی مسافت تک پائی جاتی ہے۔ (۸)

سعید بن ابی عروبہ حضرت قتادہ سے پانچ سو سال روایت کرتے ہیں۔ حماد بن سلمہ نے بھی یونس بن عبید سے ایسی روایت کی ہے۔

حافظ ابونعیم اصفہانی صفۃ الجنۃ میں روایت کرتے ہیں (ربیع بن بدر۔ یہ ضعیف ہے، ہارون بن ریاب، مجاھد)

---

(۱) ابوداود ۴۲۷۔۲۲ (۲) مسند امام احمد ۱۹۴/۲ () بخاری ۳۱۶۶ (۲) ابن ماجہ ۲۶۸۶ (۳) مسند احمد ۱۸۶/۲ (۴) مسند احمد ۳۶/۵ (۵) ابوداود ۲۷۶۰ (۶) درمنثور ۱۹۵/۲ (۷) درمنثور ۱۹۵/۲۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت سے پائی جاتی ہے(۱)

موطا امام مالک میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ ایسی عورتیں جو پہنتی ہیں (پھر بھی) ننگی رہتی ہیں (کپڑے ایسے ہوتے ہیں کہ اس کا ہونا نہ ہونا برابر، اس لئے ننگی رہتی ہیں) خود بھی مائل ہوتی ہیں (مردوں کی طرف اور مردوں کو اپنی طرف) مائل کرنے والی ہوتی ہیں ایسی عورتیں نہ تو جنت میں جائیں گی اور نہ جنت کی خوشبو پائیں گی اور بلاشبہ جنت کی خوشبو پانچ سو برس کی مسافت سے محسوس کی جاتی ہے۔(۲)

حافظ ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ عبداللہ بن نافع نے حضرت مالک سے مرفوعاً اس کو روایت کیا ہے۔

طبرانی (محمد بن عبداللہ حضرمی، محمد بن احمد بن طریف، محمد بن کثیر، جابر جعفی، ابوجعفر، محمد علی) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جنت کی خوشبو ایک ہزار سال کی مسافت کی مقدار میں پائی جاتی ہے والدین نافرمان (والدین کا) اور قطع رحمی کرنے والا اس کو نہیں پائے گا۔(۳)

صحیحین میں ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جنگ احد کے دن حضرت انس بن نضر کے پاس سے گذرے جب ان کو شہید کیا گیا تھا۔ تو زیادہ زخموں کی وجہ سے ان کو نہ پہچان سکے۔ ان کی بہن صرف ان کو انگلیوں کے پوروں سے پہچان سکی۔ ان کو کچھ اوپر اسی زخم لگے تھے جن میں تلوار کی ضرب، نیزوں اور تیروں کے زخم تھے رضی اللہ عنہ، اس موقع پر حضرت سعد نے فرمایا کہ انس رضی اللہ عنہ نے جنت کی خوشبو پائی (۴) حالانکہ وہ زمین میں تھے اور خوشبو آسمانوں سے اوپر۔ الا یہ کہ کہا جائے کہ اس دن خوشبو مسلمانوں کے قریب آگئی تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جنت کی روشنی اس کا حسن اس کے صحن کی خوبی اور صبح و شام اس کا خوبصورت منظر

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اور جب تو دیکھے وہاں، تو دیکھے نعمت اور سلطنت بڑی، اوپر کی پوشاک ان کی کپڑے ہیں باریک ریشم کے سبز اور گاڑھے اور ان کو پہنائے جائیں گے کنگن چاندی کے اور پلائے ان کو ان کا رب شراب، جو پاک کرے دل کو (سورۃ الدھر ۲۰۔۲۱)

اور فرمایا!

سدا رہا کریں ان میں خوب جگہ ہے ٹھہرنے کی اور خوب جگہ رہنے کی (سورۃ الفرقان ۷۶)

اور فرمایا!

تجھ کو یہ ملا ہے کہ نہ بھوکا ہو تو اس میں اور نہ ننگا اور یہ کہ نہ پیاس کھینچے اور نہ دھوپ۔ (سورۃ طہ ۱۱۸۔۱۱۹)

اور فرمایا نہیں دیکھتے وہاں دھوپ اور نہ ٹھنڈک۔ (سورۃ الدھر ۱۳)

ابن ابی الدنیا فرماتے ہیں (سوید بن سعید، عبدربہ حنفی۔) زمیل نے اپنے والد سماک کو یہ کہتے سنا کہ وہ مدینہ منورہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ملے جب ان کی بینائی جا چکی تھی تو پوچھا اے ابن عباس جنت کی زمین کیسی ہے۔ فرمایا وہ چاندی کے سفید مرمر سے ہے گویا کہ وہ آئینہ ہے۔ پوچھا اس کی روشنی؟ فرمایا ایسی جیسے سورج طلوع ہونے سے کچھ دیر پہلے ہوتی ہے۔ ہاں نہ اس میں دھوپ ہے اور نہ ٹھر۔

(۸) موطا امام مالک ۱/۷۴۰ (۹) مستدرک حاکم ۱۲۶/۲ (۳)

ہم نے حدیث میں ذکر کیا جیسا کہ آئے گا ان شاء اللہ۔ ابن صیاد نے جو جنت کی مٹی کے بارے میں سوال کیا اس میں بھی گذرا کہ وہ سفید ہے خالص مشک کی (مسلم حدیث ۷۲۸۰)

(احمد بن منصور، کثیر بن ہشام، ہشام بن زیاد، حنبیب بن شہید، عطاء بن ابی رباح)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جنت کو سفید پیدا فرمایا اور سفیدی اللہ کا محبوب لباس ہے۔ پس زندوں کو سفید پہننا چاہئے۔ اور مردوں کو اسی میں کفن دو (۲)

پھر آپ ﷺ نے بکریاں چرانے والوں کو جمع کرنے کا حکم فرمایا جمع کئے گئے فرمایا جو بکریوں والا ہے اسے چاہئے کہ اس میں سفید بکری ملائے پس ایک عورت آئی اور عرض کیا اے رسول اللہ! میں نے کالی بکریاں رکھ لی ہیں ان کی افزائش نہیں ہوتی فرمایا ان کے ساتھ سفید بکری ملاؤ۔

(ابو بکر بزار، احمد بن فرج حمصی، عثمان بن سعید، محمد بن مہاجر، ضحاک معافری، سلمان بن موسیٰ، کریب) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کیا جنت کے لئے کوئی تیاری کرنے والا نہیں؟ کیونکہ جنت کی کوئی مثال نہیں اور وہ خدا کی قسم چمکتا نور ہے مہکتا ریحان، مضبوط محلات، چلتی بہتی نہریں، پکے پھل، خوبصورت خوبرو بیویاں، ہمیشہ رہنے کی جگہ میں، بہت سی پوشاک، سلامتی والے گھر میں۔ میوے اور سرسبزی و شادابی، خوش باش و خوش خلق پڑوسی اور بیش بہا نعمتیں ایک عمدہ خوبصورت دلکش مقام (یہ سب کچھ جنت میں) ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم تیاری کرنے والے ہیں فرمایا کہو ان شاء اللہ لوگوں نے کہا ان شاء اللہ (۱) پھر بزار نے کہا ہمیں اس حدیث کا صرف یہی طریق معلوم ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا گیا ہے!

جنت کی سرزمین سفید ہے اس کا صحن کافور کی چٹانوں کا بنا ہوا ہے۔ اردگرد مشک نے احاطہ کیا ہوا ہے جیسے ریت کے ٹیلے۔ اس میں چلتی نہریں ہیں۔ اہل جنت جمع ہو جاتے ہیں۔ ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحمت کی ہوا بھیجتے ہیں وہ مشک کی خوشبو کو مہکاتی ہے۔ تو آدمی اس حالت میں واپس ہوتا ہے کہ وہ حسن اور خوشبو ترقی حاصل کر چکا ہوتا ہے بیوی کہتی ہے میاں! آپ جب نکلے میں آپ پر فریفتہ تھی اب تو میں زیادہ فریفتہ ہوں (۲)

جنت کی چاہت کا حکم، اللہ کا اپنے بندوں کو اس کی ترغیب دینا اور ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کا حکم فرمانا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اللہ دارالسلام (جنت) کی طرف بلاتا ہے (یونس ۲۵)

اور فرمایا

اور بڑھو اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمان اور زمین (کے برابر) ہے تیار کی گئی ہے متقین کے لئے (آل عمران ۱۳۳)

(۱) مسلم ۱۴۸، ترمذی ۳۲۰۰ (۲) مسند احمد ۱/ ۲۴۷

سبقت کرو اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی ایسی ہے جیسی زمین و آسمان کی چوڑائی۔ تیار کی گئی ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے اللہ اور اس کے رسولوں پر، یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والے ہیں۔ (سورۃ الحدید ۲۱)

اور فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانوں اور ان کے اموال کو جنت کے بدلے خریدا ہے وہ اللہ کے راستہ میں لڑتے ہیں (توبہ ۱۱۱)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرشتے رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے آپ سو رہے تھے۔ بعض نے کہا کہ آپ سو رہے ہیں اور بعض نے کہا آنکھ سو رہی ہے اور دل بیدار ہے۔ (پھر آپ کے بارے میں فرمانے لگے کہ) آپ کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے ایک گھر بنایا پھر اس میں دعوت کی اور بلانے والے کو بھیجا پس جس نے بلانے والے کی بات مانی وہ گھر میں داخل ہوا اور دستر خوان میں سے کھایا۔

لوگوں نے اس کی تفسیر آنحضرت ﷺ کیلئے کی اور بعض نے کہا آپ سو رہے ہیں بعض نے کہا آنکھ سو رہی ہے دل بیدار ہے۔ پس کہا گھر جنت ہے بلانے والے محمد (ﷺ) ہیں جس نے آپ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے آپ کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ (۱)

اور ترمذی کے الفاظ یہ ہیں

ایک دن رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا میں نے خواب میں دیکھا جیسے جبرئیل میرے سر کی طرف اور میکائیل پاؤں کی طرف ہے۔ ان میں سے ایک اپنے ساتھی سے کہہ رہا ہے اس کی مثال بیان کر داس نے کہا سنو! آپ کے کان سن لیں اور سمجھو تمہارا دل سمجھ لے آپ کی اور آپ کی امت کی مثال ایسی ہے جیسے کسی بادشاہ نے گھر بنایا اور پھر اس (بڑے گھر) میں ایک مکان بنایا پھر دعوت کی۔ پھر ایک ایلچی بھیجا جو لوگوں کو بادشاہ کی دعوت کی طرف بلاتا ہے۔ بعض نے ایلچی کی بات مانی اور بعض نہ مانی۔ پس اللہ تعالیٰ بادشاہ ہیں۔ اور اسلام گھر ہے اور جنت (گھر کے اندر کا) مکان ہے اور آپ اے محمد (ﷺ) ایلچی ہیں۔ جو آپ کی بات مانے گا اسلام میں داخل ہوگا اور جو اسلام میں داخل ہوا وہ جنت میں داخل ہوا اور جو جنت میں داخل ہوگا وہ جنت کے پھل کھائے گا (۲)

ترمذی میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی ایسے روایت کیا گیا ہے جس کو ترمذی نے صحیح قرار دیا۔

در منثور میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک آقا نے گھر بنایا اور دعوت کی اور ایک بلانے والے کو بھیجا۔ جس نے بلانے والے کی اطاعت کی گھر میں داخل ہوا اور دعوت کھائی اور آقا ان سے راضی ہوا، سنو! یہ آقا تو اللہ ہیں اور گھر اسلام ہے اور دعوت جنت ہے اور دعوت دینے والے محمد (ﷺ) ہیں (در منثور ۳/۳۰۵)

جو آگ سے اللہ کی پناہ مانگے گا اللہ اس کو پناہ دیں گے اور جو جنت کا طلبگار ہوگا

(۱) ابن ماجہ ۴۳۳۲۔ (۲) در منثور ۱/۳۷، اتحاف السادۃ المتقین ۱۰/۵۳۱ (۳) بخاری ۷۲۸۱، ترمذی ۲۸۶۰۔ (۴) ترمذی ۲۸۶۰

اللہ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے بشرطیکہ نیت صادق اور عمل صحیح ہو

مسند امام احمد میں حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب بھی کسی بندہ نے آگ سے تین مرتبہ پناہ مانگی آگ نے کہا اے رب آپ کا فلاں بندہ مجھ سے پناہ مانگتا ہے اس کو پناہ دیجئے اور جب بھی کوئی بندہ سات مرتبہ جنت کا سوال کرتا ہے جنت کہتی ہے اے رب آپ کے فلاں بندے نے مجھے مانگا ہے اس کو مجھ میں داخل کر دیجئے (۱)

ترمذی اور نسائی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی جنت کو تین مرتبہ مانگتا ہے تو جنت کہتی ہے اے اللہ اسے جنت میں داخل فرما اور جو آگ سے تین مرتبہ اللہ کی پناہ مانگتا ہے تو آگ کہتی ہے اے اللہ اس کو آگ سے پناہ دے (۲)

جنت اور دوزخ ایسے شفاعت کرنے والے ہیں جن کی شفاعت قبول کی گئی ہے

حسن بن سفیان فرماتے ہیں (مقدمی، عمر، یحیٰی بن عبید اللہ، عبید اللہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جنت کا سوال کثرت سے کیا کرو اور دوزخ سے اللہ کی پناہ مانگا کرو کیونکہ یہ دونوں شفاعت کرنے والے ہیں ان کی شفاعت قبول کی گئی ہے۔ اور جب بندہ کثرت سے جنت کا سوال کرتا ہے جنت کہتی ہے اے رب آپ کے اس بندہ نے مجھے آپ سے مانگا ہے میرے اندر اس کا ٹھکانہ بنا اور آگ کہتی ہے اے رب آپ کے اس بندے نے مجھ سے آپ کی پناہ مانگی اس کو پناہ دے۔

اپنی طاقت بھر جنت کی طلب کرو اور اپنی طاقت بھر دوزخ سے بھاگو

ابو بکر شافعی فرماتے ہیں کہ کلیب بن حرب نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ حتی الوسع جنت کی تلاش میں رہو اور حتی الوسع دوزخ سے بھاگو کیونکہ بلاشبہ جنت ایسی ہے کہ اس کو طلب کرنے والا نہیں سوتا اور دوزخ ایسی ہے کہ اس سے بھاگنے والا نہیں سوتا۔ آج آخرت کو ناگواریوں نے اور دنیا کو شہوات نے گھیرا ہے لہذا یہ شہوات ہرگز تمہیں آخرت سے غافل نہ بنائے (۳)

جنت کو ناگواریوں نے گھیرا ہے اور دوزخ کو شہوات نے گھیرا ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جنت کو ناگواریوں اور دوزخ کو شہوات نے گھیرا ہے (۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جنت کو ناگواریوں اور دوزخ کو

(۱) مسند احمد ۳/ ۱۱۷، مسند ابو یعلی ۱۱/ ۶۱۹۲۔ (۲) ترمذی ۲۵۷۲ نسائی ۵۵۳۶، ابن ماجہ ۴۳۴۰ (۳) طبرانی ۱۹/ ۲۰۰۔ (۴) مسلم ۷۰۶۱ ترمذی ۲۵۵۹۔

شہوات نے گھیرا ہے(۱)

اس کو صرف امام احمد نے روایت کیا۔ جید حسن ہے۔ کیونکہ اس کے شواھد موجود ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا فرمایا تو حضرت جبرئیل کو بھیجا اور فرمایا اس کو دیکھو اور وہ کچھ دیکھو جو میں نے اہل جنت کے لئے تیار کیا ہے۔ پس وہ آئے جنت اور اہل جنت کے لئے تیار کی گئی نعمتوں کو دیکھا اور کہا تیری عزت کی قسم جو بھی جنت کے بارے میں سنے گا وہ اس میں داخل ہوگا پھر حکم فرمایا تو جنت کو ناگواریوں میں چھپایا گیا پھر اس کو دیکھنے کا حکم دیا جبرئیل جب گئے تو دیکھا کہ جنت کو ناگواریوں میں چھپایا گیا ہے واپس ہو کر کہا آپ کی عزت کی قسم مجھے تو ڈر ہے کہ کوئی بھی ان ناگواریوں سے نجات نہیں پائے گا(۲)

اس کو صرف احمد نے روایت کیا اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ عام طور پر انسان کو آگ میں داخل کرنے والی دو کھوکھلی چیزیں ہیں (۳) شرم گاہ اور منہ۔ اور اکثر جس کے ذریعے جنت میں جاتا ہے (دو چیزیں ہیں) تقویٰ اور اچھے اخلاق۔

یاد رکھو! دوزخ شہوات سے ڈھانپی گئی ہے اور اس کے اندر تمام تکلیف دہ چیزیں اور حشرات ہیں اور جنت ناگواریوں سے ڈھانپی گئی ہے اور اس کے اندر ایسی خوشی اور لذت کی چیزیں ہیں جس کو نہ آنکھ نے دیکھا نہ کان نے سنا اور نہ کسی دل پر اس کا خیال گذرا جس طرح کہ ہم اس کے بارے میں آیات واحادیث ذکر کر چکے ہیں۔

ان کی ہمیشہ نعمتوں اور دائمی لذتوں میں ایک وہ سرور ہے کہ ایسا سرور کبھی کانوں نے نہیں سنا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں!

پس جو لوگ ایمان لائے اور بھلے کام کئے وہ جنت میں ہوں گے لذت وسرور سے بہرہ اندوز ہوں گے (سورۃ الروم ۱۵)

اوزاعی یحییٰ بن ابو کثیر سے نقل کرتے ہیں کہ جس سرور کا ذکر آیت شریفہ میں ہے اس سے مراد گانا ہے۔

اللہ کی جنت میں حور کا گیت

حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جنت میں حور عین کے لئے جمع ہونے کی ایک جگہ ہے وہ ایسی آوازوں سے گاتی ہیں کہ ایسی آوازیں کبھی لوگوں نے نہیں سنی ہوں گی وہ کہتی ہیں ہم سدا رہنے والیاں ہیں کبھی ختم ہونا نہیں ہم نرم وملائم ہیں ہم میں کبھی سختی نہیں آئے گی۔ ہم راضی رہنے والیاں ہیں کبھی ناراض نہ ہوں گی۔ خوشخبری اس کے لئے جو ہمارا اور ہم اس کی ہیں(۴)

اس باب میں ابو ہریرہ، ابو سعید اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایات منقول ہیں۔ نیز عبداللہ بن ابی اوفی، ابن عمر اور ابوامامہ رضی اللہ عنہم سے بھی منقول ہیں۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جنت میں ایک نہر ہے جس کی لمبائی جنت جتنی ہے

(مسند احمد ۲/۲۶۰)(۲) مسند احمد ۲/۳۳۲ (۳) مسند احمد ۲/۳۹۲۔ (۴) ترمذی ۲۵۶۴

اس کے دونوں کناروں پر دوشیزائیں کنواریاں ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑی رہتی ہیں ایسی آواز سے گاتی ہیں جس کو تمام خلائق سنتے ہیں۔ان کے خیال میں جنت میں اس جیسی کوئی لذت نہ ہوگی راوی کہتے ہیں میں نے پوچھا اے ابو ہریرہ وہ کیا گا رہی ہوں گی۔فرمایا وہ اللہ تسبیح بزرگی اور پاکیزگی کے گن گائیں گی ان شاء اللہ(۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کی جڑیں سونے کی اور شاخیں زبرجد اور لولو کی ہیں اس پر ہوا چلتی ہے تو اس کے پتے بجنے لگتے ہیں۔سامعین نے اس سے زیادہ لذت والی چیز کبھی نہ سنی ہوگی(۲) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں گزرا ہے کہ ہوا اس کو حرکت دے گی تو دنیا میں موسیقی کی جتنی قسمیں تھیں ان سب کی آوازیں اس میں آئیں گی۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔کہ جنت میں حورعین گاتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ہم خوبرو حور ہیں ہمیں شریف خاوندوں کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔(۳)

حضرت ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر آدمی کی شادی چار ہزار کنواریوں،آٹھ ہزار بے خاوند عورتوں(چاہے ان کے خاوند مر گئے ہوں یا انہوں نے شادی ہی نہ کی ہو)اور سو حوروں سے ہوگی ہر سات دنوں میں ایک مرتبہ وہ جمع ہوتی ہیں اور ایسی خوبصورت آوازوں سے گاتی ہیں کہ ایسی آوازیں مخلوق نے کبھی نہ سنی ہونگی(کہتی ہیں)ہم سدا رہنے والیاں ہیں فنا ہونے والیاں نہیں،نرم ہیں سخت نہیں راضی رہنے والیاں ہیں نہ خفا ہونے والیاں ادھر مقیم ہیں یہاں سے جانے والیاں نہیں خوشخبری اس کے لئے جس کی ہم ہیں اور جو ہمارا ہے(۴)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اہل جنت کی بیویاں ان کے سامنے گاتی ہیں ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں ہمیں مرنا نہیں مامون ہیں کوئی خوف نہیں ٹھہری ہیں جانا نہیں۔(۵)

حضرت ابوامامہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو بھی بندہ جنت میں جاتا ہے تو دو حورعین اس کے سر اور پاؤں کی طرف سے آتی ہیں اور خوبصورت آواز سے گاتی ہیں جس کو تمام انس وجن سنتے ہیں اور ان کا یہ گانا مزامیر شیطان نہیں۔(۶)

ابن وہب فرماتے ہیں کہ مجھے سعید بن ابوایوب نے بتایا کہ ایک قریشی آدمی نے ابن شہاب سے پوچھا کیا جنت میں گانا ہوگا کیونکہ مجھے گانا پسند ہے فرمایا ہاں خدا کی قسم جنت میں ایک درخت ہے جس کو لولؤ اور زبرجد نے اٹھایا ہے۔اس کے نیچے دوشیزہ حوریں ہوتی ہیں جو قرآن کو حسن صوت سے پڑھتی ہیں۔اور کہتی ہیں ہم نرم ہیں ہم سخت نہیں ہوں گی ہم سدا زندہ ہیں ہم کو مرنا نہیں۔جب درخت اسے سنتا ہے تو اس کے بعض حصہ بعض سے بجنے لگتے ہیں یہ لڑکیاں اس بجنے کی آواز کو پسند کریں گی پھر یہ معلوم نہ ہوگا کہ لڑکیوں کی آواز اچھی ہے یا درخت کی۔

ابن وھب فرماتے ہیں کہ ہمیں لیث نے خالد بن زید سے روایت کر کے بتایا کہ لڑکیاں اپنے خاوندوں کو گانا سنائیں گی اور کہیں گی ہم اچھی اور خوبصورت ہیں۔شریف نوجوانوں کی بیویاں ہیں۔ہم سدا رہنے والیاں ہیں ہم

(۱)اتحاف ۱۰/۵۴۸(۲)ترغیب ترہیب ۴/۵۲۳(۳)کنز العمال ۳۹۴۶۰ المطالب العالیۃ ۴۶۸۴۔(۴)اتحاف ۱۰/۵۴۶ درمنثور ۱/۴۰(۵)طبرانی ۷۴۴۳(۶)کنز العمال ۳۹۳۷۴

نہیں مریں گی ہم ملائم ہیں سخت نہیں راضی ہیں خفا نہیں ہوں گی مقیم ہیں جائیں گی نہیں ان میں سے ایک کے سینہ میں لکھا ہوا ہوگا آپ میرے محبوب ہیں اور میں آپ کی محبوب میری آنکھوں نے آپ جیسا نہیں دیکھا۔

ابن مبارک کہتے ہیں مجھے اوزاعی نے یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت کر کے بتایا کہ حور عین جنت کے دروازوں کے ساتھ اپنے شوہروں کو ملتی ہیں تو کہتی ہیں کہ ہم نے آپ کا بہت انتظار کیا ہم راضی ہیں خفا نہیں ہوں گی اور مقیم ہیں جائیں گی نہیں سدا رہنے والیاں ہیں مریں گی نہیں۔ خوبصورت آوازوں کے ساتھ گائیں گی۔ حور اپنے شوہر سے کہے گی میں آپ کی آپ میرے محبوب۔ آپ کے علاوہ کسی کا ارادہ نہیں اور آپ کو چھوڑ کر کہیں جانا نہیں۔

(ابن ابی الدنیا، ابراہیم بن سعید، علی بن عاصم، سعید بن ابی سعید)

فرمایا کہ جنت میں سونے کے محلات ہوں گے جس کو لؤلؤ اٹھائے ہوئے ہونگے جب اھل جنت کوئی آواز سننا چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ ان محلات پر ہوا کو بھیجیں گے پس وہ ہر آواز لائے گی جو انہیں پسند ہو۔

حماد بن سلمہ فرماتے ہیں (ثابت بنانی، حجاج بن اسود، شہر بن حوشب) اللہ تعالیٰ ملائکہ سے فرماتے ہیں میرے بندے دنیا میں خوبصورت آواز کو پسند کرتے تھے لیکن میری وجہ سے اس کو چھوڑتے تھے۔ پس میرے بندوں کو سناؤ پس وہ تہلیل، تسبیح اور تکبیر کو ایسی خوبصورت آواز سے پڑھیں گے کہ ایسی آواز کبھی نہ سنی گئی ہوگی

ابن ابی الدنیا فرماتے ہیں (داود بن عمر۔ عبداللہ بن مبارک، مالک بن انس، محمد بن مکندر)

جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک پکارنے والا پکارے گا کہاں ہیں وہ لوگ جو اپنے آپ کو لہو ولعب کی مجلسوں اور شیطانی موسیقی سے بچاتے تھے ان کو مشک کے باغات میں ٹھہراؤ پھر ملائکہ کو حکم ہوگا اس کو میری حمد اور پاکی سناؤ۔ (۱)

ابن ابی الدنیا فرماتے ہیں (دہم بن فضل قرشی، داود بن جراح۔ اوزاعی) مجھے معلوم ہوا ہے کہ اللہ کی مخلوق میں اسرافیل سے زیادہ خوبصورت آواز والا کوئی نہیں۔ اللہ کے حکم سے وہ سنانا شروع فرمائیں گے پس وہ آسمان میں موجود ہر فرشتہ کی نماز کو توڑ دے گا جب تک اللہ چاہیں وہ اس حالت میں رہیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میری عزت کی قسم اگر بندے میری بڑائی سے واقف ہوتے تو میرے غیر کی ہرگز عبادت نہ کرتے۔

مالک بن دینار وان لہ لزلفیٰ وحسن مآب کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک اونچے منبر کا حکم دیا جائے گا وہ جنت میں رکھ دیا جائے گا۔ پھر آواز دی جائیگی اے داؤد اس آواز سے میری پاکی بیان کیجئے جس سے آپ دنیا میں میری پاکی بیان کیا کرتے تھے۔ پھر حضرت داود علیہ السلام کی آواز بلند ہوگی جو تمام اہل جنت کو شامل ہوگی۔ بس اسی کو اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں وان لہ لزلفیٰ وحسن مآب یعنی اور ان کے لئے ہے بڑا مرتبہ اور اچھا ٹھکانا (ص۔ ۴۰)

جنت میں اللہ کے حضور جنتیوں کے لئے بعض جگہیں بنائی گئی ہیں جس میں وہ جمع ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے ہم کلام ہوتے ہیں اور وہ کلام الٰہی کو سنتے ہیں اور جب وہ جلوہ افروز ہوتے ہیں تو سلام کرتے ہیں اس کو ہم نے "سلام قولا من رب رحیم" کے تحت بیان کیا ہے اور اس میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث بھی گزر چکی ہے جس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنتی ہر روز اللہ کے حضور حاضری دیتے ہیں اللہ تعالیٰ قرآن سناتے

(۱) السنۃ ۱/۲۸۰ العلل المتناہیۃ ۱/۲۶۳۔

ہیں اور ہر آدمی اس جگہ بیٹھا ہوگا جو اس کے بیٹھنے کے لئے متعین ہوگا۔ موتیوں کے، تبروں یاقوت زبرجد سونے اور زمرد کے منبروں پر (حسب مرتبہ) بیٹھے ہوں گے۔ کسی چیز سے ان کی آنکھوں کو ایسی ٹھنڈک نہیں ملے گی جیسے اس (کلام اللہ کے سننے) سے، اور نہ انہوں نے کبھی اس سے اچھی چیز سنی ہوگی۔ پھر وہ اپنی اپنی جگہوں کو ٹھنڈی آنکھوں سے جاتے ہیں، اور اس طرح (اس مذکورہ دن کے بعد) کل کو بھی ان کی آنکھیں اس طرح ٹھنڈی ہوں گی۔(۱)

ابو نعیم، ابو برزہ اسامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ اھل جنت صبح کو ایک کپڑے میں ہوتے ہیں اور شام کو دوسرے کپڑے میں جس طرح تم میں سے کوئی بادشاہ کی زیارت کے لئے صبح وشام جاتا ہے اس طرح اھل جنت بھی صبح وشام بارگاہ الٰہی میں حاضری دیتے ہیں ان کے لئے وقت مقرر ہوتا ہے اور وہ اس کو جانتے ہیں۔ وہ اس گھڑی سے واقف ہوتے ہیں جس میں اللہ کے حضور حاضری دینی ہے۔

جنت کے گھوڑے

ترمذی میں ہے کہ حضرت سلیمان اپنے باپ ابو بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے؟ فرمایا (ہاں) جب اللہ تعالیٰ آپ کو جنت میں داخل کریں گے تو آپ جب گھوڑے پر سواری کرنا چاہیں گے تو آپ کو سرخ یاقوت کے ایک گھوڑے پر سوار کیا جائے گا وہ آپکو وہاں لے اڑے گا جہاں آپ چاہیں گے۔

فرمایا اور ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا مجھے گھوڑے پسند ہیں کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے جنت میں تیز ترین تیز رفتار عمدہ جسم والے گھوڑے اور اونٹ ہیں اھل جنت اس پر سوار ہو کر جہاں چاہیں گے ایک دوسرے کی زیارت کریں گے۔(۲)

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور کہا کہ یا رسول اللہ! مجھے گھوڑے پسند ہیں کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب آپ کو جنت میں داخل کیا جائیگا تو آپ کے سامنے یاقوت کا ایک گھوڑا لایا جائے گا جس کے دو پر ہوں گے آپ کو اس پر سوار کیا جائے گا پھر آپ جہاں چاہیں گے وہ آپ کو لے اڑے گا(۳)

ترمذی نے اس کی سند کو ضعیف قرار دیا کیونکہ کئی علماء نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ اور بخاری نے اس کو منکر کہا ہے۔

قرطبی فرماتے ہیں کہ حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اہل جنت میں سب سے کم درجہ کا وہ شخص ہوگا جو سواری کرے گا اور اس کے ساتھ دس لاکھ خوبرو ہمیشہ رہنے والے لڑکے خادم ہوں گے اس کی سواری سرخ یاقوت کا گھوڑا ہوگا جس کے پر سونے کے ہوں گے پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی وَاِذا رایت ثم ......الایۃ ترجمہ جب آپ وہاں دیکھیں تو دیکھیں نعمتیں اور سلطنت بڑی۔

مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں عبد الرحمان بن زید اور حسن کے درمیان انقطاع ہے اور عبد الرحمان ضعیف بھی ہیں نیز حدیث مرسل ہے۔(۴)

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اھل جنت سفید اونٹوں پر سواری کریں گے گویا کہ

---

(۱) مسند احمد ۲/۳۹۲ (۲) ترمذی ۲۵۴۳ (۳) ترمذی ۲۵۴۴ (۴) اتحاف ۱۰/۵۵۱، درمنثور ۶/۱۵۱

وہ یاقوت ہے جنت میں گھوڑوں اور اونٹوں کے سوا جانور نہیں۔ (مجمع الزوائد ۴/ ۶۶ کنز العمال ۳۵۲۳۴)

عبداللہ بن مبارک ھمام سے وہ قتادہ سے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنت میں عمدہ گھوڑے اور بہترین اونٹ ہیں اھل جنت اس پر سواری کریں گے۔

یہ الفاظ حصر پر دلالت نہیں کرتے جیسا کہ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے نیز وہ اس حدیث کے بھی معارض ہے جس کو ابن ماجہ نے اپنی سنن میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بکری جنتی جانوروں میں سے ہے۔ (۱) اور یہ منکر ہے اور مسند بزار میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بکریوں سے بھلائی کرو اور تکلیف کو اس سے دور کرو کیونکہ وہ جنتی جانوروں میں سے ہے۔ (۲)

حضرت جابر بن عبداللہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جب اھل جنت جنت میں پہنچ جائیں گے تو ان کے ہاں سرخ یاقوت کے گھوڑے آئیں گے جس کے پر ہوں گے وہ پیشاب اور لید وغیرہ نہیں کرتے۔ یہ سوار ہو جائیں گے وہ ان کو جنت میں لے اڑیں گے پس اللہ تعالیٰ جلوہ افروز ہوتے ہیں جب وہ دیدار کرتے ہیں تو سجدہ میں گر جاتے ہیں ارشاد ہوتا ہے سر اٹھاؤ یہ عمل والا دن نہیں یہ نعمتوں اور عزت کا دن ہے وہ سر اٹھاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر خوشبوؤں کی بارش نازل فرماتے ہیں۔ پھر یہ سواریاں ان کو مشک کے ٹیلوں کی طرف لے جائیں گی اللہ تعالیٰ ان ٹیلوں پر ہوا بھیجیں گے۔ وہ مشک کو پھیلائے گی ان کے اوپر، تو وہ اس حالت میں گھروں کو واپس لوٹیں گے کہ ان کے بال مشک آلودہ بکھرے ہوئے ہوں گے۔ (۳)

حضرت علی رضی اللہ عنہ ارشاد اقدس نقل کرتے ہیں کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کے اوپر اور نیچے سے سونے کے گھوڑے نکلتے ہیں جس کے زین اور لگام موتیوں اور یاقوت کے ہوں گے وہ بول و براز نہیں کرتے۔ اس کے پر ہیں۔ وہ منتہائے نظر پر قدم رکھتے ہیں۔ اھل جنت اس پر سواری کرتے ہیں وہ اس کو اڑا لے جاتے ہیں جہاں وہ چاہتے ہیں نچلے درجے والے (جنتی) کہتے ہیں آپ کے بندے اس مرتبے کو کیسے پہنچے؟ ارشاد ہوتا ہے وہ رات کو نماز پڑھتے تھے تم سوتے تھے وہ روزہ رکھتے تھے تم کھاتے تھے وہ خرچ کرتے تھے تم بخل کرتے تھے وہ لڑتے تھے تم ڈرتے تھے۔ (۴)

اھل جنت کا ایک جگہ جمع ہونا۔ ایک دوسرے کی زیارت کرنا اور اچھے و برے اعمال کا تذکرہ کرنا

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں!

اور متوجہ ہوئے ایک دوسرے کی طرف پوچھتے ہوئے کہا ہم اس سے پہلے ڈرتے رہتے تھے اپنے اہل میں اللہ تعالیٰ نے احسان فرمایا ہمارے اوپر اور ہمیں لو کے عذاب سے بچایا، ہم اس سے پہلے اس کو پکارتے تھے بے شک وہی نیک سلوک والا مہربان ہے۔ (طور ۲۵۔ ۲۸)

حضرت انس رضی اللہ عنہ ارشاد نبوی نقل فرماتے ہیں جب اھل جنت جنت میں چلے جائیں گے اور بھائی (اور

---

(۱) ابن ماجہ ۲۳۰۶ (۲) مجمع الزوائد ۴/ ۶۶، کنز العمال ۳۵۲۳۴۔ ۳۰ (۳) الشریعہ ۴۶۷۔ (۴) اتحاف ۱۰/ ۵۳۴۔

دوست واحباب) ایک دوسرے (کی ملاقات) کے مشتاق ہو جائیں گے تو اس کا تخت اس کے تخت کے پاس چلا جائیگا۔ یہاں تک کہ وہ ایک جگہ میں مل جائیں گے ان میں سے ایک دوسرے سے کہے گا کیا آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کب بخشا؟ اسی کا ساتھی کہے گا کہ ہم فلاں جگہ میں تھے اور اللہ کو پکارا پس اللہ تعالیٰ نے مغفرت فرمادی (۱)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں!

اور ایک دوسرے سے پوچھنے لگے آپس میں متوجہ ہوکر، ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ میرا ایک ساتھی تھا وہ کہا کرتا تھا کہ بھلا آپ ایسی باتوں کا یقین کرتے ہیں بھلا جب ہم مرجائیں گے اور خاک اور ہڈیاں ہوجائیں گے تو پھر بھی ہمیں جزا ملے گی (اس کہنے والے نے اپنے ساتھیوں سے) کہا کہ کیا تم جھانک کر دیکھنا چاہتے ہو؟ (کہ وہ کس حال میں ہے) پھر وہ دیکھے گا تو اس کو جہنم کے بیچ میں دیکھے گا کہے گا خدا کی قسم تو تو مجھے ہلاکت میں ڈالنے والا تھا اگر میرے رب کا فضل نہ ہوتا تو میں (گناہ کی پاداش میں قید ہوکر سزا کے لئے) حاضر کئے جانے والوں میں سے ہوتا، بھلا ایسا نہیں ہے کہ ہمیں نہیں مرنا سوائے پہلی بار دنیا میں مرنے کے اور (یہ کہ) ہمیں عذاب نہیں دیا جائیگا بلاشبہ یہ بڑی کامیابی ہے اس جیسی کامیابی کیلئے جدوجہد کرنے والوں کو جدوجہد کرنی چاہئے۔ (الصافات ۵۰۔۶۱)

یہ کامیابی جن وانس کو شامل ہے۔ یہ کہے گا کہ میرا ساتھی کفر کے وسوسے ڈالتا تھا اور آخرت کے معاملے کو ناممکن بتاتا تھا۔ اللہ کی رحمت سے میں خلاصی پاگیا پھر اپنے ساتھیوں کو حکم دے گا کہ وہ آگ میں دیکھیں پھر اس کو دوزخ میں پڑا پائیں گے کہ عذاب ہو رہا ہے اس کو بس نجات پر وہ اللہ کی تعریف کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (وہ جنتی کہے گا اپنے دوزخی ساتھی سے) خدا کی قسم قریب تھا کہ تو مجھے ہلاک کرتا اگر اللہ کا فضل نہ ہوتا تو میں حاضر کئے جانے والوں میں سے ہوتا۔

پھر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرکے وہ اللہ شکر ادا کرتا ہے۔ اور کہا کیا اب ہمیں پہلی بار مرنے کے سوا مرنا نہیں اور ہمیں کوئی عذاب نہیں دیا جائے گا۔ یعنی جنت میں داخل ہوکر اب ہم مرنے اور عذاب سے نجات پاگئے ہیں بلاشبہ یہ بڑی کامیابی ہے۔

اور ایسی کامیابی کیلئے محنت کرنے والوں کو محنت کرنی چاہئے۔ ہوسکتا ہے یہ اس جنتی کا کلام ہو اور ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ کا ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا ہے ''اور اس میں آگے بڑھنے والوں کو بڑھنا چاہئے۔ (سورۃ المطففین ۲۶)

اس کی بہت سی مثالیں ہیں بعض کو ہم نے تفسیر میں ذکر کردیا ہے۔

بخاری کے شروع کتاب الایمان میں حضرت حارثہ بن سراقی کی حدیث میں ہے جب اس سے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا آپ نے کس حال میں صبح کی۔ جواب دیا اللہ پر حق ایمان کے ساتھ۔ پوچھا آپ کے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ کہا میں نے اپنے آپ کو دنیا سے ہٹالیا، راتوں کو جاگا اور دن کو پیاسا رہا (روزہ رکھا) اور ایسا معلوم ہوتا ہے گویا میں اپنے رب کے عرش کو دیکھ رہا ہوں اور اھل جنت کو کہ ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں اور اھل جہنم کو

(۱) مجمع الزوائد ۱۰/۳۴۴ھ

(دیکھ رہا ہوں) کہ ان کو عذاب ہو رہا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ایک بندہ ہے جس کے دل کو اللہ پاک نے منور فرمایا ہے۔(۱)

سلیمان بن مغیرہ حمید بن ہلال سے نقل کرتے ہیں کہ جنت میں اوپر درجے والا نچلے درجے والے کی زیارت کرے گا اور نچلے درجے والا اوپر والے کی زیارت نہ کر سکے گا۔ اسکے دو معنی ہو سکتے ہیں۔

ا۔ نچلے درجے والا اوپر کو جانہ سکے گا وہ اس کا اہل نہیں۔

۲ (وہ اس لئے اوپر نہ جا سکیں گے) تا کہ وہ غمگین نہ ہوں ان نعمتوں کو دیکھ کر جو ان کو حاصل نہیں ہیں۔ اور (قاعدہ یہ ہے کہ جنت میں غم نہیں۔ ایک حدیث مرفوع میں بھی اس طرح کا مضمون آیا ہے اور اسمیں کچھ زیادتی بھی ہے چنانچہ طبرانی میں ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا، کیا جنتی باہم ملاقات کریں گے؟ فرمایا بڑے رتبے والے نچلے رتبے والوں کی زیارت کریں گے اور نچلے درجوں والے اونچے درجے والوں کی زیارت نہ کریں گے سوائے ان لوگوں کے جو ایک دوسرے سے اللہ کیلئے محبت کرتے تھے وہ جنت میں جہاں چاہیں گے اونٹوں پر سوار ہو کر جایا کریں گے۔(۲)

شفی بن مانع رسول کریم ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ جنت کی نعمتوں میں یہ بھی ہے کہ وہ سواریوں اور عمدہ اونٹوں پر ایک دوسرے کی ملاقاتیں کرتے ہیں اور جنت میں ان کے سامنے زین لگے ہوئے لگام شدہ گھوڑے لائے جائیں گے بول و براز سے پاک۔ وہ اس پر سواری کریں گے اور جہاں اللہ چاہیں گے پہنچ جائیں گے پھر بادل جیسی کوئی چیز آئے گی اس میں وہ کچھ ہوگا جس کو نہ آنکھوں نے دیکھا اور نہ کانوں نے سنا پس وہ کہیں گے ہمارے اوپر برس، وہ برستی یہاں تک کہ ختم ہو پھر اللہ تعالیٰ ایسی ہوا بھیجتے ہیں جو تکلیف نہیں دیتی وہ مشک کے ٹیلوں کو ان کے دائیں بائیں بکھیرتی ہے۔ یہ مشک ان کے گھوڑوں کے ماتھوں سروں اور جوڑوں میں پایا جاتا ہے اور ان میں سے ہر آدمی جو چاہے گا وہ اس کو بلا مشقت ملے گا مشک ان سے اور ان کے گھوڑوں سے مس ہو جائے گا اور اس کے علاوہ کپڑوں وغیرہ کو لگے گا پھر واپس جائیں گے یہاں تک کہ وہاں پہنچیں گے جہاں اللہ کی مشیت ہوگی۔ عورتیں ان میں سے بعض کو پکاریں گی اے اللہ کے بندے کیا آپ کو ہماری حاجت نہیں؟ وہ کہے گا تو کون ہے؟ کہے گی تمہاری بیوی اور محبوب، وہ کہے گا مجھے آپ کی جگہ معلوم نہیں تھی، وہ کہے گی کیا تجھے اللہ تعالیٰ کا فرمان معلوم نہیں؟

پس کسی نفس کو معلوم نہیں جو تیار کی گئی ہے ان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک یہ بدلا ہے ان اعمال کا جو وہ کرتے تھے۔ (سورۃ السجدہ ۱۷) (۳)

وہ کہے گا کیوں نہیں میرے رب کی قسم، تو شاید وہ اس وقت کے بعد مشغول ہو، نہ التفات کرے گا اور نہ واپس ہوگا۔ اس کو اس عورت سے وہ نعمتیں اور عزتیں جس میں وہ ہے مشغول نہیں کرتیں۔

اور یہ حدیث مرسل ہے اور بہت غریب ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اھل جنت عمدہ سفید اونٹوں پر سوار ہو کر ایک دوسرے کی زیارت کریں گے ان اونٹوں کے اوپر سونے کے کجاوے ہوں گے انکی ناک کی جڑوں پر مشک کا غبار ہوگا ان میں سے ایک کی لگام دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔(۴)

(۱) مجمع الزوائد ۱/ ۵۷، الضعفاء ۴/ ۴۵۵ (۲) معجم کبیر ۸/ ۲۹۲۔ (۳) ترغیب ترہیب ۴/ ۵۴۲۔ (۴) مسند امام احمد ۲/ ۳۳۵

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا اور صور پھونکا جائے گا تو بیہوش ہو جائیں گے جو آسمان میں ہیں اور جو زمین میں ہیں مگر جسے اللہ چاہے۔(الزمر ۶۸)

جواب دیا کہ وہ شہداء ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے اردگرد سے اس حال میں انہیں اٹھائے گا کہ وہ اپنی تلواریں لٹکائے ہوئے ہونگے۔ ملائکہ ان کے سامنے محشر سے سفید یاقوت کی اونٹنیاں لائیں گے سونے کے کجاوؤں کے ساتھ۔ اس کے لگام باریک اور دبیز (دونوں قسم کے) ریشم ہوں گے اور اس کے گدیلے ریشم کے ہوں گے اس کا قدم وہاں ہوگا جہاں تک نظر پہنچتی ہے۔ وہ جنت میں اپنے گھوڑوں پر چلتے ہیں اور تفریح کرتے ہیں وہ کہتے ہیں ہمیں لے جاؤ تاکہ ہم دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے خلائق کے درمیان کیسے فیصلے فرماتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ان (شہداء) پر ہنستے ہیں اور جس پر اللہ ہنسے اس سے حساب نہیں ہوگا۔(۱)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔

بلاشبہ جنت میں ایک درخت ہے جس کا نام طوبیٰ ہے۔ اگر کوئی سوار عمدہ گھوڑے پر سفر کرے تو سو سال تک اس کے سایہ میں چلے اس کا ورق سبز زمرد ہے اور اس کے پھول زرد کپڑے ہیں اور اس کی ٹہنیاں باریک اور دبیز ریشم ہیں اس کا پھل زیورات ہیں اور اس کا گوند زنجبیل اور شہد ہے۔ اور اس کی کنکریاں سرخ یاقوت اور سبز زمرد ہے اور مٹی اس کی مشک ہے اور اس کا گھاس ایسا زعفران ہے جس کی خوشبو بغیر جلائے پھیلتی ہے اور اس کا سایہ اہل جنت کی ایک مجلس ہے جس کو وہ پسند کرتے ہیں اور سب اس میں آپس میں باتیں کرتے ہیں، کسی دن باتوں کے دوران ملائکہ یاقوت کی اونٹنی جس میں روح ڈال دی گئی ہوگی لائیں گے جس کے لگام سونے کی زنجیریں ہونگی اس کے چہرے فانوس جیسے ہونگے اس کے اوپر کجاوے ہونگے جس کے تختے در و یواقیت کے ہوں گے اور لؤلؤ و مرجان اس میں جڑے ہوں گے اس کا اندرونی حصہ زرد سونے کا ہوگا جس پر عبقری اور ارجوان (ایک پھول کا نام) چڑھائے گئے ہوں گے تو وہ ان اونٹنیوں کو بٹھائیں گے اور ان سے کہیں گے کہ تمہارا رب تمہیں سلام کہتا ہے اور تمہیں زیارت کے لئے طلب کرتا ہے تاکہ وہ تمہیں دیکھے اور تم ان کو، اور تاکہ تم ان کو سلام کرو اور وہ تم کو اور تاکہ تم ان سے بات کرو اور وہ تمہیں اپنے وسیع فضل سے مزید عطا فرمائے وہ وسیع رحمت اور بڑے فضل والا ہے۔

پھر ہر کوئی اپنی سواری کی طرف جائیگا اور وہ ایک معتدل صف بنا کر جائیں گے کوئی کسی سے نہیں بچھڑے گا۔ سواری کا کان سوار کے کان سے اور سواری کا گھٹنا سوار کے گھٹنے سے جدا نہیں ہوگا اور وہ جنت کے جس درخت سے بھی گزریں گے وہ انہیں اپنے پھلوں کا تحفہ دے گا اور راستے سے ہٹ جائے گا تاکہ ان کی قطار خراب نہ ہو اور وہ کسی آدمی اور اس کے دوست کے درمیان آڑ نہ بنے۔ جب وہ دربار عالی میں پہنچیں گے تو رب کریم اپنے چہرہ مبارک سے پردہ ہٹائے گا اور عظیم بڑائی میں تجلی فرمائیں گے۔ وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار آپ سلام ہیں، آپ کی طرف سے سلامتی ہے، آپ کو جلال اور اکرام کا حق ہے۔ حق تعالیٰ شانہ فرمائیں گے میں سلام ہوں مجھ سے سلامتی ہے اور میرے لئے عظمت اور اکرام کا حق ہے۔ خوش آمدید میرے ان بندوں کو جنہوں نے میری وصیت کو محفوظ رکھا اور میرے حق کی رعایت کی اور مجھ سے دیکھے خائف رہے اور وہ ہر حال میں مجھ سے ڈرتے تھے۔ وہ کہیں گے آپ کی

(۱) المطالب العالیۃ ۲۱ ۴۷ ۳ ترغیب و ترہیب ۲/ ۳۲۷

عزت اور بلند مقام کی قسم ہم نے آپ کی کما حقہ قدر نہ کی اور آپ کا پورا حق آپ کو ادا نہ کیا ہمیں سجدہ کی اجازت دیجئے۔رب تعالیٰ فرمائیں گے میں نے عبادت کی مشقت آپ پر سے ہٹادی ہے اور آپ کے بدن کو راحت دی ہے۔آپ نے میرے لئے بہت اپنے بدن کو تھکایا اور اپنے چہروں کو رگڑا۔اب آپ میری رحمت،کرامت اور راحت تک پہنچے ہو مانگو میں دوں گا تمنا کرو تمہاری تمنائیں پوری کروں گا۔آج میں تمہیں تمہارے اعمال کی بقدر نہیں بلکہ اپنی رحمت،کرامت،شان اور عظمت کی بقدر دوں گا۔پس ان کو ان کی تمنائیں،انعامات برابر ملتے رہیں گے یہاں تک کہ ان میں سب سے کم تمنا کرنے والے ابتدائے آفرینش سے لے کر قیامت تک جتنی دنیا کی تمنا کرے گا۔

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔تم لوگوں نے تمنائیں کرنے میں کمی کی اور اپنے حق سے کم پر راضی ہو گئے جو کچھ تم نے مانگا ہے اور تمنا کی ہے وہ تو ملے گا ہی اور میں نے تمہاری اولاد کو بھی آپ کے درجوں تک پہنچادیا ہے۔اور تم وہ بھی لے لو جس تک تمہاری تمنائیں نہ پہنچ سکیں (۱) (اللھم اجعلنا من اھل الجنۃ)

اور یہ حدیث مرسل ہے ضعیف ہے غریب ہے اور اچھا حال اس کا یہ ہے کہ یہ کسی بزرگ کا کلام ہے اس کے کسی راوی کو وہم ہوا تو اس کو مرفوع بنایا حالانکہ ایسا نہیں واللہ اعلم۔

جنت کے متعلق ایک جامع باب اور مختلف احادیث

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ان کا اتباع کیا ایمان لاکر،ہم نے ان کی اولاد کو ان کے درجے تک پہنچادیا اور کچھ کم نہ کیا ان کے اعمال میں سے۔(الطور ۲۱)

اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اولاد کے درجہ کو آباء کے درجے تک پہنچادیں گے اگر چہ وہ (اولاد) ان کے بقدر اعمال نہ کر چکے ہوں آباء کے اعمال میں کمی نہیں ہوگی ان کو اوران کے بیٹوں کو جمع کرنے کیلئے اس جنت میں جس کے آباء مستحق ہیں۔نچلے درجہ والے کو اونچے درجے کے برابر کیا جائے گا تاکہ وہ اونچے درجے میں جمع ہوں اور ان کی آنکھیں جمع ہونے کی وجہ سے ٹھنڈی ہوں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مومن کی اولاد کو ان کے درجے تک پہنچایا جائے گا اگر چہ وہ اتنا عمل نہ کر چکے ہوں جتنا کہ ان کے آباء کر چکے ہیں اور یہ اس لئے ہوگا تاکہ آباء کی آنکھیں اپنی اولاد کو (اونچے درجے میں) دیکھ کر ٹھنڈی ہوں۔پھر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھا" والذین آمنوا......الآیۃ.

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیروں میں ایسا ہی روایت کیا ہے حضرت ثوری سے۔ابن جریر،عمرو۔سعید۔ابن عباس موقوفاً اور مسند بزار میں ہے قیس بن ربیع۔عمرو۔سعید عن ابن عباس عن رسول اللہ۔

اور اسی آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ لوگ (جس کا آیت میں ذکر ہے) مومن کی اولاد ہونگے جو ایمان پر مریں گے پس اگر ان کے درجے ان کے آباء کے درجوں سے کم ہوں گے تو ان کو وہاں تک پہنچایا جائیگا اور اس کے لئے آباء کے اعمال میں کوئی کمی نہ ہوگی۔(۲)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی آدمی جنت میں

---

(۱) الترغیب والترھیب ۴/۵۳۳۔۵۴۴۔۵۴۷ درمنثور ۴/۶۰،الشریعۃ ۲۷۲۔(۲) مجمع الزوائد ۷/۵۷،الضعفاء ۴/۴۵۵

جائے گا تو اپنے والدین بیوی اور اولاد کے بارے میں پوچھے گا (کہ وہ کہاں ہیں؟) اس سے کہا جائیگا کہ وہ آپ کے مرتبے تک نہ پہنچ سکے کہے گا پروردگار میں نے تو عمل اپنے لئے اور ان کے لئے کیا تھا پس حکم ہوگا کہ ان کی اولاد کو ان کے درجے تک پہنچا دیا جائے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنھم نے یہ آیت تلاوت فرمائی (والذین اٰمنوا واتبعتھم الآیۃ) (۱)

عوفی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں کی اولاد ایمان پر مری اور انہوں نے میری اطاعت کی میں ان کو جنت میں ان کے آباء کے ہاں پہنچاؤں گا اور ان کی نابالغ اولاد کو بھی ان کے ہاں پہنچایا جائے گا۔

ذریۃ کی تفسیر میں جو اقوال کہے گئے یہ ان میں سے ایک ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ''ان کی ذریت میں داؤد اور سلیمان ہیں'' (انعام ۸۴)

اور فرمایا ''اور ان لوگوں کی ذریت جن کو ہم نے نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار کرایا'' (اسراء ۳)

یہاں پر ذریت چھوٹوں اور بڑوں سب کو شامل ہے۔ اور عوفی نے جو تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے وہ بھی دونوں کو شامل ہے اور اسی کو واحدی نے اختیار کیا ہے۔ واللہ اعلم

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و رحمت ہے جو وہ اولاد پر آباء کے اعمال کی وجہ سے فرمائیں گے

آباء پر اللہ تعالیٰ کا فضل اولاد کے نیک اعمال کی وجہ سے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ نیک آدمی کے درجہ جو جنت میں بلند فرماتے ہیں وہ عرض کرتا ہے اے رب! یہ مرتبہ مجھے کیسے ملا ارشاد ہوتا ہے آپ کے لئے آپ کے بیٹے کے استغفار کی وجہ سے (۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب آدمی مرتا ہے تو تین کے علاوہ باقی (سب) اعمال بند ہو جاتے ہیں (۱۔ صدقہ جاریہ (۲۔ علم نافع (۳۔ نیک اولاد جو ان کے لئے دعا کرے (۳)

جنت اور دوزخ موجود ہیں

اور جنت و دوزخ ابھی موجود ہیں اپنے ساتھیوں کے لئے تیار کی گئی ہیں جس طرح قرآن اور متواتر احادیث سے ثابت ہے اور یہ ان اھل سنت والجماعت کا عقیدہ بھی ہے۔ جنہوں نے مضبوط حلقے کو تھام لیا ہے یعنی قیامت تک مشعل راہ سنت پر ہیں بخلاف ان لوگوں کے جو کہتے ہیں کہ جنت اور دوزخ کو ابھی تک پیدا نہیں کیا گیا۔ قیامت کے دن پیدا کیا جائے گا اور یہ ان لوگوں کا قول ہے جو صحیحین اور مشہور و معروف کتب کی متفق علیہ احادیث پر مطلع نہیں جن کا رد ممکن نہیں شہرت اور تواتر کی وجہ سے۔ حالانکہ صحیحین میں ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معراج کی رات جنت و دوزخ کا مشاہدہ کیا (۴) اور ارشاد فرمایا کہ دوزخ نے رب تعالیٰ سے شکایت کی کہ اے رب میرے بعض

(۱) معجم کبیر ۸/۲۹۲ (۲) مسند احمد ۲/۵۰۹ (۳) مسلم ۱۶۳۱ ابوداود ۲۸۸۰، ترمذی ۱۳۷۶۔ (۴) بخاری ۳۴۹، ۳۳۴۲۔ ۱۶۳۶، مسلم ۱۶۳۔

حصوں نے بعض دیگر حصوں کو کھالیا (اللہ بچائے) پس اللہ تعالیٰ نے اس کو دو سانس لینے کی اجازت مرحمت فرمائی ایک سردی میں اور ایک گرمی میں۔ آپ (موسم سرما میں) جو زیادہ سخت سردی محسوس کرتے ہیں وہ دوزخ کی سردی میں سے ہے اور (موسم گرما میں) جو سخت گرمی محسوس کرتے ہیں وہ دوزخ کی گرمی میں سے ہے۔ جب گرمی کا موسم ہو تو نماز کو (کچھ موخر کر کے) ٹھنڈے وقت میں پڑھو۔ (۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت اور دوزخ میں تکرار ہو گئی دوزخ نے کہا کہ میرے لئے متکبرین اور متجبرین کو خاص کیا گیا ہے جنت نے کہا کہ کیا وجہ ہے میرے اندر کمزور اور گرے پڑے لوگ آتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا آپ میری رحمت ہیں اپنے بندوں میں سے جسے چاہوں گا آپ کے ذریعے ان پر رحم کروں گا اور دوزخ سے فرمایا تو میرے غصے کی جگہ ہے جسے چاہوں گا تیرے ذریعے عذاب دوں گا۔ آپ میں سے دونوں کو بھر دیا جائے گا۔ پس آگ اس وقت تک نہ بھرے گی جب تک حق تعالیٰ شانہ اس میں اپنا قدم نہ رکھ لیں پس (جب اللہ تعالیٰ اپنا قدم مبارک رکھ لیں گے تو) وہ کہے گی۔ بس بس، اس وقت وہ بھر جائیگی اور اس کے بعض دیگر حصوں کی طرف سمٹ جائیں گے اور اللہ تعالیٰ مخلوق میں کسی پر ظلم نہ فرمائیں گے۔ اور رہی جنت تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے نئی مخلوق پیدا فرمائیں گے۔ (۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ دوزخ میں لوگوں کو ڈالا جاتا ہے اور وہ کہتی رہتی ہے آپ کی عزت و کرامت کی قسم اور ہے اور ہے۔ اور جنت میں خالی جگہ باقی رہے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس خالی جگہ کیلئے نئی مخلوق پیدا فرمائیں گے اور خالی جگہ کو بھر دیں گے (۳)

اور رہی وہ حدیث جس کو امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ دوزخ کے لئے جس کو چاہیں گے پیدا فرمائیں گے اور وہ کہے گی ھل من مزید؟ (کیا مزید کچھ ہے؟) اس میں جو اشکال پیدا ہو رہا ہے اس کے جواب میں بعض حفاظ نے فرمایا ہے کہ یہ بعض رذایوں کی غلطی ہے گویا کہ اشتباہ ہو گیا اور ایک لفظ کو دوسرے میں داخل کر کے اس حکم کو جنت سے دوزخ کی طرف منتقل کر دیا۔ واللہ اعلم

میں کہتا ہوں کہ اگر (غلطی نہ بھی ہوئی ہو اور حدیث کے الفاظ) محفوظ ہوں تو اس کا احتمال ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کا امتحان لیتے ہوں جیسا کہ ان لوگوں کا امتحان لیں گے جن کے اوپر دنیا میں حجت قائم نہ ہوئی سو جو نافرمانی کرے گا اس کو آگ میں اور جو اطاعت کرے گا اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ''ہم جب تک کوئی رسول نہ بھیجیں عذاب نہیں دیتے'' (الاسراء ۱۵)

اور ارشاد ہے۔ ''بھیجا رسولوں کو خوشخبری سنانے اور ڈرانے والے بنا کر، تا کہ لوگوں کے لئے ان رسولوں کے بعد اللہ پر کوئی حضرت نہ رہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ (سورۃ النساء ۱۶۵)

جنت والوں کی بعض صفات اور دوزخ والوں کی بعض صفات

سابق میں ہم اہل جنت کے بارے میں بیان کر چکے کہ کیسے جنت میں آئیں گے کیسے داخل ہوں گے اور

---

(۱) بخاری ۵۳۷، مسلم ۱۴۰۰، مسند امام احمد ۲/ ۲۳۸۔ (۲) بخاری ۴۸۵۰، مسلم ۱۰ ۴، مسند احمد ۲/ ۳۱۴۔ (۳) بخاری ۱۶۶۱، مسلم ۱۰۶ ۷، ترمذی ۳۲۷۲۔

یہ کہ وہ ساٹھ گز لمبے اور سات گز چوڑے ہوں گے اور یہ کہ ان کے چہروں پر بال نہ ہوں گے اور آنکھیں سرنگیں ہونگی اور تینتیس سال جوانی کا زمانہ ہوگا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اھل جنت جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کے طول یعنی ساٹھ گز اور یوسف علیہ السلام کے حسن اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر یعنی ۳۳ سال اور حضرت محمد ﷺ کی زبان والی صفات کے ساتھ جائیں گے۔(۱)

حضرت عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اہل جنت کی زبان عربی ہوگی (۲)

مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ ہر آدمی چاہے وہ زچگی میں مرا ہو (چھوٹی عمر میں) یا بوڑھا ہو کر (مرا ہو) اس کو ۳۰ سال اور ایک روایت کے مطابق ۳۳ سال کی عمر میں اٹھایا جائیگا اگر وہ جنتی ہیں تو حضرت یوسف علیہ السلام کی شکل وصورت اور حضرت ایوب علیہ السلام کے قلب اطہر کی صفت کے ساتھ اس حالت میں اٹھائے جائیں گے کہ چہرے پر داڑھی نہ ہوگی اور آنکھوں میں سرمہ لگائے ہوئے ہوں گے اور اگر دوزخی ہے تو اس کو پہاڑ برابر موٹا کر دیا جائے گا۔ اور ایک روایت میں ہے۔

ان کو اتنا موٹا کر دیا جائے گا کہ ان کے ہاتھ کی کھال چالیس گز ہوگی اور ان کی ایک داڑھ احد پہاڑ کے برابر (نعوذ باللہ من جھنم)(۳)

اور ثابت ہو چکا ہے کہ جنتی کھائیں گے پئیں گے اور پاخانہ پیشاب کی حاجت نہ ہوگی البتہ ان کو ایسا پسینہ آئے جس سے خالص مشک کی سی بو آئے گی (جس کی وجہ سے پاخانہ کی ضرورت نہ پڑے گی) اور ان کے سانس اللہ کی تعریف اس کی پاکی اور بڑائی بیان کرنا ہے۔(۴)

سب سے پہلی جماعت جنتیوں کی چاند جیسی ہوگی ان کے بعد والوں کی روشنی چمکتے ستارے کی شعاعوں جیسی ہوگی وہ جماع کریں گے اور نسل نہیں ہوگی ہاں مگر جو چاہیں گے وہ مریں گے نہیں سوئیں گے نہیں کیونکہ ان کی زندگی زیادہ لذتوں کی وجہ سے کمال تک پہنچ گئی ہے اور کھانوں کے بعد کھانے اور مشروبات پر مشروبات کے مزے لیں گے۔ جتنا بھی زمانہ گذرتا جائیگا ان کے حسن جمال، جوانی وقوت اور کمال میں اضافہ ہوتا جائیگا اور جنت ان کے لئے خوبصورتی دلکشی اور روشنی اور ہر لحاظ سے خوبصورت ہوتی جائیگی اور وہ مزید رغبت کریں گے جنت میں اور ان کی جنت کی حرص بڑھے گی اس لئے جنت ان کو بہت عزیز ہوگی مزے والی ہوگی قیمتی اور لذیذ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ (جنت میں) سدا رہیں گے وہاں سے جانا نہیں چاہیں گے۔ (کہف ۱۰۸)(۵)

فصل

ہم اس سے پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے رسول اللہ ﷺ ہیں اور امتوں میں سب سے پہلے جنت میں جانے والی امت محمدیہ (علی صاحبہا الصلاۃ والسلام) ہے اور اس امت میں سب سے پہلے داخل ہونے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ امت جنت کے دوتہائی کے

---

(۱) تفسیر ابن کثیر حدیث ۳۱۴/۴ (۲) مجمع الزوائد ۵۳/۱۰ (۳) بیہقی ۴۶۶ ۔ (۴) مسلم ۷۰۸۱، ابوداود ۴۷۴۱ مسند امام احمد ۳۶۴/۳

(۵) مسند امام احمد ۲/۳۷۳/۴، مسند حمیدی ۱۱۴۳

برابر ہوگی جیسی کہ حدیث گزری ہے۔

اہل جنت کی ۱۲۰ صف ہوں گی ۸۰ اس امت کی ہوں گی۔(۱)

فقیر امیروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیں گے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ فقیر امیروں سے آدھا دن پہلے جنت میں جائیں گے اور وہ ۵۰۰ سال کے برابر ہے(۲)

اس کی سند مسلم کی شرط پر ہے۔اور ترمذی نے اس کو حسن صحیح کہا ہے۔اور طبرانی میں بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ایسا ہی نقل کیا گیا ہے۔(۳) ترمذی نے ابوسعید سے مرفوعاً ایسا نقل کیا پھر اس کو حسن کہا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ فقراء مہاجرین اغنیاء سے چالیس سال قبل جنت میں جائیں گے(۴) اور ترمذی نے بھی جابر بن عبداللہ سے مرفوعاً ایسا نقل کیا ہے اور اس کو صحیح فرمایا ہے اور وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایسا نقل کرتے ہیں اور اس کو غریب کہتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ اگر اول (حدیث) محفوظ ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ فقراء میں سے اول اور اغنیاء میں سے آخری شخص کے درمیان ۴۰ سال کا زمانہ ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد نبوی نقل فرماتے ہیں کہ میرے سامنے ان تینوں کو پیش کیا گیا جو سب سے پہلے جنت میں جائیں گے اور ان تینوں کو بھی جو سب سے پہلے جہنم میں جائیں گے۔جنتی تو یہ ہیں (۱:شہید (۲۔وہ غلام جس کو غلامی۔نے اللہ کی اطاعت سے نہ روکا ہو (۳۔اور وہ فقیر جس کے اہل وعیال ہوں اور وہ متعفف ہو رع (سوال نہ کرتا ہو اور دیگر حرام ذرائع اختیار نہ کرتا ہو) اور جہنم میں داخل ہونے والے (۱۔ظالم مسلط حاکم (۲۔وہ غنی جو زکوۃ ادا نہیں کرتا (۳۔اور فخر کرنے والا فقیر۔(۵) اور ترمذی نے اس کو ابن مبارک کی طریق سے روایت کیا ہے اور اس کو حسن کہا ہے۔لیکن انہوں نے جہنم کے تین آدمیوں کا ذکر نہیں کیا۔

حماد مجاشعی حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اہل جنت تین قسم کے لوگ ہیں انصاف والا خرچ کرنے والا بادشاہ اور وہ آدمی جس کے دل میں ہر قرابت دار کے لئے رحم ہے اور عفت والا مسلمان اور اہل جہنم پانچ قسم کے لوگ ہیں وہ ضعیف جس کی کوئی عقل نہیں جو اس کو برائیوں اور بے حیائی کے کاموں سے روکے جو اپنے میں تابع ہو کر رہتے ہیں نہ اہل طلب کرتے ہیں اور نہ مال۔اور وہ خائن جو معمولی طمع کی وجہ سے بھی خیانت کرے اور وہ آدمی جو صبح شام آپ کو آپکے اہل وعیال کے بارے میں دھوکہ دیتا ہے۔اور (پھر) بخل یا جھوٹ کو ذکر کیا اور بیہودہ اور بے حیا بکواس بکنے والا۔(۶)

حارثہ بن وہب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں آپکو اہل جنت کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہر کمزور جس کو لوگ ضعیف سمجھتے ہیں اگر اللہ کی قسم کھائے تو اللہ اس کی قسم کو پورا فرمادے۔کیا میں آپ کو جہنم والوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہر سختی کرنے والا تکبر کرنے والا جفا کرنے والا (۷)

---

(۱) ترمذی ۲۵۴۶، ابن ماجہ ۴۲۸۹ مسند احمد ۵/۳۴۷۔(۲) ترمذی ۳۵۳۶، ابن ماجہ ۴۱۲۲، مسند احمد ۲/۳۴۳ (۳) معجم کبیر ۱۲/۱۳۲۲۳ (۴) مسلم ۲۳۲۸ ترمذی ۲۳۵۵ مسند احمد ۲/۱۶۹ (۵) ترمذی ۱۶۴۲، مسند احمد ۲/۴۲۵ (۶) مسلم ۲۱۲۶/۷، مسند احمد ۴/۱۶۲۔۲۶۹

عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جہنم والے ہر بد خلق سختی کرنے والے تکبر کرنے والے زیادہ جمع کرنے والے اور منع کرنے والے ہیں اور جنت والے مغلوب ضعفاء ہیں (۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اہل جنت وہ ہیں جنہوں نے لوگوں کے اچھے اوصاف سنے اور اس سے اپنے کانوں کو بھر لیا اور دوزخ والے وہ ہیں جنہوں نے لوگوں کے برے اوصاف سنتے ہوئے اپنے کان بھرے۔ (٦)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم کو جنتیوں کے بارے میں بتاتا ہوں نبی، صدیق، شہید وہ جو اللہ کیلئے اپنے ایک بھائی کی زیارت کو ملک کے ایک کونے میں جاتا ہے۔ اور جنت کی عورتوں کے بارے میں تم کو بتاتا ہوں...... زیادہ بچے جننے والی، جب ان کا خاوند غصہ ہوتا ہے تو یہ اپنا ہاتھ ان پر رکھتی ہے اور کہتی ہے کہ جب تک تو راضی نہ ہو پلک نہیں جھپکوں گی۔ (١)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اہل جنت کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ اکثریت ان میں فقراء کی ہے اور اہل جہنم کو دیکھا تو پتہ چلا کہ اکثریت اغنیاء کی ہے۔ (٢)

جنت میں جانے کے لئے اول جن کو پکارا جائے گا وہ اللہ کی تعریف بیان کرنے والے ہوں گے غمی وخوشی میں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ مرفوع حدیث گذر چکی ہے کہ سب سے پہلے جن کو جنت میں جانے کے لئے بلایا جائے گا وہ اللہ کی حمد کرنے والے ہوں گے خوشی اور غمی میں۔ (٣)

امت محمدیہ کی جنت میں اکثریت اور بلند درجے اور مرتبے

اس امت کی اکثریت ہوگی اور انکے درجے بلند ہوں گے اور وہ پہلے داخل ہونے والے ہوں گے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مقربین کی صفت میں بیان فرمایا ہے۔

وہ بہت سے اگلے لوگوں میں ہوں گے اور تھوڑے سے پچھلے لوگوں میں۔ (سورۃ الواقعہ ١٣۔١٤)

اور اہل عین کی صفت میں بیان فرمایا۔

وہ بہت سے اگلے لوگوں میں اور بہت سے پچھلے لوگوں میں ہوں گے۔ (سورۃ الواقعہ ٣٩۔٤٠)

اور صحیحین میں ہے:

تمام زمانوں میں میرا زمانہ بہتر ہے پھر ان کے بعد والے پھر ان کے بعد والے پھر آسمان یا سورج کے نیچے ایسے لوگ ہوں گے جو نذر مانیں گے اور پورا نہیں کریں گے اور حاضر ہوں گے لیکن ان کی گواہی نہیں لے جائے گی (ان پر اتنا اعتماد نہ ہوگا کہ وہ حق گواہی ادا کریں گے) خیانت کریں گے امانت داری نہیں کریں گے۔ (٤)

---

(٥) بخاری ٤٩١٨، مسلم ٧١١٦، ترمذی ٢٦٥٠ (٦) مسند امام احمد ٢/ ١٦٩ (١) بوداود ٢٥٢١، مسند احمد ١/ ١٨٨، مجمع الزوائد ٤/ ٣١٢ (٢) بخاری ٦٤٤٩، مسلم ٦٨٧٣ (٣) مستدرک حاکم ١/ ٥٠٢ (٤) بخاری ٢٦٥١، مسلم ٦٤٢٢

صحابہ کی پہلی جماعت اس امت کی بہترین جماعت ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جو آپ میں سے اقتدار حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کو چاہئے کہ ان کی اقتداء کرے جو اس جہاں کو سدھار چکے ہیں اور وہ ہیں آپ کے صحابہ، سب سے زیادہ ایمان والے دل میں، اور سب سے عظیم علم کے لحاظ سے، اور بہت کم تکلف والے، وہ ایک ایسی قوم ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی صحبت کیلئے اختیار کیا اور اپنے دین کی نصرت کیلئے ان کو چنا، ان کی قدر پہچانو اور ان کی اقتداء کرو کیونکہ وہ سیدھے راستے پر تھے۔

اس امت کی ایک بڑی تعداد بغیر حساب کے جنت میں جائیگی

گزر چکا ہے کہ اس امت کے ستر ہزار لوگ بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے اور صحیح مسلم میں ہے ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار جائیں گے اور احمد کی روایت میں ہے ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار جائیں گے۔ اس کے بعد حدیث کے الفاظ اور طرق کو بیان کیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں سے ایک جماعت جنت میں جائے گی وہ ستر ہزار ہوں گے ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے پس عکاشہ رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کیا اے رسول اللہ! دعا فرمائیے اللہ ان میں سے مجھے بھی کر دیں آپ نے ان کے لئے دعا کی۔ اس کے بعد ایک انصاری کھڑے ہوئے اور کہا اے رسول اللہ! میرے لئے بھی دعا فرمائیے آپ ﷺ نے فرمایا کہ عکاشہ اس دعا کو لے کر آپ سے سبقت لے گئے۔ (۱)

صحیحین میں حضرت سہل بن سعد کی روایت سے بھی ایسا نقل کیا گیا ہے

حضرت ابن عباس حضور ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ میرے سامنے امتوں کو پیش کیا گیا میں نے ایک نبی دیکھا جن کے ساتھ کچھ آدمی تھے اور ایسا نبی بھی جن کے پاس ایک آدمی تھا، دو تھے اور ایسا نبی بھی دیکھا جن کیساتھ کوئی بھی آدمی نہیں تھا پھر میں نے ایک بڑے مجمع کو دیکھا گمان کیا کہ یہ میری امت ہے کہا گیا یہ موسیٰ علیہ السلام کی امت ہے ہاں آپ افق کی طرف دیکھئے میں نے دیکھا تو ایک عظیم مجمع دیکھا تو مجھ سے کہا گیا یہ آپ کی امت ہے اور ان کے ساتھ ستر ہزار وہ بھی ہیں جو بغیر حساب وعذاب کے جنت میں جائیں گے۔ اور اس روایت میں یہ بھی ہے یہ وہ لوگ ہیں جو نہ کان لگا کر دوسروں کی بات سنتے ہیں چپکے سے نہ بدفالی لیتے ہیں اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ تو عکاشہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے، پھر راوی نے حدیث مکمل ذکر کر دی۔

(بخاری۔ ۵۷۰۵۔ مسلم ۵۲۳)

اور مسلم میں محمد بن سیرین کے طریق سے حضرت عمران بن حصین سے حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ میری امت میں سے ستر ہزار بغیر حساب وعذاب کے جنت میں جائیں گے پوچھا گیا وہ کون ہیں؟ فرمایا وہ لوگ جو نہ داغ لگاتے ہیں اور نہ بدفالی لیتے ہیں اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ (مسلم ۵۲۳)

---

(۱) بخاری ۶۵۴۲، مسلم ۵۲۱

حضرت ابوامامہ آپ ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت کے ستر ہزار لوگوں کو جنت میں داخل فرمائیں گے اور ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے نہ ان سے حساب لیا جائے گا اور نہ ان پر کوئی عذاب ہوگا۔ اور میرے رب عزوجل کی مٹھیوں میں سے تین مٹھی لوگ بھی جنت میں جائیں گے (ترمذی ۲۴۳۷۔ ابن ماجہ۔ ۴۲۸ مسند احمد ۱۶/۴)

اور ابوبکر بن عاصم نے بھی حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو ایسا نقل کیا بسند ذیل۔

ابوبکر بن عاصم۔ تحیم۔ ولید بن مسلم۔ صفوان بن عمرو۔ ابوسلیم بن عامر۔ ابوالیمان عامر بن عبداللہ۔ ابو امامہ۔ اور طبرانی نے عتبہ بن عبد سلمی کی روایت سے ایسا نقل کیا ہے (۱)

اور طبرانی نے ایک اور طریق سے اس کو ذکر کیا ہے اس میں تین مٹھیوں کا ذکر نہیں

جنت اور دوزخ موجود ہیں ان کو پیدا کیا جا چکا ہے نہ یہ کہ وہ تا ہنوز وجود میں نہیں آئے جیسا کہ بعض اہل باطل کا خیال ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔!

اور بڑھو آپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمان اور زمین (کے برابر) ہے وہ تیار کی گئی ہے متقین کے لئے۔ (آل عمران ۱۳۳)

اور فرمایا:

سبقت کرو آپ کے رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی ایسی ہے جیسے کہ آسمان اور زمین کی چوڑائی۔ ان لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے جو ایمان لائے اللہ اور اس کے رسولوں پر، یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دیدے اور اللہ بڑے فضل والے ہیں۔ (سورۃ الحدید۔ ۲۱)

اور فرمایا ''اس آگ سے ڈرو جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے'' (آل عمران ۱۳۱)

اور آل فرعون کے بارے میں فرمایا

''وہ صبح وشام آگ پر پیش کئے جاتے ہیں اور جب قیامت قائم ہوگی تو حکم دیا جائے گا کہ آل فرعون کو سخت عذاب میں داخل کردو (سورہ غافر ۴۶)

اور فرمایا ''پس کسی نفس کو معلوم نہیں جو چھپایا گیا ہے ان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک، بدلا ان اعمال کا جو وہ کرتے تھے۔ (سورۃ سجدہ ۱۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی بشر کے دل پر اس کا خیال گزرا۔ ذخیرہ ہے اس کے سوا جو تمہیں معلوم ہے۔ پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی فلا تعلم نفس......الآیۃ۔ (۲)

صحیحین میں مالک کی روایت سے حضور ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ تم میں سے جب کوئی مرتا ہے تو اسے

(۱) بخاری ۷۵۰۵، مسلم ۵۲۳ (۲) مسلم ۵۲۳

صبح و شام اپنا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے اگر وہ جنتی ہے تو جنت میں اس کا ٹھکانا، دوزخی ہے تو دوزخ میں اس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے یہاں تک کہ قیامت میں اسے اٹھایا جائے۔(۱)

صحیح مسلم میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں۔ جنت میں جہاں چاہتی ہیں چلتی ہیں پھر عرش میں معلق فانوسوں میں آتی ہیں۔(۲)

حضرت مالک رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ مومن کی روح جنت کے درختوں میں معلق پرندے میں ہوتی ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو اپنے جسم میں لوٹا دے۔(۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد نبوی منقول ہے جنت کا احاطہ ناگواریوں نے اور دوزخ کا احاطہ شہوات نے کر رکھا ہے۔(۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب جنت کو پیدا فرمایا تو جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ جاؤ جنت کو دیکھو(۵)

اور ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب جنت کو پیدا فرمایا تو حکم دیا کہ بولو تو وہ بولی کہ مومن فلاح پا گئے۔(۶)

حضور ابو سعید رضی اللہ عنہ ارشاد نبوی نقل فرماتے ہیں کہ جنت وجہنم میں تکرار ہوئی۔(۷)

صحیحین میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے کہ بخار جہنم کی گرمی میں سے ہے۔(۸)

اور حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے جب گرمی زیادہ ہو جائے تو نماز سردی میں پڑھو کیونکہ سخت گرمی جہنم کی تپش میں سے ہے۔(۹)

صحیحین میں ہے۔ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور نیز حدیث معراج میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس رات جنت وجہنم کا مشاہدہ فرمایا۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اور دیکھا ایک اور بار پرلی حد کی بیری کے ساتھ وہاں جنت الماوی ہے(سورۃ النجم ۱۳۔۱۵)

اور سدرۃ المنتہٰی (پرلی حد کی بیری) کی صفت میں فرمایا۔ اس کے جڑوں میں سے دو نہریں ظاہر اور دو نہریں باطن نکلتی ہیں۔ اور دو باطن کی جنت میں ہیں۔(۱۰) صحیحین میں ہے مجھے جنت میں داخل کیا گیا تو دیکھا کہ لؤلؤ کی چٹانیں ہیں اور اس کی مٹی مشک ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں۔ میں جنت میں سیر کر رہا تھا کہ دیکھا کہ ایک نہر ہے جس کے دونوں طرف لولو ہیں جن کے درمیان خالی ہیں میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ جواب ملا یہ وہ کوثر ہے جو آپ کو آپ کے رب نے عطا فرمایا ہے۔(۱۱)

---

(۱) ترمذی ۲۴۳۷، ابن ماجہ ۴۲۸، مسند احمد ۴/ ۱۶ (۲) معجم ۸/ ۷۵۲۰ (۳) بخاری ۴۷۷۹، مسلم ۷۰۶۵، ابن ماجہ ۳۲۲۸ (۴) بخاری ۱۳۷۹، مسلم ۷۱۴۰، نسائی ۲۰۷۱ (۵) مسلم ۴۸۶۲، ترمذی ۳۰۱۱، ابن ماجہ ۴۲۸۰ (۶) ترمذی ۱۶۴۱، نسائی ۲۰۷۲، مسند امام احمد ۳/ ۴۵۵ (۷) مسلم ۷۰۶۱ ترمذی ۲۵۵۹ (۸) بوداود ۴۷۴۴ مستدرک حاکم ۱/ ۲۷ مسند احمد ۲/ ۱۳۰۸ (۹) اتحاف ۷/ ۵۶۳ (۱۰) بخاری ۴۸۵۰ مسلم ۷۱۰۴ (۱۱) بخاری ۳۲۶۴ مسلم ۵۷۱۵

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مناقب میں مذکور ہے کہ ﷺ نے فرمایا مجھے جنت میں داخل کر دیا گیا تو میں نے ایک محل کے ساتھ ایک لڑکی کو وضو کرتے دیکھا پوچھا تو کس کے لئے ہے۔ جواب دیا عمر کے لئے پھر میں نے محل کے اندر جانا چاہا لیکن مجھے آپ کی غیرت یاد آئی یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور کہا یا رسول اللہ میں آپ کے معاملہ میں بھی غیرت کروں گا؟ (۱)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں نے جنت میں آپ کے پاؤں کی آہٹ سنی اپنے سامنے، اس لئے مجھے وہ عمل بتاؤ جو آپ نے اسلام میں کیا ہو اور آپ کو اس کے بارے میں زیادہ امید (قبولیت کی) ہو۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، میں اپنے اس عمل سے زیادہ امید دہندہ عمل نہیں پاتا کہ میں رات دن کے کسی حصے میں جب بھی وضو کرتا ہوں اس سے کچھ نفل ضرور پڑھتا ہوں جتنا میرے مقدر میں اللہ نے لکھ دیا ہو۔ اور (راوی کہتے ہیں کہ) آپ نے مجھے رمیصاء کے بارے میں بتایا کہ آپ نے اس کو جنت میں دیکھا ہے۔ (۲)

اور صلوٰۃ الکسوف کے دن بتایا کہ جنت اور دوزخ آپ کے سامنے پیش کئے گئے اور جنت آپ کے قریب ہو گئی اور آپ نے ارادہ کیا کہ انگور کا ایک خوشہ لے لیں اور فرمایا اگر خوشہ لے لیتا تو تم لوگ رہتی دنیا تک اس میں سے کھاتے (منحۃ المعبود ۱۷۷، حلیۃ الاولیاء ۶/۲۸۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ میں نے عمرو بن لحی (وہ جس نے عرب میں بت پرستی کی داغ بیل ڈال دی تھی) کو جہنم میں اپنی آنتوں کو گھسیٹتے ہوئے دیکھا۔ (۳)

ایک اور حدیث میں ہے میں نے جہنم میں صاحب محجن کو دیکھا۔ (محجن ٹیڑھی لاٹھی کو کہتے ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں ایک آدمی تھا جسے کے پاس ٹیڑھی لاٹھی ہوا کرتی تھی۔ وہ گزرگاہوں میں بیٹھ جاتا اور گزرنے والوں کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر ان کے سامان میں سے یکے بعد دیگرے چیزیں نکالنا شروع کر دیا کرتا تھا کسی کو پتہ چلتا تو کہتا کہ بغیر ارادے کے لاٹھی آپ کے سامان میں پھنس گئی۔ (۴)

اور فرمایا

ایک عورت جہنم میں اس لئے گئی کہ اس نے بلی کو قید کر رکھا تھا یہاں تک کہ وہ مرگئی نہ اسے کھلایا نہ پلایا اور نہ آزاد چھوڑا تاکہ وہ خود زمین کے پیداوار میں سے کھائے پیئے۔ اور میں نے اسے دیکھا کہ آگ اسے جلا رہی ہے۔ (۵)

اور اس آدمی کے بارے میں بتایا جو کانٹے دار ٹہنی کو راستے سے دور کرتا تھا فرمایا میں نے اس کو دیکھا کہ اس پر جنت میں سایہ کیا جا رہا ہے۔ اور صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دوسرے الفاظ میں مروی ہے۔

اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جنت کو دیکھا تو اس میں اکثریت فقیروں کی تھی اور دوزخ کو دیکھا تو ان میں اکثریت عورتوں کی تھی۔ (۶)

حضرت انس رضی اللہ عنہ ارشاد نبوی نقل کرتے ہیں کہ اگر تم وہ دیکھتے جو میں نے دیکھا ہے تو ہنستے کم اور روتے زیادہ۔ کہا اے رسول اللہ! آپ نے کیا دیکھا؟ فرمایا جنت اور جہنم۔ (۷)

---

(۱) بخاری ۵۳۵ مسلم ۱۳۹ (۲) بخاری ۱۸۹۸ مسلم ۲۴۹۲ (۳) بخاری ۱۶۵۸ ترمذی ۳۳۶۰ (۴) بخاری ۵۲۴۷
(۵) بخاری ۱۱۴۹ مسلم ۶۲۷۴ (۶) بخاری ۶۲۳۴، مسلم ۱۲۲۷ (۷) مسند احمد ۳/۳۱۸

اور فرمایا۔ وضو کرنے والا جب وضو کے بعد تشہد پڑھتا ہے اس کے لئے جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں جس میں سے چاہے داخل ہو جائے

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (حضور ﷺ کے صاحبزادے) ابراہیم کا انتقال ہوا تو آپ نے فرمایا بلاشبہ جنت میں اس کے لئے ایک دودھ پلانے والی ہے۔(۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ مومنوں کی اولاد جنت میں ایک پہاڑی میں ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور سارہ رضی اللہ عنہا ان کی کفالت کرتے ہیں یہاں تک کہ قیامت کے دن ان کو ان کے آباء کے حوالے کریں گے۔(۲)

اور وکیع نے بھی سفیان ثوری رحمہ اللہ سے ایسا نقل کیا ہے۔ اس میں احادیث بہت ہی زیادہ ہیں اکثر کو ہم نے ذکر کیا۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اور کہا ہم نے اے آدم تو اور تیری بیوی جنت میں رہو اور اس میں جہاں چاہو کھاؤ اور اس درخت کے قریب نہ جاؤ (سورۃ البقرۃ ۳۵)

جمہور کا مذہب یہ ہے کہ یہ جنت الماوٰی کا ذکر ہے اور ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ وہ زمین میں ایک جنت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے پیدا کیا اور پھر وہاں سے نکالا۔ اور ہم نے قصہ آدم میں اس کو اس کتاب میں تفصیل سے ذکر کیا ہے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فقراء مہاجرین قیامت کے دن اغنیاء سے چالیس سال قبل جنت میں جائیں گے۔(۳)

اور ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے آدھا دن یعنی پانچ سو سال پہلے جائیں گے۔(۴)

میں کہتا ہوں اگر اس کے الفاظ محفوظ ہیں جیسا کہ ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے تو یہ فاصلہ (۵۰۰ سال) سب سے پہلے فقیر اور آخری غنی کے درمیان ہوگا اور چالیس سال سب سے آخری فقیر اور پہلے غنی کے درمیان ہوگا۔ واللہ اعلم۔

اور قرطبی نے اپنی کتاب تذکرہ میں اسی طرف اشارہ کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں اور یہ فقراء اور اغنیاء کے مختلف احوال کی وجہ سے ہوگا، ان کا اشارہ اس بات کی طرف ہے جس کو ہم ذکر کر چکے۔

زھری فرماتے ہیں کہ اھل جنت کا کلام عربی ہوگا اور ہمیں معلوم ہوا ہے کہ قیامت کے دن لوگ سریانی بولیں گے جب جنت میں جائیں گے تو عربی بولیں گے۔

کئی شوہروں والی بیوی جنت میں اس کے ساتھ ہوگی جس کے اخلاق اچھے تھے

قرطبی نے تذکرہ میں امام مالک سے نقل کیا ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اپنے والد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس اپنے شوہر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی شکایت لے آئیں تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ

---

(۱) بخاری ۶۴۴۹ مسلم ۳/۶۸۷ (۲) مسلم ۱۳۔۱۱۲ نسائی ۱۳۶۲ (۳) بخاری ۱۳۸۲ مسند احمد ۴/۲۹۷ (۲) بیہقی ۲۳۱ مستدرک حاکم ۱/۳۸۴ (۳) مسلم ۷/۳۸۸ (۴) ترمذی ۲۳۵۳

نے فرمایا اے میری بیٹی صبر کرو کیونکہ زبیر اچھے آدمی ہیں اور ہو سکتا ہے وہ جنت میں تمہارا شوہر ہو(۱)

اور مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جو آدمی کسی عورت کے ساتھ کنوارے پن میں شادی کرے تو وہ جنت میں بھی اس سے شادی کرے گا۔ ابن عربی فرماتے ہیں یہ غریب حدیث ہے۔

حضرت حذیفہ بن یمان اور حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عورت آخری شوہر کے ساتھ ہوگی، اور یہ بھی آیا ہے کہ وہ سب سے زیادہ خوش خلق کے ساتھ ہوگی۔

حضرت حمید بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا یا رسول اللہ! وہ عورت جس کے دو شوہر ہوں تو وہ جنت میں کس کے ساتھ ہوگی؟ فرمایا دنیا میں اس کے ساتھ جس کے اخلاق زیادہ اچھے تھے ان دونوں میں سے۔ پھر فرمایا اے ام حبیبہ کہ اچھے اخلاق نے دنیا و آخرت کی خیر کو حاصل کیا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے۔

تمت بحمد اللہ وعونہ

النہایۃ فی الفتن والملاحم

(۱) تذکرہ ۲/۵۷۷

فہرستِ کتب

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	قیمت
۱	تفسیر عثمانی ۲ جلدوں کا سیٹ	مولانا شبیر احمد عثمانی	800/-
۲	پنج پارہ	Net	25/-
۳	افضل الوظائف	Net	20/-
۴	پاکستانی پنج سورہ	Net	35/-
۵	بہشتی زیور قسم اوّل	مولانا اشرف علی تھانویؒ	100/-
۶	بہشتی زیور قسم دوم	مولانا اشرف علی تھانویؒ	70/-
۷	قرآن کریم نمبر ۳ قسم اوّل	Net	80/-
۸	قرآن کریم نمبر ۳ قسم دوم	Net	70/-
۹	قرآن کریم نمبر ۳ قسم اوّل مع پلاسٹک کور	Net	90/-
۱۰	قرآن نمبر ۳ دوکلر قسم اوّل (حنا)	Net	115/-
۱۱	قرآن کریم نمبر ۳ دوکلر قسم اوّل (حنا) پلاسٹک کور	Net	125/-
۱۲	میاں بیوی کے حقوق	از مولانا مفتی عبدالغنی	15/-
۱۳	آدابِ زندگی	از مولانا اشرف علی تھانوی	35/-
۱۴	گنجینہ معلومات (اسلام کے ہر پہلو و دیگر معلومات پر سوال جواب)	از محمد زید (ایم ایس سی)	60/-
۱۵	زاہدوں کے واقعات	از امام ابی بکر عبداللہ بن محمد بن ابی الدنیا قرشی بغدادی	75/-
۱۶	سائنسی انکشافات (قرآن وحدیث کی روشنی میں)	از مولانا ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری	70/-
۱۷	مومنات کا قافلہ اوران کا کردار	از عبداللہ بدران	65/-
۱۸	گلستانِ مومنات	از موسیٰ الاسود	45/-
۱۹	آہ وزاری (تاریخ اسلام کے اہم واقعات)	از عبداللہ بن احمد بن قدامہ المقدسی	100/-
۲۰	قرآنی معلومات اور تحقیق	از امام ابی عمرو عثمانی بن سعید الدانی	60/-
۲۱	اسلام کے بنیادی احکام	از مولانا محمد اشرف علی تھانوی	80/-
۲۲	مرنے کے بعد کیا ہوگا؟	از مولانا عاشق الٰہی بلندی شہری	45/-
۲۳	خواب (ایک دلچسپ اور پراسرار کائنات)	محمد رمضان فاروقی	30/-
۲۴	اولاد کی تربیت (قرآن وحدیث کی روشنی میں)	احمد خلیل جمعہ	150/-
۲۵	پیامِ اقبال بنام نوجوانِ ملّت	سیّد قاسم محمود	70/-
۲۶	کائنات اور اس کا انجام (قرآن اور سائنس کی روشنی میں)	پروفیسر ڈاکٹر فضل کریم	80/-
۲۷	قرآن کے جدید سائنسی انکشافات	پروفیسر ڈاکٹر فضل کریم	100/-
۲۸	اسلام میں عبادت کا حقیقی مفہوم	ڈاکٹر یوسف القرضاوی	125/-
۲۹	حیاتِ انبیائے کرام بزبانِ قرآن	نگہت نذیر	150/-

۳۰	تلخیص مقدمہ ابن خلدون	نادم سیتاپوری	125/-
۳۱	امام ابوحنیفہؒ حیات فکر اور خدمات	محمد طاہر منصوری، عبدالحی ابڑو	125/-
۳۲	اسلامی معلومات (انسائیکلوپیڈیا)	پروفیسر رفیع اللہ شہاب	60/-
۳۳	مسلمان بچوں کے 4000 حسین و جمیل نام	امتیاز علی	50/-
۳۴	بچے کی تربیت (اسلامی تعلیمات کی روشنی میں)	ڈاکٹر ام کلثوم	60/-
۳۵	انبیائے کرام (مولانا ابوالکلام آزاد کے مقالات)	غلام رسول مہر	120/-
۳۶	خانہ کعبہ کے معمار اوّل حضرت ابراہیم علیہ السلام	علامہ عباس محمد العقاد المصری	100/-
۳۷	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور ان کی علمی خدمات	ڈاکٹر ثریا ڈار	100/-
۳۸	تجدید فکریات اسلام	ڈاکٹر وحید عشرت	100/-
۳۹	آسیبی اثرات سے حفاظت کی چند کارگر دعائیں	مطلوب احمد قاسمی	30/-
۴۰	اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش	پروفیسر سلیم چشتی	50/-
۴۱	آخرت کی زندگی	مولانا ابوالکلام آزاد	15/-
۴۲	محمد بن قاسمؒ سے اورنگ زیبؒ تک	پروفیسر سعید الحق	160/
۴۳	مغرب کا عروج اور متوقع زوال	ڈاکٹر محمد امین	150/-
۴۴	عقلیات ابن تیمیہؒ	مولانا محمد حنیف ندویؒ	120/-
۴۵	محاضرات قرآنی (قرآن کریم کی تاریخی اہمیت)	ڈاکٹر محمود احمد غازی	140/-
۴۶	افکار ابن خلدون	مولانا محمد حنیف ندویؒ	120/-
۴۷	۱۸۵۷ء پہلی جنگ آزادی (واقعات و حقائق)	میاں محمد شفیع	120/-
۴۸	یہ باتیں بھی قرآن میں ہیں	میاں محمد افضل	160/-
۴۹	سیرۃ القرآن	سیّد معروف شاہ شیرازیؒ	100/-
۵۰	حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ۱۰۰ قصے	شیخ محمد صدیق منشاوی	35/-
۵۱	حضرت عمر فاروقؓ کے ۱۰۰ قصے	شیخ محمد صدیق منشاوی	35/-
۵۲	حضرت عثمان غنیؓ کے ۱۰۰ قصے	مولانا خرم یوسف	35/-
۵۳	حضرت علی مرتضیٰؓ کے ۱۰۰ قصے	شیخ محمد صدیق منشاوی	35/-
۵۴	حضرت حسن اور حسین کے ۱۰۰ قصے	ابن سرور محمد اویس	35/-
۵۵	احادیث رسول سے منتخب ۶۰ ساٹھ دلچسپ واقعات	محمد بن حامد بن عبدالوہاب	60/-
۵۶	آنحضرتؐ کے بیان فرمودہ سبق آموز واقعات	طلعت عفیفی محمد سالم	85/-
۵۷	خاندان نبویؐ کے چشم و چراغ	ابن سرور محمد اویس	70/-
۵۸	تعلیمات شرعیہ کی روشنی میں محبت کی حقیقت اور تقاضے	علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی	165/-
۵۹	آداب اعمال اور دعائیں	مولانا احمد عمر خاں	40/-

۸۸	قرب الٰہی کے دو مراتب	ڈاکٹر اسرار احمد	35/-
۸۹	اسلام کی نشاۃ ثانیہ	ڈاکٹر اسرار احمد	15/-
۹۰	حقیقت ایمانی	ڈاکٹر اسرار احمد	60/-
۹۱	مسلمانوں کی سیاسی وملی زندگی کے رہنما اصول	ڈاکٹر اسرار احمد	25/-
۹۲	دنیا کی عظیم ترین نعمت قرآن حکیم	ڈاکٹر اسرار احمد	16/-
۹۳	نور فطرت اور نور وحی	ڈاکٹر اسرار احمد	16/-
۹۴	نیکی کی حقیقت	ڈاکٹر اسرار احمد	15/-
۹۵	ختم نبوت کے دو مفہوم اور تکمیل رسالت کے عملی تقاضے	ڈاکٹر اسرار احمد	20/-
۹۶	عید الاضحیٰ اور فلسفۂ قربانی	ڈاکٹر اسرار احمد	25/-
۹۷	صبر و مصابرت	ڈاکٹر اسرار احمد	16/-
۹۸	اثبات آخرت کے لئے قرآن کا استدلال	ڈاکٹر اسرار احمد	25/-
۹۹	علامہ اقبال کی آخری خواہش	ڈاکٹر اسرار احمد	20/-
۱۰۰	حب رسولؐ	ڈاکٹر اسرار احمد	16/-
۱۰۱	مسلمان امتوں کا ماضی حال مستقبل	ڈاکٹر اسرار احمد	45/-
۱۰۲	اسوۂ رسول اکرم	ڈاکٹر اسرار احمد	36/-
۱۰۳	عیسائیت اور اسلام	ڈاکٹر اسرار احمد	22/-
۱۰۴	اسلامی حکومت کا فلاحی تصور	ڈاکٹر اسرار احمد	60/-
۱۰۵	قرآن اور امن عالم	ڈاکٹر اسرار احمد	15/-
۱۰۶	ایمان اور اس کے ثمرات	ڈاکٹر اسرار احمد	25/-
۱۰۷	تعمیر سیرت کی اساسات اور قرآن کا انسان مطلوب	ڈاکٹر اسرار احمد	20/-

نوٹ: اگر آپ کو مناسب قیمت پر عمدہ اور دیدہ زیب اشاعت وطباعت کرانا ہو تو آپ ہم سے رابطہ قائم کیجئے۔

اریب پبلیکیشنز

1542، پٹودی ہاؤس، دریا گنج، نئی دہلی فون: 23282550

AREEB PUBLICATION

1542, PATAUDI HOUSE, DRAYA GANJ, NEW DELHI- 2

PHONE : 23282520
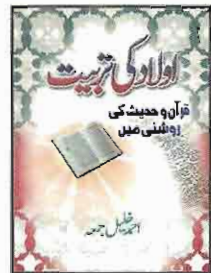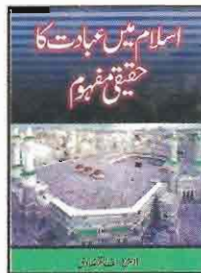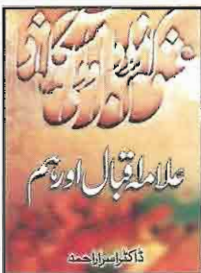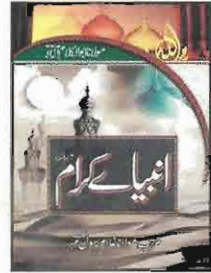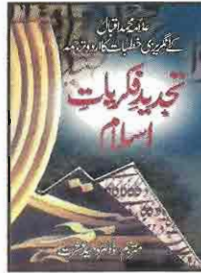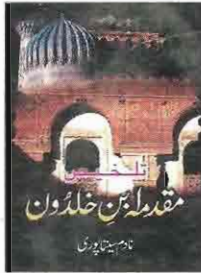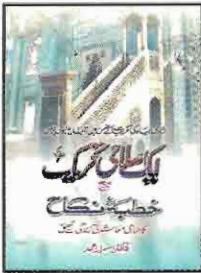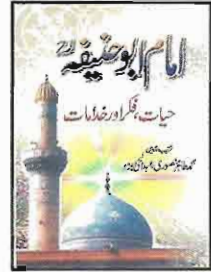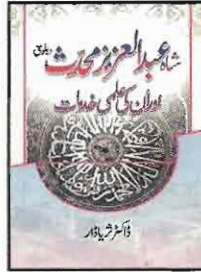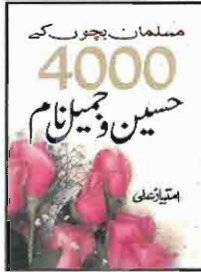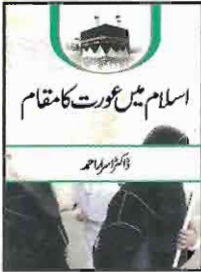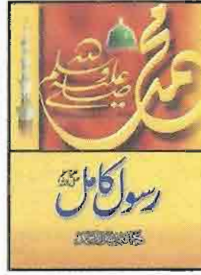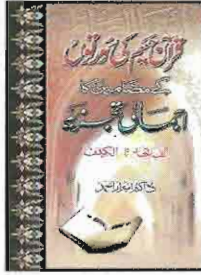
Areeb Publications

1542, Pataudi House, Darya Ganj, New Delhi-2 (India)

Ph : 23282550 Tel-Fax : 91-11-23267510

e-mail : apd@bol.net.in

Rs.195/-